بحار الانوار

۱۱

در حالات

حضرت امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام

مؤلف

علامہ محمد باقر مجلسی

ترتیب و تدوین

اے۔ ایچ۔ رضوی

محفوظ بک ایجنسی
مارٹن روڈ کراچی
Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk
محفوظ
MBA

نام کتاب: .... بحار الانوار۔ جلد یازدہم
مؤلف: .... علامہ باقر مجلسیؒ
ترتیب و تدوین: .... اے۔ ایچ۔ رضوی
تاریخ اشاعت: .... بار اول۔ اگست ۱۹۹۲ء،
بار دوم۔ مئی ۱۹۹۸ء،
بار سوم۔ جنوری ۲۰۰۷ء
مطبع: .... ذکی آرٹ پریس، کراچی
ترجمہ: .... سید حسن امداد ممتاز الافاضل
تعداد: ۵۰۰

ناشر

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی

MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق کتاب "بحار الانوار" طبع جدید کی جلد ۵۱ مشتمل بر حالات حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا اردو ترجمہ پہلی بار ہدیۂ ناظرین ہے اس کے بعد جلد ۵۲ اور جلد ۵۳ بھی آپؑ ہی کے حالات سے متعلق ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ ان کے بھی ترجمے ہدیۂ ناظرین کیے جائیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں انڈیلنے کی کوشش کرے۔ اول تو انڈیلتے وقت کچھ نہ کچھ گر جائیگا اور اگر بڑی احتیاط برتی گرنے نہ دیا تو پہلی شیشی میں کچھ لپٹا ہوا تو ضرور رہ جائیگا یعنی پورے کا پورا عطر دوسری شیشی میں منتقل نہیں ہو سکتا۔

یہی حال ترجمے کا ہے، مترجم کتنی ہی کوشش کرے اور احتیاط سے کام لے ایک زبان کا پورا پورا مفہوم دوسری زبان میں ادا ہونا مشکل ہے اور وہ بھی آیات قرآنی، احادیث رسولؐ اور اقوال ائمہ معصومین علیہم السلام، جن کے مفاہیم کا مع اپنے تمام اعماق و بطون کے کسی ترجمے میں سمٹ آنا تو ممکن ہی نہیں۔ اگر یہ ممکن ہوتا تو نمازوں میں سورہ ہائے قرآنی کی قرأت لازم نہ قرار دی جاتی، بلکہ اس کا ترجمہ ہی پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا۔

بہر حال کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ صاف و شستہ ہو اپنے متن کے دامن سے وابستہ رہے اور اپنے پڑھنے والوں کو اصل تک پہنچنے میں مدد معاون ثابت ہو۔

"وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ"

والسلام۔ سید حسن امداد۔ ممتاز الافاضل

کتابیات

قرب الاسناد	علل الشرائع	بلد الامین
بشارۃ المصطفیٰ	دعائم الاسلام	امالی الصدوق
فلاح السائل	عقائد	تفسیر امامؑ
ثواب الاعمال	عدت	امالی الشیخ
احتجاج	اعلام الوریٰ	تمحیص
مجالس المفید	عیون والمحاسن	عمدۃ
فہرست النجاشی	غرر والدرر	مصباح الشریعہ
جامع الاخبار	غیبۃ الشیخ	مصباحین
جمال الاسبوع	غوالی اللئالی	معانی الاخبار
جنت	تحف العقول	مکارم الاخلاق
فرحت الغری	فتح الابواب	کامل الزیارۃ
کتاب الاختصاص	تفسیر علی بن ابراہیم	منہاج
منتخب البصائر	تفسیر فرات بن ابراہیم	مہج الدعوات
عدد	کتاب الروضہ	عیون اخبار الرضاؑ
سرائر	کتاب العتیق الغروی	تنبیہ الخاطر
محاسن	مناقب ابن شہر آشوب	کتاب نجوم
ارشاد	قبس المصباح	کفایہ
کشف الیقین	قضاء الحقوق	نہج البلاغہ
تفسیر عیاشی	اقبال الاعمال	غیبۃ النعمانی
قصص الانبیاء	دروع	ہدایت
استبصار	کمال الدین	تہذیب
مصباح الزائر	کافی	خرائج
صحیفۃ الرضاؑ	رجال الکشی	توحید
فقہ الرضاؑ	کشف الغمہ	بصائر الدرجات
ضوء الشہاب	مصباح الکفعمی	طرائف
روضۃ الواعظین	کنز جامع الفوائد	فضائل
صراط المستقیم	تاویل الآیات الظاہرہ	کتاب الحسین بن سعید
امان الاخطار	معا	اولکتابہ والنوادر
طب الائمہ	خصال	من لا یحضرہ الفقیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ للہ والصلوٰۃ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مکتب تشیع نے علوم اسلامی اور اس کے متعلقات میں جو گراں قدر اضافہ کیا ہے اس کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ شیعہ علماء نے ہر موضوع اور ہر عنوان پر مستند اور معتبر تحریریں ورثہ میں چھوڑی ہیں۔

علامہ محمد باقر مجلسیؒ ہمارے اکابر علماء میں سے ایک بہت واضح و روشن شخصیت ہیں جو علمی حیثیت سے اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ تحقیق و تصنیف میں گذرا اور کتاب "بحار الانوار" آپ کے قلمی کارناموں کا ایک نادر شاہکار ہے۔ جس کی دس جلدیں آسان اور سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کرانے کے بعد ہدیۂ ناظرین کی جا چکی ہیں۔

زیر نظر جلد ۱۱ وارثِ ولایت و خلافت و امامت حضرت امام مہدی صاحب الامر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال پر مشتمل ہے۔ ترجمہ اگرچہ بقول مترجم "حق مفہوم کہاں ادا کر سکتا ہے" تاہم جناب مولانا سید حسن امداد صاحب مدظلہ نے جس باریک بینی اور قدرتِ تحریر سے اس کتاب "بحار الانوار عربی" کے تراجم پیش کیے ہیں اُن کو تخلیق کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

حضرت امام صاحب الامر علیہ السلام کے حالاتِ مبارک پر ترجمہ خاصا ضخیم ہوگیا ہے اس سبب سے کتاب ہذا کو دو جلدوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ جلد حصہ اول ہے۔ حصہ دوم بھی انشاء اللہ صاحبانِ ذوق کی تسکین کے لیے بہت جلد پیش کیا جائے گا۔

ہمارے ادارے کی یہ بنیادی کوشش رہی ہے کہ ہم مکتب تشیع کی مشہور و معروف کتب کو معتبر علماء کے تعاون سے عام فہم اُردو زبان میں تراجم پیش کرتے رہے ہیں۔

بحمد اللہ ہم اس سعیِ جمیلہ میں کامیاب و کامران ہیں اور مقدور بھر جد و جہد میں معروف ہیں۔ یہ امر یقیناً قابلِ ذکر ہے کہ ولایت و امامت کے پروانے گروہِ شیعہ کے باذوق افراد میں کتبِ امامیہ کے مطالعے اور خریداری کا شوق روز افزوں ترقی کی منازل کی جانب گامزن ہے اور یہ احسن اقدام ہمارے مصنفین کے لیے باعثِ تقویت ہے ہماری گذارش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ قارئین کرام اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نظر انداز نہ فرمائیں گے۔ اپنی آراء ہم تک پہنچا کر ممنون فرمائیں گے۔

والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

ناچیز سیّد عنایت حسین رضوی

سوئے کعبہ میں اذانِ صبح کا تارہ چمکا ۔ بارہواں بُرجِ امامت کا ستارہ چمکا

بحار الانوار (عربی جلد ۵۲) (جلد یازدہم)

در حالاتِ حضرت امام العصر صاحب الامر علیہ السلام عجّل اللہ فرجہ

باب سوم

وہ احادیث جو حضرت امام حسن و امام حسین سے مروی ہیں

باب چہارم

وہ احادیث جو حضرت امام علی بن الحسین سے مروی ہیں

باب پنجم

وہ احادیث جو حضرت امام محمد باقر سے مروی ہیں

باب (۶) ششم

وہ احادیث جو حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہیں

باب (۷) ہفتم

وہ احادیث جو امام موسیٰ کاظم سے مروی ہیں

باب (۸) ہشتم

وہ احادیث جو امام علی رضا سے مروی ہیں

باب (۹) نہم

وہ احادیث جو امام محمد تقی سے مروی ہیں

باب (۱۶) شانزدہم

حالات سفراء امام قائم علیہ السلام

باب (۱۷) ہفدہم

سفارت اور نوابیت کے چند جھوٹے دعویدار

جلد ۵۲ (عربی)

باب (۱۸) ہژدہم

وہ لوگ جو آپؑ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے

باب ۱۹ نوزدہم

سعد بن عبداللہ کی امامؑ سے ملاقات اور مسائل کا حل

باب ۲۰ بستم

غیبت کے وجوہ و اسباب

باب ۲۱ بست و یکم

باب ۲۲ بست و دوم

غیبتِ امام زمانہؑ میں شیعوں کے فرائض

بِحارُ الاَنوار

باب اوّل

ولادت اور مادرِ گرامی کے حالات

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

باب اوّل

ولادت اور مادرِ گرامی کے حالات

(۱) تاریخِ ولادت

کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام عصرؑ عجل اللہ فرجہٗ ۱۵ر شعبان ۲۵۵ھ ہجری میں تولد ہوئے۔ (کافی)

(۲) اسمِ گرامی

ابن عصام نے کلینیؒ سے، انھوں نے علّان رازی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز کو حمل قرار پایا تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ میں تمھیں فرزندِ نرینہ کے حمل کی خبر دیتا ہوں اور اس فرزند کا نام محمّدؑ ہے۔ یہی میرے بعد امام قائمؑ ہوگا۔ (اکمال الدین)

(۳) حالِ ولادت بروایت حضرت حکیمہؒ

کتاب اکمال الدین میں ابن الولید نے محمّد عطّار سے اس نے حسین بن رزق اللہ سے، اس نے موسیٰ ابنِ محمّد بن القاسم بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حکیمہؒ بنتِ محمّدؑ ابنِ علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمّدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ ابنِ ابی طالبؑ (علیہم السّلام) نے بیان کیا کہ حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایک آدمی بھیج کر مجھے بلوایا اور کہا: پھوپھی جان آج رات آپ ہمارے پاس افطار کریں۔ یہ شبِ نیمۂ شعبان ہے آج کی شب اللہ تعالیٰ اپنی حجّت کو ظاہر فرمائے گا، جو ساری زمین پر حجّتِ خدا ہوگا۔

میں پوچھا، کس کنیز کے بطن سے ؟

آپؑ نے فرمایا : " نرجس "۔

میں نے کہا : واللہ ! مگر اس میں تو مجھے کچھ آثار نظر نہیں آرہے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: ایسا ہی ہے‘‘ جیسا میں نے کہا ہے۔

اتنے میں نرجسؑ خاتون بھی آگئیں اور سلام کر کے بیٹھ گئیں اور میرے موزے اُتارتے ہوئے بولیں: اے میری سیّدہ کیسا مزاج ہے ؟

میں نے کہا: لیکن میری اور میرے سارے خاندان کی سیّدہ تو اب تم ہو۔

نرجس خاتونؑ نے کہا: پھوپھی جان ! آپ یہ کیا فرما رہی ہیں ؟

میں نے کہا : بیٹی آج کی شب تمہارے بطن سے اللہ تعالیٰ ایک ایسا فرزند پیدا کرے گا جو دنیا و آخرت کا سیّد و سردار ہوگا۔ یہ سن کر وہ کچھ شرما سی گئیں اور بیٹھ گئیں۔

الغرض جب میں نے شب کو نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر افطار کیا اور اپنے بستر پر چلی گئی ۔ پھر نصف شب گذر نے کے بعد اٹھی اور نمازِ شب سے فارغ ہوئی تو دیکھا کہ نرجس خاتونؑ سو رہی ہیں۔ اُن میں کوئی بات نظر نہیں آرہی ہے تو میں تعقیبات کے لیے بیٹھ گئی، پھر اپنے بستر پر جا کر سو گئی تھوڑی دیر کے بعد پھر بیدار ہوئی اور اُٹھ کر دیکھا تو نرجس خاتونؑ ابھی سو رہی تھیں مگر ذرا دیر میں وہ بھی اُٹھیں اور انھوں نے بھی نمازِ شب ادا کی ۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے کہ (جب ابھی تک کوئی آثارِ وضعِ حمل نظر نہ آئے تو) میرے دل میں شکوک پیدا ہوئے کہ اتنے میں حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی تعجیل نہ کیجیے وقت قریب ہی ہے ۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے سورۂ حٰمٓ سجدہ اور سورۂ یٰسٓ کی تلاوت شروع کی ۔ ابھی میں تلاوت کر ہی رہی تھی کہ نرجسؑ خاتون نیند سے چونک کر اُٹھ بیٹھیں اور گھبرا کر میری طرف دوڑیں اور مجھ سے لپٹ گئیں ۔ میں نے کہا: تم پر بسم اللہ کا سایہ رہے کیا تم کچھ محسوس کر رہی ہو ؟

اُنھوں نے کہا: جی ہاں، اے پھوپھی جان !

میں نے کہا : پریشان نہ ہو، اپنے دل کو مضبوط رکھو، میں نے جو کہا تھا یہ وہی ہے ۔

جناب حکیمہؑ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد جیسے کسی نے مجھ پر غنودگی طاری کر دی اور اُدھر ولادت ہو گئی ۔ آنکھ کھلی تو میں نے محسوس کیا کہ میرا شہزادہ، میرا سیّد و سردار پیدا ہو چکا ہے میں نے کپڑا اُٹھا کر دیکھا کہ وہ اپنے اعضائے سجدہ زمین پر رکھے ہوئے سجدۂ خالق میں ہیں ۔ میں نے بڑھ کر انھیں اُٹھا لیا اور سینے سے لگا لیا اور دیکھا تو وہ بالکل پاک صاف، طاہر و مطہّر ہیں ۔ اتنے میں حضرت ابو محمّد

امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی کہ پھوپھی جان ! میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے ۔

میں لیکر گئی تو آپ نے ان کو لے لیا اور ان کے دونوں پاؤں اپنے سینے پر رکھے، اپنی زبان ان کے دہن میں دیدی اور اُن کی آنکھوں، کانوں اور تمام جوڑ و بند پر اپنا ہاتھ پھیرا ۔ پھر فرمایا: اے فرزند کلام کرو ۔ اُنھوں نے کہا :

" اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ "

اس کے بعد اُنھوں نے امیر المومنینؑ اور تمام اَئمّۂ طاہرینؑ پر نام بنام دُرود بھیجا تا اینکہ اپنے پدرِ بزرگوار پر دورد بھیج کر ٹھہر گئے ۔

امام ابو محمّد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان ! ان کو لے جائیے تاکہ یہ اپنی ماں کو سلام کرلیں اور پھر میرے پاس ہی واپس لے آئیے ۔

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ میں لیکر گئی، انھوں نے اپنی ماں کو سلام کیا ۔ پھر انھیں واپس لائی اور حضرت ابو محمّدؑ کے سامنے لِٹا دیا ۔ آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان ساتویں دن پھر تشریف لائیں مگر میں دوسرے ہی دن پھر حضرت ابو محمّدؑ کو سلام کے لیے گئی اور پردہ اٹھایا کہ اپنے نومولود شہزادے کو دیکھوں، مگر وہ نظر نہ آئے ۔ میں نے حضرت ابو محمّدؑ سے دریافت کیا کہ شہزادہ کہاں ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان ! میں نے اُن کو اُس ذات کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو کیا تھا ۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے کہ ساتویں دن میں پھر حضرت ابو محمّدؑ کے پاس آئی، سلام کیا اور بیٹھ گئی ۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جائیے اور میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے ۔

میں گئی اور ایک کپڑے کے پارچے میں لپیٹ کر انھیں لے آئی، تو آپؑ نے پھر وہی کیا جو پہلے کر چکے تھے، اپنی زبان اُن کے دہن میں دی جیسے انھیں دودھ یا شہد پلا رہے ہوں ۔

پھر فرمایا : اے فرزند ! کلام کرو ۔

شہزادے نے کہا: " اَشہد ان لا الٰہ الا اللہ " پھر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور محمّدؐ و علیؑ اور پھر تمام اَئمّۂ طاہرینؑ پر نام بہ نام درود بھیجتے ہوئے اپنے پدرِ بزرگوار پر درود بھیج کر رُک گئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ

فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○ . . . . . . (سورہ القصص آیت ۵،۶)

راوی (موسیٰ) کا بیان ہے کہ میں نے جناب حکیمہؑ کی اس روایت کے بارے میں عقبہ خادم سے تصدیق چاہی تو اُس نے کہا: جی ہاں جناب حکیمہؑ نے صحیح بیان فرمایا ہے۔

(اکمال الدین)

(۴) سنہ ولادت

جعفر بن محمد بن مسرور نے حسین بن محمد بن عامر سے انھوں نے معلی ابن محمد سے روایت کی ہے کہ جب زبیری قتل کر دیا گیا تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کی ایک تحریر آئی کہ یہ سزا ہے اُس کی جو اللہ کے اولیاء کے بارے میں اللہ پر افترا پردازی کرتا ہے۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ مجھے قتل کر دے گا جب کہ ابھی میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ مگر اس نے اللہ کی قدرت کو کیسا پایا؟

الغرض اس کے بعد ۲۵۶ سنہ ہجری میں آپؑ کے یہاں ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام م ح م د رکھا۔ (غیبۃ الشیخ - اکمال الدین)

(۵) تاریخ و سنہ ولادت

ابن عصام نے کلینیؒ سے اُنھوں نے علی بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام ۱۵ شعبان ۲۵۵ سنہ ہجری میں تولد ہوئے۔

(اکمال الدین)

(۶) کاش اِذنِ کلام ہوتا

ماجیلویہ و عطار نے محمد عطار سے اُنھوں نے حسین بن علی (نیشاپوری) سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفرؑ سے انھوں نے شاری سے اور اُنھوں نے نسیم و ماریہ (دونوں کنیزوں) سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صاحب الزمان علیہ السلام بطنِ مادر سے تولد ہوئے تو دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور شہادت کی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف بلند کیں پھر آپؑ کو چھینک آئی تو فرمایا:

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ

" زعمت الظلمۃ أن حجۃ اللہ داحضۃ ولو أذن لنا فی الکلام لزال الشک " (ظالموں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ حجتِ خدا مٹ

جائے گی، اور اگر مجھے اذنِ کلام ہوتا تو لوگوں کے سارے شک دور ہو جاتے۔) (اکمال الدین)

★ علان نے بھی محمد عطار سے اِسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۷) چھینک موت سے امان کی نشانی ہے

ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ نسیم نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت کے بعد ایک رات کو جب میں آپ کے پاس گئی تو اتفاقاً مجھے چھینک آ گئی۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: " یَرْحَمُكِ اللہ "۔ نسیم کہتی ہے کہ یہ سن کر میں نے بڑی خوشی محسوس کی تو آپؑ نے فرمایا: کیا میں تجھے چھینک کے متعلق خوشخبری سناؤں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: "یہ چھینک موت سے تین دن تک امان کی نشانی ہے"۔

(اکمال الدین)

(۸) چھینک کے متعلق خوشخبری

کلینیؒ نے نسیم خادمہ سے مرفوعاً (اڑتی ہوئی) روایت کی ہے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت کے دس شبوں کے بعد میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اتفاقاً مجھے چھینک آ گئی۔

آپؑ نے فرمایا " یَرْحَمُكِ اللہ "۔

یہ سن کر میں نے فرحت محسوس کی۔ تو فرمایا: سنو! میں تم کو چھینک کے متعلق ایک خوشخبری سناؤں۔ وہ یہ کہ " یہ چھینک موت سے تین دن تک امان کی نشانی ہے"۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۹) عقیقۂ ولادت پر دس ہزار رطل روٹی تقسیم کی گئی

ماجیلویہ و ابن متوکل و عطار اِن سب نے اسحاق بن ریاح بصری سے، اُنھوں نے ابو جعفر عمری سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں شہزادہ (صاحب الزمان علیہ السلام) تولد ہوئے تو آپؑ نے فرمایا کہ ابو عمرو کے پاس آدمی بھیجو۔

جب آدمی گیا اور وہ آگئے تو آپؑ نے فرمایا کہ دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت خرید کر اُسے تقسیم کردو۔
راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد آتا ہے کہ آپؑ نے بنی ہاشم پر تقسیم کرنے کے لیے فرمایا تھا۔
اور آپؑ نے ان کا عقیقہ بھی اتنی اتنی بکریوں پر کیا۔ (اکمال الدین)

(۱۰) نزولِ ملائکہ

ماجیلویہ نے محمد عطار سے اور اُنھوں نے ابو علی خیزرانی سے روایت کی ہے کہ اُن کی ایک کنیز تھی جسے اُنھوں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس بطورِ ہدیہ بھیجا تھا۔ مگر جعفر کذاب نے جب آپ کے گھر پر لوٹ مار مچائی تو وہ کنیز جعفر کے قبضے سے بھاگ کر پھر اُس کے پاس آگئی اور اُس نے اُسی سے عقد کرلیا۔

ابو علی کہتا ہے کہ اُس کنیز کا بیان ہے کہ میں حضرت صاحب الزمان کی ولادت کے وقت وہاں موجود تھی۔ اُن کی والدہ کا اسمِ گرامی صیقل تھا۔ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے اُس سے بتادیا تھا کہ میرے اہل وعیال پر کیا کیا حادثات رونما ہوں گے۔ تو صیقل نے آپؑ سے التجا کی کہ آپؑ دعا فرمائیں کہ میں آپؑ سے پہلے ہی مرجاؤں۔ چنانچہ وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کی حیات میں ہی دنیا سے کوچ کر گئیں۔ اور اُن کی قبر پر ایک لوح نصب ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ:

" ھٰذِہٖ اُمُّ مُحَمَّدٍ "

ابو علی کا بیان ہے کہ میں نے اس کنیز کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس کنیز نے دیکھا کہ آپؑ کے جسدِ مبارک سے ایک نور ساطع ہے جو افقِ سماء تک جارہا ہے اور کچھ طائرانِ سفید فضاؤں سے اُتر کر آپ کے سر، چہرے اور جسد پاک سے اپنے بازوؤں کو مسح کررہے ہیں۔ میں نے جاکر یہ قصہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کو سنایا۔ آپؑ مسکرائے، پھر فرمایا: یہ سب آسمان کے فرشتے ہیں جو اُن سے ابھی برکتیں حاصل کرنے کے لیے اُترے ہیں اور جب ان کا ظہور ہوگا تو یہی ان کے ناصر و مددگار ہوں گے۔ (اکمال الدین)

(۱۱) ولادت کے تیسرے دن اصحاب کو زیارت اور ان کی امامت وخلافت پر نص

ابن متوکل نے حمیری سے، اُنھوں نے محمد بن احمد علوی سے، اُنھوں نے ابی غانم خادمِ حضرت ابو محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب

حضرت صاحب الزمان تولد ہوئے تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے انھیں اپنے اصحاب کو لاکر دکھایا اور فرمایا: "یہی تمھارے امام اور میرے بعد تم پر میرے خلیفہ و نائب ہیں۔ یہی وہ قائم ہیں جن کے انتظار میں لوگوں کی گردنیں ان کی طرف اُٹھیں گی اور جب ساری زمین ظلم وجور سے پُر ہوجائے گی تو یہ ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ (اکمال الدین)

(۱۲) دخترِ شاہِ روم نرجس خاتونؑ کے حالات

راویوں کی ایک جماعت نے ابو المفضل شیبانی سے اُنھوں نے محمد بن بحر بن سہل شیبانی سے روایت کی ہے کہ بشر بن سلیمان بردہ فروش جو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں سے تھا اور حضرت ابو الحسن اور حضرت ابو محمد علیہما السلام کے دوستداروں میں سے تھا اور سرّمن رائے میں ان دونوں حضرات کا پڑوسی بھی تھا، نے بیان کیا کہ ایک دن میرے پاس کافور خادم آیا اور کہا کہ مولا ابو الحسن علی بن محمد (امام علی نقی) علیہ السلام نے تم کو بلایا ہے تو میں گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے بشر! تم انصار کی اولاد میں سے ہو اور تم لوگوں کو موالات اور دوستی سلف سے خلف تک وراثتاً منتقل ہوتی جارہی ہے اور تم ہم اہلِ بیت کے معتمد اور قابلِ بھروسہ ہو، تو آج میں تمھیں مزید ایک فضیلت و شرف سے نوازنا چاہتا ہوں کہ جس کے سبب تم ہمارے شیعوں میں دوستی و موالات کے اعتبار سے سب سے بڑھ جاؤ گے، یہ رازداری کی بات ہے۔ میں تمھیں ایک کنیز خریدنے کے لیے روانہ کررہا ہوں۔

پھر آپؑ نے رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک خط لکھا، اُس پر اپنی مہر لگائی پھر ایک زرد رنگ کی تھیلی نکالی جس میں دو سو بیس دینار تھے اور فرمایا، یہ خط اور یہ تھیلی لو اور فلاں دن قبل از دوپہر فرات کے پُل پر پہنچ جاؤ، جب تم پہنچو گے تو ایک جانب چند کشتیاں اسیروں کی نظر آئیں گی اُن میں چند کنیزیں بھی ہوں گی، وہاں بنی عباس کے عمائدین کے وکلاء اور کچھ عرب کے نوجوان بحیثیتِ خریدار تم کو ملیں گے۔ تم عمرو بن یزید بردہ فروش کے سامنے ذرا دور دن بھر کے لیے کھڑے ہوجانا، اسی اثناء میں وہ خریداروں کو دکھانے کے لیے ایک کنیز کو لائے گا جوان صفات کی ہوگی اور گف بُنے ہوتے حریر کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوگی اور خریداروں کے سامنے جانے اور ان کے ہاتھ لگانے اور چھونے سے انکار کرتی ہوگی، ایک باریک پردے کے پیچھے بیٹھی ہوئی اپنی رومی زبان میں فریاد کررہی ہوگی اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کہتی ہوگی۔ وہ یہ کہتی ہوگی کہ:

"ہائے میری پردہ دری" اور بعض خریدار کہیں گے کہ ہم اس کے تین سو دینار دیں گے کیونکہ یہ بہت زیادہ پاکدامن معلوم ہوتی ہے اسی لیے ہمیں مرغوب ہے لیکن وہ کنیز کہے گی کہ اگر تو سلیمانؑ بن داؤدؑ یا ان کے مثل کوئی اور بادشاہ بھی بن کر آجائے تو مجھے تو اس وقت بھی پسند نہیں ہوگا۔ اپنی کو تو اپنے پاس رکھ۔ اور بردہ فروش یہ کہے گا کہ میں کب تک تجھے فروخت نہ کروں گا، بالآخر تجھے فروخت کرنا ہی پڑے گا۔ لیکن کنیز کہے گی کہ تجھے جلدی کیوں ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ میں اپنے لیے ایسا خریدار منتخب کرلوں جس کی وفاداری اور امانتداری پر میرا دل مطمئن ہو۔

اس وقت تم اپنی جگہ سے اُٹھنا۔ عمرو بن یزید بردہ فروش کے پاس جانا اور اُس سے کہنا کہ میرے پاس رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک مردِ شریف کا ایک خط ہے جس میں اُس نے اپنے کرم ووفا وشرافت اور سخاوت کو بیان کیا ہے، تم یہ خط اس کنیز کو دیدو تاکہ وہ اس صاحبِ خط کے اخلاق وعادات کے متعلق غور کرے، اگر وہ اُس کے ہاتھ فروخت ہونے پر راضی ہو جائے تو میں اُس مردِ شریف کا وکیل ہوں اسے خرید لوں گا۔

بشر بن سلیمان کا بیان ہے کہ اس کنیز کے متعلق حضرت ابوالحسن علیہ السّلام نے جو کچھ حکم دیا تھا میں نے اس کی پوری پوری تعمیل کی۔ اُس کنیز نے آپ کے خط کو دیکھا تو زار وقطار رونے لگی اور عمرو بن یزید سے کہا تم اس کے ہاتھ مجھے فروخت کردو اور میں حلف سے کہتی ہوں کہ اگر تم نے مجھے اس صاحبِ خط کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا تو میں جان دے دوں گی۔

پھر میں اس کی قیمت کے لیے مول تول کرنے لگا یہاں تک کہ قیمت وہی طے پاگئی جو میرے مولا نے میرے حوالے کی تھی۔ میں نے اُس کی قیمت ادا کی اور وہ خوش ومسرور کنیز میرے حوالے کر دی گئی۔ میں اُسے لیکر بغداد میں اس حجرے کی طرف چلدیا جہاں میں مقیم تھا مگر اُس کنیز کو چین نہ تھا۔ بار بار اس خط کو اپنی جیب سے نکالتی، اُسے چومتی، آنکھوں سے لگاتی رخساروں پر رکھتی اور سینے سے لگاتی تھی۔ میں نے حیرت سے کہا: تو اس خط والے سے واقف بھی نہیں اور پھر اس کے خط کو اس والہانہ طریقے پر بوسہ دے رہی ہے؟

کنیز نے جواب دیا: اے اولادِ انبیاء کی معرفت نہ رکھنے والے! ذرا غور سے سن میں قیصرِ روم کے فرزند یشوعا کی بیٹی ہوں، میرا نام ملیکہ ہے، میری ماں شمعونؑ وصیِّ حضرت عیسٰیؑ کے حواری کی اولاد میں سے ہے۔ میں تجھے اپنا حیرت انگیز قصّہ سناتی ہوں۔ جب میں تیرہ سال کی تھی تو میرے دادا قیصرِ روم نے اپنے بھائی کی اولاد میں ایک لڑکے کو میرے لیے منتخب کیا اور شادی کے انتظامات شروع کیے اور اس کے لیے انھوں نے نسلِ حواریّین وقسیسین ورہبان میں سے تین سو آدمی، ذی وجوہ وبا وجاہت اشخاص میں سے سات سو، اور امیرانِ لشکر، فوجوں

کے سرداروں، نقیبوں اور قبائل کے سرداروں میں سے چار ہزار اشخاص کو اپنے قصر میں مدعو کیا اور ایک قیمتی تخت جس میں انواع واقسام کے جواہرات جڑے ہوئے تھے محل سے منگا کر ایک بلند مچان پر سجایا، جس میں چالیس سیڑھیاں تھیں۔ جب ان کے بھائی کا لڑکا اس مچان پر چڑھا تو ہر طرف صلیبیں لٹکی ہوئی تھیں، اساقف حضرات قطار سے کھڑے تھے۔ انجیل کے بہت سے نسخے کھلے ہوئے تھے کہ اچانک صلیبیں ٹوٹ کر زمین پر آرہیں، مچان کے پائے ٹوٹ گئے اور تخت پر بیٹھنے والا (شہزادہ جس سے میری شادی ہونے والی تھی) تخت سے گر کر بیہوش ہوگیا۔ اب کیا تھا اساقف (پوپ پادری وغیرہ) کے چہرے زرد ہوگئے، جسم لرزنے لگے۔ اُن کے سردار نے میرے جد سے کہا اے بادشاہ! آپ مجھے اس منحوس تقریب سے باز رکھیں، یہ دینِ مسیح اور آسمانی مذہب کے زوال کی نشانی ہے۔

میرے جد نے بھی اس سے فالِ بد لیا اور اساقف سے کہا، اچھا اس مچان کے پایوں کو دوبارہ کھڑا کرو اور پھر اسی طرح صلیبیں لٹکا دو اور اس بدکار ومنحوس دولھا کے بھائی کو بلالو تاکہ میں اس سے اپنی بیٹی کی شادی کردوں۔ ممکن ہے یہ نحوست دور ہو جائے۔

مگر جب اس کو (دولھا بنا کر) تخت پر بٹھایا گیا، تو اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجمع منتشر ہوگیا۔ میرے جد قیصرِ روم وہاں سے غمگین وملول اُٹھ کر اپنے زنانخانے میں چلے گئے اور دروازوں پر پردے ڈالدیے گئے۔

میں نے اسی شب ایک خواب دیکھا کہ حضرت مسیحؑ وشمعونؑ اور ان کے کچھ حواری میرے جد کے قصر میں جمع ہوئے اور آسمان جیسا بلند ایک نوری منبر وہاں پر نصب کیا گیا جہاں میرے جد نے میری شادی کے لیے تخت نصب کیا تھا۔ اتنے میں حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اُن کے داماد اوران کی اولاد میں سے چند حضرات تشریف لائے۔

حضرت مسیحؑ نے پیشقدمی کی اور اُنؐ کا استقبال کیا اور دونوں گلے ملے۔ حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اے روح اللہ! میں آپ کے وصی شمعونؑ کی لڑکی ملیکہ کا پیغام اپنے اِس لڑکے سے لیکر آیا ہوں، یہ فرما کر آنحضرتؐ نے حضرت ابومحمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی جانب اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، جو اس خط کے لکھنے والے میرے فرزند ہیں۔ حضرت مسیحؑ نے شمعونؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: لو تمھیں ایک شرف حاصل ہوا، تم اپنے خاندان کو آلِ محمّدؐ کے خاندان سے نسبت دے لو۔

"شمعونؑ نے عرض کیا، مجھے منظور ہے۔"

یہ سن کر حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس نوری منبر پر تشریف لے گئے اور انھوں نے

میرا نکاح اپنے فرزند سے پڑھ دیا، اور حضرت مسیحؑ، اولادِ محمدؐ اور حواریین اس نکاح کے گواہ بن گئے۔

جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی تو ڈری کہ اگر میں یہ خواب اپنے باپ اور جد سے بیان کرتی ہوں تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا اس کو چھپائے رہی، کسی پر اس خواب کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر ابو محمدؑ کی محبت میرے دل وجان میں اسقدر رچ بس گئی کہ میں نے کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ نتیجے میں ضعف، وناتوانی اتنی بڑھ گئی کہ میں شدید بیمار پڑ گئی۔ مدائن کے آس پاس کوئی ایسا طبیب نہ تھا کہ جسے میرے جد نے بلا کر علاج نہ کرایا ہو۔ مگر جب مایوسی کے سوا کوئی مداوا میری بیماری کا نہ ہو سکا تو میرے جد نے مجھ سے کہا: "اے میری خنکیٔ چشم! تیرے دل میں اگر کوئی خواہش ہو تو بتا دے تاکہ میں دنیا ہی میں اس کا سامان کر دوں۔

میں نے عرض کیا: دادا جان! میں اپنی صحت اور مرض سے نجات کا دروازہ ہر طرف سے بند پا رہی ہوں، کاش آپ ان مسلمانوں کو رہائی دیدیتے جو آپ کے قید خانوں میں مقید ہیں، ان کی بیڑیاں کاٹ دی جاتیں، اُن کی جان بخشی ہو جاتی تو مجھے اُمید ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی مادرِ گرامی مجھے صحت عطا فرمادیں۔ جب میرے جد نے قیدیوں کو رہا کر دیا تو میں اپنے جسم میں قدرے آثارِ صحت محسوس کرنے لگی اور کچھ آب وغذا کھانے پینے لگی۔ یہ دیکھ کر میرے جد کو بہت خوشی ہوئی، اور اب وہ قیدیوں پر اور زیادہ کرم کرنے اور اُنھیں عزت دینے لگے۔

چودہ دن کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا، گویا سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہراؑ میرے پاس تشریف لائی ہیں اور اُن کے ساتھ حضرت مریمؑ بنت عمران اور جلو میں ایک ہزار حورانِ بہشتی ہیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے فرمایا: یہ تمھارے شوہر ابو محمدؑ کی مادرِ گرامی سیدۃ نساء ہیں۔

یہ سن کر میں ان سے لپٹ گئی اور زار و قطار رونے لگی اور شکایت کی کہ حضرت ابو محمدؑ سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

آپؑ نے فرمایا: میرا فرزند ابو محمدؑ تمھاری ملاقات کو اس وقت تک نہیں آئے گا جبتک تم مشرکہ ہو اور دینِ نصاریٰ پر قائم ہو۔ اور یہ میری بہن مریمؑ بنت عمرانؑ ہیں، انھوں نے بھی تمھارے دین سے برأت کرلی ہے۔ لہٰذا اگر تم اللہ اور حضرت مسیحؑ و حضرت مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ ابو محمدؑ تم سے ملیں تو کہو کہ

" اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ اَبِیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

(میں گواہی دیتی ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے اور میرے پدر محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں)

جب میں نے یہ کلمہ پڑھا تو انھوں نے مجھے گلے لگالیا۔ میرا جی خوش ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اب توقع رکھو، تمھیں ابو محمدؑ کی زیارت ہوگی اور میں انھیں بھیجوں گی۔

اِس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی اور مجھے اُمید ہوئی کہ اب میں حضرت ابو محمدؑ سے ملوں گی۔ دوسرے دن میں نے حضرت ابو محمدؑ کو خواب میں دیکھا، تو میں نے اُن سے کہا کہ آپؑ نے مجھ کو اپنی محبت میں مبتلا کیا ہے اور آپ مجھ سے ملتے بھی نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تم سے نہ ملنے کا سبب یہ تھا کہ تم مشرکہ تھیں، اب اسلام قبول کیا ہے۔ لہٰذا تم سے ہر شب (خواب میں) ملتا رہوں گا، یہانتک کہ اللہ ہمیں اور تمھیں ظاہر میں بھی ملا دے گا۔ پھر آج تک خواب میں ان کی ملاقات مجھ سے نہیں چھوٹی۔

بشر نے دریافت کیا، مگر تم قیدیوں میں کیسے آگئیں؟

انھوں نے جواب دیا: ایک شب خواب میں حضرت ابو محمدؑ نے مجھے بتایا کہ تمھارے جد فلاں فلاں دن مسلمانوں سے جنگ کے لیے ایک لشکر روانہ کریں گے پھر اس لشکر کے عقب میں خود بھی روانہ ہو جائیں گے۔ تم چند کنیزوں کے ساتھ بھیس بدل کر فلاں راستے سے ان کے ہمراہ ہو جانا۔

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے نگران دستے نے مجھے دیکھ لیا۔ پھر جو کچھ ہوا، وہ تمھارے مشاہدے میں ہے۔ یہ تمھاری اطلاع کے لیے میں نے بتا دیا ہے ورنہ کسی اور کو نہیں معلوم کہ شاہِ روم کی دختر اس حال کو پہنچی ہے۔ پھر مالِ غنیمت کی تقسیم میں جس شیخ کے حصے میں، میں آئی اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ تو میں نے خود کو چھپانے کے لیے اپنا نام نرجس بتایا۔ اس نے کہا یہ کنیزوں کے نام ہیں۔

بشر کا بیان ہے کہ میں نے کہا: تعجب ہے، تم رومی عورت ہو، مگر تمھاری زبان عربی ہے؟

اُس نے کہا: ہاں، میرے جد کی بیحد تمنّا تھی کہ میں دیگر زبانیں بھی سیکھوں، اس لیے اُنھوں نے اپنی ایک ترجمان عورت کو مقرر کیا جو صبح و شام آتی اور مجھے عربی بولنا سکھاتی۔ اس طرح میری عربی زبان رواں اور مستحکم ہو گئی۔

بشر کہتا ہے کہ جب میں اس کنیز کو لیکر سرمن رائے آیا اور اُسے امام ابوالحسن علیہ السلام (امام علی النقیؑ) کی خدمت میں پیش کیا تو آپؑ نے اُس سے پوچھا: بتاؤ تمھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عزت، نصرانیت کی ذلت اور محمدؐ اور اُن کے اہلِ بیتؑ کا شرف کس طرح بخشا؟

اُس نے کہا: فرزندِ رسولؐ! اب میں کیا عرض کروں، آپؑ کو تو اس کا علم مجھ سے زیادہ ہے

آپؑ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم دو باتوں میں سے ایک پسند کرلو۔ آیا تم دس ہزار دینار لینا پسند کرو گی یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرف؟

اُس نے عرض کیا: شرفِ مؤبد۔ (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرف)

آپ نے فرمایا: اچھا تو پھر تمھیں ایک بیٹا مبارک ہو جو شرق سے غرب تک ساری دنیا کا مالک ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ اس سے قبل ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

اُس نے پوچھا: وہ بیٹا کس سے ہوگا؟

آپ نے فرمایا: فلاں سنہ فلاں مہینہ اور فلاں تاریخ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمھارے لیے کس کا پیغام دیا تھا، اور حضرت مسیحؑ اور اُن کے وصی نے کس سے تمھارا نکاح قبول کیا تھا

اُس نے عرض کیا: آپؑ کے فرزند حضرت ابو محمّد علیہ السّلام سے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم اُن کو پہچانتی ہو؟

اُس نے عرض کیا: جس شب کو میں حضرت سیّدۃ نساء علیہا السّلام کے ہاتھوں اسلام لائی تھی اُس شب سے آجتک کوئی شب ایسی نہیں گذری جس میں اُن کو میں نے خواب میں نہ دیکھا ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد امام علیہ السّلام نے کافور کو حکم دیا کہ جاؤ میری بہن حکیمہؑ کو بلا لاؤ۔

جب وہ آئیں تو فرمایا: اے میری بہن! دیکھیے، یہ وہی ہے؟

اُنھوں نے بڑھ کر بڑی دیر تک اس کو گلے لگائے رکھا اور بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد آپ نے بہن سے فرمایا: بنتِ رسولؐ! اس کو اپنے گھر لیجائیے اور فرائض و سُنن (نماز وغیرہ) سکھائیے یہی ابو محمّدؑ کی زوجہ اور امام قائمؑ کی ماں ہے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۱۳) بشر بن سلیمان بردہ فروش کا بیان

محمّد بن علی بن محمّد بن حاتم نے احمد بن عیسیٰ وشّاء سے، انھوں نے احمد بن طاہر قمی سے، اُنھوں نے ابوالحسین محمّد بن یحییٰ شیبانی سے روایت بیان کی ہے کہ میں سنہ ۲۸۶ ہجری میں کربلاءِ معلّیٰ گیا اور وہاں رسول اللہؐ کے غریب نواسے کی زیارت کی۔ وہاں سے پلٹ کر مدینۃ السّلام آیا اور مقابرِ قریش کا رُخ کیا۔ گرمی سخت تھی، آسمان تپ رہا تھا اور جب میں وہاں سے (کاظمین) مشہدِ امام موسیٰ کاظمؑ پر پہنچا اور رحمت و مغفرت سے بھری اور گھری ہوئی تُربت کی خوشبو ناک تک پہنچی تو آنسو بہاتا اور فریاد کرتا ہوا دوڑ کر تربت پر منھ رکھ دیا، نگاہوں پر آنسوؤں کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ جب ذرا آنسو تھمے اور آہ و فریاد رُکی، تو میں نے آنکھ کھولی، دیکھا کہ ایک مردِ بزرگ ضعیف العمر جس کی کمر خمیدہ تھی کاندھے کمان بن گئے تھے ہتھیلیوں اور پیشانی پر گھٹے پڑے ہوئے تھے وہ قبر کے پاس بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ: جانِ برادر! آپؑ کے اس چچا کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ

دونوں آقاؤں نے غوامضِ غیب اور علومِ مخفیّہ اِس کے حوالے کیے ہیں اور یہ شرف سوائے سلمان کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوا، مگر آپ کا چچا اب مدّتِ حیات پوری کر چکا ہے عمر قریب اختتام کے ہے مگر اہلِ محبّت میں سے اس کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا کہ یہ اسرار و غوامض اس کے حوالے کرے۔

میں نے کہا، اے نفس! تو مسلسل طلبِ علم کے لیے موزے اور جوتے گھستا رہا، تکالیف و مشقّات برداشت کرتا رہا ہے، اب تیرے کان میں اس مردِ بزرگ کے ایسے کلمات پہنچے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اِس کے سینے معلومات اور اسرارِ سربستہ کا خزانہ ہے۔

یہ سوچ کر میں فوراً اس سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ: اے شیخ! وہ دونوں آقا کون ہیں؟

اس نے جواب دیا: وہی دو ستارے جو سرمن رائے کی خاک میں چھپے ہوئے ہیں۔

میں نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے شرفِ محبّت حاصل ہے اور دونوں آقاؤں کی امامت اور وراثت کی منزلت سے واقف اور ان کے آثار و علوم کا متلاشی ہوں۔ نیز ان کے اسرار کی حفاظت میں اپنی جان کھپائے ہوئے ہوں۔

اس نے کہا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو مجھے دکھاؤ کہ ناقلینِ اخبار سے کیا کیا آثار و روایات تمھارے پاس ہیں؟

میں نے سب کچھ دکھا کر اُسے مطمئن کر دیا تو اُس نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔

پھر بولا: اب سنو! میں بشر بن سلیمان بردہ فروش حضرت ابو ایّوب انصاری کی اولاد میں سے ہوں اور حضرت ابوالحسن امام علی النّقی و حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہما السّلام کا دوستدار اور سرمن رائے میں ان کا پڑوسی ہوں۔

میں نے کہا: براہِ کرم آپ نے جو واقعات و حالات دیکھے ہیں ان سے اپنے اِس برادر کو بھی آگاہ کیجیے

بشر نے کہا: میرے مولا ابوالحسن علیہ السّلام نے مجھے فقہی باریکیاں سمجھا دی تھیں جس کی بنا پر میں خرید و فروخت میں بڑی احتیاط سے کام لیتا تھا، جہاں شبہ وارد ہوتا، اس سے پرہیز کرتا، تا اینکہ اس سلسلے میں مجھے کافی مہارت ہوگئی اور حلال و حرام معاملات کو بخوبی سمجھ لیتا تھا۔ ایک شب میں اپنے گھر میں سرمن رائے کے اندر تھا، رات کا کچھ حصّہ گذر رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں تیزی سے دروازے کی طرف لپکا، دیکھا تو میرے مولا حضرت ابوالحسن امام علی النّقی علیہ السّلام کا خادم کافور مجھے بلانے کے لیے آیا ہے۔ میں نے فوراً لباس تبدیل کیا اور ان کی خدمت میں جا پہنچا، دیکھا کہ وہ اپنے فرزند حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام اور اپنی بہن جناب حکیمہؑ سے (جو پسِ پردہ تھیں) مصروفِ گفتگو ہیں۔ جب میں جاکر بیٹھ گیا تو مجھ سے فرمایا: اے بشر! تم انصار کی اولاد ہو اور ہم سے دوستی تم لوگوں میں سلف سے خلف کی طرف مسلسل چلی آرہی ہے۔ تم لوگ ہم اہلِ بیت کے لیے معتمد علیہ اور

قابلِ وثوق ہو۔ ... اس کے بعد وہی روایت ہے جو اس سے اوپر شیخؒ نے بیان فرمائی ہے۔ (اکمال الدین)

(۱۴) ولادت اور تربیت

ابنِ ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن اسماعیل سے، اُنھوں نے محمد بن ابراہیم کوفی سے، انھوں نے محمد بن عبداللہ مطہری سے، روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت حکیمہؑ بنتِ امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس گیا، تاکہ اُن سے دریافت کروں کہ حجتِ خدا کون ہے؟ کیونکہ لوگوں میں اس مسئلے کے بارے میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تھا وہ لوگ حیران و پریشان تھے۔

ان معظمہ نے فرمایا: اچھا، تم بیٹھ جاؤ پھر میں تمھیں اطمینان سے بتاؤں گی۔

جب میں بیٹھ گیا تو کہنے لگیں اے محمد بن عبداللہ سنو! اللہ تعالیٰ نے زمین کو کبھی اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا، خواہ حجتِ ناطق ہو یا حجتِ صامت، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو بھائیوں کو کبھی اپنی حجت قرار نہیں دیا اس لیے کہ وہ دونوں فضائل میں برابر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اولادِ امام حسینؑ کو فضائل کے لیے مخصوص فرمایا جس طرح حضرت موسیٰؑ کو فضیلت اور حجت تھی حضرت ہارونؑ کے اوپر، لیکن اولادِ ہارونؑ میں فضیلت کو برقرار رکھا قیامت تک کے لیے، اور اُمت کو حیرت میں ڈالنا تو لازمی تھا تاکہ اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوجائیں اور اہلِ حق خالص و مخلص ہوجائیں۔ اور حضرت ابومحمد امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد یہ حیرت تو واقع ہونی ہی تھی۔

میں نے عرض کیا: معظمہ یہ فرمایئے کہ کیا امام حسن عسکری علیہ السلام کی کوئی اولاد ہے؟

یہ سنکر آپ مسکرا کر فرمانے لگیں: اگر امام حسن عسکری علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ ہوتی تو اُن کے بعد حجتِ خدا کون ہوتا، اور میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے بعد دو بھائی کبھی امام نہیں ہوسکتے۔

میں نے عرض کیا: اے میری سردار! پھر مجھے میرے مولا کی ولادت اور اُن کی غیبت کے بارے میں بھی مطلع فرمایئے۔

اُنھوں نے فرمایا، ہاں، سنو! میری ایک کنیز تھی جس کا نام نرجس تھا۔ ایک دن میرے برادر زاد (امام حسن عسکریؑ) مجھ سے ملاقات کے لیے آئے تو اس کنیز کو بغور دیکھنے لگے۔ میں نے کہا جانِ برادر! شاید یہ کنیز آپ کو پسند ہے، تو میں اسے آپ کی خدمت کے لیے مخصوص کردوں؟

آپ نے فرمایا: اے پھوپھی جان! ایسا نہیں ہے، بلکہ مجھے اس کو دیکھ کر تعجب ہورہا ہے

میں نے پوچھا: کیا تعجب ہورہا ہے؟

تو فرمایا: اس کے بطن سے ایک ایسا باکرامت فرزند پیدا ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے اتنا ہی بھردے گا جتنا وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

میں نے کہا: اے میرے سردار! پھر میں آپ کے لیے اس کو بھیج دیتی ہوں؟

فرمایا: نہیں۔ بلکہ آپ اس سلسلے میں میرے پدر بزرگوار سے اجازت حاصل کریں۔

جناب حکیمہؑ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کے گھر آئی، انھیں سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ مگر ابھی میں نے سلسلۂ کلام شروع نہ کیا تھا کہ اُنھوں نے خود ہی فرمایا۔ اے حکیمہؑ! اپنی کنیز نرجس کو میرے فرزند ابومحمدؑ کے لیے بھیج دو۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں تو اسی قصد سے حاضر ہوئی تھی کہ آپ سے اس کی اجازت لے لوں۔

آپ نے فرمایا: اے مبارکہ! اللہ تعالیٰ و تبارکؒ چاہتا ہے کہ آپ کو بھی اجر و ثواب میں شریک کرے اور اس کارِخیر میں آپ کا بھی حصّہ ہو۔

جناب حکیمہؒ فرماتی ہیں کہ میں فوراً واپس آئی اور نرجس کو دولہن بنایا اور اسے حضرت ابومحمدؑ کو ہبہ کردیا۔ اور اپنے ہی گھر میں ان دونوں کو جمع کیا۔ امام ابومحمدؑ چند دنوں میرے پاس ہی رہے، پھر اپنے والد بزرگوار کے پاس چلے گئے اور میں نے اُن کے ساتھ ہی نرجسؑ کو بھیج دیا۔

جناب حکیمہؑ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو حضرت ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کی جگہ امامت کے عہدے پر فائز ہوئے اور میں جس طرح ان کے والد بزرگوار کی ملاقات کو جایا کرتی تھی اسی طرح ان کی بھی ملاقات کو برابر جانے لگی۔

ایک دن جب میں گئی تو نرجسؑ میرے پاس آئی اور بولی: اے میری مالکہ! لایئے میں آپ کے موزے اُتار دوں۔

میں نے کہا: لیکن اب تو میری مالکہ و آقا تم ہوگئی ہو۔ میں تم سے اپنے موزے اُتلواؤں یا کسی اور قسم کی خدمت کا کام نہ لوں گی، بلکہ اب میں بسروچشم تمھاری خدمت کروں گی۔

یہ باتیں حضرت امام ابومحمد علیہ السلام نے سن لیں تو فرمایا: پھوپھی جان! اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

پھر میں ان کے پاس غروبِ آفتاب تک بیٹھی، اس کے بعد کنیز کو آواز دی کہ میری چادر لے کر آؤ میں واپس جاؤں گی۔

امام ابومحمد علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان! آج شب آپ یہیں ہمارے ساتھ قیام فرمائیں کیونکہ اس بچے کی ولادت ہونے والی ہے جو اللہ ج کے نزدیک بیحد مکرم ہے اور جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرے گا۔

میں نے دریافت کیا: اے میرے سید و سردار! کس عورت سے؟ میں تو نرجسؑ میں حمل کے کچھ بھی آثار نہیں دیکھتی۔

فرمایا: نرجسؑ کے ہی بطن سے تولد ہوگا کسی غیر کے بطن سے نہیں۔

یہ سن کر میں نرجسؑ کی طرف بڑھی اور اس کے پشتِ بطن کو بوسہ دیا، مگر آثارِ حمل نظر نہ آئے میں نے واپس آکر حضرت ابومحمدؑ کو بتایا کہ میں نے یہ کیا ہے۔ تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کو فجر کے وقت نرجسؑ میں آثارِ حمل بھی نظر آجائیں گے کیونکہ اس کی مثال مادرِ موسیٰؑ جیسی ہے۔ اس لیے کہ مادرِ موسیٰؑ میں بھی وقتِ ولادتِ موسیٰؑ تک حمل کا اظہار نہیں ہوا تھا اور نہ کسی کو حمل کا پتہ چلا، کیونکہ فرعونؑ حاملہ عورتوں کے پیٹ موسیٰؑ کی تلاش میں چاک کرادیا کرتا تھا۔ یہ مولود بھی موسیٰؑ کی نظیر ہے۔

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ میں وقتِ طلوعِ فجر تک دیکھتی رہی، نرجسؑ اس قدر گہری نیند میں تھی کہ پہلو بھی نہیں بدلتی تھی۔ مگر جب رات آخر ہوئی تو نیند سے چونک اٹھی میں نے فوراً اسے اپنے سینے سے لگایا اور بسم اللہ پڑھ کر اس پر دم کیا، اتنے میں حضرت ابومحمد علیہ السلام نے آواز دیکر فرمایا کہ آپ اس پر "سورۃ القدر" پڑھ کر دم کریں تو میں نے "سورۃ القدر" پڑھ کر دم کیا اور پوچھا تمھارا کیا حال ہے؟

نرجسؑ نے کہا: وہ امر ظاہر ہوگیا ہے جس کی خبر آپ کو میرے آقا نے دی تھی۔

چنانچہ میں پھر سورۃ "القدر" پڑھ کر نرجسؑ پر دم کرنے لگی، جیسا کہ آقا نے حکم دیا تھا، کہ اتنے میں بچے نے بھی بطن سے وہی پڑھنا شروع کردیا جو میں پڑھ رہی تھی۔ یہ سن کر میں قدرے خوفزدہ ہوئی، تو حضرت ابومحمد علیہ السلام نے آواز دی کہ پھوپھی! یہ امرِ الٰہی ہے اس پر گھبرانے اور متعجب ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ج اپنی حکمت سے ہمیں بچپن ہی میں قوتِ گویائی عطا فرماتا ہے اور بڑے ہونے پر زمین والوں کے لیے اپنی حجت قرار دیتا ہے، ابھی یہ بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ نرجسؑ اپنی جگہ سے غائب تھی، گویا میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل ہوگیا تھا۔ یہ دیکھ کر میں چیختی ہوئی دوڑ کر حضرت ابومحمد علیہ السلام کے پاس جا پہنچی۔

آپ نے مجھے پریشانی کے عالم میں دیکھ کر دلاسہ دیا اور فرمایا: پھوپھی جان! آپ واپس جائیں نرجسؑ آپ کو اپنی جگہ پر ملے گی۔

جب میں واپس ہوئی تو دیکھا کہ نرجسؑ اپنے مقام پر موجود ہے، پردہ ہٹ چکا ہے اور اُس کے

جسم سے ایسا نور ساطع تھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہورہی تھیں۔ پھر ناگاہ دیکھا کہ وہ نومولود اپنے گھٹنوں ہاتھوں اور پیشانی کو زمین پر ٹکائے ہوئے سجدۂ خالق میں ہے اور اس کی دونوں انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند ہیں اور زبان سے یہ کلمے جاری کررہا ہے:

• "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ جَدِّيْ •

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میرے جد

• رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَنَّ اَبِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ •

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں۔ اور یہ کہ میرے پدر بزرگوار امیرالمومنینؑ ہیں اور

پھر ایک ایک امام علیہ السلام کا نام لیتے ہوئے خود اپنے نام کو زبان معجز نما پر جاری فرمایا اور عرض کیا: "اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ وَعْدِيْ وَ اَتْمِمْ لِيْ اَمْرِيْ وَ ثَبِّتْ وَطْاَتِيْ

اے اللہ! تو مجھ سے اپنے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا میرے امر کو پورا کرنا اور مجھے ثابت قدم رکھنا

وَ اَمْلَاْ الْاَرْضَ بِيْ عَدْلًا وَّ قِسْطًا۔"

اور میرے ذریعے سے زمین کو عدل و قسط سے بھر دینا۔

پس اتنے میں حضرت ابومحمد علیہ السلام نے آواز دی کہ پھوپھی جان! اس بچے کو لیکر میرے پاس آئیے۔

میں اس کو لیکر آپ کے پاس گئی۔ بچہ میرے ہاتھوں پر تھا، جونہی وہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہنچا، فوراً اس نے اپنے پدر بزرگوار کو سلام کیا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کو اپنی آغوش میں لیا۔ پھر چالیس روز تک مسلسل ہر روز ایک طائر آتا اور انھیں لیکر فضائے آسمانی میں پرواز کرجاتا۔ اور دوسرے بہت سے طائر اس کے عقب میں پرواز کرتے۔ تو اُس وقت میں نے امام ابومحمد علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اے فرزند! میں نے تمھیں اُس ذات کے سپرد کیا جس کو اُمِ موسیٰؑ نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا تھا۔"

جب طائر بچے کو لیکر پرواز کر گیا تو نرجسؑ رونے لگیں۔

حضرت امام ابومحمد علیہ السلام نے فرمایا: چپ ہوجاؤ۔ اس لیے کہ اس بچے پر تمھارے سوا کسی اور کا دودھ حرام ہے۔ یہ تم کو جلد ہی واپس ملے گا جسطرح موسیٰؑ اپنی ماں کو واپس ملے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ج نے ارشاد فرمایا:

"فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ (سورۃ القصص آیت ۱۳)

"پس ہم نے اُس کو اُس کی ماں کی طرف واپس کردیا تاکہ اس کی (ماں کی) آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُس کو (مادرِ موسیٰؑ کو) دکھ نہ پہنچے۔"

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: یہ طائر کیسا تھا ؟

آپ نے فرمایا: یہ روح القدس تھے جو ائمہؑ کے لیے مقرر ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں ان کی حفاظت کرتے ہیں اور علم کے ساتھ ان کی تربیت کرتے ہیں۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے جب چالیس روز گذر گئے تو بچہ واپس ہوا۔ میرے بھتیجے نے مجھے بلا بھیجا۔ میں پہنچی تو دیکھا کہ ایک بچہ آپ کے سامنے اپنے پیروں سے چل پھر رہا ہے میں نے کہا: میرے آقا! یہ بچہ تو دو برس کا معلوم ہوتا ہے۔

یہ سنکر آپ مسکرا دیے اور فرمایا: جب انبیاء و اوصیاء کی اولاد میں کوئی امام تولد ہوتا ہے تو اس کی نشو و نما دوسرے لوگوں کی اولاد سے مختلف ہوتی ہے۔ ہمارے بچوں میں سے جو بچہ امام ہوتا ہے جب وہ ایک ماہ کا ہوتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ ایک سال کا ہے اور بطنِ مادر میں کلام کرتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، اپنے رب کی عبادت کرتا ہے (اور) ایامِ شیرخوارگی ہی میں ہر صبح و شام اُس پر ملائکہ نازل ہوا کرتے ہیں۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے کہ اسی طرح اس بچے کی نشو و نما ہوتی رہی، یہاں تک کہ حضرت ابومحمد علیہ السلام کی رحلت سے قبل تھوڑے ہی دنوں میں وہ بچہ مکمل مرد نظر آنے لگا ایسا کہ پہچاننا مشکل ہوگیا۔ چنانچہ ایک دن میں نے حضرت ابومحمد علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے جس کے سامنے آپ مجھے بیٹھنے کے لیے فرما رہے ہیں۔ ؟

آپ نے فرمایا: یہ نرجسؑ کا فرزند ہے، یہی میرے بعد میرا خلیفہ و جانشین ہوگا اور میں عنقریب دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں، لہٰذا اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ پھر چند ہی دنوں میں حضرت ابومحمد علیہ السلام نے رحلت فرمائی اور لوگوں میں افتراق پیدا ہوگیا، جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور خدا کی قسم میں ہر صبح و شام ان کو دیکھتی ہوں اور اُن کے متعلق جو لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں وہ اس سے بھی مجھے آگاہ کر دیتے ہیں اور میں تم لوگوں کو بتاتی ہوں۔ اور خدا کی قسم جب بھی میں ان سے کسی بات کے پوچھنے کا قصد کرتی ہوں تو وہ میرے سوال کرنے سے پہلے ہی مجھے بتا دیتے ہیں اور جب کسی امر میں مجھے تردد ہوتا ہے اس کا جواب ان کی طرف سے بلاتاخیر آجاتا ہے۔ چنانچہ کل شام کو اُنھوں نے مجھے تمہارے آنے کی خبر دی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں تمھیں سچی بات بتاؤں۔ (اکمال الدین)

محمدؐ بن عبداللہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم جناب حکیمہؑ نے مجھے ایسی ایسی باتوں کے بارے میں بتایا جن کی اطلاع میرے اور اللہ تعالیٰ عزّ و جلّ کے علاوہ کسی بھی فرد کو نہ تھی تب تو مجھے بالکل یقین ہوگیا کہ یہ صدق و عدل اللہ ج کی جانب سے ہے وہ جس کو چاہے مطلّع کر دیتا ہے۔

(۱۵) نوّاب اربعہ

طالقانی نے حسن بن علی سے انھوں نے اپنے والد زکریا سے انھوں نے محمدؐ بن خلیلان سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے جد سے انھوں نے غیاث بن اسد سے روایت بیان کی ہے کہ امام مہدی صلوات اللہ علیہ کی ولادت روزِ جمعہ ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام ریحانہ تھا مگر کبھی نرجسؑ کہہ کر بھی پکاری جاتی تھیں، بعض اوقات صیقل اور سوسن کہہ کر۔ صیقل ان کو حمل کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔ (اس لیے کہ حمل کی وجہ سے ان کا جسم چمکنے لگا تھا) آپ کی تاریخ ولادت ۸ شعبان ۲۵۶ھ ہے۔ آپ کے وکیل عثمانؒ بن سعید تھے۔ اپنی وفات سے قبل اُنھوں نے اپنے بیٹے ابوجعفر محمدؐ بن عثمان کو بنایا اور ابوجعفر نے اپنا وصی ابوالقاسم حسین بن روح کو بنایا اور حسین بن روح نے اپنا وصی ابوالحسن علی بن محمدؐ سمری کو۔ مگر جب سمری سے احتضار کے وقت کہا گیا کہ کسی کو وصی بنا دیں، تو اُنھوں نے کہا، یہ امرِ الٰہی ہے وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔ اسی لیے سمری کے بعد مکمّل غیبت کا دور آگیا۔ (اکمال الدین)

(۱۶) تاریخ ولادت

علی بن حسن بن فرج نے محمدؐ بن حسن کرخی سے روایت بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ابوہارون کو جو ہمارے میں سے تھے، کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے حضرت صاحب الزّمانؑ کو دیکھا ہے۔ آپؑ کی ولادت بروز جمعہ ۲۵۶ھ میں ہوئی۔

(اکمال الدین)

(۱۷) عقیقہ

ابنِ متوکل نے حمیری سے اُنھوں نے محمدؐ بن ابراہیم کوفی سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امام ابومحمدؐ علیہ السلام نے ایک شخص کے پاس ایک ذبح کی ہوئی بکری بھیجی اور فرمایا کہ یہ میرے فرزند محمدؐ کے عقیقے کی ہے۔ (اکمال الدین)

(۱۸) نام اور کنیت

ماجیلویہ نے محمدؐ عطّار سے، اُنھوں نے حسن بن علی نیشاپوری سے اور اُنھوں نے حسن بن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ میرے پاس حمزہ بن فتح آئے اور اُنھوں نے کہا کہ ایک خوشخبری سنو! گزشتہ شب حضرت ابومحمدؐ علیہ السلام کے گھر ایک بچہ تولد ہوا ہے مگر

اُس کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے پوچھا، اور بچّے کا نام کیا رکھا ہے ؟ اُنھوں نے فرمایا کہ اُس کا نام محمّد رکھا ہے اور کُنیت جعفر ہے۔ (اکمال الدّین)

(۱۹) بعدِ ولادت سجدۂ خالق

غیاث بن اسد سے مروی ہے اُنھوں محمّد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہٗ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب حضرت امام مہدی صلوات اللہ علیہ تولّد ہوئے تو آپؑ سرِ اقدس پر ایک نور ساطع ہوگیا جو آسمان تک بلند تھا۔ پھر اُنھوں نے اپنے ربّ کے لیے سرِ اقدس کو زمین پر رکھ دیا اس کے بعد سرِ اقدس اُٹھایا اور یہ کہا:

" اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آلِ عمران ۱۸-۱۹)

نیز اُنھوں نے یہ بھی بتایا کہ آپؑ کی ولادت شبِ جمعہ میں ہوئی۔ (اکمال الدّین)

(۲۰) آپؑ مختون تولّد ہوئے

ان ہی اسناد کے ساتھ محمّد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہٗ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ آقا و مولا (امامِ عصر) علیہ السّلام ختنہ شدہ تولّد ہوئے اور میں نے جناب حکیمہؑ کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ اُن کی والدہ کا خونِ نفاس نہیں دیکھا گیا اور اُمّہاتِ ائمّہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ (اکمال الدّین)

(۲۱) اِس ولادت کو پوشیدہ رکھو

ابو العباس احمد بن عبداللہ بن مہران نے احمد بن حسن بن اسحاق قمی سے روایت بیان کی ہے کہ جب خلفِ صالح (امامِ عصر علیہ السّلام) تولّد ہوئے تو مولا و آقا ابو محمد حسن بن علیؑ علیہ السّلام کا ایک خط میرے جد احمد بن اسحاق کے نام آیا جس میں اُنھوں نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا تھا کہ: بچّے کی ولادت ہو چکی ہے مگر تمھیں لازم ہے کہ اس ولادت کو تمام لوگوں سے پوشیدہ رکھو، اس لیے کہ ہم بھی سوائے اپنے اقرب قرابتداروں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرنے۔ تم چونکہ ہمارے مخصوص دوستدار ہو اس لیے چاہا کہ تم کو مطلع کردیں تاکہ جس طرح ہم لوگ مسرور ہیں اسی طرح تم مسرور ہو۔ والسّلام

(۲۲) دوستوں کی مبارکباد

ابنِ ولید نے عبداللہ بن عباس علوی سے اُنھوں نے حسن بن الحسین علوی سے روایت نقل کی ہے کہ میں سرّ مَن رائے میں حضرت امام ابو محمّد حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں اُن کے فرزندِ ارجمند حضرت قائم علیہ السّلام کی ولادت باسعادت کی مبارکباد پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ (اکمال الدین)

ابنِ ابی جید نے ابنِ ولید سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۲۳) ولادت کے بارے میں اختلاف

علی بن محمّد بن حباب نے ابی اُدیان سے اُنھوں نے عقید خادم و ابو محمد ابن خیرویہ بصری و حاجز وشّاء و ابو سہل نوبختی نے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے عقید خادم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ولی اللہ الحجّۃ بن الحسن بن علی بن محمّد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمّد بن علی بن الحسین بن (ابو الائمّہ) حضرت علی بن ابی طالب علیہم السّلام ماہِ مبارک رمضان ۲۵۴ھ شبِ جمعہ میں تولّد ہوئے۔ آپ کی کُنیت ابو القاسم، اور کہا جاتا ہے کہ ابو جعفر ہے اور لقب مہدی ہے۔ جو اسی زمین پر اللہ کی حجّت اُس کے بندوں پر ہیں۔ آپ کی ولادت کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگ اس کا اظہار کرتے ہیں، کچھ پوشیدہ رکھتے ہیں، کچھ اُن کے ذکر کو منع کرتے ہیں اور اُن کے ذکر کو مٹانا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (اکمال الدّین)

(۲۴) ولادت کی تہنیت

لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے محمّد بن علی سے اور اُنھوں نے حنظلہ بن زکریّا سے باوثوق ذریعے سے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبّاس علوی نے۔ اُنھوں نے حسن بن حسین علوی سے روایت نقل کی ہے کہ میں سرّ مَن رائے میں حضرت ابو محمّد علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں اپنے آقا و مولا صاحب الزّمان علیہ السّلام کی ولادت باسعادت کی تہنیت پیش کی۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۲۵) احوالِ ولادت کے متعلق دیگر روایات

ابنِ ابی جید نے ابنِ ولید سے، اُنھوں نے صفار سے، اُنھوں نے محمد ابنِ عبداللہ مطہری سے اور محمد نے جناب حکیمہ بنتِ حضرت امام محمد بن علی الرضا (علیہم السلام) سے روایت نقل کی ہے کہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری نے میرے پاس ایک شخص کو بھیج کر کہلایا کہ پھوپی جان آج کی شب آپ میرے پاس افطار کریں اللہ تعالے آپ کو اپنے ولی، مخلوق پر اپنی حجت اور میرے بعد میرے خلیفہ و جانشین کی ولادت باسعادت سے خوش کردے گا۔

جناب حکیمہؑ فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر مجھے بیحد مسرت ہوئی اور اپنی چادر سر پر ڈالی اور فوراً روانہ ہوگئی۔ جب میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے گھر پہنچی تو دیکھا کہ وہ اپنے بیت الشرف کے صحن میں تشریف رکھتے ہیں اور آپؑ کی کنیزیں آپؑ کے گرد حلقہ کیے ہیں۔ میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان اے آقا! یہ بتائیے کہ بچے کی ولادت کس خوش نصیب بی بی (عورت) سے ہوگی ؟

آپؑ نے فرمایا: سوسن سے۔

میں نے یہ سنتے ہی تمام کنیزوں پر ایک سرسری لیکن متجسس نظر ڈالی تو سوائے سوسن کے کسی میں آثارِ حمل نہ دیکھے۔

جناب حکیمہؑ کا بیان ہے کہ جب میں نمازِ مغربین سے فارغ ہوچکی تو دسترخوان پر آئی۔ میں نے اور سوسن نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور ایک ہی کمرے (حجرے) میں آرام کیا۔ کسی قدر نیند آئی تھی کہ بیدار ہوکر اُٹھ بیٹھی۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے جو خوشخبری ولیٔ خدا (عج) کے بارے میں دی تھی اس کی فکر مسلسل رہی اس لیے خلافِ معمول جلد ہی نیند سے بیدار ہوئی اور نمازِ شب میں مصروف ہوگئی۔ ابھی میں نمازِ وتر تک پہنچی تھی کہ سوسن نیند سے چونک کر اٹھی، حجرے سے نکل کر وضو کیا اور واپس آکر نمازِ شب میں مشغول ہوگئی، یہاںتک وہ نمازِ وتر تک پہنچی تو میرے دل میں خیال آیا کہ وقتِ فجر قریب ہے۔ اُٹھ کر ایک نظر اُفق پر ڈالی تو دیکھا کہ فجرِ اوّل طلوع ہوچکی ہے۔ اب میں حضرت ابو محمدؑ علیہ السلام کے قول پر قدرے مشکوک سی ہوئی۔ معاً آپؑ نے اپنے کمرے (حجرے) سے بلند آواز میں فرمایا: پھوپی جان! آپ شک نہ کیجیے ولادت کی ساعت قریب آچکی ہے میں نے اسے دیکھا ہے، انشاء اللہ۔

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ میرے دل میں جو شک پیدا ہوا تھا اُس کی وجہ سے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام سے بہت نادم ہوئی اور اسی ندامت کے عالم میں حجرے میں واپس آئی تو دیکھا کہ

سوسن نے نماز قطع کی اور گھبرا کر حجرے سے برآمد ہوئی، میں اُس سے دروازے پر ملی۔ میں نے پوچھا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، کیا تم نے کچھ محسوس کیا ہے ؟

اُس نے کہا، جی ہاں اے پھوپی جان! میں ایک امرِ شدید محسوس کررہی ہوں۔

میں نے کہا، انشاء اللہ، ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

پھر میں نے ایک مسند اُٹھائی، حُجرے کے وسط میں بچھا کر اُس کو مسند پر بٹھایا اور اور خود اس طرح بیٹھ گئی جیسے قابلائیں ولادت کے وقت عورت کے پاس بیٹھتی ہیں۔ اُس نے میری کلائی پکڑی اور زور سے تڑپ کر کراہنے لگی۔ میں نے کلمۂ شہادتین پڑھا اور اب جو دیکھا تو اللہ کا ولی (صلوات اللہ علیہ) زمین پر عالمِ سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے انھیں اُٹھا کر اپنی آغوش میں لیا دیکھا تو وہ بالکل صاف ستھرے، الائش سے پاک تھے۔ اسی دوران حضرت ابو محمدؑ علیہ السلام نے مجھے بُلایا۔ میں فرزند نومولود کو گود میں لیے ہوئے اُن کے پاس گئی تو اُنھوں نے فرزند کو مجھ سے اپنی آغوش میں لے لیا اور اپنی زبان اُن کی آنکھوں پر پھیری تو اُنھوں نے آنکھیں کھول دیں، پھر زبان ان کے دہن میں دیدی، پھر کانوں پر پھرائی اور انھیں اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ اِس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اُن کے سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا: اے فرزند! اذنِ خدا سے کلام کرو۔

یہ سُنتے ہی اُس ولیٔ خدا (نومولود) نے اپنی گفتگو کا آغاز اس طرح کیا:

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ
نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ
وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

(آیۂ استخلاف) (سورۃ القصص آیت ۵-۶)

اس آیت کی تلاوت کے بعد نومولود نے رسول اللہؐ پر اور امیرالمومنینؑ نیز تمام ائمہؑ پر نام بنام دُرود بھیجا حتیٰ کہ اپنے پدر بزرگوار پر درود بھیجا، تو حضرت ابو محمدؑ علیہ السلام نے انھیں میرے حوالے کیا اور کہا پھوپی جان، اب انھیں ان کی ماں کے پاس لے جائیے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور انھیں کوئی غم نہ رہے اور وہ بھی جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اگرچہ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔

الغرض میں اُنھیں اُن کی والدہ کے پاس لائی۔ اور اب صبح صادق نمودار ہوچکی تھی میں نے نمازِ فریضۂ صبح ادا کی اور تعقیبات میں طلوعِ آفتاب تک مشغول رہی۔ اس کے بعد حضرت ابو محمد علیہ السلام سے رُخصت ہوکر اپنے گھر واپس آئی۔ تیسرے دن مجھے اس ولیٔ خدا (امام عج) کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ لہٰذا میں پھر گئی۔ پہلے اس حجرے میں داخل ہوئی جس میں سوسن تھیں

مگر میں نے اُس ولیٔ خدا کا کوئی نشان نہ پایا، اور نہ ان کا کوئی ذکر سُنا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اُن کے متعلق کچھ دریافت کروں اور سیدھی حضرت ابو محمد علیہ السلام کے پاس آئی۔ مجھے قدرے حجاب محسوس ہوا کہ میں اس ولیٔ خدا کے متعلق اُن سے کچھ دریافت کروں، لیکن آپ نے خود ہی کہا اے پھوپی جان! اب وہ "نومولود" ولیٔ خدا اللہ کی حفاظت میں، اُس کے حجاب اور اس کی نگاہ میں اُس وقت تک رہیں گے جبتک اللہ انھیں اِذن نہ دے، مگر جب میں وفات پا جاؤں اور آپ دیکھیں کہ میرے شیعوں میں اُن کے متعلق اختلاف ہے تو آپ اُن میں جن پر بھروسہ کریں اس امر سے مطلع کردیں، مگر آپ بھی اس کو پوشیدہ رکھیں اور وہ لوگ بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس اپنے ولی کو نگاہِ خلق اور اپنے بندوں سے غیبت کے پردوں میں پوشیدہ رکھے گا۔ اسے کوئی دیکھ نہ سکے گا جبتک کہ جبرئیلِ امین اُن کا گھوڑا اُن کے سامنے پیش نہ کردیں، تاکہ امرِ خدا جو پورا ہونے والا ہے مکمل ہوجائے۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۲۶) تاریخِ ولادت پندرہ ماہِ رمضان

احمد بن علی نے محمد بن علی سے،

اُنھوں نے علی بن سمیع بن بنان سے، اُنھوں نے محمد بن علی بن ابو داری سے اُنھوں نے احمد بن محمد سے، اُنھوں نے احمد بن عبداللہ سے، اُنھوں نے احمد بن روح اہوازی سے، اُنھوں نے محمد بن ابراہیم سے اور اُنھوں نے بھی جناب حکیمہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس حدیث میں جناب حکیمہ کہتی ہیں کہ پندرہ ماہِ رمضان ۲۵۵ھ ہجری میں میرے پاس کسی کو بُلانے کے لیے بھیجا

پھر اسی حدیث میں جناب حکیمہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: فرزندِ رسولؐ ان کی ماں کون ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: نرجس۔

نیز وہ کہتی ہیں کہ جب تیسرا دن آیا تو مجھے اس ولیٔ خدا (امام عصرؑ) کے دیدار کا بیحد شوق ہوا۔ میں وہاں گئی اور پہلے اُس کمرے میں داخل ہوئی جس میں وہ کنیز (نرجسؑ) تھی۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ اس طرح بیٹھی ہوئی ہے جیسے زچہ خانے میں عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اس کے جسم پر زرد لباس ہے، سر پر پٹّی بندھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اور کمرے کے ایک گوشے میں دیکھا تو ایک گہوارہ نظر آیا جس پر سبز رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ میں نے گہوارے کا رُخ کیا، اوپر سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ولیٔ خدا (امام عصرؑ) گہوارے میں پُشت کے بل (سیدھے) لیٹے ہیں کہ نہ کوئی کپڑا لپیٹا گیا ہے نہ کوئی بندش ہے۔ اُنھوں نے آنکھیں کھولدیں اور مسکرا کر اُنگلیوں کے اِشارے سے مجھ سے کچھ کہا۔ میں نے اُنھیں اُٹھا لیا اور اپنے منہ کے قریب لیگئی کہ بوسہ لوں، تو ایسی عمدہ خوشبو

محسوس ہوئی کہ اس سے بہتر خوشبو میں نے اپنی عمر میں کبھی نہ سونگھی تھی۔ اِسی دوران حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے بُلایا کہ پھوپی جان انھیں میرے پاس لے آئیے۔ جب میں اُنھیں لیکر گئی تو اُنھوں نے آغوش میں لے لیا اور فرمایا: اے فرزند! کچھ گفتگو کرو۔

(اس کے بعد ولیٔ خدا نے وہی آیت پڑھی جو ماقبل بیان کی جاچکی ہے۔ یعنی:)

"وَنُرِيدُ أَنْ . . . . يَحْذَرُونَ۔"

پھر جناب حکیمہ نے اُنھیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ تو حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند! میں تمھیں اُس ذات کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد اُمِّ موسیٰؑ نے اپنے بیٹے کو کیا تھا، جاؤ اللہ کے حفظ و امان اور قرب و جوار میں رہو، پھر فرمایا

پھر فرمایا: پھوپی جان! اِنھیں اِن کی والدہ کے حوالے کردیجیے۔ اور اے پھوپی جان! ہمارے یہاں اس بچّے کی ولادت کو پوشیدہ ہی رکھیے گا کسی کو خبر نہ دیجیے جبتک کہ معیّنہ وقت نہ آجائے۔

اس کے بعد میں نے بچّے کو اُن کی والدہ کے حوالے کردیا اور خود اپنے گھر رخصت ہوگئی۔

(۲۷) بازوئے راست پر مکتوب

احمد بن علی نے محمد بن علی سے اُنھوں نے حنظلہ بن زکریا سے اُنھوں نے وثوق کے ساتھ روایت بیان کی ہے محمد بن علی بن بلال سے اُنھوں نے بھی جناب حکیمہ سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

اور دوسری روایت میں شیوخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ حکیمہؑ نے یہ حدیث ہم لوگوں سے بیان کی اور کہا کہ وہ پندرہ شعبان کی شب تھی۔ اور یہ کہ اُن کی والدہ کا نام نرجسؑ تھا، اور اس کے بعد ولادت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ: پھر میں نے اپنے مولا (امامِ عصرؑ) کی حِس و حرکت محسوس کی، معاً حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پھوپی جان! میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے۔

جب میں نے اُن (کے جُھولے) کا پردہ ہٹا کر دیکھا وہ اپنے اعضائے سجدہ زمین پر رکھے ہوئے محوِ سجدہ ہیں اور اُن کے داہنے بازو پر یہ تحریر دیکھی۔

"جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

(حق آگیا اور باطل مِٹ گیا۔)

پھر میں نے اُنھیں آغوش میں لیا اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کے پاس گئی۔

پھر وہی مفہوم حدیث جو پہلے گذر چکا ہے یہانتک کہ اُنھوں نے کلام کیا اور کہا :

”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا“ اس کے بعد تمام اَئمہ اور اوصیاء کے ایک ایک کرکے نام لیتے رہے یہانتک کہ اپنا بھی نام لیا اور دعا کی ”کہ اللہ میرے ذریعے کشادگی لائے“۔

اس روایت میں جناب حکیمہ کا بیان ہے کہ پھر میرے اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کے درمیان جیسے کوئی پردہ حائل ہوگیا اور وہ مولود (امام عصرؑ) نظر نہ آئے۔

میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام سے دریافت کیا مولا! وہ شہزادہ کہاں ہے؟

آپ نے فرمایا: انھیں وہی لے گیا جسکا اُن پر مجھ سے زیادہ حق ہے اور آپ سے بھی زیادہ حق ہے۔

پھر وہی حدیث ہے جو بیان ہو چکی ہے البتہ اتنا اور اضافہ ہے کہ ”جب ولادت کو چالیس دن گذر گئے تو میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے پاس آئی، دیکھا کہ حضرت صاحب الزمانؑ گھر میں چل پھر رہے ہیں۔ نہ اُن کے چہرے سے زیادہ حسین کوئی چہرہ دیکھا گیا اور نہ اُن سے زیادہ فصیح کسی کی گفتگو سُنی گئی تھی۔

” حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا: پھوپی جان! یہ مولود اللہ کے نزدیک بہت مکرم ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! ان کا حال تو میرے سامنے ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ ابھی تو صرف چالیس روز کے مولود ہیں۔

یہ سنکر آپ مسکرائے اور فرمایا: پھوپی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم گروہ اَئمہ ایک دن میں اتنے بڑے ہوجاتے ہیں جتنے دوسرے بچے سال بھر میں بڑے ہوتے ہیں۔

پھر میں نے اُٹھ کر اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور واپس آگئی۔ جب دوبارہ آپ کے گھر گئی اور اِدھر اُدھر دیکھا تو صاحب الزمانؑ کو نہ پایا۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے شہزادے (صاحب الزمانؑ) کہاں ہیں؟

آپ نے فرمایا: پھوپی! میں نے اُنھیں اُس ذات کے سپرد کردیا ہے جس کی سپردگی میں مادرِ موسیٰ نے اپنے فرزند حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۲۸) قابلہ کا بیان، بچہ ہاتھوں سے غائب ہوگیا

احمد بن علی نے محمد بن علی سے، اُنھوں نے حنظلہ بن زکریا سے نقل کیا ہے کہ

مجھ سے احمد بن بلال بن داؤد کاتب نے بیان کیا، وہ دشمنیٔ اہلبیتؑ کی اس منزل پر تھا کہ اپنی دشمنی کو چھپاتا نہ تھا، بلکہ اس کا اظہار کرتا تھا۔ اُس سے میری دوستی تھی اور عراقیوں کی فطرت کے مطابق وہ مجھ سے دوستی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ جب بھی اُس سے میری ملاقات ہوتی تو کہتا کہ میرے پاس ایک روایت ہے کہ اگر تم سنو گے تو خوش ہو جاؤ گے، مگر میں تمھیں نہیں سناؤں گا۔

میں بھی اس سے اپنی عدم دلچسپی ظاہر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اتفاق سے ہم دونوں تنہائی میں ایک مقام پر جمع ہوئے تو میں نے باتوں ہی باتوں میں اُس روایت کے متعلق دریافت کیا۔

اُس نے کہا: ہم لوگوں کے کچھ گھر سرّمن رائے میں ابن رضاؑ یعنی حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کے سامنے تھے۔ میں ایک عرصۂ دراز تک کے لیے وہاں سے غائب رہا اور قزوین وغیرہ چلا گیا۔ قضارا مجھے وہاں آنا پڑا۔ جب میں وہاں آیا تو اپنے خاندان کے جن افراد کو چھوڑ گیا تھا وہ سب مر چکے تھے، بس ایک ضعیفہ حیات تھی جس نے میری پرورش کی تھی اور اسکی ایک بیٹی تھی۔ وہ شروع ہی سے بڑی پردے دار تھی اور جھوٹ کو پسند نہ کرتی تھی۔ اسی طرح ہماری چند خادمائیں تھیں جو اُس گھر میں رہتی تھیں۔ میں ان سب کے پاس چند دن رہا۔ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو اُس ضعیفہ نے کہا کہ واپسی کی اتنی کیا جلدی ہے، ایک عرصے کے بعد آئے ہو تو چند دن اور قیام کرو تاکہ ہم لوگ بھی خوش ہولیں۔

میں نے ازراہِ مزاح کہہ دیا کہ میرا ارادہ کربلا جانے کا ہے۔“ اور اُس وقت لوگ پندرہ شعبان یا یومِ عرفہ کے لیے وہاں جا بھی رہے تھے۔“

ضعیفہ نے کہا: نعوذ باللہ، اگر تم نے یہ توہین کے لیے کہا یا مزاحاً کہا ہے بہرحال سنو! تمھارے جانے کے دو سال بعد کا ایک واقعہ ہے جس کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔

”ایک شب کو میں اسی گھر میں ڈیوڑھی کے پاس اپنی لڑکی کے ساتھ سو رہی تھی، ابھی میں نیم خوابیدہ تھی کہ ایک شخص حسین وجمیل صاف ستھرے لباس میں خوشبو سے معطّر میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے فلاں! پڑوس میں سے ایک شخص تجھے بلانے آئے گا، انکار نہ کرنا، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہ سُن کر میں خوفزدہ ہوئی اور اپنی لڑکی کو آواز دی اور کہا کیا تجھے بھی محسوس ہوا کہ کوئی شخص گھر میں آیا تھا؟

اُس نے کہا: نہیں

پھر میں نے اللہ کا ذکر شروع کیا اور چند سورتوں کی تلاوت کی اور سو گئی۔ اتنے میں پھر وہی شخص آیا اور وہی جملہ دُہرایا۔ اب تو مجھے مزید خوف محسوس ہوا اور قدرے بلند آواز سے اپنی

بیٹی کو آواز دی تو اُس نے کہا کہ گھر میں کوئی نہیں آیا۔ اللہ کو یاد کرو اور سو جاؤ ڈرو نہیں۔

میں نے چند سورتوں کی تلاوت کی، پھر سو گئی۔ تیسری مرتبہ وہی شخص پھر آیا اور کہنے لگا، اے فلاں! تجھے بلانے والا آگیا ہے اور دروازہ کھٹکھٹانے والا ہے۔ تو اُس کے ساتھ چلی جانا

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی اور میں دروازے کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی اور پوچھا، کون ہے؟

آنے والے نے کہا، دروازہ کھولو، ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

میں نے اُس کی آواز پہچان کر دروازہ کھولدیا۔ یہ آنے والا ایک خادم تھا،

اُس نے کہا، ایک پڑوسی کے یہاں تمھاری سخت ضرورت ہے فوراً چلو۔

یہ کہہ کر اُس نے میرے سر پر چادر اُڑھائی اور اپنے ہمراہ پڑوسی کے گھر لے گیا میں "اُن گھر والوں کو جانتی اور گھر کو پہچانتی تھی۔ جب میں گھر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ گھر کے وسط میں بڑے بڑے پردے لٹکے ہوئے ہیں اور پردے کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ خادم نے پردے کا ایک گوشہ اُٹھایا اور میں اندر داخل ہو گئی۔ دیکھا کہ ایک عورت دردِ زِہ میں مبتلا ہے اور دوسری عورت اس کے پیچھے ہے گویا وہ اس کی قابلہ ہے، اُس نے کہا آؤ ہماری مدد کرو۔ چنانچہ ایسے موقع پر جو مدد کی جا سکتی تھی میں نے کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بچہ تولّد ہوا، میں نے بچے کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور چلّا کر کہا لڑکا لڑکا۔ پھر اپنا سر پردے سے نکالا تاکہ پردے سے باہر بیٹھے ہوئے شخص کو خوشخبری سُنا دوں۔

اُنھوں نے کہا: شور نہ کرو۔

اب جو میں نے اپنا منھ پردے کے اندر کیا تو دیکھا کہ بچہ میرے ہاتھوں سے غائب ہے، اور وہ عورت کہہ رہی ہے خاموش رہو، شور نہ کرو۔ اِس کے بعد خادم نے میرا ہاتھ پکڑا، میرا سر چادر سے لپیٹا، باہر لے آیا اور مجھے میرے گھر پہنچا دیا اور ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا: تم نے جو کچھ دیکھا ہے خبردار کسی کو نہ بتانا۔

پس میں اسی گھر میں آکر اپنے بستر پر پہنچی، میری لڑکی سو رہی تھی میں نے اُسے بیدار کیا اور کہا: تجھے معلوم بھی ہے کہ میں باہر گئی تھی اور واپس بھی آگئی۔

اُس نے کہا: مجھے تو معلوم ہی نہیں۔

پھر میں نے اُس تھیلی کو کھولا تو اس میں دس دینار تھے۔ یہ قصّہ میں نے آج تک کسی سے بیان نہیں کیا۔ اِس وقت بھی تجھ سے اِس لیے بیان کیا ہے کہ تم مذاق اُڑاتے ہوئے یہ باتیں کہہ رہے تھے، اِس لیے میں نے تم سے بربنائے شفقت یہ قصّہ سُنا دیا۔ دیکھو! یہ گھرانا وہ ہے کہ جس کی اللہ کے نزدیک بڑی شان اور منزلت ہے۔ (گستاخی سے باز آؤ)

احمد بن بلال نے کہا کہ مجھے اس عورت کی باتوں پر حیرت ضرور ہوئی مگر میں نے اُسے

تمسخر اور مزاح میں بدل دیا۔ اور یہ نہ پوچھا کہ کس زمانے کا واقعہ ہے۔ مجھے خود یہ یقیناً یاد ہے کہ میں یہاں سے ۲۵۰ھ ہجری سے کچھ زائد پر غائب ہوا تھا اور ۲۸۱ھ ہجری کے اندر عبداللہ بن سلیمان کے دورِ وزارت میں جب سرّ من رائے میں آیا تب اس ضعیفہ نے مجھے یہ قصّہ سُنایا۔

حنظلہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ابوالفرج مظفر بن احمد کو بھی بُلا لیا، تاکہ میرے ساتھ وہ بھی یہ قصّہ سُن لے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۲۹) نرجس خاتونؑ حضرت ابوالحسنؑ کی بہن کی کنیز تھیں

روایت بیان کی گئی ہے کہ:

حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السّلام کی بہنوں میں سے کسی کی ایک کنیز کا نام نرجس تھا جس کی پرورش اُنھوں نے بچپن ہی سے کی تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی تو ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام پھوپی کے پاس آئے اور اس کنیز کو دیکھا۔

پھوپی نے کہا: اے میرے سیّد و سردار! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم اس کنیز کو بغور دیکھ رہے ہو۔ (کیا وجہ ہے)؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپی جان! میں اس کو تعجب خیز نظروں سے اس لیے دیکھ رہا تھا کہ وہ مولود جو اللہ کے نزدیک بڑا مکرّم ہے وہ اسی کے بطن سے تولّد ہوگا۔ آپ میرے پدر بزرگوار حضرت ابوالحسن علیہ السّلام سے اس کنیز کو ہمیں عطا کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

جب اُنھوں نے اجازت مانگی تو حضرت ابوالحسن علیہ السّلام نے اجازت دیدی۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۰) سنہ ولادت

علّان نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ مولا و آقا (امام عصرؑ) حضرت امام ابوالحسن علی نقی علیہ السّلام کی وفات کے دو سال بعد ۲۵۶ھ میں تولّد ہوئے۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۱) غذا

حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السّلام کے غلام حمزہ بن نصر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب سیّد و آقا (امام عصرؑ) تولّد ہوئے تو گھر والے بیحد خوش ہوئے۔ جب قدرے بڑے ہوئے تو مجھے یہ حکم ملا کہ گوشت کے ساتھ گودے والی نلی بھی لایا کرو اور بتایا گیا کہ یہ چھوٹے آقا کے لیے ہے۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۲) عقیقے میں دو مینڈھے

شلمغانی نے کہا مجھ سے ابراہیم بن ادریس نے بیان کیا کہ حضرت امام ابو محمد علیہ السلام نے میرے پاس ایک مینڈھا بھیجا اور کہلایا کہ یہ میرے فلاں فرزند کے عقیقے کا ہے تم بھی کھاؤ اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی کھلاؤ۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد میں آپؑ سے ملا تو آپؑ نے فرمایا: وہ بچہ جو پیدا ہوا تھا، مرگیا۔ اس کے بعد آپؑ نے دو مینڈھے بھیجے اور خط لکھا:

" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ دونوں مینڈھے تمہارے مولا کے عقیقے کے ہیں انھیں کھاؤ اللہ تمھیں گوارا کرے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھلاؤ۔"

میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں آپؑ سے ملا تو آپؑ نے کوئی ذکر نہیں کیا۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۳۳) رسول اللہؐ کا ارشاد: میرے اہلِ بیت کی مثال...

محمد بن ہمام نے جعفر بن محمد بن مالک اور حمیری نے ابن ابو خطاب و محمد بن عیسیٰ و عبداللہ بن عامر (سب نے) ابنِ ابو نجران نے انھوں نے خشاب سے، انھوں نے معروف بن خربود سے انھوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" میرے اہلِ بیت کی مثال اس امت میں آسمان کے ستاروں کی سی ہے۔ جب ایک ستارہ غروب ہوگا تو دوسرا طالع ہو جائے گا۔ یعنی اُس کی طرف تمہارے آنکھ اٹھاتے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہی ملک الموت اُس کو آکر لے جائے گا اور تم لوگ ایک زمانے تک بے حس رہو گے، تمھیں پتہ بھی نہ چلے گا کہ کون آیا تھا اور کون چلا گیا، اور اس عرصے میں اولادِ عبدالمطلب قابض رہے گی۔ ابھی تم اسی حال میں رہو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ستارہ پھر طالع کرے گا۔ تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرنا اور اسے قبول کرنا۔

(امالی)

(۳۴) ایک یہودی نجومی کی پیشگوئی

ہمارے بعض اصحاب نے کتاب "الاوصیاء" مؤلفہ علی بن محمد بن زیاد صیمری کا تذکرہ کیا ہے جس میں حضرت امام علی النقی ہادی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کے نام خطوط اور ان کے جوابات مرقوم ہیں۔ یہ ایک مردِ معتمد اور ثقہ ہیں۔

اس کتاب میں انھوں نے یہ تحریر کیا ہے:

" میرے بھائی احمد بن اسحاق بن مصقلہ کے فرزند ابو جعفر قمی نے مجھ سے بیان کیا کہ قم میں ایک بڑا ماہرِ نجوم یہودی رہتا تھا۔ احمد بن اسحاق اس کے پاس گئے اور کہا کہ فلاں دن فلاں ساعت میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اُس کا طالع نکالو اور اس کا زائچہ تیار کرو۔"

" اُس نجومی نے طالع نکالا اور زائچہ درست کیا، پھر احمد بن اسحاق سے کہا: ہمارا علم نجوم تو یہ بتاتا ہے کہ" یہ بچہ تمہارا نہیں ہوسکتا، اس طرح کا بچہ تو کسی نبی یا اُس کے وصی کا ہوتا ہے۔ اور ہماری نظریہ بتاتی ہے کہ یہ بچہ دنیا کے شرق و غرب بحر و بر، سہل دجبل سب کا مالک ہوگا، روئے زمین پر کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کا دین نہ اختیار کرے اور اس کی ولایت کا قائل نہ ہو جائے۔"

(کتاب النجوم)

(۳۵) تاریخِ ولادت ۲۳ ماہِ رمضان ۲۵۸ سنہ ہجری

شیخ کمال الدین بن طلحہ (شافعی) نے اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام کی ولادت ماہِ رمضان کی ۲۳ ۲۵۸ سنہ ہجری کو سرّ من رائے میں ہوئی۔ آپ کے والد ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اور والدہ اُمِّ ولد تھیں جن کا نام صیقل تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیمہ تھا اور اس کے علاوہ کوئی اور نام بھی بتایا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو القاسم اور لقب حجت اور خلفِ صالح ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کا لقب المنتظر بھی ہے۔

(کشف الغمہ)

(۳۶) تاریخِ ولادت پندرہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ سنہ ہجری

کتاب "ارشاد" میں مرقوم ہے کہ حضرت حجت علیہ السلام کی تاریخ ولادت پندرہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ سنہ ہجری ہے آپ کی والدہ اُمِّ ولد تھیں جن کا نام نرجس تھا۔ آپؑ کے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت آپؑ کی عمر صرف پانچ سال تھی۔ اور اس کمسنی میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و فصل الخطاب عطا فرمایا اور انھیں عالمین کے لیے آیت (نشانی) بنایا اس کمسنی میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو حکمت اسی طرح عطا فرمائی جس طرح حضرت یحییٰؑ کو بچپن میں حکمت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپؑ کو بچپنے ہی میں اسی طرح عہدۂ امامت تفویض فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے گہوارے میں نبوت عطا فرمائی۔ آپؑ کے لیے قیامت سے قبل دو غیبتیں ہیں۔ پہلی غیبت سے دوسری

غیبت زیادہ طویل ہوگی جس میں آپؑ کے اور آپؑ کے شیعوں کے درمیان سفارت کا سلسلہ منقطع رہے گا اور بالآخر آپؑ تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ظہور فرمائیں گے۔ (الارشاد)

(۴۷) اسمِ گرامی، کنیت اور آپکی والدہ کے نام میں اختلاف

ابنِ خشّاب کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوالقاسم طاہر بن ہارون بن موسیٰ علوی نے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے جدّ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خلفِ صالح میری اولاد میں سے ہوں گے وہی مہدی ہیں ان کا نام " م ح م د " اور کنیت ابوالقاسم ہے آخرِ زمانہ میں ظہور کریں گے، اُن کی والدہ کا نام صیقل ہوگا۔

ابوبکر دارع نے کہا ہے کہ ایک اور روایت میں ہے کہ ان کی والدہ کا نام حکیمہ ہے تیسری روایت میں ہے کہ ان کی والدہ کا نام نرجس ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام سوسن ہے۔ (واللہ اعلم) (کشف الغمّہ)

○ اَبر سایہ فگن رہے گا

آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ کے دو نام ہیں ایک خلفؑ دوسرا محمدؐ۔ جب آپ آخرِ زمانہ میں ظہور فرمائیں گے تو آپ کے سرِ اقدس پر اَبر سایہ فگن رہے گا جہاں آپ جائیں گے ابر بھی ساتھ ساتھ جائے گا اور ایک منادی بلند آواز سے ندا کرتا ہوا چلے گا کہ " ھٰذا المھدی " یہ مہدی ہیں۔

محمد بن موسیٰ طوسی نے ابومسکین سے اور اُنھوں نے بعض اصحاب سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امام المنتظر علیہ السلام کی والدہ کا نام حکیمہ تھا۔ (کشف الغمّہ)

ابنِ خلکان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امامیہ اعتقاد کے مطابق بارہ اماموں میں سے یہ بارہویں امام ہیں اور حجّت کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی وہ ہیں جن کے متعلق شیعوں کا خیال ہے کہ یہ منتظر و قائم اور مہدیؑ ہیں، یہی ان لوگوں کے نزدیک صاحبِ سرداب ہیں ان کے متعلق شیعوں کے کثرت سے اقوال ہیں۔ یہ لوگ آخرِ زمانہ میں سرّمن رائے کے سرداب سے اُن کے ظہور کے منتظر ہیں۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ پندرہ شعبان ۲۵۵ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کی وفات کے وقت آپؑ کی عمر پانچ سال تھی۔ آپؑ کی والدہ کا نام خمط تھا اور کہا جاتا ہے کہ نرجس تھا۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے پدر بزرگوار کے گھر سرداب (تہہ خانے) میں

داخل ہوئے اور اُن کی والدہ اُن کا انتظار کرتی رہیں مگر وہ واپس نہ آئے۔ یہ واقعہ (غیبت) ۲۶۵ھ ہجری کا ہے۔ اُس وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔

اور ابنِ ازرق نے اپنی تاریخ " میا فارقین " میں تحریر کیا ہے کہ حضرت حجّتؑ مذکور ۹ ربیع الاوّل ۲۵۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ۸ شعبان ۲۵۶ھ میں تولّد ہوئے اور یہی صحیح ترین روایت ہے۔ ۲۷۵ھ ہجری میں جس وقت آپؑ سرداب میں داخل ہوتے تو اُس وقت آپؑ کی عمر سترہ سال تھی۔ (واللہ اعلم)

○ امامؑ کیلئے نوری ستون

میں نے اپنے اصحاب کی مؤلّفات میں اسناد کے ساتھ یہ روایت بھی دیکھی ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السّلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امام کو خلق فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جنّت میں سے ایک قطرہ برسات کے پانی میں نازل کرتا ہے اور وہ قطرہ جنّت کے پھلوں میں سے کسی پھل میں ٹپک پڑتا ہے اور اُس زمانے کا امام اور حجّت اُس کو تناول کرتا ہے اور اس قطرے سے استقرارِ حمل ہوتا ہے۔ چالیس روز کے بعد اُس کی آواز سُنائی دیتی ہے اور جب چار مہینے ہوجاتے ہیں تو اُس کے داہنے بازو پر لکھ دیا جاتا ہے کہ:

" وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ " (سورہ انعام آیت ۱۱۶)

" اور تیرے پروردگار کے کلمات عدالت اور صداقت کے ساتھ تمام ہوئے اس کے کلمات کو کوئی نہیں بدل سکتا اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔"

جب امام پیدا ہوتا ہے تو بحکمِ خدا کھڑا ہوجاتا ہے اور اس کے لیے نور کا ایک ستون بلند کردیا جاتا ہے اور وہ جہاں بھی ہو وہیں سے اُس ستون میں خلائق اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اور حکمِ خدا اُسی نوری ستون کے ذریعے سے امامؑ پر نازل ہوتا ہے اور وہ ستون اس کے سامنے ہوتا ہے، جب توجہ کرتا ہے دیکھ لیتا ہے۔

★ امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی پھوپھی جان کے پاس گیا، اُن کی کنیزوں میں سے ایک کنیز کو جسکا نام نرجس تھا، دیکھا جو آراستہ و پیراستہ نظر آئی، میں کچھ دیر تک اُسے دیکھتا رہا، تو پھوپھی جان نے کہا: اے سیّد و سردار! میں دیکھتی ہوں کہ آپ اس کنیز کو بغور دیکھ رہے ہیں؟

میں نے کہا: پھوپی جان! میں تعجب سے اس لیے اس کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی اس کے متعلق کیا مشیت ہے اور کیا انتخاب ہے۔

پھوپی جان نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ اس کو لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میں نے کہا: (جی ہاں ارادہ تو یہی ہے لیکن) پہلے آپ اس کے متعلق میرے پدر بزرگوار سے اجازت لے لیں، پھر میرے سپرد کر دیں۔ اُنھوں نے اجازت لیکر اُسے اپنے ساتھ لیا اور میرے پاس آئیں۔

حسین بن حمدان اور مشائخ میں سے ایک باوثوق شخص نے مجھ سے حکیمہ بنتِ امام محمد تقیؑ بن امام علی الرّضا علیہ السّلام سے یہ روایت نقل کی کہ وہ حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے پاس برابر جایا کرتی تھیں اور دعا دیتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عنایت کرے اُن کا بیان ہے کہ ایک دن حسب معمول جب میں گئی اور دعا دینے لگی تو آپؑ نے فرمایا: پھوپی جان! آپ جس کے لیے دعائیں کیا کرتی تھیں وہ فرزند آج کی شب میں تولّد ہوگا (اور وہ شب جمعہ اور ۱۵ر شعبان ۲۵۵ھ ہجری تھی) لہٰذا آپ آج ہمارے ہی ساتھ افطار کریں۔

میں نے دریافت کیا: وہ عظیم فرزند کس عورت کے بطن سے تولّد ہوگا۔؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپی جان! نرجسؑ کے بطن سے تولّد ہوگا۔

جناب حکیمہؑ نے کہا: آقا! آپؑ کی کنیزوں میں مجھے اس سے زیادہ کوئی کنیز پسند نہیں۔ یہ کہہ کر میں اُٹھی اور نرجسؑ کے پاس گئی۔ جب بھی میں اس کے پاس جاتی، وہ بڑی عزّت سے پیش آتی آج میں نے جُھک کر اس کے دونوں ہاتھ چومے اور اُسے اپنا ہاتھ نہ چومنے دیا۔ اس نے مجھے سیّدہ کہہ کر مخاطب کیا۔ میں نے بھی اُسے سیّدہ کہا۔

اُس نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں۔

میں نے کہا: تم پر میں، بلکہ سارا جہاں قربان ہو۔

اُس کو بڑی حیرت ہوئی۔

میں نے کہا: حیرت کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آج کی شب تمھیں ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو دنیا و آخرت میں سردار ہوگا۔ اور وہ مومنین کیلئے کشادگی کا باعث ہوگا۔ یہ سنکر وہ شرما گئی۔ لیکن میں نے بڑی توجّہ سے اُسے دیکھا، اس میں کوئی آثارِ حمل نہ تھے۔ میں نے آکر حضرت ابو محمدؑ علیہ السّلام سے کہا: میں تو اُس میں حمل کے آثار نہیں پاتی۔

یہ سنکر آپؑ مسکرائے اور فرمایا: ہم گروہِ اوصیاء کا حمل بطن میں نہیں ہوا کرتا، پہلو میں ہوتا ہے۔ ہم لوگ ماں کے رحم سے نہیں تولّد ہوتے، بلکہ داہنی ران سے تولّد ہوتے ہیں۔

کیونکہ ہم لوگ نورِ خدا ہیں گندگی ہمیں چھو بھی نہیں سکتی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! آپ نے فرمایا ہے کہ وہ فرزند آج شب میں تولّد ہوگا، تو وقتِ ولادت سے مطلع فرمائیے؟

آپؑ نے فرمایا: انشاء اللہ، وہ مکرّم فرزند طلوع فجر کے وقت تولّد ہوگا۔

جناب حکیمہؑ کہتی ہیں کہ پھر میں نے وہیں افطار کیا اور وہیں قیام کیا اور نرجسؑ کے قریب ہی سو گئی اور حضرت ابو محمدؑ علیہ السّلام نے بھی اُسی کمرے میں ایک چبوترے پر شب میں قیام فرمایا۔ جب نمازِ شب کا وقت آیا تو میں اُٹھی۔ نرجسؑ ابھی سو رہی تھی ابھی تک اس میں ولادت کے آثار نمایاں نہ ہوئے تھے۔ میں نے نمازِ شب ادا کر کے نمازِ وتر شروع کی۔ دورانِ نماز مجھے خیال آیا کہ فجر طالع ہو چکی ہے۔ اب میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ تو حضرت ابو محمدؑ علیہ السّلام نے اپنے مقام سے پکار کر فرمایا، پھوپی جان! ابھی فجر طالع نہیں ہوئی ہے۔

الغرض میں نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور اب مجھے نرجسؑ میں کچھ بےچینی نظر آئی، فوراً اس کے قریب گئی اور اُسے اپنے سینے سے لگا لیا، اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کرنے لگی، پھر کہا کہ کیا تم کچھ محسوس کر رہی ہو؟

اُس نے کہا: جی ہاں۔

اس کے بعد مجھ پر ایسی غنودگی طاری ہوئی کہ نیند کو نہ روک سکی اور اسی طرح نرجسؑ پر بھی غنودگی طاری ہوئی اور وہ بھی سو گئی۔ اور اُس وقت آنکھ کھلی جب میرے سیّد و سردار حضرت مہدی علیہ السّلام کی ولادت کا احساس ہوا اور حضرت ابو محمدؑ علیہ السّلام نے بلند آواز سے مجھے بُلایا کہ پھوپی جان! میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے۔

جب میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو سیّدی (امام مہدی علیہ السّلام) اپنے تمام اعضائے سجدہ کو زمین بوس کیے ہوئے ہیں اور ان کے داہنے بازو پر یہ آیت تحریر ہے:

"جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

میں نے انھیں اُٹھا کر سینے سے لپٹا لیا اور دیکھا تو وہ بالکل صاف ستھرے ہیں۔ میں نے انھیں ایک پارچے میں لپیٹا اور حضرت ابو محمدؑ علیہ السّلام کے پاس لے گئی اُنھوں نے مجھ سے لیکر اپنی بائیں ہتھیلی پر بٹھا لیا اور داہنی ہتھیلی اُن کی پُشت پر رکھی پھر اپنی زبان اُن کے دہن میں دی پھر اپنا ہاتھ اُن کی پُشت، کانوں اور تمام جوڑ و بند پر پھیرا پھر فرمایا: اے فرزند! کلام کرو۔

اُنھوں نے اس طرح کلمہ ہائے شہادت پڑھنا شروع کیا:

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَ
أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيُّ اللهِ"

اس کے بعد آپؑ تمام ائمہ کی امامت کی نام بہ نام ایک ایک کرکے گواہی دیتے رہے یہاںتک کہ اپنی ذات والاصفات تک پہنچے پھر اپنے ذریعے سے تمام اولیاء کی کشادگی کے لیے دعا فرماتے رہے پھر توقّف فرمایا۔

حضرت ابومحمّد علیہ السّلام نے فرمایا: پھوپی جان! اب انھیں ان کی والدہ کے پاس لے جائیں تاکہ یہ اُنھیں سلام کریں۔

پھر میں اُنھیں واپس لے گئی، اُنھوں نے اپنی والدہ کو سلام کیا، پھر انھیں واپس لاکر حضرت ابومحمّد علیہ السّلام کو دیدیا۔ معاً میرے اور حضرت ابومحمّد علیہ السّلام کے درمیان گویا ایک حجاب آگیا، میں نے اپنے سیّد و سردار (شہزادے) کو نہیں دیکھا تو بولی اے آقا! شہزادہ کہاں ہے؟

آپ نے فرمایا: اُنھیں اُس نے لے لیا جو آپ سے زیادہ اُن کا حقدار ہے۔

(یہاں سے رخصت ہوکر اپنے گھر گئی اور) ساتویں دن پھر آئی اور سلام کرکے بیٹھ گئی۔

آپؑ نے فرمایا: جائیے اور میرے فرزند کو لے آئیے۔

میں گئی اور ایک زرد پارچے میں لپیٹ کر انھیں لیکر آئی تو آپؑ نے پھر اُن کے ساتھ وہی کیا جو پہلے دن کیا تھا: یعنی اپنی زبان اُن کے دہن میں دیکر فرمایا: اے فرزند کچھ کلام کرو۔

آپؑ نے پھر وہی کلماتِ شہادت دُہرائے۔ اور حضرت محمّدؐ و امیرالمومنینؑ و دیگر تمام ائمہ طاہرینؑ پر نام بہ نام دُرود بھیجتے رہے اور اپنے پدر بزرگوار کے نام پر توقف کیا پھر یہ آیت پڑھی:

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۔ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۔ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝" (سورۃ القصص آیت ۵-۶)

ترجمہ "اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے رحیم ہے۔ اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں بے بس اور کمزور کیے گئے تھے اُن پر احسان کریں اور اُنھیں امام (پیشوا) بنادیں اور انھیں وارث قرار دیں۔ اور ہم اُنھیں زمین میں اقتدار بخشیں اور فرعون و ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو وہ (عذاب) دکھائیں جس کا انھیں خوف تھا۔"

یہ سُن کر حضرت امام ابومحمّد حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا: اے فرزند! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسولوں پر جو کچھ نازل فرمایا ہے اس کی بھی تلاوت کرو۔

صُحُفِ انبیاءؑ کی تلاوت

(اپنے پدر بزرگوار کی فرمائش پر امام عصرؑ نے)

حضرت آدمؑ کے صحیفوں سے جو سریانی زبان میں تھے تلاوت شروع کی، پھر کتابِ ادریسؑ کتابِ نوحؑ، کتابِ ہودؑ، کتابِ صالحؑ اور صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ کی توریت و داؤدؑ کی زبور اور عیسیٰؑ کی انجیل اور میرے جد کے فرقان کی تلاوت کی پھر اپنے زمانے تک کے تمام انبیاء و مرسلین کے قصّے سنائے۔

چالیسویں دن میں پھر حضرت ابومحمّد علیہ السّلام کے بیت الشّرف گئی تو دیکھا کہ میرے سیّد و سردار حضرت صاحب الزّمانؑ گھر میں پیروں سے چل پھر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے زیادہ خوبصورت کوئی چہرہ نہیں دیکھا تھا اور نہ اُن سے زیادہ فصیح کوئی بولنے والا پایا۔

حضرت ابومحمّد علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا: اس مولود پر اللہ کا خاص کرم ہے۔

میں نے عرض کیا: یا سیّدی! آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ابھی تو یہ صرف چالیس دن کے ہیں اور ان کا جو حال ہے وہ بھی میں بہ چشمِ خود دیکھ رہی ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: پھوپی جان! کیا آپ کے علم میں نہیں ہے کہ ہم گروہِ اوصیاء ایک دن میں اتنے بڑے ہوجاتے ہیں جتنے دوسرے بچّے ایک ہفتے میں اور ہم ایک ہفتے میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔

پھر میں نے اُٹھ کر اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور گھر واپس آگئی۔ جب پھر ایک دن گئی تو اپنے شہزادے کو گھر میں نہ دیکھا۔ تو میں نے دریافت کیا: یا سیّدی! میرے آقا و مولا کہاں ہیں گھر میں تو نظر نہیں آرہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپی جان! میں نے انھیں اُس ذات کے سپرد کردیا جس ذات کو مادرِ موسیٰ نے موسیٰؑ کو سپرد کردیا تھا۔

پھر فرمایا: جب میرے رب نے مجھے اِس اُمّت کا مہدی عطا فرمایا تو دو فرشتے بھیجے جو انھیں اُٹھا کر شامیانۂ عرش تک لیگئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بندے! مرحبا، تو میرے دین کی نصرت کرے گا، میرے امر کو ظاہر کرے گا، میرے بندوں کی ہدایت کرے گا، میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے ذریعے سے لوگوں کا مواخذہ کروں گا، تیرے ہی ذریعے سے لوگوں کو عطا کروں گا، تیرے ذریعے سے ہی لوگوں کو بخشوں گا اور تیرے ہی ذریعے سے لوگوں پر عذاب نازل کروں گا۔ اے فرشتو! اب انھیں واپس لیجاؤ اور انھیں ان کے پدر کے سپرد کردو اور نرمی کے ساتھ واپس لے جاؤ

اوران کے پدر کو یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ یہ بچّہ میری ضمانت اور میری حفاظت ونگرانی میں اُس وقت تک رہے گا جبتک حق ثابت نہ ہوجائے اور باطل مٹ نہ جائے اور دین میرے لیے تاابد نہ ہوجائے۔

جنابِ حکیمہ پھر بیان کرتی ہیں کہ جب صاحب الزّمانؑ بطن مادر سے زمین پر آئے تو اپنے دونوں گھٹنے زمین پہ ٹیکے ہوئے اور شہادت کی دونوں انگلیاں بلند کیے ہوئے تھے پھر آپ کو چھینک آئی تو فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَبْدًا دَاخِرًا غَیْرَ مُسْتَنْکِفٍ وَّلَا مُسْتَکْبِرٍ"

پھر فرمایا ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی حجّت فنا ہوجائے گی، کاش مجھے اجازت ہوتی تو میں سب کا شک دور کردیتا۔

حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کے صحابی ابراہیم سے روایت ہے کہ میرے آقا حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السّلام نے میرے پاس دو مینڈھے بھیجے اور یہ خط لکھا "بسم اللہ الرّحمن الرّحیم۔ یہ میرے فرزند محمّد مہدی کا عقیقہ ہے اسے کھاؤ، اللہ تمھیں گوارا کرے اور میرے شیعوں میں سے جو تمھیں ملے اُسے بھی کھلاؤ۔"

شہید علیہ الرّحمہ نے اپنی کتاب "دروس" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"صاحب العصرؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ، سرّمن رائے میں شبِ جمعہ پندرہ شعبان سنہ ۲۵۵ھ کو تولّد ہوئے آپؑ کی والدۂ گرامی کا نام صیقل ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام نرجس تھا۔ نیز یہ بھی کہ آپ کی والدہ مریم بنتِ زید علویہ ہیں۔

شیخؒ نے مصاحبین میں اور سیّد ابن طاؤس نے کتاب "اقبال" میں، اور دعاؤں کی تمام کتابوں کے مؤلّفین نے آپ کی ولادت کی تاریخ کا تعیّن پندرہ شعبان کیا ہے

"فصول المہمّہ" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام عصرؑ سرّمن رائے میں ۱۵ شعبان سنہ ۲۵۵ھ کو تولّد ہوئے اور امام جعفر صادق علیہ السّلام کی یہ حدیث جو شہید علیہ الرّحمہ کے ہاتھ کی تحریر ہے اس سے نقل کیا ہے کہ" آپؑ نے فرمایا'

"وہ شب جس میں امام قائم علیہ السّلام تولّد ہونگے اس شب میں جو بچّہ بھی پیدا ہوگا وہ مومن ہوگا اگرچہ سرزمینِ شرک ہی میں پیدا ہو، اللہ تعالےٰ امامؑ کی برکت سے اس کو ایمان کی طرف مائل کردے گا۔

بحار الانوار

باب دوم

اسماء، القاب اور کنیت

① وجہ تسمیۂ قائمؑ

دقاق اور ابن عصام نے کلینی سے، اُنھوں نے
قاسم بن علا سے، اُنھوں نے اسماعیل فزاری سے، اُنھوں نے محمّد بن جمہور عمّی سے، اُنھوں نے ابن ابی نجران سے، جس نے ان سے ذکر کیا اُس سے ثمالی نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ سب (ائمہؑ) قائم بالحق نہیں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں

میں نے عرض کیا: پھر امام قائمؑ ہی کو قائم کیوں کہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جب میرے جد حضرت امام حسین ابن علیؑ علیہ السّلام کو قتل کر دیا گیا تو ملائکہ کو بیحد دُکھ ہوا تو اُنھوں نے بارگاہِ خدا میں گریہ کُناں عرض کیا: اے ہمارے اللہ اور ہمارے مالک! تیرے منتخب بندے اور تیرے منتخب بندے کے فرزند کو جو تیرے نزدیک بہترین خلائق ہے قتل کر دیا گیا لیکن تُو نے خبر نہ لی۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے میرے ملائکہ! ذرا صبر سے کام لو بیقرار نہ ہو جاؤ، مجھے اپنی عزّت و جلالت کی قسم ہے میں اس کے قاتلوں سے یقیناً انتقام لوں گا، خواہ کچھ عرصے کے بعد ہی کیوں نہ لوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السّلام کی اولاد میں جتنے اُئمہ تھے اُن سب کے انوار سے پردہ ہٹا دیا تو ملائکہ انھیں دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ اُن میں ایک نور کھڑا ہوا مصروفِ نماز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں اسی قائم (کھڑے ہوئے) کے ذریعے سے حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لوں گا۔ (علل الشرائع)

② وجہ تسمیۂ مہدیؑ

ابی نے سعد سے انھوں نے حسن بن علی کوفی سے
اُنھوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اُنھوں نے سفیان بن عبدالمومن انصاری سے، اُنھوں نے

عمرو بن شمر سے، اُنھوں نے جابرؓ سے روایت نقل کی کہ جابرؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا اللہ آپؑ پر رحمت نازل فرمائے، یہ پانچسو درہم لیجیے، یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے۔ آپ اسے جہاں صرف کرنا مناسب سمجھیں صرف کر دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: بلکہ تم ہی اس کو لیجاؤ اور تمھارے پڑوس میں جو مسلمان بھائی ہوں اور اُن میں جو یتیم اور مسکین ہوں اُن میں تقسیم کر دو۔ وہ زمانہ بھی آئے گا جب ہمارا قائمؑ ظہور کرے گا تو وہ مال کو سب پر برابر برابر تقسیم کرے گا۔ وہ اللہ کی مخلوق میں جتنے نیکوکار یا بدکار ہوں گے سب کے ساتھ عدل کرے گا، جس نے اُس کی اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے اُس کی نافرمانی کی، اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

پس اس کا نام مہدی اس لیے ہے کہ وہ ہر امرِ خفی کی طرف لوگوں کی ہدایت کریگا توراۃ اور اللہ کی نازل کی ہوئی ساری کتابوں کو غارِ انطاکیہ سے نکالے گا۔ اہلِ توراۃ کے فیصلے توراۃ سے، اہلِ انجیل کے فیصلے انجیل سے، اہلِ زبور کے فیصلے زبور سے اور اہلِ فرقان کے فیصلے فرقان سے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے پاس ساری دنیا کا مال جمع کر دے گا خواہ وہ زمین کے اندر ہو یا زمین کے اوپر۔ اور لوگوں سے کہے گا اِدھر آؤ، جس کے لیے تم نے قطعِ رحم کیا تھا، جس کے لیے تم نے لوگوں کا خون بہایا تھا، جس کے لیے تم حرام کے مرتکب ہوئے تھے وہ سب میرے پاس ہے مجھ سے لو۔

پس وہ ہر ایک کو اتنا دیں گے کہ اس سے قبل کبھی کسی کو اتنا نہ دیا گیا ہوگا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ:

"هُوَ رَجُلٌ مِنِّي اِسْمُهُ كَاسْمِي يَحْفَظُنِي اللّٰهُ فِيْهِ وَيَعْمَلُ بِسُنَّتِي يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا وَّنُوْرًا بَعْدَ مَا تَمْتَلِئُ ظُلْمًا وَّجَوْرًا وَّسُوْءًا۔"

ترجمہ "وہ (مہدیؑ) شخص مجھ سے ہوگا، اُس کا نام میرا نام ہوگا، اُس کے ذریعے سے اللہ میرے دین کی حفاظت کرے گا اور وہ میری سنت پر عمل کرنیوالا ہوگا، وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم و جور اور بُرائی سے بھری ہوئی ہوگی۔" (علل الشرائع)

(۳) وجہ تسمیۂ قائم

امام قائمؑ کو قائم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُن کا ذکر مردہ ہونے کے بعد پھر سے قائم ہو جائیگا[1]

[1] (معانی الاخبار)

(۴) وجہ تسمیۂ قائم و منتظر

ابنِ عبدوس نے ابنِ قتیبہ سے، قتیبہ نے حمدان بن سلیمان سے، حمدان نے صقر ابنِ دلف سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد بن علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میرے بعد میرا فرزند علی امام ہوگا، اُس کا حکم میرا حکم اور اُس کا قول میرا قول، اُس کی اطاعت میری اطاعت ہوگی۔ پھر اُس کے بعد اُس کے فرزند حسنؑ (عسکری) کی امامت ہوگی۔ اُس کا حکم اُس کے والد کا حکم، اُس کا قول اُس کے والد کا قول اور اُس کی اطاعت اُس کے والد کی اطاعت ہوگی۔

یہ فرما کر آپؑ خاموش ہو گئے۔ تو میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! امام حسنؑ (عسکری) کے بعد کون امام ہوگا۔؟

اس سوال پر آپ نے شدید گریہ فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: اور حسنؑ (عسکری) کے بعد اُن کا فرزند قائم بالحق المنتظر امام ہوگا۔

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! اُن کا نام قائم کیوں رکھا گیا۔؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ اُن کا ذکر مردہ ہونے کے بعد پھر سے قائم ہوگا جبکہ آپ کی امامت کے قائل اکثر لوگ مرتد ہو جائیں گے۔

میں نے پھر عرض کیا: اور اُن کا نام منتظر کیوں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ اُن کی غیبت کی مدت بہت طویل ہوگی جس میں مخلص لوگ اُن کے ظہور کے منتظر ہوں گے۔ شک کرنے والے اُن کے وجود سے انکار کریں گے اور انکار کرنے والے اُن کے ذکر کا مذاق اُڑائیں گے۔ اکثر لوگ اُن کے ظہور کے وقت کا تعین کرنے کی کوشش کریں گے، جلدی چاہنے والے ہلاک ہو جائیں گے اور تسلیم کرنے والے نجات پائینگے۔

(اکمال الدین)

(۵) آپؑ کا نام مُؤمّل بھی رکھا گیا

کلینی نے ایک مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام نے جوقت حضرت حجتؑ عجؑ کی ولادت ہوئی تو فرمایا: کہ ظالموں نے چاہا تھا کہ مجھے قتل کر کے اس نسل ہی کو منقطع کر دیں لیکن اُنھوں نے اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ لیا۔

ان حالات کے پیشِ نظر آپؑ نے اپنے فرزند حضرت حجتؑ کا نام مُؤمّل رکھا۔

(غیبۃ طوسیؒ)

⑥ اِسمِ مہدی اور قائم ایک ہی نام ہیں

فضل نے موسیٰ بن سعدان سے، موسیٰ نے عبداللہ بن قاسم حضرمی سے اور عبداللہ نے ابوسعید خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مہدی اور قائم دونوں ایک ہی ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: پھر اُن کا نام مہدی کیوں رکھا گیا۔؟

آپؑ نے فرمایا: وہ حضرت ہر امرِ خفی کی طرف ہدایت کریں گے اور قائم اس لیے کہ وہ اُس وقت کھڑے ہوں گے جب یہ خیال بھی مردہ ہو جائے گا کہ وہ جناب ظاہر ہو کر انقلابِ عظیم برپا کریں گے۔ (غیبتہ طوسیؒ)

⑦ وجہِ تسمیہٴ مہدی و قائم

محمد بن عجلان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام قائمؑ قیام و ظہور کریں گے تو لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت کی تجدید کریں گے اور ایسے اُمور کی طرف ہدایت کریں گے جو مٹا دیے گئے تھے اور جمہور اُن سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ امامؑ قائمؑ کا نام مہدی اس لیے ہے کہ وہ امورِ گم شدہ کی طرف ہدایت فرمائیں۔ اور آپؑ کا نام قائمؑ اس لیے ہے کہ آپؑ حق کو لیکر اُٹھیں گے اور قیام کریں گے۔ (الارشاد)

⑧ امامِ عصرؑ کا نام منصور بھی ہے

جعفر بن محمد فزاری نے مکمل اسناد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر کے بارے میں بیان کیا ہے

” وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا “ (سورۂ اسریٰ آیت ۳۳)

ترجمہ۔ ” اور جو قتل کر دیا جائے ظلم کے ساتھ تو قرار دیا ہے ہم نے اس کے ولی کو حقِ (قصاص) “

آپؑ نے فرمایا: اس آیت میں مظلوم سے مراد امام حسین علیہ السلام ہیں اور

” فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا “

ترجمہ ” پس نہ کرے زیادتی قتل میں، کیونکہ اس کی حمایت کی گئی ہے۔ “

آپؑ نے فرمایا کہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہدیؑ کا نام منصور رکھا ہے جس طرح احمدؐ کا نام محمدؐ اور محمودؐ ہے اور عیسیٰؑ کا نام مسیحؑ رکھا ہے۔ (تفسیر فرات)

⑨ امامِ عصرؑ کی کُنیت

ابنِ خشّاب کا بیان ہے کہ مجھ سے روایت کی محمد بن موسیٰ طوسی نے اور اُن سے عبداللہ بن محمد نے اور اُن سے قاسم بن عدی نے۔ اُن کا بیان ہے کہ، کہا جاتا ہے کہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام کی کنیت اَلْخَلَفُ الصَّالِح ابوالقاسم ہے۔ (کشف الغمہ)

اور اُن کے دو نام ہیں۔

نوٹ حضرت امام قائم علیہ السلام کے دیگر اسماء، بابِ سابق میں گزر چکے ہیں کچھ اور بقیہ اسماء آئندہ ابواب میں آئیں گے۔ خصوصاً اُس باب میں جس میں آپؑ سے ملاقات کرنے والوں کا ذکر ہے۔

بحار الانوار

باب سوم

نام لینے کی ممانعت

(۱) اصلی نام بنی فاطمہ کو بھی معلوم نہیں

عبدالواحد بن عبداللہ نے محمد بن جعفر سے، اُنھوں نے ابن ابوخطّاب سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے محمد بن یحییٰ خثعمی سے، اُنھوں نے ضریس سے، ضریس نے ابوخالد کابلی سے روایت نقل کی ہے کہ، جب حضرت علی ابن الحسینؑ، امام زین العابدین علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، مولا! میں آپ پر قربان، آپؑ جانتے ہیں کہ میں سب سے کٹ کر آپ کے پدر بزرگوار کے دامن سے وابستہ تھا، اُن حضرت سے محبت کرتا اور لوگوں سے کوئی انس نہ رکھتا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: سچ کہتے ہو اے ابوخالد، مگر تم کیا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، آپ کے پدر بزرگوار نے صاحب الامرؑ کے ایسے اوصاف بیان کر دیے ہیں کہ اگر وہ کہیں راستے میں مل جائیں تو اُن کا ہاتھ پکڑ لوں (کہ یہ صاحب الامر ہیں)۔

آپؑ نے فرمایا: یہ سب صحیح ہے، مگر آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں اُن حضرتؑ کا نام دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں اُنھیں نام سے بھی پہچان لوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! خدا کی قسم تم نے یہ ایک تکلیف دہ سوال کیا ہے اگر تم نے کوئی ایسی بات دریافت کی ہوتی جو میں نے کسی اور کو بتائی ہوتی تو تمھیں بھی بتا دیتا، مگر تم نے تو ایسی بات دریافت کی ہے کہ اگر بنی فاطمہؑ کو بھی معلوم ہو جائے تو وہ بھی چاہیں گے کہ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں (غیروں کی تو بات ہی کیا ہے اپنے بھی نہ برداشت کریں گے)۔

(غیبتہ نعمانی)

(۲) امام عصرؑ آل محمدؐ کی ہی ایک فرد ہیں

ابی نے سعد سے، سعد نے محمد بن احمد علوی سے

محمد نے ابوہاشم جعفری سے روایت نقل کی ہے۔ ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن عسکری (امام علی النقی علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے فرزند حسنؑ عسکری کے بعد جو خلف و جانشین ہوگا، جب اُس کا دور آئے گا تو اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا۔؟

میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: اِس لیے کہ نہ تم لوگ اس کی شخصیت کو دیکھ سکو گے، نہ اُس کا نام ہی لے سکو گے، وہ آل محمدؐ ہی میں سے ہوگا۔ (غیبتہ نعمانی)

* ابن ولید نے بھی سعد سے یہی روایت بیان کی ہے۔ (اکمال الدین)
* سعد سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (غیبتہ طوسیؒ)
* علی بن محمد سندی نے محمد بن حسن سے، محمد نے سعد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

(۳) ظہور سے قبل آپؑ کا نام لینا جائز نہیں

دقّاق اور ورّاق دونوں نے محمد بن ہارون صوفی سے، محمد نے رُویانی سے اور رُویانی نے عبدالعظیم حسنی سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن ثالث (امام علی النقی علیہ السلام) سے امام قائم علیہ السلام کے متعلق روایت کی ہے کہ امام قائم علیہ السلام کا نام لینا جائز نہیں ہے جبتک کہ وہ زمین کو قسط و عدل سے بھرنے کے لیے ظہور نہ فرمائیں۔ جیساکہ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (کتاب التوحید)

(۴) امام عصرؑ ساتویں امامؑ کی پانچویں پشت میں ہوں گے

ابن ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ایوب بن نوح سے، ایوب نے محمد بن سنان سے، محمد نے صفوان بن مہران سے روایت کی ہے کہ حضرت امام صادق جعفر بن محمدؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی (علیہ السلام) میری اولاد میں سے ہوں گے جو ساتویں امامؑ کی پانچویں نسل سے ہوں گے۔ تم لوگوں سے جسمانی طور پر غائب رہیں گے۔ تم لوگوں کو اُن کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ (اکمال الدین)

* ابن ابی دقّاق نے اسدی سے، اسدی نے سہل سے، سہل نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے عبدالعزیز عبدی سے، اُنھوں نے ابن ابی یعفور سے، اُنھوں نے امام جعفر صادقؑ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔[1]

[1] (اکمال الدین)

(۵) تا وقتِ ظہور نام لینا جائز نہیں

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے محمّد بن زیاد ازدی نے اور محمّد نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے امام قائم علیہ السّلام کے تذکرے کے وقت فرمایا کہ لوگوں سے اُن کی ولادت پوشیدہ رکھی جائے گی اور جبتک اُن کا ظہور نہ ہوگا، تاکہ وہ زمین کو قسط و عدل سے بھر دیں جیساکہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اُن کا نام لینا جائز نہیں' حرام ہے۔ (اکمال الدین)

(۶) لوگوں کیلئے آپ کا نام لینا حرام ہے

سنانی نے اسدی سے، اُنھوں نے سہل سے، سہل نے عبدالعظیم حسنی سے، اُنھوں نے حضرت امام محمّد تقی بن امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ امام قائم ع کی ولادت کو لوگوں سے مخفی رکھا جائے گا۔ وہ جسمانی طور پر لوگوں کی نگاہوں سے غائب رہیں گے۔ لوگوں پر اُن کا نام لینا حرام ہوگا۔ یہ وہ ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کا نام اور کنیت دونوں تجویز فرمائی ہیں۔

(اکمال الدین)

* ابوعبداللہ خزاعی نے بھی اسدی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

(۷) اُمّتِ مسلمہ کے نزدیک تو نسلِ امامت ہی منقطع ہو چکی ہے

ابی اور ابن ولید دونوں نے حمیری سے اور حمیری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں احمد بن اسحاق کے ساتھ عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا میں نے اُن سے کہا: میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، بالکل اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا:

"اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ" (سورۃ البقرہ آیت ۲۶۰)

یہ بتائیں کہ، کیا آپ نے حضرت صاحب العصر علیہ السّلام کو دیکھا ہے؟

اُنھوں نے فرمایا: ہاں، اُن کی ایسی ہی گردن ہے جیسی کہ میری یہ گردن ہے۔

(پھر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔)

میں نے کہا: اور اُن کا نام؟

اُنھوں نے کہا: اِس بحث سے گریز کرو۔ اس لیے کہ اِس قوم کے نزدیک تو یہ نسل ہی منقطع ہوچکی ہے۔ (اکمال الدین)

(۸) نام اور جائے قیام بتانا خلافِ مصلحت ہے

علی بن محمّد نے ابوعبداللہ صالحی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے بعد میرے اصحاب نے مجھ سے درخواست کی کہ آپ عریضہ لکھ کر حضرت امام قائم علیہ السّلام سے اُن کا نام، اور جائے سکونت دریافت کریں۔

(میں نے ایسا ہی کیا) تو میرے عریضے کا جواب یہ آیا کہ" اگر تم کو نام بتا دیا جائے تو تم لوگ اس کو مشتہر کروگے اور اگر سکونت تمھیں معلوم ہوجائے تو دوسروں کو بتاؤ گے۔"

(کافی)

(۹) ملعون ہے، وہ جو آپ کا نام مجمع میں لے

مظفر علوی نے ابن عیاشی و حیدر بن محمّد سے، اُنھوں نے عیاشی سے، عیاشی نے آدم بن محمّد بلخی سے، آدم نے علی بن الحسین دقّاق و ابراہیم بن محمّد سے، اُنھوں نے علی بن عاصم کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السّلام کی تحریروں میں سے ایک تحریر یہ موصول ہوئی کہ:

"ملعون ہے وہ شخص جو میرا نام لوگوں کے مجمع میں لے۔" (اکمال الدین)

(۱۰) مجمع میں نام لینے والے پر اللہ کی لعنت

محمّد بن ابراہیم بن اسحاق نے کہا کہ میں نے ابوعلی محمّد بن ہمام سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمّد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک تحریر ایسی نکلی جس کو میں پہچانتا ہوں کہ:

" جو شخص لوگوں کے مجمع میں میرا نام لے اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

(اکمال الدین)

(۱۱) نام لینے والا کافر

ابی نے سعد سے، سعد نے ابن یزید، اُنھوں نے ابنِ محبوب سے، اُنھوں نے ابنِ رئاب سے، اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے

روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: " صاحب الامر علیہ السّلام کی ذات وہ ہوگی کہ کافر کے سوا کوئی اُن کا نام (لینے کی جرأت بھی) نہ کرسکے گا۔

(اکمال الدین)

⑫ اُنھیں نہ دیکھا جا سکتا ہے اور نہ اُن کا نام لیا سکتا ہے

ابی وابنِ ولید دونوں نے سعد سے، سعد نے جعفر بن محمّد بن مالک سے، جعفر نے ابنِ فضّال سے، اُنھوں نے ریّان بن صلت سے روایت کی ہے کہ میں (ریّان) نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے حضرت امام قائم علیہ السّلام کے متعلق دریافت کیا۔

" آپؑ نے فرمایا: "نہ اُن کو جسمانی طور پر دیکھا جائے گا اور نہ اُن کا نام لیا جائے گا تاآنیکہ آپ کا ظہور ہو۔"

(اکمال الدین)

⑬ آپؑ کا نام رسول اللہؐ کے پاس ودیعت ہے

ابی وابنِ ولید دونوں نے سعد سے، سعد نے یقطینی سے، اُنھوں نے اسماعیل بن ابان سے، اُنھوں نے عَمرو بن شمر سے عَمرو نے جابر سے، جابر نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطّاب نے امیر المومنین علیہ السّلام سے دریافت کیا: اے فرزندِ ابوطالبؑ! یہ بتاؤ کہ مہدی کا اصل نام کیا ہوگا۔؟

آپؑ نے فرمایا: تم اُن کا نام پوچھتے ہو تو میں نہیں بتاؤں گا۔ اس لیے کہ میرے حبیبؐ و میرے خلیل (جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اُن کا نام کسی کو نہ بتاؤں، تاآنیکہ اللہ اُنھیں ظاہر فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو علوم اپنے رسوؐل کو ودیعت فرمائے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

(اکمال الدین)

بحار الانوار

باب چہارم

صفات و علامات

① امام مہدی کا امام ابنِ امام ہونا لازمی امر ہے

محمد بن احمد بن حسین بغدادی نے احمد بن فضل سے، احمد نے بن احمد قصری سے، انھوں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری سے انھوں نے اپنے آباءِ کرام سے، انھوں نے حضرت امام موسیٰ بن امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قائم وہی ہوگا جو امام ابنِ امام اور وصی ابنِ وصی ہو۔ (کسی اور کا دعویٰ غلط ہے۔)

(عیون الاخبار)

② امام مہدی کی ولادت کو پوشیدہ رکھا جائیگا

احمد بن ہارون اور ابنِ شاذویہ اور ابنِ مسرور اور جعفر بن حسین نے محمد بن حمیری سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ایوب بن نوح سے، ایوب نے عباس بن عامر سے اور ہم سے بیان کیا جعفر بن علی بن حسن بن عبداللہ بن مغیرہ نے، انھوں نے اپنے جد حسن سے انھوں نے عباس بن عامر سے عباس نے موسیٰ بن ہلال ضبی سے، انھوں نے عبداللہ بن عطا سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ عراق میں بہت کثرت سے ہیں اور خدا کی قسم اہلِ بیت میں آپ کا کوئی مثل نہیں، پھر آپ خروج کیوں نہیں کرتے۔؟

آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عطا! تیرے کانوں میں لغو لوگوں کی باتیں داخل ہوگئی ہیں۔ خدا کی قسم، میں تم لوگوں کا امام قائم نہیں ہوں۔

میں نے عرض کیا: پھر ہمارا امام قائم کون ہے؟

آپ نے فرمایا: دیکھتے رہو، جس کی ولادت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے، بس وہی امام قائم ہوگا۔

(اکمال الدین)

امام مہدی اولادِ امام حسین سے ہونگے

لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، انھوں نے احمد بن علی رازی سے، احمد نے محمد بن اسحاق مقری سے، محمد نے علی بن عباس سے، علی نے بکار بن احمد سے، بکار نے حسن بن حسین سے، حسن نے سفیان جریری سے، ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ: خدا کی قسم، مہدیٔ امت امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کی اولاد سے ہو ہی نہیں سکتے۔

③ کلمۂ باقیہ اولادِ امام حسین میں سے ہوگا

فضل بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے زید بن علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے تھے کہ مہدیٔ منتظر اولادِ حضرت امام حسین سے ہوں گے، امام حسین کی ذرّیت میں سے ہوں گے، امام حسین کے اعقاب (بعد والوں) میں سے ہوں گے، امام حسین وہ مظلوم ہیں کہ جن کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے

" وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا "

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

آپ نے فرمایا: امام حسین کا ولی ان کی ذرّیت اور ان کے عقب میں سے ہوگا۔

اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

" وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ " (سورۂ الزخرف آیت ۲۸)

" سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ " (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

پھر فرمایا کہ ان کی قوت و طاقت ان کی حجت میں ہوگی اور اتنی قوی ہوگی کہ ان کی حجت تمام لوگوں پر غالب آئے گی اور ان پر کسی کی حجت قائم نہ ہوگی۔ (غیبۃ طوسی)

④ آپ کا حلیۂ مبارک

ابنِ موسیٰ نے اسدی سے، اسدی نے برمکی سے برمکی نے اسماعیل بن مالک سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے ابو جارود سے ابو جارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے، امام نے اپنے پدر بزرگوار سے، انھوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے برسرِ منبر یہ فرمایا کہ آخر زمانہ میں میری اولاد میں سے ایک مرد ظہور کریگا جس کا رنگ سرخ سفید ہوگا، وہ کشادہ شکم، چوڑی چکلی ران، اور نرم کاندھے والا ہوگا

اُس کی پُشت پر دو تل ہوں گے، ایک اس کے جسم کے رنگ کے مطابق اور دوسرا نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کے تل کے مشابہ۔ اُس کے دو نام ہوں گے ایک نام پوشیدہ اور دوسرا پکارنے کا۔ پوشیدہ نام احمد اور پکارنے والا نام محمدؐ ہوگا۔ جب وہ اپنے پرچم کو لہرائے گا تو مشرق سے مغرب تک روشنی ہوجائیگی، وہ اپنے ہاتھ بندوں کے سروں پر رکھے گا تو کوئی باقی نہ رہے گا جس کا دل فولاد کے مانند مضبوط نہ ہوجائے، اور اللہ اس کو چالیس مَردوں کی طاقت عطا فرمائے، اور قبر میں کوئی مُردہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں یا جس کی قبر میں یہ خوشی داخل نہ ہو۔ وہ اپنی قبروں میں ایکدوسرے کو قیامِ قائم علیہ السّلام کی خوشخبری اور مبارکباد دیں گے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۵) امام قائمؑ کو سلام کرنے کا طریقہ

ان ہی اسناد کے ساتھ جابرؓ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ کتابِ خدا اور سنّتِ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا علم قلبِ مہدیؑ میں اس طرح اُگے گا جس طرح بہترین کھیتیاں اُگتی ہیں۔ اگر تم لوگوں میں سے اس وقت کوئی باقی رہے اور اُس سے ملاقات کرے تو سلام اس طرح کرے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ وَالنُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنَ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَۃِ"

اور ایک روایت میں ہے کہ امام قائمؑ کو اس طرح سلام کرے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّۃَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ" (اکمال الدین)

* عمرو بن شمر سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (غیبۃ نعمانی)

(۶) امام قائم کا حلیۂ مبارک

سعد نے یقطینی سے، اُنھوں نے اسماعیل بن ابان سے، اُنھوں نے عمرو بن شمر سے، اُنھوں نے جابر جعفی سے، جابر نے کہا کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب نے امیر المؤمنین علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ مجھے مہدیؑ کے متعلق کچھ بتلائیے کہ ان کا نام کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نام کے متعلق مجھ سے میرے حبیب (حضرت رسول اللہؐ) نے عہد لیا ہے کہ میں کسی کو ان کا نام نہ بتاؤں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ظاہر کردے۔

اُنھوں (عمر بن خطّاب) نے پوچھا کہ اچھا تو اُن کے اوصاف کے بارے میں بتائیے؟

کہنے لگے کہ: وہ ایک درمیانہ قد والے جوان، وجیہ و حسین چہرہ اور ان کے بال خوشنما بڑے اور دو شانوں پر پڑے ہوئے، اور اُن کے سر اور ریش کے سیاہ بالوں کے حلقے میں اُن کے نورانی چہرے کا حسن بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور ایک بہترین عورت کے فرزند۔

(۷) لوگ امام قائم کی ولادت سے بیخبر ہونگے

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ علوی سے، اُنھوں نے محمد بن احمد قلانسی سے، اُنھوں نے علی بن حسین سے، اُنھوں نے عبّاس بن عامر سے، عبّاس نے موسیٰ بن ہلال سے، موسیٰ نے عبداللہ بن عطا سے، عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حج کے لیے واسطہ سے چلے تو امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے مجھ سے لوگوں کی خیریت اور بازار کا نرخ وغیرہ دریافت فرمایا۔

میں نے عرض کیا: لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر آرہا ہوں کہ سب کی گردنیں آپؑ کی طرف اُٹھی ہوئی ہیں، کاش آپؑ خروج فرماتے تو ساری خلقت آپؑ کے پیچھے ہوجاتی۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عطاء! تمھارے کانوں میں احمقوں کی باتیں سمائی ہوئی ہیں۔

نہیں، خدا کی قسم میں تمہارا وہ صاحب الامر نہیں ہوں (جو خروج کرے گا) اب تو ہم میں سے جس مرد کی طرف اشارہ کیا جائے گا یا اُس کی طرف نگاہیں اُٹھیں گی، وہ یا تو قتل ہوگا یا بسترِ مرگ پر ہی ختم ہوجائے گا۔

میں نے عرض کیا: بسترِ مرگ پر کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: کڑھ کڑھ کر اپنے بستر پر ختم ہوجائے گا، یہانتک کہ اللہ تعالیٰ ایسے کو دنیا میں بھیجے گا جس کی ولادت کی کسی کو پرواہ (خبر بھی) نہ ہوگی۔

میں نے عرض کیا: پرواہ نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ وہ پیدا بھی ہوگا یا نہیں، تو وہ لوگوں کا صاحب الامر ہوگا۔

(غیبۃ نعمانی)

(۸) امام رضاؑ سے ایّوب کا خطاب امید ہے کہ آپ صاحب الامر ہوں گے

کلینیؒ نے ہمارے کچھ اصحاب سے، اُنھوں نے سعد بن عبداللہ سے، سعد نے ایّوب بن نوح سے

روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمیں گمان ہے کہ صاحب الامر آپؑ ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بغیر تلوار چلائے اقتدار دیگا۔ کیونکہ آپ کی بیعت بھی ہو چکی ہے اور آپؑ کے نام کا سکّہ بھی جاری ہو گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: سنو! ہم لوگوں میں سے جس کسی کے پاس بھی لوگوں کے خطوط آئیں گے جس کی طرف بھی انگلیوں سے اشارے کیے جائیں گے، یا مسائل دریافت کیے جائیں گے اور اموال بھیجے جائیں گے، وہ یا تو در پردہ قتل کر دیا جائے گا، یا بسترِ مرگ پر اپنی موت مر جائے گا، تا اینکہ اللہ تعالیٰ اِس امر کے لیے ہم میں سے ایک بچے کو مبعوث فرمائے گا جس کی ولادت اور نشو و نما مخفی ہوگی، حالانکہ درحقیقت وہ مخفی نہ ہوگی۔ (غیبتہ نعمانی)

(٩) صاحب الامر کون ہوگا؟

محمّد بن ہمام نے فزاری سے، فزاری نے احمد بن میثم سے، احمد نے عبداللہ بن موسیٰ سے، عبداللہ نے عبدالاعلیٰ بن حصین ثعلبی سے روایت کی ہے اور اُنھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حج یا عمرہ کے دوران میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کیا: مولا! میں تو اب سن رسیدہ ہوگیا، ہڈیاں بھی پتلی ہو چکی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ آپ کی زیارت بھی قسمت میں ہے یا نہیں۔ لہٰذا آپ مجھے کچھ ہدایت فرما دیجیے اور یہ بھی بتائیے کہ یہ مصیبتیں کب ختم ہونگی، اور کشادگی کا زمانہ کب آئے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ایک جلا وطن آبادی سے باہر نکلا ہوا، تن تنہا، اکیلا، اپنے خاندان سے الگ جس کے آباء و اجداد قتل کر دیے گئے ہوں، جس کی کنیت اس کے چچا کی کنیت ہوگی، جس کا نام نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نام ہوگا، وہی صاحب رایت و پرچم ہوگا۔

میں نے عرض کیا: آپ ذرا دوبارہ ارشاد فرمادیں۔

یہ سن کر ایک چمڑے کا ٹکڑا یا کاغذ کا پرچہ لیا اور اس پر (مذکورہ ارشاد) لکھ دیا۔

(غیبتہ نعمانی)

(١٠) صاحب الامر کون ہوگا؟

ابنِ عقدہ نے یحییٰ بن زکریا سے، یحییٰ نے یونس بن کلیب سے، یونس نے معاویہ بن ہشام سے، معاویہ نے صباح سے، صباح نے سالم الاشل سے، اُنھوں نے حصین تغلبی سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے

حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی (جو حدیث (٩ء) مندرجہ ماقبل مذکور ہوئی وہ اور آخر میں یہ ہے کہ) جب امام محمد باقر علیہ السلام سب کچھ فرما چکے تو فرمانے لگے: تمھیں یاد رہیگا یا لکھدوں؟

میں نے عرض کیا: آپ کی مرضی ہے۔

تو آپؑ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا یا کاغذ کا ایک پرچہ منگوایا اور اُس پر لکھ کر مجھے دیدیا۔

سالم بن اشل کہتا ہے کہ حصین نے ہمارے سامنے وہ پرچہ نکالا اور پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام کی تحریر ہے۔ (غیبتہ نعمانی)

(١١) صاحب الامر کون ہوگا؟

محمّد بن ہمام نے فزاری سے، فزاری نے عباد بن یعقوب سے، اُنھوں نے حسن بن حمّاد سے، حسن نے ابوجارود سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صاحب الامر وہ ہوگا جو آبادیوں سے نکلا ہوا اور تن تنہا بسر کرنے والا ہوگا جس کے آباء و اجداد قتل کر دیے گئے ہوں گے، جس کی کنیت اُس کے چچا کی کنیت ہوگی، جس کا نام نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نام ہوگا۔ (غیبتہ نعمانی)

(١٢) آپؑ کا ظہور مکّہ سے ہوگا

ابنِ عقدہ نے حمید بن زیاد سے، حمید نے حسن بن محمد حضرمی سے، حسن نے جعفر بن محمّد سے اور یونس بن یعقوب سے، سالم مکّی سے، ابوطفیل سے اور عامر بن واثلہ سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس کی تم لوگ آس لگائے ہوئے ہو اور جس کی تمھیں تلاش ہے وہ مکہ سے خروج کرے گا، اور مکّہ سے اُس وقت تک خروج نہ کرے گا جبتک وہ نہ دیکھ لے جو وہ چاہتا ہے۔

(غیبتہ نعمانی)

(١٣) چوتھا امام قائم ہوگا

محمّد بن ہمام، احمد بن مابنداد، احمد بن ہلال، احمد بن علی قیسی، ابوہیثم (ایک دوسرے سے) اور ابوہیثم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یاد رکھو! جب محمّدؐ و علیؑ و حسنؑ امام اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے آجائیں تو سمجھ لینا کہ اب جو چوتھا امام آئے گا بس وہی قائم ہوگا۔

(غیبتہ نعمانی)

(١٤) امام قائم کا نام نبیؐ اکرم کا نام اور اُن کے والد کا نام ایک وصیؑ نبیؐ کا نام ہوگا

محمّد بن ہمام نے فزاری سے، فزاری نے محمّد بن احمد مدینی سے، محمّد نے ابنِ اسباط سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، محمّد نے داؤد رقّی سے اور داؤد رقّی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، اب یہ مصیبت تو ہم لوگوں پر بہت طویل ہوگئی ہے اور ہم اس سے خاطر برداشتہ ہوگئے اور غم و اندوہ کے مارے ہوئے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ غم ابھی مزید شدّت اختیار کرے گا۔ پھر آسمان سے ایک منادی امام قائم اور اُن کے والد بزرگوار کا نام بیک ندا کرے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، امام قائمؑ کا نام کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اُن کا نام نبی اکرمؐ کا نام ہوگا اور اُن پدر بزرگوار کا نام ایک وصیؑ نبیؐ (یعنی امام حسنؑ) کا نام ہوگا۔

(١٥) وقتِ امامت آپ کا سن تمام ائمہ میں سب سے کم ہوگا

محمّد بن ہمام نے فزاری سے، فزاری نے عبّاد بن یعقوب سے، عبّاد نے یحییٰ بن سالم سے اور یحییٰ نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: صاحب الامر ہم ائمہ میں سب سے زیادہ کم عمر ہوں گے اور جسمانی طور سے ہم میں سب سے زیادہ پوشیدہ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: یہ کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جب لوگ قافلہ در قافلہ اس کمسن بچّے کی بیعت کے لیے چل کھڑے ہوں گے تو اُس وقت ہر صاحبِ اقتدار اپنا اپنا جھنڈا بلند کرے گا۔

(غیبتہ نعمانی)

(١٦) امام قائم کسی کی رعایا نہیں ہوں گے

علی بن حسین نے محمّد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے محمّد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے محمّد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، اُنھوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے، حمّاد نے ابراہیم بن عمر یمانی سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے

روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام قائمؑ ظہور کریں گے تو (وہ کسی کی رعایا نہ ہوں گے) اُن کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہ ہوگا۔ (غیبتہ نعمانی)

(١٧) امام قائم کسی کی حکومت میں نہ ہوں گے

کُلینی نے محمّد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے احمد بن محمّد سے، اُنھوں نے حسین بن سعید سے، اُنھوں نے ابن ابی عمیر سے، اُنھوں نے ہشام بن سالم سے، اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام قائمؑ ظہور کریں گے تو اس حال میں کہ اُن کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی معاہدہ ہوگا۔ (غیبتہ نعمانی)

(١٨) زمانۂ فترت کے بعد ظہور

کُلینی نے محمّد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے محمّد بن احمد سے، اُنھوں نے جعفر بن قاسم سے، جعفر نے محمّد بن ولید سے، ولید نے ولید بن عقبہ سے، ولید نے حارث بن زیاد سے، حارث نے شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا آپ صاحب الامر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر آپؑ کے فرزند ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے پھر عرض کیا: پھر آپؑ کے فرزند کے فرزند؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بھی نہیں۔

میں نے پھر عرض کیا: تو پھر آپ کے فرزند کے فرزند کے فرزند؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر کون؟

آپؑ نے فرمایا: وہ جو زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ ائمہ طاہرینؑ کے دَور کو ایک عرصہ گذر جانے کے بعد وہ ظہور کریگا جس طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمانۂ فترت کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ (غیبتہ نعمانی)

(۱۹) آپؑ کا حلیہ مبارک

علی بن احمد نے عبید اللہ بن موسیٰ سے انھوں نے اپنے ہی آدمی سے، پھر ابراہیم بن حسین بن ظہیر سے، اُنھوں نے اسماعیل بن عیّاش سے اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے ابو وابل سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وصیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور فرمایا: میرا یہ فرزند تم لوگوں کا سردار ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کو سردار کہا ہے اور اِس کے صلب سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام تمھارے نبیؐ کا نام ہوگا، جو خلق و خُلق میں بھی اُن حضرتؐ کے مشابہ ہوگا اور وہ اُس وقت ظہور کرے گا جب لوگ غفلت میں ہوں گے، حق پردے میں ہوگا، ظلم وجور چھایا ہوا ہوگا۔ واللہ، اگر وہ خروج نہ کرے گا تو اُس کی گردن ماردی جائے گی۔ وہ ایسا مرد ہوگا جس کی پیشانی روشن، ناک لمبی، شکم بزرگ ہوگا اور رانیں چوڑی چکلی ہوں گی، داہنی ران پر ایک تل ہوگا، دندان کشادہ ہوں گے وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(غیبتہ نعانی)

(۲۰ سے ۲۲ اور ۲۴ کو غیر معتبر ہونے کی بنا پر حذف کر دیا گیا ہے۔)
(یہ روایت بھی آپکے حلیہ مبارک کے بارے میں ہے۔)

(۲۳) آپؑ حضرت یوسفؑ سے مشابہ ہوں گے

ابنِ عقدہ نے محمد بن فضل بن قیس اور سعدان بن اسحاق بن سعید اور احمد بن حسن بن عبد الملک اور محمد بن حسن قطوانی سب نے ابنِ محبوب سے، اُنھوں نے ہشام بن سالم سے، اُنھوں نے زید کناسی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارا صاحبُ الامر حضرت یوسفؑ سے مشابہ اور ایک حبشی کنیز کا فرزند ہوگا اور ایک رات میں اللہ اُس کے معاملے کو درست کر دے گا۔

(غیبتہ نعانی)

(۲۴ - ۲۵ دونوں روایتیں حذف کر دی گئیں، کیونکہ انہیں حلیہ مبارک مبہم ہے)

(۲۶ روایت امام قائمؑ سے متعلق نہیں ہے کیونکہ وہ ۱۳ معصوموں کے فرزند ہیں)

(۲۷) آپؑ ائمہؑ میں سب سے کمسن ہوں گے

علی بن احمد نے عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے ابن ابی خطّاب سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابو جارود سے، اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ صاحب الامر (عہدۂ امامت سنبھالتے وقت) ہم گروہِ ائمہؑ میں سب سے کمسن اور سب سے زیادہ گمنام ہوں گے۔ (غیبتہ نعانی)

* دوسرے اسناد سے محمد بن سنان نے ابو جارود سے اور اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ نعانی)

(۲۸) امام نابالغ بھی ہوسکتا ہے

محمد بن ہمام نے احمد بن مابنداد سے اُنھوں نے احمد بن ہلیل سے، اُنھوں نے ابو مالک حضرمی سے، اُنھوں نے ابو سفاتج سے اُنھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے یا امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ یہ عہدۂ امامت کسی ایسے کو بھی مل سکتا ہے جو ابھی بالغ نہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں ایسا عنقریب ہوگا۔

میں نے عرض کیا: پھر وہ کیا کر سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اُن کو علم و کتاب کی وراثت عطا کی جائے گی، وہ اپنے مرضی سے کوئی کام نہ کریں گے۔ (اللہ تعالیٰ الہام اور روح القدس کے ذریعے سے اُن کی تائید کرے گا۔)

(غیبتہ نعانی)

(۲۹) سب سے کمسن امام

عبدالواحد نے محمد بن جعفر قرشی سے، اُنھوں نے ابن ابی خطّاب محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابو جارود سے روایت کی ہے کہ ابو جارود کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صاحب الامر ہم ہی میں سے ہوگا، وہ سب سے زیادہ گمنام اور سب سے کمسن ہوگا۔

(۳۰) ـــــ محمد بن ہمام نے احمد بن مابنداد سے، اُنھوں نے احمد بن ہلیل سے، اُنھوں نے اسحاق بن صباح سے، اُنھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپنے فرمایا کہ

یہ امرِ امامت عنقریب اُس کے پاس جائے گا جو اتنا کمسن ہوگا کہ اُسے گود میں اُٹھایا جائے گا۔

(غیبتہ نعمانی)

(۳۱) امام حسن عسکریؑ کے فرزند خلف صالح ہوں گے

ابنِ خشّاب کہتا ہے کہ صدقہ بن موسیٰ نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے "خلفِ صالح حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے فرزند ہوں گے اور وہی صاحب الزّمان، اور وہی مہدیؑ ہیں۔

(کشف الغمہ)

(۳۲) حضرت امام مہدیؑ بنی آدم میں سے ہوں گے

احمد بن ادریس نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، اُنھوں نے عمّار بن مروان سے اُنھوں نے منخل سے، اُنھوں نے جابر سے، جابر نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ امام مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوں گے۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۳۳) حلیۂ مبارک

فصول المہمّہ میں آپؑ کے اوصاف یہ مذکور ہیں:
جوان ہوں گے، معتدل قدوقامت والے ہوں گے، چہرہ مسکین ہوگا، سر کے بال کاندھوں تک ہوں گے، کھڑی ناک اور قدرے لمبی ہوگی، پیشانی اُبھری ہوئی ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ آپؑ نے سرداب میں ۲۷۶ھ ہجری میں غیبت اختیار کی۔

بحار الانوار

باب پنجم

آیاتِ قرآنی
اور
ظہورِ امام قائمؑ

① اُمّۃ معدودہ سے مراد اصحابِ قائمؑ ہیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں ہے:

" وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ " (سورہ ہود آیت ۸)

(اور اگر ہم اُن لوگوں پر عذاب کو موخر کردیں اُمّتِ معدودہ (کے آنے) تک)

یعنی خروجِ قائمؑ تک انہیں دنیا سے فائدہ اٹھانے دیں اور دوبارہ واپس لاکر اُن کے اوپر عذاب نازل کریں: " لَيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ " (تو وہ ضرور کہیں گے کہ کس چیز نے اس کو روک دیا)

یعنی وہ بربنائے مذاق و استہزاء کہیں گے کہ قیامِ قائمؑ اور اُن کے خروج میں کیا امر مانع تھا کیوں نہیں آگئے۔ ؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

" اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٭ " (سورہ ہود آیت ۸)

(وہ لوگ یاد رکھیں کہ جس وقت وہ (عذاب) آجائے گا تو کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب کا) مذاق اُڑاتے تھے وہ آگھیرے گا۔)

احمد بن ادریس نے احمد بن محمد سے، اُنھوں نے علی بن حکم سے، اُنھوں نے سیف بن حسان سے، اُنھوں نے ہشام بن عمار سے اور اُنھوں نے اپنے والد سے، جو امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے، روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ " اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ " سے مراد اصحابِ قائمؑ ہیں۔ اور معدودہ ہیں یعنی گنتی کے ہیں۔ جو تین سو دس سے ذرا زیادہ ہیں۔ (۳۱۳)

اُمّت کے مختلف معانی

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اُمّۃ کے بہت سے معانی ہیں

① اُمّۃ بمعنی مذہب

" كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً " (سورہ بقرہ آیت ۲۱۳)

(سب لوگ ایک ہدایت پر تھے۔)

② اُمّۃ بمعنی جماعت

" وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ " (سورہ قصص آیت ۲۳)

(وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔)

③ اُمّۃ بمعنی ایک فرد۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرد کو بھی اُمّت کہا ہے۔

" اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا " (سورہ نحل آیت ۱۲۰)

(بیشک (حضرت) ابراہیمؑ ایک بڑے مقتدا (پیشوا) فرد اور اللہ کے فرمانبردار تھے)

④ اُمّۃ بمعنی ہر جنسِ حیوانات

" وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ " (سورہ فاطر آیت ۲۴)

(اور کوئی اُمّت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔)

⑤ اُمّۃ بمعنی اُمّتِ محمدیہ

" كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ " (سورہ رعد آیت ۳۰)

(اسی طرح ہم نے تم کو بھی ایک اُمّت میں بھیجا، اس سے قبل بہت سی اُمّتیں گذر چکی ہیں۔)

⑥ اُمّۃ بمعنی وقت

" قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ " (سورہ یوسف آیت ۴۵)

(ان دونوں قیدیوں میں سے ایک نے جو رِہا ہوا تھا کہا اور ایک مدت کے بعد اُس نے (یوسفؑ کو) یاد کیا) یعنی کچھ وقت کے بعد

⑦ اُمّۃ بمعنی مخلوقات

" تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ " (سورہ جاثیہ آیت ۲۸)

(تو دیکھے گا مخلوق کا ہر گروہ (خوف سے) گھٹنوں کے بل (گرا ہوا ہے) ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جا رہا ہے۔)

" يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ " (سورہ نحل آیت ۸۴)

(اس دن ہر اُمّت سے ایک شاہد اٹھایا جائیگا پھر کافروں کو اجازت نہ دی جائیگی) [1]

[1] تفسیر علی بن ابراہیم

(۲) اَیّامِ اللہ تین ہیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے:

" وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ "

(سورۂ ابراہیم آیت ۵)

(اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ تم اپنی قوم کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالو اور اُنھیں ایام اللہ یاد کراؤ)

اُن کا قول ہے کہ ایام اللہ تین ہیں:

۱- یومِ ظہورِ قائمؑ - ۲- یومِ موت - ۳- یومِ قیامت

(۳) فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷)

اس سے مراد ظہورِ امامؑ ہے

(۱) " وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ " (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴)

(۲) " وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا " (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸)

آیت (۱) میں ہے "اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان کی کتاب میں لکھ دیا اور بطور پیشگوئی اُنھیں بتادیا تھا۔

اس کے بعد آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اے مسلمانو! تم لوگ یعنی فلاں فلاں اور ان کے ساتھی دو مرتبہ زمین پر فساد پھیلاؤ گے اور عہد کو توڑ ڈالو اور اونچا بننے کی کوشش کروگے دعوائے خلافت کروگے۔ مگر جب ان دونوں مواقع میں پہلا موقع آئے گا۔ یعنی "جنگ جمل" تو ہم تمہارے مقابلے پر اپنے بندوں میں سے ایسوں کو بھیجیں گے جو شدید جنگ کرنے والے ہوں گے یعنی امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب، وہ گھروں کے اندر گھس کر تم لوگوں کو تلاش کریں گے اور قتل کر ڈالیں گے اور یہ وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہے گا۔

پھر ہم تم لوگوں کو ایک موقع اور مہلت ان کے مقابلے پر دیں گے۔ یعنی بنی اُمیّہ کو آلِ محمدؐ کے مقابلے پر۔ اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کریں گے اور تمہاری تعداد کثیر کردیں گے یعنی حسینؑ ابنِ علیؑ اور ان کے اصحاب کے مقابلے میں، اور تم لوگ آلِ محمدؐ کی عورتوں کو بھی قید کرلوگے

اب اگر تم اُن کے ساتھ نیک سلوک کروگے تو یہ نیکی تمہارے اپنے حق میں ہوگی اور اگر بدسلوکی سے پیش آؤگے تو وہ بھی تمہارے اپنے ہی لیے ہوگی۔

مگر جب دوسرا موقع آئے گا۔ یعنی امام قائمؑ اور اُن کے اصحاب کا، تو وہ لوگ تمہارے چہرے بگاڑ دیں گے۔ یعنی تمہارا منہ کالا کردیں گے اور مسجد میں (کعبے میں) اسی شان سے داخل ہوں گے جیسے پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے (یعنی جناب رسول اللہؐ اور اُن کے اصحاب۔)

پھر وہ تمہارے ٹکڑے اُڑا دیں گے۔ یعنی تم پر غالب آکر تمھیں قتل کردیں گے۔

اب یہاں سے آلِ محمدؐ سے خطاب ہوتا ہے کہ:

" خیر تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا۔ یعنی تمہارے دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔"

اس کے بعد پھر بنی اُمیّہ سے خطاب ہوتا ہے کہ:

" اگر تم لوگوں نے اعادہ کیا تو ہم بھی اعادہ کریں گے۔"

یعنی: اگر تم لوگ سفیانی کے ساتھ ہوکر وہی حرکت کروگے تو ہم قائم آلِ محمدؐ کے ساتھ ہوکر وہی کام کریں گے۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۴) " أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا " (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۳)

(یا، یہ اُن کے لیے نصیحت آموز ہو۔)

تاکہ ان کے لیے کچھ سمجھ پیدا کردے، اور وہ امام قائمؑ اور سفیانی کے ٹکراؤ کو سمجھ سکیں۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۵) " فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا " (سورۂ انبیاء آیت ۱۲)

(اب وہ لوگ ہماری فوجی طاقت کو محسوس کریں گے)

یعنی: بنی اُمیّہ جب قائم آلِ محمدؐ کو محسوس کریں گے

" إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ " (سورۂ الانبیاء آیت ۱۳)

(جب وہ اپنی بستیوں سے بھاگنا شروع کردیں گے (اُن سے کہا جائیگا) مت بھاگو، اپنے سامان اور مکانوں کی طرف واپس چلو تم سے بازپرس کی جائیگی۔)

جب قائم آلِ محمدؐ ان کو طلب کریں گے تو بنی اُمیّہ روم میں بھاگ کر پناہ لیں گے اور

امام قائمؑ ان کو روم سے ڈھونڈ نکالیں گے اور ان سے خزانوں کا مطالبہ کریں گے جو انھوں نے جمع رکھا ہوگا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۴ میں ہے :-)

" قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ " فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ "

(وہ کہیں گے ہائے ہماری بدنصیبی، بیشک ہم ظالم تھے۔ چنانچہ اُن کی یہی چیخ و پکار جاری رہے گی یہاں تک کہ ہم انھیں (تلواروں سے) کاٹ کر رکھ دیں گے جس طرح کوئی کٹی ہوئی کھیتی یا بجھائی ہوئی آگ ہو۔)

اس آیت میں الفاظ اگرچہ ماضی کے ہیں، مگر معنی مستقبل کے ہیں، جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اس آیت کی تاویل تنزیل کے بعد آئے گی۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۶) " اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ " (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵)

" وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

(اور بیشک ہم نے زبور میں لکھ دیا تھا ذکر کے بعد (تمام کتابوں کے بعد

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ " (سورۃ انبیاء آیت ۱۰۵)

کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔) یعنی امام قائمؑ اور انکے اصحاب

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۷) " اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ " (سورۃ حج آیت ۳۹)

ابی عمیر نے ابنِ مسکان سے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آیت :

" اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ " (سورۃ حج آیت ۳۹)

(لڑنے کی اجازت اُن لوگوں کو بھی دیدی گئی ہے جن سے ہمیشہ مقابلہ کیا جاتا رہا ہے اس لیے کہ اُن پر بیحد ظلم کیا گیا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ (ان کو غالب کر دینے پر) پوری قدرت رکھتا ہے۔)

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ عوام یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نازل ہوئی جبکہ قریش نے آنحضرتؐ کو مکے سے نکال دیا تھا۔ حالانکہ اس آیت سے امام قائمؑ مراد ہیں جس وقت وہ انتقام خونِ حسین علیہ السلام کے لیے نکلیں گے۔

چنانچہ آنحضرتؐ کا خود قول ہے کہ ہم لوگ اس خون کے وارث ہیں اور انتقام کے طالب ہیں

(۸) وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ (سورۃ حج آیت ۶۰)

(اور جو شخص دشمن کو اتنی ہی تکلیف پہنچائے جتنی (دشمن کی طرف سے) اس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی ضرور نصرت کرے گا۔ (اُس کے فرزند امام قائم علیہ السلام کے ذریعے سے۔)

(۹) اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ (سورۃ حج آیت ۴۱)

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ہم ان کو زمین پر حکومت دیں گے تو یہ نماز کو قائم کریں گے اور ادائے زکوٰۃ کا انتظام کریں گے۔) اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔

ابوالجارود سے روایت ہے کہ حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ یہ آیت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخر تک تمام ائمہ اور امام مہدی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے لیے ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ مشرق سے مغرب تک (ساری روئے زمین پر) حکومت دیگا۔ ان کے ذریعے سے اپنے دین کو غالب کرے گا۔ اُن کے اور اُن کے اصحاب کے ذریعے سے بدعتوں اور باطل امور کو مٹا دے گا جس طرح اہلِ باطل بیوقوف لوگوں نے حق کو مٹائے رکھا تھا، اور پھر ظلم کہیں نظر نہ آئے گا۔ وہ لوگ نیکیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۱۰) "اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ" (سورۂ شعراء آیت ۴)

(اگر ہم چاہیں گے تو اُن پر آسمان سے ایسی بڑی نشانی نازل کر دیں گے جس کے سامنے اُن کی گردنیں جھک جائیں گی۔)

میرے والد نے ابنِ ابی عمیر سے اُنھوں نے ہشام سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اُن کی گردنیں جھک جائیں گی یعنی بنی اُمیہ کی۔ اور وہ نشانی، وہ آواز اور اعلان ہے جو آسمان سے امام قائم علیہ السلام کے نام کا کیا جائے گا۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۱۱) "اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ" (سورۂ نمل آیت ۶۲)

(بھلا کون ہے وہ ذات جو بیقرار کی سنے گا جب وہ اس کو پکارے گا اور اس کی مصیبت کو دور کر دے گا اور تم لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔)

• میرے والد نے حسن بن علی بن فضّال سے، اُنھوں نے صالح بن عقبہ سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امام قائم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم وہ بہت بیقرار ہوں گے جب وہ مقامِ ابراہیمؑ میں دو رکعت نماز پڑھیں گے۔ اور دعا کریں گے تو اللہ اُن کی دعا کو قبول فرمائے گا اور اُن کی مشکلات کو دور کر دے گا اور انھیں ساری روئے زمین کا خلیفہ اور حاکم بنا دے گا۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۱۲) "وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ" (سورۂ عنکبوت آیت ۱۰)

(اور جب تمھارے رب کی طرف سے نصرت آئے گی۔) یعنی امام قائم آئیں گے

(تفسیر علی بن ابراہیم)

"لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ"

(لوگ کہیں گے کہ بیشک ہم لوگ بھی تو (مسلمان تھے) آپ لوگوں کے ساتھ تھے، مگر کیا اللہ نہیں جانتا کہ تمام اہلِ عالم کے دلوں میں کیا تھا۔) (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۱۳) "وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ" (سورۂ شوریٰ آیت ۴۱)

(اور جو اپنے اوپر ظلم ہو جانے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے)

• ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت: "وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ" (اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہو جانے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے) یعنی امام قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب "فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ" (تو ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔) اور امام قائم علیہ السلام اور اُن کے اصحاب، بنی اُمیہ سے اور تکذیب کرنے والوں سے اور اہلِ بیتؑ کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔

"اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" (شوریٰ آیت ۴۲)

(الزام تو ان لوگوں پر ہے جنھوں نے ظلم کیا اور ناحق زمین پر سرکشی کی، ان ہی کے لیے دردناک عذاب وسزا ہے) (تفسیر علی بن ابراہیم)

* تفسیر فرات میں بھی احمد بن محمد بن احمد بن طلحہ خراسانی نے علی بن حسن بن فضّال سے، اُنھوں نے اسماعیل بن مہران سے، اُنھوں نے یحییٰ بن ابان سے اُنھوں نے عمرو بن شمر سے، اُنھوں نے جابر سے، جابر نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

(۱۴) "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ" (سورۂ قمر آیت ۱)

(ساعت قریب ہوئی۔) روایت میں ہے کہ خروجِ امام قائم علیہ السلام کی ساعت قریب ہوئی۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۱۵) "مُدْهَآمَّتٰنِ ۝" (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۴)

(دو باغ گہرے سبز)

احمد بن ادریس نے اشعری سے، انھوں نے ابن یزید سے، انھوں نے علی بن حمّاد خزاز سے، انھوں نے حسین بن احمد منقری سے، انھوں نے یونس بن ظبیان سے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

"دو کھجوروں کے دو باغ ہیں مکّہ اور مدینہ کے درمیان"

(۱۶) "يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝" (سورۂ صف آیت ۸)

(چاہیں گے کہ نورِ خدا کو اپنے منھ سے پھونکیں مار کر بجھادیں، مگر اللہ اپنے نور کو مکمّل کر کے رہے گا، خواہ یہ کافر لوگ کتنے ہی ناخوش ہوں۔)

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو امام قائم آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم تک پہنچا کر رہے گا۔ جب آپ ظہور کریں گے تاکہ اسلام کو تمام ادیان پر ایسا غالب کردیں کہ غیر خدا کی عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا ہے کہ وہ (امام قائم) زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دیگا جیسے وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۱۷) "وَأُخْرٰى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝" (سورۂ صف آیت ۱۳)

(اور (اس کے علاوہ) دوسری بات جسے تم لوگ چاہتے ہو، وہ اللہ کی طرف سے نصرت اور فتح قریب ہے۔ اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو)

یعنی: امام قائم علیہ السلام کی فتح کے ذریعے سے، اس دنیا ہی میں فتح۔

(۱۸) "حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ ۝" (سورۂ جن آیت ۲۴)

(یہاں تک کہ جب لوگ اس کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے) یعنی امام قائم و امیرالمومنین کو

"فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ۝" (سورۂ جن آیت ۲۴)

(اس وقت یہ لوگ جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور اور کس جماعت کی تعداد کم ہے۔)

(۱۹) "إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِينَ ۝" (سورۂ طارق آیات ۱۵ تا ۱۷)

(یہ لوگ حق کو مٹانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی ان کو ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ تو تم کافروں کو ابھی یونہی چھوڑ دو (مہلت دیدو۔) اے محمدؐ!

"أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝" (زیادہ دنوں کے لیے نہیں، صرف تھوڑے دنوں کے لیے۔)

جب امام قائم علیہ السلام آئیں گے تو وہ قریش اور بنی امیہ، تمام دنیا کے جابر ظالموں اور شیاطین سے انتقام لے لیں گے۔

(۲۰) "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى" (سورۃ الیل آیت ۱)

احمد بن ادریس نے محمد بن عبدالجبّار سے، انھوں نے ابن ابی عمیر سے، انھوں نے حمّاد بن عثمان سے، انھوں نے محمد بن مسلم سے، محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى" کی تفسیر بیان فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: اس جگہ "لیل" سے مراد "ثانی" ہے جس نے اپنے دورِ حکومت میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ غل و غش (مکر و فریب) سے کام لیا۔ اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو حکم ملا تھا کہ تم ان لوگوں کے دورِ حکومت میں صبر سے کام لینا۔ انھیں گزر جانے دینا۔ "وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى" اس میں "نہار" سے مراد ہم اہلبیت میں سے قائم علیہ السلام ہیں۔ جب وہ ظہور کریں گے تو باطل حکومتوں پر غالب آجائیں گے اور قرآن نے مثال دے کر لوگوں کے لیے کچھ کہدیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز ہم لوگوں نے اسے بتا دیا ہے۔ ہمارے سوا دوسروں کو نہیں معلوم کہ اس سے مراد کیا ہے۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۲۱) " قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ ؁ " (سورۃ الملک آیت ۳۰)

(اے رسولؐ ان سے) کہدو کہ اگر تمہارا پانی گہرائیوں میں چلا جائے، تو پھر کون ایسا ہے جو تمھیں دوبارہ چشمے کا پانی نکال کر لادے گا)؟

یعنی: اگر تمہارا امامؑ غائب ہوجائے تو اس کے مثل دوسرا امام کون لا سکتا ہے؟

ہم سے روایت کی محمد بن جعفر نے، انھوں نے محمد بن احمد سے، انھوں نے قاسم بن علا سے، انھوں نے اسماعیل بن علی فزاری سے، انھوں نے محمد بن جمہور سے، انھوں نے فضالہ بن ایوب سے، فضالہ نے حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے مذکورہ بالا آیت کے متعلق دریافت کیا؟

آپؑ نے فرمایا: تمہارے پانی، تمہارے ابواب ائمہؑ ہیں، اور ائمہؑ ابوابِ خدا ہیں۔ تو پھر تمہارے پانی کے چشمے کون لائے گا۔ یعنی علمِ امام کون لائے گا۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۲۲) " هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ؁ " (سورۂ توبہ آیت ۳۳)

(وہ (اللہ) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا، تاکہ وہ اس دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کردے، خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔) (تفسیر علی بن ابراہیم)

یہ آیت خصوصیت کے ساتھ قائم آلِ محمدؐ علیہ السلام کے لیے نازل ہوئی ہے۔ اور یہی وہ امامؑ ہیں جو دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کردیں گے اور زمین کو قسط و عدل سے بھر دیں گے جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوتی ہوگی۔ اور یہ آیت وہ ہے کہ جو نازل ہو چکی ہے، مگر اس کی تاویل بعد میں آئے گی۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۲۳) اَیَّامِ اللہ (سورۂ ابراہیم آیت ۵)

عطار نے سعد سے، انھوں نے ابنِ یزید سے، انھوں نے محمد بن حسن میثمی سے، انھوں نے مثنیٰ بن حناط سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ " اَیَّامِ اللہ " تین ہیں۔

(۱) ظہورِ امام قائمؑ کا دن۔ (۲) موت کا دن۔ (۳) قیامت کا دن

(خصال)

* ابی نے حمیری سے، انھوں نے ابنِ ہاشم سے، انھوں نے ابن ابی عمیر سے، انھوں نے مثنیٰ بن حناط سے، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقرؑ سے یہی روایت کی ہے جو مذکور ہے۔ (معانی الاخبار)

(۲۴) " هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ؁ " (سورۂ غاشیہ آیت ۱)

" اے رسولؐ! (کیا تم کو اس محیطِ عام واقعے کی اطلاع مل گئی ہے۔)؟

• ابنِ ولید نے صفار سے، انھوں نے عباد بن سلیمان سے، انھوں محمد بن سلیمان سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام تلوار سے لوگوں پر چھا جائیں گے

میں نے عرض کیا: اور وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (بہت سے چہرے اُس دن ذلیل اور لٹکے ہوئے ہوں گے) اس کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے چہرے لٹکے ہوئے ہوں گے کہ امام قائمؑ کو روکنے کی ان میں طاقت ہی نہ ہوگی۔

میں نے عرض کیا: " عَامِلَةٌ " سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہی کہ انھوں نے قرآن مجید کے حکم کے خلاف عمل کیا۔

میں نے عرض کیا: اور " نَاصِبَةٌ " کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے صاحبانِ امر کو چھوڑ کر دوسروں کو مقرر کیا۔

میں نے عرض کیا: اور " تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً " سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دنیا میں امام قائمؑ کے عہد میں جنگ کی آگ ہیں اور آخرت میں جہنّم کی آگ میں جلیں گے۔ (ثواب الاعمال)

(۲۵) يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (سورۂ انعام آیت ۱۵۹)

(جس دن تمھارے رب کی بعض آیت آئے گی تو ایسے کسی شخص کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے اس پر ایمان نہ رکھتا ہو۔)

ابی نے سعد سے، سعد نے ابنِ ابو خطّاب سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے ابنِ رئاب سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مذکورہ بالا آیت کے متعلّق روایت بیان کی ہے کہ آیات ائمہ علیہم السّلام ہیں اور ایک آیت جس کا انتظار ہے وہ امام قائم علیہ السّلام ہیں۔ آپ کے قیام بالسیف (تلوار بلند ہونے) سے قبل جو شخص آپ پر اور آپ کے آبائے طاہرینؑ پر ایمان نہ لاچکا ہوگا اور ان کی تلوار کو دیکھ کر کہے گا کہ ہم ایمان لائے، تو اس کا ایمان اُسے کوئی نفع نہ دے گا۔ (اکمال الدین و ثواب الاعمال)

• ثواب الاعمال میں یہی روایت دوسرے اسناد کے ساتھ یعنی: احمد بن زیاد علی، اُن کے والد، ابن ابی عمیر اور ابن محبوب، ابنِ رئاب (ایک نے دوسرے سے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام، بیان کی ہے۔

(۲۶) فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ (سورہ التکویر آیت ۱۵-۱۶)

(پس میں قسم کھاتا ہوں اس ستارے کی جو افق سے پیچھے ہٹے اور کسی مطلع میں جا چھپے۔)

ابی اور ابنِ ولید نے سعد اور حمیری سے، اُنھوں نے احمد بن حسین بن عمر بن یزید سے، اُنھوں نے حسین بن ربیع سے، اُنھوں نے محمّد بن اسحاق سے، اُنھوں نے اسد بن ثعلبہ سے، اُنھوں نے اُمّ ہانی سے روایت نقل کی ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابو طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مذکورہ بالا آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ (اس میں کون سے ستارے کا ذکر ہے)

آپ نے فرمایا: ۲۶۰ھ میں امامؑ اپنے دورِ امامت میں غائب ہوں گے اور پھر شہابِ ثاقب کی طرح رات کی تاریکی میں نمودار ہوں گے۔ اگر تم نے اُن کا زمانہ پالیا تو تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ (اکمال الدین)

• غیبتِ طوسی میں ایک جماعت نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے اسدی سے، اُنھوں نے سعد سے، اُنھوں نے حسین بن عمر بن یزید سے، اُنھوں نے ابو الحسن بن ابی الرّبیع سے اور اُنھوں نے محمّد بن اسحاق سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

• غیبتِ نعمانی میں کلینی نے کچھ اپنے لوگوں سے، اُنھوں نے سعد سے، اُنھوں نے احمد بن حسین بن عمر سے، اُنھوں نے حسین بن ابی الرّبیع سے، اور اُنھوں نے محمّد بن اسحاق سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

• تفسیر بیضاوی میں ہے کہ خُنّس وہ ستارے ہیں جو پیچھے ہٹتے ہیں اور وہ شمس و قمر کے علاوہ ہیں۔ اور الکنّس وہ ستارے ہیں جو آفتاب کی ضو کے تحت چھپ جاتے ہیں۔ (تفسیر بیضاوی)

(۲۷) قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ (سورۃ الملک آیت ۳۰)

(اے رسولؐ!) کہدو، ذرا غور تو کرو کہ اگر تمھارا پانی گہرائیوں میں چلا جائے، تو کون ایسا ہے جو تمھیں چشمے کا پانی (نکال کر) لادیگا؟

اس آیت کے متعلّق ابی و ابنِ ولید نے سعد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن عمر بن یزید سے، اُنھوں نے علی بن اسباط سے، اُنھوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور اُنھوں ابو بصیر سے ابو بصیر نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امام قائمؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تمھارا امام تم میں سے غائب ہو جائے گا اور تمھیں معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہے تو پھر کون ہے جو امامِ ظاہر کو لا دے گا جو تمھیں آسمان اور زمین کی خبریں (سُنائے گا) (یا) دے گا اور اللہ تعالیٰ جلّ وعزّ کے حرام و حلال کو بتائیگا

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ابھی اس آیت کی تاویل نہیں آئی ہے، مگر اس کی تاویل ضرور آئے گی۔

• لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی رازی سے، اُنھوں نے اسدی سے، اُنھوں نے سعد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن عمر بن یزید سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)

(۲۸) الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (سورہ بقرہ آیت ۲،۳)

(الٓمّٓ) (الف لام میم ۔ یہ وہ کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں ۔
پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں ۔)

• دقّاق نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے علی بن ابی حمزہ سے، اُنھوں نے یحییٰ بن ابی قاسم سے، یحییٰ بن ابی قاسم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا:
" متقین سے مراد شیعانِ علیؑ ہیں، اور "بالغیب" سے مراد حجتِ غائبؑ ہیں اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:
" وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۔ "
(سورۂ یونس آیت ۲۰)

(اور وہ کہتے ہیں کہ اس (رسولؐ) پر اُس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نازل نہیں ہوتی ۔ (اے رسولؐ!) کہدو کہ غیب کا مالک تو صرف اللہ ہی ہے۔ پس تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ۔) (اکمال الدین)

(۲۹) " الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ " (سورۂ بقرہ آیت ۳)

(جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں ۔)

• ابن متوکل نے محمد بن عطّار سے، اُنھوں نے ابنِ عیسیٰ سے، اُنھوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، اُنھوں نے ہمارے اصحاب کے ایک غیر سے، اُنھوں نے داؤد رقّی سے، داؤد نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایمان بالغیب سے مراد یہ ہے کہ جو اس امر کا اقرار کرے کہ قیامِ قائم علیہ السّلام حق ہے۔ (اکمال الدین)

(۳۰) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (سورۂ الملک آیت ۳۰)

((اے رسولؐ!) کہدو، ذرا سوچو تو کہ اگر تمہارا پانی تہ نشین ہو جائے تو کون ایسا ہے جو تمہیں چشمے کا پانی (نکال کر) لائے گا۔ ؟)

• مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جبرئیل بن احمد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اُنھوں نے موسیٰ بن قاسم سے، اُنھوں نے علی بن جعفر سے، اُنھوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ!
" ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تمہارا امام تم سے غائب ہو جائے تو پھر جدید امام کون لا سکتا ہے۔ " (اکمال الدین)

• محمد بن ہمام نے احمد بن مابنداد سے، اُنھوں نے احمد بن ہلیل سے، اُنھوں نے موسیٰ بن قاسم سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ نعمانی)

• کلینی نے علی بن محمد سے، اُنھوں نے سہل سے، اُنھوں نے موسیٰ بن قاسم سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کلینی رح)

(۳۱) " وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۔ " (سورۃ الذاریات آیت ۲۲)

(اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔)

• ابراہیم بن سلمہ نے احمد بن مالک سے، اُنھوں نے حیدر بن محمد سے، اُنھوں نے عبّاد بن یعقوب سے، اُنھوں نے نصر بن مزاحم سے، اُنھوں نے محمد بن مروان سے، اُنھوں نے کلبی سے، اُنھوں نے ابو صالح سے، اُنھوں نے ابنِ عبّاس سے روایت کی ہے، اُنھوں نے کہا کہ اس سے مراد خروجِ امام مہدی علیہ السّلام ہے۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۳۲) اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا ؕ (سورۂ حدید آیت ۱۷)

(جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد پھر سے زندہ کردیگا۔)

• ان ہی مذکورہ بالا اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ (مذکورہ بالا آیت اشارہ کرتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ قائم آلِ محمدؐ کے ذریعے سے زمین کی اصلاح کردے گا اُس کے مرنے کے بعد۔ یعنی مملکت اہلِ ظلم وجور کے بعد (عدل وانصاف قائم کرے گا) قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ "(ہم نے تم سے نشانیاں بتادی ہیں۔) ظہورِ قائم آلِ محمدؐ کی۔ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ شاید کہ تمھاری عقل میں آجائے۔ (غیبتہ طوسی)

(۳۳) "وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ" (سورۂ الذاریات ۲۲-۲۳)

(اور آسمان میں تمھارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم وہ حق ہے اور ویسا ہی ہے جیسا کہ تم لوگ آپس میں اُس کے متعلق باتیں کرتے ہو۔)

• ابو محمد مجدی نے محمد بن علی بن تمام سے، اُنھوں نے حسین بن محمد قطعی سے، اُنھوں نے علی بن احمد بن حاتم سے، اُنھوں نے محمد بن مروان سے، اُنھوں نے کلبی سے، اُنھوں نے ابو صالح سے، اُنھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس سے مراد قیامِ قائم علیہ السلام ہے۔ اور اسی کے مانند یہ آیت ہے:

"اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔" (سورہ بقرہ آیت ۱۴۸)

(تم جہاں کہیں بھی ہوگے، اللہ تعالیٰ تم سب کو یکجا جمع کردے گا۔)

(۳۴) "فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ" (سورہ الذاریات آیت ۲۳)

• محمد بن اسماعیل مقری نے علی بن عباس سے، اُنھوں نے بکار بن احمد سے، اُنھوں نے حسن بن حسین سے، اُنھوں نے سفیان جریری سے، اُنھوں نے عمیر بن ہاشم طائی سے

اُنھوں نے اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس سے بھی مراد قیامِ قائم علیہ السلام ہے۔

• اور قیامِ قائم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت بھی ہے:

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ۠ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔" (سورۂ نور آیت ۵۵)

(اللہ کا وعدہ ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے، اور اُنھوں نے عمل صالح کیے کہ وہ ضرور اُن کو پوری زمین کا حاکم بنادے گا، جس طرح اُس نے اُن لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو اِن سے پہلے تھے۔ اور ان کے اس دین کو جسے اللہ نے ان لوگوں کے لیے پسند کیا ہے، قوت اور غلبہ عطا کرے گا، اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ ہماری عبادت میں مصروف رہیں اور ہماری عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کریں۔)

• کنز جامع الفوائد میں محمد بن عباس نے علی بن عبداللہ سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے، اُنھوں نے حسن بن حسین سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۳۵) "وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَہُمْ اَئِمَّۃً وَّنَجْعَلَہُمُ الْوٰرِثِیْنَ۔" (سورۃ القصص آیت ۵)

(اور ہمارا ارادہ ہے کہ احسان کریں اُن لوگوں پر جو روئے زمین پر ضعیف اور کمزور کردیے گئے اور اُنھیں امام بنائیں اور اُنھیں وارث بھی بنائیں۔)

۳۵ • محمد بن علی نے حسین بن محمد قطعی سے، اُنھوں نے علی بن حاتم سے، اُنھوں نے

محمد بن مروان سے، اُنھوں نے عبید بن یحییٰ ثوری سے، اُنھوں نے محمد بن علی بن حسین سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اُنکے جد سے، اُنھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے. آپؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کی طرف اشارہ ہے وہ آلِ محمدؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے مہدیؑ کو بھیجنے کے بارے میں فرمایا ہے اور وہ عزت دیں گے اللہ کی نصرت کے ساتھ اور اُنکے (آلِ محمدؐ کے) دشمنوں کو ذلیل کریں گے۔

(غیبتِ طوسی)

(۳۶) وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۔" (سورۂ الحدید آیت ۱۶)

(اور یہ لوگ اُن کے مانند نہ ہوجائیں جن کو اس سے قبل کتاب دی گئی، پھر اس حال میں اُنھیں ایک طویل عرصہ گذر گیا تو اُن کے دل بہت سخت ہوگئے۔ پس اکثر ان میں سے فاسق و نافرمان ہیں۔)

• علی بن حاتم نے احمد بن زیاد سے، اُنھوں نے حسن بن علی بن سماعہ سے، اُنھوں نے احمد بن حسن میثمی سے، اُنھوں نے سماعہ وغیرہ سے، اُنھوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت امام قائم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(اکمال الدین)

(۳۷) "اِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا" (سورہ حدید آیت ۱۷)

(جان لو، کہ اللہ زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد پھر سے زندہ کردیگا۔)

• ان ہی اسناد کے ساتھ میثمی سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے مومن طاق سے، اُنھوں نے سلام بن مستنیر سے، اُنھوں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زمین کو امام قائم علیہ السلام کے ذریعے سے زندہ کردے گا، بعد اس کے کہ وہ اہلِ کفر کی وجہ سے مردہ ہوگی۔ کافر مردہ ہوتا ہے۔

(اکمال الدین)

(۳۸) تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ (سورہ آلِ عمران آیت ۱۴۰)

(یہ ایام (زمانے کے روز و شب کو) ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں)

• زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اُس وقت سے دو حکومتیں بن گئیں۔ ایک حکومت اللہ تعالیٰ کی اور دوسری ابلیس کی حکومت۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکومت کہاں ہے؟ سب جگہ ابلیس کی حکومت ہے۔" اللہ تعالیٰ کی حکومت تو صرف امام قائم علیہ السلام کے دور میں ہوگی۔

(تفسیر عیاشی)

(۳۹) اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ (سورۂ مائدہ آیت ۳)

(آج وہ لوگ جو کافر ہیں تمہارے دین سے مایوس ہوچکے۔ لہٰذا ان سے نہ ڈرو صرف مجھ سے ڈرو۔)

• عمرو بن شمر نے جابر سے، جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جس دن امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا، اُس دن بنی اُمیہ مایوس ہوجائیں گے اور وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے کفر اختیار کرلیا ہوگا، وہ آلِ محمدؐ سے مایوس ہوجائیں گے۔

(تفسیر عیاشی)

(۴۰) وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ (سورۂ توبہ آیت ۳)

(اور حجِ اکبر کے دن لوگوں کی طرف اللہ اور اُس کے رسولؐ کا یہ اعلان ہے)

• جابر نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے کہ یومِ حجِ اکبر سے مراد ظہورِ امامِ قائم علیہ السلام کا دن ہے اور اذان سے مراد ان کا اپنی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہے۔

(تفسیر عیاشی)

(۴۱) قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً (سورۂ توبہ آیت ۳۶)

(مشرکوں سے تم لوگ اکٹھے ہو کر جنگ کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں ۔)

• زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا : " میرے پدر بزرگوار سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا کہ (تم لوگ مشرکوں سے اکٹھے ہو کر جنگ کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں) (یہاں تک کہ کوئی مشرک باقی نہ رہے) وَ

" وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ "

(اور تم اُن سے یہاں تک جنگ کرو کہ یہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے ۔) (سورۂ انفال آیت ۳۹)

تو آپؑ نے فرمایا : اس آیت کی ابھی تاویل نہیں آئی ہے جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو جو اُس زمانے میں ہوگا وہ دیکھ لے گا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے ۔ وہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس منزل پر پہنچا دے گا کہ روئے زمین پر کوئی مشرک باقی نہ رہے گا ۔ اور سارا دین اللہ کا ہوگا ۔

(تفسیر عیاشی)

(۴۲) " وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ " (سورۂ ہود آیت ۸)

(اور اگر ہم نے موخر کر دیا ہے اُن لوگوں پر عذاب کو اُمتِ معدودہ کے آنے تک کے لیے ۔)

• ابان نے مسافر سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے متعلق دریافت کیا ۔

آپؑ نے فرمایا : اس اُمت معدودہ کی تعداد مجاہدینِ بدر کی تعداد کے برابر ہوگی ۔

پھر فرمایا : وہ امامِ قائم علیہ السلام کے پاس آنِ واحد میں جمع ہو جائیں گے ۔ جیسے موسم برسات میں بادلوں کے ٹکڑے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں ۔ (اور پھر وہ خوب کھل کر برستے ہیں)

(تفسیر عیاشی)

(۴۳) " وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ " (سورۂ ہود آیت ۸)

(اور اگر ہم نے موخر کر دیا ہے اُن لوگوں پر عذاب کو اُمتِ معدودہ کے آنے تک کے لیے ۔)

• حسین نے خزاز سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذکورۂ بالا آیت کی تفسیر میں روایت بیان کی ہے ۔

آپؑ نے فرمایا : اُمت معدودہ سے امام قائم علیہ السلام اور اُن کے اصحاب مراد ہیں ۔

(تفسیر عیاشی)

(۴۴) اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۙ (سورۃ النحل آیت ۴۵، آیت ۴۶)

(کیا وہ لوگ جنھوں نے بُری تدبیریں کیں اپنے آپ کو اس سے امان میں خیال کرتے ہیں کہ اللہ اُنھیں زمین میں دھنسا دے ۔ یا اُن پر اُس طرف سے عذاب آجائے جس کا اُنھیں شعور بھی نہ ہو ۔ یا وہ اُن کی چلتے پھرتے گرفت کرلے اور وہ اُس کو عاجز نہیں کر سکتے ۔)

• ابراہیم بن عمر سے روایت ہے اُنھوں نے ایک شخص سے سُنا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرما رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد حضرت علی بن الحسینؑ تک آیا اور اُن کے بعد محمد بن علیؑ کے پاس ہے ۔ پھر اللہ جو چاہے گا کرے گا ، تم لوگ ان کے دامن سے وابستہ رہو ۔ جب اِن ہمارے ایک مرد مومن سو آدمیوں کے ساتھ خروج کرے گا اور اُس کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہوگا اور وہ مدینہ کا رُخ کرے گا اور ایک صحرا سے گذر ہوگا تو کہے گا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں وہ قوم رہتی تھی جو زمین میں دھنس گئی ۔

اُن ہی کے متعلق قرآن میں یہ آیت ہے کہ " کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے بے خوف

ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا اُن پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں سے اُنھیں
گمان بھی نہ ہو یا اُنھیں چلتے پھرتے پکڑلے تو یہ لوگ اللہ کو ہرگز عاجز نہیں بنا سکتے۔" (تفسیر عیاشی)

(۴۵) اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ
اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ
مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ یَاْخُذَهُمْ
فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۙ (سورۃ النحل آیت ۴۵-۴۶)

(کیا وہ لوگ جنھوں نے بُری تدبیریں کیں، اپنے آپ کو اس سے امان میں
خیال کرتے ہیں کہ اللہ اُنھیں زمین میں دھنسا دے۔ یا اُن پر اُس طرف
سے عذاب آجائے جس کا اُنھیں شعور بھی نہ ہو۔ یا وہ اُن کی چلتے پھرتے
گرفت کرلے اور وہ اُس کو عاجز نہیں کرسکتے۔)

• ابنِ سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے اس
آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:
"یہ سب دشمنانِ خدا تھے۔ یہ مسخ ہوئے، پھر ان پر پتھر برسے اور بالآخر زمین کے اندر
دھنسا دیے گئے۔" (تفسیر عیاشی)

(۴۶) وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ
لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴)

(اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان کی کتاب میں لکھ دیا ہے (تم لوگوں
کے متعلق) کہ تم لوگ زمین میں دو مرتبہ فساد برپا کرو گے۔)

• یعنی حضرت علیؑ کو قتل کرو گے اور امام حسنؑ کو نیزہ مارو گے۔ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا
كَبِیْرًا، اور حد سے بڑھ جاؤ گے امام حسینؑ کے قتل میں۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا
جب ان دو مرتبہ میں سے ایک کا موقع آئے گا، یعنی خونِ حسینؑ کا بدلہ لینے کا موقع آئے گا، تو
"بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ" (ہم تمھارے

مقابلے پر) اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو بھیجیں گے جو سخت جنگجو ہوں گے اور گھروں سے
ڈھونڈ ڈھونڈ کر تمھیں نکال لائیں گے۔"
یہ وہ قوم ہوگی جو قبلِ قیامِ قائم علیہ السلام آئے گی اور آلِ محمدؐ کا جو دشمن بھی ملے گا اُسے
جلا کر خاک کردے گی۔ "وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا" یہ وعدہ ہے جو ہو کر رہے گا، قبلِ قیامِ قائمؑ
"ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ
وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۔" (پھر دوسری مرتبہ ہم تمھارے مال اور اولاد کو بڑھا دیں
گے اور تمھاری تعداد کو کثیر کردیں گے۔"

تو اس مرتبہ امام حسین علیہ السلام اپنے ان ستّر ساتھیوں کے ساتھ خروج کریں گے
جو (کربلا میں) آپؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے، اُن کے سروں پر سنہرا خود ہوگا جس کے دو رُخ ہوں
گے اور لوگوں کو مطلع کردیا جائے گا کہ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ خروج کے لیے
رجعت کرچکے ہیں تاکہ مومنین کو شک نہ رہے اور یقین ہوجائے کہ یہ نہ دجال ہے نہ شیطان۔ اور
امامؑ اس دن لوگوں کے سامنے ہوں گے۔ جب مومنین کو یہ یقین ہوجائے گا کہ یہ امام حسینؑ ہیں،
اس میں شک نہیں ہے تو امام حسینؑ لوگوں کو بتائیں گے کہ یہ قائمؑ ہیں اور مومنین کو یقین آجائے گا
پھر حضرت حجتؑ کو موت آجائے گی تو امام حسینؑ ان کو غسل و کفن و حنوط وغیرہ
کا کام انجام دیں گے۔ کیونکہ وصی کی تجہیز و تکفین وصی ہی کرسکتا ہے۔
اور ابراہیم نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ پھر امام حسین علیہ السلام اتنے
عرصے تک حکومت کریں گے کہ اُن کے ابرو لٹک کر آنکھوں پر آجائیں گے۔

(۴۷) "بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ" (تفسیر عیاشی)
(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵)

(ہم (تمھارے مقابلے پر) اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو بھیجیں گے
جو سخت جنگجو ہوں گے۔)

• حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ یہ آیت تلاوت
فرمایا کرتے اور کہتے کہ اس سے مراد امامِ قائمؑ اور اُن کے اصحاب ہیں جو:
"اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ"
(سخت جنگجو ہوں گے۔)
(تفسیر عیاشی)

(۴۸) "ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ○" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۶)

(پھر ہم تمھیں اُن پر غلبہ عطا کر کے تمھارے دن پھیر دینگے اور ہم اموال اور بیٹوں سے تمھاری مدد کریں گے اور تمھیں کثرتِ افراد عطا کریں گے۔)

• مسعدہ بن صدقہ نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اُنھوں نے اُنکے جدّ بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دن اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو قبل اس کے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ کیونکہ میرے سینے میں علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ لہٰذا مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے، کہ وہ فتنۂ شرقیہ برپا ہو جائے جس کے آگے اور پیچھے چلنے والے سب ملعون ہوں گے اور کتنے لوگ اس کے سامنے دامن پھیلائے ہوئے فریاد کر رہے ہوں گے مگر اُس کو کسی پر رحم نہ آئے گا۔ پھر تم اس موقع پر توقع رکھو، کہ فرج و کشادگی ہوگی تب تمھیں اس آیت کا مطلب سمجھ میں آئے گا: "ثُمَّ ...... نَفِيْرًا"

اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا، جو مخلوقات کی پرورش کرتا ہے اُس وقت چند ایسے نرم مزاج ملوک و سلاطین ہوں گے جن کے دورِ حکومت میں کوئی شخص اُس وقت تک نہ مرے گا جبتک کہ اُس کی نسل میں ایکہزار اولادِ نرینہ پیدا نہ ہو جائیں اور وہ ہر قسم کی بدعت و آفت سے محفوظ ہوں گے۔ وہ کتابِ خدا اور سنّتِ رسول اللہ پر عامل ہوں گے۔ اُن پر تمام آفات و شبہات مضمحل اور کمزور ہو کر بے اثر ہو جائیں گے۔" (تفسیر عیاشی)

(۴۹) "فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ" (سورۃ المدّثر آیت ۸)

پس جب صور میں پھونک ماری جائے گی (صور پھونکا جائے گا)

• کلینی نے ابو علی اشعری سے، اُنھوں نے محمّد بن حسّان سے، اُنھوں نے محمّد بن علی سے

اُنھوں نے عبداللہ بن قاسم سے، اُنھوں نے مفضّل سے اور مفضّل نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ سے اِس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

"ہم میں سے ایک امام پردۂ غیب میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ اُس کے ظہور کا ارادہ فرمائے گا، تو اس کے دل پر دستک ہوگی تو وہ ظہور کریگا اور بحکم خدا اُٹھ کھڑا ہوگا۔" (غیبتہ نعمانی)

(۵۰) "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ ......" [۲۴] (سورۂ نور آیت ۵۵)

(اللہ کا وعدہ ہے اُن لوگوں سے جو ایمان والے ہوں گے اور اعمال صالح کرنے والے ہوں گے، کہ وہ اُنھیں زمین میں ضرور خلیفہ و حاکم بنائے گا)

• ابن عقدہ نے احمد بن یوسف بن یعقوب الوالحسین نے اپنی کتاب سے اسماعیل بن مہران سے، اُنھوں نے ابن بطائنی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اور وہیب سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے، اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ○" (سورۂ نور آیت ۵۵)

(اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالح بجالائے، کہ وہ بالضرور اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اُن سے پہلوں کو اُس نے خلیفہ بنایا تھا اور اُن کے دین کو جو کہ اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے یقیناً اُن کے لیے مستحکم بنائے گا، تاکہ اُن کے خوف کو امان کے ساتھ بدل دے (پس) وہ اطمینان سے میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں گے۔"

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد امام قائم علیہ السلام اور اُنکے اصحاب ہیں۔

(غیبتہ نعمانی)

(۵۱) "وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ" (سورۂ ہود آیت ۸)

(اور اگر ہم اُن سے اُمّتِ معدودہ تک عذاب کو ملتوی کردیں)

• ابنِ عقدہ نے حمید بن زیاد سے، اُنھوں نے علی بن صباح سے، اُنھوں نے حسن بن محمد حضرمی سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد سے، اُنھوں ابراہیم بن عبدالحمید سے، اُنھوں نے اسحاق بن عبدالعزیز سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"ان لوگوں کے لیے امام قائم علیہ السّلام کا خروج وظہور ہی عذاب ہے اور اُمّتِ معدودہ اُنؑ کے اصحاب ہیں جو اہلِ بدر کی تعداد کے برابر ہوں گے۔"

(غیبتہ نعمانی)

(۵۲) "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۚ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا" (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۸)

(پس تم نیکیوں میں سبقت کرو، تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تم کو ایک جگہ جمع کردے گا۔)

• ابنِ عقدہ اور احمد بن یوسف نے اسماعیل بن مہران سے، اُنھوں نے حسن بن علی سے، اُنھوں نے اپنے والد اور وہیب سے اور اُنھوں نے ابوبصیر سے۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں بیان کیا کہ آپؑ نے فرمایا:

"یہ آیت امامِ قائم علیہ السّلام اور اُن کے اصحاب کے لیے نازل ہوئی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ایک وقت میں جمع کردے گا۔"

(غیبتہ نعمانی)

(۵۳) "اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ" (سورۂ حج آیت ۳۹)

(جن لوگوں کے خلاف جنگ کی گئی اُنکو بھی قتال کی اجازت دی گئی ہے۔

کیونکہ اُن کے اوپر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک، اللہ اُن کی مدد ونصرت کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔)

• علی بن حسین مسعودی نے محمد العطّار سے، اُنھوں نے محمد بن حسن سے اُنھوں نے محمد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے ابنِ ابونجران سے، اُنھوں نے قاسم سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت بیان کی کہ آپؑ نے فرمایا:

"یہ آیت امام قائم علیہ السّلام اور اُنؑ کے اصحاب کیلئے نازل ہوئی ہے۔"

(۵۴) "يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ" (سورۂ رحمٰن آیت ۴۱)

(مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچان لیے جائیں گے۔)

• علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن سلیمان سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تو مجرموں کو پہچانتا ہی ہوگا، مگر یہ آیت امام قائم علیہ السّلام کے لیے نازل ہوئی ہے۔ وہ مجرموں کو اُن کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے اور وہ اور ان کے اصحاب اُن مجرموں پر خوب تلواریں برسائیں گے۔"

(غیبتہ نعمانی)

(۵۵) "وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ" (سورۂ سجدہ آیت ۲۱)

(اور یقیناً ہم اُنھیں ادنیٰ عذاب کے علاوہ (عذابِ مہنگائی کے علاوہ) عذابِ اکبر کا مزا بھی چکھائیں گے۔)

• محمد بن عبّاس نے علی بن حاتم سے، اُنھوں نے حسن بن محمد بن عبدالواحد سے، اُنھوں نے جعفر بن عمر بن سالم سے، اُنھوں نے حسین بن عجلان سے، اور اُنھوں نے مفضّل بن عمر سے اور مفضّل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ "ادنیٰ عذاب مہنگائی ہے اور عذابِ اکبر امام مہدیؑ کی تلوار کا ہے۔" [1]

[1] کنز جامع الفوائد

۵۶

"اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ" (سورۂ نمل آیت ۶۲)

(بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور (کون ہے جو) مصیبت کو دفع کرتا ہے۔ اور جو تمھیں زمین پر خلیفہ (جانشین) بناتا ہے۔ ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہو سکتا ہے ؟ (مگر) تم بہت ہی کم غور کرتے ہو۔)

• محمدّ بن عباس نے احمد بن زیاد سے، اُنھوں نے حسن بن محمدّ سے، اُنھوں نے سماعہ سے، سماعہ نے ابراہیم بن عبدالحمید سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امام قائم علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو پہلے مسجد الحرام میں داخل ہوں گے، خانۂ کعبہ اُن کے سامنے ہوگا اور مقام ابراہیمؑ پشت پر۔ دو رکعت نماز پڑھ کر کھڑے ہوں گے اور مجمع سے خطاب کریں گے کہ:

"اے لوگو! میں تمام لوگوں میں آدمؑ کا سب سے زیادہ حقدار ہوں، اے لوگو! میں تمام لوگوں میں ابراہیمؑ کا سب سے زیادہ حقدار ہوں، اے لوگو! میں تمام لوگوں میں اسمٰعیلؑ کا سب سے زیادہ حقدار ہوں، اے لوگو! میں تمام لوگوں میں (حضرت) محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔"

پھر آپؑ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کریں گے اور تضرّع وزاری سے دعا کریں گے، اس قدر تضرّع وزاری کریں گے کہ آپ منھ کے بل زمین پر آ رہیں گے پھر آپ مذکورہ آیت پڑھیں گے۔ (کیونکہ یہ قولِ خدا انھیں کے لیے ہے۔) (کنز جامع الفوائد)

✻ ابن عبدالحمید نے محمدّ بن مسلم سے اور اُنھوں نے امام محمدّ باقر علیہ السلام سے اس آیت "اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ .... تَذَكَّرُوْنَ" کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

"یہ آیت امام قائمؑ کیلئے نازل ہوئی ہے۔ جب وہ ظہور کریں گے تو آپؑ کے سر پر عمامہ ہوگا، مقام ابراہیمؑ کے پاس نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کریں گے (یعنی تضرّع کریں گے) تو ان کے علم کو تا ابد کوئی رد نہ کر سکے گا۔ (کنز جامع الفوائد)

۵۷

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (سورۂ صف آیت ۸)

(وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں)

• اس آیت کی تفسیر میں محمدّ ابن عباس نے علی بن عبداللہ بن حاتم سے، اُنھوں نے اسماعیل بن اسحاق سے، اُنھوں نے یحیٰی بن ہاشم سے، اُنھوں نے ابو الجارود سے، اُنھوں نے حضرت امام محمدّ باقر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اگر تم لوگ (نورِ خدا کو) چھوڑ دو، تو اللہ تو اُس کو نہیں چھوڑے گا۔" (کنز جامع الفوائد)

✻ نیز اس حدیث کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے محمدّ بن یعقوب نے علی بن محمدّ سے، اُنھوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، اُنھوں نے حسن بن محبوب سے، اُنھوں نے محمدّ بن فضیل سے، اُنھوں نے حضرت ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے جنابؑ سے "وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ" (اور اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: "يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ" (وہ چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں) یعنی ولایتِ امیرالمومنین علیہ السلام کو لیکن اللہ اپنے نور کو اتمام تک پہنچا کر رہے گا۔ یعنی امامت کو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا" (سورہ تغابن آیت ۸)

(پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا۔)

(فرمایا:) یہاں نور سے مراد امام ہے۔

میں نے عرض کیا: اور اس آیت میں: "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ"

(وہ وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ)

اس میں "دینِ حق" سے کیا مراد ہے۔ ؟

فرمایا: اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے اپنے وصی کے لیے ولایت کا حکم دیا وہی ولایت "دینِ حق" ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: اور "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ"

(تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے)

فرمایا: قیام قائم علیہ السلام کے وقت تمام ادیان پر دینِ حق کو غالب کریگا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ "

(اور اللہ اتمام تک پہنچائے گا اپنے نور کو)

یعنی: اللہ تعالیٰ ولایت امام قائم علیہ السلام سے اپنے نور کو اتمام تک پہنچائے گا

" وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ "

(اور خواہ کافر اس بات کو ناپسند کریں)

یعنی: چاہے کافر ولایتِ علی علیہ السلام کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

میں نے عرض کیا: یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ الفاظ تنزیل ہیں اور تاویل اس کے علاوہ آئے گی۔

(۵۸) " هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ " (سورۃ الصف آیت ۹)

(وہ وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے۔ خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند (ناگوار) کریں۔)

• محمد بن عباس نے احمد بن ہوذہ سے، انھوں نے اسحاق بن ابراہیم سے، انھوں نے عبداللہ حماد سے اور انھوں نے ابو بصیر سے، ابو بصیر کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی، تو آپؑ نے فرمایا:

" بخدا ابھی اس کی تفسیر اور تاویل نہیں آئی ہے

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! اس کی تاویل کب آئے گی؟

آپؑ نے فرمایا: انشاء اللہ، جب امام قائم علیہ السلام قیام وظہور کریں گے تو ہر کافر اور مشرک کو آپؑ کا خروج وظہور ناپسند و ناگوار ہوگا۔ اس لیے کہ اگر کوئی کافر و مشرک

پتھر کی چٹان میں بھی گھس کر بیٹھ جائے گا تو چٹان خود آواز دے گی کہ اے مردِ مومن میرے بطن میں کافر یا مشرک چھپا ہوا بیٹھا ہے، اسے قتل کردو۔ تو وہ اس کو قتل کردیں گے۔

(کنز جامع الفوائد)

* جعفر ابن احمد نے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ پتھر کی چٹان خود پکارے گی کہ اے مومن! میرے اندر مشرک یا کافر چھپا ہوا ہے مجھے توڑ کر اسے قتل کردو۔

(۵۹) " هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ " (سورۃ الصف آیت ۹)

(وہ وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اس کو تمام ادیان کے اوپر غالب کردے۔ خواہ مشرکین اس امر کو کتنا ہی ناپسند کریں۔)

• محمد بن عباس نے احمد بن ادریس سے، انھوں نے عبداللہ بن محمد سے، انھوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انھوں نے یعقوب بن شعیب سے، انھوں نے عمران بن میثم سے، انھوں نے عبایہ بن ربعی سے، اور ان کا بیان ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس آیت کی تفسیر و تاویل بعد میں ظاہر ہوگی۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اُس وقت دنیا کا کوئی قریہ اور کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا جس میں صبح و شام " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ " کا دور دورہ نہ ہوتا ہو۔

* نیز اس آیت کے متعلق یوسف بن یعقوب نے محمد بن ابی بکر المقری سے، انھوں نے نعیم بن سلیمان سے، انھوں نے لیث سے، لیث نے مجاہد، مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُس وقت کوئی یہودی، کوئی نصرانی یا کوئی اور مذہب والا ایسا باقی نہ رہے گا جو دینِ اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ بلکہ بھیڑ اور بھیڑیا، بیل اور شیر، انسان اور سانپ ایک دوسرے کے ساتھ امن وسکون سے رہیں گے، یہانتک کہ چوہا بھی کسی کے موزے نہ کاٹے گا

جزیہ ختم ہوجائے گا، صلیب توڑ دی جائے گی، سارے خنزیر قتل کر دیے جائیں گے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: " لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ "

اور یہ سب کچھ امام قائم علیہ السلام کے قیام و ظہور کے وقت ہوگا۔

کنز جامع الفوائد

(۶۰) " إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۔ " (سورۃ القلم آیت ۱۵)

(جب اس کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں۔)

یعنی: وہ قائم آلِ محمدؑ کی تکذیب کرے گا اور کہے گا کہ تم کو ہم نہیں پہچانتے اور تم اولادِ فاطمہؑ میں سے نہیں ہو۔ جس طرح مشرکین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ (کنز جامع الفوائد)

(۶۱) " كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۔ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۔ فِي جَنَّاتٍ " (سورۃ مدثر آیت ۳۸ تا ۴۰)

(ہر شخص اپنے کمائے ہوئے اعمال کے عوض گروی پڑا ہوگا۔ سوائے داہنے (ہاتھ میں نامۂ اعمال) والے کے۔ وہ جنتوں میں ہوں گے)

• ابوالقاسم علوی، معنعنا، امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت بیان کرتے ہیں کہ اصحاب یمین سے مراد ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔

پھر فرمایا: ہم اہلبیتؑ اور ہمارے شیعہ:

" يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۔ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۔ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ "

(سوال کریں گے مجرموں سے کہ تمھیں دوزخ میں کون سی چیز (عمل) نے پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے کہ ہم صلوٰۃ گذاروں میں (یعنی ہم علی کے شیعوں میں) نہیں تھے۔[۱])

" وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۔ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ "

[۱] نماز گذار تو وہی ہوسکتا ہے جو نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھے۔

یعنی: (اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم ہر لغو لوگوں کے ساتھ لغویات میں شامل ہو جاتے تھے۔)

" وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ "

(اور ہم لوگ یوم الدّین (یوم قائمؑ) کو جھٹلایا کرتے تھے)

" حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ "

(یہاں تک کہ ہمیں یقین آگیا۔) (یوم قائمؑ کا)

" فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ "

(پس ان لوگوں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہ دے گی۔) اور رسول اللہؐ قیامت کے دن ان لوگوں کی شفاعت نہ کریں گے۔ (تفسیر فرات)

(۶۲) " قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۔ " (سورہ ص آیت ۸۶، ۸۷)

(کہدو (اے رسولؐ!) کہ میں تم سے اجر (رسالت) نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ یہ تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے۔)

• علی بن محمدؒ نے علی بن عباس سے، انھوں نے حسن بن عبدالرحمٰن سے، انھوں نے عاصم بن حمید سے، انھوں نے ابوحمزہ سے، انھوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اور امامؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پیش کیا کہ " وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ "،

(اور یہ بات تم کو کچھ عرصے کے بعد معلوم ہو جائے گی)

جس وقت امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

" وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ " (سورہ ہود آیت ۱۱۰)

(اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس میں اختلاف کیا گیا۔)

اس آیت کی تفسیر میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی اسی طرح اختلاف کیا جس طرح اِس امت نے اختلاف کیا، اور پھر یہ لوگ آئندہ بھی اُس کتاب کے متعلق اختلاف کریں گے جو امام قائم علیہ السلام کے پاس ہے۔ جب وہ اسے لیکر آئیں گے تو اکثر لوگ اُس کے ماننے سے انکار کریں گے تو آپؑ بڑھ کر اُن کی گردنیں ماریں گے

• اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ:

"لَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔" (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۱)

(اگر (اللہ کی طرف سے) فیصلے کی بات طے شدہ نہ ہوتی تو اُن کے مابین فیصلہ ہو جاتا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔)

آپؑ نے فرمایا کہ اس سے پہلے اگر ان لوگوں کے لیے حکم نہ آگیا ہوتا تو امام قائمؑ ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑتے۔

• نیز اللہ تعالیٰ کے قول:

"وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ" (سورۃ المعارج آیت ۲۶)

(اور وہ جو فیصلے کے دن کی تصدیق کریں گے)

اس سے مراد ظہور قائمؑ ہے۔

• اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

"وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۔" (سورۃ الانعام آیت ۲۳)

(اور اللہ ہی ہمارا ربّ ہے ہم مشرک نہ تھے)

آپؑ نے فرمایا اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

• اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

"وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" (سورۃ بنی اسرآئیل آیت ۸۱)

(اور کہدو اے رسولؐ حق آگیا اور باطل مٹ گیا)

آپؑ نے فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو باطل مٹ کر ہی رہے گا۔

(کافی)

(۶۳) سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ (سورۃ حٰم سجدہ آیت ۵۳)

(عنقریب ہم اُن کو کائنات میں اور خود اُن کے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے یہانتک کہ اُن پر واضح ہو جائے کہ بلاشبہ یہی حق ہے۔)

• ابو علی اشعری نے محمد بن عبد الجبار سے، اُنھوں نے حسن بن علی سے، اُنھوں نے علی بن ابو حمزہ سے، اُنھوں نے ابو بصیر سے، ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذکورہ بالا آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

"اُن لوگوں کو اُن ہی کے نفسوں میں مسخ دکھائے گا اور آفاق میں یہ دکھائے گا کہ وہ اُن پر لوٹ کر کرے گا۔ اس طرح وہ لوگ اللہ کی قدرت اپنے نفسوں اور آفاق میں دیکھیں گے۔

میں نے عرض کیا: "حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ"، کا کیا مطلب ہے

آپؑ نے فرمایا: امام قائمؑ کا ظہور اور یہی حق ہے۔ اللہ کی طرف سے مخلوق کو لازماً دکھایا جائے گا۔

(کافی)

(۶۴) حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ (سورۃ مریم آیت ۷۵)

(یہانتک کہ جب وہ دیکھ لیں گے، اس کو جس کا وعدہ کیا گیا ہے)

• محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن الخطاب سے، اُنھوں نے حسن بن عبد الرحمٰن سے، اُنھوں نے علی بن ابی حمزہ سے، اُنھوں نے ابو بصیر سے اور ابو بصیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد ظہور قائمؑ ہے اور وہی ساعت ہے۔ اُن لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے قائمؑ کے ہاتھوں اُن کو کیا سزا ملی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ:

• "مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا"

(کس کا مقام بدترین ہے)

یعنی: امام قائم علیہ السلام کے نزدیک۔

"وَ اَضۡعَفُ جُنۡدًا ۔"

(اور (کس کا) گروہ کمزور ترین ہے)

یعنی: کمزور گروہ کون ہے ؟

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اس آیت سے کیا مراد ہے ؟

"مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ" (سورۂ شوریٰ آیت ۲۰)

(جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہوگا ۔)

فرمایا: اس سے مراد معرفتِ امیرالمومنین علیہ السلام اور معرفتِ ائمہ علیہم السلام ہے

"نَزِدۡ لَہٗ فِیۡ حَرۡثِہٖ"

(ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اور اضافہ کردیں گے)

فرمایا: اس میں زیادہ کرے گا۔ دولت میں جو اس کا حصّہ ہے وہ اُسے ملیگا۔

"مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ۔"

(جو دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہوگا اُسے اس میں سے کچھ دیدیں گے پھر آخرت میں اُس کا کوئی حصّہ نہ ہوگا ۔)

یعنی: آپؑ نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کے ساتھ حق کی حکومت میں اس کو کوئی حصّہ نہ ملے گا۔ (کافی)

(۶۵) وَنُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَہُمۡ اَئِمَّۃً

(سورہ قصص آیت ۵)

(اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں کمزور کردیے گئے تھے اُن پر احسان کریں اور انھیں امام بنادیں ۔)

• سیّد علی بن عبدالحمید سے کتاب "انوار المضیئہ" میں محمد بن احمد ایادی نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مرفوع روایت ہے کہ "وہ مستضعفین جن کا اللہ کی کتاب میں ذکر ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے امام بنایا ہے وہ ہم اہلِ بیتؑ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اہلِ بیتؑ کے قائمؑ کو بھیجے گا وہ اُن لوگوں کو عزّت اور ان کے دشمنوں کو ذلّت دیں گے۔

* اور اپنے اسناد کے ساتھ ابنِ عبّاس سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے

"وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ" (سورہ الذاریات آیت ۲۲)

(اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ کچھ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ۔)

اُنھوں نے کہا: اس سے مراد ظہورِ مہدیؑ ہے ۔

* اور اپنے اسناد کے ساتھ یہ بھی ابنِ عبّاس سے مروی ہے کہ:

"اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا" (سورہ حدید آیت ۱۷)

(جان لو کہ بیشک اللہ زندہ کرے گا زمین کو اس کی موت کے بعد)

اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ زمین کی اصلاح قائمِ آلِ محمدؐ کے ذریعے فرمائے گا (زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد) یعنی اہلِ زمین کے ظلم وجور کے بعد اصلاح فرمائے گا۔

"قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ"

(ہم نے اپنی نشانیاں ظاہر کردی ہیں)

یعنی: آلِ محمدؐ کے امام حجتؑ کے ذریعے سے، ممکن تم لوگ سمجھ سکو۔

* اور اسی کتاب میں حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے قولِ خدا:

"وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً" (سورہ لقمان آیت ۲۰)

(اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی فراوانی کی)

فرمایا: نعمت ظاہری سے مراد امامِ ظاہر اور نعمت باطنی سے مراد امام غائبؑ ہے۔ جو لوگوں کی نظروں سے جسمانی طور پر پوشیدہ ہوگا اور وہ زمین کے سارے خزانے اس سے اُگلوا لیگا اور اُس کے لیے ہر بعید قریب ہوگا۔

* صفوانی نے اپنی کتاب میں صفوان سے روایت کی ہے کہ جب منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طلب کیا تو آپؑ نے وضو فرمایا، دو رکعت نماز پڑھی سجدۂ شکر بجالائے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: پروردگارا! تونے اپنے نبیؐ کی زبانی وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ سچّا ہے کہ، ہمیں خوف سے امن دے۔ پروردگارا! تونے جو ہم سے وعدہ فرمایا ہے وہ پورا فرما، بیشک تو اپنے وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آقا اور مولا! آپ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (سورۂ النور آیت ۵۵)

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ"

(اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالح بجا لائے ، کہ وہ بالضرور اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔)

* روایت میں ہے کہ آپؑ کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی گئی :

"وَنُرِيدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا" (سورہ قصص آیت ۵)

(اور ہم نے چاہا کہ ہم مستضعفین (کمزوروں) پر احسان کریں) . . . .

تو آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا خدا کی قسم ہم لوگ مستضعفین ہیں۔

(کتاب صفوانی)

(٦٦) نہج البلاغہ میں امیرالمومنینؑ کا ارشاد

فرمایا : " دنیا اپنی بے رُخی کے بعد ایک مرتبہ ہماری طرف ضرور مُڑ کر آئے گی جس طرح ایک اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے مُڑتی ہے ۔ "

اس کے بعد آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :

" وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۝ "

(سورہ قصص آیت ۵)

بحار الانوار

ابوابِ نصوص

باب اوّل

امامِ عصر عجّل اللہ فرجہ کیلئے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ

(۱) جنّت کے سردار

احمد بن محمد بن اسحاق نے اسمٰعیل بن ابراہیم حلوانی سے، اُنھوں نے احمد بن منصور زاج سے، اُنھوں نے ہدبہ بن عبدالوہاب سے، اُنھوں نے سعد بن عبدالحمید بن جعفر سے، اُنھوں نے عبداللہ بن زیاد یمانی سے، اُنھوں نے عکرمہ بن عمّار سے، اُنھوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اُنھوں نے انس بن مالک سے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"نَحْنُ بنو عبد المطّلب سادة اهل الجنّة"

(ہم بنی عبدالمطّلب جنّت کے سردار ہیں)

یعنی: رسول اللہؐ، حمزہؑ سیّد الشّہدا، جعفر طیّار ذوالجناحین، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ وحسینؑ اور مہدیؑ۔ (غیبتِ نعمانی وغیبتِ طوسی)

(۲) جبتک امامؑ کا ظہور نہ ہوگا قیامت نہیں آئیگی

تمیمی نے امام رضا علیہ السّلام سے اُنھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتّٰی یقوم القائم الحق منّا و ذٰلك حین یأذن الله عزّوجلّ له و مَن تبعه نجا و من تخلّف عنه هلك ـ الله الله عباد الله فاتوه ولو علی الثلج فانه خلیفة الله عزّوجلّ وخلیفتی ۔" (عیون الاخبار)

(قیامت نہ آئے گی جبتک ہم میں سے امام قائمؑ کا ظہور نہ ہوگا اور ظہور اُس وقت ہوگا جب اللہ عزّوجلّ کا اذن ہوگا۔ اور جس نے اس کی اطاعت و اتّباع کی اُس نے نجات پائی، جس نے اُنھیں چھوڑا وہ ہلاک ہوا۔ خدا کے بندو! تمہیں اللہ کا واسطہ

اُس کے پاس آنا خواہ تمھیں برف پر چل کر کیوں نہ آنا پڑے۔ اِس لیے کہ وہ اللہ کا بھی خلیفہ ہے اور میرا بھی خلیفہ ہے۔)

(۳) معراج پر امام عصرؑ کا تذکرہ

ابن متوکّل نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے علی بن سالم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ثمالی سے، اُنھوں نے ابن ظریف سے، اُنھوں نے ابن نباتہ سے، اُنھوں نے ابن عبّاس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"لمّا عرج بی الی السماء السابعة ومنها الی سدرة المنتهیٰ ومن السدرة الی حجب النور نادانی ربّی جلّ جلاله: یا محمّد انت عبدی وانا ربّك فلی فاخضع وایّای فاعبد وعلیّ فتوکّل وبی فثق فانّی قد رضیت بك عبدًا وحبیبًا ورسولًا ونبیًّا وباخیك علیٍّ خلیفةً وبابًا فهو حجّتی علی عبادی وامام لخلقی به یعرف اولیائی من اعدائی وبه یمیّز حزب الشیطان من حزبی وبه یقام دینی وتحفظ حدودی وتنفذ احکامی وبك وبه وبالائمّة من ولدك ارحم عبادی وامائی وبالقائم منكم اعمر ارضی بتسبیحی وتقدیسی وتهلیلی وتکبیری وتمجیدی وبه اطهّر الارض من اعدائی واورثها اولیائی وبه اجعل کلمة الذین کفروا بی السّفلیٰ وکلمتی العلیا، به احیی بلادی وعبادی بعلمی وله اظهر الکنوز والذخایر بمشیتی وایّاه اظهر علی الاسرار والضمایر بارادتی وامدّه بملائکتی لتؤیّده علی انفاذ امری واعلان دینی ذٰلك ولیّی حقًّا ومهدیّ عبادی صدقًا ۔" (امالی صدوق)

(جب مجھے معراج کے لیے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو میں وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ گیا اور سدرۃ المنتہیٰ سے حجاب نور تک پہنچا تو میرے پروردگار نے مجھے آواز دی اے محمّدؐ! تم میرے بندے ہو میں تمہارا ربّ ہوں، میرے سامنے سر جھکا دو اور

(۱) امام حسنؑ کا ارشاد، اُنکی عمر چالیس سال سے کم محسوس ہوگی

المظفرؒ العلوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جبرائیل بن احمد سے، اُنھوں موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اُنھوں نے حسن بن محمدؒ صیرفی سے، اُنھوں نے حنّان بن سدیر سے، اُنھوں نے اپنے والد سدیر بن حکیم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابوسعید عقیصا سے روایت نقل کی ہے کہ جب امام حسن علیہ السّلام نے معاویہ بن ابوسفیان کی صلح کی پیشکش منظور کرلی تو لوگ آپؑ کے پاس پہنچے اور بعض نے آپؑ کی اس صلح پر آپؑ کو بُرا کہا۔ تو آپؑ نے فرمایا:

" وَيْحَكُمْ مَا تَدْرُوْنَ مَا عَمِلْتُ ؟ وَاللّٰهِ الَّذِيْ عَمِلْتُ خَيْرٌ لِشِيْعَتِيْ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّنِيْ اِمَامُكُمْ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَيْكُمْ وَ اَحَدُ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِنَصٍّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

قَالُوْا بَلٰى ۔

قَالَؑ: اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ الْخِضْرَ لَمَّا خَرَقَ السَّفِيْنَةَ وَقَتَلَ الْغُلَامَ وَاَقَامَ الْجِدَارَ كَانَ ذٰلِكَ سَخَطًا لِمُوْسٰىؑ بْنِ عِمْرَانَ اِذْ خَفِيَ عَلَيْهِ وَجْهُ الْحِكْمَةِ فِيْهِ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ حِكْمَةً وَصَوَابًا اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّهٗ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا وَيَقَعُ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ لِطَاغِيَةِ زَمَانِهٖ اِلَّا الْقَائِمُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ رُوْحُ اللّٰهِ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْفِيْ وِلَادَتَهٗ وَيُغَيِّبُ شَخْصَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ اِذَا خَرَجَ ذَاكَ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِ اَخِي الْحُسَيْنِؑ ابْنِ سَيِّدَةِ الْاِمَاءِ يُطِيْلُ اللّٰهُ عُمْرَهٗ فِيْ غَيْبَتِهٖ ثُمَّ يُظْهِرُهٗ بِقُدْرَتِهٖ فِيْ صُوْرَةِ شَابٍّ ابْنِ دُوْنِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ذٰلِكَ لِيُعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "

(تم پر وائے ہو، میں نے جو کچھ کیا ہے وہ تمھاری سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا کی قسم، میرا یہ عمل ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ میں تم لوگوں کا امام ہوں اور میری اطاعت تم پر فرض ہے میں جوانانِ اہلِ جنّت کے دو سرداروں میں سے ایک ہوں جس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نص موجود ہے ؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں معلوم ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت خضرؑ نے جب کشتی میں سوراخ کیا، ایک لڑکے کو قتل کیا اور ایک گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کردیا، تو اِس عمل پر حضرت موسیٰؑ بن عمران خفا ہوئے۔ اِس لیے کہ حضرت خضرؑ کے اس عمل میں جو حکمت پوشیدہ تھی اُس سے حضرت موسیٰؑ واقف نہ تھے۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ سب صحیح اور پُر از حکمت تھا (جس سے حضرت خضرؑ واقف تھے)۔

کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اپنے زمانے کے کسی ظالم و جابر کے زیرِ حکومت نہ رہے سوائے امام قائمؑ کے، جن کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ، ابنِ مریمؑ نماز پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور جسمانی طور پر اُنھیں پردۂ غیب میں رکھا ہے تاکہ وہ کسی کے زیرِ حکومت نہ رہیں۔ میرے بھائی حسینؑ کی اولاد میں سے وہ نواں جو کنیزوں کی سردار کے بطن سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ زمانۂ غیبت میں اس کی عمر کو طویل کردیگا پھر جب وہ ظہور کریگا تو اس کی عمر چالیس سال سے بھی کم محسوس ہوگی تاکہ دنیا والے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر مکمّل قدرت رکھتا ہے۔)

(اکمال الدین)

• حنّان بن سدیر سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (احتجاج طبرسی)

(۲) حضرت امام حسینؑ کا ارشاد ہے کہ: ایک ہی رات میں حکومت قائم ہوگی

عبدالواحد بن محمدؒ بن عبدوس نے ابی عَمرو لیثی سے، اُنھوں نے محمدؒ بن مسعود سے، اُنھوں نے علی بن محمدؒ بن شجاع سے، اُنھوں نے محمدؒ بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے اُنھوں نے

عبدالرحمٰن بن حجاج سے، اُنھوں نے جعفر بن محمدؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد علیؑ بن الحسینؑ سے، اُنھوں نے حضرت امام حسینؑ بن حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"فِي التَّاسِعِ مِنْ وُلْدِيْ سُنَّةٌ مِنْ يُوسُفَ وَسُنَّةٌ مِنْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَهُوَ قَائِمُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمْرَهُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ"

(میری اولاد میں سے نویں کے اندر کچھ حضرت یوسفؑ کی سنّت ہوگی اور کچھ حضرت موسیٰ بن عمران کی، اور وہی ہم اہلبیت میں سے (امام) قائم ہوگا، اور اللہ تبارک و تعالیٰ صرف ایک رات میں ان کی حکومت قائم کردیگا۔)

(اکمال الدین)

(۳) امام مہدیؑ کی تقسیم میراث

معاذی نے ابن عقدہ سے، اُنھوں نے احمد بن موسیٰ بن فرات سے، اُنھوں نے عبدالواحد بن محمد سے، اُنھوں نے سفیان سے، اُنھوں نے عبداللہ بن زبیر سے، اُنھوں نے عبداللہ بن شریک سے۔ اُنھوں نے ایک مرد ہمدانی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"قَائِمُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ هُوَ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِيْ وَهُوَ صَاحِبُ الْغَيْبَةِ وَهُوَ الَّذِيْ يُقْسِمُ مِيرَاثُهُ وَهُوَ حَيٌّ"

(اس امّت کا قائم میری اولاد میں سے نواں (امام) ہوگا، جو صاحبِ غیبت ہوگا، اور اُس کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم ہوجائے گی۔)

(اکمال الدین)

(۴) زمانۂ غیبت میں صبر کرنیوالے کی منزلت

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے عبدالسّلام ہروی سے، اُنھوں نے کیع ابنِ جرّاح سے، اُنھوں نے ربیع بن سعد سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن سلیط سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"مِنَّا اثْنَا عَشَرَ مَهْدِيًّا أَوَّلُهُمْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

وَآخِرُهُمُ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِيْ وَهُوَ الْإِمَامُ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ يُحْيِي اللهُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَيُظْهِرُ بِهِ دِينَ الْحَقِّ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ لَهُ غَيْبَةٌ يَرْتَدُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَيَثْبُتُ عَلَى الدِّينِ فِيهَا آخَرُونَ فَيُؤْذَوْنَ وَيُقَالُ لَهُمْ: مَتَى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. أَمَا إِنَّ الصَّابِرَ فِي غَيْبَتِهِ عَلَى الْأَذَى وَالتَّكْذِيبِ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ"

(ہم میں بارہ مہدی ہوں گے جن میں کے پہلے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور آخری میرا نواں فرزند ہوگا، وہ امام قائم بالحق ہوگا، اللہ اس کے ذریعے سے زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اسے زندگی بخشے گا، اور دینِ حق کو اُس کے ذریعے سے سارے ادیان پر غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔ اُس کے زمانۂ غیبت میں بہت سی قومیں مرتد ہوجائینگی اور کچھ اپنے دین پر قائم رہیں گی اور آپؑ کا ظہور چاہیں گی۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچّے ہو تو بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اس کی غیبت میں مصائب اور لوگوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی منزلت وہی ہوگی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے سامنے تلوار سے جہاد کرنے والے کی ہوگی۔)

(اکمال الدین)

(۵) ظہورِ امام مہدیؑ بہر حال ہوگا

علی بن محمد بن حسن قزوینی نے محمد بن عبداللہ حضرمی سے، اُنھوں نے احمد بن یحییٰ احول سے، اُنھوں نے خلّاد مقری سے، اُنھوں نے قیس بن ابی حصین سے، اُنھوں نے یحییٰ بن وثّاب سے، اُنھوں نے عبداللہ بن عمر سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسینؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ:

"لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِيْ يَمْلَأُهَا عَدْلًا وَقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا كَذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ"

(اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں ایک مرد میری اولاد میں سے ظہور کرے اور زمین کو عدل وقسط سے اس طرح بھر دے، جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنی تھی۔ (اکمال الدّین)

⑥ امام مہدیؑ آٹھ ماہ تک شمشیر بردوش رہیں گے

ابی نے محمّد بن یحییٰ عطّار سے، اُنھوں نے جعفر بن محمّد بن مالک سے، اُنھوں نے حمدان بن منصور سے، اُنھوں نے سعد بن محمّد سے، اُنھوں نے عیسیٰ خشّاب سے، اور عیسیٰ خشّاب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابیطالبؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ صاحب الامر ہیں؟

امام حسینؑ نے فرمایا: "نہیں" بلکہ صاحب الامر وہ ہوگا جو آبادیوں سے دور شہر بدر رہیگا اور اس کے آبا کے خون کا انتقام اُس وقت تک نہ لیا گیا ہوگا تو وہ آٹھ مہینے تک مسلسل اپنی سیف اپنے کاندھے پر رکھے رہے گا۔" (اکمال الدّین)

⑦ لاکھوں بنی اُمیّہ کو قتل کریگا

کچھ لوگوں نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے اُنھوں نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے عمرو بن عثمان سے، اُنھوں نے محمّد بن عذافر سے اُنھوں نے عقبہ بن یونس سے، اُنھوں نے عبداللہ بن شریک سے اور عبداللہ بن شریک کی اس روایت کو مختصر بیان کیا جا رہا ہے۔

"اُن کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ بنی امیّہ مسجد رسولؐ میں حلقہ جمائے ہوئے بیٹھے تھے کہ امام حسینؑ کا ادھر سے گذر ہوا، آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم دُنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جبتک کہ اللہ ہم لوگوں میں سے ایک ایسے مرد کو نہ بھیجدے جو تم لوگوں میں سے ہزار اور ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار نہ قتل کردے۔"

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، ان لوگوں کی اولادیں اتنی کثیر تعداد تک تو پیدا بھی نہ ہوسکیں گی۔؟

آپؑ نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو، اُس وقت تک ایک آدمی کے صلب سے اتنی اتنی تعداد میں آدمی پیدا ہو چکے ہونگے، پھر یہ کہ اس قوم کے غلام بھی تو انھیں میں شامل ہوں گے۔ (غیبتہ طوسی)

بحار الانوار

باب چہارم

۴

وہ احادیث جو حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ سے مروی ہیں

(۱) مدّتِ غیبتِ صغریٰ

ابنِ عصام نے کلینی سے، اُنھوں نے قاسم بن علاء سے، اُنھوں نے اسماعیل بن علی سے (اُنھوں نے علی بن اسماعیل سے) اُنھوں نے ابنِ حمید سے، اُنھوں نے ابنِ قیس سے، اُنھوں نے ثمالی سے اور اُنھوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ:

"فِينَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ"

"وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ"

(سورۃ الاحزاب آیت ۶)

ترجمہ: (اور بعض قرابتدار بعضوں سے زیادہ حقدار ہیں اللہ کی کتاب کے مطابق)

اور ہمارے ہی حق میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے:

"وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ" (سورۃ الزخرف آیت ۲۸)

ترجمہ (اور اُس نے کلمۂ باقیہ کو اپنے عقب میں قرار دیا ہے)

یعنی حضرت امام حسین ابن علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام کے عقب (نسل) میں امامت قیامت تک باقی رہے گی اور ہم میں سے جو امام قائم ہوگا اس کی دو غیبتیں ہوں گی۔ ایک غیبت دوسری سے زیادہ طویل ہوگی۔ پہلی غیبت چھ دن، چھ ماہ اور چھ سال کی ہوگی اور دوسری غیبت کی مدت اتنی طویل ہوگی کہ اکثر لوگ جو اس کے قائل ہوں گے وہ بھی اس سے پھر جائیں گے اور اپنے قول پر ثابت وہی رہے گا جس کا یقین قوی ہوگا جس کو صحیح معرفت ہوگی اور جو کچھ ہم نے کہدیا ہے اس میں اُس کو کوئی شک نہ ہوگا اور ہم اہلِ بیتؑ کو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوگا۔

(اکمال الدین)

(۲) آپؑ کسی کے زیرِ حکومت نہ ہوں گے

دقاق اور شیبانی نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے حمزہ بن حمران سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سعید بن جبیر سے اور اُنھوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اَلْقَائِمُ مِنَّا تُخْفٰى وِلَادَتُهٗ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَمْ يُوْلَدْ بَعْدُ لِيَخْرُجَ حِيْنَ يَخْرُجُ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ"

(ہم میں سے امام قائمؑ کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی اور اس حد تک مخفی رہے گی کہ لوگ کہیں گے کہ ابھی وہ پیدا ہی نہیں ہوئے، کہ جب ظہور کا وقت آئے تو ظہور کریں اور وہ کسی کے زیرِ حکومت نہیں رہیں گے۔)

(اکمال الدین)

(۳) آپؑ کے لشکر کی شان

ابن قولویہ نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سعد سے، اُنھوں نے ابنِ عیسیٰ سے اُنھوں نے ابن ابو عمیر سے، اُنھوں نے ابنِ مسکان سے، اُنھوں نے بشر کناسی سے، اُنھوں نے ابو خالد کابلی سے، اور اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا:

"يَا اَبَا خَالِدٍ! لَتَاْتِيَنَّ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ لَا يَنْجُوْ اِلَّا مَنْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَهٗ اُولٰئِكَ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى وَيَنَابِيْعُ الْعِلْمِ يُنَجِّيْهِمُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ مُظْلِمَةٍ كَاَنِّيْ بِصَاحِبِكُمْ قَدْ عَلَا فَوْقَ نَجَفِكُمْ بِظَهْرِ كُوْفَانَ فِيْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا جِبْرَائِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهٖ وَاِسْرَافِيْلُ اَمَامَهٗ، مَعَهٗ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ نَشَرَهَا لَا يَهْوِيْ بِهَا اِلٰى قَوْمٍ اِلَّا اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ"

(اے ابو خالد! اندھیری رات کے ٹکڑوں کے مانند متعدد فتنے رونما ہوں گے جن سے وہی محفوظ رہے گا جس سے اللہ تعالیٰ عہد و میثاق لے چکا ہے وہ لوگ ہدایت کے چراغ اور علم کے چشمے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں تاریک فتنے سے محفوظ رکھے گا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا صاحب الامر تین سو اور کچھ آدمیوں کو لیکر پشتِ کوفہ سے تمہارے نجف کے اُفق سے بلند ہوا، جبرئیلؑ اُن کے داہنے جانب ہیں اور میکائیلؑ اُن کے بائیں جانب اور اسرافیلؑ اُن کی پیشقدمی میں ہیں، رسولؐ اللہ کا علم اُنؑ کے ساتھ لہرا رہا ہے وہ اُسکو لیکر جس قوم پر لوٹ پڑینگے اللہ اُس قوم کو ہلاک کردیگا۔) [۱]

(۱) مجالسِ مفید)

بحار الانوار

پنجم
باب
۵

وہ احادیث جو

حضرت امام محمدؑ باقرؑ

سے مروی ہیں

میری ہی عبادت کرو مجھ پر ہی توکل کرو، میں اس بات سے خوش ہوں کہ تم میرے بندے میرے حبیب، میرے رسول اور میرے نبی ہو اور اس کی بھی خوشی ہے کہ تمھارے بھائی علیؑ خلیفہ اور باب ہیں۔ وہ میرے بندوں پر میری حجّت اور میری مخلوق کے امام ہیں۔ اُن ہی کے ذریعے سے میرے دوست اور میرے دشمن پہچانے جائیں گے، اُن ہی کے ذریعے سے ہمارے گروہ اور شیطان کے گروہ میں امتیاز ہوگا، اُن ہی کے ذریعے سے میرے دین کا قیام اور میری حدود کا تحفظ ہوگا، میرے احکام نافذ ہوں گے، تمھاری اور اُن کی اولاد میں جتنے ائمہ ہوں گے اُن کے واسطے سے میں اپنے بندوں اور کنیزوں پر رحم کروں گا، اور تم لوگوں میں جو امامؑ قائم ہوگا اُس کے ذریعے سے میں اپنی زمین کو اپنی تسبیح و تقدیس و تہلیل و تکبیر و تمجید سے آباد کروں گا۔

اسی کے ذریعے سے میں اپنی زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کرکے اپنے اولیاء کو اس کا وارث بناؤں گا، اسی کے ذریعے سے کافروں کی بات نیچی اور اپنی بات اونچی کروں گا، اسی کے ذریعے سے اپنے علم سے اپنے شہروں اور اپنے بندوں میں جان ڈالوں گا، اسی کے ذریعے سے تمام خزانے اور ذخیرے باہر نکالوں گا اپنی مشیّت اور اپنے ارادے سے اس پر تمام اسرار و رموز آشکار کروں گا اور اپنے احکام کے نفاذ میں اپنے ملائکہ سے اُس کی مدد کروں گا، وہی میرا واقعی ولی اور میرے بندوں کے لیے سچا ہادی ہوگا۔

(امالی صدوقؒ)

(۴) کعب الاحبار کا قول امام بارہ ہیں

عبداللہ بن محمد صائغ نے محمد بن سعید سے، اُنھوں نے حسین بن علی سے، اُنھوں نے ولید بن مسلم سے، اُنھوں نے صفوان بن عمرو سے، اُنھوں نے شریح بن عبید سے، اُنھوں نے عمرو بکائی سے، اُنھوں نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ کعب الاحبار نے خلفاء کے متعلق کہا کہ وہ بارہ عدد ہیں۔ جب آخری خلیفہ کا دور آئے گا تو صالحین کا ایک طبقہ پیدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُن کی عمریں طویل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے یہی وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے اس آیت کی تلاوت کی: " وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ " (سورۃ النور آیت ۵۵)

اور کہا کہ یہی سلوک بنی اسرائیل کے ساتھ بھی کیا تھا، اور اس پوری امت کو ایک یا نصف دن میں ایک جگہ جمع کر دینا کوئی دشوار امر نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

(عیون الاخبار)

(۵) رسول اللہؐ کی پیشگوئی

باسناد تمیمی حضرت امام رضا علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام سے، اُنھوں نے ابوالائمہ حضرت امام علی علیہ السّلام سے اور اُنھوں نے سردار انبیاء پیغمبر برحق نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

" لاتذهب الدنيا حتّٰى يقوم بامر امتي رجل من ولد الحسين يملأها عدلاً كما ملئت ظلمًا وجورًا "

(دنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اولادِ حسینؑ میں سے میری اُمت کا ایک شخص حکومت نہ کرے گا اور وہ زمین کو عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔) (عیون الاخبار)

(۶) امام مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ سے ہوں گے (حدیثِ رسولؐ)

اسمٰعیل بن یحییٰ عبسی نے محمد بن جریر طبری سے، اُنھوں نے محمد بن اسمٰعیل ضراری سے، اُنھوں نے ابوصلت ہروی سے، اُنھوں نے حسین الاشقر سے، اُنھوں نے قیس بن ربیع سے، اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے عبایہ بن ربعی سے، اُنھوں نے ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی علالت کے وقت جناب فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا: " وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَابُدَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ مَهْدِيٍّ وَهُوَ وَاللّٰهِ مِنْ وُلْدِكِ "

(اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اِس اُمت کے لیے ایک مہدیؑ کا ہونا ضروری ہے اور بخدا وہ تمھاری اولاد میں سے ہوگا۔)

(امالی مفیدؒ)

⑦ ابی لیلی کی روایت

حفار نے عثمان بن احمد سے، اُنھوں نے ابی قلابہ سے، اُنھوں نے بشر بن عمر سے، اُنھوں نے مالک بن انس سے، اُنھوں نے زید بن اسلم سے، اُنھوں نے اسمٰعیل بن ابان سے، اُنھوں نے ابی مریم سے، اُنھوں نے ثویر بن ابوفاختہ سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن حضرت علیؑ کو علم عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں فتح عنایت فرمائی، پھر آنحضرتؐ نے غدیر کے دن اُن کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا؛

اس کے بعد میرے والد نے حضرت علی علیہ السلام کے چند فضائل کا ذکر کیا، اور یہ سب بیان کرنے کے بعد اُنھوں نے کہا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ فرمانے لگے۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے رونے کا کیا سبب ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے خبر دی ہے جبریلؑ نے کہ یہ امت اُن پر (علیؑ پر) ظلم کرے گی، اُن کو اُن کے حق سے محروم کرے گی، ان سے جنگ کرے گی، ان کے بعد ان کی اولاد کو قتل کرے گی اُن پر ظلم و ستم توڑے گی۔ جبریلؑ نے اپنے رب کی طرف سے خبر دی ہے کہ یہ مصائب اُس وقت ختم ہوں گے جب ان کا قائمؑ ظہور کرے گا، پھر ان کا کلمہ بلند ہوگا اور ساری امت ان لوگوں کی محبت پر متفق ہو جائے گی، ان کی برائی کرنے والے اور ان سے انکار کرنے والے ذلیل ہوں گے، ان کی مدح کرنے والے کثیر ہوں گے۔

یہ اُس وقت ہوگا جب ایک ایسا تغیر آئے گا کہ بندے کمزور کر دیے جائیں گے، اور مشکلات سے نجات کی کوئی امید نہ رہے گی تو اُس وقت امام قائمؑ ظہور کریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"امام قائمؑ کا نام میرا نام اور ان کے والد کا نام میرے فرزند (حسنؑ) کے نام پر ہوگا وہ میری بیٹی کی اولاد میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے سے حق کو ظاہر کرے گا اور باطل کو اپنی تلواروں کے ذریعے سے مٹا دے گا، سارے لوگ خواہ خوشی سے یا کراہت سے ان کی پیروی و اتباع کریں گے۔"

اس کے آنحضرتؐ کا گریہ موقوف ہوا۔ پھر فرمایا:

"گروہ مومنین مشکلات سے نجات کی خوشخبری سنو! اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے

وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کا فیصلہ رد نہیں ہو سکتا، وہ علم و حکمت والا ہے، اللہ کی فتح قریب ہے۔ یا اللہ! یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں، تو ان سے رجس کو دور رکھ، جو پاک رکھنے کا حق ہے اس طرح پاک رکھ۔ یا اللہ! تو اُن کی مدد فرما اُن کی حفاظت فرما، اُن کی رعایت فرما، اور اُن کا ہو جا، اُن کی نصرت فرما، اُن کی اعانت فرما، اُن کو کبھی ذلت نہ ہو، میرے بدلے تو اُن کی سرپرستی فرما، بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔" (امالی شیخ مفید)

⑧ امام قائمؑ اور خونِ حسینؑ کا انتقام

امالی شیخ مفیدؒ میں احمد بن ولید نے اپنے والد سے، اُنھوں نے صفار سے، اُنھوں نے محمد بن عبید سے، اُنھوں نے علی بن اسباط سے، اُنھوں نے سیف بن عمیرہ سے، اُنھوں نے محمد بن حمران سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے تو ملائکہ نے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر فریاد کی: پروردگارا! یہ حسینؑ جو تیرا منتخب بندہ ہے تیرے نبیؐ کا فرزند ہے اس کے ساتھ ایسا کیا گیا؟

تو اللہ تعالیٰ نے امام قائمؑ کے نور کو کھڑا کیا اور فرمایا: دیکھو! میں اس کے ذریعے سے حسینؑ پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔ (امالی شیخ مفید)

⑨ زمانہ بد سے بدتر آتا رہیگا

لوگوں کی ایک جماعت نے ابوالمفضل سے، اُنھوں نے احمد بن محمد بن بشار سے، اُنھوں نے مجاہد بن موسیٰ سے، اُنھوں نے عباد بن عباد سے، اُنھوں نے مجالد بن سعید سے، اُنھوں نے جبیر بن نوف ابوالوداک سے روایت بیان کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ابوسعید خدریؓ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم جو نیا سال آتا ہے وہ پہلے سے زیادہ سخت آتا ہے، جو حاکم آتا ہے وہ پہلے سے زیادہ بُرا ہوتا ہے۔

ابوسعید خدری نے کہا: جو تم کہہ رہے ہو وہ میں رسول اللہؐ سے پیشگوئی کے طور پر سن چکا ہوں۔ مگر میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے۔ یہ اسی طرح چلتا رہے گا اور

ایسا فتنہ وفساد برپا ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے کو نہ پہچانے گا، زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی اور کسی فردِ واحد میں یہ کہنے کی مقدرت نہ ہوگی کہ " اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے "۔

پھر اللہ جل جلالہٗ ہم میں سے اور ہماری عترت میں سے ایک مرد کو بھیجے گا۔ جو زمین کو عدل سے اسی طرح بھر دے گا (عدل قائم کرے گا) جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی اور زمین اپنے اندر کی معدنیات کو اُگل دے گی اور رقم شمار نہیں کی جائے گی بلکہ ڈھیریوں سے (لین دین کا) حساب ہوگا، یہاں تک کہ اسلام کو قرار آئے گا۔ (اسلام کے اصول قائم ہو جائیں گے)۔

١٠ امام قائمؑ کی غیبت کا عہد کیا جا چکا تھا

ابنِ متوکل نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ہروی سے، ہروی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور اُنھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بشیر بنا کر بھیجا ہے اُس عہد کے مطابق جو مجھ سے ہوا ہے کہ میری اولاد میں سے امام قائمؑ لازماً غیبت اختیار کرے گا تا ایں کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ اب اللہ تعالیٰ کو آلِ محمدؐ کی کوئی ضرورت نہیں رہی بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں کو تو اُن کی ولادت ہی میں شک ہوگا۔ جو شخص امام قائمؑ کے زمانے میں ہوگا اس پر لازم ہے کہ اُن کے دین سے متمسک رہے اور شیطان کو شک پیدا کرنے کا کوئی موقع ہی نہ دے، ورنہ وہ میری ملت اور میرے دین سے خارج ہو جائے گا، اس لیے کہ اسی شیطان نے تمہارے باپ (آدمؑ) کو جنت سے اس سے پہلے نکلوایا تھا اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اُن کا ولی، اللہ نے شیاطین کو قرار دے دیا ہے۔ " (اکمال الدین)

١١ علائمِ ظہورِ قائمؑ اور معراج پر گفتگو

ابنِ ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن آدم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ابنِ ایاس سے، اُنھوں نے مبارک بن فضالہ سے، اُنھوں نے وہب بن منبہ سے،

اُنھوں نے ابنِ عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

" جب میرے ربِ ذوالجلال نے مجھے معراج پر بُلایا تو ایک آواز آئی: اے محمدؐ!

- میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں ربّ العظمت، میں حاضر ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی: اے محمدؐ! (کیا تمھیں معلوم ہے کہ) ملاءِ اعلیٰ میں کس امر پر اختلاف ہوا تھا؟
- میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! مجھے تو اس کا علم نہیں
- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محمدؐ! کیا تم نے اپنے بعد کے لیے آدمیوں میں سے کوئی وزیر، کوئی بھائی اور کوئی وصی منتخب نہیں کیا ہے؟
- میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! میں کس کو منتخب کروں؟ تو ہی میرے لیے (کوئی وزیر و وصی) منتخب فرما دے۔
- اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی نازل فرمائی کہ اے محمدؐ! میں نے آدمیوں میں سے تمھارے لیے علیؑ کو منتخب کیا۔
- میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! وہ تو میرا ابنِ عم ہے۔
- وحی نازل ہوئی: اے محمدؐ! ہاں، علیؑ ہی تمھارے بعد تمھارا وارث، اور تمھارے علم کا وارث ہوگا، اور قیامت کے دن تمھارا پرچم لواءِ الحمد اُٹھائے ہوئے ہوگا تمھارے حوض (کوثر) کا ساقی ہوگا، تمھاری اُمت میں سے جو مومن آئے گا اس کو سیراب کرے گا۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے محمدؐ! میں نے اپنے نفس کی قسم، قسمِ حق کھائی ہے کہ تم سے تمھارے اہلِ بیتؑ سے اور تمھاری پاکیزہ ذریت سے بغض اور دشمنی رکھنے والے ہرگز اس حوض سے پانی نہیں پی سکیں گے۔ اور اے محمدؐ! میں بالکل حق کہتا ہوں کہ میں تمھاری تمام اُمت کو داخلِ جنت کروں، صرف وہ شخص رہ جائے گا جو خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دے گا۔
- میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! بھلا جنت میں جانے سے کوئی کیسے انکار کرے گا؟
- اللہ تعالیٰ نے پھر وحی نازل فرمائی: اے محمدؐ! میں نے اپنی مخلوقات میں سے تم کو منتخب کیا اور تمھارے بعد کے لیے تمھارا ایک وصی منتخب کر دیا اور اس کو تم سے وہی منزلت دی جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی، لیکن یہ کہ تمھارے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، تمھارے دل میں اس کی محبت پیدا کی، اس کو تمھارے فرزندوں کا

باپ بنایا۔ لہٰذا تمہارے بعد تمہاری اُمّت پر اُسے بھی وہی حق حاصل ہے جو تم کو اپنی زندگی میں اپنی اُمّت پر حاصل ہے۔ اب جس نے اس کے حق سے انکار کیا اُس نے گویا تمہارے حق سے انکار کیا، جس نے اُس کے ساتھ دوستی و محبّت رکھنے سے انکار کیا، اُس نے تمہارے ساتھ دوستی و محبّت رکھنے سے انکار کیا اور جس نے تمہاری دوستی و محبّت سے انکار کیا، سمجھ لو کہ اُس نے جنّت میں جانے سے انکار کیا۔

- اللہ تعالیٰ کا یہ کرم دیکھ کر میں فوراً سجدۂ شکر میں گر پڑا۔
- تو ایک منادی نے ندا دی: "اے محمدؐ! سجدے سے سر اُٹھاؤ، جو تم مانگو گے وہی ملے گا"
- میں نے عرض کیا: اے میرے اللہ! میرے بعد میری ساری اُمّت کو ولایتِ علیؑ پر جمع کردے، تاکہ قیامت کے دن یہ سب کے سب حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں۔
- اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے محمدؐ! میں اپنے بندوں کے متعلق اُن کی خلقت سے پہلے ہی فیصلہ کرچکا ہوں اور یہ میرا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا کہ میں ان میں سے جسکو چاہوں گا ہلاک کروں گا اور جسکو چاہوں گا ہدایت دوں گا۔ اور میں نے تمہارا علم تمہارے بعد علیؑ کو دیا۔ نیز تمہارے بعد تمہارے اہل اور تمہاری امت میں اُن کو تمہارا وزیر، اور تمہارا خلیفہ بنایا۔ اور یہ میرا قطعی فیصلہ ہے کہ جنّت میں وہ داخل نہیں ہوگا جو اُن سے بغض و دشمنی رکھے گا اور اُن کی ولایت سے تمہارے بعد انکار کرے گا۔ جس نے اُن سے بغض رکھا، اُس نے تم سے بغض رکھا، جس نے تم سے بغض رکھا، اُس نے مجھ سے بغض رکھا، جس نے اُن سے دشمنی رکھی اُس نے تم سے دشمنی رکھی اور جس نے تم سے دشمنی رکھی اُس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ جس نے اُن سے محبّت کی، اُس نے تم سے محبّت کی، جس نے تم سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی۔ میں نے اُن کو یہ فضیلت دی کہ اُن کے صلب سے گیارہ ہادیؑ پیدا ہوں گے، وہ سب کے سب تمہاری ذرّیت سے ہوں گے، نسلِ فاطمہؑ سے ہوں گے، اُن گیارہ میں سے جو آخری فرد ہوگا اس کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریم نماز پڑھیں گے۔ وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کے ذریعے سے ہلاکت میں مبتلا لوگ نجات پائیں گے، گمراہی میں گرفتار لوگ ہدایت پائیں گے۔ اُس کے ذریعے سے نابینا لوگوں کو بینائی ملے گی اور بیماروں کو شفا نصیب ہوگی۔
- میں نے عرض کیا: اے میرے معبود! یہ سب کچھ کب رونما ہوگا۔؟

- وحی ہوئی، یہ اُس وقت ہوگا جب دنیا سے علم اُٹھ جائے گا جہالت کا دور دورہ ہوگا۔ قرأت کثرت سے کی جائے گی (قرآن پر) عمل کم ہوگا، قتل کثرت سے ہوگا ہدایت کے فقہا کم اور ضلالت و خیانت کے فقہا زیادہ ہوں گے، شعرا کی کثرت اور بہتات ہوگی، تمہاری اُمّت قبروں کو مساجد بنالیگی، قرآن کی تزئین کرے گی مساجد کو خوب سجائے گی، جور و فساد کی کثرت ہوگی، منکرات اور بُرائیاں ظاہر کی جائیں گی، تمہاری امّت کو بُرائیوں کا حکم دیا جائے گا اور نیکیوں سے روکا جائیگا مرد، مرد پر اکتفا کرے گا، عورت، عورت پر اکتفا کرے گی، حکام کافر ہوں گے اُن کے دوست فاجر اور ان کے معین و مددگار ظالم، اُن کے مشیر اور رائے دینے والے فاسق ہوں گے۔

اُس وقت تین گہن ہوں گے، ایک مشرق میں ہوگا، دوسرا مغرب میں ہوگا، اور تیسرا ایک جزیرۂ عرب میں ہوگا، تمہاری ذرّیت کے ایک شخص کے ہاتھوں بصرہ تباہ ہوگا جس کے پیچھے زنوج (حبشی) ہوں گے۔ پھر اولادِ حسینؑ میں سے ایک شخص خروج کرے گا اور دجّال مشرق میں سجستان سے ظاہر ہوگا اور سفیانی ظاہر ہوگا۔

- میں نے عرض کیا: اے میرے معبود! اِن مصیبتوں اور فتنوں کا سلسلہ میرے بعد کب تک چلتا رہے گا؟
- پس وحی ہوئی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بنی اُمیّہ کے فتنوں اور میرے چچا کی اولاد کے فتنوں سے اور قیامت تک جو کچھ ہوگا، سب سے آگاہ فرمادیا۔
- پھر جب میں معراج سے واپس ہو کر زمین پر آیا تو اپنے ابنِ عم کو جو کچھ ہونے والا ہے سب بتا دیا۔ اور پیغام رسالت پہنچایا۔ اور میں اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہوں جس طرح گذشتہ انبیاءؑ نے حمد کی اور جس طرح ہر اُس شے نے اُس کی حمد کی جس کو تا قیامت اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا رہے گا۔ (اکمال الدین)

(۱۲) حضرت عیسیٰؑ امامِ عصرؑ کی اقتدیٰ میں نماز ادا کریں گے

اکمال الدین میں ابنِ مسرور نے ابنِ عامر سے، اُنھوں نے معلّی نے، اُنھوں نے جعفر بن سلیمان سے، اُنھوں نے عبداللہ بن حکم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے

سعید بن جبیر سے، اُنھوں نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" إنّ خلفائی واوصیائی وحجج الله علی الخلق بعدی اثنا عشر اوّلهم أخی وآخرهم ولدی۔ وقیل: یا رسول الله! ومَن أخوك؟ قال: علیّ بن ابیطالب قیل: فمن ولدك؟ قال: المهدیّ یملأها قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً والذی بعثنی بالحقّ نبیًّا لولم یبق من الدنیا إلّا یوم واحد لأطال الله ذٰلك الیوم حتّیٰ یخرج فیه ولدی المهدیّ فینزل روح الله عیسی بن مریم علیه السّلام فیصلّی خلفه وتشرق الارض بنور ربّها ویبلغ سلطانه المشرق والمغرب "

(میرے بعد میرے خلفاء میرے اوصیاء اور مخلوقات پر اللہ کی حجّتیں بارہ ہوں گے جن میں سب سے پہلے میرے بھائی اور سب سے آخر میرا فرزند ہوگا۔

• لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کا بھائی کون؟
• آپؐ نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ۔
• پھر عرض کیا گیا: اور آپؐ کا فرزند کون؟
• آپؐ نے فرمایا: مہدیؑ، جو زمین کو قسط وعدل سے اسی طرح بھر دے گا جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ اُس دن کو اتنا طویل کردیگا کہ جس میں میرا فرزند مہدیؑ ظہور کرے گا اور عیسٰیؑ ابنِ مریمؑ نازل ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور ساری زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور پھر اس کی سلطنت سارے مشرق و مغرب پر ہوگی۔ (اکمال الدین)

۱۳ غیبت وظہور پر نص

ابنا مسرور نے ابنِ عامر سے، اُنھوں نے اپنے عم سے، اُنھوں نے ابن ابی عمیر سے اُنھوں نے ابی جمیلہ سے، اُنھوں نے جابر جعفی سے، اُنھوں نے جابر الانصاری سے روایت

کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" المهدیّ من ولدی اسمه اسمی وكنیته كنیتی اشبه النّاس بی خَلقاً وخُلقاً تكون له غیبة وحیرة تضل فیه الامم، ثمّ یقبل كالشهاب الثاقب ویملأها عدلاً وقسطاً كما ملئت ظلماً وجوراً "

(مہدیؑ میری اولاد میں سے ہوں گے، اُن کا نام وہی ہوگا جو میرا نام ہے اور اُن کی کُنیت بھی وہی ہوگی جو میری کنیت ہے، وہ سیرت وصورت میں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہوں گے۔ ان کے لیے غیبت پُرحیرت ہوگی جس سے بہت سے گروہ گمراہ ہوجائیں گے پھر وہ شہابِ ثاقب کے مانند ظہور کریں گے اور زمین کو عدل وداد سے اسطرح بھر دیں گے جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔) (اکمال الدین)

۱۴ آپکی غیبت میں آپؑ پر ایمان رکھنے والا خوش نصیب ہوگا

ابن الولید نے صفّار سے، اُنھوں نے احمد بن حسین بن سعید سے، اُنھوں نے محمد بن جمہور سے، اُنھوں نے فضالہ سے، اُنھوں نے معاویہ بن وہب سے، اُنھوں نے ابو حمزہ سے، اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" طوبیٰ لمن ادرك قائم اهل بیتی وهو یأتمّ به فی غیبته قبل قیامه ویتولّیٰ اولیاءه ویعادی اعداءه، ذاك من رفقائی وذوی مودّتی واكرم امّتی علیّ یوم القیامة "

(وہ شخص بڑا خوش نصیب ہوگا جس کو میرے اہلِ بیتؑ میں سے امام قائمؑ کا دور ملے گا اور وہ اُن کی غیبت میں قبل قیامت اُنھیں اپنا امامؑ مانے گا، اور اُن کے دوستوں کو اپنا دوست اور اُن کے دشمنوں سے عداوت رکھے گا یہی لوگ میرے رفیق، میرے اہلِ محبّت اور قیامت کے دن میرے نزدیک بہت مکرّم ہوں گے۔) (اکمال الدین)

(۱۵) خوش نصیب لوگ

عبدالواحد بن محمد نے ابو عمرو دلبجی سے، اُنھوں نے محمد بن مسعود سے، اُنھوں نے خلف بن حامد سے، اُنھوں نے سہل بن زیاد سے، اُنھوں نے اسماعیل بن مہران سے، اُنھوں نے محمد بن اسلم جبلی سے، اُنھوں نے خطاب بن مصعب سے، اُنھوں سدیر سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے، آپؑ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"خوش نصیب ہے وہ، جو میرے اہلِ بیتؑ میں سے قائمؑ کا زمانہ قبل قیامت دیکھے اور اُن کی پیروی کرے، اور ان کو اپنا امامؑ مانے، اور اُن کے قبل دیگر ائمہؑ کی امامت کا بھی قائل ہو اور اللہ کے حضور اُن کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار بھی کرے۔ ایسے لوگ میرے رفیق، اور میرے ہمنشین اور میرے نزدیک میری اُمت میں سب سے زیادہ مکرم ہوں گے۔" (اکمال الدین)

(۱۶) امامؑ شہابِ ثاقب کے مانند ظاہر ہوں گے

ابی اور ابن الولید اور ابن متوکل، سب نے سعد اور حمیری اور محمد عطار، سب سے اُنھوں نے ابن عیسیٰ و ابنِ ہاشم و برقی و ابن ابی الخطاب، سب سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے اُنھوں نے داؤد بن حصین سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اور امامؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"امام مہدیؑ میری اولاد میں سے ہوں گے، اُن کا نام میرا نام، اُن کی کنیت میری کنیت ہوگی، وہ سیرت وصورت میں مجھ سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مشابہ ہونگے اُن کی غیبت ایسی حیرت انگیز ہوگی کہ لوگ اپنے دین سے پھر جائیں گے، اس کے بعد وہ شہابِ ثاقب کے مانند ظہور کریں گے، اور زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔"

(اکمال الدین)

(۱۷) امام مہدیؑ نسلِ رسول اللہؐ سے ہونگے

ابن عبدوس نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے حمدان سے، اُنھوں نے ابن بزیع سے، اُنھوں نے صالح بن عقبہ سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"المَهدِيُّ مِن وُلدِي تكون له غيبة وحيرة تضلُّ فيها الامم يأتي بذخيرة الانبياء فيملأها عدلاً وقسطاً كما ملئت جوراً وظلماً۔"

(مہدیؑ میری اولاد میں سے ہوں گے اُن کی غیبت پُر حیرت ہوگی جسکی وجہ سے بہت سے گروہ گمراہ ہوجائیں گے، وہ انبیاءؑ کے ذخائر (و تبرکات) لیکر ظہور کریں گے اور زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دینگے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

(۱۸) غیبتِ امام مہدیؑ اللہ کا راز ہے اس میں شک کرنا کفر ہے

ابن متوکل نے اسدی سے، اُنھوں نے برمکی سے، اُنھوں نے علی بن عثمان سے اُنھوں نے محمد بن فرات سے، اُنھوں نے ثابت بن دینار سے، اُنھوں نے سعید بن جبیر سے اُنھوں نے ابن عباس سے، ابن عباس نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عليّ بن ابيطالبؑ امام امّتي وخليفتي عليهم بعدي ومن ولده القائمُ المنتظر الذي يملأُ الله عزّوجلّ به الارض عدلاً وقسطاً كما ملئت جوراً وظلماً والذي بعثني بالحقّ بشيراً انّ الثابتين على القول به في زمان غيبته لأعزّ من الكبريت الاحمر۔"

فقام اليه جابر بن عبد الله الانصاري۔ فقال: يا رسول الله و

للقائم من ولدك غيبة ؟

فقالؐ : ای و ربّی " وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ " يَا جَابِرُ! اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ من امر الله و سرٌّ من سرِّ الله مطوىٌّ عن عباده ، فايّاك و الشّكّ فی امر الله فهو كفر "

(میرے بعد میری امّت کے امام اور میرے خلیفہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں گے ، اور ان ہی کی اولاد میں سے امام قائمؑ ہوں گے جن کا لوگ انتظار کریں گے جو زمین کو عدل و داد سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اُن کی غیبت (کے زمانے) میں اُن کے قائل ہونے اور اس پر ثابت قدم رہنے والے کبریت احمر سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

یہ سنکر جابر بن عبداللہ انصاری اُٹھے اور عرض کی : یا رسول اللہؐ ! کیا آپ کی اولاد میں جو قائم ہوگا اس کے لیے غیبت ہے۔ ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا : ہاں ، میرے ربّ کی قسم تاکہ اللہ مومنین کو آزمائے اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔" اے جابر ! یہ معاملہ خدا کا معاملہ ہے اور یہ اللہ کے رازہائے سربستہ میں سے ایک پوشیدہ راز ہے ، جسے اللہ نے اپنے بندوں سے مخفی رکھا ہے۔ امر الٰہی میں ہرگز شک نہ کرنا ، یہ کفر ہے۔)

(اکمال الدین)

(۱۹) امام مہدیؑ کتابِ خدا کی طرف دعوت دیں گے

ابن عبدوس نے ابن قتیبہ سے ، اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے ، اُنھوں نے عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے ، اُنھوں نے ہشام بن سالم سے ، اُنھوں نے امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ سے ، آنجناب نے اپنے پدر بزرگوار سے ، اُن جناب نے اپنے جدؑ سے ، آنحضرتؑ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ : ا

" القائم من ولدى اسمه اسمى وكنيته كنيتى وشمائله شمائلى وسنّته سنّتى يقيم النّاس على ملّتى وشريعتى ويدعوهم الیٰ كتاب الله عزّ وجلّ من اطاعه اطاعنى ومن عصاه عصانى ومن انكره فى غيبته فقد انكرنى ومن كذّبه

فقد كذّبنى ومن صدّقه فقد صدّقنى الى الله اشكو المكذّبين لى فى امره والجاحدين لقولى فى شانه والمضلّين لامّتى عن طريقته " وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔"

(اکمال الدین)

(آنحضرتؐ نے فرمایا : امام قائم میری اولاد میں سے ہوں گے ، اُن کا نام میرا نام اور اُن کی کنیت میری کنیت ہوگی ۔ اُن کے عادات و شمائل میرے شمائل ، اُن کی سنّت ، میری سنّت ہوگی ، وہ تمام لوگوں کو میری ملّت اور میری شریعت پر جمع کریں گے اور لوگوں کو کتابِ خدا کی طرف بلائیں گے جس نے اُن کی پیروی کی اُس نے میری پیروی کی ، جس نے اُن کی نافرمانی کی ، اُس نے میری نافرمانی کی ، جس نے اُن کی غیبت سے انکار کیا ، اُس نے مجھ سے انکار کیا ، جس نے اُن کو جھٹلایا ، اُس نے مجھے جھٹلایا جس نے اُن کی تصدیق کی ، اُس نے میری تصدیق کی ، میں اللہ سے اُن لوگوں کی شکایت کروں گا جو اُن کے متعلق مجھے جھوٹا سمجھیں گے ، اُن کے لیے میرے قول کا انکار کریں گے اور میری اُمّت کو اُن کے راستے سے گمراہ کریں گے ، تو ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کونسا انقلاب اُن کو تہ و بالا کرے گا۔)

(۲۰) امام قائمؑ سے انکار رسولؐ سے انکار ہے

ہمدانی نے علی سے ، اُنھوں نے اپنے والد سے ، اُنھوں نے ابن ابی عمیر سے ، اُنھوں نے غیاث ابن ابراہیم سے ، اُنھوں نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ، آپؑ نے اپنے آباءِ کرام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" جس نے میرے فرزند امام قائمؑ سے انکار کیا ، اُس نے مجھ سے انکار کیا۔"

(اکمال الدّین)

(۲۱) امام قائمؑ کی غیبت سے انکار کرنیوالا جاہلیت کی موت مرے گا

ورّاق نے اسدی سے ، اُنھوں نے نخعی سے ، اُنھوں نے نوفلی سے ، اُنھوں نے غیاث بن ابراہیم سے ، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اُنھوں نے

اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ اَنْکَرَ القَائِمَ مِنْ وُلْدِی فِی زَمَانِ غَیْبَتِہٖ مَاتَ مِیْتَۃَ الجَاھِلِیَّۃِ ۔"

(جو میرے فرزند قائمؑ سے ان کے زمانۂ غیبت میں انکار کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔) (اکمال الدین)

(۲۲) آپ کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا

لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، انھوں نے احمد بن علی سے، انھوں نے ابن ابی دارم سے، انھوں نے علی بن عباس سے، انھوں نے محمد بن ہاشم قیسی سے انھوں نے سہل بن تمام بصری سے، انھوں نے عمران قطان سے، انھوں نے قتادہ سے انھوں نے ابونضرہ سے، انھوں نے جابر بن عبداللہ سے، جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمَھْدِیُّ یَخْرُجُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ"

(مہدیؑ آخر زمانہ میں خروج کریں گے۔)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲۳) ظہور قائمؑ کی بشارت

محمد بن اسحاق نے علی بن عباس سے، انھوں نے بکار بن احمد سے، انھوں نے حسن بن حسین سے، انھوں نے معلی بن زیاد سے، انھوں نے علا بن بشیر سے، انھوں نے ابوصدیق ناجی سے، انھوں نے ابوسعید خدری سے، ابوسعید خدری نے جناب رسول اللہؐ سے روایت کی، کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"اُبَشِّرُکُمْ بِالْمَھْدِیِّ یُبْعَثُ فِی اُمَّتِی علی اختلاف من الناس وزلزال یملأ الارض عدلاً وقسطاً کما ملئت جوراً وظلماً یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض تمام الخبر۔"

(تم کو مہدیؑ کی خوشخبری دیتا ہوں۔ وہ اس وقت ظہور کریں گے جب لوگوں میں اختلافات ہوں گے، زلزلے آئیں گے، تو وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح

بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اور اہل آسمان و اہل زمین سب کے سب ان سے خوش اور راضی ہوں گے۔) (غیبتہ طوسیؒ)

(۲۴) ظہور مہدیؑ کی بشارت بروایت ابوالحجاف

انھیں اسناد سے حسن بن حسین، عن تلید، عن ابوالحجاف۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"میں تم لوگوں کو مہدیؑ کی خوشخبری دیتا ہوں۔ (یہ جملہ آپؐ نے تین بار فرمایا)

"یہ اس وقت ظہور کریں گے جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا، شدید زلزلے آئیں گے تو وہ آکر زمین کو عدل و داد سے بھر دیں گے جبکہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ نیز اللہ تعالیٰ کے بندوں کے دلوں کو شوق عبادت اور انصاف و عدل سے بھر دیں گے۔" (غیبتہ طوسیؒ)

(۲۵) بشارت ظہور مہدیؑ بروایت ابوسعید خدری

انھیں اسناد کے ساتھ حسن بن حسین نے سفیان الجریری سے، انھوں نے عبدالمومن سے، انھوں نے حارث بن حصیرہ سے، انھوں نے عمارہ بن جوین العبدی سے، انھوں نے ابوسعید خدری سے، ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ:

"امام مہدیؑ میری عترت اور میرے اہل بیتؑ میں سے ہوں گے جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے، ان کے لیے آسمان اپنے سارے قطرے برسا دے گا اور زمین اپنے تمام دانے اُگا دے گی، وہ زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح اس کو قوم نے ظلم و جور سے بھر دیا ہوگا۔" (غیبتہ طوسیؒ)

(۲۶) بشارت ظہور مہدیؑ بروایت ابوہریرہ

محمد بن اسحاق نے علی بن عباس سے، انھوں نے بکار سے، انھوں نے مصبح سے

انھوں نے قیس سے، انھوں نے ابوحصین سے، انھوں نے ابوصالح سے، انھوں نے ابوہریرہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذالک الیوم حتیٰ یخرج رجلاً من اھل بیتی یملأ الارض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً "

(اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں میرے اہلِ بیت کا ایک مرد ظہور کرے اور زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھردے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲۷) بشارتِ ظہورِ مہدی بروایت عبداللہ ابن مسعود

انھیں اسناد کے ساتھ بکّار نے علی بن قادم سے، انھوں نے فطر سے، فطر نے عاصم سے، عاصم نے زرّ بن حبیش سے، زرّ نے عبداللہ بن مسعود سے، عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو اتنا طویل کردیگا کہ اس میں ایک مرد کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام، اور جس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا، وہ زمین کو عدل و داد سے بھردے گا جبکہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲۸) بشارتِ ظہورِ مہدی بروایت ابنِ مسعود

محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن عباس سے، انھوں نے جعفر بن محمد زہری سے، انھوں نے اسحاق بن منصور سے، انھوں نے قیس بن ربیع وغیرہ سے، انھوں نے عاصم سے، انھوں نے زرّ سے، انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے اور عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" دنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جبتک کہ میری اُمت میں میرے اہلِ بیت میں سے ایک ایسا مرد نہ آجائے جس کا نام مہدی ہو۔"

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲۹) بشارت ظہورِ مہدی بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص

لوگوں کی ایک جماعت نے بزوفری سے، انھوں نے احمد بن ادریس سے، انھوں نے ابن قتیبہ سے، انھوں نے فضل سے، انھوں نے نصر بن مزاحم سے، انھوں نے ابولہیعہ سے انھوں نے ابوقبیل سے، انھوں نے عبداللہ بن عمرو ابن العاص سے روایت ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا کہ

" فعند ذالک خروج المہدی وھو رجل من ولد ھذا۔ (واشار بیدہ الی علیّ بن ابی طالبؑ) بہ یمحق اللہ الکذب ویذھب الزمان الکلب بہ یخرج ذلّ الرقّ من اعناقکم (ثم قال) انا اول ھذہ الامۃ والمہدی اوسطھا وعیسیٰ اٰخرھا وبین ذالک تیح اعوج۔ "

(غیبتہ طوسیؒ)

(پھر اُس وقت ظہورِ مہدی ہوگا اور ان کی اولاد میں سے ہوگا (یہ کہکر آپؐ نے حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی طرف اشارہ کیا) اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے جھوٹ کو مٹا دے گا، اور زمانے کی سختی کو دور کردے گا، تمھاری گردنوں سے غلامی کا طوق اتار دے گا۔ (پھر فرمایا) میں اس امت کا اوّل ہوں اور مہدی درمیانی اور عیسیٰؑ آخری ہوں گے اور ان سب کے درمیان کجی ہی کجی رہے گی۔)

(۳۰) بشارت مہدی بروایت حضرت اُمِ سلمہؓ

محمد بن علی نے عثمان بن احمد سے، انھوں نے ابراہیم بن عبداللہ ہاشمی سے، انھوں نے ابراہیم بن ہانی سے، انھوں نے نعیم بن حماد سے، انھوں نے عقبہ بن ولید سے، انھوں نے ابوبکر بن ابومریم سے، انھوں نے فضل بن یعقوب سے، انھوں نے عبداللہ بن جعفر سے، انھوں نے ابوملیح سے، انھوں نے زیاد بن بنان سے، انھوں نے علی بن نفیل سے، انھوں نے سعید بن مسیب سے، انھوں نے اُم سلمہؓ سے۔ اُم سلمہؓ نے بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" المہدیُّ من عترتی من وُلد فاطمۃ "

(مہدیؑ میری عترت اور اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوں گے) (غیبتہ طوسیؒ)

* ایک جماعت نے تلعکبری، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے محمد بن علی سے، اُنھوں نے عثمان بن احمد سے، اُنھوں نے ابراہیم بن علاء سے، اُنھوں نے ابو ملیح سے بھی اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (غیبتہ طوسیؒ)

(۳۱) وہب بن منبّہ سے روایت ہے

احمد بن ادریس نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے مصبح سے، اُنھوں نے ابوعبدالرحمٰن سے، اُنھوں نے وہب بن منبّہ سے سُنا کہ ابنِ عبّاس نے ایک طویل حدیث میں بیان کیا: اے وہب! پھر مہدیؑ ظہور کریں گے۔ (میں نے کہا کہ کیا آپ کی اولاد میں سے؟ (اُنھوں نے کہا) نہیں بخدا میری اولاد سے نہیں، بلکہ علیؑ کی اولاد سے، پس خوشخبری ہے اس کے لیے جو اُنؑ کے زمانے میں ہو۔ اور اُن کے ذریعے سے اللہ اُمّت سے سختی دور کریگا یہانتک کہ زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ (غیبتہ طوسیؒ)

(۳۲) امام مہدیؑ اولادِ امام حسینؑ سے ہوں گے

کچھ لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے ابنِ عیسٰی سے، اُنھوں نے اہوازی سے، اُنھوں نے حسین بن علوان سے، اُنھوں نے ابوہارون عبدی سے، اُنھوں نے ابوسعید خدری سے ایک طویل حدیث بیان کی اُنھوں نے اس حدیث کو مختصراً بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا:

"اے بیٹی! ہم اہلِ بیتؑ کو سات چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو اس سے قبل کسی کو بھی نہیں دی گئیں۔ (۱) ہمارا نبی خیر الانبیاء (انبیا میں سب سے بہتر) اور تمہارا پدر ہے (۲) ہمارا وصی، خیر الاوصیاء ہے، اور وہ تمھارا شوہر ہے۔ (۳) ہمارا شہید، خیر الشہداء ہے، اور وہ تمھارے پدر کے چچا حمزہؑ ہیں۔ (۴) اور ہم ہی میں وہ بھی ہیں جن کو دو سبز پر عطا ہوئے ہیں جن سے وہ جنّت میں پرواز کرتے ہیں اور وہ تمھارے ابنِ عم جعفرؑ (طیّار) ہیں (۵-۶) اور اس اُمّت کے لیے دو سبط ہیں اور وہ تمھارے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ (۷) اور اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی

خدا نہیں ہے، ہم ہی میں اِس امّت کا مہدیؑ ہے جس کے پیچھے عیسٰیؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے (پھر آپؐ نے امام حسینؑ کے شانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔) وہ (مہدیؑ) اِن کی اولاد میں سے ہوگا۔" (یہ کلمہ آپؐ نے تین بار فرمایا۔) (غیبتہ طوسیؒ)

(۳۳) ہم اہلِ بیتؑ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے۔

احمد بن علی بندیجی نے عبداللہ بن موسٰی عبّاسی سے، اُنھوں نے موسٰی ابن سلام سے، اُنھوں نے بزنطی سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن خشّاب سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اور آپؑ نے اپنے آباءِ کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"مثل اهل بيتي مثل نجوم السماء كلما غاب نجم طلع نجم حتّىٰ اذا نجم منها طلع فرمقوه بالاعين واشرتم اليه بالاصابع اتاه ملك الموت فذهبت به ثمّ لبستم في ذالك سبتًا من دهركم واستوت بنو عبد المطّلب ولم يدرا يّ من ايّ، فعند ذالك يبدو نجمكم فاحمدوا الله واقبلوه۔"

(میرے اہلِ بیتؑ کی مثال آسمان کے ستاروں کی طرح ہے جب ایک ستارہ غروب ہوجاتا ہے تو دوسرا ستارہ طالع ہوتا ہے۔ یہانتک کہ جب اس میں سے ایک ستارہ طلوع ہوگا تو تمھاری نگاہیں اس کی طرف اٹھیں گی، اور تم انگلیوں سے اشارہ کروگے تو ایک فرشتہ آئے گا اور اُسے لیجائے گا، پھر تم لوگ ایک عرصہ دراز تک یونہی پڑے رہو گے، اور اولادِ عبدالمطّلب کی حکومت ہوگی، پھر نہ معلوم کون کون حکومت کرے گا، اس وقت پھر تمھارا وہ ستارہ ظاہر ہوگا۔ اُس وقت تم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اُسے قبول کر لینا۔

(غیبتہ نعمانی)

(۲۴) اولادِ جعفر میں سے ایک شخص امام کے ساتھ ہوگا

احمد بن ہوذہ نے نہاوندی سے عبداللہ بن حماد سے، انھوں نے اَبان بن عثمان سے روایت بیان کی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ آئے اور سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

وہ داہنی جانب بیٹھ گئے۔ پھر جعفر بن ابوطالبؑ آئے انھوں نے رسول اللہؐ کے متعلق دریافت کیا تو بتایا گیا کہ آنحضرتؐ بقیع میں تشریف رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ بقیع پہنچے سلام کیا، تو آپؐ نے اُن کو اپنے بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر عباسؓ آئے، انھوں نے بھی پوچھا کہ آنحضرتؐ کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ آپؐ بقیع میں تشریف فرما ہیں۔ وہ بقیع پہنچے۔ آنحضرتؐ کو سلام کیا تو آپؐ نے انھیں اپنے سامنے بٹھالیا۔

اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے علیؑ! بولو! کیا میں تمھیں ایک خوشخبری سنادوں، بولو! کیا میں تمھیں کوئی بات بتادوں؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے انھوں نے بتایا کہ آخری زمانے میں جو قائم ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، وہ تمھاری ذرّیت میں اولادِ حسینؑ میں سے ہوگا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! جو بھی فضل وشرف ہے وہ صرف آپؐ کی بدولت ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے حضرت جعفرؑ (طیّار) کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے جعفرؑ! کیا میں تمھیں بھی خوشخبری سنادوں؟

جعفرؑ نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: جبرئیل ابھی میرے پاس آئے تھے انھوں نے خبر دی کہ جو شخص قائمؑ کے ساتھ رہ کر اُن سے دفاع کرے گا، وہ تمھاری ذرّیت میں سے ہوگا۔ معلوم ہے کہ وہ شخص کون ہوگا۔ (اوصاف میں کیسا ہوگا)

انھوں نے عرض کیا: نہیں، یارسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا: یہ وہ ہوگا جس کا چہرہ دینار کی طرح دمکتا ہوگا اور اس کی تلوار شعلہ فشاں ہوگی۔

اس کے بعد آپؐ عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عباس! بولیے، کیا میں آپ کو وہ بات بتادوں جس کی خبر مجھے جبرئیل نے دی ہے۔؟

انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا: آپ کی ذرّیت پر ویل ہے۔ (افسوس ہے) اور جہنم کی گھاٹی کو بھی ویل کہتے ہیں

عباس نے عرض کیا: تو پھر، یارسول اللہؐ میں عورتوں (ازواج) کے پاس جانے سے اجتناب کروں۔؟

آپ نے فرمایا: اللہ کو جو کچھ کرنا تھا اُس کا فیصلہ وہ کرچکا۔

(۲۵) حضرت موسیٰؑ کو قائم آلِ محمدؐ بننے کی تمنا

ابنِ عقدہ نے علی بن حسین سے، انھوں نے محمد بن علی سے، انھوں نے ابن بزیع سے، انھوں نے عمرو بن یونس سے، انھوں نے حمزہ بن حمران سے، انھوں نے سالم اشل سے سالم اشل کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"حضرت موسیٰؑ نے اپنے سفرِ اوّل میں وہ سب کچھ دیکھا جو قائم آلِ محمدؐ کو (مرتبہ) عطا کیا جائے گا، تو انھوں نے عرض کی پروردگارا! تو مجھ ہی کو قائم آلِ محمدؐ بنادے

اُن سے کہا گیا: قائم تو احمدؐ کی ذرّیت میں سے ہوگا۔

دوسرے سفر میں پھر دیکھا، تو موسیٰؑ نے پھر وہی عرض کیا۔ اُن کو پھر وہی جواب ملا۔

تیسرے سفر میں بھی وہی دیکھا تو پھر وہی سوال کیا۔ چنانچہ اِس بار بھی انھیں وہی جواب دیا گیا۔ (غیبتِ نعمانی)

(۲۶) بنی ہاشم کی سات منتخب ہستیاں

عدّہ نے سہل سے، سہل نے محمد بن سلیمان سے، محمد نے ہیثم بن اشیم سے ہیثم نے معاویہ بن عمّار سے۔ معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "ایک دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے خوش خوش

نظر آئے۔ تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ آپؐ کی خوشی و مسرت کو دوبالا کرے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: یوں تو کوئی دن یا کوئی رات ایسی نہیں گذرتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لیے کوئی تحفہ نہ آتا ہو لیکن آج میرے پروردگار نے مجھے ایک ایسا تحفہ بھیجا ہے کہ اس سے قبل کبھی ایسا تحفہ اُس نے نہیں بھیجا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے مجھے میرے رب کا سلام پہنچایا اور کہا: اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ بنی ہاشم میں سے سات ایسے افراد کو منتخب فرما چکا ہے جن کا مثل و نظیر نہ ابتک کوئی پیدا ہوا ہے نہ آئندہ کوئی پیدا ہوگا۔ اُن میں سے اے اللہ کے رسولؐ ایک تو آپؐ ہیں جو سیّد الانبیاء ہیں۔ دوسرے، آپؐ کے وصی علی ابن ابی طالبؑ ہیں جو اوصیاء کے سردار ہیں۔ تیسرے، حسنؑ ہیں، چوتھے حسینؑ ہیں۔ یہ دونوں آپؐ کے نواسے سیّد الاسباط ہیں، پانچویں۔ حمزہؑ، جو آپؐ کے چچا ہیں۔ وہ سیّد الشہدا ہیں۔ چھٹے جعفر ہیں جو آپؐ کے ابن عم ہیں جو جنّت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کیا کرتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اور ساتویں آپؐ ہی لوگوں میں سے امام قائمؑ ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے جب وہ زمین پر آسمان سے اُتریں گے۔ یہ قائمؑ علیؑ و فاطمہؑ کی ذرّیت اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

(کافی)

(۳۷) حافظ ابو نعیم کی چہل حدیث برائے امام مہدیؑ

حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے متعلق حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ نے جو چالیس احادیث جمع کی ہیں وہ مجھے ایک جگہ دستیاب ہوئیں، میں ان احادیث کو مَن و عَن پیش کر رہا ہوں ان میں ابتدائی راویوں کے نام حذف کر دیے ہیں، صرف آخری راوی کا نام لکھ رہا ہوں جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی ہے۔

حدیث (۱) امام مہدیؑ کے متعلق چالیس احادیث ابو سعید خدری سے

ابو سعید خدریؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"یکون من امتی المہدی ان قصر عمرہ فسبع سنین والا فثمان والا فتسع یتنعم امتی فی زمانہ نعیما لم یتنعموا مثلہ قط البرّ والفاجر یرسل السماء علیہم مدرارا ولا تدخر الارض شیئا من نباتہا"

(میری امت میں ایک مہدی ہوگا جس کی عمر (وقتِ امامت) اگر کم ہوئی تو سات سال ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی۔ اُس کے عہدِ ظہور میں تم لوگوں کو اتنی نعمتیں ملیں گی جتنی اس سے

پہلے کسی نیک اور بد شخص نے کبھی نہ پائی ہوں گی، آسمان سے موسلا دھار نعمتوں کی بارش ہوگی اور زمین اپنے نباتات میں سے کچھ بچا کر نہ رکھے گی۔ سب کچھ اُگل دے گی۔)

حدیث (۲) امام مہدیؑ عترتِ نبیؐ میں سے ہوں گے

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جب زمین ظلم و جور سے پُر ہو جائے گی تو میری عترت میں سے ایک شخص ظہور و قیام کرے گا اور زمین کو عدل و قسط سے بھر دے گا اور وہ سات سال کی عمر میں عہدۂ خلافت پر فائز ہوگا۔"

حدیث (۳) امام مہدیؑ میرے اہلِ بیت میں سے ہونگے

ابو سعید خدریؓ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"دنیا کا وقت ختم نہ ہوگا تاوقتیکہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص ساری روئے زمین کا مالک بن کر تمام زمین کو عدل و داد سے نہ بھر دے گا، جیسا کہ اس سے قبل وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی گی۔ اور وہ سات سال کی عمر میں عہدۂ خلافت پر فائز ہوگا۔"

حدیث (۴) امام مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ میں سے ہونگے

ابو سعید خدری، زہری، علیؑ ابن الحسینؑ اور اُن کے پدر بزرگوار سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا:

"مہدیؑ تمہاری ہی اولاد میں سے ہوگا۔"

حدیث (۵) امام مہدیؑ امام حسنؑ و امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہونگے

علی بن ہلال نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ وقت وہ تھا جب آنحضرتؐ احتضار کے عالم میں تھے، میں نے دیکھا کہ فاطمہؑ زہرا آپؐ کے سرہانے بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں۔ روتے روتے اُنکی آواز بلند ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا:

"میری پیاری فاطمہؑ! کیوں روتی ہو؟"

اُنھوں نے عرض کیا: بابا جان! میں ڈرتی ہوں کہ آپؐ کے بعد میں برباد ہو جاؤنگی۔

آپؐ نے فرمایا: اے میری پیاری! کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ عزّوجلّ نے جب ایک مرتبہ ساری دنیا پر نظر ڈالی تو اس میں سے تمہارے بابا کو منتخب فرمالیا اور اپنی رسالت پر مبعوث فرمایا، پھر دوبارہ نظر ڈالی تو تمھارے شوہر کو منتخب فرمایا اور میری جانب وحی فرمائی کہ میں تمھارا نکاح اس سے کردوں۔

اے فاطمہؑ! ہم اہلبیتؑ کو اللہ عزّوجلّ نے سات شرف ایسے عطا فرمائے کہ ہم سے قبل کسی کو نہ دیے گئے اور نہ ہمارے بعد کسی کو دیے جائیں گے اور وہ یہ ہیں:

میں خاتم النبیینؐ اور اللہ کے نزدیک انبیاء میں سب سے زیادہ مکرّم اور مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور تمھارا بابا ہوں، اور میرا وصی خیرالاوصیاء ہے اور اللہ عزّوجلّ کے نزدیک بیحد محبوب اور وہ تمھارا شوہر بھی ہے۔ اور ہم اہلبیتؑ کا شہید خیرالشہداء ہے جو خدا کے نزدیک بیحد محبوب ہے اور وہ حمزہؑ بن عبدالمطلب تمھارے بابا کے چچا اور تمھارے شوہر کے بھی چچا ہیں۔ پھر ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں، جنکو اللہ عزّوجلّ نے دو پر عطا فرمائے ہیں کہ وہ ملائکہ کے ساتھ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے رہتے ہیں جو تمھارے بابا کے ابنِ عم ہیں اور تمھارے شوہر کے بھائی ہیں۔ اور ہم ہی میں سے اِس امت کے دو سبط ہیں، وہ دونوں بھی تمھارے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان دونوں کے بابا خدا کی قسم اُن سے بھی بہتر ہیں۔

اے فاطمہؑ! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، ان ہی دونوں کی اولاد میں سے اِس امت کا مہدیؑ بھی ہوگا جو اس وقت ظاہر ہوگا جب ساری دنیا مصائب میں گرفتار ہوگی، ہر طرف فتنے پھوٹ پڑیں گے تمام راہیں منقطع ہو جائیں گی، ایک دوسرے کو لوٹیں گے، نہ کسی بڑے کو اپنے چھوٹے پر رحم آئے گا اور نہ چھوٹا اپنے بڑے کا احترام کرے گا، اُس وقت اللہ تعالیٰ ان ہی دونوں (حسنؑ و حسینؑ) کی نسل میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو ضلالت و گمراہی کے تمام قلعوں کو فتح کرے گا، دلوں کے بند دروازوں کو کھول دے گا، اور آخری زمانے میں دین کو اس طرح قائم کرے گا، جس طرح آخری دور میں، میں نے دین کو قائم کیا ہے، اور زمین کو قسط و عدل سے وہ اس طرح بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

اے فاطمہؑ! غم نہ کرو، گریہ موقوف کرو، اللہ عزّوجلّ مجھ سے زیادہ تم پر مہربان ہے اور رحم کرنے والا ہے، اِس لیے کہ تم میری بیٹی اور پارۂ جگر ہو۔ اور اللہ نے تمھارا شوہر ایسے کو بنایا ہے جو از روئے حسب سب سے عظیم اور منصب میں سب سے

مکرّم، رعایا پر سب سے زیادہ مہربان، اُن کے ساتھ برابر انصاف کرنے والا، سب سے زیادہ معاملہ فہم ہے۔ میں نے اللہ عزّوجلّ سے دعا کی ہے کہ میرے اہلبیتؑ میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو۔"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد فاطمہ زہراؑ صرف پچھتّر دن زندہ رہیں، پھر اللہ عزّوجلّ نے انھیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا دیا۔

حدیث (۶) امام مہدیؑ حسینی نسل سے ہونگے

اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا کہ مستقبل میں کیا کچھ ہونے والا ہے، اِس کے بعد ارشاد فرمایا کہ: "اگر دنیا کی عمر صرف ایک دن باقی رہ جائے گی تو اللہ جلّ شانہٗ اُس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جسکا نام، میرا نام ہوگا۔"

یہ سنکر سلمانؓ اُٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! وہ مرد آپؐ کے کس فرزند کی نسل سے ہوگا؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ میرے اِس فرزند کی نسل سے ہوگا۔ (یہ فرما کر آپؐ نے امام حسینؑ کے اوپر اپنا دستِ مبارک رکھدیا۔)

حدیث (۷) وہ قریہ جس سے امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے

اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ ابنِ عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" یخرج المھدیّ عن قریۃ یقال لھا: کرعۃ: "

(مہدیؑ ایک قریہ (گاؤں) سے ظہور کریں گے اور اُس کا نام "کرعہ" ہوگا۔)

حدیث (۸) حضرت امام مہدیؑ کا چہرۂ انور

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"امام مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہوں گے جن کا چہرہ کوکبِ دُرّی کے مانند روشن ہوگا۔"

حدیث (۹) آپؑ کا رنگ و جسدِ اطہر

حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہوں گے جن کا رنگ عربیوں جیسا اور جسم اُن کا اسرائیلیوں کی طرح ہوگا۔ اُن کے داہنے رُخسار پر ایک تل ہوگا جو ستارے کی طرح سے چمکدار ہوگا، وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اُن کی خلافت پر تمام اہلِ زمین و آسمان اور فضا میں اُڑنے والے طائر خوش و راضی ہوں گے۔"

حدیث (۱۰) آپؑ کی پیشانی مبارک

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مہدی ہم میں سے ہوں گے، اُن کی پیشانی روشن اور کھڑی و ستواں ناک ہوگی۔"

حدیث (۱۱) بینیٔ مبارک امام مہدیؑ

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مہدی میری اُمّت میں سے ایک مرد ہوں گے اور ہم اہلِ بیت میں سے ہوں گے جن کی ناک سب سے زیادہ قوّت شامّہ رکھتی ہوگی۔"

حدیث (۱۲) خالِ رُخسارِ مبارک

ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے اور رومیوں کے درمیان چار مرتبہ جنگ بندی ہوگی۔ چوتھے دن کی

جنگ بندی اولادِ ہرقل میں سے ایک شخص کے ہاتھوں ہوگی جو سات سال تک چلے گی۔"

یہ سن کر عبد القیس میں سے ایک شخص جس کا نام مستورد بن غیلان تھا نے عرض کیا یا رسول اللہ ص! اُس وقت امامِ زمانہ کون ہوں گے؟

"آپؐ نے ارشاد فرمایا: مہدی، جو میری اولاد میں سے ہوں گے جو چالیس سال کے (جوان کی طرح) ہوں گے، اُن کا چہرہ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوگا، اُن کے داہنے رُخسار پر سیاہ تل ہوگا، دوش پر دو عدد قطری عبائیں ہوں گی ایسا معلوم ہوگا جیسے وہ کوئی مرد اسرائیلی ہے۔ وہ زمین کے سارے خزانے نکالے گا اور مشرکوں کے شہروں کو فتح کرے گا

حدیث (۱۳) دندانِ مبارک

عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ میری عترت میں سے ایک ایسے مرد کو مبعوث فرمائے گا جس کے دانت کھڑکی دار اور پیشانی بہت روشن ہوگی۔ جو زمین کو عدل سے بھر دیگا اور مال تقسیم کرے گا جو تقسیم کرنے کا حق ہے۔

حدیث (۱۴) آپ امام صالح ہونگے

ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم لوگوں کو خطاب کیا اور اس میں دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ مدینہ سے گندگی دور کرے گا جس طرح گندھک لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور اُس دن کو لوگ یوم نجات کہہ کر پکاریں گے۔"

اُمِ شریک نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس دن اہلِ عرب کہاں ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے سے ہوں گے جنھیں اُس وقت بیت المقدس جلاوطن کر دیا جائے گا، اور اُن کے امام مہدیؑ ایک مردِ صالح ہوں گے۔"

حدیث (۱۵) آپؑ کا ظہور علانیہ ہوگا

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"میری امت میں جب مہدیؑ ظہور کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کو لوگوں کے سامنے علانیہ بھیجے گا، اُمت میں نعمتوں کی فراوانی ہوگی، چوپائے بھی خوشحال ہوں گے، زمین اپنے نباتات اُگل دے گی، مال کی تقسیم صحیح و درست طریقے سے ہوگی۔" (برابر برابر)

حدیث (۱۶) آپؑ کے سر پر اَبر کا سایہ ہوگا

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"یخرج المہدی وعلی راسہ غمامۃ فیھا منادینادی ھٰذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ۔"
"جب مہدیؑ ظہور کریں گے تو اُن کے سر پر ایک ابر سایہ فگن ہوگا جس میں سے ایک ندا دینے والا کہے گا کہ یہ مہدیؑ خلیفۂ خدا ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔"

حدیث (۱۷) آپؑ کے سر پر فرشتہ سایہ فگن ہوگا

"یخرج المہدی وعلی راسہ مَلَكٌ ینادی ھٰذا المہدی فاتبعوہ۔"
"جب مہدیؑ ظہور کریں گے تو اُن کے سر پر ایک فرشتہ سایہ فگن ہوگا اور وہ آواز دیتا ہوا چلے گا کہ یہ مہدیؑ ہیں، تم لوگ اِن کا اتباع کرو۔"

حدیث (۱۸) اُمت کو مہدیؑ کی بشارت

اپنے اسناد کے ساتھ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! میں تمہیں مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ

اُسے میری اُمت میں اُس وقت بھیجے گا جب لوگوں میں اختلافات رونما ہوں گے اور زلزلے آئیں گے تو وہ آکر زمین کو عدل و قسط سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی اور اہلِ آسمان و زمین سب اس سے راضی اور خوشنود ہوں گے، وہ مال کو صحاح کے ساتھ تقسیم کرے گا۔
کسی نے دریافت کیا: صحاح کا کیا مطلب ہے؟
آپ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگوں میں مال کو مساویانہ تقسیم کرے گا۔"

حدیث (۱۹) آپؑ کا اسمِ گرامی

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جبتک میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد ساری دنیا پر حکومت نہ کرے۔ جس کا نام میرا نام ہوگا، وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔"

حدیث (۲۰) آپؑ کی کنیت

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی میں ایک مرد کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام، جس کا خلق میرا خُلق ہوگا اور اُس کی کنیت ابو عبداللہ ہوگی۔"

حدیث (۲۱) آپؑ کا اسمِ گرامی

ابنِ عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"دنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جبتک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد کو نہ بھیجے گا جس کا نام، میرا نام، جس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا۔ وہ دنیا کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔"

حدیث (۲۲) آپؑ کا عدل و انصاف

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"زمین ظلم وجور سے یقیناً بھر جائے گی، تو پھر میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد ایسا آئے گا جو اُس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔"

حدیث (۲۳) آپؑ کا خُلق

زرّ نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد ظہور کرے گا جس کا نام میرا، اور اس کا خلق میرا خلق ہوگا، وہ زمین کو قسط و عدل سے بھر دے گا۔"

حدیث (۲۴) آپؑ کی عطا و بخشش

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"زمانے کے انقطاع اور فتنوں کے برپا ہوجانے کے بعد ایک مرد آئے گا جس کا نام مہدیؑ ہوگا، اُس کی عطا و بخشش بہت خوشگوار ہوگی۔"

حدیث (۲۵) آپؑ کا علم سنّتِ نبیؐ

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد ظہور کرے گا جو میری سنّت پر عمل کرے گا، اُس کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان سے برکتیں نازل کرے گا، اور زمین اپنی برکتیں نکالے گی۔ وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جسطرح وہ ظلم وجور سے پُر ہوگی وہ سات سال تک اس امت پر حکمرانی کرے گا اور بیت المقدس میں نزول فرمائے گا۔"

حدیث (۲۶) آپؑ کا پرچم اور ظہور

ثوبان سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنْ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيَّ"

(جب تم لوگ دیکھو کہ سیاہ عَلَم خراسان کی طرف سے آرہے ہیں تو فوراً اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھ جانا خواہ تمہیں برف کے اوپر چل کر ہی جانا پڑے اس لیے کہ اس میں خلیفۂ خدا "امام" مہدی ہوں گے۔)

حدیث (۲۷) مشرق سے ظہور

عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی ہاشم میں سے ایک جوان آپؐ کے پاس آیا۔ جب آنحضرتؐ نے اُسے دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چہرے کا رنگ متغیّر ہوگیا۔

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے چہرۂ انور کو کیا ہوگیا اسقدر کیوں متغیّر نظر آنے لگا۔؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم اہلِ بیت کے لیے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو منتخب فرمایا ہے۔ میرے بعد میرے اہلِ بیت مصائب میں گرفتار ہوں گے، اُن کو گھروں سے نکال دیا جائے گا، جلا وطن کر دیا جائے گا۔ یہانتک کہ ایک قوم مشرق سے آئے گی جن کے پرچم سیاہ ہوں گے اور وہ حق طلب کریں گے، انھیں حق نہ دیا جائے گا تو وہ جنگ کریں گے اور وہ فتحیاب ہوجائیں گے تو مجبوراً انھیں اُن کا حق دیا جائے گا مگر وہ اُسے قبول نہ کریں گے۔ تو یہ معاملہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد کے سپرد کر دیا جائے گا، اور وہ دنیا کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ تم میں سے جس کو بھی اُس کا عہد مل جائے، اُس پر لازم ہے کہ اُس کے پاس پہنچے خواہ اُسے برف پر چل کر جانا پڑے۔

حدیث (۲۸) آپؑ کا ظہور اور قوتِ اسلام کا عود

حذیفہ یمانی سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ:

" مجھے اِس امت کے جابروں اور ظالموں پر بڑا افسوس ہے کہ وہ کس کس طرح لوگوں کو قتل کریں گے اور کیسے کیسے لوگوں کو خوف زدہ کریں گے، بس اُنھیں بخشیں گے جو اُن کی جی حضوری کریں گے۔ اس لیے مومن و متقی زبان سے اُنکے ساتھ بنائے رکھے گا، مگر دل سے اُن سے کنارہ کش رہے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسلام اپنی بھرپور قوت کے ساتھ عود کر آئے گا تو وہ تمام جباروں اور ظالموں کو تہ تیغ کرا دے گا اور یقیناً وہ قادرِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے، پھر وہ برباد شدہ امت کی اصلاح کر دے گا۔"

" پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! اگر اِس دنیا کی عمر کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ جس میں میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد دنیا پر حکومت کرے گا اور ظالموں کا قتل اُس کے ہاتھوں سے شروع ہوگا، اسلام آشکار ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے اُس کے خلاف نہیں کرے گا، وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔"

حدیث (۲۹) عہدِ مہدیؑ میں نعمتوں کی فراوانی

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" یتنعم امتی فی زمن المهدی (علیه السلام) نعمة لم یتنعموا قبلها قط: یرسل السماء علیهم مدرارًا ولا تدع الارض شیئًا من نباتها الا اخرجته۔"

(عہدِ مہدیؑ میں میری امت کو اتنی نعمتیں ملیں گی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ملی ہوں گی آسمان سے موسلادھار بارش ہوگی اور زمین اپنی نباتات کو بغیر اُگائے ہوئے نہ چھوڑے گی۔")

حدیث (۳۰) امام مہدیؑ بھی سردارِ جناں ہیں

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" نحن بنو عبد المطلب سادات اهل الجنة انا واخی علیّ وعمی حمزة وجعفر والحسن والحسین والمهدیؑ۔"

(ہم بنی عبد المطلب سردارانِ اہلِ جنت ہیں یعنی میں اور میرے بھائی علیؑ اور میرے چچا حمزہ و حسنؑ و حسینؑ اور (امام) مہدی ع۔)

حدیث (۳۱) امام مہدیؑ کی حکومت یقینی ہے

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لو لم یبق من الدنیا الا لیلة لملك فیها رجل من اهل بیتی"

(اگر دنیا کی عمر میں ایک شب بھی باقی رہ جائے گی تو اسی میں میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد حکومت کرے گا۔)

حدیث (۳۲) امام مہدیؑ کی خلافت

ثوبان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" یقتل عند کنزکم ثلاثة کلهم ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد منهم ثم تجیٔ الرایات السود فیقتلونهم قتلًا لم یقتله قوم ثم یجیٔ خلیفة الله المهدی فاذا سمعتم به فائتوه فبایعوه فانه خلیفة الله المهدی۔"

(تمھارے خزانے کے قریب تین آدمی قتل کر دیے جائیں گے وہ سب کے سب خلیفہ کی اولاد ہوں گے اُن میں سے کسی کو وہ خزانہ نہیں ملے گا۔ پھر سیاہ جھنڈے آئیں گے اور لوگوں کو اسقدر قتل کریں گے کہ اس سے قبل کوئی قوم اتنی قتل نہ ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد خلیفۃ اللہ مہدیؑ ظہور فرمائیں گے۔ جب تم لوگ اُنکے ظہور کی خبر سنو تو اُن کے پاس جا کر اُن کی بیعت کرنا، کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ مہدی ہوں گے۔)

حدیث (۳۳) امام مہدی کی بیعت لازم ہے

ثوبان سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب مشرق کی جانب سے کچھ لوگ چند سیاہ جھنڈے لیکر آئیں گے اُن کے دل مثل فولاد کے ہوں گے۔ جب تم لوگ اُن کی آمد کی خبر سنو تو فوراً اُن کے پاس پہنچ کر اُن کی بیعت کر لینا خواہ تمھیں برف پر ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔"

حدیث (۳۴) امام مہدی لوگوں کے دلوں کو جوڑ دیں گے

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ کیا مہدیؑ ہم آل محمدؐ میں سے ہوں گے یا ہمارے غیروں میں سے؟

" آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ وہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعے سے دین کو اختتام تک پہنچائے گا جس طرح اُس نے ہم سے ہی دین کو شروع کرایا تھا، اور ہمارے ہی ذریعے سے دنیا کے سارے فتنہ وفساد کو دور کرادیگا اور جس طرح اُس نے ہمارے ذریعے سے شرک کو دور کیا تھا اسی طرح لوگوں سے فتنہ وفساد کو دور کرکے اُن کے دلوں کو جوڑ دے گا، اور سب کو ایکدوسرے کا بھائی بنادیگا، جس طرح شرک کو دور کرکے اُس نے ہر ایک کو باہم دگر دینی بھائی بنادیا ہے۔"

حدیث (۳۵) امام مہدی کے بعد زندگی بدمزا ہوگی

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر دنیا کی زندگی میں صرف ایک شب باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُس شب کو اسقدر طولانی کردیگا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک مرد دنیا پر حکومت کرے گا جس کا نام میرا نام، اور جس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا۔ وہ دنیا کو قسط وعدل سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح وظلم وجور سے بھری ہوتی ہوگی اور لوگوں میں مال ودولت مساویانہ تقسیم کرے گا اور اللہ تعالیٰ اُس امت کی ہر فرد کے دل کو غنی بنادیگا مگر وہ سات یا نو سال حکومت کرے گا، اور امام مہدی کے بعد زندگی بدمزا ہو جائیگی۔"

حدیث (۳۶) آپ کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوگا

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لاتقوم الساعة حتّٰی یملكُ رجلٌ من اهل بیتی یفتح القسطنطنیة وجبل الدَّیلم ولولم یبق الا یومٍ واحد لطوّل اللّٰه ذالك الیوم حتّٰی یفتحها "

(قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جبتک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک مرد حکومت نہ کرلے اور اُسی کے ہاتھوں قسطنطنیہ اور جبل دیلم فتح ہوگا۔ اور اگر دنیا کی عمر کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا طویل کردے گا کہ وہ اس میں قسطنطنیہ کو فتح کرلے۔)

حدیث (۳۷) ظہورِ مہدیؑ ظالم بادشاہوں کے بعد ہوگا

قیس بن جابر نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے جد سے اور انھوں نے جناب رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

" سَیَکُونُ بَعدِی خُلفاء وَمن بعدِ الخُلَفَاءِ اُمراء ومن بعدِ الامراء ملوك جبابرة ثم یَخرُجُ رَجُلٌ من اهلِ بیتی یملأ الارض عدلًا کما مُلِئَت جورًا "

(عنقریب میرے بعد خلفاء کا دور ہوگا، پھر امراء کا، اور پھر ظالم بادشاہوں کی حکومت ہوگی، پھر میرے اہل بیت میں سے ایک مرد خروج کرے گا جو دنیا کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

حدیث (۳۸) مہدیؑ کے مقتدی عیسیٰؑ ہوں گے

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" مِنَّا الَّذی یُصلّی عیسیٰؑ ابن مریمؑ خلفه "

(ہم ہی میں سے وہ شخص بھی ہوگا جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے)

حدیث (۳۹) حضرت عیسٰیؑ سے آپکی گفتگو

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

" یَنزِلُ عیسیٰؑ بن مریمؑ فَیقُولُ اَمِیرھُم المھدیؑ : تَعَالَ صَلِّ بِنا فَیقُولُ : اَلَا اِنّ بَعضَکُم عَلیٰ بَعضٍ اُمَرَآءُ تکرمۃ مِنَ اللہ عزّوجلّ لِھٰذہِ الاُمّۃ "

(جب حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ ہوں گے تو امام مہدیؑ کہیں گے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، اس پر حضرت عیسٰیؑ جواب دیں گے، ایک کے اوپر ایک امیر ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ شرف اِس امت کو حاصل ہے۔)

حدیث (۴۰) امام مہدیؑ کے متعلق رسول اللہؐ کا ارشاد

ابو جعفر منصور نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے جد سے، اُنھوں نے عبداللہ ابن عبّاس سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" لَن تَھلِکَ اُمّۃٌ اَنَا فِی اَوّلِھا و عیسیٰؑ بن مریمؑ فِی اٰخرھا وَ المھدیؑ فِی اوسطھا "

(وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے شروع میں، میں ہوں اور آخر میں عیسٰیؑ بن مریمؑ ہوں اور اس کے درمیان (اوسط میں) مہدیؑ ہوں۔)

۳۸ کتاب "کفایۃ الطالب" میں امام مہدیؑ کیلئے چند ابواب

شیخ ابو عبداللہ محمّد بن یوسف بن محمّد شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب "فی مناقب علیؑ بن ابی طالبؑ" کے مقدمے میں تحریر کیا ہے کہ میں نے یہ کتاب روایاتِ شیعہ سے ہٹ کر مرتب کی ہے تاکہ دلیلیں اور مستحکم و مضبوط ہو جائیں۔

اس کے بعد انھوں نے حالاتِ امام مہدی علیہ السّلام میں مختلف ابواب تحریر کیے ہیں: جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

پہلا باب : ظہورِ مہدیؑ

زِرّ نے عبداللہ سے روایت کی ہے، اُنھوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" لَا تَذھَبُ الدّنیا حتّیٰ تَملِکَ العَرب رَجُلٌ مِنْ اَھلِ بَیتی یواطیُٔ اسمہٗ اسمی" اَخرجہ ابو

(دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جبتک کہ میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک ایسا مرد دنیائے عرب پر حکومت نہ کرے جس کا نام میرا نام ہوگا۔)

- ابو داؤد نے بھی اپنی کتاب "السنن" میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔
- حضرت علی علیہ السّلام نے حضرت نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

" اگر دنیا کی عمر میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اُس ایک ہی دن میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے مرد کو بھیجے گا جو میرے اہلِ بیتؑ میں سے ہوگا اور زمین کو عدل و داد سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔" (سنن ابی داؤد)

- حافظ ابراہیم بن محمّد ازہری مریغینی دمشقی نے اور حافظ محمّد بن عبدالواحد مقدسی بجامع جبل القاسیون میں کہا، ابوالفتح نصر بن عبدالجامع ابن عبدالرحمٰن فامی ہراتی نے اور محمّد بن عبداللہ بن محمود طائی نے اور عیسیٰ بن شعیب بن اسحٰق سجزی نے اور ابوالحسن علی بن بشری سجزی نے اور حافظ ابوالحسن محمّد بن حسین بن ابراہیم بن عاصم آبری نے بھی کتاب مناقب شافعی میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے (مناقب شافعی)
- کنجی شافعی لکھتے ہیں کہ ترمذی نے بھی اپنی کتاب "جامعہ" میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے مگر اس میں یہ نہیں لکھا ہے کہ " اُن کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا "
- سُنن ابی داؤد میں بھی بس اتنا ہی ہے کہ " اُن کا نام، میرا نام ہوگا " آگے کچھ نہیں ہے۔

دوسرا باب : مہدیؑ عترتِ رسولؐ خصوصًا اولادِ فاطمہؑ سے ہونگے

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ کی

خدمت میں حاضر تھے کہ دورانِ گفتگو حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر آ گیا، تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

"اَلمَهدِیُّ مِن عِترَتِی مِن وُلدِ فَاطِمَةَ"

(مہدیؑ میری عترت میں اولادِ فاطمہؑ سے ہوں گے)

——— (سنن ابن ماجہ)

- نیز حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ اور حضرت علی علیہ السلام دونوں سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اَلمَهدِیُّ مِنَّا اَهلَ البَیتِ یُصلِحُهُ اللهُ فِی لَیلَةٍ"

(مہدیؑ ہم اہلِ بیتؑ میں سے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اُن کے لیے سب کچھ درست فرما دے گا۔) ——— (سنن ابی داؤد)

تیسرا باب: امام مہدیؑ سردارانِ اہلِ جنّت میں سے ہونگے

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نَحنُ وُلدُ عبدالمطّلبؑ سادات اهل الجنّة اَنا وحمزةؑ و علیؑ وجعفرؑ والحسنؑ والحسینؑ و المهدیؑ۔"

(ہم اولادِ عبدالمطّلبؑ سردارانِ اہلِ جنّت ہیں۔ یعنی، میںؐ اور حمزہؑ وجعفرؑ وحسنؑ وحسینؑ اور مہدیؑ۔) ——— (سنن ابن ماجہ)

چوتھا باب: امام مہدیؑ کی بیعت کا حکم

ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:[1]

"یُقتَلُ عِندَ کَنزِکُم ثَلَاثَةٌ کُلُّهُم ابن خلیفة ثُمَّ لَا یَصِیرُ اِلیٰ وَاحِدٍ مِنهُم ثُمَّ تَطلُعُ الرَّایَاتُ السُّودُ مِن قبل المشرق فیَقتُلُونَکُم قَتلًا لَم یُقتَلهُ قَومٌ

(ثُمَّ ذَکَرَ شَیئًا لا احفظه) قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فَاِذَا رَاَیتُمُوهُ فَبَایِعُوهُ وَلَو حَبوًا عَلَی الثَّلجِ فَاِنَّهُ خلیفة الله المهدیؑ۔"

[1] سنن ابن ماجہ

(تمھارے خزانے کے نزدیک تین آدمی قتل کر دیے جائیں گے اور وہ سب خلیفہ کی اولاد ہوں گے اور یہ حکومت ان میں سے کسی ایک کو نہ ملے گی، پھر مشرق کی جانب سے چند سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ اُن لوگوں کو قتل کریں گے، وہ ایسا قتلِ عام ہوگا کہ کوئی قوم اس طرح قتل نہ ہوتی ہوگی۔"

اس کے بعد آنحضرتؐ نے کچھ اور بھی فرمایا تھا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ پھر فرمایا:

"جب تم لوگ ان کو دیکھنا تو بڑھ کر اُن کی بیعت کر لینا، خواہ برف پر بیٹھ کر ہی کیوں نہ ہو۔"

(سننِ ابنِ ماجہ)

پانچواں باب: اہلِ مشرق نصرتِ امام مہدیؑ کرینگے

عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یَخرُجُ اُنَاسٌ مِنَ المَشرِقِ فَیُوَطِّئُونَ لِلمَهدِیِّ یعنی سلطانه"

(مشرق سے لوگ خروج کریں گے (آئیں گے) اور وہ مہدیؑ کی سلطنت کو مستحکم کریں گے۔)

یہ حدیث حسن و صحیح ہے، ثقہ راویوں نے اس کی روایت کی ہے۔

از حافظ ابوعبداللہ بن ماجہ قزوینی (سنن ابن ماجہ)

- علقمہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب ہم لوگ حضرت رسول اللہؐ کی خدمت میں موجود تھے تو بنی ہاشم میں سے ایک جوان پر آنحضرتؐ کی نظر پڑی تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چہرۂ پُرنور کا رنگ متغیّر ہوگیا تو ہم میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کہ آپؐ کا چہرۂ منوّر کچھ متغیّر سا ہو رہا ہے؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"ہم اہلِ بیتؑ کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو منتخب فرمایا ہے۔ اور میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ بلاؤں میں گرفتار رہیں گے، انھیں آوارہ وطن کیا جائے گا، شہر بدر کیا جائے گا، یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب ایک قوم مشرق سے آئے گی جن کے جھنڈے سیاہ ہوں گے وہ کچھ مال و دولت کا سوال کریں گے لیکن اُن کو نہیں دیا جائے گا تو وہ جنگ کریں گے اور فتحیاب ہوں گے تو جو کچھ وہ مانگ رہے تھے یعنی جس کے وہ حاجتمند تھے وہ دیا جائے گا مگر وہ قبول نہ کریں گے

یہانتک کہ وہ معاملہ ہم اہلِ بیت کے ایک مرد کے حوالے کردیا جائے گا اور وہ دنیا کو عدل و داد سے اسی طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی. لہٰذا تم لوگوں میں سے جس کو اس کا زمانہ مل جائے تو وہ فوراً اُس کے پاس پہنچے خواہ اس کو برف کے اوپر چل کر ہی کیوں نہ جانا پڑے ۔)

• ابنِ اعثم کوفی نے کتاب الفتوح میں امیرالمومنین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" ویحاً للطّالقان فانَّ اللہ عزّ وجلَّ بہا کنوزاً لیست من ذھبٍ و لا فضّۃٍ و لکن بہا رجالٌ مومنون عرفوا اللہ حقّ معرفتہٗ وھم ایضاً انصار المہدیؑ فی آخر الزّمان "

(" کتابِ الفتوح " ابنِ اعثم کوفی)

(ہائے طالقان جس میں اللہ عزّ وجلّ کے بہت سے خزانے ودیعت ہیں جو سونے اور چاندی کے نہیں، بلکہ بہت سے مومن اشخاص ہیں جو اللہ عزّ وجلّ کی معرفت (ایسی) رکھتے ہیں جیسا کہ معرفتِ خدا کا حق ہے اور یہی لوگ آخری زمانے میں (امام) مہدیؑ کے انصار ہوں گے ۔)

چھٹا باب : بعدِ ظہور مدّتِ حکومت

ابوسعید خدری سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ہمیں خدشہ تھا ہمارے نبیؐ کے بعد کوئی نہ کوئی حادثہ رونما ہوگا، تو ہم لوگوں نے نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" اِنّ فی امّتی المہدیُّ یخرج یعیش خمساً اَو سبعاً اَو تسعاً "

(یقیناً، میری اُمّت میں ایک مہدیؑ ظہور کرے گا جو پانچ سال یا سات سال یا نو سال زندہ رہے گا ۔)

" فیجیُٔ الیہ الرّجلُ فیقولُ : یامہدیُّ اَعطنی : قال : فیحثی لہ فی ثوبہ مااستطاع اَن یّحملہ "

(اُنکے دور میں جب کوئی شخص آکر کہے گا کہ اے مہدیؑ! مجھے کچھ دیجیے، تو وہ اُس کی چادر میں اتنا ڈالدیگا جتنا سائل لیجا سکے گا ۔) حافظ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے[1] ابوسعید کے علاوہ

[1] اس حدیث کے راوی اور بھی ہیں جنھوں نے اس کی روایت کی ہے

• نیز ابوسعید خدری سے یہ بھی روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا
" میری اُمّت میں ایک مہدیؑ ظہور کریگا جو کم از کم سات سال ورنہ نو سال حکومت کرے گا اور وہ میری اُمّت کو اتنی نعمتیں دیگا کہ اس سے پہلے اتنی نعمتیں کبھی اُن کو نہ ملی ہوں گی ۔ زمین اپنے سارے خزانے اُگل دے گی کچھ بچاکر نہ رکھے گی ۔ مال و دولت کے ڈھیرے اوپر تلے لدے پھندے ہوں گے جیسے غلّے کے کھلیان ۔ جب کوئی شخص آکر کہے گا کہ اے مہدیؑ! ہمیں بھی کچھ عطا کیجیے تو آپؑ کہیں گے کہ جتنا چاہو اس ڈھیر میں سے لیجاؤ ۔"

• حضرت اُمِّ سلمہ سے روایت ہے کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت آپس میں اختلاف ہوگا تو اہلِ مدینہ میں سے ایک مرد دوڑتا ہوا مکّہ پہنچے گا تو اہلِ مکّہ اُس کے گرد جمع ہوجائیں گے ۔ وہ لوگ رُکن و مقام کے درمیان اُس کے خروج کی تائید میں اُس کی بیعت کریں گے ۔ پھر اُس کے مقابلے کیلئے ایک فوج بھیجی جائے گی جو مکّہ و مدینہ کے درمیان صحرا کی ریتی میں دھنس جائے گی ۔ جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سردار آکر اُس کی بیعت کریں گے ۔ پھر وہ لوگوں میں مال و دولت تقسیم کرے گا ۔ وہ سنّتِ رسولؐ پر عامل ہوگا ۔ وہ سات سال تک حکومت کریگا اس کے بعد وہ انتقال کرجائے گا اور تمام مسلمان اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے ۔

• ابوداؤد کا قول ہے کہ بعض لوگوں نے ہشام سے روایت کی ہے کہ (بعدِ ظہور) آپؑ نو سال زندہ رہیں گے ۔ ابوداؤد نے یہ بھی کہا ہے کہ معاذ کے علاوہ دوسروں نے بھی ہشام سے روایت کی ہے کہ وہ نو سال زندہ رہیں گے ۔ (یعنی حافظ ترمذی اور ابنِ ماجہ قزوینی وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے ۔)

ساتواں باب : امام مہدیؑ کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" کیفَ اَنتمُ اِذا نزلَ ابنِ مریمَ فیکم وَ اِمامکمُ منکمُ "

(تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے درمیان عیسیٰ ابنِ مریم نزول کریں گے اور تمہارا امام (مہدیؑ) تم لوگوں کے درمیان ہوگا ۔؟)

یہ حدیث حسن اور صحیح ہے ۔ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے ۔

قال: هٰذا حديث حسن صحيح اخرجه مسلم في صحيحه فان كان الحديث المتقدم قد اول فهٰذا لا يمكن تاويله لانه صريح فان عيسىٰ يقدم امير المسلمين وهو يومئذ المهدي فعلىٰ هٰذا بطل تاويل من قال: معنى قوله وامامكم منكم اى يؤمكم بكتابكم۔

"یہ حدیث حسن اور صحیح ہے" اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں رقم کیا ہے اگر اس سے پہلی حدیث کی تاویل بھی کیجائے تو اس حدیث کی تو کوئی تاویل ہی ممکن نہیں، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ خود امیر المسلمین کو نماز کے لیے آگے بڑھائیں گے۔ اور اس وقت امیر المسلمین امام مہدی ہوں گے۔ اس بنا پر یہ تاویل بالکل باطل ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ "تمہارا امام تم ہیں سے ہوگا یعنی تمہاری کتاب کے ساتھ تم پر امامت کرے گا۔

مصنف کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ ان احادیث کے صحیح ہونے کی صورت میں کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اُن کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد کریں گے اور وہی دجّال کو قتل کریں گے۔ اور جس طرح نماز میں امامت کا مرتبہ معلوم ہے اسی طرح جہاد میں بھی سردار کا مرتبہ سپاہیوں سے افضل ہوتا ہے۔ اور یہ وہ احادیث ہیں جن کے تمام سلسلۂ اسناد ثابت ہیں اور جس طرح اہلِ سنّت کے نزدیک یہ حدیثیں صحیح ہیں اسی طرح شیعوں نے ان احادیث کی مسلسل روایت کی ہے اور اسی کا نام تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس لیے کہ شیعوں اور سنّیوں کے علاوہ دوسرے فرقوں کے اقوال اعتبار سے ساقط ہیں، مردود ہیں، اور ناقابلِ توجّہ ہیں۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ ان احادیث پر جمیع اہلِ اسلام کا اجماع و اتّفاق ہے۔ اور اس اجماع کے ثابت ہونے اور اس حدیث کے صحیح ہونے کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز اور جہاد میں افضل کون ہے؟ امام افضل ہے یا ماموم، امیرِ لشکر یا سپاہی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اور امام دونوں قابلِ اقتدا ہیں۔ مگر جب نبی اور امام دونوں ہی ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو نبی کے لیے امام قابلِ اقتدا ہوگا، اور ایسی صورت میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی ملامت جائز نہیں۔ اس لیے کہ دونوں معصوم ہیں اور دونوں سے فعلِ قبیح صادر نہیں ہو سکتا۔ دونوں چاپلوسی، ریاکاری یا نفاق سے بالکل بری ہیں کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ان دونوں سے خلافِ شریعت کوئی عمل صادر ہو یا خلافِ خدا و رسولؐ کوئی کام ہو۔

امامت کے شرائط

شریعت محمدیہ میں وارد ہوا ہے کہ امام ماموم سے افضل ہوتا ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"قوم میں نماز کی امامت وہ کرے جس کی قرأت سب سے اچھی ہو، اور اگر دو آدمی قرأت میں بالکل برابر ہوں تو دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں علم کس کا زیادہ ہے اور اگر علم میں بھی دونوں برابر ہوں تو یہ دیکھا جائے کہ دونوں میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے اگر دونوں برابر کے فقیہ ہیں تو یہ دیکھا جائے کہ ہجرت میں مقدم کون ہے، اگر اس میں بھی دونوں برابر ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں زیادہ خوبصورت کون ہے"۔

اس حدیث کے پیشِ نظر اگر امام کو یہ علم ہوتا کہ عیسیٰؑ مجھ سے افضل ہیں تو خود اُن کے لیے جائز نہ تھا کہ انھیں آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ اس لیے کہ شریعت کا حکم یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مرتبے پر فائز کیا ہے کہ اُن سے فعلِ مکروہ بھی سرزد نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح اگر حضرت عیسیٰؑ کو معلوم تھا کہ میں امام مہدی سے افضل ہوں تو اُن کے لیے بھی یہ جائز نہ تھا کہ اُن کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی ریاکاری، نفاق، چاپلوسی اور خوشامد وغیرہ سے پاک رکھا ہے۔ لہٰذا جب یہ بات امام کے نزدیک محقق ہوگئی کہ ان کا علم عیسیٰؑ سے زیادہ ہے تو اُن کے لیے جائز ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ پر اپنے کو مقدم کریں، اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰؑ کو یہ علم تھا کہ امامؑ کا علم اُن سے زیادہ ہے تو انھوں نے امامؑ کو آگے بڑھایا اور خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نماز میں اُن کے لیے امامؑ کی اقتدا جائز نہ تھی۔

اب رہ گیا جہاد، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دیتا ہے اس کے سامنے بڑھ کر اپنی جان نثار کرتا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو کسی کے لیے یہ درست نہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یا کسی غیر کے سامنے بڑھ کر اپنی جان نثار کرے۔ اس کے جواز پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلیل ہے؟

"إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"

(سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۱)

(تحقیق، اللہ نے مومنین سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے کیونکہ اُن کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں

یہ اُس کے ذمّے سچا وعدہ ہے توراۃ میں، انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ سے زیادہ وعدے کا وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ پس خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اُس کے ساتھ کرلیا۔ اور وہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔)

اور چونکہ امام نائبِ رسولؐ ہے اس کی امت میں اور حضرت عیسیٰؑ کے لیے یہ جائز نہیں کہ رسولؐ پر خود کو مقدم کریں۔ اسیطرح وہ نائبِ رسولؐ پر بھی خود کو مقدم نہیں کر سکتے۔

اس قول کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی نے ایک طویل حدیث نزولِ عیسیٰؑ کے متعلق پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"اُمِّ شریک بنت ابی العکر نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اُس وقت عرب والے کہاں ہونگے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ بہت تھوڑے سے ہونگے ان کو جلا وطن کرکے بیت المقدس بھیجدیا جائیگا اور اُن کا امام اُن کو صبح کی نماز اپنی امامت میں پڑھانے کیلئے بڑھے گا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونگے۔ یہ دیکھ کر امام اُن کی طرف بڑھے گا اور چاہے گا کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو حضرت عیسیٰؑ امام مہدیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ آپ آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔"

اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے اس کا ذکر ابن ماجہ نے کیا ہے اور ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم لوگوں سے خطاب فرمایا: اس کا خلاصہ مندرجہ حدیث جو اوپر مذکور ہوئی موجود ہے۔

آٹھواں باب: حلیۂ مبارک

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المهدی منّی اجلی الجبهة اقنی الانف یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یملك سبع سنین"

((امام) مہدیؑ مجھ سے ہوں گے جن کی پیشانی روشن اور اُبھری ہوئی ہوگی اور ناک کھڑی اور ستواں ہوگی، وہ زمین کو عدل و قسط سے اسیطرح بھر دینگے جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اُن کی حکومت سات سال رہے گی۔)

• وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ حافظ ابوداؤد نے اس کو اپنے صحیح میں درج کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے حافظ و محدثین نے بھی اس کو نقل کیا ہے جیسے طبرانی وغیرہ

• نیز ابن شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب "الفردوس" کے اندر باب الف ولام میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"المهدی طاووس اهل الجنة"

(مہدیؑ طاوسِ اہلِ جنت ہیں۔)

نواں باب: امام مہدیؑ اولادِ امام حسینؑ سے ہونگے

ابو ہارون عبدی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ابوسعید خدری کے پاس گیا اور عرض کیا کہ: کیا آپ جنگِ بدر میں شریک تھے؟

اُنھوں نے کہا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: پھر آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فضائل حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کے سُنے ہیں کیا مجھ سے بیان نہیں کریں گے؟

اُنھوں نے کہا: ہاں سنو!

"ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ ایسے بیمار ہوئے کہ بہت کمزوری اور نقاہت آگئی۔ جناب فاطمہ زہراؑ آپؐ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں، میں وہیں پر آنحضرتؐ کے داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہ زہراؑ نے آنحضرتؐ میں اتنا ضعف دیکھا تو گریہ فرمانے لگیں آپ کے آنسوؤں کے قطرات ڈھلک کر رُخسار تک آگئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیوں روتی ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے تباہی کا ڈر ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے فاطمہؑ! کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک نظر زمین پر ڈالی تو اس میں سے تمھارے بابا کو منتخب فرمایا اور نبی بنا کر مبعوث فرمایا، پھر دوسری نظر زمین پر ڈالی تو تمھارے شوہر کو منتخب فرمایا اور میری طرف وحی فرمائی تو میں نے تمھارا نکاح اُس سے کردیا اور انھیں اپنا وصی بنایا۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر یہ خاص لطف و کرم ہے کہ اُس نے تمھاری تزویج ایسے شخص سے کی ہے جو علم و حلم و سِلم میں سب سے زیادہ ہے۔"

یہ سنکر فاطمہؑ زہرا خوش ہوگئیں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کو جو فضائل و شرائف عطا فرمائے ہیں انھیں مزید بیان کریں۔ تو آنحضرتؐ نے

ارشاد فرمایا: سنو !

" یا فاطمة ولعلیّ ثمانیة اَضراسٌ یعنی مَناقِب اِیمان باللّٰہِ وَ رسولہٗ وحِکمتہٗ وَ زوجتہ وسبطاہ الحسَن والحسَین و اَمرہ بالمعروفِ ونَہیہ عن المنکر یافاطمة ! اِنّا اَھل بیت اُعطینا ستّ خصالٍ لم یعطھا احدٌ مِنَ الاوّلین ولا یدرکھا احدٌ مِّنَ الاٰخرِین غیرنا نبیّنا خیرُ الانبیاءِ وھو اَبوکِ ووَصیّنا خیرُ الاَوصیاءِ وھو بَعلُکِ وشھیدنا خیرالشّھداء وھو حمزة عمّ اَبیکِ ومِنّا سِبطا ھٰذہِ الاُمّة وھما ابناکِ ومنّا مھدیُّ الاُمّة الّذی یصلّی عیسٰی خلفہ "

ثمّ ضرب علیٰ منکب الحسَین فقال :

"۔ مِن ھٰذا مھدیُّ الاُمّة ۔"

(اے فاطمہؑ ! علیؑ میں آٹھ فضائل ومناقب ہیں۔ اللہ پر ایمان، اُس کے رسولؐ پر ایمان، حکمت، تم سے ان کا نکاح، حسنؑ وحسینؑ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اے فاطمہؑ ! اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو چھ خصوصیات عطا فرمائی ہیں کہ یہ خصوصیات نہ اولین میں سے کسی اور کو ملیں اور نہ آخرین میں سے کسی کو عطا فرمائے گا۔ (وہ یہ ہیں) ہمارا نبی' خیرالانبیاء (انبیاء میں سب سے بہتر) ہے اور وہ تمہارے بابا ہیں، ہمارا وصی' خیرالاوصیاء ہے، اور تمہارے شوہر ہیں اور ہمارا شہید' خیرالشہداء ہے' اور وہ تمہارے بابا کے چچا حمزہؑ ہیں، ہم میں سے اس اُمت کے دو سبط ہیں اور وہ تمہارے دونوں فرزند ہیں، اور ہم ہی میں سے امت کے مہدیؑ ہیں جن کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔

پھر آپؐ نے امام حسینؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

" مہدیؑ اسی کی اولاد میں سے ہوں گے۔"

• (دارقطنی صاحبِ کتاب "جرح وتعدیل" نے اس حدیث کو انھیں الفاظ میں پیش کیا ہے۔)

دسواں باب: مہدیؑ کا جود وکرم

اپنے اسناد کے ساتھ ابی نضرہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ

ہم لوگ جابر ابن عبداللہ انصاری کے پاس تھے۔

اُنھوں نے کہا: اندازہ ہے کہ اہلِ عراق کے پاس بطورِ خراج نہ ایک من غلّہ آئے گا نہ درہم

ہم نے عرض کیا: کہاں سے نہیں آئے گا۔ ؟

اُنھوں نے کہا: عجم کی طرف سے کیونکہ وہ لوگ خراج دینے سے انکار کریں گے۔

پھر کہا: اور اندازہ ہے کہ اہلِ شام کو بھی بطورِ خراج نہ ایک مُدغلّہ ملے گا، نہ ایک دینار

ہم نے پوچھا: یہ کہاں سے نہیں آئے گا۔ ؟

آپ نے فرمایا: ملک روم سے۔

یہ کہہ کر آپ خاموش ہوگئے۔

پھر فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" یَکُونُ فِی اٰخِرِ اُمّتِی خَلِیفَةٌ یَحثِی المَال حَیثًا لَایَعُدّہٗ عَدًّا "

(آخر زمانے میں میری امت کے اندر ایک خلیفہ ہوگا جس کے پاس بیشمار دولت و مال ہوگا اور بہت داد و دہش کرے گا۔")

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء ریانی سے پوچھا، کیا اس سے مراد عمر ابن عبدالعزیز ہے۔ ؟

اُنھوں نے کہا: نہیں۔

یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔ حافظ مسلم نے اپنی صحیح میں یہ روایت اپنے اسناد کے ساتھ پیش کی ہے۔

• اور ابونضرہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" مِن خُلَفَائکم خلیفةٌ یحثو المال حیثًا لایعدہ عدًّا "

(تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا بھی ہوگا جو بیشمار مال و دولت لوگوں کو بخشے گا۔)

یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے۔ حافظ مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا ہے۔

• اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اُبَشِّرُکم بالمَھدِیِّ یُبعثُ فی اُمّتی علیٰ اختلافٍ مِنَ النّاسِ وزَلازِلَ یَملأُ الارضَ قِسطًا وّعدلاً کما مُلِئَت جورًا وّظلمًا یرضیٰ عنہ ساکن السّماءِ وساکن الارض یقسم المال صحاحًا : فقال رجلٌ :

ما صحاحًا ؟ قال: بالسَّوِيَّةِ بين النَّاس، ويملأُ اللهُ قلوبَ
أمّة محمّد صلى الله عليه وآله غنًا ويسعهم عدله حتّى يأمر مناديًا
ينادي يقول: مَن لَهُ في المالِ حاجةٍ؟ فما يقوم مِنَ النّاسِ إلّا
رجلٌ واحدٌ فيقول: أنا. فيقول: ائتِ السّدّانَ يعني الخازنَ
فقل له: إنّ المهديّ يأمرك أن تعطيني مالًا فيقول له: احثُ
حتّى إذا جعله في حجره وأبرزه ندم فيقول: كنتُ أجشعَ أمّة
محمّدٍ نفسًا أعجز عمّا وسعهم فيردّه، ولا يقبل منه فيقال
له: إنّا لا نأخذ شيئًا أعطيناه فيكون لذلك سبعَ سنين
أو تسعَ سنين ثمّ لا خيرَ في العيشِ بعده أو قال: ثمّ لا خيرَ
في الحياة بعده ۔"

(میں تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں کہ جب لوگوں میں اختلاف بیحد بڑھ جائے گا اور زلزلے آئیں گے تو وہ میری امت میں بھیجا جائے گا اور وہ آکر زمین کو قسط وعدل سے اسیطرح بھر دے گا جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، اہلِ آسمان اور اہلِ زمین سب اس سے راضی وخوش ہوں گے۔ وہ مال کو صحاحًا تقسیم کرے گا؛ ایک شخص نے پوچھا صحاحًا کا کیا مطلب ہے ؟
تو فرمایا: برابر برابر اور مساویانہ لوگوں میں تقسیم کرے گا اور امت محمدیہ کے دلوں کو غنی بنادے گا اور عدل قائم کرے گا، یہانتک کہ منادی کو حکم ہوگا کہ آواز دو، کیا کوئی ہے جس کو مال ودولت کی ضرورت ہو؟ تو اُس میں سے کوئی نہ اُٹھے گا صرف ایک آدمی اُٹھے گا اور کہے گا، ہاں میں ہوں۔ تو حکم ہوگا کہ خزانچی کو بلاؤ اور اس سے کہدو کہ (امام) مہدی نے حکم دیا ہے کہ اس کو کچھ دے دو، اور خزانچی جب اس کے دامن میں سونے کی ڈلیاں (ٹکڑے) لاکر ڈال دے گا تو وہ کہے گا کہ میں امت محمدیہ میں سب سے زیادہ لالچی اور سب سے زیادہ مفلس تھا، مگر اب میرا دل غنی ہے (مجھے ضرورت نہیں ہے۔) یہ کہکر واپس کرے گا تو اُس سے کہاجائے گا کہ ہم لوگ جو کچھ کسی کو عطا کرتے ہیں وہ پھر واپس نہیں لیتے۔ پس اسی طرح مہدی سات، آٹھ یا نو سال تک زندہ رہیں گے اور اس کے بعد زندگی کا لطف ہی جاتا رہے گا۔ ان کے بعد حیات میں کوئی مزا نہ رہے گا۔)

وہ کہتے ہیں کہ حدیث صحیح وحسن اور ثابت ہے۔ اس کو شیخ اہلِ حدیث نے اپنی مسند میں رقم کیا ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ جو حدیث صحیح مسلم میں مجمل ہے وہ مسند احمد بن حنبل میں مفصل ہے۔

• نیز اپنے اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"زمانے کے آخر واختتام پر اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ایک مرد جس کا نام مہدی ہوگا اُس کی عطا وبخشش بہت خوشگوار ہوگی۔"

مصنف کہتے ہیں کہ یہ حدیث بھی حسن ہے۔ حافظ ابونعیم نے اس کو تحریر کیا ہے۔

گیارہواں باب: اس خیال کی تردید کہ مہدی ہی مسیح ابن مریم علیہما السلام ہیں

اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا امام مہدی ہم آلِ محمدؐ میں سے ہوں گے یا غیر آلِ محمدؐ میں سے ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لا، بل منّا يختم الله به الدّين كما فتح بنا وبنا ينقذون من الفتنة كما أنقذوا من الشّرك وبنا يؤلّف الله بين قلوبهم بعد عداوة الفتنة كما ألّف بين قلوبهم بعد عداوة الشّرك وبنا يصبحون بعد عداوة الفتنة إخوانًا كما أصبحوا بعد عداوة الشّرك إخوانًا في دينهم ۔"

(نہیں، بلکہ وہ ہم میں سے ہوں گے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دین کو اختتام تک پہنچائے گا جس طرح اُس نے ہمارے ذریعے سے دین کا افتتاح کیا ہے ہم ہی لوگوں کے ذریعے سے وہ فتنوں کو مٹائے گا جس طرح اس نے ہمارے ذریعے سے شرک کو مٹایا ہے، ہم ہی لوگوں کے ذریعے سے عداوتِ فتنہ کے بعد دلوں کو جوڑدیگا اور بھائی بھائی بنادے گا جسطرح اس عداوتِ شرک کے بعد ہمارے ذریعے سے دلوں کو جوڑا تھا اور وہ دینی بھائی بن گئے تھے۔)

• مصنف کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے عالی ہے۔ اس کی روایت بہت سے حافظینِ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں کی ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اپنی کتاب المعجم الاوسط میں اور حافظ ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں اور عبدالرحمٰن نے اپنی کتاب عوالی میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

• جابر ابنِ عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم المھدی : تعال صلِّ بنا فیقول الا انّ بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ تعالیٰ ھذہ الامۃ"

(جب عیسیٰ ابنِ مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر مہدی اُن سے کہے گا آئیے ہم لوگوں کو آپ نماز پڑھائیں۔ تو عیسیٰ کہیں گے کہ ایک امیر کے اوپر دوسرا بھی امیر ہوا کرتا ہے اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا اِس امت پر خاص کرم ہے۔)

• یہ حدیث صحیح وحسن ہے اس کی روایت حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مُسند میں کی ہے اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب عوالی میں کی ہے۔ اور یہ نصوص اس امر کی دلیل ہیں کہ امام مہدی عیسیٰ کے علاوہ کوئی اور ہیں۔

• اور یہ خیال کہ عیسیٰ ابنِ مریم ہی مہدی ہیں کوئی دوسرا نہیں۔ اس کا دار ومدار علی بن محمد بن خالد جندی (راوی) پر ہے جو فوج میں موذن تھا۔ اس کے متعلق شافعی مطلبی کہتے ہیں کہ اس راوی سے حدیث میں تساہل واقع ہوا کرتا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام مہدی کے متعلق بہت سے راویوں نے بہت سی روایات نقل کی ہیں جو حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ: " مہدی کی حکومت سات سال تک رہے گی، وہ زمین کو عدل وقسط سے بھر دیں گے۔ جب وہ ظہور کریں گے تو اُن کے ساتھ حضرت عیسیٰ ہوں گے اور بابِ لُد پر ارضِ فلسطین میں دجّال کے قتل میں وہ امام مہدی کی مدد کریں گے۔ امام مہدی اس اُمت کو نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔" جس کا قصّہ طویل ہے جس کو شافعی نے اپنی کتاب "الرسالہ" میں تحریر کیا ہے اور یہی ہمارے لیے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔ اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اگر کوئی راوی تساہل میں مشہور ہو تو اس کی روایت ناقابلِ قبول ہے۔

بارھواں باب : ابنِ عبّاس سے یہ روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لن تھلک اُمۃ انا فی اوّلھا وعیسیٰ فی اٰخرھا والمھدیؑ فی وسطھا"

(وہ اُمت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اوّل میں، میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ہوں اور وسط میں مہدی ہوں۔)

اس روایت پر ایک نظر:

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اس روایت کو حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب "عوالی" میں، اور احمد بن حنبل نے اپنی مُسند میں نقل کیا ہے۔

مگر آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ عیسیٰ آخر میں ہوں گے، اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ امام مہدی کے بعد عیسیٰ باقی رہیں گے۔ اس کی: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے ایک حدیث میں (جو اس سے قبل تحریر کی جا چکی ہے) یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مہدی کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں، اور حیات میں کوئی مزا نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب امام مہدی، امام آخر الزمان ہیں اور اُن کے بعد کوئی امام نہ ہوگا، جیسا کہ ائمہؑ حدیث کی کئی روایت میں مذکور ہے۔ تو یہ ناممکن ہے کہ خلقِ خدا بغیر امام کے باقی رہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ امام مہدی کے بعد عیسیٰ ابنِ مریم امامِ امت ہوں گے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ کہنا ہرگز جائز نہیں، اس لیے کہ آنحضرتؐ نے صریحاً ارشاد فرمایا ہے: لاخیر بعدہ (اس کے (مہدی کے) بعد کوئی خیر نہیں۔ تو جب حضرت عیسیٰؑ کسی قوم میں موجود ہوں، اُس کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ اس قوم میں کوئی خیر نہیں۔

اور یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی کے نائب بن کر رہیں گے، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ کا منصب اس سے بالاتر ہے۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ مستقل اپنی اُمت بنالیں گے۔ جیسا کہ عوام کا خیال ہے کہ امتِ محمدیہ منتقل ہو کر اُمتِ عیسوی میں ضم ہو جائے گی۔ یہ کہنا کفر ہے۔ یہ تو ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کے اس ارشاد کو درستی پر محمول کیا جائے، اور وہ اس طرح کہ ملتِ اسلام کی طرف پہلے داعی آنحضرتؐ درمیانی اور وسطی داعی امام مہدی ہوں گے اور آخری داعی حضرت عیسیٰ ہوں گے۔ میرے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں ــ اور ممکن ہے یہ معنی بھی ہوں کہ مہدی اس امت کے اوسط ہیں یعنی "خیر" ہیں۔ اس لیے کہ وہ امام ہیں پھر ان کے بعد عیسیٰ کا نزول ہوگا جو اُن کے مصدّق اور معین ومددگار بنیں گے اور اُمت پر یہ واضح کردیں گے کہ امام مہدی نے جس امر کا دعویٰ کیا ہے وہ صحیح ہے۔ اور اس طرح حضرت عیسیٰ آخری مصدّق قرار پائیں گے۔

تیرھواں باب : کنیت اور رسول اللہؐ سے مشابہت

حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَو لَم يَبقَ مِنَ الدُّنيا اِلَّا يَوم واحِد لَبَعَثَ اللهُ رَجُلاً اِسْمُهُ اِسْمِي وَخُلقُهُ خُلُقِي يُكنّي ابا عبدالله۔"

(اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اُس ایک ہی دن میں اللہ تعالیٰ ایک مرد کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام جس کا خُلق میرا خلق اور جس کی کنیت ابو عبداللہ ہوگی)

یہ حدیث حسن ہے اور امام مہدی کا خُلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق ہوگا۔ یہ بہترین اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ آپ کفار سے اللہ کے دین کا انتقام لیں گے جس طرح رسول اللہ نے کفار سے اللہ کے دین کا بدلہ لیا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ" (سورۃ القلم آیت ۴)

(بیشک تم خُلقِ عظیم پر فائز ہو)

چودھواں باب: وہ قریہ جس میں آپ کا ظہور ہوگا

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَخْرُجُ المَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا "كرعه""

(مہدی جس قریہ (بستی) سے ظہور کریں گے اُس کا نام کرعہ ہوگا۔)

اس حدیث کو حسن کہا ہے اس کو ابوالشیخ اصفہانی نے اپنی کتاب "عوالی" میں تحریر کیا ہے۔

پندرہواں باب: مہدی پر ابر سایہ فگن ہوگا

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَخْرُجُ المَهْدِيُّ وَعَلٰى رَأْسِهِ غَمَامَةٌ فِيهَا مُنَادٍ يُنَادِي: هٰذَا المَهْدِيُّ خَلِيفَةُ الله۔"

(جب مہدی ظہور کریں گے تو اُن کے سر پر ابر سایہ فگن ہوگا، اس ابر میں سے ایک مُنادی ندا دیگا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں۔)

"یہ حدیث حسن ہے"

سولہواں باب: فرشتہ آپ کے ساتھ ہوگا

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَخْرُجُ المَهْدِيُّ وَعَلٰى رَأْسِهِ مَلَكٌ يُنَادِي اِنَّ هٰذَا المَهْدِيُّ فَاتَّبِعُوهُ"

(جب (امام) مہدی ظہور کریں گے تو اُن کے سر پر ایک فرشتہ یہ اعلان کرتا ہوا چلے گا کہ یہ (امام) مہدی ہیں اِن کی پیروی کرو۔)

یہ حدیث حسن ہے اس کو بہت سے حفاظ نے نقل کیا ہے جیسے ابونعیم اور طبرانی وغیرہ نے۔

سترہواں باب: صفتِ امام مہدی

حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المَهْدِيُّ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِي لَوْنُهُ لَوْنُ عَرَبِيٍّ وَجِسْمُهُ جِسْمُ اِسْرَائِيلِيٍّ عَلٰى خَدِّهِ الْاَيْمَنِ خَالٌ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً يَرْضٰى بِخِلَافَتِهِ اَهْلُ الْاَرْضِ وَاَهْلُ السَّمَاءِ وَالطَّيْرُ فِي الْجَوِّ۔"

(مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہوں گے، اُن کا رنگ اہلِ عرب جیسا اور جسم اسرائیلیوں جیسا ہوگا، اُن کے داہنے رخسار پر ایک تل ہوگا جو کوکبِ دری کی مانند چمکتا ہوگا، اور وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ تمام اہلِ آسمان اور اہلِ زمین یہانتک کہ فضا میں پرواز کرنے والے طائران کی خلافت راضی وخوشنود ہوں گے۔)

یہ حدیث حسن ہے راویوں کے جمِ غفیر نے اس کی روایت کی ہے۔

اٹھارہواں باب: رخسار پر تل اور فتح مدائن وغیرہ

ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الرُّومِ اَرْبَعُ هُدَنٍ فِي يَوْمِ الرَّابِعَةِ عَلٰى يَدِي رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ هِرَقْلَ يَدُومُ سَبْعَ سِنِينَ"

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ يُقَالُ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ بْنُ غَيْلَانَ:

یا رسول اللہ ! مَنْ اِمَامُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ: المَهْدِيُّ مِنْ وُلْدِي ابْنِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً كَاَنَّ وَجْهَهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ فِي خَدِّهِ الْاَيْمَنِ خَالٌ اَسْوَدُ عَلَيْهِ عَبَاءَتَانِ قطوانيتان كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ بَنِي اِسْرَائِيْلَ يستخرج الكنوز و يفتح مدائن الشرك ۔"

(تمہارے اور روم کے مابین چار مرتبہ جنگ بندی ہوگی، چوتھے دن (چوتھی مرتبہ) کی جنگ بندی اہلِ ہرقل میں سے ایک مرد کے ہاتھوں ہوگی، جو سات سال زندہ رہے گا۔

یہ سن کر عبدالقیس میں سے ایک شخص نے جس کا نام مستورد بن غیلان ہوگا سوال کیا: یا رسول اللہؐ! اُس وقت لوگوں کا امام کون ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: "مہدی" جو چالیس سالہ (جوان) معلوم ہوں گے اور وہ میری اولاد میں سے ہوں گے، اُن کا چہرہ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوگا، اُن کے داہنے رخسار پر ایک سیاہ رنگ کا تِل ہوگا، اُن کے دوش پر دو عدد قطوانی عبائیں ہونگی ایسا معلوم ہوگا جیسے بنی اسرائیل کے مردوں میں سے کوئی مرد ہے۔ وہ زمین سے سارے خزانے اگلوالے گا، شرک کے تمام شہروں کو فتح کرے گا۔)

(یہ روایت طبرانی نے اپنی کتاب "معجم اکبر" میں تحریر کی ہے۔)

انیسواں باب: دندانِ مبارک

عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَيَبْعَثَنَّ اللهُ مِنْ عِتْرَتِي رَجُلًا افرق الثنايا اجلى الجبهة يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا وَيُفِيضُ المَالَ فَيْضًا :"

(میری عترت میں سے اللہ تعالیٰ ضرور ایک مرد کو بھیجے گا جس کے دندان کھڑکی دار ہونگے جس کی پیشانی بلند اور روشن ہوگی، وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا، مال و دولت کی اتنی بخشش کرے گا جو بخشش کرنے کا حق ہے۔)

(حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب "عوالی" میں اس روایت کو رقم کیا ہے۔)

بیسواں باب: فتحِ قسطنطنیہ

ابوہریرہ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا

"لَا يَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يَفْتَحُ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَجَبَلَ الدَّيْلَمِ وَلَوْ لَمْ يَبْقَ اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَفْتَحَهَا۔"

(قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی جبتک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص برسرِ اقتدار آکر قسطنطنیہ اور جبلِ دیلم کو فتح نہ کرلے؛ اور اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو بالضرور اللہ تعالیٰ اُس دن کو اتنا طویل بنادے گا کہ وہ ان سب کو فتح کرلے۔)

حافظ ابونعیم نے یہ روایت تحریر کی ہے اور کہا ہے کہ بلاشک وہی امام مہدی ہوں گے۔

اکیسواں باب: خروجِ مہدیؑ

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سَيَكُوْنُ بَعْدِي خُلَفَاءُ وَمِنْ بَعْدِ الْخُلَفَاءِ اُمَرَاءُ وَمِنْ بَعْدِ الْاُمَرَاءِ مُلُوْكٌ جَبَابِرَةٌ ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا۔"

(عنقریب میرے بعد کچھ خلفاء ہوں گے، پھر اُن خلفاء کے بعد امراء ہوں گے اور امراء کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے، اس کے بعد میرے اہلِ بیت میں سے (امام) مہدی ظہور کریں گے جو زمین کو قسط و عدل سے اسطرح بھر دیں گے جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوتی ہوگی۔)

(حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب "فوائد" میں اور طبرانی نے "معجم اکبر" میں اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔)

بائیسواں باب: مہدیؑ امامِ صالح ہونگے

اپنے اسناد کے ساتھ ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے ہم لوگوں

کو خطاب فرمایا اور اس میں دجال کا ذکر کیا، پھر یہ بھی فرمایا :
" مدینہ سے تمام خباثتیں اور گندگیاں نکال دی جائیں گی جسطرح گندھک فولاد سے میل نکال دیتی ہے اور اُس دن کو یوم خلاص و نجات کہا جائے گا "
اُمّ شریک نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ ! اُس دن اہل عرب کہاں ہوں گے ۔ ؟
(آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ اس وقت تھوڑے سے ہوں گے، انھیں شہر بدر کر کے بیت المقدس بھیجدیا جائے گا اور اُن کے امام مہدیؑ ہوں گے جو ایک مردِ صالح ہوں گے ۔
(یعنی) " قالؐ: ھم یومئذٍ قلیل وجلّھم ببیت المقدس وامامھم المھدیؑ رجل صالح ")
• یہ حدیث حسن ہے حافظ ابونعیم اصفہانی نے اس کی روایت کی ہے

تئیسواں باب : فراوانیٔ نعمت

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
" تتنعم اُمتي في زمن المهديؑ نعمة لم يتنعموا مثلها قط يرسل السماء عليهم مدرارا ولا تدع الارض شيئا من نباتها الا اخرجته ۔ "
(امام) مہدیؑ کی حکومت کے زمانے میں میری اُمت کو اسقدر نعمتیں ملیں گی کہ اس سے قبل ایسی نعمتیں کبھی اُن کو نہ ملی ہوں گی، آسمان سے موسلا دھار بارش ہوگی، زمین اپنی نباتات کے تمام خزانے اُگل دی گی ۔)
(اس حدیث کا متن حسن ہے ۔ ابو القاسم طبرانی نے اس کو روایت کو اپنی کتاب " معجم الاکبر " میں تحریر کیا ہے ۔)

چوبیسواں باب : امام مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں

اپنے اسناد کے ساتھ ثوبان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
" يُقتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة لا يصير الى واحد منهم ثم تجيء الرايات السود فيقتلونهم قتلا لم يقتله قوم

ثم يجيء خليفة الله المهدي فاذا سمعتم به فأتوه فبايعوه فانه خليفة الله المهدي "
(تم لوگوں کے خزانے کے پاس تین آدمی قتل ہوں گے اور وہ تینوں خلیفہ کی اولاد ہوں گے تینوں میں سے کسی ایک کو بھی وہ (خزانہ) ہاتھ نہ آئے گا ۔ پھر کچھ سیاہ جھنڈے (والے) آئیں گے اور وہ اُن کو اتنا قتل کریں گے کہ کوئی قوم اتنی قتل نہ ہوئی ہوگی، پھر خلیفۃ اللہ (امام) مہدیؑ آئیں گے ۔ جب تم لوگ ان کے ظہور کی خبر سنو تو فوراً اُن کے پاس پہنچ جانا اور اُن کی بیعت کر لینا کیونکہ وہی خلیفۃ اللہ مہدیؑ ہوں گے)
(اس حدیث کا متن حسن ہے ۔)

پچیسواں باب : حیات و بقائے مہدیؑ پر دلائل

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا غیبت سے لیکر ابتک زندہ و باقی رہنا خارج از امکان امر محال نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ جو اولیاء اللہ ہیں وہ ابتک باقی ہیں ۔ نیز دجّال اور ابلیس لعین جو دشمنانِ خدا میں سے ہیں وہ بھی ابتک باقی ہیں اور ان سب کی بقاء کتاب و سنّت سے ثابت ہے اور تمام مسلمانوں کا ان سب کی بقاء پر اتفاق ہے ۔ بس اُنھیں انکار ہے تو صرف امام مہدیؑ کی بقاء کے امکان سے ۔ (یعنی وہ لوگ صرف امام مہدیؑ کی حیات و زندہ رہنے کے منکر ہیں ۔) ان لوگوں کے انکار کی دو وجوہات ہیں ۔ ایک مدتِ طویل اور دوسرے یہ کہ وہ سرداب میں ہیں اور کوئی ایسا شخص نہیں جو اُن کے کھانے پینے وغیرہ کا انتظام کرتا ہو، اس لیے یہ محالِ عادی ہے ۔
مؤلفِ کتاب محمّد بن یوسف بن محمّد گنجی کہتے ہیں کہ اب میں اس کا جواب شروع کرتا ہوں ۔
پہلی دلیل جو مدّتِ طویل کی ہے تو حضرت عیسیٰؑ بھی اس سے زیادہ طویل مدّت سے ابتک باقی ہیں ۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے :
" وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته "
(اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایک شخص بھی باقی نہ رہے گا جو (حضرت عیسیٰؑ) کی موت سے قبل اُن پر (عیسیٰؑ پر) ایمان نہ لائے) (سورۃ النساء آیت ۱۵۹)
اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اُس وقت سے لیکر ابتک یہ صورت پیش نہیں آئی، مگر اس کا ہونا آخر زمانہ میں لازمی ہے ۔

دوسری دلیل (حیات وبقائے عیسیٰؑ کی) سنت، مسلم نے اپنی صحیح میں نواس بن سمعان سے قصۂ دجّال کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

" پھر دمشق کی شرقی جانب مہرودتین کے درمیان سفید مینارہ کے پاس حضرت عیسیٰؑ اس شان سے نزول فرمائیں گے کہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔"

نیز ایک اور حدیث جو اس سے قبل گذر چکی ہے کہ: آنحضرتؐ نے فرمایا:

" اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم میں ابنِ مریمؑ نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم لوگوں میں سے ہوگا۔"

اور حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کے بارے میں ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ

" حضرت خضرؑ و حضرت الیاسؑ دونوں زندہ ہیں اور روئے زمین کی سیر کیا کرتے ہیں۔"

نیز مسلم نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے اُن کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دجّال کے متعلق ایک طویل حدیث کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ

" دجّال آئے گا اور چونکہ اس پر مدینہ کے اندر کسی راستے سے بھی داخل ہونا حرام ہے اس لیے وہ مدینہ کے باہر اس سے متّصل کسی مقام پر قیام کرے گا، تو اُس کے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جو بہترین آدمی ہوگا، وہ اُس سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجّالؑ ہے جس کے متعلق رسول اللہؐ کی حدیث ہے۔

دجّال لوگوں سے کہے گا: کیا خیال ہے، اگر میں اِس شخص کو قتل کرکے پھر زندہ کردوں؟ تو پھر بھی تمھیں میری حکومت (اس امر) میں شک رہے گا۔؟

لوگ کہیں گے: نہیں۔

پھر دجّال اُس شخص کو قتل کرکے پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ شخص جب دوبارہ زندہ ہوگا تو کہے گا۔ واللہ، ابتک میں نے تجھے اتنا نہیں پہچانا تھا جتنا اب پہچان لیا ہے۔

یہ جواب سن کر دجّال پھر اُس شخص کو قتل کرنا چاہے گا، مگر اب اُس پر قابو نہ پاسکے گا۔"

- ابو اسحاق ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے نیز یہ کہا ہے کہ مسلم نے یہ حدیث ان ہی الفاظ میں اپنی صحیح میں درج کی ہے۔
- اب اس بات کی دلیل کہ دجّالؑ ابھی تک باقی اور زندہ ہے۔ تو اس کی تصدیق کے لیے تمیم داری اور جسّاسہ کی حدیث موجود ہے۔ اور وہ حدیث کہ دابّۃ الارض جوان لوگوں سے کلام کرے گا صحیح ہے۔ مسلم نے بھی اپنی صحیح میں درج کی ہے اور کہا ہے کہ اس سے صریحاً ثابت ہے کہ دجّالؑ باقی و زندہ ہے۔

ابلیس کے باقی رہنے کی تصدیق میں قرآن مجید کی یہ آیات موجود ہیں:

" قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ "

(سورۃ الحجر آیت ۳۶-۳۷)

(ابلیس نے) کہا: میرے پروردگار! مجھے اُس دن تک کیلئے مہلت دیدے جب یہ اُٹھائے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: بیشک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے۔)

اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ اور باقی رہنا بھی کتاب و سنّت دونوں سے ثابت ہے۔ کتاب سے اس طرح کہ سعید بن جبیر نے اس آیت کی تفسیر میں:

" لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ "

(سورۃ التوبہ آیت ۳۳)

(تاکہ اُسے ہر دین پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گذرے)

کہا ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام ہیں جو اولادِ فاطمہؑ سے ہوں گے۔

" اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔"

ان دونوں مذکورہ اقوال میں بھی کوئی منافات نہیں، اس لیے کہ اس سے قبل احادیث میں گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، امام مہدیؑ کے مساعد و مددگار رہیں گے۔

اور مقاتل بن سلیمان اور اُن کی پیروی کرنے والے مفسّرین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (سورۃ الزخرف آیت ۶۱) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مہدیؑ ہیں جو آخرِ زمانہ میں ظہور کریں گے اور اُن کے ظہور کے بعد قیامِ ساعت ہوگی۔ اور اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

اور طولِ زمان کے بارے میں نص اور معنی موجود ہیں۔

نص یہ ہے کہ گذشتہ احادیث سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں تین اشخاص کا وجود لازمی ہے (یعنی امام مہدیؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دجّالؑ) اور ان میں سوائے امام مہدیؑ کے کسی اور کی پیروی کا حکم نہیں ہے اس لیے کہ یہ امامِ اُمت ہوں گے آخر زمانہ میں، اور حضرت عیسیٰؑ اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے جیسا کہ کتبِ صحاح میں موجود ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ اُن کے دعوے کی تصدیق کریں گے۔ تیسرا، دجّال لعین ہے اور روایات سے یہ ثابت ہے کہ وہ زندہ ہے۔

اور معنی کی حیثیت سے دیکھیے تو ان تینوں کی بقاء دو حال سے خالی نہیں ہے دیکھنا یہ ہے کہ ان کو باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے یا نہیں۔ اور کوئی بات اللہ تعالیٰ

کی قدرت سے باہر ہونا محال ہے۔ اس لیے کہ جب کچھ نہ تو اس نے پیدا کر دیا اور پھر اُن کو فنا بھی کر دیگا اور فنا کے بعد انھیں دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا، تو پھر بجائے فنا کرنے کے اُن کو باقی رکھنا کیوں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ ان کا باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے، تو یہ ان دو حال سے خالی نہیں۔ یعنی۔ یا تو اُن کی بقاء کا اختیار اُمّت کو دیدیا گیا ہے، یا یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ اوّل الذکر غلط ہے یعنی اختیار اُمّت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ صحیح ہو تو پھر ہر شخص دوسرے کی بقاء کے بجائے اپنی اور اپنی آل و اولاد کی بقاء کو اختیار کرے گا۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اختیار ہم لوگوں کو حاصل نہیں ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہے باقی رکھے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان تینوں اشخاص کی بقاء صرف اللہ کے اختیار میں ہے تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یہ کہ اُن کا باقی رکھنا کسی سبب کی بناء پر ہوگا یا بلا سبب وہ جسے چاہے باقی رکھے لیکن بلا سبب باقی رکھنا حکمت کے خلاف ہے، اور اللہ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو کسی نہ کسی سبب سے باقی رکھا ہے اور اب ہم ان میں سے ہر ایک کے باقی رکھنے کا سبب بیان کرتے ہیں۔

سبب بقائے حضرت عیسیٰؑ:

قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہے کہ:

"وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ" (سورۃ النساء آیت ۱۵۹)

اور جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اب تک یہ صورت پیدا نہیں ہوئی (یعنی آیت اپنے مصداق سے خالی ہے جبکہ آیت کا مصداق ضروری ہے) لہٰذا لازمی ہے کہ آخر زمانہ میں ہر ایک اُنکی موت سے پہلے اُن پر ایمان لائے۔

سبب بقائے دجّالؑ:

لیکن دجّال لعین، جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ خبر دی، کہ "تم لوگوں میں ایک کانا دجّال خروج کرے گا، اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے اور وہ اُسے لیکر چلے گا" وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اُس وقت سے اب تک کسی دجّال نے خروج نہیں کیا لہٰذا ضروری اور لازمی ہے کہ آخری زمانے میں وہ خروج کرے گا۔

سبب بقائے امام مہدیؑ:

اور حضرت امام مہدیؑ جب سے نگاہِ خلق سے غائب ہوئے آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ زمین عدل و داد سے کبھی بھری ہو جیسا کہ گذشتہ احادیث میں مذکور ہے۔

لہٰذا ضروری و لابدی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی آخری زمانے سے مشروط ہو۔

ان تینوں (یعنی حضرت عیسیٰؑ، امام مہدیؑ اور دجّالؑ) میں سے دو صالح ہیں۔ ایک نبی ہے اور دوسرا امام ہے اور تیسرا غیر صالح اور دشمنِ خدا ہے۔ اور جب گذشتہ احادیث صحاح کی بناء پر دجّالؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا باقی رہنا درست ہے تو امام مہدیؑ کی بقاء کو درست تسلیم کر لینے میں کونسا امر مانع ہے۔ جبکہ اُن کی بقاء بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے اختیار سے باہر نہیں ہے۔ پھر امام مہدیؑ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نشانی بھی ہیں۔ لہٰذا، ان دونوں (حضرت عیسیٰؑ اور دجّالؑ) کی بقاء سے زیادہ ضروری امام مہدیؑ کی بقاء ہے۔ کیونکہ جب امام مہدیؑ باقی رہیں گے تو وہ آخر زمانہ کے امام ہوں گے اور زمین کو قسط و عدل سے بھر دیں گے جیسا کہ گذشتہ احادیث سے ثابت ہے اور اُن کی بقاء میں تو مکلّفین کا فائدہ بھی ہے اور بندگانِ خدا پر اللہ تعالیٰ کا کرم بھی ہے۔ اور برخلاف اس کے دجّالؑ کی بقاء میں تو بس مفسدہ اور خرابی ہی خرابی ہے کیونکہ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ وہ دعوائے ربوبیت کر کے اُمّت کے ایمان کو خراب کریگا البتہ اُس کی بقاء سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اُس سے اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نافرمان، نیکوکار اور بدکار، مصلح اور مفسد بندوں میں فرق ظاہر فرما دے گا۔

اور بقائے حضرت عیسیٰؑ کا سبب مذکورہ آیت قرآنی کے تحت اہلِ کتاب کا اُن پر ایمان لانا اور پھر حضرت عیسیٰؑ کا سید الانبیاء حضرت محمدؐ خاتم النّبیّین کی نبوّت کی تصدیق کرنا، ایمان والوں کے سامنے امام مہدیؑ کے دعوے کی توضیح کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھ کر اور انکی نصرت کر کے نافرمانوں اور سرکشوں کو خاموش کرنا اور اُس دینِ محمدیؐ کی طرف لوگوں کو دعوت دینا جس کے امام حضرت مہدیؑ ہوں گے۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کی بقاء اصل ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ اور دجّالؑ کی بقاء اُس کی ایک شاخ اور ایک ضمنی چیز ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اصل کی بقاء ثابت نہ ہو اور شاخ (فرع) کی بقاء ثابت ہو جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ سبب موجود نہ ہو لیکن مسبّب موجود ہو، جو عقلاً محال ہے۔

ہم نے امام مہدیؑ کی بقاء کو اصل اور اُن دونوں کی بقاء کو اس کی فرع اس لیے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا تنہا وجود نصرتِ اسلام اور تصدیقِ امام مہدیؑ کے بغیر درست نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰؑ تنہا آئیں گے تو وہ اپنی نبوّت اور دعوتِ نبوّت کے ساتھ ہوں گے اور اسلام کا یہ دعویٰ باطل ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰؑ اسلام کے تابع ہوں گے، بلکہ وہ ایسی صورت میں خود متبوع قرار پائیں گے اور بجائے فرع کے وہ خود اصل بن جائیں گے۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ قول ہے کہ

"لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نیز آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے:

"اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ"۔

(اللہ تعالیٰ نے میری زبان کے ذریعے سے جس کو حلال قرار دیا ہے وہ تاقیامت حلال اور جسے حرام کر دیا ہے وہ تاقیامت حرام ہے۔)

اس لیے ضروری ہے کہ وہ امام مہدیؑ کے معین و مددگار اور مصدّق بن کر آئیں گے اور اگر وہ اُن کے مصدّق اور معین و مددگار کی حیثیت سے نہ رہے تو اُن کے وجود کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام مہدیؑ کا وجود اصل ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا وجود جو اُن کی مدد و نصرت کے لیے ہے، فرع ہے۔

اور یہی صورت دجّالؑ کی بھی ہے کہ اگر امام مہدیؑ کا وجود آخر زمانہ میں نہ ہوگا، صرف دجّال لعین کا وجود ہوگا تو اُمّت کس کی طرف رُجوع کرے گی۔ اپنے مسائل کس کے پاس لیجائیں گے، نتیجے میں اسلام بجائے غلبہ پانے کے مغلوب و مقہور ہو جائے گا، اسلام کی دعوت باقی نہ رہے گی، فنا ہو جائے گی۔

اس لیے ہمارے مطابق امام مہدیؑ کا وجود اصل ہے اور ان دونوں (حضرت عیسیٰؑ اور دجّالؑ) کا وجود اس کی فرع اور ضمنی ہے۔

اب یہ سوال کہ امام مہدیؑ سرداب میں ہیں اور اُن کی آب و غذا پہنچانے والا کوئی نہیں ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی تو آسمان پر ہیں اُن کے کھانے پینے کا کیا انتظام ہے، کون اُنھیں آب و غذا پہنچاتا ہے جبکہ وہ بھی امام مہدیؑ کی طرح ایک بشر ہیں۔ جب وہ اس حالت میں آسمان پر زندہ رہ سکتے ہیں تو امام مہدیؑ بھی سرداب میں زندہ و باقی رہ سکتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ سارے جہانوں کا پروردگار اپنے خزانۂ غیب سے حضرت عیسیٰؑ کو آب و غذا پہنچاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر اسی غذا میں اللہ تعالیٰ نے امام مہدیؑ کو بھی شریک کر لیا ہو تو اس غذا میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ اب بشری تقاضوں سے بالاتر ہو گئے اور اب وہ بشر نہیں رہ گئے، تو میں یہ کہوں گا کہ یہ دعویٰ باطل ہے۔ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ اشرف الانبیاءؐ کیلئے یہ ارشاد فرماتا ہے: "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"[۱] (کہدو کہ میں تو تمھاری طرح بشر ہوں) تو کیا حضرت عیسیٰؑ ان سے بھی بڑھ گئے

[۱] (سورۃ الکہف آیت ۱۱۰)

اگر یہ کہا جائے کہ عالمِ بالا یعنی آسمان پر پہنچکر ان میں یہ صفت آگئی ہے تو اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے، جبکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ دجّال لعین ایک دَیر کے اندر سخت زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اُس کے ہاتھ پسِ گردن سے بندھے ہوئے، دونوں گھٹنے اور پیروں کے گٹّے اُن کے درمیان ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ وہ کسی کنوئیں (چاہ) میں زنجیروں سے جکڑا ہوا پڑا ہے۔

جب دجّال لعین اِس حال میں زندہ اور باقی ہے جبکہ اس کو نہ کوئی کھانا دینے والا ہے نہ پانی، تو پھر امام مہدیؑ کے سرداب میں بغیر کسی آب و غذا دینے والے کے عزّت و وقار سے زندہ و باقی رہنے کو تسلیم کرنے میں کونسا امر مانع ہے۔ چونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں سے ہے اس لیے اس کے مان لینے میں نہ شرعاً کوئی خرابی ہے اور نہ عادتاً ناممکن ہے۔

ان بحثوں کے بعد مصنّف نے سطیح کی روایت پیش کی جس میں اس کے اندر حوادث و واقعات کے بیان کے بعد ظہورِ امام مہدیؑ کا ذکر ہے کہ: وہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور اُن کے دور میں دنیا اور اہلِ دنیا میں خوشحالی آجائے گی۔

حافظ محمد بن نجّار نے کہا ہے کہ یہ مشہور طویل حدیثوں میں سے ہے۔ حافظانِ حدیث نے اس کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے مگر صحاح میں نہیں ہے۔

(۲۹) امام مہدیؑ کے متعلق نبی اکرمؐ کی احادیث صحیحہ

محمد بن طلحہ شافعی کہتے ہیں کہ وہ احادیث صحیحہ جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی گئی ہیں ان میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے جو امامان ابوداؤد اور ترمذی نے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ:

"اَلْمَہْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی الْجَبْہَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا وَّقِسْطًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا وَیَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ"۔

(امام) مہدیؑ مجھ سے (میری اولاد سے) ہوں جنکی پیشانی بلند و روشن ہوگی، ناک کھڑی اور سُتواں ہوگی، وہ زمین کو اسی طرح عدل و داد سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور ان کی حکومت سات سال رہے گی۔)

دوسری حدیث وہ ہے جو ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اپنے اسناد کے ساتھ

حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدَّھْرِ اِلَّا یَوْمٌ لَبَعَثَ اللہُ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَمْلَأُھَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا "

(اگر زمانے کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اُس ایک ہی دن میں اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک مرد کو ضرور بھیجے گا جو زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

• تیسری حدیث، وہ ہے جو ابوداؤد نے اپنی صحیح میں اپنے اسناد کے ساتھ ام المومنین حضرت اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" اَلْمَھْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ "

(امام، مہدی میری عترت میں اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوں گے)

• چوتھی حدیث، وہ ہے جس کو قاضی ابو محمد حسن بن مسعود بغوی نے اپنی کتاب "شرح السنۃ" میں تحریر کیا ہے اور امام مسلم اور امام بخاری نے بھی اپنی اپنی صحیح میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابوھریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ "

(اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا اور تمہارا امام تمہارے درمیان موجود ہوگا۔)

• پانچویں حدیث، وہ ہے جس کو ابوداؤد و ترمذی نے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ اپنی اپنی صحیح میں عبداللہ ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ اللہُ رَجُلًا مِنِّیْ اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا "

(اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس ایک دن کو ضرور اتنا طویل کر دے گا جس میں وہ ہم میں یا ہمارے اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام اور جس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا اور

وہ زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

" یلی رجل من اھلِ بیتی یواطئ اسمہ اسمی .... "

(میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد اس وقت حاکم ہوگا جس کا نام میرا نام ....)

(یہ ساری روایات ابوداؤد اور ترمذی سے منقول ہیں۔)

• چھٹی حدیث، وہ ہے جسے ابواسحٰق احمد بن محمد ثعلبی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ انس بن مالک کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" نَحْنُ وُلْدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَۃُ الْجَنَّۃِ اَنَا وَحَمْزَۃُ وَجَعْفَرٌ وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَالْمَھْدِیُّ "

(ہم اولادِ عبدالمطلبؑ سردارانِ اہلِ جنت ہیں، یعنی، میں، حمزہ، جعفرِ طیار، علی، حسن اور حسین اور مہدی۔ (سب جنت کے سردار ہیں)

حافظ ابنِ طلحہ نے اس کے بعد کہا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ جو صفات بیان کیے ہیں اُنہیں سے بعض خلفِ صالح (امام مہدی) پر منطبق نہیں ہوتے۔ مثلاً ان کے والد کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے نام پر منطبق نہیں ہوتا تو بطور تمہید و مقدمہ قائم کر کے اُنھوں نے اسکا جواب دیا ہے۔

• اول یہ کہ کلامِ عرب میں "اَب" کا اطلاق جدِّ اعلیٰ پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے کہ

" مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ " (سورۃ الحج آیت ۷۸)

پھر حضرت یوسفؑ کا قول بھی قرآن مجید میں ہے کہ:

" وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَآئِیْ اِبْرَاھِیْمَ " (سورۃ یوسف آیت ۳۸)

اور حدیثِ معراج میں جبرئیلؑ نے کہا: " ھٰذَا اَبُوْکَ اِبْرَاھِیْمُ "

• دوسری بات یہ کہ: لفظ اسم کا اطلاق کنیت اور صفت پر بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا نام ابوتراب رکھا (سَمّٰی عَلِیًّا اَبَاتُرَاب) اور یہ نام حضرت علیؑ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ تو یہاں کنیت کو اسم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت حجت اولادِ حضرت ابوعبداللہ الحسینؑ

میں سے ہیں، اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنیت پر لفظ اسم کا اطلاق کر کے یہ اشارہ دیدیا کہ حضرت حجت اولادِ حضرت ابوعبداللہ الحسین میں سے ہوں گے۔

اور بعض معاصرین نے ایک اور وجہ بھی تحریر کی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیت ابومحمدؑ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پدرِ بزرگوار جناب عبداللہ بھی کنیت کے اعتبار سے ابومحمدؑ ہوتے ہیں اس طرح دونوں کنیتیں ایک ہوگئیں اور کنیت پر اسم کا اطلاق ہوتا ہی ہے

نوٹ : حسین بن مسعود بغوی کی کتاب "شرح السنّۃ" کا ایک قدیمی نسخہ میرے پیشِ نظر ہے جس میں اُنھوں نے امام مہدیؑ کے متعلق صحیحین اور فردوس دیلمی سے روایات تحریر کی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انھیں بھی پیشِ ناظرین کر دیا جائے۔

(۱) اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا "

(اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دن میں میرے اہلِ بیت میں سے ایک ایسے مرد کو بھیجے گا جو زمین کو عدل سے اس طرح بھر دیگا جس طرح وہ جور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

(۲) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن بلاؤں اور مصیبتوں کا ذکر کیا جو آئندہ اس اُمت پر نازل ہونے والی ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" حَتّٰى لَا يَجِدُ الرَّجُلُ مَلْجَأً يَلْجَأُ إِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَبَعَثَ اللهُ رَجُلًا مِنْ عِتْرَتِي أَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَآءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ لَا يَدَعُ السَّمَآءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَّهُ مِدْرَارًا وَّلَا يَدَعُ الْأَرْضُ مِنْ نَبَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْأَحْيَاءُ الْأَمْوَاتَ تَعِيشُ فِي ذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ أَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ "

(جب وہ بلائیں اس حد تک بڑھ جائیں گی کہ ظلم وجور سے پناہ کے لیے کسی شخص کو کوئی جگہ نہ ملے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری عترت اور میرے اہلِ بیت میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح

بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی اور سارے اہلِ آسمان اور اہلِ زمین اس سے راضی وخوشنود ہوں گے، آسمان بارش کا ایک قطرہ بھی بغیر برسائے نہ چھوڑے گا اور زمین اپنا ایک دانہ بھی بغیر اُگائے نہ چھوڑے گی۔ حد یہ ہے کہ مُردوں کو بھی تمنا ہوگی کہ ہم زندہ ہوجائیں۔ مگر وہ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال زندہ رہیں گے۔)

یہی روایت ابوسعید خدری سے اور ابوالصدیق ناجی جن کا نام بکر بن عمر ہے سے بھی مروی ہے۔

(۳) سعید بن مسیّب نے ام المومنین حضرت اُمِّ سلمہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

" اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُّلْدِ فَاطِمَةَ "

(مہدیؑ میری عترت اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہوں گے)

" ویروی: " وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ فَلَبِثَ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يَتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ "

(اور یہ بھی مروی ہے کہ: وہ لوگوں کو ان کے نبیؐ کی سنّت پر عمل کرائیں گے، مگر صرف سات سال زندہ رہ کر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان اُن کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔)

(۴) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يُعْطِي الْمَالَ بِغَيْرِ عَدَدٍ "

(آخرِ زمانہ میں ایک خلیفہ ظہور کرے گا جو بےشمار مال تقسیم کرے گا)

(یہ حدیث صحیح ہے۔ مسلم نے بھی اس کو تحریر کیا ہے۔)

نوٹ : ابنِ اثیر نے اپنی کتاب " جامع الاصول " میں ابوہریرہ وجابر و ابنِ مسعود و حضرت علیؑ وجناب اُمِّ سلمہ و ابوسعید و ابواسحاق سے دس روایتیں ظہورِ امام مہدیؑ کے بارے میں تحریر کی ہیں۔ اُن کا نام اور اُن کے اوصاف بھی بیان کیے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریم اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ مگر بخوفِ طوالت اسے پیش نہیں کیا ہے۔

(۴۰) حٰمٓعٓسٓقٓ کی تفسیر

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حٰمٓعٓسٓقٓ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سین سے سنار (حسن وخوبصورتی) مہدی۔ قاف سے قوّتِ عیسٰیؑ مراد ہے۔ جب وہ نازل ہوں گے تو نصاریٰ کو قتل کریں گے اور گرجوں کو مسمار کریں گے۔

اور قصّۂ اصحابِ کہف میں نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السّلام اصحابِ کہف کو سلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کردے گا۔ اس کے بعد اُن کے اوپر پھر نیند طاری ہوجائے گی اور وہ قیامت میں بیدار نہ ہوں گے۔

(۴۱) طاؤسِ اہلِ جنّت

ابنِ شیرویہ نے کتاب الفردوس میں اپنے اسناد کے ساتھ ابنِ عبّاس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمَهْدِیُّ طَاوُوسُ اَهْلِ الْجَنَّةِ"

(مہدیؑ طاؤس اہلِ جنّت ہیں)

نوٹ:۔ سیّد علیہ الرحمہ نے "جمع بین الصّحاح السّتہ" و "کتاب الفردوس" و "مناقب ابنِ مغازلی" و "مصابیح" ابنِ مسعود نے امام مہدیؑ کے متعلق بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن میں بیشتر وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔ پھر فرمایا کہ بعض علمائے شیعہ کی ایک کتاب جس کا نام "کشف المخفی فی احوال المہدی" ہے۔ اس کتاب میں مذکورہ بالا روایات سے بہتر و احسن روایات تحریر کی گئی ہیں جن کی تعداد ایک سو دس ہے۔ جو راویانِ مذاہبِ اربعہ سے لی گئی ہیں۔ مگر میں نے بخوفِ طوالت انھیں نقل نہیں کیا۔ البتہ اُن تمام احادیث کی تعداد بحوالہ کتب ایک فہرست تحریر کرتا ہوں۔

(۱) صحیح بخاری	سے	۳ احادیث		(۷) غریب الحدیث سے	۶	احادیث
(۲) " مسلم	"	۱۱	"	(۸) کتاب الفردوس سے	۴	"
(۳) جمع بین الصحیحین	"	۲	"	(۹) کتاب مسند سیدۃ نساء العالمینؑ سے (از حافظ ابوالحسن دارقطنی)	۶	"
(۴) فضائلِ الصّحابہ	"	۷	"			
(۵) تفسیر ثعلبی	"	۵	"	(۱۰) مسند امیر المومنینؑ سے (از حافظ ابوالحسن دارقطنی)	۳	احادیث
(۶) جمع بین الصّحاح	"	۱۱	"			

(۳) مصنف: حمیدی۔ (۶) یزید بن معاویہ عبدری۔ (۴) حافظ عبدالعزیز عکبری (۵) احمد بن حنبل
(۷) از ابنِ قتیبہ دینوری۔ (۸) از ابنِ شیرویہ دیلمی۔

(۱۱) کتاب المبتدا (کسائی) سے ۲ احادیث (مصنّفہ کسائی)
(۱۲) مصابیح ابوالحسین بن مسعود سے ۵ احادیث۔ (مصنفہ ابوالحسین بن مسعود الفرّا)
(۱۳) کتاب الملاحم سے ۳۴ احادیث۔ (مصنّفہ ابوالحسن احمد بن جعفر بن محمّد بن عبیداللہ منادی)
(۱۴) کتاب الحافظ محمّد بن عبداللہ حضرمی المعروف بابنِ مطیق سے ۳ احادیث۔
(۱۵) کتاب الرعایۃ لِاَہلِ الرّوایۃ (مصنّفہ ابوالفتح محمّد بن اسماعیل بن ابراہیم فرغانی) سے ۲ احادیث
(۱۶) خبر سطیح (مصنّفہ حمیدی) سے ایک حدیث۔
(۱۷) کتاب الاستیعاب (مصنّفہ ابوعمر یوسف بن عبدالبرِ التّمیری)۔ سے ۲ احادیث۔

سیّد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کتاب السّنن جُزِ ثانی، مولّفہ محمّد بن یزید ماجہ، جو مولّف کے زمانے کا قلمی نسخہ اور تاریخِ کتابت ماہِ شعبان ۳۰۰ھ ہجری ہے، میری نظر سے گذرا اور اسی جزِ ثانی میں اکثر پیشینگوئیاں ہیں ان ہی میں سے ایک باب ظہورِ مہدیؑ کے متعلق ہے۔

اس کے علاوہ کتاب المقتصِ علی محدّث الاعوام لبناء ملاحم غابر الایام تلخیص ابوالحسین منادی، جس کا کتابت (تالیف) کا ۳۳۰ھ ہجری ہے۔ میری نظر سے گذری، جس میں امام مہدیؑ کے ظہور کے متعلق نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پورے اسانید کے ساتھ اٹھارہ احادیث ہیں۔

اس کے بعد سیّد علیہ الرحمہ اس مجموعے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جسمیں حافظ ابونعیم نے چالیس احادیث اوصافِ امام مہدی علیہ السّلام کے بارے میں جمع کی ہیں جیساکہ صاحبِ کشف الغمہؒ نے تحریر کیا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان تمام احادیث کو شمار کیا جائے تو ایکسو چھپّن[۱۵۶] احادیث ہیں۔

لیکن وہ احادیث جو بطریقِ شیعہ وارد ہوئی ہیں، تعداد میں اتنی ہیں کہ اُن کے لیے کئی جلدیں درکار ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف متواتر نقل کرتے چلے آرہے ہیں کہ امام مہدی علیہ السّلام کی ولادت انتہائی پوشیدہ طور پر ہوئی، کیونکہ وہ احادیث جن میں اُن کی سلطنت وحکومت اور خروج و ظہور تمام ممالک و بلاد وعباد میں شائع اور مشہور تھیں۔ اس لیے یہ خطرہ لاحق تھا کہ حکومتِ وقت اُنھیں ختم کرنے کی فکر نہ کرے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ وحضرت موسٰیؑ وغیرہ کی ولادت بھی اسی قسم کے خطرے کی بنا، پر پوشیدہ رکھی گئی تھی۔ مگر شیعوں کو اُن کی ولادت کی خبر ہوگئی اس لیے کہ وہ اُن کے آبائے کرام کے دامن سے وابستہ تھے اور جو بھی کسی قوم سے وابستہ رہتا ہے وہ اُن کے احوال واَسرار سے بہ نسبت اجنبیوں اور بیگانوں کے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ جس طرح مذہبِ شافعی کے پیروکار شافعی کے متعلق دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں۔

آپؑ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے اکثر اصحاب امام مہدیؑ کی

ولادت سے واقف تھے۔ اُن کے متعلق انھوں نے احادیث نقل کی ہیں۔

پھر آپؑ کی غیبتِ صغریٰ کے زمانے میں آپؑ کے نوّابین (وکلاء) عوام کے سامنے تھے اُن کے نام ونسب اور جائے سکونت سے واقف تھے۔ وہ آپؑ سے احادیث نقل کرتے، آپؑ کے معجزات وکرامات بیان کرتے اور مشکل مسائل کے جوابات آپؑ سے دریافت کرکے لوگوں کو بتاتے اور آپؑ سے آپؑ کے آبائے کرام اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی احادیث نقل کرتے تھے۔

آپؑ کے وکلاء (نوّابین) میں سے پہلے وکیل عثمان بن سعید عمری ہوئے، جو بغداد کے غربی جانب قطقطان میں مدفون ہیں۔ دوسرے ابوجعفر محمّد بن عثمان بن سعید عمری ہوئے۔ تیسرے، ابوالقاسم حسین بن رَوح نوبختی ہوئے اور چوتھے علی بن محمّد سمری رضی اللہ عنہم تھے چنانچہ نصر بن علی جہضمی نے جہاں مذاہبِ اربعہ کے رجال و رواۃ کا ذکر کیا ہے، وہاں، ان وکلاء (نوّابِ اربعہ) کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السّلام کے وکلاء تھے۔

اور امام مہدیؑ تو بہت سے شیعوں اور غیرشیعوں سے بہ نفسِ نفیس ملاقات بھی کر چکے ہیں اور آپؑ سے ایسے معجزات ظاہر و باہر ہوتے رہے ہیں جن سے لوگوں پر ثابت ہوگیا کہ معجز نما شخصیت امام مہدیؑ ہیں اور اگر آپؑ اِس وقت تمام شیعوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتے تو یہ بات بھی خالی از امکان نہیں کہ چند مخصوص شیعہ آپؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہوں اور آپؑ کے اقوال و افعال سے فیضیاب ہوتے ہوں، مگر کسی پر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ کسی مصلحتِ دینی کی وجہ سے انبیاء، واوصیاء و اولیاء اُمّت کی نظروں سے غائب رہے ہیں۔

آپؑ کی طولِ عمر کی وجہ سے آپؑ کو بعید از امکان سمجھنا، تو یہ وہی سمجھے گا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ہمارے نبیِّ اکرمؐ اور اُن کی عترت کے اقوال سے ناواقف ہو۔ علاوہ ازیں بہت سے انبیاءؑ و دیگر معمّرین (عمر رسیدہ لوگوں) کے طولِ عمر کی بہت سی روایات موجود ہیں۔

مثلاً حضرت خضرؑ، باوجودیکہ وہ نبی نہیں ہیں اور نہ محافظِ شریعت ہیں، ان کی بقا سے بظاہر کوئی فائدہ نہیں ہے مگر وہ ایک عرصۂ دراز سے ابتک زندہ ہیں۔ اُن کا طولِ عمر بعید از امکان نہیں تو پھر حضرت امام مہدیؑ کی حیات وبقاء کیسے مستبعد اور بعید از امکان ہو سکتی ہے، جبکہ آپؑ اپنے جدِّ امجد کی شریعت کے محافظ ہیں اور آپؑ کی بقاء سے خواہ وہ ظاہر ہوں یا غائب حضرت خضرؑ کی حیات وبقاء سے زیادہ مفید ہے۔ اور پھر وہ لوگ کیسے اس امر کو بعید از امکان سمجھتے ہیں جو اصحابِ کہف کے قصّے پر ایمان ویقین رکھتے ہیں جن کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے

"وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝" (سورۃ الکہف آیت ۲۵)

(اور وہ اپنے غار میں تین سو نو سال تک رہے)۔

وہ زندہ ہیں، نیند کی حالت میں ہیں اور بغیر کھائے پیے باقی ہیں۔ چنانچہ نبیِّ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے عہد میں اپنے اصحاب کو اُن کے پاس سلام کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جیسا کہ ثعلبی نے اس کی روایت کی ہے۔

میں نے ابوحاتم سہل بن محمّد سجستانی کی ایک تصنیف دیکھی ہے جس کا نام ہے "کتابِ معمّرین" اس کتاب میں انھوں نے طولِ عمر پر دلیلیں پیش کی ہیں، اور چونکہ یہ بات ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لیے ترک کیا جاتا ہے۔

(۴۲) علاماتِ ظہورِ قائمؑ

اسنادِ مقدّم کے ساتھ حضرت محمّد بن حنفیہؒ نے حضرت علی ابنِ ابی طالب امیرالمؤمنین سے روایت بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ:

"يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ وَاَنْتَ اَخِي وَوَزِيْرِي فَاِذَا مُتُّ ظَهَرَتْ لَكَ ضَغَائِنُ فِي صُدُوْرِ قَوْمٍ وَسَتَكُوْنُ بَعْدِيْ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ صَيْلَمٌ يَسْقُطُ فِيْهَا كُلُّ وَلِيْجَةٍ وَبِطَانَةٍ وَ ذٰلِكَ عِنْدَ فِقْدَانِ الشِّيْعَةِ الْخَامِسَ مِنْ وُلْدِ السَّابِعِ مِنْ وُلْدِكَ تَحْزَنُ لِفَقْدِهِ اَهْلُ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ فَكَمْ مُؤْمِنٌ وَمُؤْمِنَةٌ مُتَاَسِّفٌ مُتَلَهِّفٌ حَيْرَانَ عِنْدَ فَقْدِهِ (ثُمَّ اَطْرَقَ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَقَالَ:) بِاَبِيْ وَاُمِّيْ سَمِيِّيْ وَ شَبِيْهِيْ وَ شَبِيْهُ مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ جُيُوْبُ النُّوْرِ اَوْ قَالَ جَلَابِيْبُ النُّوْرِ تَتَوَقَّدُ مِنْ شُعَاعِ الْقُدْسِ كَاَنِّيْ بِهِمْ اٰيَسَ مَا كَانُوْا نُوْدُوْا بِنِدَاءٍ يُسْمَعُ مِنَ الْبُعْدِ كَمَا يُسْمَعُ مِنَ الْقُرْبِ يَكُوْنُ رَحْمَةً عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ عَذَابًا عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ۔

قُلْتُ: وَمَا ذٰلِكَ النِّدَاءُ؟

قَالَ: ثَلَاثَةُ اَصْوَاتٍ فِيْ رَجَبٍ اَلْاَوَّلُ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ، اَلثَّانِيْ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ، اَلثَّالِثُ يَرَوْنَ بَدَنًا بَارِزًا مَعَ قَرْنِ الشَّمْسِ يُنَادِيْ: اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ حَتّٰى يَنْسُبَهُ اِلٰى عَلِيٍّ فِيْهِ هَلَاكُ الظّٰلِمِيْنَ فَعِنْدَهُ

ذٰلِكَ يَاْتِي الْفَرَجَ وَيَشْفِي اللهُ صُدُوْرَهُمْ وَيَذْهَبُ غَيْظُ قُلُوْبِهِمْ : قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللهِ فَكَمْ يَكُوْنُ بَعْدِيْ مِنَ الْاَئِمَّةِ : قَالَ : بَعْدَ الْحُسَيْنِ تِسْعَةٌ وَالتَّاسِعُ قَائِمُهُمْ ۔"

(اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے بھائی ہو' میرے وزیر ہو مگر میرے بعد قوم کے دلوں میں جو بغض و کینہ ہے وہ کھل کر سامنے آجائے گا' اور ایک ایسا آزمائش کا دور آئے گا جسمیں تمام دوستیاں و رازداریاں ختم ہوجائیں گی' یہ دور اُس وقت آئے گا جب تمہاری اولاد میں سے ساتویں (امام) کا پانچواں (فرزند) شیعوں کی نگاہوں سے غائب ہوگا اور اس کی غیبت پر آسمان و زمین کے رہنے والے سب ہی محزون ہوں گے۔ بہت سے مومن و مومنات اُن کی جدائی پر متاسف اور غمزدہ ہوں گے۔

پھر آپؐ تھوڑی دیر تک گردن جھکائے رکھی پھر سر اُٹھا کر فرمایا:

اُس پر میرے ماں باپ فدا ہوں' وہ میرا شبیہ اور موسیٰؑ بن عمران سے مشابہ ہوگا' اُس کے دوش پر نور کی چادر ہوگی جو شعاعِ قدس سے ضیاء بار ہوگی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس وقت کے لوگ اُس اعلان سے مایوس ہو رہے ہوں گے جو قریب و بعید سے برابر سُنا جاسکے گا' وہ اعلان مومنین کے لیے رحمت اور ظالمین کے لیے زحمت و عذاب ہوگا۔

ہوگا حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: وہ اعلان کب ہوگا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اوّل رجب میں پہلا اعلان ہوگا "اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ" دوسرا اعلان ہوگا "اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ" تیسرا اعلان تو ایسا ہوگا کہ لوگ کرۂ شمس سے ایک جسم نکلتا ہوا دیکھیں گے جو یہ ندا دے گا کہ:

"آگاہ ہوجاؤ اللہ تعالیٰ نے فلاں بن فلاں .... بن علیؑ بن ابیطالبؑ کو بھیج دیا ہے اب ظالم ہلاک ہوجائیں گے"۔

تو اُس وقت ساری مشکلیں حل ہوجائیں گے اور لوگوں کے دلوں کو شفا ہوگی اُن کے دلوں سے غم و اندوہ دور ہوجائے گا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ، میرے بعد کتنے آئمہ ہوں گے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: حسینؑ کے بعد نو اور نواں قائم ہوگا۔)

بحار الانوار

نصوص

باب دوم ۲

وہ احادیث جو حضرت امیرالمومنینؑ سے مروی ہیں

باب ۲

(۱) حالاتِ غیبت طولانی

شیبانی نے اسدی سے، انھوں نے سہل سے، سہل نے عبدالعظیم حسنی سے، انھوں نے ابوجعفر ثانی سے اور انھوں نے اپنے آبا سے انھوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: آپؑ نے فرمایا:

" للقائم منا غیبة امدها طویل کانی بالشیعة یجولون جولان النعم فی غیبته یطلبون المرعی فلا یجدونه، الا فمن ثبت منهم علی دینه لم یقس قلبه لطول امد غیبة امامه فهو معی فی درجتی یوم القیامة ۔ ثم قال: ان القائم منا اذا قام لم یکن لاحد فی عنقه بیعة فلذلك تخفی ولادته و یغیب شخصه "

(ہم میں سے جو امام قائم ہوگا اُس کی غیبت طویل مدت تک رہے گی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں اُس زمانۂ غیبت میں شیعہ اس طرح پھریں گے جیسے چوپائے چراگاہ کی تلاش میں پھرتے ہیں، مگر اُن کو چراگاہ نہیں ملتی۔ مگر یاد رہے کہ جو شخص اُس زمانۂ غیبت میں اپنے دین پر قائم رہا اور اپنے امام کی طولانی غیبت کی وجہ سے مایوس نہ ہوا وہی قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

پھر فرمایا: جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو اُس کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہ ہوگا (وہ کسی کا محکوم نہ ہوگا) اس لیے اُن کی ولادت کو پوشیدہ رکھا جائے گا اور وہ جسمانی طور پر غائب رہیں گے۔)

(اکمال الدین)

(۲) مومنین کی ثابت قدمی در زمانۂ غیبت

ہمدانی نے علی سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے علی بن معبد سے، انھوں نے حسین ابن خالد سے اور انھوں نے حضرت امام رضاؑ سے

آپؑ نے اپنے آبائے کرامؑ سے اور انھوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:

" التاسع من ولدك یاحسین! هو القائم بالحق المظهر للدین الباسط للعدل "

(اے حسینؑ! تمہاری اولاد میں سے نواں وہی قائم بالحق و مظہرِ دین اور عدل پھیلانے والا ہوگا۔)

امام حسینؑ نے دریافت کیا؟ یا امیرالمومنینؑ! کیا ایسا ہی ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انھیں ساری مخلوق میں سے منتخب فرمایا' یہ ضرور ہوگا لیکن غیبت و حیرت کے بعد اُس وقت (دورانِ زمانۂ غیبت) اپنے دین پر وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جو مخلص ہوں گے جن میں روحِ یقین ہوگی، جن سے اللہ نے ہم لوگوں کی ولایت کا عہد و پیمان لیا ہے اور اُن کے دلوں پر ایمان کی مہر ثبت فرما دی ہے اور جنھیں روحانی تائید حاصل ہوگی۔

(اکمال الدین)

(۳) زمانۂ غیبت دورِ آزمائش ہے

ابی نے علی بن ابراہیم سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، محمد نے زیاد مکفوف سے زیاد نے عبداللہ بن ابی عفیف شاعر سے اور اُن کا بیان ہے کہ میں امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" کانی بکم تجولون جولان الابل تبتغون المرعی فلا تجدونه یا معشر الشیعة "

(اے گروہِ شیعہ! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک وقت تم لوگوں پر ایسا آنے والا ہے کہ جب تم اسی طرح مارے مارے پھروگے (دین کی تلاش میں)۔ جس طرح چراگاہ کی تلاش میں اونٹ مارے مارے پھرتے ہیں لیکن انھیں چراگاہ نہیں ملتی۔)

(اکمال الدین)

• ابی و ابن ولید وغیرہ نے سعد سے، انھوں نے ابن ابی خطاب سے انھوں نے محمد بن سنان سے، اور انھوں نے ابوجارود سے انھوں نے عبداللہ بن عفیف سے

بھی اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(۴) امام مہدیؑ نسلِ امام حسینؑ سے ہوں گے

ابن العیاش اپنی کتاب "المقتضب" میں بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ الثقہ ابوالحسین بن عبدالصمد بن علی نے سن دوسو بیاسی ہجری میں عبید بن کثیر کی موجودگی میں بیان کیا، اُنھوں نے نوح بن دراج سے، اُنھوں نے یحییٰ سے، اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے زید بن وہب سے، اُنھوں نے ابی جحیفہ و حارث بن عبداللہ ہمدانی و حارث بن شرب سب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں تھے تو دیکھا کہ جب حضرت امام حسنؑ آتے تو امیرالمومنینؑ فرماتے "مرحبا اے رسولؐ اللہ کے فرزند"! اور جب حضرت امام حسینؑ آتے تو فرماتے کہ "تم پر میرے ماں باپ قربان اے بہترین کنیز کے فرزند کے باپ"!

جب آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ "یا امیرالمومنینؑ! کیا بات ہے آپؑ امام حسنؑ سے یہ فرماتے ہیں اور امام حسینؑ سے یہ فرماتے ہیں؟ اور بہترین کنیز کا فرزند کون ہے؟

آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس پر اپنا دستِ شفقت و مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا:

"وہ "م ح م د" بن حسنؑ، بن علیؑ بن محمدؑ، بن علیؑ، بن موسیٰؑ بن جعفرؑ، بن محمدؑ، بن علیؑ، بن الحسینؑ ہوں گے جو غائب رہیں گے، شہر بدر اور غریب الوطن ہوں گے۔"

(کتاب المقتضب ابن عیاش)

(۵) زمانۂ غیبت میں لوگوں کا حال

جعفر بن محمد نے محمد بن حسین سے، اُنھوں نے ابن بزیع سے، اُنھوں نے اصم سے، اُنھوں نے ابن سیابہ سے، اُنھوں نے عمران بن میثم سے، اُنھوں نے عبایہ اسدی سے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا:

"کیفَ اَنتُم اِذا بَقِیتُم بِلا امام ھدًی وَلا علم یری یتبرّأ بَعضُکُم مِن بَعض" (تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تم علم و ہدایت کے امام کے بغیر رہ جاؤ گے اور تم میں سے ہر ایک دوسرے سے برأت و بیزاری کا اظہار کر رہا ہوگا۔)[1]

[1] (غیبۃ طوسی)

(۶) مشرق سے ایک ستارہ طالع ہوگا

مسعدہ بن صدقہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے کوفے میں ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: "اب میں ایک بوڑھا سیردار ہوں اور مجھ میں کچھ حضرت ایوبؑ کی سنت بھی موجود ہے، اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کے گروہ کو جمع کیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ میرے اہلِ خاندان کو جمع کرے گا۔ اور یہ اُس وقت ہوگا جب (آسمان گردش کرے گا) (استدار الفلك وقلتم ضلّ اوھلك الا فاستشعروا قبلها بالصبر) اور تم لوگ کہو گے کہ وہ یا گم ہوگئے، یا ہلاک ہوگئے، پس خبردار، تم لوگ اس سے پہلے صبر سے کام لینا۔) اور اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرنا، اِس لیے کہ اُس وقت تم لوگوں نے اپنی پاک و پاکیزہ ہستیوں کو چھوڑا ہوا ہوگا، اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا ہوگا اور اپنی ہدایت کا قلادہ اُس شخص کی گردن میں ڈال دیا ہوگا کہ "مَن لا یملك لنفسه ولا لکم سمعًا ولا بصرًا ضعف والله الطالب والمطلوب هذا ولو لم تتواکلوا امرکم ولم تتخاذلوا عن نصرة الحق بینکم ولو تهنوا عن توهین الباطل لم یتشجّع علیکم مَن لیس مثلکم ولم یقو من قوی علیکم وعلی هضم الطاعة وازوائها عن اهلها فیکم" (جس کے پاس نہ اپنے لیے کان اور نہ آنکھ، اور نہ تمہارے ہی لیے۔ خدا کی قسم اس وقت طالب و مطلوب دونوں کمزور ہوں گے۔ افسوس، اگر تم لوگ اپنا معاملہ ایک دوسرے پر نہ ٹالتے اور حق کی نصرت سے منہ نہ موڑ لیتے اور باطل کے رُعب میں نہ آجاتے تو تم لوگوں کے مقابلے میں وہ شخص دلیر نہ بن جاتا جو تم جیسا بھی نہیں ہے اور وہ قوت نہ دکھاتا جو تمہارے سامنے قوت دکھا رہا ہے اور اپنی اطاعت پر اس طرح مجبور نہ کرتا۔)

تم لوگ اسی طرح سرگرداں ہو جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں (وادیٔ تیہ کے اندر) سرگرداں اور گمراہ تھے اور میں سچ کہتا ہوں تم لوگ میرے بعد میری اولاد کو ستاؤ گے تو اس سے بھی کئی گنا زیادہ سرگرداں اور گمراہ

ہو جاؤ گے جتنا بنی اسرائیل وادیٔ تیہ میں سرگرداں اور گمراہ ہو گئے تھے۔ اور اگر تم نے اپنی پیاس اُس سے بجھانے اور سیراب ہونے کی کوشش کی جس کو قرآن میں شجرۂ ملعونہ سے تعبیر کیا گیا ہے تو واقعاً تم ایک گمراہی کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو گے اور باطل کو قبول کرنے کے لیے دوڑ پڑو گے اور حق کی دعوت دینے والوں سے غداری کرو گے اور اصحابِ بدر کو چھوڑ کر حربؓ کی اولاد (خاندانِ ابوسفیانؓ) سے مل جاؤ گے۔ مگر آگاہ رہو، جب تمھارے ہاتھوں کی دولت پگھل کر بہہ جائے گی تو جزا کا وقت آجائے گا، پردے اُٹھ جائیں گے، مدّت پوری ہو جائیگی اور وعدۂ حق قریب ہوگا تو ایک ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا اور چودھویں کا چاند نکل آئے گا۔ جب یہ صورت ظاہر ہو تو، توبہ و استغفار کی طرف مائل ہونا، گناہ ترک کرنا اور یاد رکھنا! اگر تم لوگوں نے اُس مشرق سے طلوع ہونے والے کی اطاعت کی تو وہ تمھیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سیرت پر چلائے گا، تمھارا بہرا پن اور گونگا پن دور کر دے گا، محنت و مشقّت سے بچو گے، تمھاری گردنوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُسی کو دور رکھے گا جو اس کی رحمت کا منکر ہوگا اور بارگاہِ عصمت کو چھوڑ دے گا اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس انقلاب کے دھارے میں بہہ گئے۔)

(الارشاد)

۷ لو علیؑ آگئے:

ابنِ ہمام نے جعفر بن محمّد بن مالک سے، اُنھوں نے اسحاق بن سنان سے، اُنھوں نے عبید بن خارجہ سے، اُنھوں نے علی بن عثمان سے، اُنھوں نے حراب بن احنف سے، اُنھوں نے ابی عبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ ابنِ امام محمد باقرؑ سے اور آپؑ نے اپنے آبائے کرام علیہم السّلام سے روایت کی ہے کہ:

" زَادَ الْفُرَاتُ عَلٰی عَهْدِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَؑ فَرَكِبَ هُوَ وَابْنَاهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَمَرَّ بِثَقِيْفٍ فَقَالُوْا: قَدْ جَآءَ عَلِيٌّ يَرُدُّ الْمَآءَ فَقَالَ عَلِيٌّؑ: اَمَا وَاللّٰهِ لَاُقْتَلَنَّ اَنَا وَابْنَایَ هٰذَانِ وَلَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ وُّلْدِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَطْلُبُ بِدِمَآئِنَا وَلَيَغِيْبَنَّ عَنْهُمْ تَمْيِيْزًا لِاَهْلِ الضَّلَالَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْجَاهِلُ: مَا لِلّٰهِ فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنْ حَاجَةٍ۔"

" ایک مرتبہ دریائے فُرات میں طغیانی آگئی، یہ دورِ خلافتِ امیرالمومنینؑ تھا، آپؑ خود بنفسِ نفیس اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور بنی ثقیف کی طرف سے ہو کر گذرے تو لوگوں نے کہا "لو علیؑ آگئے" اب سیلاب کا پانی واپس کر دیں گے۔ پس حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

"ہاں، مگر خدا کی قسم میں اور یہ میرے دونوں فرزند قتل کر دیے جائیں گے۔ پھر آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو ہمارے خون کا انتقام لیگا، مگر وہ غیبت اختیار کرے گا، تاکہ گمراہوں کی تمیز ہو سکے۔ اور یہ غیبت اتنی طویل ہوگی کہ جہلا کہنے لگیں گے کہ اب اللہ تعالیٰ کو آلِ محمّدؐ کی ضرورت نہیں رہی۔"

(غیبتہ نعمانی)

۸ نومہ کا مطلب اور زمین پر حجّتِ خدا کا ہونا

محمّد بن ہمام و محمّد بن حسن بن محمّد بن جمہور سب نے حسن بن محمّد بن جمہور سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے بعض لوگوں سے، اور اُنھوں نے مفضّل بن عمر سے اور مفضّل کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

" خَبَرٌ تَدْرِيْهِ خَيْرٌ مِّنْ عَشْرَةٍ تَرْوِيْهِ اِنَّ لِكُلِّ حَقٍّ حَقِيْقَةً وَلِكُلِّ صَوَابٍ نُوْرًا: ثُمَّ قَالَ: اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نَعُدُّ الرَّجُلَ مِنْ شِيْعَتِنَا فَقِيْهًا حَتّٰى يُلْحَنَ لَهٗ فَيَعْرِفَ اللَّحْنَ اِنَّ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَؑ قَالَ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ: وَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِكُمْ فِتَنًا مُّظْلِمَةً عَمْيَآءَ مُنْكَسِفَةً لَا يَنْجُوْ مِنْهَا اِلَّا النُّوَمَةُ: قِيْلَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَؑ! وَمَا النُّوَمَةُ؟ قَالَ: اَلَّذِیْ يَعْرِفُ النَّاسَ وَلَا يَعْرِفُوْنَهٗ۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَخْلُوْ مِنْ حُجَّةِ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَيُعْمِیْ خَلْقَهٗ مِنْهَا بِظُلْمِهِمْ وَجَوْرِهِمْ وَاِسْرَافِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ خَلَتِ الْاَرْضُ سَاعَةً وَّاحِدَةً مِّنْ حُجَّةِ اللّٰهِ لَسَاخَتْ بِاَهْلِهَا وَلٰكِنَّ الْحُجَّةَ يَعْرِفُ النَّاسَ وَلَا يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا كَانَ يُوْسُفُ يَعْرِفُ النَّاسَ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ۔ ثُمَّ تَلَا: " يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔" (سورہ یٰسٓ ۳۶ آیت ۳۰)

(درایت کے معیار پر پوری اُترنے والی ایک خبر بہتر ہے اُن دس خبروں سے جن کی صرف روایت کی گئی ہو۔ سنو! ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر صواب میں ایک نور ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں میں سے اُس شخص کا شمار فقہا میں نہیں کرتے جس سے اشاروں میں کچھ کہا جائے اور وہ ان اشاروں کو نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ منبرِ کوفہ پر فرمایا: "لوگو! تمھارے عقب میں ایک ایسا انتہائی تاریک اور اندھا کر دینے والا فتنہ ہے اُس سے وہی نجات پا سکے گا جو "نومہ" ہو۔

پوچھا گیا: یا امیرالمومنینؑ! "نومہ" کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: "نومہ" وہ شخص ہے جو سب کو پہچانے لیکن اُسے کوئی نہ پہچانے۔

پھر فرمایا: اور یاد رکھو کہ زمین کبھی حجّتِ خدا سے خالی نہیں رہتی لیس اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُن کے ظلم وستم اور جور و زیادتی کی وجہ سے اندھا بنا دیتا ہے ورنہ اگر زمین ایک لمحے کے لیے بھی حجّتِ خدا سے خالی ہو جائے تو شق ہو جائے اور سارے اہلِ زمین اس میں سما جائیں۔ ہوتا یہ ہے کہ حجّتِ خدا سب کو پہچانتا ہے مگر اُسے کوئی نہیں پہچانتا، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سب کو پہچانتے تھے، مگر اُن کو کوئی نہیں پہچانتا تھا (کہ یہ نبیِ خدا ہیں) اس کے بعد آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ترجمہ: "ان بندوں پر افسوس ہے کہ جو بھی رسولؑ ان کے پاس آیا اُس کا اُنھوں نے مذاق اُڑایا۔"

(غیبتِ نعمانی)

(٩) ظہور کے وقت اہلِ ایمان کا اجتماع

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی ایک حدیث میں ہے کہ:

" فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوْبُ الدِّيْنِ بِذَنَبِهٖ فَيَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيْفِ "

(جب دین کا تاجدار آکر خیمہ زن ہوگا تو لوگ اس کے پاس آکر اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح بادل کے منتشر ٹکڑے موسمِ خریف میں ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔)

(نہج البلاغہ)

(١٠) نہج البلاغہ کے خطبے کا اقتباس

"اُس وقت اللہ کی حجّتوں میں سے ایک حجّت اور اُس کے خلفا میں سے ایک خلیفہ جب یہ دیکھے گا کہ دنیا میں اللہ کا دین فسق وفجور اور ظلم وناانصافیوں کی وجہ سے چھپ گیا ہے تو وہ مصلحت وحکمتِ باری تعالیٰ کے تحت خود کو بھی پوشیدہ کرلے گا اور خاموشی کے ساتھ زمین کے کسی خطّے میں بیٹھا رہے گا۔"

(١١) حضرت امام مہدیؑ زندہ اور غائب ہیں

علی بن حسین نے محمد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے محمد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے محمد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے عیسیٰ بن عبداللہ علوی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اُن کے جد سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

" صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ مِنْ وُلْدِيْ هُوَ الَّذِيْ يُقَالُ مَاتَ هَلَكَ لَا بَلْ فِيْ اَيِّ وَادٍ سَلَكَ "

(صاحب الامر میری اولاد میں سے وہ ہوگا جس کے لیے کہا جائے گا کہ مر گئے ہلاک ہو گئے؛ نہیں، بلکہ وہ کسی وادی میں چلے گئے۔)

(١٢) تمھارا کوئی مرکز نہ ہوگا

علی بن حسین نے محمد العطّار سے، اُنھوں نے محمد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے محمد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابوجارود سے، اُنھوں نے مزاحم عبدی سے، اُنھوں نے عکرمہ بن صعصعہ سے، اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ:

" لَا تَنْفَكُّ هٰذِهِ الشِّيْعَةُ حَتّٰى تَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ الْمَعْزِ لَا يَدْرِي الْحَابِسُ عَلٰى اَيِّهَا يَضَعُ يَدَهٗ فَلَيْسَ لَهُمْ شَرَفٌ يَشْرُفُوْنَهٗ وَلَا سِنَادٌ يَسْتَنِدُوْنَ اِلَيْهِ فِيْ اُمُوْرِهِمْ "

(یہ شیعہ اُس وقت تک باز نہ آئیں گے جبتک کہ وہ ایسی بکریاں نہ بن جائیں کہ قصاب کو خود نہ معلوم ہو کہ وہ کس پر ہاتھ رکھے گا' ان میں کسی کے لیے کوئی وجہِ امتیاز نہ ہوگی اور نہ کوئی ایسا مرکز ہوگا جس کی طرف اپنے امور میں رجوع کر سکیں۔

(۱۳) گلّہ بغیر چراگاہ

(غیبتِ نعمانی)

ابوجارود نے عبداللہ شاعر یعنی ابنِ ابی عقب سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" کَاَنِّیْ بِکُمْ بجولون جولان الْاِبِل تبتغون مَرعیٰ وَلَا تَجِدُونَهَا مَعْشَرَ الشِّیْعَةِ!"

(اے گروہِ شیعہ! گویا میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تم حیران و سرگرداں پھر رہے ہو جیسے اونٹوں کا گلّہ چراگاہ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے اور اس کو کوئی چراگاہ نہیں ملتی۔)

(۱۴) امام مہدی کے اوصاف اور اُنکی پیروی کا حکم

(غیبتِ نعمانی)

علی بن احمد نے عبید اللہ بن موسیٰ سے' اُنھوں نے موسیٰ بن ہارون بن عیسیٰ عبدی سے' اُنھوں نے عبداللہ بن مسلم بن قعنب سے' اُنھوں نے سلیمان بن ہلال سے' اُنھوں نے کہا کہ ہم سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا اور آپؑ نے روایت کی اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے' اور آپؑ نے حضرت علی ابن الحسینؑ سے اور آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام ابنِ حضرت ابوالائمہ حضرت امام علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام سے' آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یاامیرالمومنینؑ! مجھے آپؑ اپنے مہدی کے متعلق کچھ بتائیے۔؟

" فَقَالَ: اِذَا دَرَجَ الدَّارِجُوْنَ' وَقَلَّ الْمُوْمِنُوْنَ' وَذَهَبَ الْمُجْلِبُوْنَ فَهُنَاكَ:

فَقَالَ: یَا اَمِیْرَالْمُوْمِنِیْنَ عَلَیْكَ السَّلَامُ مِمَّنِ الرَّجُلُ؟

فَقَالَ: مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ مِنْ ذُرْوَةِ طَوْدِ الْعَرَبِ وَبَحْرُ مَغِیْضِهَا اِذَا وَرَدَتْ وَمَجْفُوِّ اَهْلِهَا اِذَا اَتَتْ وَمَعْدِنِ صَفْوَتِهَا اِذَا اكْتَدَرَتْ لَا یَجْبُنُ اِذَا الْمَنَایَا هلعت' وَلَا یَحُوْرُ اِذَا الْمُوْمِنُوْنَ اكْتَنَفَتْ وَلَا یَنْكُلُ

اِذَا الْكُمَاةُ اصْطَرَعَتْ مُشَمِّرٌ مَغْلُوْلِبٌ ظَفِرٌ ضِرْغَامَةٌ حصد مُخَدِّش ذَكَرٌ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللهِ رَاْس قثم نشق رَاْسُهُ فِیْ بَاذِخِ السُّؤْدُدِ وَغَارِزٌ مَجْدِهٖ فِیْ اَكْرَمِ الْمُحْتَدِ' فَلَا یَصْرِفَنَّكَ عَنْ تَبِعَتِهٖ صَارِفٌ عَارِضٌ یَنُوْصُ اِلَى الْفِتْنَةِ كُلَّ مَنَاصٍ اِنْ قَالَ فَشَرُّ قَائِلٍ وَاِنْ سَكَتَ فَذُوْ دَعَائِرٍ

ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صِفَةِ الْمَهْدِیِّ علیہ السلام فَقَالَ: اَوْسَعُكُمْ كَهْفًا وَاَكْثَرُكُمْ عِلْمًا وَاَوْصَلُكُمْ رَحِمًا اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ بَیْعَتَهٗ خُرُوْجًا مِنَ الْغُمَّةِ وَاجْمَعْ بِهٖ شَمْلَ الْاُمَّةِ فَاِنْ خَارَ لَكَ فَاعْزِمْ وَلَا تَنْثَنِ عَنْهُ اِنْ وُفِّقْتَ لَهٗ وَلَا تَجِیْزَنَّ عَنْهُ اِنْ هُدِیْتَ اِلَیْهِ هَاهْ وَاَوْمَا بِیَدِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ شَوْقًا اِلٰى رُؤْیَتِهٖ"

(قرنوں اور صدیوں کے بعد جب مومنین کی قلت ہوگی' حق کی آواز پر لبیک کہنے والے چلے جائیں گے تو اُس وقت۔ (امام مہدی کا ظہور ہوگا)۔

سائل نے عرض کیا: یاامیرالمومنینؑ! اللہ آپ کو سلامت رکھے' وہ کس قوم و قبیلے سے ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بنی ہاشم میں سے ہوں گے۔ عرب کے بلند ترین پہاڑوں کی بلند ترین چوٹیوں میں سے ہوں گے۔ علوم و فیوض کے بحرِ ذخّار ہوں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں گے تو خود اُن کی قوم اُن پر آمادۂ جفا ہوگی۔ جب سارا معاشرہ گندگی سے پُر ہوگا' تب وہ معدنِ صدق و صفا ظاہر ہوں گے۔ موت آنے کے لیے بیچین ہوگی' مگر وہ اسکی پروا نہ کریں گے' مومن اُن کی پناہ میں جائے گا تو وہ اُس کو پناہ دیں گے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے بہادروں کے مقابلے سے منھ نہ موڑیں گے۔ سب پر غالب ہوں گے فتحیاب ہوں گے' وہ شیرِ نر ہوں گے' سب (ظالموں) کو کاٹ کر رکھدیں گے' اُنکی تکّا بوٹی کر دیں گے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں گے۔ وہ اعلیٰ درجے کے سخی' اعلیٰ ترین مرتبے کے سردار' معاملہ فہم' صاحبِ مجد و شرف ہوں گے۔ خبردار اُن کے اتباع سے منھ نہ موڑنا' خواہ کوئی کچھ کہے۔

پھر آپؑ نے امام مہدی کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: "وہ تم لوگوں کے لیے سب سے بڑی پناہ گاہ ہوں گے' تم لوگوں سے علم میں سب سے زیادہ ہوں گے' سب سے زیادہ حسنِ سلوک کرنے والے ہوں گے' پروردگار اُن کی بیعت سے لوگوں کے غموں کو

دور کرکے اُمّت کے منتشر شیرازے کو یکجا جمع کردینگے۔ اور اگر تمھیں موقع میسّر آئے اور اُن کا جہاں کہیں بھی تمھیں علم ہوجائے تو ضرور جانا اور اُن کی زیارت کا شرف حاصل کرنا، اُن سے منھ نہ موڑنا۔

(۱۵) آپؑ صلبِ امام حسینؑ سے ہونگے

(ینابیع نعمانی)

صحاح ستّہ میں ابواسحاق سے مروی ہے

قَالَ: "عَلِیٌّ علیہ السلام وَنَظَرَ اِلَی ابْنِہِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ: اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ کَمَا سَمَّاہُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِہِ رَجُلٌ بِاسْمِ نَبِیِّکُمْ یُشْبِہُہٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یُشْبِہُہٗ فِی الْخَلْقِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا۔"

(ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ میرا فرزند تم لوگوں کا سیّد و سردار ہے اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور اسی کے صلب سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام تمھارے نبیؐ کا نام ہوگا، خُلق میں آنحضرتؐ کے مشابہ ہوگا، مگر خلقت میں اُنؐ کے مشابہ نہ ہوگا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔)

(۱۶) آج کے دن سے کل کی صبح دور نہیں

(کتاب الطرائف)

(نہج البلاغہ کے خطبہ سے اقتباس)

ابوالائمہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

"وَاَخَذُوا یَمِیْنًا وَشِمَالًا طَعْنًا فِیْ مَسَالِکِ الْغَیِّ وَتَرْکًا لِمَذَاھِبِ الرُّشْدِ، فَلَا تَسْتَعْجِلُوا مَا ھُوَ کَائِنٌ مُرْصَدٌ وَلَا تَسْتَبْطِئُوا مَا یَجِیْئُ بِہِ الْغَدُ، فَکَمْ مِنْ مُسْتَعْجِلٍ بِمَا اِنْ اَدْرَکَہٗ وَدَّ اَنَّہٗ لَمْ یُدْرِکْہُ وَمَا اَقْرَبَ الْیَوْمَ مِنْ تَبَاشِیْرِ غَدٍ یَا قَوْمِ! ھٰذَا اِبَّانُ وُرُوْدِ کُلِّ مَوْعُوْدٍ وَدُنُوٍّ مِنْ طَلْعَۃِ مَا لَا تَعْرِفُوْنَ اَلَا وَاِنَّ مَنْ اَدْرَکَھَا مِنَّا یَسْرِیْ فِیْھَا بِسِرَاجٍ مُنِیْرٍ وَیَحْذُوْا فِیْھَا عَلٰی مِثَالِ الصَّالِحِیْنَ، لِیَحُلَّ فِیْھَا رِبْقًا وَیُعْتِقَ رِقًّا وَیَصْدَعَ شَعْبًا وَیَشْعَبَ صَدْعًا فِیْ سُتْرَۃٍ عَنِ

النَّاسِ لَا یُبْصِرُ الْقَائِفُ اَثَرَہٗ وَلَوْ تَابَعَ نَظَرَہٗ ثُمَّ لَیُشْحَذَنَّ فِیْھَا قَوْمٌ شَحْذَ الْقَیْنِ النَّصْلَ تُجْلٰی بِالتَّنْزِیْلِ اَبْصَارُھُمْ وَیُرْمٰی بِالتَّفْسِیْرِ فِیْ مَسَامِعِھِمْ وَیُغْبَقُوْنَ کَأْسَ الْحِکْمَۃِ بَعْدَ الصَّبُوْحِ۔"

(سچ ہے، یہ لوگ ہدایت کی راہوں کو چھوڑ کر راست و چپ (اِدھر اُدھر) کی گمراہیوں کو اختیار کیے ہوئے ہیں، مگر تم لوگ عجلت سے کام نہ لو اور دیکھتے رہو جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو اور یہ نہ چاہو کہ جو کل ہونے والا ہے وہ آج ہو جائے، اس لیے کہ بہت سے عجلت پسند لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جو کل ہونا ہے وہ آج ہو جائے، مگر نہیں ہوتا۔ اور آج کے دن سے کل کی صبح دور ہی کب ہے۔ انتظار کرو، وعدے کا وقت قریب ہے جو بہت جلد افق پر طالع ہونے والا ہے جس سے تم لوگ واقف نہیں ہو۔ خبردار ہوجاؤ جس نے وہ دور پالیا اس کو اندھیری رات میں راستہ طے کرنے کے لیے ایک روشن چراغ مل جائیگا اور صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے لگے گا، گردنوں سے گمراہی و ضلالت کے طوق اُتر جائیں گے، غلامی سے چھٹکارا مل جائے گا، جڑے ہوئے کو توڑیگا، وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگا اس کے نقشِ قدم کو بھی کوئی نہ دیکھ سکے گا، اسوقت ایک قوم کو حق کی سان پر تیز کیا جائیگا لوہار کی سان کی طرح۔ قرآن سے آنکھوں میں جلا پیدا کی جائیگی اور اسکے مطالب کانوں میں پڑیں گے اور حکمت کے ساغر صبح و شام اُنھیں پلائے جائیں گے۔)

(۱۷) اللہ تعالیٰ گروہِ صالح کو بھیجے گا

علی بن احمد المعروف بابن حمامی نے محمد بن جعفر قاری سے، اُنھوں نے محمد بن اسمٰعیل بن یوسف سے، اُنھوں نے سعید بن ابی مریم سے اُنھوں نے محمد بن جعفر بن کثیر سے، اُنھوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، اُنھوں نے ابی اسحاق سے، اُنھوں نے عاصم بن ضمرہ سے، اُنھوں نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"لَتُمْلَاَنَّ الْاَرْضُ ظُلْمًا وَجَوْرًا حَتّٰی لَا یَقُوْلَ اَحَدٌ: اَللّٰہُ: اِلَّا مُسْتَخْفِیًا ثُمَّ یَاْتِیَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ صَالِحِیْنَ یَمْلَئُوْنَھَا قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔"

(ایک دور ایسا بھی آئے گا جب زمین ظلم و جور سے اس قدر بھر جائے گی کہ کوئی اللہ کا نام سب کے سامنے نہ لے سکے گا مگر پوشیدہ طور پر۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ ایک صالح گروہ کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و قسط سے اس طرح پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے معمور و مملو ہوگی۔)

(امالی شیخؒ)

(۱۸) امام مہدیؑ کے اصحاب اُمت کے بہترین لوگ ہونگے

ابی و ابنِ ولید وغیرہ نے سعد وحمیری و محمدؔ عطار و احمد بن ادریس سب نے ابن الوخطاؔب و ابنِ عیسٰی و برقی و ابنِ ہاشم سب سے، اُنھوں نے ابنِ فضاؔل سے، اُنھوں نے ثعلبہ سے، اُنھوں نے مالک جہنی و ابن الولید سے، اُنھوں صفاؔر و سعد اور ان کے ساتھیوں سے، اُنھوں نے طیالسی سے، اُنھوں نے زید بن محمدؔ بن قالوس سے، اُنھوں نضر بن ابی سریؔ سے، اُنھوں نے ابی داود مسترق سے، اُنھوں نے ثعلبہ سے، اُنھوں نے مالک جہنی سے اُنھوں نے حارث بن مغیرہ سے، اُنھوں نے اصبغ ابنِ نباتہ سے روایت کی ہے کہ: اصبغ ابن نباتہ کہتے ہیں، ایک مرتبہ میں حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کچھ متفکر سے ہیں اور زمین کُریدرہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یاامیر المومنینؑ! کیا بات ہے میں آج آپؑ کو قدرے متفکر محسوس کر رہا ہوں، آپؑ زمین کُرید رہے ہیں کیا آپؑ کو اس زمین کی خواہش ہے ؟

" قَالَ لَا وَاللهِ مَا رَغِبْتُ فِيهَا وَلَا فِي الدُّنْيَا يَوْمًا قَطُّ وَلٰكِنِّي فَكَّرْتُ فِي مَوْلُودٍ يَكُونُ مِنْ ظَهْرِي الْحَادِي عَشَرَ مِنْ وُلْدِي هُوَ الْمَهْدِيُّ يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا تَكُونُ لَهُ حَيْرَةٌ وَغَيْبَةٌ، يَضِلُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَيَهْتَدِي فِيهَا آخَرُونَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! وَإِنَّ هٰذَا لَكَائِنٌ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كَمَا إِنَّهُ مَخْلُوقٌ وَأَنّٰى لَكَ بِالْعِلْمِ بِهٰذَا الْأَمْرِ يَا أَصْبَغُ! أُولٰئِكَ خِيَارُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَعَ أَبْرَارِ هٰذِهِ الْعِتْرَةِ: قُلْتُ: وَمَا يَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ ؟ قَالَ: ثُمَّ يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ فَإِنَّ لَهُ إِرَادَاتٍ وَغَايَاتٍ وَنِهَايَاتٍ۔"

(آپؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم، نہ مجھے اِس زمین کی خواہش ہے اور نہ کبھی کسی دن مجھے دنیا کی خواہش رہی ہے بلکہ میں تو بیٹھا ہوا اُس مولود کے متعلق غور وفکر کر رہا ہوں جو میری نسل سے گیارہویں پشت میں ہوگا، جو اِس زمین کو عدل سے اسطرح بھر دیگا جسطرح یہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، مگر اس کے لیے غَیبت وحیرت کا زمانہ بھی ہوگا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہو جائیں گی اور کچھ لوگ ہدایت پر قائم رہیں گے۔

میں نے عرض کیا: یاامیر المومنینؑ! کیا واقعًا یہ ہونے والا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں ہاں، اُس کو پیدا ہونا ہے، مگر اے اصبغ تجھے اس سے کیا واسطہ اُس وقت تو اِس عترت کے بہترین لوگوں کے ساتھ اِس اُمت کے بہترین لوگ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا ؟

آپؑ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا، اِس لیے ارادے اُسی کے ہیں، مقاصد اُسی کے ہیں اور اسے انتہا تک پہنچانا اُسی کا کام ہے۔ (اکمال الدین)

- سعد نے ابنِ ابی خطاؔب سے، انھوں نے ابن فضاؔل سے، اُنھوں نے ثعلبہ سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)
- عبداللہ بن محمدؔ بن خالد نے منذر بن محمدؔ بن قالوس سے، اُنھوں نے نضر سے، اُنھوں نے منصور بن سندی سے، اُنھوں نے ابو داؤد سے، اُنھوں نے ثعلبہ سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)
- کُلینیؒ نے علی بن محمدؔ سے، اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے نضر بن محمدؔ بن قالوس سے، اُنھوں نے منصور بن سندی سے، اُنھوں نے ابو داؤد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ نعمانی)
- ابن تولویہ نے سعد سے، اُنھوں نے طیالسی سے، اُنھوں نے منذر بن محمدؔ سے اُنھوں نے نضر بن ابو سریؔ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اختصاص)

(۱۹) جاہلوں کا قول ؟

ابنِ ولید نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے جعفر بن محمدؔ فزاری سے، اُنھوں نے اسحاق بن محمدؔ صیرفی سے، اُنھوں نے ابی ہاشم سے، اُنھوں نے فرات بن احنف سے، اُنھوں نے ابنِ ظریف سے، اُنھوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت قائم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" أَمَا لَيَغِيبَنَّ حَتّٰى يَقُولُ الْجَاهِلُ: مَا لِلّٰهِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ حَاجَةٌ "

(لیکن وہ (حضرت قائمؑ) ضرور لوگوں کی نگاہوں سے غائب رہیں گے اور اُنکی غَیبت اتنی طویل ہو جائیگی کہ جاہل کہنے لگے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اب آلِ محمدؐ کی کیا ضرورت ہے یا (اللہ کو اب آلِ محمدؐ کی ضرورت نہیں رہی۔) (اکمال الدین)

- وراق نے سعد سے، عن ابراہیم بن ہاشم، عن اسحاق بن محمدؔ عن ابو ہاشم، عن فرات بن احنف عن اصبغ

ابنِ نباتہ نے یہی روایت "اکمال الدین" میں بیان کی ہے۔

(۲۰) زمانۂ غیبت میں ملّت کا حال ؟

ابن ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے عبّاد بن یعقوب سے، اُنھوں نے حسن بن محمد سے، اُنھوں نے ابو جارود سے، اُنھوں نے یزید ضبّی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

" كَأَنِّي بِكُمْ تَجُولُونَ جَوَلَانَ النَّعَمِ تَطْلُبُونَ الْمَرْعَى فَلَا تَجِدُونَهُ "

(گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ (زمانۂ غیبت میں) اس طرح مارے مارے پھر رہے ہو جس طرح چوپائے چراگاہ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اور اُنھیں چراگاہ نہ ملتی ہو۔)

(اکمال الدین)

(۲۱) امام مہدی کی بود و باش ؟

ابنِ موسیٰ نے، اسدی نے، اُنھوں نے سعد سے، اُنھوں نے محمد بن عبدالحمید و عبدالصمد بن محمد نے ایک ساتھ، اُنھوں نے حنّان بن سدیر سے، اُنھوں نے علی بن حزوّر سے، اُنھوں نے اصبغ بن نباتہ سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: " صَاحِبُ هٰذَا الْأَمْرِ الشَّرِيدُ الطَّرِيدُ الْفَرِيدُ الْوَحِيدُ "

(صاحب الامر (علیہ السّلام) زمانۂ غیبت میں لوگوں سے الگ تھلگ، آبادیوں سے دور، تنہا اور اکیلے رہا کریں گے)

(اکمال الدین)

(۲۲) ظہور کے وقت کی بعض نشانیاں

لوگوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے ابراہیم بن حکم سے، اُنھوں نے اسمٰعیل سے، اُنھوں نے اعمش سے، اُنھوں نے ابی وائل سے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السّلام کو دیکھا اور

" اِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ سَيِّدًا وَ سَيُخْرِجُ اللهُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلًا بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ فَيُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ وَ الْخُلُقِ يَخْرُجُ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَ إِمَاتَةٍ مِنَ الْحَقِّ وَ إِظْهَارٍ مِنَ الْجَوْرِ وَ اللهِ لَوْ لَمْ يَخْرُجْ لَضُرِبَ عُنُقُهُ يَفْرَحُ لِخُرُوجِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ وَ سُكَّانُهَا يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَ ظُلْمًا تَمَامَ الْخَبَرِ ۔"

(میرا یہ فرزند سید و سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام سیّد رکھا ہے اور اس کے صلب سے ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبیؐ کا نام ہوگا اور وہ خَلق و خُلق میں آنحضرتؐ کے مشابہ ہوگا، اُس کا ظہور اُس وقت ہوگا جب لوگ بالکل غفلت میں ہوں گے، حق مُردہ کر دیا جائے گا، کھلم کھلا ظلم و جور کیا جائے گا، واللہ اگر وہ خروج نہ کرے گا تو ضرور اُس کی گردن ماردی جائے گی، اُس کے خروج سے اہلِ آسمان خوش ہو جائیں گے، وہ زمین کو عدل سے اسطرح بھر دیگا جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ الخ

(غیبۃ طوسی)

(۲۳) "صبر کرو آنیوالا تمہارے خون کا بدلہ لیگا"

حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ:

" پھر تم لوگ جبتک اللہ تعالیٰ چاہے گا اسیطرح رہوگے، یہاںتک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو ظاہر کرے گا جو تمھیں یکجا جمع کر دیگا اور تمھارے بکھرے ہوئے شیرازے کو سمیٹ دیگا۔

(از نہج البلاغہ کتاب الفتن)

اور ابنِ میثم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کے بعض خطبوں میں یہ وعدہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہے۔

" قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِعْلَمُوا عِلْمًا يَقِينًا أَنَّ الَّذِي يَسْتَقْبِلُ قَائِمَنَا مِنْ أَمْرِ جَاهِلِيَّتِكُمْ وَ ذٰلِكَ أَنَّ الْأُمَّةَ كُلَّهَا يَوْمَئِذٍ جَاهِلِيَّةٌ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللهُ فَلَا تَعْجَلُوا فَيُعَجِّلَ الْخَوْفُ بِكُمْ، وَ اعْلَمُوا أَنَّ الرِّفْقَ يُمْنٌ وَ الْأَنَاةَ رَاحَةٌ وَ بَقَاءٌ وَ الْإِمَامُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْكَرُ وَ يُعْرَفُ لَيَنْزِعَنَّ عَنْكُمْ قُضَاةَ السُّوءِ وَ لَيَقْبِضَنَّ عَنْكُمُ الْمُرَاضِينَ وَ لَيَعْزِلَنَّ

لہ یعنی ظلم کے خلاف تلوار نہ اُٹھائیں گے

عَنكُمْ اُمَرَاءَ الجَورِ وَلَيُطَهِّرَنَّ الْاَرْضَ مِنْ كُلِّ غَاشٍّ وَلَيَعْمَلَنَّ بِالْعَدْلِ وَلَيَقُومَنَّ فِيكُمْ بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ وَلَيَتَمَنَّيَنَّ اَحْيَاؤُكُمْ رَجْعَةَ الْكَرَّةِ عَمَّا قَلِيلٍ فَتَعِيشُوا اِذَنْ، فَاِنَّ ذٰلِكَ كَائِنٌ،"

اَللهَ اَنْتُمْ بِاَحْلَامِكُمْ، كُفُّوا اَلْسِنَتَكُمْ وَكُونُوا مِنْ وَرَاءِ مَعَايِشِكُمْ، فَاِنَّ الْحِرْمَانَ سَيَصِلُ اِلَيْكُمْ وَاِنْ صَبَرْتُمْ وَاحْتَسَبْتُمْ وَاسْتَيْقَنْتُمْ اَنَّهُ طَالِبُ وَتْرِكُمْ وَمُدْرِكُ ثَارِكُمْ وَآخِذٌ بِحَقِّكُمْ وَاُقْسِمُ بِاللهِ قَسَمًا حَقًّا اِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔"

(تم لوگ جان لو اور یقیناً جان لو کہ ہمارے قائم کے سامنے جو چیز پہلے آئے گی، وہ تمھاری جہالت ہوگی اور وہ سوائے چند لوگوں کے جن پر اللہ کا خاص رحم ہوگا ساری اُمّت جاہلیّت کا شکار ہوگی۔ لہٰذا جلدی نہ کرو اور سمجھ لو کہ نرمی اور تاخیر ہی میں بقا اور راحت ہے۔ امامؑ خوب جانتا ہے کہ نیک و بد کیا ہے۔ وہ تم لوگوں سے بُرے فیصلے ہٹا دے گا، ظالم و جابر اُمراء کو معزول کردے گا اور زمین کو ہر طرح کے مکر و فریب سے پاک کردے گا، وہ نظامِ عدل قائم کرے گا اور تم میں سیدھا ترازو نصب کرے گا، تم میں اِس وقت جو زندہ ہیں وہ اُس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ہم دوبارہ دنیا میں تھوڑے ہی دنوں کے لیے بھیج دیے جائیں۔ بس اِس وقت تو عیش کرلو، مگر سمجھ لو کہ یہ ہو کر رہے گا۔

اللہ اللہ! تم لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے ہو، اپنی زبانیں بند رکھو، اور اپنی فکرِ معاش میں لگے رہو کیونکہ یاس و حرمان تم تک پہنچنے والا ہے اگر تم نے صبر کرلیا، اپنے کو سنبھالے رہے اور اس امر کا یقین رکھا کہ وہ آنے والا تمھارا انتقام لے گا، تمھارے خون کا بدلہ لے گا اور تمھارا حق لوگوں سے دلوائے گا۔ اور میں اللہ کی قسم اور سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو صاحبانِ تقویٰ ہیں اور اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو نیک کردار ہیں۔

نوٹ: امام مہدی کے متعلق شیعہ اور اہلِ سنّت کے اعتقادات

ابن ابی الحدید معتزلی نے اس خطبے کی شرح میں کہا ہے کہ یہ بنی اُمیّہ کے ذکر پر مشتمل ہے

جن کو اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے اور نقل کیا ہے، مگر علّامہ سیّد رضی علیہ الرحمہ نے اس خطبے کے بعض حصّے چھوڑ دیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

"ومنها فانظروا اهل بيت نبيكم فان لبدوا فالبدوا وان استنصروكم فانصروهم ليفرجن الله برجل منا اهل البيت بابي ابن خيرة الاماء لا يعطيهم الا السيف هرجا هرجا موضوعا على عاتقه ثمانية حتى تقول قريش لو كان هذا من ولد فاطمة لرحمنا فيغريه الله ببني امية حتى يجعلهم حطاما ورفاتا ملعونين اينما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتيلا سنة الله في الذين خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا"

اس خطبے میں حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

(تم لوگ اہلِ بیتِ نبیؐ پر نگاہ رکھو، جب وہ تم سے نصرت کے طالب ہوں تو اُن کی نصرت کرنا۔ اللہ تعالیٰ ایک ایسے مرد کے ذریعے سے تمام مشکلات دور کردیگا جو ہم اہلِ بیت میں سے ہوگا جو بہترین کنیز کا فرزند ہوگا، جو اِن (بنی اُمیّہ) کو سوائے تلوار کے کچھ نہ دیگا جسے وہ اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے نکلے گا اور قریش اُسے دیکھ کر کہیں گے اگر یہ اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوتا تو یقیناً ہم پر رحم کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں بنی اُمیّہ کا قتلِ عام کرائے گا۔ یہ ملعونین جہاں بھی پناہ لیں گے، پکڑے جائیں گے اور قتل کردیے جائیں گے بہت کثرت سے قتل کیے جائیں گے۔ اللہ کی یہی سنّت گذشتہ اُمّتوں میں بھی جاری تھی اور تم اللہ کی سنّت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔)

اس کے بعد ابی الحدید نے لکھا ہے کہ اب اگر یہ سوال ہو کہ وہ مرد کون ہے جس کا اس خطبے میں وعدہ کیا گیا ہے؟ تو فرقۂ امامیہ کا جواب یہ ہے کہ وہ اُن کے (ہمارے) بارہویں امام ہیں جو ایک بہترین کنیز کے فرزند ہیں جن کا نام نرجس ہے۔

اور ہمارے اصحاب کا جواب یہ ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ میں آئندہ پیدا ہوں گے، ابھی ان کی ولادت نہیں ہوئی ہے۔

پھر اگر یہ سوال ہو کہ اُس (ظہورِ امام مہدی کے) وقت بنی اُمیّہ میں سے موجود ہی کون ہوگا جس سے یہ (مرد) امام مہدی علیہ السّلام انتقام لیں گے؟

تو فرقۂ امامیہ کا جواب ہے کہ (رجعت ہوگی) یعنی اُس وقت بنی اُمیّہ وغیرہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے (جس وقت امام مہدیؑ ظہور کریں گے) اور وہ ان سب کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے

اُن کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیریں گے، اُنھیں سولی پر لٹکائیں گے اور اسی طرح وہ تمام دشمنانِ آلِ محمدؐ سے انتقام لیں گے خواہ وہ اگلے زمانے والے ہوں یا پچھلے زمانے والے۔

اور ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے مرد کو آخر زمانہ میں پیدا کرے گا جو اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوگا اِس وقت وہ موجود نہیں ہے اور وہ انتقام لیگا، زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دیگا جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی اور ظالموں کو سخت ترین سزائیں دیگا۔ وہ ایک کنیز کے بطن سے ہوگا، جیساکہ روایات میں موجود ہے۔ اُس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا اور وہ اُس وقت ظہور کریگا جب اکثر اسلامی ممالک پر بنی اُمیہ کی نسل سے ایک شخص کی حکومت ہوگی اور وہ وہی سفیانی ہوگا جس کی پیشینگوئی اکثر احادیث میں ہے۔ وہ اولادِ ابوسفیان ابن حرب بن اُمیہ سے ہوگا۔

اور یہ امام (مہدی) جو نسلِ فاطمہؑ سے ہوں گے اُس (سفیانی) کو اور اُس کے متبعین کو قتل کریں گے، اُسی وقت حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کا آسمان سے نزول ہوگا، پھر قیامت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوں گے اور دابۃ الارض کا ظہور ہوگا، تکالیف ختم ہوجائیں گی، صور پھونکا جائے گا تو مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے جیساکہ کتابِ عزیز قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر ہے۔

(از شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی)

(۲۴) امیرالمومنینؑ کی بصیرت تا قیامت

احمد بن محمد کوفی نے جعفر بن عبداللہ محمدی سے، اُنھوں نے ابی روح فرج بن قرہ سے، اُنھوں نے جعفر بن عبداللہ سے، اُنھوں نے مسعدہ بن صدقہ سے، مسعدہ نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خطبہ فرمایا: پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے، پھر حضرت محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجا، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اَمّابعد: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ زمانے کے ظالموں اور جابروں کو پہلے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے (جب وہ ظلم سے باز نہیں آتے تو) اُن کے ٹکڑے اُڑا دیتا ہے۔ اور قوموں اور اُمتوں کو پہلے آزمائشوں میں مبتلا کر دیتا ہے اس کے بعد اُن کی ٹوٹی ہڈیوں کو جوڑتا ہے۔

اے لوگو! اگلوں اور پچھلوں کے سارے واقعات تمھارے سامنے ہیں، جو قابلِ عبرت ہیں، مگر نہ ہر دل والے کے پاس سمجھ ہوتی ہے، نہ ہر کان والا سُنتا ہے اور نہ ہر آنکھ والا دیکھتا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے نفع و نقصان پر اچھی طرح نظر رکھو اور اُنھیں دیکھو جنھیں اللہ نے مہلت اور ڈھیل دی تھی جو سنّتِ آلِ فرعون پر گامزن تھے۔ اُن کے پاس باغات تھے، چشمے تھے، کھیتیاں تھیں، رہنے کے لیے اچھے اچھے مکانات تھے، اور پھر یہ دیکھو کہ اس خوشحالی و شادابی وحکمرانی کے بعد اللہؑ نے اُن کا کس طرح خاتمہ کردیا۔ اب جو تم لوگوں میں سے صبر سے کام لے گا اُس کا انجام جنّت ہے اور وہ اسمیں ہمیشہ رہے گا اور تمام اُمور کا انجام اور بازگشت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور اسی کی طرف ہے۔

پس بیحد تعجّب ہے اور مجھے کیوں نہ تعجّب ہو اُن فرقوں کی غلطیوں پر جو اپنے اپنے دینی اعتقادات کی صحت پر الگ الگ دلیلیں پیش کرتے ہیں جن کا نہ حدیثِ رسولؐ سے کوئی واسطہ ہے، نہ وصیِ رسولؐ کے عمل سے کوئی ربط ہے، نہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک نیکی وہی ہے جس کو وہ لوگ نیکی سمجھتے ہیں اور بدی وہی ہے جس کو وہ بدی کہدیں۔ "ہر شخص اپنی اپنی جگہ امام بنا ہوا ہے" اور سمجھتا ہے کہ ہمارے ثبوت بہت مضبوط اور ہمارے دلائل بہت محکم ہیں۔ اور اسی طرح وہ ان دلائل میں اضافے کرتے جارہے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ اپنی خطاؤں اور غلطیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ کا تقرّب نہیں پا رہے ہیں بلکہ وہ اللہ سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کی باتیں سُنکر خوش ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں، مگر اللہ فاطر السموات کے وہ پیغامات جن کو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں تک پہنچایا اور ورثے میں چھوڑا ہے وہ اس سے وحشت اور نفرت کرتے ہیں۔

ان لوگوں کا انجام پُرحسرت وحرمان اور محرومی ہے۔ یہ لوگ شبہات کے غار میں پڑے ہوئے ہیں جہاں تاریکی وگمراہی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوسکے گا، ان کو اللہ نے خود اپنے نفسوں اور رایوں کا ذمّہ دار بنا لیا ہے۔ یہ لوگ بالکل اُن چوپایوں کے گلّے سے مشابہ ہیں جن کا گلّہ بان غائب ہو۔

اور ہمیں تو اپنے شیعوں کے کردار پر بھی افسوس ہے کہ آج جو ایکدوسرے سے دوستی کا دم بھرتے ہیں وہ کل میرے بعد کیسے ایکدوسرے کو ذلیل اور قتل کر رہے ہوں گے۔ اصل اور جڑ کو چھوڑ کر شاخ سے وابستہ ہوجائیں گے۔ اور ہر گروہ اُنہیں سے ایک ایک

شاخ کو پکڑ لیگا، جس طرف وہ شاخ مائل ہے اُسی طرف یہ بھی چل پڑیں گے، مگر اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ ج ان سب کو ایک جگہ جمع کردیگا اور وہ وقت بنی اُمیّہ کے لیے انتہائی بُرا ہوگا۔ اور یہ لوگ بالکل اسی طرح جمع ہوں گے جیسے موسمِ خریف میں بادلوں کے بکھرے ہوئے ٹکڑے ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جوڑ دے گا اور پھر لشکروں کے دَل بنجائیں گے جیسے بادلوں کے دَل بنتے ہیں، پھر ان کے لیے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ اپنے جوش و جذبے میں بہتے ہوئے یوں آگے بڑھیں گے جیسے ایک چوہے کے سوراخ سے سیلِ عرم۔ (یعنی چوہوں کا سیل بالفاظِ دیگر ٹڈی دَل کیطرح) جسے نہ کوئی پہاڑ روک سکے گا، نہ رتیلہ ٹیلہ اور نہ کوئی سیسہ پلایا ہوا بند۔ پھر اللہ ج ان لوگوں کو وادیوں میں پھیلادے گا اور وہ ہر جگہ سے چشموں کی طرح زمین سے نکل پڑیں گے اور بنی اُمیّہ کو شہروں سے نکال دیں گے اور ایک قوم کا حق دوسری قوم سے وصول کرلیں گے، ایک قوم دوسری قوم کے ملک پر مُسلّط ہوجائے گی، اور جو چیز اُنھوں نے غصب کرلی تھی وہ اُن سے واپس لے لی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کے ہاتھوں اُن کے محلّات، اور اُن کے قلعے مسمار کرادے گا، اور سرزمینِ اِرم (فلسطین) اور بیت المقدس ان سے پُر ہوجائے گا

اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسانوں کو خلق فرمایا، یہ سب کچھ ہو کر رہے گا، گویا میں اُن کے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور اُن کے سپاہیوں کی للکار سن رہا ہوں۔

اور خدا کی قسم (کچھ عرصے بعد) اس قوم کے ہاتھوں سے بھی یہ اقتدار اور حکومت اس طرح نکل جائے گی جس طرح آگ سے چربی پگھل کر بہ نکلتی ہے اور ان میں سے جو بھی مرے گا وہ گمراہی کی موت مرے گا، جو گذر جائے گا، وہ اللہ کے سامنے فیصلے کے لیے پیش ہوگا، جس نے توبہ کرلی اللہ اُس کی توبہ قبول کرے گا۔ اور شاید اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو منتشر ہوجانے کے بعد ایک جگہ جمع کردے۔ اِس لیے کہ کسی کی مجال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مشورہ دے۔ سارا اختیار اُسی کو ہے اور سارا حکم اسی کا چلتا ہے۔

اے لوگو! بہت سے نااہل امامت کے خواہشمند ہیں۔ اگر تم لوگ نصرتِ حق سے منہ نہ موڑتے اور باطل کی توہین (اپنے بارے میں) قبول نہ کرتے تو وہ لوگ

جو کسی طرح بھی تمھارے برابر اور ہم پلّہ نہیں، آج تمھارے مقابلے میں بہادر نہ بنتے آج جو تم پر طاقت کا مظاہرہ کررہے ہیں، وہ نہ کرسکتے۔ یہ نتیجہ ہے اس امر کا، کہ جو اطاعت کا اہل ہے اُس کی اطاعت سے تم لوگوں نے منہ موڑا۔ اور اب تم لوگ بھی اسی طرح سرگرداں اور مارے مارے پھروگے جس طرح حضرت موسیٰ ع کے زمانے میں بنی اسرائیل چالیس سال تک وادیٔ تیہ میں مارے مارے پھرتے تھے اور میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ بنی اسرائیل جسقدر سرگرداں اور مارے مارے پھرتے تھے اس سے بھی کئی گنا زیادہ تم لوگ مارے مارے سرگرداں پھروگے۔

اور اپنی جان کی قسم اگر تم لوگوں نے بنی امیّہ کی سلطنت کو کسی طرح جھیل بھی لیا، تو اس کے بعد تم لوگ ایسے سلطان کی حکومت پر متّحد ہوجاؤگے جو گمراہی کی طرف دعوت دے گا۔ تم لوگ حق کو پسِ پُشت ڈالوگے اور باطل کو زندہ کروگے اور اصحابِ بدر کی سیرت کو چھوڑ کر اُن لوگوں کی اولاد سے مل جاؤگے جنھوں نے رسول ص سے جنگ کی تھی۔

اور اپنی جان کی قسم، جب ان سب کے ہاتھوں سے حکومتیں نکل جائیں گی تو آزمائش کا وقت آجائے گا اور وعدۂ ظہور قریب تر ہوگا، مہلت کی مدّت ختم ہوجائیگی ایک دُمدار ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا اور روشن چاند نکل آئے گا۔ جب ایسا ہو تو توبہ کی طرف رجوع کرنا۔ اور یہ بھی جان لو کہ اگر تم نے مشرق سے ظاہر ہونے والے کی پیروی کرلی تو وہ تمھیں سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلائے گا تمھارے اندھے، بہرے اور گونگے پن کا علاج کردے گا اور سخت محنت و مزدوری سے تمھیں نجات دلادے گا، تمھاری گردنوں کا بوجھ ہلکا کردے گا، مگر ان لوگوں کو اللہ پر چھوڑ دے گا جو اس کی اطاعت سے انکار کریں گے اور ظلم پر قائم رہیں گے اور وہ چیز اپنائیں گے جو اُن کی نہیں ہے اور ظلم کرنے والے عنقریب ہی جان لیں گے کہ کونسا انقلاب آکر انھیں تہ و بالا کردے گا۔)

(روضۃ الکافی جلد ۸ ص ۶۳)

(۲۵) خطبۂ ملاحم وفتن

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ملاحم وفتن کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

"وہ (امام قائم) لوگوں کی خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑ دیں گے جبکہ لوگ ہدایت کو

خواہشات کی طرف موڑتے ہوں گے۔ وہ (امام قائمؑ) رائے کو قرآن کی طرف موڑ دیں گے جبکہ لوگ قرآن کو اپنی رائے کی طرف موڑتے ہوں گے۔) (نہج البلاغہ)

اسی خطبے میں یہ بھی ہے کہ:

"حتیٰ تقوم الحرب بکم علیٰ ساق بادیًا نواجذھا مملوءۃ اخلافھا حلوًا رضاعھا علقمًا عاقبتھا۔ الا و فی غد و سیأتی غد بما لا تعرفون یأخذ الوالی من غیرھا عمالھا علیٰ مساوی اعمالھا وتخرج لہ الارض افالیذ کبدھا، وتلقی الیہ سلمًا مقالیدھا فیریکم کیف عدل السیرۃ ویحیی میت الکتاب والسنۃ "

(یہاں تک کہ ناقۂ جنگ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائیگی، وہ دانت نکالے ہوئے ہوگی، اس کے تھن دودھ سے مملو ہوں گے جو پیتے وقت شیریں محسوس ہوگا، مگر انجام تلخ ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ، یہ کل ہوگا اور یہ کل اُس وقت آئے گی جب تم لوگ اس سے بیخبر ہو جاؤ گے اُس دن ولیٔ عصر دوسرے حکمرانوں کے عمّال کے کرتوتوں کا مواخذہ کرے گا، زمین اُن کے لیے اپنے خزانے اُگل دے گی، اور اپنے خزانوں کی کنجیاں اُن کے حوالے کر دے گی، پھر وہ تمھیں دکھائیں گے کہ سیرت کیسے بدلتی ہے اور کتاب و سنّت کے مردہ جسم میں کیسے جان ڈالی جاتی ہے۔) (نہج البلاغہ)

ہدایت ہم سے شروع ہوئی اور ہم ہی پر ختم ہوگی

ابن ابی الحدید معتزلی نے امیر المومنین علیہ السّلام کے ایک خطبے کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"الا و انّ ابرار عترتی و اطائب ارومتی احلم الناس صغارًا و اعلم الناس کبارًا، الا و انّا اھل بیت من علم اللہ علمنا وبحکم اللہ حکمنا و من قول صادق سمعنا فان تتبعوا آثارنا تھتدوا ببصائرنا وان لم تفعلوا یھلککم اللہ بایدینا معنا رایۃ الحق من تبعھا لحق و من تاخر عنھا غرق الا وبنا یدرک ترۃ کل مومن وبنا تخلع ربقۃ الذل عن اعناقکم وبنا فتح لا بکم وبنا یختم لا بکم "

(آگاہ رہو کہ میری عترت کے نیکوکار اور میرے خاندان کے پاک و طیب لوگ بچپن میں سب سے زیادہ بردبار و ہوشیار اور بڑے ہونے پر علم میں سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ ہم اہلِ بیت کا علم اللہ کے علم سے ماخوذ ہوتا ہے، ہمارا فیصلہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، ایک سچ کہنے والے (صادق) سے ہم نے سنا ہے اگر تم سب لوگ ہمارا اتباع کرو گے تو ہماری بصیرتوں سے ہدایت پاؤ گے، اور اگر اتباع نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے ہی ہاتھوں تمھیں ہلاک کرے گا۔ حق کا پرچم ہمارے ساتھ ہے، جو اس پرچم کی طرف بڑھا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہوگا، جس نے پس و پیش کیا وہ غرق ہو گیا، آگاہ رہو کہ ہم سے ہی ہر مومن کو ہدایت ملے گی اور ہمارے ہی ذریعے سے تمہاری گردنوں سے ذلّت کی رسّیاں کھولی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے تمہاری ہدایت شروع کی ہے اور ہم ہی پر ہدایت کو ختم کرے گا۔)

• قاضی القضاۃ نے "کافی الکفاۃ" میں اسماعیل بن عباد کے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے ذکر میں فرمایا کہ: "انّہ من ولد الحسین علیہ السّلام" (وہ امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔) پھر اُن کا حلیہ بیان فرمایا کہ:

"رجل اجلی الجبین اقنی الانف، ضخم البطن، ازیل الفخذین ابلج الثنایا بفخذہ الیمنٰی شامۃ "

(وہ ایک روشن پیشانی والے مرد ہوں گے، ناک کھڑی اور ستواں ہوگی، پیٹ اُبھرا ہوا، رانیں چوڑی، دندانِ مبارک کھڑکی دار، داہنی ران پر لہسن ہوگا۔)

• اس حدیث کو بعینہٖ عبداللہ بن قتیبہ نے اپنی کتاب "غریب الحدیث" میں بھی تحریر کیا ہے۔

• دیوانِ منسوب بہ امیر المومنینؑ میں یہ چند اشعار بھی مرقوم ہیں:

(۱) بُنیَّ اذا ما جاشت الترک فانتظر ● ولایۃ مھدیّ یقوم فیعدل

اے فرزند! جب ترکوں کی فوج چلے تو ایک مہدی کی حکومت کا انتظار کرنا، وہ قیام کریگا اور عدل قائم کریگا

(۲) وذلّ ملوک الارض من آل ھاشم ● وبویع منھم من یلذ و یھزل

روئے زمین پر تمام بنی ہاشم کے سلاطین کو وہ اپنا تابع کریگا اسکی بیعت کیجائیگی خواہ خوشی سے خواہ ناپسندیگی سے

(۳) صَبِیّ مِنَ الصِّبْیَانِ لَا رای عنده • وَلَاعِنْدَهٗ جِدٌّ وَلَا هُوَ یَعْقِلُهٗ

وہ اطفال میں سے ایک طفل ہوگا جسکی نہ کوئی رائے ہوگی، نہ سمجھ اور نہ عقل

(۴) فَثَمَّ یَقُوْمُ الْقَائِمُ الْحَقُّ مِنْکُمْ • وَ بِالْحَقِّ یَأْتِیْکُمْ وَ بِالْحَقِّ یَعْمَلُهٗ

اس کے بعد تم میں سے ایک حق کو قائم کرنے والا قیام کرے۔ جو حق کے ساتھ تم لوگوں کے پاس آئے گا اور وہ حق پر عمل کرنے والا ہوگا۔

(۵) سَمِیُّ نَبِیِّ اللّٰہِ نَفْسِیْ فِدَاؤُہٗ • فَلَا تَخْذُلُوْہُ یَا بُنَیَّ وَعَجِّلُوْا

جس کا نام نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہوگا، میری جان اس پر قربان۔ اے فرزند جب وہ ظہور کرے تو اُس کی نصرت سے گریز نہ کرنا اور عجلت سے اس کی مدد کرنا

بِحَارُ الْاَنْوَار

باب سوم
۳

وہ احادیث جو
حضرت امام حسن علیہ السلام
اور
حضرت امام حسین علیہ السلام
سے مروی ہیں

① امام حسنؑ کا ارشاد، انکی عمر چالیس سال سے کم محسوس ہوگی

المظفر العلوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جبرائیل بن احمد سے، اُنھوں موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اُنھوں نے حسن بن محمّد صیرفی سے، اُنھوں نے حنّان بن سدیر سے، اُنھوں نے اپنے والد سدیر بن حکیم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ابوسعید عقیصا سے روایت نقل کی ہے کہ جب امام حسن علیہ السّلام نے معاویہ بن ابوسفیان کی صلح کی پیشکش منظور کرلی تو لوگ آپؑ کے پاس پہنچے اور بعض نے آپؑ کی اس صلح پر آپؑ کو برا کہا۔ تو آپؑ نے فرمایا:

"وَيْحَكُمْ مَا تَدْرُوْنَ مَا عَمِلْتُ ؟ وَاللهِ الَّذِي عَمِلْتُ خَيْرٌ لِشِيْعَتِي مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّنِي اِمَامُكُمْ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَيْكُمْ وَ اَحَدُ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِنَصٍّ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ؟

قَالُوا بَلٰى۔

قَالَؑ: اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ الْخِضْرَ لَمَّا خَرَقَ السَّفِيْنَةَ وَقَتَلَ الْغُلَامَ وَاَقَامَ الْجِدَارَ كَانَ ذٰلِكَ سَخَطًا لِمُوْسَىؑ بْنِ عِمْرَانَ اِذْ خَفِيَ عَلَيْهِ وَجْهُ الْحِكْمَةِ فِيْهِ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللهِ حِكْمَةً وَصَوَابًا اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّهُ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا وَيَقَعُ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ لِطَاغِيَةِ زَمَانِهِ اِلَّا الْقَائِمُ الَّذِي يُصَلِّي رُوْحُ اللهِ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ فَاِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُخْفِي وِلَادَتَهُ وَيُغَيِّبُ شَخْصَهُ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ اِذَا خَرَجَ ذَاكَ التَّاسِعُ مِنْ وُلْدِ اَخِي الْحُسَيْنِؑ ابْنِ سَيِّدَةِ الْاِمَاءِ يُطِيْلُ اللهُ عُمْرَهُ فِي غَيْبَتِهِ ثُمَّ يُظْهِرُهُ بِقُدْرَتِهِ فِي صُوْرَةِ شَابٍّ ابْنِ دُوْنِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ذٰلِكَ لِيُعْلَمَ اَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(تم پر واضح ہو) میں نے جو کچھ کیا ہے وہ تمھاری سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا کی قسم، میرا یہ عمل ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ میں تم لوگوں کا امام ہوں اور میری اطاعت تم پر فرض ہے میں جوانانِ اہلِ جنّت کے دو سرداروں میں سے ایک ہوں جس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نص موجود ہے ؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں معلوم ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت خضرؑ نے جب کشتی میں سوراخ کیا، ایک لڑکے کو قتل کیا اور ایک گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کر دیا، تو اس عمل پر حضرت موسیٰؑ بن عمران خفا ہوئے۔ اس لیے کہ حضرت خضرؑ کے اس عمل میں جو حکمت پوشیدہ تھی اُس سے حضرت موسیٰؑ واقف نہ تھے۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ سب صحیح اور پُر از حکمت تھا (جس سے حضرت خضرؑ واقف تھے)۔

کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اپنے زمانے کے کسی ظالم و جابر کے زیرِ حکومت نہ رہے سوائے امام قائمؑ کے، جن کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ ابنِ مریمؑ نماز پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور جسمانی طور پر انھیں پردۂ غیب میں رکھا ہے تاکہ وہ کسی کے زیرِ حکومت نہ رہیں۔ میرے بھائی حسینؑ کی اولاد میں سے وہ نواں جو کنیزوں کی سردار کے بطن سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ زمانۂ غیبت میں اس کی عمر کو طویل کر دیگا پھر جب وہ ظہور کریگا تو اس کی عمر چالیس سال سے بھی کم محسوس ہوگی تاکہ دنیا والے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر مکمّل قدرت رکھتا ہے۔)

(اکمال الدین)

• حنّان بن سدیر سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (احتجاج طبرسی)

② حضرت امام حسینؑ کا ارشاد ہے کہ: ایک ہی رات میں حکومت قائم ہوگی

عبدالواحد بن محمّد بن عبدوس نے ابی عمرو لیثی سے، اُنھوں نے محمّد بن مسعود سے اُنھوں نے علی بن محمّد بن شجاع سے، اُنھوں نے محمّد بن عیسٰی سے، اُنھوں نے ابن ابی عمیر سے اُنھوں

عبدالرحمٰن بن حجاج سے، اُنھوں نے جعفر بن محمدؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے، اُنھوں نے اپنے والد علیؑ بن الحسینؑ سے، اُنھوں نے حضرت امام حسینؑ بن حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"فِي التَّاسِع مِن وُلْدِي سُنَّةٌ مِنْ يُوسُفَ وَسُنَّةٌ مِنْ مُوسَىٰ بن عِمْرَانَ وَهُوَ قَائِمُنَا اهل البيتِ يُصْلِحُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ اَمْرَهُ فِي لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ۔"

(میری اولاد میں سے نویں کے اندر کچھ حضرت یوسفؑ کی سنّت ہوگی اور کچھ حضرت موسیٰؑ بن عمران کی، اور وہی ہم اہل بیتؑ میں سے (امام) قائم ہوگا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ صرف ایک رات میں ان کی حکومت قائم کردیگا۔)

(اکمال الدین)

۳ امام مہدیؑ کی تقسیم میراث

معاذی نے ابن عقدہ سے، اُنھوں نے احمد بن موسیٰ بن فرات سے، اُنھوں نے عبدالواحد بن محمدؑ سے، اُنھوں نے سفیان سے، اُنھوں نے عبداللہ بن زبیر سے، اُنھوں نے عبداللہ بن شریک سے۔ اُنھوں نے ایک مردِ ہمدانی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"قَائِمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ هُوَ التَّاسِعُ مِنْ وُّلْدِي وَهُوَ صَاحِبُ الْغَيْبَةِ وَهُوَ الَّذِي يُقْسِمُ مِيرَاثُهُ وَهُوَ حَيٌّ"

(اس امّت کا قائم میری اولاد میں سے نواں (امام) ہوگا، جو صاحبِ غیبت ہوگا، اور اُس کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم ہوجائے گی۔)

(اکمال الدین)

۴ زمانۂ غیبت میں صبر کرنیوالے کی منزلت

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے عبدالسّلام ہروی سے، اُنھوں نے کیع ابن جرّاح سے، اُنھوں نے ربیع بن سعد سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن سلیط سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"مِنَّا اثنا عشر مَهْدِيًّا اَوَّلُهُمْ اميرُ المُؤمِنِين عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍؑ

وَاٰخِرُهُمُ التَّاسِعُ مِنْ وُّلْدِي وَهُوَ الامام القائم بِالْحَقِّ يُحيِي اللهُ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَيُظْهِرُ بِهِ دِيْنَ الْحَقِّ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ لَهُ غَيْبَةٌ يَرْتَدُّ فِيهَا اَقْوَامٌ وَيَثْبُتُ عَلَى الدِّيْنِ فِيهَا اٰخَرُوْنَ فَيُؤْذَوْنَ وَيُقَالُ لهم: مَتىٰ هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اَمَا اِنَّ الصَّابِرَ فِي غَيْبَتِهِ عَلَى الْاَذىٰ وَالتَّكْذِيْبِ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وسلم"

(ہم میں بارہ مہدی ہوں گے جن میں سے پہلے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں اور آخری میرا نواں فرزند ہوگا، وہ امام قائم بالحق ہوگا، اللہ اس کے ذریعے سے زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اسے زندگی بخشے گا، اور دینِ حق کو اُس کے ذریعے سے سارے ادیان پر غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔ اُس کے زمانۂ غیبت میں بہت سی قومیں مرتد ہوجائینگی اور کچھ اپنے دین پر قائم رہیں گی اور آپؑ کا ظہور چاہیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اس کی غیبت میں مصائب اور لوگوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی منزلت وہی ہوگی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے تلوار سے جہاد کرنے والے کی ہوگی۔)

(اکمال الدین)

۵ ظہورِ امام مہدیؑ بہرحال ہوگا

علی بن محمدؑ بن حسن قزوینی نے محمدؑ بن عبداللہ حضرمی سے، اُنھوں نے احمد بن یحییٰ احول سے، اُنھوں نے خلّاد مقری سے، اُنھوں نے قیس بن ابی حصین سے، اُنھوں نے یحییٰ بن وثّاب سے، اُنھوں نے عبداللہ بن عمر سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسینؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ:

"لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنيا اِلَّا يَوْمٌ واحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ وُّلْدِي يَمْلَاُهَا عَدْلًا وَّقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا كَذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ"

(اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ اس میں ایک مرد میری اولاد میں سے ظہور کرے اور زمین کو عدل و قسط سے اس طرح بھر دے، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی ۔ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنی تھی ۔ (اکمال الدین)

(۶) امام مہدیؑ آٹھ ماہ تک شمشیر بردوش رہیں گے

ابی نے محمد بن یحییٰ عطار سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے حمدان بن منصور سے، اُنھوں نے سعد بن محمد سے، اُنھوں نے عیسیٰ خشاب سے، اور عیسیٰ خشاب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابیطالبؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ صاحب الامر ہیں؟

امام حسینؑ نے فرمایا: نہیں" بلکہ صاحب الامر وہ ہوگا جو آبادیوں سے دور شہر بدر رہیگا اور اس کے آبا کے خون کا انتقام اُس وقت تک نہ لیا گیا ہوگا تو وہ آٹھ مہینے تک مسلسل اپنی سیف اپنے کاندھے پر رکھے رہے گا ۔" (اکمال الدین)

(۷) لاکھوں بنی اُمیہ کو قتل کریگا

کچھ لوگوں نے تلعکبری سے، اُنھوں نے احمد بن علی سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے اُنھوں نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے عمرو بن عثمان سے، اُنھوں نے محمد بن عذافر سے اُنھوں نے عقبہ بن یونس سے، اُنھوں نے عبداللہ بن شریک سے اور عبداللہ بن شریک کی اس روایت کو مختصر بیان کیا جا رہا ہے ۔

" اُن کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ بنی امیہ مسجد رسولؐ میں حلقہ جمائے ہوئے بیٹھے تھے کہ امام حسینؑ کا ادھر سے گذر ہوا، آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم دُنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جبتک کہ اللہ ہم لوگوں میں سے ایک ایسے مرد کو نہ بھیجدے جو تم لوگوں میں سے ہزار اور ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار نہ قتل کر دے ۔"

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، ان لوگوں کی اولادیں اتنی کثیر تعداد تک تو پیدا بھی نہ ہو سکیں گی ۔ ؟

آپؑ نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو! اُس وقت تک ایک آدمی کے صلب سے اتنی اتنی تعداد میں آدمی پیدا ہو چکے ہونگے، پھر یہ کہ اس قوم کے غلام بھی تو انھیں میں شامل ہوں گے ۔ (غیبتہ طوسی)

بِحارُ الانوار

باب چہارم

۴

وہ احادیث جو

حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ

سے مروی ہیں

① امامِ قائم کی حیات کا لوگوں کو یقین نہ رہیگا

ابنِ متوکل نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے عبداللہ بن حمّاد اور محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابو جارود سے اور اُنھوں نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھ سے امام علیہ السّلام نے فرمایا:

"یا اَبَا الجارود ! إذا دار الفلك وقال الناس : مات القائم اَو هلكَ ، بِاَيِّ وادٍ سلكَ وقال الطالب : اَنّى يكون ذٰلكَ وقد بليت عظامه فعند ذٰلك فارجوه فاذا سمعتم به فأتوه ولو حبوًا على الثلج"

(اے ابوالجارود! جب آسمان گردش میں آئے گا اور لوگ کہنے لگیں گے کہ: (وہ اتنے عرصے تک کیسے زندہ رہیں گے) یا تو قائم مرگئے ہوں گے یا ہلاک ہوگئے ہوں گے یا وہ کسی اور جگہ نکل کھڑے ہوئے۔ اور اُن کے طالبانِ دیدار کہیں گے کہ یہ دیدار اب کہاں ہونا ہے، اب تو اُن کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہوچکی ہوں گی۔ جب اس طرح کے حالات رونما ہوجائیں تو اُس وقت اُن کے ظہور کی اُمید رکھنا اور جب تم سُن لو کہ اُنھوں نے ظہور کیا تو فوراً اُن کے پاس جا پہنچنا، خواہ برف کے اوپر ہی گھٹنیوں چلتے ہوئے کیوں نہ جانا پڑے۔)

(اکمال الدین)

- احمد بن ہوذہ نے نہاوندی سے اُنھوں نے ابوالجارود سے یہی روایت کی ہے۔

(غیبتہ نعمانی)

② زمانۂ غیبت میں شیعوں کا فریضہ

ابنِ ولید نے صفّار سے، اُنھوں نے محمّد بن عیسیٰ اور ابنِ ابو خطّاب و ہیثم نہدی (رہنی) ابن محبوب سے، اُنھوں نے

ابن رئاب سے، اُنھوں نے ثمالی سے، اور ثمالی نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں امام علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"إنَّ اَقربَ الناس الى الله عزّ وجلّ واَعلمهم واَرأفهم بالناس محمّدٌ والائمة صلوات الله عليهم اجمعين ، فادخلوا اَين دخلوا وفارقوا من فارقوا (اَعني بذٰلك حسينًا وولده) فانّ الحق فيهم وهم الاوصياء ومنهم الائمة فاَينما رأيتموهم فاتبعوهم فان اصبحتم يومًا لا ترون منهم احدًا فاستعينوا بالله وانظروا السنّة التي كنتم عليها فاتبعوها واَحبّوا من كنتم تحبّون واَبغضوا من كنتم تبغضون فما اسرع ما يأتيكم الفرج"

(بیشک، اللہ تعالیٰ عزّوجلّ کے سب سے زیادہ مقرب بندے، اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور سب سے زیادہ لوگوں پر مہربانی کرنے والے حضرت محمدؐ اور ائمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ پس جہاں وہ جائیں تم بھی جاؤ، جہاں سے وہ الگ ہٹ جائیں، تم بھی گریز کرو (اس سے مراد آپؑ نے امام حسینؑ اور اُن کی اولاد کو لیا ہے) کیونکہ ان ہی میں حق ہے اور وہی اوصیاء ہیں اور ان ہی میں ائمہؑ ہیں۔ تم لوگ جہاں بھی اُنھیں دیکھو اُن کی پیروی کرو اور اگر کسی دن تمھیں ان میں سے کوئی نظر نہ آئے تو تم اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے مدد چاہو اور اُسی سنّت پر چلتے رہو جس پر تم اب تک (اُن کی موجودگی میں) تھے اور اُسی کی پیروی کرتے رہو اور اُن ہی سے محبت رکھو جن سے تم محبت رکھتے تھے، اور اُن سے بُغض رکھو جن سے اب تک تم بُغض رکھتے تھے۔ پس جلد ہی (امام قائمؑ کا) ظہور ہوگا اور تمھاری مشکلات دور ہوجائیں گی۔)

(اکمال الدین)

③ آپؑ مشکل کو پسند کریں گے

عبدالواحد بن محمّد نے ابو عمرو لیثی سے اُنھوں نے محمّد بن مسعود سے، اُنھوں نے جبرائیل بن احمد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن جعفر بن وہب بغدادی اور یعقوب بن یزید سے، اُنھوں نے سلیمان بن الحسن سے، اُنھوں نے سعد بن ابی خلف سے، اُنھوں نے معروف بن خربوذ سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ مجھے اپنے مقتدر حضرات کی شان و شوکت کے بارے میں بتائیے :

"قال: نَحْنُ بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ اِذَا خَفِيَ نَجْمٌ بَدَا نَجْمٌ مَأْمَنٌ وَأَمَانٌ وسلم واسلام وفاتح ومفتاح حتّى اِذَا استوى بنو عبد المطّلب فلم يَدْرِ اَيٌّ من اَيٍّ اَظهر الله عزّ وجلّ صاحبكم فاحمدوا الله عزّ وجلّ وهو يُخَيَّرُ الصعب على الذّلول"

فقلتُ: جعلتُ فداكَ فأيّهما يختار ؟

قال: يختار الصعب على الذّلول ۔"

(آپؑ نے فرمایا: سنو! ہم بمنزلۂ نجوم (ستارے) ہیں جب ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا طلوع ہوجاتا ہے جو امن و امان، سلم و اسلام اور فاتح و مفتاح ہوتا ہے اور جب بنی عبدالمطّلب کا دورِ اقتدار آئے گا تو نہیں معلوم اس وقت کونسا امام ہوگا جو تمہارا صاحب العصر ہوگا۔ پس اللہ کا شکر ادا کرو کہ وہ آسان کو چھوڑ کر مشکل امر کو اختیار کرے۔"

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان: وہ ان دونوں میں سے کس کو اختیار کرے گا؟

فرمایا: وہ آسان کو چھوڑ کر مشکل کو اختیار کرے گا۔

(اکمال الدین)

④ قرآن مجید میں امام مہدیؑ کا ذکر

انھیں اسناد کے ساتھ محمد بن مسعود سے، انھوں نے نصر بن صباح سے، انھوں نے جعفر ابن سہل سے، انھوں نے ابو عبداللہ برادرِ عبداللہ کابلی سے، انھوں نے قابوسی سے، انھوں نے نضر بن سندی سے انھوں نے خلیل بن عمرو سے، انھوں نے علی بن حسین فزاری سے، انھوں نے ابراہیم بن عطیہ سے، انھوں نے امّ ہانی ثقفیہ سے روایت کی ہے کہ امّ ہانی نے بیان کیا کہ:

ایک مرتبہ میں قبل دوپہر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مولا و آقا! قرآن مجید کی ایک آیت کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا جس کی وجہ سے میں رات بھر جاگتی رہی۔

آپؑ نے فرمایا: اے امّ ہانی! بتاؤ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

"فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ" (سورۃ التکویر آیہ ۱۵-۱۶)

(پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے، سیدھے چلنے والے چھپ جانے والے ستاروں کی ۔)

آپؑ نے فرمایا:

"نِعْمَ المَسْأَلَةُ سَأَلْتَنِي يَا اُمَّ هَانِئٍ هٰذَا مَوْلُودٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ هُوَ المَهْدِيُّ مِنْ هٰذِهِ العِتْرَةِ تَكُونُ لَهُ حَيْرَةٌ وَغَيْبَةٌ يُضِلُّ فِيهَا اَقْوَامٌ وَيَهْتَدِي فِيهَا اَقْوَامٌ فَيَا طُوبَى لَكَ اِنْ اَدْرَكْتَهُ وَيَا طُوبَى مَنْ اَدْرَكَهُ"

(اے امّ ہانی! تم نے بڑا اچھا سوال کیا ہے، اس سے مراد وہ مولود ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا، اور وہی اس عترت کا مہدی ہوگا۔ اس کے لیے حیرت اور غیبت ہے، اس کے متعلق کچھ قومیں گمراہ ہوجائیں گی اور کچھ قومیں ہدایت پر قائم رہیں گی۔ خوشخبری ہے تمہارے لیے اگر تم انکے عہدِ ظہور کو پالو، اور خوشخبری اس کے لیے جو اس کے عہدِ ظہور کو پالے ۔)

(اکمال الدین)

⑤ بارہواں خلیفۂ راشد

مظفر علوی نے ابن عیاشی سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ابوالقاسم سے، ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے کتابِ احمد دلّان سے نقل کیا ہے، انھوں نے قاسم بن حمزہ سے، انھوں نے ابن ابی عمیر سے، انھوں نے ابو اسماعیل سراج سے، انھوں نے خیثمہ جعفی سے، انھوں نے ابو ایوب سے، انھوں نے ابی البید مخزومی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سیرتِ خلفائے راشدین کا تذکرہ فرمایا، اور جب ہر ایک کا ذکر کرتے ہوئے آخر تک پہنچے تو فرمایا بارہواں (خلیفۂ راشد) وہ ہے، جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے، تم انکی سنّت اور قرآن مجید سے متمسک رہنا ۔)

(۶) غیبتِ کبریٰ ۲۶۰ھ سے شروع ہوگی

سلامہ بن محمد نے احمد بن داؤد سے، اُنھوں نے احمد بن حسن سے، اُنھوں نے عمران بن حجاج سے، اُنھوں نے ابی نجران سے، اُنھوں نے ابن ابو عمیر سے، اُنھوں نے محمد بن اسحاق سے، اُنھوں نے اسید بن ثعلبہ سے، اُنھوں نے اُمّ ہانی سے، اور اُمّ ہانی نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ:

" فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ "

آپؑ نے فرمایا:

"یَا اُمَّ هَانِیُ ! امام یخنس نفسه حَتّیٰ یَنقَطِع عنِ النّاسِ علمه سنة ستّین ومأتینِ ثُمَّ یبدو کالشّهابِ الواقد فی اللَّیلةِ الظُّلماء فَاِنْ اَدْرکتِ ذٰلكَ الزَّمان قُرَّتِ عَیْنَاكِ "

(اے اُمّ ہانی ! اس سے مراد وہ امام ہے جو خود کو پردۂ غیبت میں رکھے گا یہاں تک کہ ۲۶۰ ہجری سے کسی کو کوئی خبر نہ ہوگی کہ وہ کہاں ہیں، پھر وہ اندھیری رات میں شہابِ ثاقب کی طرح نمودار ہوں گے، پس اگر تم اس زمانے تک جا پہنچو تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔) (یعنی بڑا سکون ہوگا)

(غیبتہ نعمانی)

(۷) سارے ائمہؑ نجومِ فلک کے مانند ہیں

کلینیؒ نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حنان بن سدیر سے، اُنھوں نے معروف ابنِ خربوذ سے، اور اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے ارشاد فرمایا:

" اِنَّمَا نُجُومُکُمْ کَنُجُومِ السَّمَاءِ کُلَّمَا غَابَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ حَتّیٰ اِذَا اَشَرْتُمْ بِاَصَابِعِکُمْ وَمِلْتُمْ بِحَوَاجِبِکُمْ غَیَّبَ اللهُ عَنْکُمْ نَجْمَکُمْ وَاسْتَوَتْ بنو عَبدِ المطّلب فَلَم یُعرَفْ اَیٌّ مِن اَیٍّ فَاِذَا طَلَعَ نَجْمُکُمْ فَاحْمَدُوا رَبَّکُمْ ۔"

(تمھارے ستارے بھی آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں، جب ایک ستارہ غروب ہو جاتا ہے تو دوسرا طلوع ہوتا ہے اور اتنا جلد کہ ادھر تم نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور نگاہ اُٹھائی اُدھر اللہ اس ستارے کو فوراً غروب کر دے گا اور جب بنی عبدالمطّلب کا دورِ اقتدار آئے گا تو پتہ ہی نہ چلے گا کہ امامِ زمانہ کون ہے مگر جب تمھارا ستارہ طلوع ہو تو تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔)

(اکمال الدین)

(۸) صاحب الامر کی شناخت

محمد بن ہمام نے اس کے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عطا سے اور عبداللہ بن عطا نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کے شیعہ عراق میں بہت ہیں اور خدا کی قسم آپؑ کے پورے خاندان میں آپؑ کا مثل کوئی نہیں ہے، پھر آپؑ خروج کیوں نہیں فرماتے ؟

آپؑ نے فرمایا: اے عبداللہ ! تمھارے کان احمقوں کی باتوں سے بھرے ہوئے ہیں میں تمھارا صاحب الامر نہیں ہوں۔

میں نے عرض کیا: پھر ہمارا صاحب الامر کون ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:

" انظروا مِن غَیَّبِ عنِ الناسِ وِلادَته، فَذٰلكَ صاحِبُکُم اِنّهُ لیس مِنّا احدٌ یشارُ الیهِ بالاصابع ویمضغ بالالسن اِلّا مَات غیظًا اَو حتفَ انفه "

(دیکھتے رہو جس کی ولادت لوگوں سے پوشیدہ رکھی جائے بس وہی تمھارا صاحب الامر ہوگا، یہ اس لیے کہ ہم میں سے جس کی طرف بھی لوگ انگلیوں سے اشارہ کرنے لگتے ہیں اور زبانوں پر اس کا نام آنے لگتا ہے وہ یا تو قتل ہوتا ہے یا بستر پر مرتا ہے۔

(غیبتہ نعمانی)

(۹) آپؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھا جائیگا

محمد بن ہمام نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے عباد بن یعقوب سے، اُنھوں نے یحییٰ بن یعلی سے، اُنھوں نے ابو مریم انصاری سے، اُنھوں نے عبداللہ بن عطا سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ فرزندِ رسولؐ ! مجھے امام قائمؑ کے متعلق کچھ تعلیم فرمائیے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" وَاللہ مَا ھُوَ اَنَا وَلا الَّذی تَمدُّونَ اِلَیہِ اَعنَاقِکُم وَلَایَعرِفُ ولادتہ "

(خدا کی قسم، وہ میں نہیں، اور نہ ہر وہ شخص ہے جس کی طرف تم لوگوں کی گردنیں اُٹھیں گی، اور اُس کی ولادت کا تو کسی کو بھی پتہ نہ ہوگا۔)

(غیبتہ طوسی)

⑩ آپؑ کی ولادت پوشیدہ رہیگی

علی بن احمد نے عبداللہ بن موسٰی سے اُنھوں نے ابن الوخطّاب سے، اُنھوں نے ابنِ سنان سے، اُنھوں نے ابوجارود سے ابوجارود کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

" آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

" لایزالون ولاتزال حتّٰی یبعث اللہ لھٰذ االامر من لا تدرون خلق ام لم یخلق "

(زمانہ اسیطرح چلتا آیا ہے اور اسیطرح چلتا رہے گا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ صاحب الامر کو بھیجے گا جسکی ولادت کے متعلق تم لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ وہ ابھی پیدا ہوئے ہیں یا نہیں۔)

(غیبتہ نعانی)

• علی بن حسین نے محمّد عطّار سے، اُنھوں نے محمّد بن حسین رازی سے اور اُنھوں نے ابنِ ابی الخطّاب سے بھی اسی کے مثل روایت بیان کی ہے

(غیبتہ نعانی)

⑪ تم کو اُنکی ولادت کا پتہ بھی نہ چلے گا

محمّد بن ہمام کہتے ہیں کہ مجھ سے فزاری نے بیان کیا اور اُنھوں نے ابنِ ابی الخطّاب سے، اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے حمیری نے بیان کیا، اُنھوں نے ابنِ عیسٰی نے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، اُنھوں نے ابی الجارود سے، اور ابی الجارود نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" لاتزالون تمدّون اعناقکم الی الرجل منّا تقولون ھو ھٰذا فیذھب اللہ بہ حتّٰی یبعث اللہ لھٰذ االامر من لاتدرون ولد ام لم یولد خلق او لم یخلق "

" تم لوگ ہمیشہ اسیطرح ہم میں سے کسی مرد کیطرف گردن اُٹھا کر دیکھتے رہو گے اور کہو گے کہ یہی صاحب الامر ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دنیا سے اُٹھا لے گا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اس امر کے لیے ایسے کو بھیجے گا جن کے متعلق تمھیں یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ وہ پیدا ہوئے بھی یا نہیں، یا وہ خلق ہوئے بھی یا نہیں۔ "

(غیبتہ نعانی)

• علی بن احمد نے عبداللہ بن موسٰی سے، اُنھوں نے محمّد بن احمد قلانسی سے اُنھوں نے محمّد بن علی سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، اور اُنھوں نے ابی الجارود سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(غیبتہ نعمانی)

⑫ اوپر اور نیچے کوئی صاحب الامر نہ ملے گا

علی بن حسین نے محمّد عطّار سے اُنھوں نے محمّد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے (محمّد بن علی) کوفی سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے اُنھوں نے یحییٰ بن مثنّیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ بکیر سے اور اُنھوں نے حکم سے اور حکم نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" کَاَنّی بِکُم اِذا صعدتم فَلَم تَجِدُوا اَحَدًا و رَجَعتُم فَلَم تَجِدُوا اَحَدًا "

(گویا کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، جب تم اوپر چڑھتے (دیکھتے) ہو تو کسی ایک کو بھی نہیں پاتے (جس کو صاحب الامر کہہ سکو) اور جب تم نیچے کی طرف اُترو گے (تجھ سے پہلے) تو بھی کسی ایک کو ایسا نہ پاؤ گے جسے صاحب الامر کہہ سکو۔)

(غیبتہ نعمانی)

⑬ اللہ جؐ کے نزدیک بارہ مہینوں سے مراد

کتاب غیبتہ میں شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے علی بن حسین سے، اُنھوں نے محمّد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے محمّد بن حسن سے، اُنھوں نے محمّد بن علی سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمّد سے، اُنھوں نے محمّد بن عیسٰی سے، اُنھوں نے عبدالرزّاق سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، اُنھوں نے فضیل الرسّان سے، اُنھوں نے ابوحمزہ ثمالی سے اور ابوحمزہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا جب سب لوگ چلے گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا:

"یا اباحمزة من المحتوم الذی حتمه الله قیام قائمنا فمن شكّ فیما اقول لقی الله وهو به كافر"

(ثمّ قال:) بأبی و امّی المسمّی باسمی و المکنی بکنیتی السابع من بعدی بأبی (من) یملأ الارض عدلاً (وقسطاً) کما ملئت ظلماً وجوراً، یا اباحمزة من ادرکه فیسلّم له ما سلّم لمحمّد و علیّ فقد وجبت له الجنّة ومن لم یسلّم فقد حرّم الله علیه الجنّة و مأواه النار وبئس مثوی الظّالمین."

(اے ابوحمزہ! وہ حتمی امور کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے حتمی کیا، اُن میں سے ایک ہمارے قائم کا قیام بھی ہے، جو شخص میرے اِس قول میں شک کرے، وہ جب مرے گا تو کافر مرے گا۔

(پھر فرمایا) میرے باپ اور ماں فدا ہوں اُس پر جس کا نام میرا ہوگا اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی، میرے بعد وہ ساتواں ہوگا اور وہی زمین کو عدل اور قسط سے اسطرح بھر دیگا جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اے ابوحمزہؑ! جو شخص اس کو پائے اور اُسے بھی اسیطرح تسلیم کرے جسطرح اُس نے محمدؐ و علیؑ کو تسلیم کیا ہے، اُس پر جنّت واجب ہے۔ اور جو نہیں تسلیم کرے گا اُس پر جنّت حرام ہے، اُس کی بازگشت جہنم ہے اور ظالموں کی سب سے بُری جائے بازگشت ہے۔)

(غیبتہ نعمانی)

"واوضح من هذا بحمدالله وانور وابین وازهر لمن هداه واحسن الیه قوله عزّ وجلّ فی محکم کتابه:

"انّ عدّة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً فی کتب الله" [1]

ومعرفة الشهور المحرّم وصفر وربیع ومابعده والحرم منها رجب وذوالقعدة وذوالحجّة والمحرّم وذلك لایکون دیناً قیّماً لانّ الیهود والنصاری والمجوس وسائر الملل والنّاس جمیعاً من الموافقین والمخالفین یعرفون هذه الشهور ویعدّونها باسمائها ولیس هو کذلك وانّما عنی بهم الائمة القوّامین بدین الله والحرم منها امیرالمومنینؑ الذی

[1] سورۂ توبہ آیت ۳۶

اشتقّ الله سبحانه له اسماً من اسمائه العلیّ کما اشتقّ لمحمّد صلی الله علیه وآله وسلّم اسماً من اسمائه المحمود وثلاثة من ولده اسماؤهم علیّ بن الحسین و علیّ بن موسیٰ و علیّ بن محمّد ولهذا الاسم المشتقّ من اسماء الله عزّوجلّ حرمة به یعنی امیرالمومنین علیه السّلام"

(اور وہ لوگ جن کو اللہؐ نے ہدایت دی ہے اُن کے لیے اِس سے بھی زیادہ واضح اور روشن واحسن اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

"مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے، کتابِ خدا میں)

اور مہینوں کے نام محرّم، صفر، ربیع الاوّل وغیرہ وغیرہ ہیں جن میں رجب ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرّم ہیں، مگر یہ دینِ قیّم نہیں ہوں گے کیونکہ یہود اور نصاریٰ و مجوس بلکہ ساری قومیں اور تمام لوگ خواہ موافقین میں سے ہوں یا مخالفین میں سے، اِن مہینوں کو پہچانتے ہیں۔ ان کو ان ہی ناموں سے شمار کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نام نہیں کچھ اور ہیں اور وہ ہیں ائمہ طاہرین جو دین کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان میں سے محترم چار ہیں امیرالمومنینؑ جن کا نام اللہ کے نام سے مشتق ہوکر علیؑ ہے جیسے محمدؐ مشتق ہوا ہے محمود سے پھر تین اور ہیں جو آپؑ ہی کی اولاد میں اپنے ہمنام ہیں علیؑ ابن الحسینؑ و علیؑ ابن موسیٰؑ و علیؑ بن محمدؑ، ان کے نام بھی علی کے نام سے مشتق ہیں۔

(غیبتہ نعمانی)

(۱۴) تمام ائمہ قائم بامر اللہ ہیں

عدۃ نے ابن عیسیٰ سے، اُنھوں نے علی بن حکم سے، اُنھوں نے زید ابی الحسن سے، اُنھوں نے حکم بن ابی نعیم سے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ مدینہ میں تھے میں نے عرض کیا: میں نے رُکن و مقام کے درمیان نذر مانی ہے کہ جب میں آپؑ سے ملاقات کروں گا تو اس وقت تک نہیں نکلوں گا جبتک یہ نہ معلوم کروں کہ آپؑ قائم آلِ محمدؐ ہیں یا نہیں؟ آپؑ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں مدینہ میں تیس دن مقیم رہا۔ ایک دن آپؑ مجھے راستے میں لگئے تو فرمایا: اے حکم! اس کے بعد تم گئے نہیں، ابھی یہیں ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں تو آپؑ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے اللہ سے نذر مانی ہے

آپ ہاں یا نہیں کیوں نہیں کہدیتے، اور کوئی جواب کیوں نہیں دیتے ؟

آپؑ نے فرمایا: اچھا کل صبح میرے گھر آنا۔

میں دوسرے دن آپؑ کے مکان پر گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اب پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو ؟

میں نے عرض کیا: میں نے رُکن ومقام کے درمیان نذر مانی ہے روزے کی اور صدقے کی، اور یہ کہ میں مدینہ سے اُس وقت تک نہ نکلوں گا جبتک یہ نہ معلوم کرلوں کہ آپؑ قائم آلِ محمدؐ ہیں یا نہیں۔ اگر آپؑ قائم آلِ محمدؐ ہیں تو پھر میں آپؑ کا دامن چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، اور اگر آپ نہیں ہیں تو چلا جاؤں گا اور اپنی روزی کمانے میں مصروف ہو جاؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا: اے حکم! ہم لوگوں میں سے تمام ائمہ قائم بِامراللہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ مہدی ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: ہم سب مہدی ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ صاحبِ سیف ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے سب ہی صاحبِ سیف ہیں۔ اور وارثِ سیف ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ دشمنانِ خدا کو تہِ تیغ کریں گے، آپؑ کے ذریعے سے اولیائے خدا کی عزّت بڑھے گی اور دینِ الٰہی غالب آئے گا ؟

آپؑ نے فرمایا: اے حکم! میں وہ کیسے ہو سکتا ہوں، میرا سن تو ۴۵ سال کا ہو چکا ہے اور اُس صاحب الامر کا سن شیر خوارگی سے کچھ اور اوپر (نوجوان) ہوگا اور سواری کی پشت پر بالکل ہلکا پھلکا نظر آئے گا۔

(کافی جلد ا ص۵۲۶)

بِحارُ الانوار

باب ششم

۶

امامِ عصرؑ کے بارے میں وہ احادیث جو حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہیں

(۱) غیبتِ حضرت یوسفؑ کی مثال

اَبی نے حمیری سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے ابنِ ابی نجران سے، اُنھوں نے فضالہ سے، اُنھوں نے سدیر سے، اور سدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ امامِ قائمؑ میں ایک سنّت حضرت یوسفؑ کی بھی ہوگی۔

میں نے عرض کیا: گویا آپؑ اُنکی حیرت اور غیبت کا ذکر فرما رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:

"وَمَا تنكر من هٰذا هٰذهِ الأُمّة اشباه الخنازير اِنّ اِخوة يوسفؑ كانوا اَسباطًا اولاد انبياء تاجروا يوسفؑ وبَايعوهُ وخاطبوه وهم اخوته وهو اَخوهم ، فلم يَعرفوهُ حتّٰى قال لهم يوسفؑ : اَنَا يوسفؑ ، فما تنكر هٰذهِ الاُمّة الملعونة اَن يكون الله عزّوجلّ فى وقتٍ من الاوقات يريد ان يستر حجّته ، لقد كان يوسفؑ اليه ملك مصر وكان بينه و بَين والده مسيرة ثمانية عشر يومًا فلو اراده الله عزّوجلّ اَن يُعرّف مَكانه لقدر علىٰ ذٰلك والله لقد سار يعقوبؑ ووَلَده عِند البشارة تسعة اَيّام من بدوهم الىٰ مِصر وما تنكر هٰذهِ الاُمّة اَن يكون الله يفعل بحجّته مافعل بيوسفؑ اَن يكون يسير فى اَسواقهم ويطا بسطهم وهم لا يَعرفونهُ حتّٰى يَاذن الله عزّوجلّ اَن يُعرّفهم نفسه كما اذن ليوسفؑ حين قال : " هل علمتم ما فعلتم بيوسفؑ واخيه اِذ انتم جاهلون ، قالوا ءَاِنّكَ لَاَنتَ يوسفؑ قال : اَنا يوسف وَهٰذا اَخى ."

(یہ خنزیر کے مانند لوگ اِس امر سے کیسے انکار کرسکتے ہیں، کہ بلاشبہ یوسفؑ کے بھائی تو اسباط تھے جو اولادِ انبیاء بھی تھے، مگر اُنھوں نے یوسفؑ کا سودا کرکے اُنھیں فروخت کردیا، باوجودیکہ وہ سب حضرت یوسفؑ کے بھائی تھے اور حضرت یوسفؑ اُن سب کے بھائی تھے، مگر جبتک حضرت یوسفؑ نے خود نہ کہا کہ میں یوسفؑ ہوں، وہ سب اُنھیں نہیں پہچان سکے۔ پھر یہ ملعون قوم اس امر سے کیسے انکار کرسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت چاہے کہ اپنی حجّتؑ کو (لوگوں کی نظروں سے) پوشیدہ رکھے۔ حضرت یوسفؑ بادشاہِ مصر تھے اور اُن کے اور اُن کے پدرِ بزرگوار کے درمیان صرف اٹھارہ دن کی مسافت کی دُوری تھی، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اُنکو یوسفؑ کی جگہ بتادے، تو وہ اِس پر قادر تھا۔ اور بخدا جب حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی خوشخبری ملی تو وہ اور اُن کی اولاد صحرا کی راہ سے چل پڑے اور صرف نو دن ہی میں مصر جا پہنچے۔ پھر یہ اُمّت اس امر سے کیسے انکار کرسکتی ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حجّت کے ساتھ بھی وہی کرے جو اُس نے حضرت یوسفؑ کو پوشیدہ رکھنے میں اُن کے ساتھ کیا۔ یعنی حجّتِ خدا بازاروں میں گھومے پھرے لیکن یہ لوگ اُن کو نہ پہچان سکیں" تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اپنی حجّت کو اس بات کا اِذن نہ دے کہ اب تم خود کو پہچنوا دو، جسطرح کہ اُس نے حضرت یوسفؑ کو اذن دیا تو اُنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ "کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا، جب کہ تم لوگ جاہلیت میں گرفتار تھے۔

اُن لوگوں نے کہا، اچھا، اب ہمیں معلوم ہوا کہ تم ہی یوسفؑ ہو۔

حضرت یوسفؑ نے کہا، ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔)

(اکمال الدّین) (علل الشرائع)

(۲) غیبت سنّتِ انبیاء ہے

مظفّر علوی نے ابنِ عیاشی اور حیدر بن محمد سمرقندی سے، اُنھوں نے عیاشی سے، اُنھوں جبرائیل بن احمد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اُنھوں نے حسن بن محمد صیرفی سے، اُنھوں نے حنان بن سدیر سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا:

"اِنَّ للقائمِ مِنّا غیبۃً یَطول اَمَدھَا" (ہم میں سے قائمؑ کیلئے ایک غیبتِ طویل ہوگی)

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! غیبت کیوں ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا:

" إنّ الله عزّ وجلّ أبى إلّا أن يجري فيه سنن الأنبياء في غيباتهم وأنّه لا بدّ له يا سدير من استيفاء مدد غيباتهم قال الله عزّ وجلّ:

" لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ " (سورۃ الانشقاق آیت ۱۹)

أي سننًا على سنن من كان قبلكم۔ "

(بلاشبہ اللہ عزّوجلّ نے یہ طے کرلیا ہے کہ ان میں انبیاء کی سنّت غیبت ہی جاری کرے گا، اور اے سدیر! یہ لازمی ہے۔ اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے کہ: " جو تم سے پہلے قوموں کا کام تھا وہی کام تم بھی کروگے" یعنی (تم بالضرور تدریجاً ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے جاؤگے)

(علل الشرائع)

۳ آلِ محمدؐ کی حکومت آخری زمانے میں ہوگی

ابنِ متوکّل نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے اور اُنھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو مندرجہ ذیل شعر پڑھتے ہوئے سُنا:

لِكُلِّ أُنَاسٍ دَوْلَةٌ يَرْقُبُونَهَا ::: وَدَوْلَتُنَا فِي آخِرِ الدَّهْرِ تَظْهَرُ

(ہر قوم دولت وسلطنت کی آس لگائے رہتی ہے مگر ہم لوگوں کی دولت وسلطنت تو آخری زمانے میں ظاہر ہوگی)

(غیبتِ نعمانی)

۴ آپؑ کا نام لینا منع ہے

ابنِ ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ایّوب بن نوح سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے صفوان بن مہران سے، اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

" مَنْ أَقَرَّ بِجَمِيعِ الأَئِمَّةِ عليهم السلام وَجَحَدَ المَهْدِيَّ كَانَ كَمَنْ

أَقَرَّ بِجَمِيعِ الأَنْبِيَاءِ وَجَحَدَ مُحَمَّدًا صلّى الله عليه وآله وسلّم نُبُوَّتَه "

(جو شخص تمام ائمہ کا اقرار کرے مگر امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرے تو وہ اُس شخص کے مانند ہے کہ جس نے تمام انبیاءؑ کا تو اقرار کیا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت سے انکار کیا۔")

آپؑ سے عرض کیا گیا: فرزندِ رسولؐ! امام مہدیؑ کس کی اولاد میں سے ہوں گے؟ یا آپؑ کی اولاد میں سے ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا:

" الخامس من ولد السابع يغيب عنكم شخصه ولا يحلّ لكم تسميته "

(وہ ساتویں امامؑ کے پانچویں فرزند ہوں گے جو جسمانی طور پر تم لوگوں کی نظروں سے غائب رہیں گے اُن کا نام لینا جائز وحلال نہ ہوگا)

(اکمال الدین)

• دقاق نے اسدی سے، اُنھوں نے سہل سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے عبدالعزیز سے، اور اُنھوں نے یعفور سے، اور یعفور نے بھی آپؑ نے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (اکمال الدین)

۵ بالترتیب امام محمدؑ و امام علیؑ و امام حسنؑ کے بعد قائم ہونگے

ابی اور ابنِ ولید دونوں نے سعد سے، سعد نے حسن بن علی زیتونی اور محمد بن احمد بن ابی قتادہ سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے اُمیّہ بن علی سے، اُنھوں نے ابو ہیثم ابن ابی حیّہ سے، اُنھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" إذا اجتمعت ثلاثة أسماء متوالية محمد وعلي والحسن فالرابع القائم عليه السلام "

(جب تین نام (ہم ائمہ میں سے) محمدؐ و علیؑ و حسنؑ مسلسل بالترتیب جمع ہو جائیں گے، پس چوتھا (امام) قائمؑ ہوگا۔)

(اکمال الدین)

• محمّد حمیری نے اپنے والد سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے اُمیّہ بن علی سے اُنھوں نے سلم بن ابی حیّہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۶) بتواتر تین ناموں کے بعد چوتھے قائمؑ ہونگے

طالقانی نے محمّد بن ہمام سے، اُنھوں نے احمد بن ماپندار سے، اُنھوں نے احمد ابن ہلال سے، اُنھوں نے اُمیّہ بن علی قیسی سے، اُنھوں نے ابی ہیثم تیمیی سے، اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اذا توالت ثلاثة اسماء محمّدٌ وعلیٌّ والحسنُ کانَ رابعهم قائمهم۔"

(بتواتر جب یہ تین نام محمّد و علی و حسن آجائیں تو چوتھے قائمؑ ہوں گے۔)

(اکمال الدین)

(۷) خلفِ منتظر

دقاق نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے مفضّل بن عمر سے اور مفضّل کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! کاش آپؑ مجھے بتادیتے کہ آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"یا مفضّل الامام من بعدی ابنی موسیٰ والخلف المأمول المنتظر م ح م د ابن الحسن بن علیّ بن محمّد بن علیّ بن موسیٰ"

(اے مفضّل! میرے بعد میرا فرزند موسیٰؑ امام ہوگا، اور خلفِ مامول[1] و منتظر م ح م د ابن الحسنؑ بن علیؑ بن محمّدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ ہیں۔)

(اکمال الدین)

[1] جن سے لوگوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ (واللہ اعلم)

(۸) (الف) بارہویں امامؑ کے اقرار کا ثواب

علی بن عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمّد بن خلف سے، اُنھوں نے محمّد ابن سنان و ابی علی زرّاد سے اُنھوں نے ابراہیم کرخی سے اور اُنھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ابھی میں بیٹھنے والا ہی تھا کہ اتنے میں حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفرؑ تشریف لے آئے۔ آپؑ ابھی کمسن ہی تھے۔ میں اُنھیں دیکھ کر آگے بڑھا، اُن کے بوسے لیے اور بیٹھ گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"یا ابراهیم! اَمَا اِنّهٗ صاحبُکَ من بعدی اَمَا اِنّهٗ لیهلکنَّ فیه قوم ویسعد آخرون فلعن الله قاتله وضاعف علیٰ روحه العذاب اَمَا لیخرجنَّ الله من صلبه خیر اهل الارض فی زمانه سمّی جدّه ووارث علمه واحکامه وفضائله معدن الامامة ورأس الحکمة یقتله جبّار بنی فلان بعد عجائب طریقة حسداً له ولکنّ الله بالغ امره ولو کره المشرکون۔"

(اے ابراہیم! میرے بعد یہ تمہارا امام ہوگا، مگر اِن کے معاملے میں ایک گروہ گمراہ وہلاک ہوجائے گا، اور دوسرا گروہ خوش نصیب ہوگا۔ اِن قاتل پر اللہ لعنت کرے اور اُس کی روح پر عذاب میں کئی گنا اضافہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے صُلب سے ایک ایسا مرد پیدا کرے گا جو اپنے زمانے میں روئے زمین پر تمام بسنے والوں میں سب سے بہتر ہوگا۔ وہ اپنے جدّ کا ہم نام اور اُن کے علم و احکام اور فضائل کا وارث ہوگا، امامت کا معدن اور حکمت کا راس الرئیس ہوگا۔ بنی فلاں (امیہ) کا ایک جابر و ظالم بر بنائے حسد عجیب عجیب طریقوں سے لوگوں کو قتل کرے گا مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے امر کو پورا کرکے رہے گا، خواہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔)

"یخرج الله من صلبه تمام اثنا عشر مهدیّاً اختصّهم الله بکرامته واحلّهم دار قدسه، المقرّ بالثّانی عشر منهم کالشاهر سیفه بین یدی رسول الله ﷺ یذبّ عنه۔"

(اور اللہ تعالیٰ اِن کے صُلب سے بارہ ائمہؑ کی تعداد کو پورا کرے گا اور اُن سب پر اپنا خاص کرم فرمائے اور اُنھیں دارِ قدس میں جگہ عطا فرمائے۔ پھر جو شخص بارہویں (امامؑ) کا اقرار کرنے والا ہوگا، وہ ایسا ہی ہے جیسے اُس نے اپنی تلوار سے حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی موجودگی میں جہاد کیا اور آنحضرتؐ کا دفاع کیا۔)

ابھی آپؑ کی یہ بات مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ بنی امیہ کے دوستداروں میں سے ایک شخص آگیا اور سلسلۂ کلام منقطع ہوگیا۔ اس کے بعد میں آپؑ کی خدمت میں دو مرتبہ حاضر ہوا تاکہ بات مکمل ہوجائے، مگر اس کا موقع نہ مل سکا۔ پھر جب دوسرے سال میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا آپؑ تنہا تشریف فرما ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

" یا ابراھیم! المفرّجُ للکرب عن شیعته بعد ضنك شدیدٍ وبلاءٍ طویلٍ وجزع وخوف۔ فطوبیٰ لمن ادرك ذالك الزّمان حسبُكَ یا ابراھیم۔ "

(اے ابراہیم! (وہ بارہواں امامؑ) اپنے شیعوں سے شدید دشواریوں، طویل مصیبتوں اور خوف وہراس کے بعد مشکلوں کو دور کردے گا۔ پس خوشخبری ہو اُس کے لیے جسے اُس کا عہد نصیب ہوجائے۔ اے ابراہیم! بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔)

ابراہیم کا بیان ہے پس اس سے زیادہ خوشی اور خنکیٔ چشم مجھے کسی اور شے سے حاصل نہیں ہوئی جس کو لے کر میں وہاں سے واپس ہوا۔

(اکمال الدین)

(۸) آپؑ دجّال کو قتل کریں گے

(ب)

ابن ادریس نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن حسین بن زید سے، اُنھوں نے حسین بن موسیٰ سے، اُنھوں نے علی بن سماعہ سے، اُنھوں نے علی بن حسن بن رباط سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اور اُنھوں نے مفضّل سے، مفضّل کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ:

" اِنَّ اللہ تبارك وتعالیٰ خَلَقَ اَربعَۃَ عَشَرَ نُوراً قَبلَ خَلقِ الخَلقِ بِاَربعَۃَ عَشَرَ اَلفَ عامٍ فَھِیَ اَرواحنا "

(اللہ بابرکت اور بلند وبرتر نے مخلوقات کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل چودہ انوار پیدا فرمائے اور وہ ہماری ارواح ہیں۔)

آپؑ سے کسی نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! وہ چودہ کون ہیں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" مُحمّدٌ وعلیٌّ وفاطمۃُ والحسنُ والحسینُ والائمۃُ مِن وُلدِ الحُسینِ آخرھُم القائمُ الّذی یَقُومُ بَعدَ غَیبتِہٖ فَیقتُلُ الدّجالَ ویُطھّرُ الارضَ مِن کُلِّ جَورٍ وظُلمٍ "

(وہ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اور بقیہ ائمہؑ اولادِ حسینؑ سے جن کے آخری وہ قائم ہوں گے جو غیبت کے بعد ظہور کریں گے اور دجّال کو قتل کرکے زمین کو ہر قسم کے ظلم وجور سے پاک وپاکیزہ کردیں گے۔)

(اکمال الدین)

(۹) چھ مہدی گذر چکے اور چھ باقی ہیں

ہمدانی نے ابن عقدہ سے، اُنھوں نے ابی عبداللہ عاصمی سے، اُنھوں نے حسین ابن قاسم بن ایّوب سے، اُنھوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے، اُنھوں نے ثابت بن صبّاح سے اُنھوں نے ابی بصیر سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" مِنّا اِثنا عَشَرَ مَہدِیّاً مَضیٰ سِتّۃ وبَقی سِتّۃ یضع اللہ فِی السّادِسِ مَا اَحَبَّ "

(ہم میں سے بارہ مہدی ہیں جن میں سے چھ گذر چکے ہیں اور ابھی چھ باقی ہیں۔ چھٹے مہدی میں اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ رکھدیا ہے جو میں چاہتا ہوں۔)

(اکمال الدین)

(۱۰) آپؑ کا نام لینا جائز نہیں

دقّاق نے اسدی سے، اُنھوں نے سہل سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے اُنھوں نے عبدالعزیز عبدی سے، اُنھوں ابن ابی یعفور سے کہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ: " مَن اَقَرَّ بِالائمّۃِ مِن آبائی

وَوُلْدِي وَجَدَ المهديَّ مِن وُلدِي كَانَ كَمَنْ أَقَرَّ بِجَمِيعِ الانبياءِ وَجَحد مُحمّدًا صلّى الله عليه واٰله وسلّم نُبوّته "

(میرے آباء اور اولاد میں سے جس نے تمام ائمہؑ کا اقرار کیا، مگر میری اولاد میں سے جو مہدی ہوں گے اُن کا انکار کیا، تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے تمام انبیاءؑ کا اقرار کیا لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کردیا۔)

میں نے عرض کیا: مولا و آقا! آپؑ کی اولاد میں سے مہدی کون ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" الخامسُ مِن ولد السّابعِ يَغيبُ عَنكُم شَخصُهُ وَلا يَحِلُّ لَكُم تَسمِيتُهُ "

(ساتویں امامؑ کا پانچواں فرزند جن کے لیے جسمانی غیبت ہوگی اور اُن کا نام لینا تمھارے لیے جائز نہ ہوگا۔)

(اکمال الدین)

(۱۱) آپؑ کا ظہور شہابِ ثاقب کے مانند ہوگا

عطار نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابنِ ہاشم سے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے اُنھوں نے صفوان جمّال سے روایت کی ہے، صفوان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

" اَمَا واللهِ لَيَغِيبَنَّ عَنكُم مَهدِيُّكُم حَتّى يَقُولَ الجاهِلُ مِنكُم: مَا لِلّهِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ حَاجَةٌ، ثُمَّ يُقبِلُ كَالشِّهابِ الثّاقِبِ فَيَملَؤُها عَدلاً وَقِسطًا كَمَا مُلِئَت جَورًا وَظُلمًا "

(خدا کی قسم تمہارا مہدی تم لوگوں سے اتنے دنوں پردۂ غیبت میں رہے گا کہ تمہارے جاہل لوگ کہنے لگیں گے کہ " اللہ تعالیٰ کو اب آلِ محمدؐ کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے "

پھر وہ پردۂ غیبت سے شہابِ ثاقب کے مانند ظہور کریں گے اور زمین کو قسط و عدل سے اسطرح بھردیں گے جسطرح وہ ظلم و جور سے مملو ہوگی۔ "

(اکمال الدین)

(۱۲) ائمہ طاہرین میں سے بارہویں امام صاحبِ غیبت ہوں گے

ابنِ عبدوس نے ابنِ قتیبہ سے اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے، اُنھوں نے ابنِ بزیع سے، اُنھوں نے حنان سراج سے اُنھوں نے سید بن محمد حمیری سے ایک طویل روایت بیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: فرزند رسولؐ! غیبت اور اس کی صحت کے بارے میں آپؑ کے آبائے اکرام سے بہت سی احادیث ہم لوگوں سے بیان کی گئی ہیں، آپؑ یہ ارشاد فرمائیں کہ صاحبِ غیبت کون ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" ستقع بالسادس من وُلدي والثاني عشر من الائمة الهداة بعد رسول الله صلّى الله عليه واٰله وسلّم اوّلهم امير المؤمنين عليّ بن ابي طالب عليه السلام وآخرهم القائم بالحقّ بقيّة الله في ارضه صاحب الزّمان وخليفة الرّحمٰن والله لو بقي في غيبته ما بقي نوحٌ في قومه لم يخرج من الدّنيا حتّى يظهر فيملأ الارض قسطًا وعدلًا كما مُلئت جورًا وظلمًا "

(میرا چھٹا فرزند اور ائمہؑ میں سے بارہواں بعد رسولؐ جن میں سے پہلے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور آخری قائمؑ بالحق بقیۃ اللہ فی الارضہ صاحب الزمان، خلیفۃ الرحمٰن ہیں۔ خدا نے جتنے عرصے تک حضرت نوح علیہ السلام کو انکی قوم میں رکھا، اگر اتنے دن بھی وہ (امام قائمؑ) غیبت میں رہے تب بھی وہ دنیا سے اُس وقت تک نہ جائیں گے جبتک ظہور نہ کریں اور زمین کو قسط و عدل سے اسیطرح نہ بھردیں جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

(اکمال الدین)

(۱۳) صاحب الامر کیلئے غیبت ہے

ابنِ متوکل نے علی بن ابراہیم سے، اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے صالح ابن محمد سے، اُنھوں نے ہانی تمار سے روایت بیان کی ہے

ہانی تمّار کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

" اِنَّ لِصَاحِبِ ھٰذا الامر غیبة فَلْیَتَّقِ اللهَ عبد و لیتمسّك بِدِینِه "

(صاحب الامر کے لیے غیبت یقینی ہے۔ بندے کو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور اُن کے دین سے متمسّک رہے۔)

(اکمال الدّین)

(۱۴) ظہور کے بعد زمین کے کسی حصّے میں غیرِ خدا کی عبادت نہ ہوگی

دقّاق نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے ابنِ بطائنی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اور اُنھوں نے ابوبصیر سے، ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" اِنَّ سنن الانبیاءؑ ما وقع علیهم من الغیبات جاریة فی القائم مِنّا اهل البیت حذو النعل بالنعل والقذّة بالقذّة "

(بلاشبہ انبیاءؑ کی زندگیوں میں جو غیبتیں ہو چکی ہیں وہی سنّتیں ہم اہلِ بیتؑ کے امامِ قائم میں بھی جاری رہیں گی، بالکل ہو بہو اس میں کوئی فرق نہ ہوگا۔)

ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آپ اہلِ بیتؑ میں سے امامِ قائم کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

" یا ابا بصیر! هو الخامس من ولد ابنی موسٰی ذالك ابن سیّدة الاماء یغیب غیبة یرتاب فیها المبطلون ثمّ یظهره الله عزّوجلّ فیفتح علیٰ یدیه مشارق الارض و مغاربها و ینزل روح الله عیسٰی بن مریم فیصلّی خلفه و تشرق الارض بنور ربّها ولا تبقی فی الارض بقعة عبد فیها غیر الله عزّوجلّ الّا عبد الله فیها و یکون الدین کلّه لله ولو کره المشرکون "

(اے ابوبصیر! وہ (امام قائمؑ) میرے فرزند امام موسیٰؑ کا پانچواں فرزند ہوگا کنیزوں کی سردار کے بطن سے تولّد ہوگا، اور ایسی غیبت اختیار کرے گا جس سے اہلِ باطل شک

میں مبتلا ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اُن کو ظاہر فرمائے گا اور انھیں کے ہاتھوں سارے مشرق و مغرب کے ممالک کو فتح کرے گا۔ اور حضرت عیسیٰؑ بن مریم روح اللہ آسمان سے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور پروردگارِ عالمین کے نور سے زمین چمک اُٹھے گی، اور زمین کا کوئی حصّہ (قطعہ) ایسا نہ ہوگا جس پر غیرِ خدا کی عبادت کی جاتی ہو اور سارا دین اللہ کا ہوگا، خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔)

(اکمال الدّین)

(۱۵) غیبتِ امام مہدیؑ سے انکار نہ کرنا

لوگوں کی ایک جماعت نے بزوفری سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے ابنِ ابی نجران سے، اُنھوں نے صفوان سے، اُنھوں نے ابو ایّوب سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" اِنْ بلغکم عن صاحبکم غیبة فلا تنکروها "

(اگر تمھیں اپنے صاحب (امام قائمؑ) کی غیبت کی خبر ملے، تو اس سے انکار نہ کرنا۔)

(غیبۃ طوسی)

(۱۶) آپؑ کے عہد میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے

احمد بن ادریس نے علی بن فضل سے، اُنھوں نے احمد بن عثمان سے، اُنھوں نے احمد بن رزق سے، اُنھوں نے یحییٰ بن علاء رازی سے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ:

" ینتج الله فی هٰذه الامّة رجلًا منّی و انا منه یسوق الله به برکات السمٰوات والارض فتنزّل السماء قطرها و یخرج الارض بذرها و تأمن وحوشها و سباعها و یملأ الارض قسطًا و عدلًا کما ملئت ظلمًا و جورًا و یقتل حتّی یقول الجاهل " لوکان هٰذا من ذرّیّة محمّد لرحم "

(اللہ تعالیٰ اِس اُمّت میں ایک مرد کو پیدا کرے گا جو مجھ سے ہوگا اور میں اُس سے ہوں گا

اور اللہؑ اُس کے ذریعے سے آسمان و زمین کی برکتیں سمیٹ دے گا۔ آسمان اپنا قطرہ قطرہ برسا دیگا اور زمین اپنا دانہ دانہ اُگا دے گی، چوپائے اور درندے آپس میں امن کے ساتھ رہیں گے۔ وہ زمین کو قسط و عدل سے اسیطرح مملو کر دیگا جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اور اس قدر قتل کرے گا کہ جاہل لوگ کہہ اُٹھیں گے کہ اگر یہ ذرّیتِ محمدؐ میں سے ہوتا تو ضرور رحم سے کام لیتا۔)

(غیبتہ طوسی)

(۱۷) آپؑ کے عہد میں کوئی حاجتمند نہ ملے گا

محمّد بن ہمام نے احمد بن ما بنداد سے، اُنھوں نے محمّد بن سنان سے، اُنھوں نے کاہلی سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" تَوَاصَلُوا وَتَبَارُّوا وَتَرَاحَمُوا فَوَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرءَ النَّسمۃَ لَیَاْتِیَنَّ عَلیکُمْ وَقتٌ لَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ لِدِینَارِہٖ وَدِرْھَمِہٖ مَوضِعًا ۔ یعنی لا یَجِدُ لَہٗ عِندَ ظھور القائمؑ موضعًا یصرفہ فیہ لاستغناء النّاس جمیعًا بِفضل اللہِ و فضل وَلیّہ "

فَقُلتُ وَاَنّیٰ یکونُ ذالك ؟

فقالؑ : عِندَ فقدکم اِمامکم فلا تزالون کذالك حتّیٰ یطلع علیکم کما یطلع الشمس اَینَمَا تکُونُونَ فَایّاکم والشّكّ والارتیاب انفوا عن نفوسکم الشکوك وقد حذِّرتم فاحذروا ومن اللہِ اَسأل توفیقکم واِرشادکم

(تم لوگ آپس میں میل جول سے رہو، ایکدوسرے کے ساتھ حُسنِ سلوک اور مہربانی کرو۔ اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافت دیا اور مخلوقات کو پیدا کیا تم لوگوں کے لیے ایک ایسا وقت ضرور آئے گا کہ جب کسی کو اپنے دینار و درھم (بطور صدقہ دینے) کے لیے کوئی موقع نہ مل سکے گا۔ یعنی ظہورِ امام قائمؑ کے بعد ہر شخص اتنا مستغنی ہوگا کہ کسی کو اپنی رقم بطور زکوٰۃ و صدقات دینے کے لیے کوئی حاجتمند نہ ملے گا۔ یہ سب اللہؑ کے فضل اور اُس کے ولی کی مہربانی سے ہوگا۔)

میں نے عرض کیا: یہ وقت کب آئے گا۔؟

آپؑ نے فرمایا: جب تمہارا امام غیبت اختیار کرے گا اور تم لوگ جیسے اب ہو ویسے ہی مسلسل بسر کرتے رہوگے۔ پھر وہ اسطرح ظہور کرے گا جسطرح آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ تم لوگ جہاں بھی ہوگے خود محسوس کر لوگے۔ لہٰذا خبردار! ریب و شک سے پرہیز کرنا، اپنے دلوں سے شکوک نکال دینا۔ میں نے تم لوگوں کو حذر و پرہیز کے لیے کہدیا ہے کہ تم لوگ شکوک سے پرہیز کرتے رہنا۔ میں اللہؑ سے تمھارے لیے توفیقات و ہدایت کی دعا کروں گا۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۱۸) آپؑ کا ظہور آفتاب سے زیادہ روشن ہوگا

عبدالواحد بن عبداللہ نے احمد بن محمّد بن رباح سے، اُنھوں نے احمد ابنِ علی حمیری سے، اُنھوں نے حسین بن ایّوب سے، اُنھوں نے عبدالکریم خثعمی سے، اُنھوں نے محمّد بن عصام سے، اُنھوں نے مفضل بن عمر سے، مفضّل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی مجلس میں حاضر تھا اور میرے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ آپؑ نے ہم لوگوں سے فرمایا: " اِیّاکم وَالتّنویہ " (نام لینے سے پرہیز کرنا) یعنی امام قائمؑ کا نام لینے سے۔" اور میں یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ آپؑ اُس دوسرے شخص کو بتانا چاہتے تھے، مگر آپکا خطاب مجھ سے تھا۔ آپؑ نے فرمایا:

" یا اَبَا عبداللہ! اِیّاکم والتّنویہ واللہ لَیَغیبنَّ سنینًا مِنَ الدّھر ولیخملنَّ حتّیٰ یقال: "مات هلك بِاَیِّ وادٍ سلك و لَتفیضنَّ علیہ اَعیُن المومنین ولیکفانَّ کتکفیُ السفینۃ فی امواج البحر حتّیٰ لا ینجو الّا مَن اَخذَ اللہ میثاقہ وکتب الایمان فی قلبہ واَیّدَہٗ بروحٍ مِنہُ ولَترفعنَّ اثنا عشر رایۃ مشتبھۃ لا یعرف اَیٌّ مِن اَیٍّ قال: فبکیت فقال لی: مایُبکیكَ ؟ قُلتُ: جَعَلتُ فِداكَ کیف لا اَبکی وَاَنتَ تقول ترفع اثنا عشر رَایۃ مشتبھۃ لا یعرف اَیٌّ من اَیٍّ قال: فنظر اِلیٰ کوّۃ فی البیتِ الّتی تطلع فیھا الشمس فی مجلسہ فقالؑ: اَھٰذہِ الشمس مُضیئۃٌ ؟ قُلتُ: نَعَم، قال: وَاللہ لَاَمرنا اَضوء منھا "

(اے ابوعبداللہ! دیکھنا، نام لینے سے پرہیز کرنا۔ واللہ، وہ (امام قائمؑ) برسوں تک لازماً غیبت میں رہیں گے اور اُن کا ذکر اسقدر بجھا سا (کمی کے ساتھ) کیا جائیگا کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ وہ مرگئے، ہلاک ہوگئے یا کسی وادی میں چلے گئے۔ اُن کے لیے مومنین کی آنکھوں میں آنسو جاری رہیں گے اور اُن کا ایمان اسطرح ڈگمگائے گا جیسے دریا میں کشتی ڈگمگاتی ہے۔ بس اس سے سلامت وہی رہے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے عہد و میثاق لے لیا ہے جس کے دل میں ایمان کی مہر ثبت کردی ہے اور اپنی روح سے اُس کی تائید فرماتی ہے۔ اُس وقت بارہ جھنڈے بلند ہوں گے جو آپس میں ایکدوسرے سے مشابہ ہوں گے اور پتہ ہی نہ چلے گا کہ کونسا جھنڈا کس کا ہے۔"

مفضل کا بیان ہے کہ، یہ سن کر میں رونے لگا۔

آپؑ نے دریافت فرمایا: کیوں رو رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، کیسے نہ روؤں، آپ یہ فرماتے ہیں کہ بارہ جھنڈے بلند نظر آئیں گے جو باہم دیگر مشابہ ہوں گے اور یہ پتہ بھی نہ چلے گا کہ کونسا جھنڈا کس کا ہے۔

یہ سن کر آپؑ نے اپنے کمرے کے ایک روشندان کی طرف نظر کی جہاں سے آفتاب روشن نظر آرہا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: دیکھو! یہ آفتاب روشن ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: واللہ، ہمارا امر (ظہورِ امامِ قائمؑ) اس سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔

(غیبتہ نعمانی)

(۱۹) ظہور کے بعد بھی لوگوں کو یقین نہیں آئے گا کہ یہ وہی قائم ہیں

محمد بن ہمام نے حمید بن زیاد سے، اُنھوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے، اُنھوں نے احمد بن حسن میثمی سے، اُنھوں نے زید بن قدامہ سے، اُنھوں نے اپنے کسی راوی سے اور اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اِنَّ القَائِمَ اِذا قَامَ یَقولُ النّاس: اَنّیٰ ذالِكَ وقد بلیت عِظامه"

(جب امام قائمؑ کا ظہور ہوگا تو لوگ کہیں گے کہ وہ کہاں، اُن کی تو ہڈیاں تک گل سڑ گئی ہوں گی۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۲۰) آپؑ تلوار کے ساتھ ظہور کریں گے

علی بن حسین نے محمد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے محمد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے محمد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے یونس بن یعقوب سے، اُنھوں نے مفضل بن عمر سے، اور مفضل کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ظہورِ امام قائمؑ کی علامات کیا ہوں گی؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"اِذا اسْتَدارَ الفَلَكُ، فَقِیلَ مَاتَ اَوْ هَلَكَ فِي اَيِّ وَادٍ سَلَكَ"

(جب آسمان کی گردش اس حد تک پہنچے گی کہ کہا جانے لگے گا کہ وہ اب تک مرگئے ہوں گے یا ہلاک ہوگئے ہوں گے اور یا کسی وادی کی طرف نکل کھڑے ہوئے)

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"لَا یَظْهَرُ اِلَّا بِالسَّیْفِ" (وہ بغیر تلوار کے ظہور نہیں کریں گے)

(غیبتہ نعمانی)

(۲۱) عرصۂ غیبت طویل ہوگا

ابنِ عقدہ نے قاسم بن محمد بن حسین بن حازم سے، اُنھوں نے عباس ابن ہشام ہزری سے، اُنھوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، اُنھوں نے فضیل صائغ سے، اُنھوں نے محمد بن مسلم سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"اِذا فَقَدَ النّاسُ الامام مکثوا سبتًا لا یَدرُونَ اَیًّا مِنْ اَیٍّ ثُمَّ یُظْهِرُ اللهُ لَهُمْ صَاحِبَهُمْ"

(جب امام (قائمؑ) غیبت اختیار کریں گے تو لوگ ایک عرصے تک یونہی رہیں گے انھیں پتہ نہیں ہوگا کہ امام کون ہیں اور کہاں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کے صاحب (امام) کو ظاہر ہونے کا حکم دے گا۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۲۲) اگر میں انھیںؑ پالیتا، تو ؟

علی بن احمد نے عبداللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے حسن بن معاویہ سے، انھوں نے ابن محبوب سے، انھوں نے خلاد بن قصار سے، اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا امامِ قائمؑ پیدا ہو چکے ہیں ؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" لَا وَلَو اَدرَکتُہٗ لَخِدمتہٗ اَیّامَ حَیاتِی "

(نہیں، اگر وہ پیدا ہو چکے ہوتے تو میں تاحیات اُن کی پرورش کرتا، اعانت کرتا۔ " (غیبۃ نعمانی)

(نوٹ) لخدمتہ: بمعنی ربّیتہ و اَعنتہ (یعنی میں پرورش اور اعانت کرتا۔)

(۲۳) آپؑ طواف سے منع کرنیوالے کو قتل کریں گے

باسناد ابوجعفر طوسیؒ نے ایک جماعت سے، انھوں نے تلعکبری سے، انھوں نے ابن ہمام سے، انھوں نے جمیل سے، انھوں نے قاسم بن اسماعیل سے، انھوں نے احمد بن رباح سے، انھوں نے ابوفرج ابان بن محمد المعروف بہ سندی سے، اور اُن کا بیان ہے کہ جس سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حج کے لیے تشریف لے گئے تھے، آپؑ میزاب کے نیچے مصروفِ دعا تھے، آپؑ کے داہنے جانب عبداللہ بن حسن اور بائیں جانب حسن بن حسن اور پیچھے جعفر بن حسن تھے، اتنے میں عباد بن کثیر بصری آگیا اور کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! آپؑ خاموش رہے۔ اُس نے تین بار یہی کہا، چوتھی مرتبہ اُس نے کہا: اے جعفر!

آپؑ نے فرمایا: اے ابوکثیر! بولو، کیا کہنا چاہتے ہو؟

اُس نے کہا: میرے پاس ایک کتاب ہے جو اس عمارت (خانۂ کعبہ) کے متعلق ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک شخص اس کی ایک ایک اینٹ کو ڈھا دے گا۔

آپؑ نے فرمایا: تمھاری کتاب میں یہ غلط تحریر ہے۔ اے ابوکثیر! بلکہ، گویا میں واللہ دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص زرد قدم، خراشیدہ پنڈلیوں والا، بزرگ شکم، کوتاہ گردن اور بڑے سر والا اِس رُکن کے پاس کھڑا ہوا ہے۔ (یہ فرمایا اور آپؑ نے رُکنِ یمانی کی طرف اشارہ کیا۔) اور لوگوں

کو طواف سے روک رہا ہے اور لوگ اُس سے خوفزدہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک مرد کو بھیجے گا جو مجھ سے ہوگا (اور یہ کہکر آپؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا) " اور وہ اُس شخص کو قتل کرے گا جسطرح "قومِ عاد و ثمود اور میخوں والے فرعون کو قتل کیا گیا تھا۔"

اُس وقت عبداللہ بن حسن نے کہا کہ اے ابوعبداللہؑ! آپؑ نے سچ فرمایا۔

پھر سب لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔

"قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ"

شہید علیہ الرحمہ کے ہاتھ کی تحریر کی ہوئی ابوالولید کی یہ روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" سے مراد: قیامِ قائم علیہ السلام ہے۔

(اقبال الاعمال)

(۲۴) کوہِ طور کے ہر درخت کی زبان پر حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کا نام

کتاب "مقتضب الاثر" میں بارہ ائمہؑ کے سلسلے میں محمد بن جعفر الآدمی و ابن غالب الحافظ نے احمد بن عبید بن ناصح سے، انھوں نے حسین ابن علوان سے، انھوں نے ہمام بن حارث سے، انھوں نے وہب بن منبہ سے، اور وہب نے بیان کیا کہ:

" اِنّ موسیٰ علیہ السلام نظر لیلة الخطاب اِلیٰ کُلّ شجرة فِی الطُّور وکُلِّ حَجَرٍ و نَبَاتٍ تَنطِقُ بِذِکرِ مُحَمَّدٍ وَّاثنَي عَشَرَ وَصِیًّا لَہٗ مِن بعدہٖ۔ فقالَ موسیٰ علیہ السلام: اِلٰہی! لا اَریٰ شَیئًا خَلَقتَہٗ اِلَّا وَھُوَ نَاطِقٌ بِذِکرِ مُحَمَّدٍ وَّ اَوصِیَائہِ الاثني عشر، فَمَا منزلة ھٰؤُلاءِ عِندَکَ ؟

قَالَ تعالیٰ: یا ابن عمران! اِنّی خَلَقتُھُم قَبلَ خلق الانوار وجعلتھم فِی خَزَانَةِ قُدسِي یَرتَعُونَ فِي رِیَاضِ مَشِیَّتِي ویتنسّمون مِن روح جبروتی ویشاھدون اَقطار ملکوتی حتّیٰ اِذا شِئتُ مَشِیَّتِي اَنفَذتُ قَضَائِي وقَدرِي۔

یا ابن عمران ! اِنّی سبقت بھم استباقی حتیٰ اَزخرف بھم جنّاتی ، یاابن عمران ! تمسّکْ بذکرھم فانّھم خزنۃ علمی وعیبۃ حکمتی ومعدن نوری۔ "

" قالَ حسین بن علوان : فذکرتُ ذالک لجعفر بن محمدؑ :،
فقالؑ : حقٌّ ذالک ھم اثنا عشر من آلِ محمّدٍ : علیؑ والحسنؑ والحسینؑ وعلیؑ بن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ ومن شاء اللہ
قلتُ : جعلتُ فداک اِنّما أسالک لتفتینی بالحقّ ۔
قالؑ : اَنا وابنی ھٰذا واَومَا اِلیٰ ابنہ موسیٰؑ والخامس من ولدہ یغیب شخصہ ولا یحلّ ذکرہ باسمہ ۔"

" جس شب میں حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوا تو آپؑ نے طور کے ہر درخت اور ہر پودے اور ہر پتھر کو دیکھا کہ وہ حضرت محمدؐ اور اُن کے بارہ اوصیاء کا ذکر کرنے میں مشغول ہے ، جو اُنؐ کے بعد ہوں گے ۔
حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا : پروردگارا ! تونے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں میں اُن میں سے جسے بھی دیکھتا ہوں وہ حضرت محمدؐ اور اُن کے بارہ اوصیاء کا ذکر کررہی ہے ۔ آخر تیرے نزدیک ان حضرات کی کتنی منزلت ہے ؟
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : اے ابنِ عمران ! میں نے انوار کی خلقت سے پہلے ان ہستیوں کو پیدا کیا اور انھیں اپنے خزانۂ قدس میں رکھا ہے وہ ہمارے ریاضِ مشیت میں سیر کرتے ہیں ، میری روح جبروت میں ہوا خوری کرتے ہیں اور قطار در قطار ملکوت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جب میری مشیت ہوگی میں ان کے لیے کوئی حکم نافذ کروں گا۔
اے ابنِ عمران ! میں نے ان ہستیوں لئے اپنی جنّت کو آراستہ وپیراستہ کیا ہے ۔ اے ابنِ عمران ! تم بھی ان ذواتِ مقدسہ کے ذکر سے متمسک رہو اس لیے کہ یہی میرے علم کا خزانہ ، میری حکمت کا مقام ، اور میرے نور کے معدن ہیں ۔ ")

حسین بن علوان کا بیان ہے کہ میں نے اس روایت کا ذکر حضرت امام جعفر صادقؑ سے کیا ، تو آپؑ نے فرمایا : " ہاں ، یہ سچ ہے اور یہ بارہ آلِ محمدؐ میں سے ہیں یعنی علیؑ ، حسنؑ ، حسینؑ ، علیؑ ابن الحسینؑ ، محمدؑ بن علیؑ اور خدا جس کو چاہے ۔"
میں نے عرض کیا : میں آپؑ پر قربان ، میری گذارش ہے کہ آپؑ حقیقتِ امر سے مجھے پوری طرح آگاہ فرمائیں ۔ ؟

آپؑ نے فرمایا : اور میں ہوں اور میرا یہ فرزند ہے ۔
(یہ کہکر آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام موسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا)
اور اس کی اولاد میں پانچ ۔ جنہیں سے پانچواں جسمانی طور پر (لوگوں کی نظروں سے) غائب ہوگا۔
اور اس کا نام لیکر ذکر کرنا جائز نہیں ہے ۔)

(کتاب المقتضب الاثر)

بحار الانوار

باب ہفتم

۷

وہ احادیث جو
حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
سے مروی ہیں

① امام مہدیؑ عام عقل و سمجھ سے بالاتر ہیں

ابی نے سعد سے، اُنھوں نے حسن بن عیسیٰ بن محمدؐ بن علی بن جعفر سے، اُنھوں نے اپنے جد محمدؐ سے، اُنھوں نے علی بن امام جعفر صادقؑ سے، اُنھوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"إذا فقد الخامس من ولد السابع فالله الله فی ادیانکم لایزیلکم احد عنها یا بُنَیَّ[1] اِنّه لابُدَّ لصاحب هٰذا الامر من غیبة حتیٰ یرجع عن هٰذا الامر من کان یقول به، اِنّما هی محنة مِنَ اللهِ عَزَّ وجلَّ امتحن بها خلقه ولو علم اٰباؤکم واجدادکم دینًا اَصَحَّ مِن هٰذا لاتّبعوه

فقلتُ: یا سیّدی مَنِ الخامس من ولد السّابع؟

قال: یا بُنَیَّ عقولکم تصغر عن هٰذا و احلامکم تضیق عن حمله، ولکن اِن تعیشوا فسوف تدرکونه۔"

(جب تمھارے ساتویں امام کا پانچواں فرزند پردۂ غیبت میں چلا جائے تو خدا کے لیے اپنے دین کا بہت خیال رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تمھارے دین سے تم کو ہٹادے۔ اے میرے فرزند! اس صاحب الامر کی غیبت یقینی ہے اور یہ غیبت ایسی ہوگی کہ جو شخص اس کا قائل ہوگا وہ بھی اس سے پھر جائے گا۔ درحقیقت یہ غیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگی، اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیگا۔ اور سنو! اگر تمھارے آباء و اجداد اس دین سے زیادہ درست اور صحیح کوئی دوسرا دین پاتے تو اسی کی پیروی کرتے۔"

میں نے عرض کیا: مولا و آقا! وہ ساتویں کا پانچواں فرزند کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اے میرے فرزندو! تمھاری عقلیں کوتاہ ہیں، تم اُس کا

[1] (یابُنَیَّ) کا استعمال آپؑ نے بربنائے لطف و شفقت کیا ہے۔ (صاحبِ بحار)

تصور بھی نہ کرسکو گے، تمھاری عقل و سمجھ اتنی کم ہے کہ اس کی متحمل نہ ہوسکے گی، لیکن، اگر تم لوگ اس عہد تک زندہ رہے تو اس کو خود ہی دیکھ لوگے۔)

(علل الشرائع)

- ابی و ابنِ ولید نے سعد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اکمال الدین)
- اسناد کے ساتھ سعد سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (غیبتہ طوسی)
- اپنے اسناد کے ساتھ (کلینی نے علی بن محمد سے، اُنھوں نے حسن بن عیسیٰ بن محمدؐ بن علی بن جعفر سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے جد سے، اُنھوں نے) علی بن جعفر سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ نعمانی)
- علی بن محمد سندی نے محمدؐ بن حسین سے، اُنھوں نے سعد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

② نعمتِ ظاہرہ و باطنہ سے مراد آئمہؑ ہیں

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمدؐ بن زیاد ازدی سے اور اُن کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آقا و مولا حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اِس قول کے متعلق دریافت کیا:

"اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً" (سورۂ لقمٰن آیت ۲۰)

(اُس نے تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں فراوانی سے عطا کیں)

امام علیہ السلام نے فرمایا: ظاہری نعمت سے مراد امام ظاہر اور باطنی نعمت سے مراد امام غائب ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آئمہؑ میں سے کوئی غائب بھی ہوگا۔؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"نعم، یغیب عن اَبصار النّاس شخصه ولا یغیب عن قلوب المومنین ذکره، وهو الثانی عشر منّا یسهّل الله له کلّ عسیر ویذلّل له کلّ صعب ویظهر له کنوز الارض ویقرب له کلّ بعید ویبیر به کلّ جبّار عنید ویهلك علی یده کلّ

شیطان مرید ذاك ابن سیّدة الاماء الّذي یخفي علی النّاس ولادته ولا یحلّ لهم تسمیته حتیٰ یظهره (الله) عزّوجلّ فیملأ به الارض قسطًا وعدلًا کما ملئت جورًا وظلمًا "

(ہاں ، وہ جسمانی طور پر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہینگے ، مگر مومنین کے دلوں سے اُن کا ذکر محو نہیں ہوگا ۔ وہ ہم ائمہؑ میں سے بارھویں ہونگے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کے لیے ہر مشکل کو سہل کردے گا ، ہر سخت کو نرم کردے گا ، اُن کے لیے زمین کے سارے خزانوں کو ظاہر کردے گا ، اُس کے لیے ہر بعید کو قریب اور اُن کے ذریعے سے ہر ظالم و دشمن کا قلع قمع کرے گا ، ہر شیطان مردود کو ہلاک کرے گا ، وہ کنیزوں کی ایک سردار کے بطن سے تولّد ہوں گے اور اُن کی ولادت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے گا ، اُن کا نام لینا جائز نہ ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اُنھیں ظاہر نہ فرمادے ۔ اور وہ زمین کو قسط وعدل سے اسطرح بھردیں گے جسطرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی

(اکمال الدّین)

- شیخ صدوق علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج سے پلٹ رہا تھا تو یہ حدیث صرف احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی سے سُنی تھی ، اور وہ ایک مردِ ثقہ ، دیندار اور افاضلین میں سے تھے ۔

۳ لوگ آپؑ کی ولادت سے انکار کریں گے

اَبی نے سعد سے ، اُنھوں نے خشّاب سے ، اُنھوں نے عبّاس بن عامر سے ، عبّاس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن امام جعفرؑ علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا :

امام علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا :

" صاحب ھٰذا الامر یقول النّاس لم یولد بعد "

(صاحب الامرؑ کے متعلق پیدا ہونے کے بعد بھی لوگ کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ۔)

(اکمال الدّین)

۴ آپؑ کی تنہائی کی زندگی

ہمدانی نے علی بن ابراہیم سے ، اُنھوں نے محمّد بن خالد سے ، اُنھوں نے علی بن حسّان سے

اُنھوں نے داؤد بن کثیر سے ، اور اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے صاحب الامر علیہ السّلام کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا :

" ھُوَ الطَّرِیْدُ الْوَحِیْدُ الْغَرِیْبُ الْغَائِبُ عَنْ اَھْلِهٖ الْمَوْتُوْرُ بِاَبِیْهٖ "

(وہ آبادیوں سے الگ ، تنہا ، غریب الوطن ، اپنے خاندان سے جدا اور اپنے پدر بزرگوار کے خون کا عوض لینے والے ۔)

(اکمال الدّین)

۵ مآءٍ مّعین سے مراد امام قائمؑ ہیں

اَبی نے سعد سے ، اُنھوں نے ابن عیسیٰ سے ، اُنھوں نے بجلی سے ، اُنھوں نے معاویہ بن وہب وابی قتادہ علی بن محمّد سے ، اُنھوں نے علی بن جعفر سے ، اُنھوں نے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے روایت کی ، اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل کیا ہے ؟

" قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ " (سورۃ الملك آیت ۳۰)

(کہدیجیے ، ذرا غور تو کرو (تمھارا کیا خیال ہے) اگر تمھارا پانی گہرائیوں میں اُتر جائے تو پھر تم میں سے کون ایسا ہے جو تمھارے لیے چشمے کا صاف وشیریں پانی (زمین سے نکال کر) لائے گا ۔)

امام علیہ السّلام نے فرمایا :

" اِذَا فَقَدْتُمْ اِمَامَكُمْ فَلَمْ تَرَوْهُ فَمَاذَا تَصْنَعُوْنَ "

(جب تمھارا امامؑ غائب ہوجائے گا وہ تمھیں نظر نہ آئے گا تو اس وقت تم لوگ کیا کروگے ۔)

(اکمال الدّین)

۶ تمام ائمہؑ قائم بالحق ہیں

ہمدانی نے علی سے ، اُنھوں نے اپنے والد سے ، اُنھوں نے صالح بن سندی سے اُنھوں نے یونس ابن عبدالرّحمٰن سے ، اور یونس ابن عبدالرّحمٰن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا آپ قائم بالحق ہیں؟

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہاں

"أَنَا الْقَائِمُ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ الْقَائِمَ الَّذِي يُطَهِّرُ الْأَرْضَ مِنْ أَعْدَاءِ اللهِ وَيَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا هُوَ الْخَامِسُ مِنْ وُلْدِي لَهُ غَيْبَةٌ يَطُولُ أَمَدُهَا خَوْفًا عَلَىٰ نَفْسِهِ يَرْتَدُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَيَثْبُتُ فِيهَا آخَرُونَ"

ثُمَّ قَالَ علیہ السلام:

"طُوبَىٰ لِشِيعَتِنَا الْمُتَمَسِّكِينَ بِحُبِّنَا فِي غَيْبَةِ قَائِمِنَا الثَّابِتِينَ عَلَىٰ مُوَالَاتِنَا وَالْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِنَا أُولٰئِكَ مِنَّا وَنَحْنُ مِنْهُمْ قَدْ رَضُوا بِنَا أَئِمَّةً وَرَضِينَا بِهِمْ شِيعَةً وَطُوبَىٰ لَهُمْ هُمْ وَاللهِ مَعَنَا فِي دَرَجَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

(میں قائم بالحق ہوں، لیکن وہ قائم جو زمین کو دشمنانِ خدا سے پاک کریں گے اس کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی، وہ میرے پانچویں فرزند ہوں گے۔ اُن کی غیبت بہت طویل ہوگی جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے ہدایت پر باقی رہیں گے۔)

پھر فرمایا:

(ہمارے اُن شیعوں کے لیے خوشخبری ہے جو ہمارے قائمؑ کی غیبت میں بھی ہماری محبت سے متمسک رہیں گے اور ہماری دوستی پر ثابت قدم رہیں گے اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرتے رہیں گے۔ وہی لوگ ہمارے ہیں اور ہم اُن کے ہیں۔ وہ لوگ اس پر راضی و خوش ہوں گے کہ ہم اُن کے امام ہیں اور ہم اس پر خوش ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ انھیں خوشخبری ہو کہ وہ لوگ خدا کی قسم قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوں گے۔) (اکمال الدین)

• محمد بن عبداللہ بن حمزہ نے اپنے چچا حسن سے، اُنھوں نے علی بن ابراہیم سے، اُنھوں نے صالح بن سندی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

بحار الانوار

باب ہشتم

۸

وہ احادیث جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہیں

(۱) سببِ غیبتِ امام مہدیؑ

طالقانی نے ابنِ عقدہ سے، انھوں نے علی بن حسن بن فضّال سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے:

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"کأنّي بالشيعة عند فقدهم الثالث من ولدي يطلبون المرعى فلا يجدونه"

قلت له: ولم ذلك يا ابن رسول الله؟

"قالؑ: لأنّ إمامهم يغيب عنهم"

فقلت: ولم؟

قالؑ: "لئلّا يكون في عنقه لأحد بيعة إذا قام بالسيف"

(گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میری اولاد میں سے تیسرے کے مفقود ہونے کے دوران شیعہ چراگاہ تلاش کرنے میں سرگرداں پھر رہے ہیں، مگر انھیں چراگاہ (مرکز) نصیب نہیں۔

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ کیوں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ اُن کا امام اُن میں سے غائب ہوگا۔

میں نے عرض کیا: غائب کس لیے ہوں گے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: "تاکہ جب وہ تلوار لیکر خروج کرے تو اُن کی گردن پر کسی حاکم وحکومت کی بیعت کا بار نہ ہو، نہ وہ کسی کے زیرِ نگیں ہوں۔)

(علل الشرائع)

(۲) امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد شیعوں کی پریشانی

اَبی نے حمیری سے، انھوں نے احمد بن ہلال سے، انھوں نے ابنِ محبوب سے، اور انھوں نے

حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"لا بدّ من فتنة صمّاء صيلم يسقط فيها كلّ بطانة ووليجة وذلك عند فقدان الشيعة الثالث من ولدي يبكي عليه أهل السماء وأهل الأرض وكلّ حرّى وحرّان وكلّ حزين لهفان"

ثمّ قال: "بأبي وأمّي سميّ جدّي وشبيهي وشبيه موسى بن عمران، عليه جيوب النور تتوقّد بشعاع ضياء القدس كم من حرّى مؤمنة وكم من مؤمن متأسّف حيران حزين عند فقدان الماء المعين كأنّي بهم آيس ما كانوا، نودوا نداء يسمع من بعد كما يسمع من قرب يكون رحمة على المؤمنين وعذابا على الكافرين"

(ایک انتہائی سخت اور اندوہناک فتنے کا برپا ہونا لازمی ہے جس میں ساری دوستیاں اور رازداریاں ختم ہوجائیں گی اور یہ فتنہ اُس وقت برپا ہوگا جب شیعہ میرے تیسرے فرزند کو اپنے درمیان "مفقود" پائیں گے، اور اُس کے لیے تمام آسمان و زمین والے گریہ کریں گے، ہر مرد و زن اُس کی زیارت کو ترسے گا، سب محزون اور آہ و زاری کریں گے۔

پھر فرمایا: اُس پر میرے ماں باپ قربان، جو میرے جد کا ہمنام ہوگا، جو میری اور موسیٰؑ بن عمران کی شبیہ ہوگا، اُس کے جسم پر نور کا لباس ہوگا، جو ضیائے قدس سے روشن ہوگا۔ اُس چشمۂ آبِ شیریں کے غائب ہونے کے بعد کتنی ہی مومنات اُسکے شربتِ دیدار کی پیاسی ہونگی، مومن کفِ افسوس ملتے ہوں گے، محزون و حیران ہوں گے، گویا میں دیکھ رہا ہوں وہ تقریباً مایوس ہوگئے ہوں گے۔ اِس کے بعد انھیں ایک نِدا سنائی دے گی جیسے کوئی قریب سے پکار رہا ہو، جو "نِدا" مومنین کیلئے باعثِ رحمت اور کافرین پر عذاب ہوگی۔)

(عیون الاخبار الرضا)

(۳) مذکورہ روایت کے دیگر راوی

اَبی نے سعد سے، انھوں نے جعفر فزاری سے، جعفر نے علی بن حسن بن فضّال سے انھوں نے ریان بن صلت سے اور ریان نے حضرت امام رضاؑ سے یہی روایت کی ہے۔ (اکمال الدین)

(۴) دعبلؒ کا قصیدہ سن کر امامؑ کا ارشاد

ہمدانی نے علی سے، علی نے اپنے والد سے، انھوں نے ہروی سے، ہروی کا بیان ہے کہ میں نے دعبل خزاعی کو کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے اپنا مشہور قصیدہ پڑھا، جس کا پہلا شعر یہ ہے:

مدارس آیات خلت من تلاوة ٭ ومنزل وحی مقفر العرصات

اور پھر جب اس شعر پر پہنچا

خروج امام لا محالة خارج ٭ یقوم علی اسم الله و البرکات

ایک امام لامحالہ پیدا ہوگا جو خروج کریگا ٭ وہ اللہ کے نام اور اس کی برکتوں سے قیام کریگا

یمیز فینا کل حق و باطل ٭ ویجزی علی النعماء والنقمات

جو ہم لوگوں میں سے حق و باطل کو جُدا کرے گا ٭ اور اہلِ حق پر نعمتوں کی بارش برسادے گا اور اہلِ باطل کو سزا دے گا۔

یہ اشعار سُن کر امام رضا علیہ السلام پر شدید گریہ طاری ہوا۔ پھر آپؑ نے سرِ اقدس بلند کیا اور مجھ سے فرمایا: اے خزاعی! روح القدس نے تیری زبان سے ان دونوں شعروں میں کلام کیا ہے تجھے معلوم ہے وہ امام کون ہیں؟ اور کب قیام کریں گے؟

میں نے عرض کیا: مولا و آقا! مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو سنا ہے کہ ایک امام آپؑ حضرات ہی میں سے خروج کریں گے جو زمین کو عدل و داد سے اسطرح بھر دیں گے جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

یہ سنکر آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"یا دعبل! الامام بعدی محمد ابنی وبعد محمد ابنه علی وبعد علی ابنه الحسن وبعد الحسن ابنه الحجة القائم المنتظر فی غیبته المطاع فی ظهوره، لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله ذالك الیوم حتی یخرج فیملأها عدلا کما ملئت جورا واما متی؟ فاخبار عن الوقت ولقد حدثنی ابی، عن ابیه، عن آبائه، عن علیؑ ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قیل له: یا رسول الله! متی یخرج القائم

من ذریتك؟ فقال: مثله مثل الساعة "لا یجلیها لوقتها الا هو ثقلت فی السموات والارض لا یأتیکم الا بغتة"۔

اے دعبل! میرے بعد میرا فرزند محمدؑ امام ہوگا اور محمدؑ کے بعد اُس کا فرزند علیؑ اور علیؑ کے بعد اس کا فرزند حسنؑ اور حسنؑ کے بعد اس کے فرزند حجۃ القائم امام ہوں گے جن کی غیبت میں اُن کا انتظار کیا جائے گا، اور ظہور کے زمانے میں واجب الاطاعت ہوں گے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس ایک ہی دن کو اتنا طویل کردیگا کہ وہ اس میں ظہور کریں گے اور زمین کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ لیکن وہ کب ظہور کریں گے، اور ان کے ظہور کا وقت کیا ہوگا؟ تو اس کے بارے میں میرے پدر بزرگوار نے اپنے آباءِ کرام سے روایت کی ہے کہ: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ:

یا رسول اللہؐ! آپؐ کی ذریت میں سے امام قائمؑ کب ظہور کریں گے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اُن کے ظہور کی مثال قیامت جیسی ہے۔ اگر اُس وقت کا تعین کردیا جائے تو آسمان و زمین پر بار ہوجائے گا، وہ یک بیک ظہور کریں گے"۔

(اکمال الدین)

- محمد بن عبداللہ بن حمزہ نے اپنے چچا حسن سے، انھوں نے علی سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ہروی سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(کفایہ)

(۵) امام قائمؑ کی ولادت ونشو ونما پوشیدہ رہیگی

ابن ولید نے صفار سے، انھوں نے ابن یزید سے، انھوں نے ایوب بن نوح سے، ایوب بن نوح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارا تو خیال ہے کہ آپؑ ہی صاحب الامر ہوں گے، اللہ تعالیٰ بغیر تلوار آپؑ کی مدد فرمائے گا کیونکہ آپؑ کی بیعت ہو چکی ہے، آپؑ کے نام کے سکّے جاری ہوگئے ہیں

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"ما منا احد اختلفت الیه الکتب وسئل عن المسائل و اشارت الیه الاصابع وحملت الیه الاموال الا اغتیل او

مات علیٰ فراشہ حتیٰ یبعث اللہ عزّ و جلّ لِھٰذا الامر
رَجُلاً خفیَّ المولد و المنشاء غیر خفیٍّ فی نسبہ ؕ"

(ہم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کے پاس خطوط آتے ہوں اور مسائل پوچھے جاتے ہوں، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے ہوتے ہوں، اس کے پاس نذرانے آتے ہوں، لیکن یہ کہ وہ قتل کردیا جائے گا یا اُسے اُس کے بستر پر زہر وغیرہ سے ماردیا جائے گا یہانتک کہ اللہ اس امرِ امامت کے لیے ایک ایسے مرد کو بھیجے گا جس کی ولادت اور نشوونما کو پوشیدہ رکھا جائے گا، مگر اس کا نسب پوشیدہ نہ ہوگا۔ (اکمال الدین)

(۶) امام حسن عسکریؑ کے بعد دورِ ابتلا

عطّار نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اشعری سے، اُنھوں نے محمّد بن حمران سے اُنھوں نے اپنے خالو احمد بن زکریّا سے، اور احمد بن زکریّا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السّلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم بغداد میں کس جگہ رہتے ہو۔؟

میں نے عرض کیا: محلّۂ کرخ میں۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: وہ تو محفوظ و مامون جگہ ہے، مگر ایک ہولناک فتنہ اُٹھنے والا ہے جسمیں ہر دوستی و رازداری ختم ہوجائیگی اور یہ اُس وقت رونما ہوگا جب ہمارے تیسرے فرزند (امام حسن عسکریؑ) کو شیعہ مفقود کردیں گے۔ (بعدِ وفات) (اکمال الدین)

(۷) آنحضرتؐ نے بار بار غَیبت اختیار کی

محمّد بن ہمام نے عبداللہ بن جعفر، اُنھوں نے یقطینی سے، اُنھوں نے محمد بن ابی یعقوب بلخی سے، اور اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضاؑ سے سنا کہ: "تم لوگ شدید آزمائش میں پڑوگے، اور یہ آزمائش ایک بچّے سے ہوگی جو شکمِ مادر میں ہوگا، پھر وہ شیر خوارگی میں ہوگا اور کہا جائیگا کہ وہ غائب ہوگیا اور مرگیا اور کہا جائیگا کہ اب کوئی امام نہیں رہ گیا ہے اگر رسول اللہؐ نے بار بار غَیبت اختیار کی ود ھا اَنَا ذا اموت حتف اَنفی " (غیبۃ نعمانی)
(اور میں تو اپنی موت مروں گا)

(۸) جب تمھارا پرچم بلند ہوگا

ایّوب بن نوح نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی: آپؑ نے فرمایا کہ "جب تمھارا علم بلند ہوگا تو اُمید رکھو کہ مشکلوں سے تمھیں نجات ملے گی۔" (غیبۃ نعمانی)

بِحارُ الانوار

باب نہم

باب ۹

وہ احادیث جو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے مروی ہیں

(۱) امام مہدی کی حکومت ایک شب میں قائم ہو جائے گی

دقاق نے محمد بن ہارون رویانی سے، اُنھوں نے عبدالعظیم حسنی سے، اور حسنی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے آقا و مولا حضرت امام محمد بن علیؑ رضا علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ آپؑ سے دریافت کروں کہ امام قائم ہی مہدی ہوں گے یا کوئی اور۔ مگر میرے دریافت کرنے سے پہلے ہی آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"یا ابا القاسم! اِنَّ القائم منّا هو المهدیّ الّذی یجب ان ینتظر فی غیبته و یطاع فی ظهوره و هو الثالث من ولدی و الّذی بعث محمّدًا بالنّبوّة و خصّنا بالامامة انّه لو لم یبق من الدّنیا الّا یوم واحد لطوّل الله ذٰلك الیوم حتّی یخرج فیملأ الارض قسطًا و عدلًا كما ملئت جورًا و ظلمًا و انّ الله تبارك و تعالٰی یصلح امره فی لیلة كما اصلح امر كلیمه موسٰی لیقتبس لاهله نارًا فرجع و هو رسول نبیّ۔

ثمّ قالؑ: افضل اعمال شیعتنا انتظار الفرج۔"

(اے ابوالقاسم! ہم میں سے جو قائم ہوگا وہی مہدی ہوگا، جس کی غیبت میں اُس کا انتظار کرنا واجب ہے اور عہدِ ظہور میں اُس کی اطاعت فرض ہے۔ اور وہ میرا تیسرا فرزند ہوگا۔ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ہمیں امامت کے لیے مخصوص فرمایا، اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس ایک ہی دن کو اتنا طویل کر دیگا کہ وہ (امام قائمؑ) اس میں ظہور کرے گا اور زمین کو قسط و عدل سے اسی طرح بھر دے گا جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ ایک ہی شب میں اُن کی حکومت قائم کر دیگا، جسطرح حضرت موسیٰؑ ایک شب کو اپنے اہل

کے لیے آگ لینے گئے اور جب پلٹے تو وہ رسول اور نبی تھے۔ ہمارے شیعوں کے لیے افضل اعمال اس کے ظہور کا انتظار ہوگا۔)

(اکمال الدین)

(۲) ایک حیرت انگیز بات ہونے والی ہے

محمد بن ہمام نے احمد بن ما بنداد سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے امیہ بن علی قیسی سے روایت کی ہے اور قیسی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علیؑ (امام تقی جوادؑ) علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میرا فرزند علیؑ، میرا فرزند علیؑ۔

پھر آپؑ کچھ دیر تک سرِ اقدس خم کیے رہے، اس کے بعد سرِ مبارک اُٹھا کر فرمایا:

"انّها ستكون حیرة
قلت: فاذا كان ذٰلك فالٰی من؟ فسكت
ثمّ قالؑ: لا این۔
حتّی قالها ثلاثا۔ فاعدت
فقالؑ: الی المدینة۔
فقلت: ایّ المدن؟
فقالؑ: مدینتنا هٰذه و هل مدینة غیرها۔"

(مگر یقیناً عنقریب حیرت بات رونما ہوگی۔
میں نے عرض کیا: جب ایسا ہو تو میں کہاں (کا رخ کروں)؟ پس آپؑ خاموش رہے۔
پھر فرمایا: کہیں نہیں۔ (یہ جملہ آپؑ نے تین بار فرمایا۔) میں نے سوال کا اعادہ کیا۔
پس آپؑ نے فرمایا: مدینہ کی طرف۔
میں نے عرض کیا: کس مدن (شہر) کی طرف؟
فرمایا: ہمارے اسی شہر مدینہ کی طرف، اور کیا اس کے سوا کوئی اور بھی مدینہ ہے۔؟)

(غیبۃ نعمانی)

- احمد بن ہلال سے روایت ہے کہ مجھے ابن بزیع نے بتایا کہ امیہ بن قیسی نے امام ابوجعفر محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا تھا جس کا آپؑ نے یہ جواب دیا جو مذکور ہے۔

(غیبۃ نعمانی)

(۳) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد شدید حادثات رونما ہوں گے

محمد بن ہمام نے ابوعبداللہ محمد بن ہشام سے، اُنھوں نے ابی سعد سہل بن زیاد سے اُنھوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد تقی بن امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"اِذَا مَاتَ ابْنِیْ عَلِیٌّ بَدَا سِرَاجٌ بَعْدَهٗ ثُمَّ خَفِیَ فَوَیْلٌ لِلْمُرْتَابِ وَطُوْبٰی لِلْغَرِیْبِ الْفَارِّ بِدِیْنِهٖ ثُمَّ یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَحْدَاثٌ تُشَیِّبُ فِیْهَا النَّوَاصِیْ وَ یَسِیْرُ الصُّمُّ الصِّلَابُ"

(جب میرا فرزند علیؑ (النقی) کا انتقال ہوجائے گا تو ایک چراغ اس کے بعد اور روشن ہوگا، پھر وہ بھی خاموش ہوجائے گا، اُس وقت اُن لوگوں پر ویل (ہلاکت) ہے جو شک میں پڑجائیں گے، اور اُس عرب کا کیا کہنا جو اپنے دین کو لیکر بھاگ نکلے گا اس کے بعد ایسے حادثات ہوں گے جن سے پیشانیوں کے بال سفید ہوجائیں گے اور شدید ترین انقلابات رونما ہوں گے۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۴) آپؑ کے اصحاب کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ اور لشکر کی تعداد دس ہزار

ابوعبداللہ خزاعی نے اسدی سے، اسدی نے سہل سے، سہل نے عبدالعظیم حسنی سے اور حسنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد تقی بن امام علی الرضاؑ بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے اُمید ہے کہ اہلِ بیتِ محمدؐ میں سے آپ ہی وہ امام قائم ہوں گے جو زمین کو قسط و عدل سے اسطرح بھردیں گے جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ ؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"یَا اَبَا الْقَاسِمِ ! مَا مِنَّا اِلَّا قَائِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَ هَادٍ اِلٰی دِیْنِ اللّٰهِ وَلَسْتُ الْقَائِمَ الَّذِیْ یُطَهِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ مِنْ اَهْلِ الْکُفْرِ وَالْجُحُوْدِ وَیَمْلَأُهَا عَدْلًا وَّ قِسْطًا هُوَ الَّذِیْ یَخْفٰی عَلَی النَّاسِ وِلَادَتُهٗ،

وَیَغِیْبُ عَنْهُمْ شَخْصُهٗ وَیَحْرُمُ عَلَیْهِمْ تَسْمِیَتُهٗ وَهُوَ سَمِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَکُنِیُّهٗ وَهُوَ الَّذِیْ یُطْوٰی لَهُ الْاَرْضُ وَیَذِلُّ لَهٗ کُلُّ صَعْبٍ یَجْتَمِعُ اِلَیْهِ مِنْ اَصْحَابِهٖ عَدَدُ اَهْلِ بَدْرٍ ثَلَاثُمِائَةٍ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ اَقَاصِی الْاَرْضِ وَ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ "اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۸)

(جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تم کو ایک جگہ جمع کردیگا۔ بیشک اللہ ہر شے پر مکمل قدرت رکھتا ہے)

فَاِذَا اجْتَمَعَتْ لَهٗ هٰذِهِ الْعِدَّةُ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَظْهَرَ اَمْرَهٗ فَاِذَا اُکْمِلَ لَهُ الْعِقْدُ وَهُوَ عَشَرَةُ اٰلَافِ رَجُلٍ خَرَجَ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَا یَزَالُ یَقْتُلُ اَعْدَاءَ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْضَی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی

قَالَ عَبْدُالْعَظِیْمِ : قُلْتُ لَهٗ : یَا سَیِّدِیْ وَکَیْفَ یَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ رَضِیَ ؟

قَالَ: یُلْقِیْ فِیْ قَلْبِهِ الرَّحْمَةَ"

(اے ابوالقاسم! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو قائم بامر اللہ نہ ہو اور اللہ کے دین کی طرف ہدایت نہ کرتا ہو، مگر میں وہ قائم نہیں ہوں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ زمین کو کافروں اور ملحدوں سے پاک کرے گا اور اسے قسط و عدل سے بھرے گا۔ وہ قائمؑ، وہ ہوگا جس کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی، جو جسمانی طور پر غائب رہے گا، اور لوگوں پر اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمنام و ہم کنیت ہوگا، وہی وہ ہوگا جس کے لیے زمین سمٹے گی، ہر سخت چیز اسکے لیے نرم ہوگی۔ اس کے اصحاب اہلِ بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ ہوں گے، زمین کے ہر حصے سے آکر اُس کے پاس جمع ہوں گے۔ چنانچہ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تم کو ایک جگہ جمع کردیگا۔ بیشک اللہ ہر شے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔) (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۸)

جب آپؑ کے پاس یہ تین سو تیرہ جمع ہوجائیں گے تو اپنی حکومت کا آپؑ اعلان کریں گے اور جب آپؑ کے فوجیوں کی تعداد دس ہزار ہوجائے گی تو بحکم خدا خروج کریں گے اور خدا کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کردیں گے اور اتنا قتل کریں گے کہ اللہ تعالیٰ و تبارک

راضی و خوش ہو جائے گا۔"

عبدالعظیم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! اُنھیں کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ راضی ہوگیا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہؑ اُن کے دل میں رحم پیدا فرما دے گا۔"

(کفایہ)

۵ وجہِ تسمیہ قائم و منتظر

محمد بن علی نے ابنِ عبدوس سے، اُنھوں نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے، اُنھوں نے صقر بن ابی دلف سے، اور صقر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد بن علیؑ الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا: آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"الامام بعدی ابنی علیؑ، امرهٗ امری وقولهٗ قولی وطاعتهٗ طاعتی والامام بعدهٗ ابنهُ الحسنؑ، امرهٗ امر ابیه وقولهٗ قول ابیه وطاعتهٗ طاعة ابیه۔

ثمّ سکت: فقلتُ له: یابن رسول الله! فمَنِ الامام بعد الحسنؑ؟ فبکیٰ علیہ السلام بکاءً شدیدًا

ثمّ قالؑ: انّ من بعد الحسنؑ ابنهُ القائمُ بالحقِ المنتظر

فقلتُ له: یابن رسول الله! ولِمَ سمّیَ القائم؟

قالؑ: لانّه یقوم بعد موت ذکره وارتداد اکثر القائلین بامامته۔

فقلتُ لهٗ: ولِمَ سمّی المنتظر؟

قالؑ: انّ له غیبة یکثر ایّامها ویطول امدها فینتظر خروجه المخلصون وینکره المرتابون ویستهزئُ بهِ الجاحدون ویکذب فیها الوقّاتون ویهلك فیها المستعجلون وینجو فیها المسلمون۔"

(میرے بعد میرا فرزند علیؑ النقی) امام ہوگا۔ اُس کا حکم میرا حکم، اُس کا قول میرا قول، اُس کی اطاعت، میری اطاعت ہوگی۔ اور اس کے بعد اُس کا فرزند حسنؑ (عسکری) امام ہوگا، اُس کا حکم، اُس کے والدِ بزرگوار" کا حکم، اُس کا قول، اُس کے

پدرِ بزرگوار" کا قول، اس کی اطاعت، اُس کے والد" بزرگوار" کی اطاعت ہوگی۔

یہ فرما کر آپؑ خاموش ہوگئے۔ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! پھر حسن عسکریؑ کے بعد امام کون ہوگا؟ اس سوال پر آپؑ نے بہت ہی گریہ فرمایا۔

پھر فرمایا: حسن عسکریؑ کے بعد اُن کا فرزند قائم بالحق المنتظر امام ہوگا۔

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! اُن کا نام قائم کیوں رکھا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اِس لیے کہ وہ اپنے ذکر کے مردہ (ختم) ہوجانے اور اپنی امامت کے اکثر قائل لوگوں کے مرتد ہوجانے کے بعد قیام وظہور کریں گے۔

میں نے عرض کیا: اور اُن کا نام "المنتظر" کیوں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اُن کی غیبت بہت دنوں تک بلکہ ایک طویل عرصے تک رہے گی اور اُن کے مخلص اُن کے خروج وظہور کا انتظار کریں گے، اور شک کرنے والے اِسکا انکار کریں گے، اور اُن کے وجود سے انکار کرنے والے مذاق واستہزار کریں گے اور اُن کے ظہور کے وقت کا تعیّن کرنے والے جھوٹے ثابت ہوں گے، اور اُن کے ظہور میں تعجیل چاہنے والے ہلاک ہوجائیں گے اور سرِتسلیم خم کرنے والے نجات پائیں گے)

(کفایہ)

۶ مدینہ جائے امن ہوگا

علی بن محمد بن سندی نے محمد بن حسن سے، اُنھوں نے حمیری سے، حمیری نے احمد بن ہلال سے، احمد نے اُمیہ بن علی قیسی سے، اور اُمیہ بن علی قیسی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر ثانی (امام محمد تقی) علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"میرا فرزند علیؑ ہوگا۔ لیکن، پھر حیرت انگیز واقعات رونما ہوں گے۔"

میں نے عرض کیا: ایسے وقت میں کہاں کا رُخ کروں؟ آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی اختیار کی۔

پھر فرمایا: مدینہ کی طرف۔

میں نے عرض کیا: کس مدینہ کی طرف؟

آپؑ نے فرمایا: ہمارے مدینہ کی طرف۔ اور کیا اس کے سوا کوئی دوسرا مدینہ بھی ہے؟

(کفایہ)

(٧) مذکورہ روایت کے دیگر راوی

احمد بن ہلال نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ اُمیّہ بن علی نے حضرت ابوجعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام سے، مذکورہ بالا سوال (جو روایت نمبر ٦ میں مذکور ہے) کیا تو امام علیہ السلام نے اس کو اسی کے مثل جواب دیا۔

(٨) یہ تین نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ ترتیب وار آجائیں تو چوتھے امامِ قائمؑ ہوں گے

اور ان ہی مذکورہ بالا اسناد کے ساتھ اُمیّہ بن علی قیسی نے ابی ہیثم تمیمی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" اذا توالت ثلاثة اسماء كان رابعهم قائمهم، محمدٌ وعليٌ والحسنٌ "

(جب یہ تین نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ ترتیب وار آجائیں تو چوتھے (امام) قائمؑ ہوں گے۔)

بحار الانوار

باب دہم ١٠

وہ احادیث جو حضرت امام علی النقیؑ اور حضرت امام حسن عسکریؑ سے مروی ہیں

(۱) امامِ قائمؑ کو حجّتِ آلِ محمّدؐ کے لقب سے یاد کرو

ابی و ابنِ ولید نے سعد سے، سعد نے محمّد بن احمد علوی سے، اُنھوں نے ابوہاشم جعفری سے اور ابوہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی (صاحبِ عسکر) علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" الخلف من بعدی ابنی الحسنؑ فکیف لکم بالخلفِ من بَعْدِ الخلف "

(میرے بعد میرا جانشین، میرا فرزند حسنؑ ہوگا، اس کے بعد جب اُس کے جانشین کا دَور آئے گا تو اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا؟)

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، یہ کیوں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" لِاَنّکُم لا ترون شخصه ولا یحلّ لکم ذکره باسمه "

(اس لیے کہ تم لوگ اس کو جسمانی طور پر نہ دیکھ سکو گے اور نہ اس کا نام لینا تمھارے لیے جائز نہ ہوگا۔)

میں نے عرض کیا: پھر ہم لوگ اُنھیں کیا کہکر یاد کریں گے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" قُوْلُوا الْحُجَّة مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم "

(اُس کو حجّتِ آلِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہہ کر یاد کرنا۔)

(عیون الاخبار، اکمال الدّین)

- علی بن محمّد بن سندی نے محمّد بن الحسن سے اور اُنھوں نے سعد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(کفایہ)

(۲) غیبت کے بعد کشادگی کی اُمید

ابی نے حمیری سے، اُنھوں نے محمّد بن عمران کاتب سے، اُنھوں نے علی بن محمّد سیمری سے، اُنھوں نے علی بن مہزیار سے، اور اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السّلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ فرج وکشادگی کب حاصل ہوگی؟

آپؑ نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

" اِذَا غَابَ صَاحِبُکُم عَنْ دَارِ الظَّالِمِیْنَ، فَتَوَقَّعُوا الْفَرَجَ "

(جب تمھارا امام ظالموں کے ملک سے غیبت اختیار کرلے تو فرج وکشادگی کی آس لگاؤ۔) (اکمال الدّین)

(۳) لوگ صاحب الامرؑ کی ولادت سے انکار کریں گے

ابی و ابنِ ولید نے سعد سے، اُنھوں نے خشّاب سے، اُنھوں نے اسحاق بن ایّوب سے، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ

" صاحب هٰذا الامر مَن یقول الناس: لم یولد بعد "

(صاحب الامر وہ ہوگا جس کی ولادت کے بعد بھی لوگ کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔) (اکمال الدّین)

(۴) جب عَلَم بلند ہوگا تو فرج وکشادگی آئے گی

ابی نے سعد سے، سعد نے محمّد بن عبید اللہ بن ابی غانم سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمّد ابن فارس سے، اور اُن کا بیان ہے کہ میں اور ایّوب بن نوح مکّہ مکرّمہ کے سفر پر تھے تو ایک وادی میں قیام کیا جس نام زبالہ ہے، اور بیٹھ کر اپنے موجودہ حالات پر گفتگو شروع کی، کہ (غیبتِ امام قائمؑ کے بعد) ہمارا معاملہ کیا ہوگا۔؟

ایّوب بن نوح نے کہا کہ میں نے اسی سال ایک خط اس سلسلے میں لکھا تھا، تو جواب یہ آیا کہ: "جب تمھارا عَلَم تمھارے سامنے بلند ہوجائے تو اُمید رکھنا کہ فرج وکشادگی تمھارے قدم چومے گی۔" (اکمال الدّین)

(۵) حضرتِ امام علی النقیؑ کا سوال ؟

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے علی بن صدقہ سے، اُنھوں نے عبدالغفار سے، اور اُن کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوجعفر ثانی علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو شیعوں نے حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السّلام کو خط لکھا اور اُن سے امامت کے متعلق دریافت کیا:
آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا:

" الامر لی مادمت حیًّا فاذا نزلت بی مقادیر اللہ تبارک وتعالیٰ آتاکم الخلف منّی وانّی لکم بالخلف من بعد الخلف "

(جبتک میں زندہ ہوں تو امامت کا امر میرے لیے ہے، لیکن جب میری مدّتِ حیات اللہ تبارک وتعالیٰ پوری فرما دیگا تو میرا جانشین خود ہی تمہارے سامنے آجائے گا مگر اُس جانشین کے بعد جب اس کا جانشین ہوگا تو اُس وقت تم لوگ کیا کروگے) ؟

(اکمال الدّین)

(۶) ہمارے آخر کا انکار پہلے کا انکار ہے

عطّار نے سعد سے، سعد نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اور اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابومحمّد حسن بن علیؑ علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" کأنّی بکم وقد اختلفتم بعدی فی الخلف منّی امّا انّ المقرّ بالائمّۃ بعد رسول اللہ المنکر لولدی کمن اقرّ بجمیع انبیاء اللہ ورسلہ ثمّ انکر نبوّۃ محمّد رسول اللہ ص والمنکر لرسول اللہ ص کمن انکر جمیع الانبیاء لانّ طاعۃ آخرنا کطاعۃ اوّلنا والمنکر لآخرنا کالمنکر لاوّلنا امّا انّ لولدی غیبۃ یرتاب فیہا النّاس الّا من عصمۃ اللہ عزّوجلّ "

(گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد میرے جانشین کے بارے میں اختلاف کروگے، مگر یہ سن لو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد تمام ائمّہ کا اقرار کرتے ہوئے میرے فرزند سے انکار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی تمام انبیاء و رُسُل کا مُقِر ہو اور حضرت محمّد رسول اللہ ص کی نبوّت سے انکار کرے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کا انکار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے تمام انبیاء اور رسولوں سے انکار کیا، اس لیے کہ ہمارے آخر کی اطاعت، اوّل کی اطاعت ہے اور ہمارے آخر کا انکار پہلے کا انکار ہے لیکن میرے فرزند کے لیے ایسی غیبت ہے جس میں لوگ شک میں مبتلا ہوجائیں گے سوائے اُن لوگوں کے جنھیں اللہ عزّوجلّ اس شک سے محفوظ رکھے گا۔)

(اکمال الدّین)

حسین بن علی نے بھی عطّار سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

(۷) زمین کبھی حجّتِ خدا سے خالی نہ رہے گی

طالقانی نے ابی علی بن ہمام سے، اور اُنھوں نے کہا میں نے محمّد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہٗ سے سنا، اُنھوں نے بتایا کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابومحمّد امام حسن بن علیؑ علیہ السّلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ سے سوال کیا گیا اس حدیث کے متعلق جو اُن کے آبائے کرامؑ سے روایت کی گئی کہ:

" انّ الارض لاتخلو من حجّۃ اللہ علیٰ خلقہ الیٰ یوم القیامۃ "
وَ " انّ " من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیّۃ "
فقال ع: انّ ھٰذا حقّ کما انّ النّھار حقّ۔
فقیل لہ: یابن رسول اللہ فمن الحجّۃ والامام بعدک ؟
فقال ع: ابنی محمّدٌ وھو الامام والحجّۃ بعدی "من مات ولم یعرفہ مات میتۃ جاھلیّۃ " امّا انّ لہ غیبۃ یحار فیہا الجاھلون، ویھلک فیہا المبطلون ویکذب فیہا الوقّاتون ثمّ یخرج فکأنّی انظر الی الاعلام البیض تخفق فوق رأسہ بنجف الکوفۃ۔ "

(زمین قیامت تک حجّتِ خدا سے خالی نہ رہیگی اور یہ کہ جو اپنے امامِ زمانہ کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔) فرمایا: یہ دو حدیثیں حق ہیں جس طرح دن کا ہونا حق ہے

آپؑ سے عرض کیا گیا: فرزندِ رسولؐ! پھر آپؑ کے بعد حجّت اور امام کون ہوگا ؟

آپؑ نے فرمایا: میرا فرزند محمّدؑ، وہی میرے بعد امام اور حجّت ہوگا، جو شخص بغیر اُس کی معرفت کے مرجائے وہ جاہلیّت کی موت مرے گا، لیکن وہ پردۂ غیبت میں رہے گا جس کی وجہ سے جاہل حیران و سرگرداں رہیں گے، اہلِ باطل ہلاکت میں پڑیں گے

اور اس کے ظہور کا وقت بتانے والے جھوٹے ثابت ہوں گے، پھر اس کا ظہور ہوگا، تو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ نجفِ کوفہ کے اندر اس کے سر پر عَلَم کا سفید پھریرا لہرا رہا ہے۔)

(اکمال الدین)

• ابو المفضّل نے ابو علی بن ھمام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کفایہ)

(۸) امامِ قائمؑ کی ولادت کی طرف اشارہ

علی بن عبداللہ ورّاق نے سعد سے، سعد نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اور اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السّلام کیطرف سے ایک تحریر آئی جسمیں آپ نے فرمایا:

"زَعَمُوا اَنَّهُمْ يُرِيدُونَ قَتْلِي لِيَقْطَعُوا نَسْلِي وَقَدْ كَذَّبَ اللهُ قَوْلَهُمْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ"

(یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیں، تاکہ میری نسل منقطع ہو جائے، مگر الحمدُ للہ، کہ اللہؑ نے ان لوگوں کی بات کو جھوٹا ثابت کر دیا۔)

(اکمال الدین)

(۹) اَلحمدُ للہ کہ اُس نے مجھے مجھ جیسا فرزند عطا فرمایا

مظفر علوی نے ابن عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے احمد بن علی بن کلثوم سے، اُنھوں نے علی بن احمد رازی سے، اُنھوں نے احمد بن اسحاق سے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُخْرِجْنِي مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى اَرَانِي الْخَلَفَ مِنْ بَعْدِي اَشْبَهَ النَّاسِ بِرَسُولِ اللهِ صَ خَلْقًا وَ خُلُقًا يَحْفَظُهُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِي غَيْبَتِهِ ثُمَّ يُظْهِرُهُ فَيَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا وَ قِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَ ظُلْمًا۔"

(اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دنیا سے اُس وقت تک نہ اُٹھایا جبتک کہ اُس نے مجھے مجھ جیسا خلف و فرزند نہ دکھا دیا، جو خَلق و خُلق میں رسول اللہؐ سے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ہے، اللہؑ زمانۂ غیبت میں اُس کی حفاظت فرمائے گا

پھر اُس کو ظاہر کرے گا، اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جسطرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔)

(اکمال الدین)

(۱۰) اور حضرتِ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے بعد ؟

سعد بن عبداللہ نے حسن بن علی زیتونی سے، اُنھوں نے زہری کوفی سے، اُنھوں نے بنان بن حمدویہ سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن صاحبِ عسکر (امام علی النقی) علیہ السّلام سے کہا گیا کہ حضرت ابو جعفر (امام محمد تقی علیہ السّلام) نے رحلت فرمائی۔ ؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

"ذَاكَ اِلَيَّ مَا دُمْتُ حَيًّا بَاقِيًا وَلٰكِنْ كَيْفَ بِهِمْ اِذَا فَقَدُوا مَنْ بَعْدِي"

(جبتک میں زندہ و باقی ہوں یہ امرِ امامت میرے پاس رہے گی لیکن جب میرے بعد آنے والے امام کو بھی یہ لوگ کھو بیٹھیں گے تو اُس وقت کیا کریں گے ؟)

(غیبتہ طوسی)

(۱۱) امامِ قائمؑ کو مدینہ میں تلاش کر لینا

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے عرض کیا کہ آپ کا رُعب و جلال کچھ سوال کرنے سے مانع ہے۔ اگر اجازت ہو تو کچھ دریافت کروں۔ ؟

آپ نے فرمایا: سوال کرو۔

میں نے عرض کیا: مولا و آقا! کیا آپ کا کوئی فرزند ہے ؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: اگر خدا نخواستہ آپ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو میں اُنھیں کہاں تلاش کروں ؟

آپ نے فرمایا: مدینہ میں۔

(غیبتہ طوسی)

(١٢) صاحب الامرؑ زندہ ہیں

لوگوں کی ایک جماعت نے ابوالمفضّل شیبانی سے، اُنھوں نے ابونعیم نصر بن عصام بن مغیرہ فہری المعروف بہ قرقارہ نے ابوسعید مراغی سے، اُنھوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے، اُنھوں نے کہا کہ جب حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام سے صاحب الامرؑ کے متعلق دریافت کیا، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"فَاَشَارَ بِیَدِہٖ اَیْ اِنَّہٗ حَیٌّ غلیظ الرَّقبۃ"

"(ہاں وہ زندہ ہیں)" (اور آپؑ نے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ اُن کی گردن فربہ و مضبوط ہے۔)

(١٣) صاحب الامرؑ کا اسمِ گرامی

بعض اصحاب سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا:

"میرے بعد جو امامِ قائم پیدا ہونیوالا ہے اُس کا نام " م ح م د " ہے۔"

(١٤) حضرت امام حسن عسکریؑ کے بعد شیعوں کا حال

ابوحاتم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکریؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ "٢٦٠ھ میں ہمارے شیعہ متفرق ہوجائیں گے۔" چنانچہ اسی سنہ میں آپؑ نے وفات پائی اور آپؑ کے شیعوں اور انصار کا شیرازہ منتشر ہوگیا، کچھ جعفر کی طرف مائل ہوگئے اور کچھ شک میں پڑ گئے، کچھ نے توقّف کیا اور کچھ توفیقِ الٰہی اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔ (اکمال الدین)

(١٥) امام حسن عسکریؑ نے فرمایا ؟

عیسیٰ بن صبیح کہتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ نے قیدخانے میں مجھے دیکھا تو فرمایا کہ تمھاری عمر اس وقت ٦٥ سال ایک ماہ اور دن ہے۔ (جو بالکل صحیح ثابت ہوئی) پھر آپؑ نے مجھے فرزند نرینہ کے لیے دعا دی۔ پھر فرمایا: میرا ایک فرزند ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے بھر دیگا۔ مگر اِس وقت میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ (الخرائج والجرائح)

بِحارُ الانوار

یازدہم

باب ١١

کاہنوں وغیرہ کی پیشگوئیاں جو الواح و صخور پر کندہ ہیں

قبلِ ظہور سطیح کاہن کی پیشینگوئی

برسی نے اپنی کتاب "مشارق الانوار" میں کعب بن حارث سے روایت کی ہے کہ بادشاہ ذاجدن کو کسی معاملے میں شک ہوا تو اس نے سطیح کاہن کو بلا بھیجا اور جب وہ آیا تو بادشاہ نے ازروئے آزمائش اپنے جوتے میں پاؤں کے نیچے ایک دینار رکھ لیا۔ پھر اُس کو اذنِ باریابی دیا۔ جب سطیح سامنے آیا تو اُس نے پوچھا:

اے سطیح! بتاؤ میں نے کیا چیز اور کہاں چھپائی ہے؟

سطیح نے کہا: میں بیت اللہ و حرم کعبہ، حجرِ اسود، اندھیری رات، روشن صبح اور ہر ناطق و صامت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ نے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان ایک دینار چھپا رکھا ہے۔

بادشاہ نے کہا: صحیح ہے۔ اے سطیح! تم نے یہ علم کہاں سیکھا؟

سطیح نے کہا: یہ علم میں نے اپنے ایک بھائی سے سیکھا ہے۔

بادشاہ نے کہا: اچھا بتاؤ آئندہ زمانے میں کیا کیا حادثات رونما ہونے والے ہیں؟

سطیح نے کہا: جب نیکوکار تباہ ہوں گے، بدکار قیادت و سرداری کریں گے، قدریں چھوٹی پڑ جائیں گی، دولت و طاقت کے سامنے لوگ جھک جائیں گے، قطع رحم اور بدسلوکی عام ہوگی، کینے نمایاں ہوں گے، حرام کو حلال کیا جائے گا، اختلافِ کلمہ ہوگا، وعدہ خلافیاں ہوں گی، پاس و لحاظ کم ہوگا۔ اور یہ اُس وقت ہوگا جب ایک دُم کے مانند ستارہ طلوع ہوگا، جس سے اہلِ عرب خوفزدہ ہوں گے، بارش کا ہونا بند ہو جائے گا، دریا خشک ہو جائیں گے، مختلف آندھیاں چلیں گی، تمام مقامات پر غلے کا نرخ بڑھ جائے گا۔

پھر بربر کی طرف سے کچھ لوگ زرد جھنڈے لیے خوبصورت ٹٹوؤں پر سوار ہو کر آئیں گے اور مصر کو اپنی منزل بنائیں گے۔ پھر اولادِ صخر میں سے ایک شخص خروج کرے گا، جو سیاہ جھنڈوں کو سرخی سے بدل دیگا، محرمات کو حلال کر دیگا، کوذمی

لوٹ مار مچائے گا، شرم و حیا مفقود ہوگی، اکثر عورتیں اپنی گوری گوری پنڈلیاں کھولے ہوئے راستوں پر نظر آئیں گی، زناکاری بڑھ جائیگی۔ تو

تو اُس وقت ایک نبی کا بیٹا مہدیؑ ظہور کرے گا اور یہ ظہور اُس وقت ہوگا جب ایک مظلوم یثرب میں اور اس کا ابنِ عم حرم میں قتل ہوگا، خفی بات ظاہر ہوگی۔ اُس وقت ایک منحوس اپنے ظالم گروہ کے ساتھ آئے گا اور روم والے اُس سانڈ کے قتل میں مدد کریں گے، اُس وقت گہن لگے گا جب فوجیں آکر صف بستہ ہوں گی۔

پھر ملک صنعا یمن کا ایک بادشاہ خروج کرے گا، جو روئی کی طرح سفید ہوگا جس کا نام حسین یا حسن ہوگا، اُس کے خروج سے فتنے ختم ہو جائیں گے۔ اُس وقت وہ ذاتِ مبارک، پاک و طاہر ہادی و مہدی، سید علوی ظہور کرے گا اور لوگوں کو مصائب اور پریشانیوں سے نجات دلائے گا، اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اُن کی ہدایت کریگا اُس کے نور سے تاریکیاں دور ہو جائیں گی، اور وہ حق جو پردۂ خفی میں تھا کھل کر سامنے آجائے گا۔ وہ تمام لوگوں میں مال برابر برابر تقسیم کریگا، تلوار کو نیام میں رکھے گا پھر خون نہیں بہائے گا، لوگ خوشحالی و مسرت کی زندگی بسر کریں گے اور وہ اپنے عدل و انصاف کے پانی سے زمانے کی آنکھ کے میل کو دھو دے گا، اہلِ قربیٰ سے اُن کا حق واپس کرا دے گا، لوگوں میں خوب خوب ضیافتیں اور دعوتیں ہوں گی، اُس کے عدل کی وجہ سے گمراہی اور اندھاپن گرد و غبار کی طرح اُڑ جائے گا، اور وہ زمین کو قسط و عدل سے بھر دیگا، اور وہ بلاشبہ قیامت کی آمد کے لیے ایک نشانی ہوگا۔"

- ابنِ عیاش نے اپنی کتاب "المقتضب" میں اپنے اسناد کے ساتھ نوشجان بن بودمران سے روایت کی ہے کہ:

"جب فارس نے قادسیہ میں شکست کھائی اور رستم کی ہلاکت اور اس پر عرب کے غالب آنے کی اطلاع یزدجرد بن شہریار کی ملی تو اُس نے خیال کیا کہ رستم کے ساتھ ساری فوج قتل ہوگئی تو اتنے میں ایک قاصد نے جنگِ قادسیہ کے سارے حالات اور وہاں پر پچاس ہزار فوجیوں کے قتل کی اُسے اطلاع دی تو یزدجرد اپنے تمام اہلِ خاندان کو لیکر بھاگا اور بابِ ایوان پر کھڑے ہو کر کہا:

"اے ایوان! تجھ پر میرا سلام ہو میں تجھ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، مگر پھر تیرے پاس آؤں گا اور اگر میں نہ آسکا تو میری اولاد میں سے ایک مرد آئے گا جس کا زمانہ اور جس کا دور ابھی نہیں آیا ہے۔"

سلیمان دیلمی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور نوشجان کی مذکورہ روایت کے متعلق آپؑ سے دریافت کیا کہ یزدجرد کے یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ " یا میری اولاد میں سے ایک مرد آئے گا " ؟

آپؑ نے فرمایا:

" ذالک صاحبکم القائم بِأمر الله عزّوجلَّ السّادس من ولدی قد ولّده یَزدجُردِ فهو ولده "

(اس سے مراد تمھارا امام قائمؑ ہے جو میری اولاد میں سے چھٹا ہوگا اور (ماں کی طرف سے) وہ یزدجرد کی اولاد ہوگا۔)

- عبداللہ بن قاسم بلخی نے ابی اسلام کجی سے، انھوں نے عبداللہ بن مسلم سے انھوں نے عبداللہ بن عمیر سے، اُنھوں نے ہرمز بن حوران سے، اُنھوں نے فراس سے اُنھوں نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے مجھے بلایا اور کہا اے ابو عمر! بلادِ مغرب پر عامل موسیٰ بن نصر کا خط آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ مجھے اطّلاع ملی ہے کہ زرد فام لوگوں کے مسلک میں ایک شہر تھا جسے حضرت سلیمانؑ ابن داؤدؑ نے بنوایا تھا، اُنھوں نے جنّوں کو حکم دیا تھا، سارے عفریت جمع ہوگئے تھے اور اُن سب نے ملکر اُسے بنایا، وہ صحرائے اندلس میں واقع ہے اُس میں حضرت سلیمانؑ نے خزانے دفن کیے تھے، میں نے ارادہ کیا کہ جلد وہاں کے لیے کوچ کروں مگر ایک غلام نے بتایا کہ اس کا راستہ طویل اور مشکل ہے۔ جبتک مکمّل زادِ سفر کا انتظام نہ ہو وہاں جانا درست نہیں ہے۔ آجتک جس نے بھی وہاں پہنچنے کی کوشش کی ناکام رہا، صرف دارا بن دارا بادشاہ وہاں پہنچا تھا، مگر جب اسکندر نے دارا کو قتل کردیا تو اس نے کہا کہ اب سوائے اندلس کے اُس خطّے کے زمین کا کوئی ایسا خطّہ باقی نہیں رہا جس کو میں نے فتح نہ کیا ہو اور جہاں کی رعایا میرے زیرِ نگیں نہ ہو۔ اگر دارا اُس خطّے میں پہنچ سکتا ہے تو میں اس سے زیادہ وہاں پہنچنے کا اہل ہوں۔ کیونکہ جہاں دارا پہنچ جائے وہاں میں نہ پہنچ سکوں، یہ ناممکن ہے۔

چنانچہ اسکندر نے تیّاری کی اور ایک سال تک سامانِ سفر کرتا رہا، جب اس کو یقین ہوگیا کہ سارا سامان تیّار ہوچکا ہے۔ اس سے قبل اس نے اپنے کچھ آدمی راستہ دیکھنے کے لیے روانہ کردیے تھے، مگر اُنھوں نے واپس آکر بتایا کہ راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔

عبدالملک نے موسیٰ بن نصر کو لکھا کہ اپنی جگہ کوئی اپنا نائب مقرّر کرکے وہاں جانے کی تیّاری کرو۔

لہٰذا موسیٰ نے تیّاری کی اور روانہ ہوگیا، اور وہاں پہنچا، دیکھا اور واپس آکر وہاں کے

حالات عبدالملک کو لکھ بھیجے اور خط کے آخر میں لکھا کہ " جب چلتے چلتے بہت دن گذر گئے اور تمام زادِ راہ ختم ہوگیا تو ہم لوگ بحیرہ کی طرف مڑ گئے جو درختوں سے بھرا ہوا تھا اور شہر پناہ کے ساتھ ساتھ مصروفِ سفر تھے کہ ایک ایسے مقام پر جا پہنچے کہ جہاں چہار دیواری یعنی فصیلِ شہر پناہ پر عربی میں یہ اشعار تحریر تھے۔ میں نے ان اشعار کو قلمبند کرنے کا حکم دیا: جو مندرجہ ذیل ہیں۔

لیعلم المرء ذو العزِّ المنیع ومن … یرجو الخلود و ما حیٌّ بمخلود
لو اَنَّ خلقاً ینال الخلد فی مهل … لنال ذاک سلیمان بن داوُدُ
سالت له القطر عین القطر فائضة … بالقطر سنة عطاء غیر مصدود
نقال للجنِّ ابنوالی به اَثرا … یبقیٰ اِلَی الحشر لا یبلی ولا یودی
نصیّروه صفاحاً ثمّ هیل له … اِلی السّماء باحکام وتجوید
وافرغ القطر فوق السور منصلتاً … فصار اصلب من صمّاء صیخود
وثبّ فیه کنوز الارض قاطبة … و سوف لیظهر یوماً غیر محدود
وصار فی قعر بطن الارض مضطجعاً … مصمداً بطوابیق الجلامید
لم یبق من بعده للملک سابقة … حتّی تضمّن رمساً غیر اخدود
هٰذا لیعلم اَنَّ الملک منقطع … اِلّا من الله ذی النعماء و الجود
حتّی اِذا ولدت عدنان صاحبها … من هاشم کان منها خیر مولود
وخصّه الله بالآیات منبعثاً … الی الخلیقة منها البیض والسود
له مقالید اهل الارضِ قاطبة … والاوصیاء له اهل المقالید
هم الخلائفِ اثنا عشرة حججاً … من بعدها الاوصیاء السادة الصید

حتّی یقوم بأمر الله قائمهم
من السّماء اذا ما باسمه نودی

(خلاصہ اشعار)

" وہ لوگ جو بڑے صاحبِ قوّت وطاقت ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں ہمیشہ رہیں گے تو اُن کو معلوم ہو کہ دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اگر دنیا میں کوئی ہمیشہ رہ سکتا تو (حضرت) سلیمانؑ بن (حضرت) داؤدؑ (سے زیادہ صاحبِ قوّت کون تھا) وہ ہمیشہ رہتے۔ اُنھوں نے جنّوں کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک ایسی عمارت تعمیر کرو جو تاقیامت باقی رہے، کبھی بوسیدہ نہ ہو۔ چنانچہ اسی چہار دیواری سے متصل وہ عمارت تعمیر ہوئی اور اس میں اُنھوں نے تمام دنیا کے خزانے لاکر ذخیرہ کردیے، لیکن وہ زمین کے اندر دھنس گئے اور اُن کے ملک وسلطنت کا نام و

نشان تک باقی نہیں رہا ، اور یہ اس لیے ہوا تاکہ انھیں معلوم ہو کہ سوائے خدا کے اور کسی کی سلطنت باقی رہنے والی نہیں ہے۔ اب جبکہ نسلِ عدنان میں بنی ہاشم میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جسے اللہ تعالیٰ معجزات دے کر ہر سیاہ و سپید کی طرف مبعوث فرمائے گا۔ تو ساری زمین کی کنجیاں اُس کے پاس ہوں گی اور پھر اُن کے اوصیاء کے پاس وہ کنجیاں رہیں گی اور وہ اُن کے بارہ خلفاء ہیں جو اُن کے بعد ہوں گے اور جب ان خلفاء میں سے قائم بامر اللہ قیام و ظہور کریں گے تو آسمان سے اُنکے نام کا اعلان ہوگا۔

ؐ

جب عبدالملک لعنۃ اللہ علیہ نے یہ خط پڑھا اور طالب بن مدرک نے جو قاصد بن کر آیا تھا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا تو اس وقت عبدالملک کے پاس محمد بن شہاب زہری بیٹھا ہوا تھا ، اُس نے زہری سے پوچھا : اِس امرِ عجیب کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟

زہری نے کہا : میرا خیال ہے کہ اس شہر پر جنّوں کا پہرہ ہے۔

عبدالملک نے کہا : اور اس آسمانی ندا کے بارے میں کیا سمجھے ؟

زہری نے کہا : اے امیر المومنین! اسے چھوڑیں۔ (نہ پوچھیں تو بہتر ہے)

اُس نے کہا : کیسے چھوڑ دوں ، یہ تو بہت بڑی خبر ہے۔ اس کے متعلق تو تمھیں بتانا ہی پڑیگا خواہ یہ بات مجھے اچھی معلوم ہو یا بُری۔

زہری نے کہا : حضرت علیؑ بن الحسینؑ نے بتایا ہے کہ وہ ندا فاطمہؑ بنتِ رسولؐ کی اولاد میں سے ایک فرزند کے لیے ہوگی۔

عبدالملک نے کہا : وہ اور تم دونوں جھوٹے ہو ہمیشہ اپنے پیشاب میں لوٹتے ہو اور جھوٹ بولتے رہتے ہو۔ وہ ہم میں سے ہوگا۔

زہری نے کہا : میں نے تو علیؑ بن الحسینؑ کی ایک حدیث تھی جو آپ کے سامنے بیان کردی اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اُن سے معلوم کرلیں۔ مجھ پر اس بیان کرنے کا کوئی الزام نہیں۔ اگر جھوٹے یا سچے ہوں گے تو وہی۔

اس نے کہا : مجھے اولادِ ابوتراب سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر اے زہری ! تم نے یہ حدیث اب تو بیان کردی لیکن آئندہ کسی سے بیان نہ کرنا۔

زہری نے کہا : بہتر ہے میں کسی سے بیان نہ کروں گا۔

ؐ

بحار الانوار

باب دوازدہم

۱۲

اثباتِ غیبت پر شیخ الطائفہ علیہ الرحمۃ کے دلائل

○ اثباتِ غیبت پر ابحاث

شیخ الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: واضح ہو کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی غیبت پر بحث کے دو طریقے ہیں:

○ پہلا طریقۂ بحث:

یہ ہے کہ یہ کہا جائے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی امام معصوم کا ہونا بہر حال واجب و لازم ہے۔ اور تمام لوگ چونکہ غیر معصوم ہیں اس لیے جائز نہیں کہ کسی وقت بھی اُن کو بغیر امام معصوم و سردار کے چھوڑ دیا جائے اور امام و سردار کے لیے عصمت کا ہونا یقینی اور قطعی شرط ہے۔

لہٰذا اب دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ امام و سردار ظاہر و معلوم ہوگا یا غائب و مستور ہوگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اِس دور میں جو شخص اپنے امام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کی عصمت غیر یقینی ہے، بلکہ اس کے ظاہری افعال و احوال منافیٔ عصمت ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ امام جس کی عصمت قطعی اور یقینی ہے وہ غائب اور مستور ہے۔ اور جبکہ اِس کا علم بھی ہے کہ کیسانیہ و ناووسیہ و فطحیہ اور واقفہ جن اشخاص کے غائب ہونے اور اُن کے معصوم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، غلط اور باطل ہے۔ تو

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی امامت و ولایت اور غیبت صحیح و درست ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کے بعد ہمیں اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ہم ان کی ولادت اور سببِ غیبت پر مزید کوئی بحث کریں کیونکہ اُمّت سے حق کا خارج ہونا ممکن نہیں۔

○ دوسرا طریقۂ بحث:

اور وہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں گے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرزند

کی غیبت تو اُن کی امامت کے ثابت ہونے کے بعد کی بات ہے جو اس کی فرع ہے۔

لہٰذا، پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا مخالف ان کی امامت کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں۔ اگر تسلیم کرتا ہے تو پھر وہ اُنکی غیبت کا سبب دریافت کرے اور ہم جواب دیں۔ اور اگر وہ اُن کی امامت ہی کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر جس ذات کی امامت تسلیم نہیں، اُس کی غیبت کا سبب دریافت کرنا لغو اور مہمل ہے۔ اور پھر ہم کہاں تک اُن کی امامت ثابت کرتے رہیں گے جبکہ ہم نے دلائل قاہرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو لوگ غیر معصوم ہیں اُن کی بقائے تکلیف کے لیے ہر حال اور ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اس امام کی عصمت قطعی اور یقینی ہونی چاہیے پھر ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں کہ اُمّت سے حق خارج ہو جائے۔

جب یہ ثابت ہو چکا تو اب اس سلسلے میں ہمارے پیشِ نظر اُمّت کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ کوئی امام نہیں ہے، مگر اُس کا یہ قول اُن دلائل سے باطل ہو جاتا ہے جن سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر حال اور ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا واجب و لازم ہے۔

دوسرا گروہ ایسے لوگوں کی امامت کا قائل ہے جن کی عصمت قطعی اور یقینی نہیں ہے۔ اور اُن کا قول بھی ہمارے ان دلائل سے باطل ہو جاتا ہے جو امام کے قطعی واجب العصمت ہونے کے متعلق ہم پیش کر چکے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جن کی عصمت کا بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں، مگر مشاہدہ اس دعوے کے خلاف ہے۔ اُن کے ظاہری اعمال و احوال عصمت کے منافی ہیں اور اِس پر ہمیں بحث کی ضرورت نہیں۔

اب رہ گئے وہ لوگ جن کی امامت و عصمت کا ایک قوم دعویٰ کرتی ہے جیسے 'کیسانیہ' جو حضرت محمد حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں، 'ناووسیہ' جو حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مرے نہیں ہیں، اور واقفہ جو کہتے ہیں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ زندہ ہیں مرے نہیں ہیں تو اُن کے دعوے بھی باطل ہیں جن کے وجوہ و اسباب ہم آئندہ پیش کریں گے۔

مندرجہ بالا دونوں طریقوں میں اِس امر کی ضرورت ہے کہ ان گروہوں کے اقوال کو فاسد ثابت کیا جائے تاکہ ہمارا مدعا ثابت ہو۔ اور ان دونوں طریقوں میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تین اصول ثابت کر دیے جائیں جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ یعنی ہر دَور اور ہر زمانے میں کسی امام کا موجود ہونا واجب و لازم ہے اور اُس کا قطعی اور لازمی معصوم ہونا۔ نیز اِس اُمّت سے حق کا خارج نہ ہونا۔ یہاں ہم ان تینوں اصولوں کو ثابت کرنے کے لیے مختصراً دلائل پیش کریں گے کیونکہ تفصیلی دلائل بحمداللہ ہماری ان دوسری کتابوں میں موجود ہیں جو امامت کے متعلق ہیں، اور یہ کتاب چونکہ محض غیبت کے ثبوت کے لیے مخصوص ہے اس لیے اس میں کوئی طویل بحث نہیں چھیڑی جا سکتی۔

○ اصلِ اوّل :

امامت کا ہر دَور اور ہر زمانے میں وجوب ولزوم ان ہی دلیلوں سے ثابت ہے جن سے امامت کا لطفِ الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ لطفِ الٰہی واجبات عقلیہّ میں سے ہے لہٰذا بر بِنائے عقل جس طرح معرفتِ الٰہی ہر مکلّف پر واجب ہے اسی طرح معرفتِ امام بھی واجب ہے۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ وہ لوگ جو غیر معصوم ہیں جب ان میں کوئی ایسا رئیس و سردار نہیں ہوتا جو اُن کی دشمنوں سے مدافعت کرے، مجرم کو سزا دے، کمزور کو قوی کی دست درازی سے بچائے تو پھر فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے، سارا نظام خراب ہوتا ہے، اچھائی کم اور برائی زیادہ ہوجاتی ہے، اور اگر ان میں کوئی رئیس و سردار ہے تو نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی اچھائی زیادہ اور برائی کم ہوتی ہے۔ یہ بات اہلِ عقل سے مخفی نہیں ہے اور جو اِس سے انکار کرے وہ میرے خیال میں گفتگو کے قابل بھی نہیں ہے اور اُس پر جس قدر اعتراضات ہیں میں نے اُن کے جوابات اپنی کتاب "تلخیص الشّافی" میں دیدیے ہیں جن کا تذکرہ سرِدست باعثِ طوالت ہے۔

○ اصلِ دوّم :

یہ کہ امام کا قطعًا اور یقینًا معصوم ہونا لازم ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں امام کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ اسی لیے کہ سب لوگ غیر معصوم ہیں۔ اگر سب لوگ معصوم ہوتے تو پھر ہمیں کسی امام کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ اسے اسطرح سمجھیے کہ ہر فعل کے لیے فاعل کی ضرورت ہے، اگر اُمّت کو گناہوں سے بچانا ہے تو اس کے لیے کوئی ایسا امام ہونا چاہیے جو گناہوں سے خود بھی معصوم اور محفوظ ہو۔ اور اگر وہ امام خود غیر معصوم ہے تو اس کے لیے دوسرے امام معصوم کی ضرورت پیش آئے گی، اور اسی طرح اس کا سلسلہ آگے بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ بات کسی امام پر جاکر ختم ہوگی اور وہی ہماری مراد ہے۔

○ اصلِ سوّم :

یہ کہ امّت سے حق کبھی باہر نہیں نکل کر جا سکتا۔ تو یہ بات ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان متّفق علیہ ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس کے سبب میں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ کبھی امامِ معصوم سے خالی نہیں رہتا، اُس سے غلطی ممکن نہیں، اس وجہ سے حق اُمّت سے خارج نہیں ہوسکتا، اِس لیے کہ اس میں معصوم موجود ہے، اور مخالفین کے نزدیک، جیسا کہ اُنھوں نے اپنے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اجماع حجّت اور حق ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس بحث میں اُلجھ جائیں۔

جب یہ تینوں اصول ثابت ہوگئے تو اس سے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی

امامت بھی ثابت ہوگئی، اِس لیے کہ جو شخص امام کے لیے عصمت کو قطعی سمجھتا ہے وہ امام کو امام بھی قطعی سمجھتا ہے۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو امام کے لیے عصمت کو قطعی سمجھے اور انھیں امام نہ سمجھے۔ البتہ چند قومیں ہیں جو امام کے لیے عصمت کو قطعی سمجھتی ہیں، مگر ان کو امام تسلیم نہیں کرتیں، مگر ان کے بطلان پر دلیلیں موجود ہیں جیسے کیسانیہّ و ناودسیہ، و واقفہ۔ مگر جب ان کے اقوال باطل و فاسد قرار پاجائیں گے تو حضرت صاحب الزّمان کی امامت ثابت ہوجائے گی۔

○ بُطلان مذہب کیسانیہ :

کیسانیہّ جو حضرت محمّدؑ حنفیہّ کی امامت کے قائل ہیں۔ ان کے قول کے بُطلان کی کئی وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی امام قطعی معصوم ہے تو اس پر نصِ صریح ہونی چاہیے کیونکہ عصمت بغیر نصِ صریح معلوم نہیں ہوسکتی، اور یہ لوگ اس امر کا دعویٰ نہیں کرتے کہ محمّدؑ حنفیہّ کی امامت پر کوئی نصِ صریح ہے، بلکہ ان کا تعلّق ایسے امورِ ضعیفہ سے ہے جس سے ان کو شبہ پیدا ہوگیا اور اس کو نص نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً: جنگِ بصرہ میں امیر المومنینؑ کا انھیں علمبردارِ لشکر بنانا۔ اور ان کے لیے یہ کہنا کہ "حق یہ ہے کہ تو میرا بیٹا ہے"، جبکہ امام حسن و امام حسین علیہما السّلام بھی ان کے بیٹے ہیں۔ اس سے کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپؑ نے ان کی امامت پر نص کی ہے، بلکہ اس سے ان کی فضیلت و منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور پھر شیعوں کے یہاں یہ روایت بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی بن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) علیہ السّلام اور حضرت محمّدؑ حنفیہّ کے درمیان استحقاقِ امامت پر بحث ہوئی، تو ان دونوں نے حجرِ اسود کو اپنا حکم بنایا۔ اور حجرِ اسود نے معجزانہ طور پر حضرت امام علی بن الحسین علیہ السّلام کی امامت کی گواہی دی اور حضرت محمّدؑ حنفیہّ نے ان کی امامت کو تسلیم کرلیا۔ یہ روایت امامیہ کے یہاں بہت مشہور ہے۔ اِس کے علاوہ حضرت امام علی بن الحسینؑ علیہ السّلام کی امامت کے لیے اُن کے پدرِ بزرگوار اور جدِّ نامدار کی نص متعدّد و متواتر روایات شیعہ امامیہ کی کتابوں میں موجود ہیں، جنکا یہاں تحریر کرنا باعثِ طوالت ہے۔

پھر ائمّہؑ اثنا عشر کی امامت پر نص کے لیے نبیِّ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بہت سی حدیثیں بطریقِ خاصّہ و عامّہ وارد ہوئی ہیں اور جو ائمّہ اثنا عشر کی امامت کا قائل ہے حضرت محمّد حنفیہّ کی وفات کا بھی قائل ہے اور ائمّہ اثنا عشر کا یہ سلسلہ حضرت امام صاحب الزّمانؑ تک پہنچتا ہے۔

پھر یہ بھی کہ یہ فرقہ ختم ہوچکا ہے، نہ دنیا میں اس وقت کہیں ہے اور نہ ایک طویل عرصے سے اس سے قبل کبھی رہا جو محمّد حنفیہّ کی امامت کا قائل ہو، اگر یہ فرقہ حق پر ہوتا تو اس کا ختم ہونا ممکن نہ تھا کیونکہ

اُمّت سے حق نہیں نکلتا۔)

اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ ختم ہوگیا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی دور دراز ملک میں یا کسی چھوٹے جزیرے میں، یا زمین کے کسی حصّے میں کچھ لوگ ہوں جو حضرت محمد حنفیہؒ کی امامت کے قائل ہوں جس طرح حسن بصری کے مذہب کے مطابق زمین کے بعض گوشوں میں کچھ لوگ ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو منافق سمجھتے ہیں۔ اس لیے ممکن نہیں کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ فرقہ ختم ہوگیا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ لوگ اس وقت تھوڑے سے ہوں اور اُن کے علماء بھی معدودے چند ہی ہوں، مگر اب جبکہ اسلام اس قدر پھیل گیا، اور علماء کی تعداد بھی کثیر ہوگئی ہے تو اس میں کیا پتہ چل سکتا ہے کہ کون عالم کس اعتقاد سے متعلق ہے۔ ؟

میں عرض کروں گا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر اجماعِ اُمّت کا علم کسی مسئلہ پر نا ممکن ہوجائے گا کیونکہ ہر مسئلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید زمین کے کسی گوشے میں کوئی اس کے مخالف رائے رکھتا ہو اور ممکن ہے کہ زمین کے کسی خطّے میں کوئی اب بھی ایسا ہو جو یہ کہتا ہو کہ اولہ (برف) کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یا روزہ دار کے لیے یہ جائز ہے کہ طلوعِ آفتاب تک کھاتا پیتا رہے۔ اس لیے کہ پہلا مذہب ابوطلحہ انصاری کا ہے اور دوسرا حذیفہ اور اعمش کا ہے۔ اور اسیطرح کے بہت سے مسائلِ فقہ ہیں جن کے اندر صحابہ و تابعین میں اختلافات پیدا ہوئے اور بعد میں وہ ختم ہوگئے اور زمانے کے تمام لوگوں نے ایک رائے پر اجماع کرلیا۔ تو کیا اس اجماع میں شک کرنا چاہیے اور اس پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے جس پر پہلے اختلاف واقع ہوچکا ہے۔ یہ اعتراض ان لوگوں کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اجماع کا علم اور اس تک رسائی کا کوئی امکان نہیں۔

پھر ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ انصار نے حکومت طلب کی، مگر مہاجرین نے اُن کے اس مطالبے کو رد کردیا۔ پھر انصار اپنے مخالف مہاجرین کی بات پر راضی ہوگئے۔ اب ایسے موقع پر اگر کوئی یہ کہے کہ ہوسکتا ہے انصار نے اپنوں میں سے کسی کو اپنا حاکم اور خلیفہ بنا لیا ہو۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے مہاجرین کی رائے کے خلاف تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ روئے زمین پر کسی گوشے میں اب بھی اس خیال کا کوئی موجود ہو، تو آپ جو جواب اس کا دیں گے وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیجیے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ تم لوگوں کے نزدیک اِجماع اس لیے حجّت ہے کہ اس میں معصوم کی رائے بھی شامل ہے۔ تو تم کو یہ کیسے معلوم ہوگا اُمّت کے اقوال میں معصوم کا قول بھی شامل ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب معصوم علمائے اُمّت میں ہوگا تو پھر اُمّت کے علماء کے اقوال کے ساتھ اس کا قول بھی موجود ہوگا۔

اِس معیار سے جب ہم نے اُمّت کے علماء کے اقوال کو دیکھا تو اس میں سے کوئی عالم

ایسا نہیں ملا جو مذہبِ کیسانیہؔ یا مذہبِ واقفہ رکھتا ہو۔

○ ابطالِ مذہبِ ناووسیّہ :

اب فرقۂ ناووسیّہ جو حضرت امام جعفر بن امام محمدؑ علیہ السّلام کے متعلق اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ زندہ ہیں، مرے نہیں ہیں اور وہی امام مہدیؑ ہیں۔

ان کا معاملہ بالکل واضح ہے۔ ہمیں حضرت امام جعفر بن امام محمدؑ علیہ السّلام کی موت کا علم بالکل اسی طرح ہے جس طرح اُن کے پدرِ بزرگوار کی موت کا علم ہے۔ اور اُن کے جد کی موت کا علم ہے، حضرت علی علیہ السّلام کے قتل کا علم ہے اور حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کا علم ہے۔ اگر حضرت امام جعفر بن امام محمدؑ علیہ السّلام کی موت میں اختلاف جائز ہے تو پھر ان تمام حضرات کی موت میں بھی اختلاف جائز ہے، اور پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں جس بات کے غلاۃ اور مفوضہ قائل ہیں۔ وہ حضرت علی اور امام حسین علیہما السّلام کے قتل سے انکار کرتے ہیں اور یہ محض دھوکا ہے۔

○ ابطالِ مذہبِ واقفہ :

اب رہ گیا مذہبِ واقفہ، جو حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن امام جعفرؑ علیہ السّلام کی امامت پر وقف کر گئے، اور کہتے ہیں کہ وہ مہدیؑ ہیں۔

ان کا قول بھی باطل ہے۔ اِس لیے کہ ان کی موت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے بالکل واضح اور مشہور ہے جس طرح ان سے پہلے ان کے پدرِ بزرگوار اور ان کے جدِّ نامدار، نیز ان کے تمام آبائے کرام کی موت مشتہر اور آشکار رہے۔ اگر ہم نے ان کی موت میں شک کیا تو کیسانیہؔ و ناووسیّہ اور غلاۃ (غالی) و مفوّضہ کے قول میں اور ان کے قول میں کیا فرق رہ جائے گا جو اُن کے آبائے کرام کی موت کا انکار کرتے ہیں۔

اور حضرت امام موسیٰ بن امام جعفرؑ علیہ السّلام کی موت کو اس قدر مشتہر کیا گیا کہ اُن کے آبائے کرام میں سے کسی کی موت کو اسقدر مشتہر نہیں کیا گیا۔ تمام قاضیوں اور گواہوں کے سامنے اُنکی میّت رکھی گئی اور بغداد کے پُل پر اُن کی لاش کو رکھ کر اعلان کرا دیا گیا کہ یہ اُس کی لاش ہے جسے روافض زندہ سمجھتے ہیں، اور زندہ رہیں گے، یہ مریں گے نہیں، کسی نے ان کو قتل نہیں کیا ہے، یہ اپنی موت سے مرے ہیں، اور اسیطرح کے دیگر واقعات جن سے انکار ممکن نہیں۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ تمھارے قول کے بموجب ہمیں حضرت امام موسیٰ بن امام جعفرؑ علیہ السّلام کی موت کا اسی طرح علم ہے جس طرح ان کے آبائے کرام اور اجدادِ عظام کی موت کا علم ہے، تو اگر یہ بات ہمارے علم پر ہی موقوف ہے تو ہم لوگوں کو اس کا بھی تو علم ہے کہ حضرت امام حسنؑ عسکری ابنِ امام علی نقیؑ

علیہ السلام کے کوئی فرزند نہیں، بالکل اسی طرح جیسے ہم یہ جانتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلب سے کوئی فرزند نہیں تھا جو آپؐ کی وفات کے بعد زندہ رہا ہو۔

میں کہتا ہوں، صرف اس بنا پر کہ ہمیں علم نہیں کہ فلاں شخص کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا یا نہیں۔ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا، البتہ زیادہ سے زیادہ آپ شک یا گمان کر سکتے ہیں۔ مگر علم نہ ہونے کی وجہ سے آپ قطعی انکار کا حق نہیں رکھتے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر بچے کی ولادت ہوتی تو ہم سب پر ظاہر ہو جاتی، ہمیں اطلاع ہو جاتی۔ مگر بعض عقلا کو ایسے دواعی (زمانے کی گردشیں) پیش آجاتے ہیں جن کی وجہ سے انہیں اپنے فرزند کی ولادت پوشیدہ رکھنی پڑتی ہے چنانچہ بادشاہوں اور اکاسرۂ عجم میں سے اکثر نے اپنے فرزندوں کی ولادت کو جان کے خوف سے پوشیدہ رکھا جن کے واقعات عموماً سننے میں آتے ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں اگر ایسے فرزند کی ولادت ہوئی ہوتی تو وہ سب پر ظاہر ہوتی۔ کیونکہ اُن کے فرزند کے لیے کوئی جان کا خطرہ نہ تھا، اور پھر ہم اس کو بر اجماعِ اُمت تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی ایسا فرزند نہیں پیدا ہوا جو آپؐ کے بعد زندہ رہا ہو۔

مگر فرزندِ امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے اس امر کا دعویٰ نہیں کیا سکتا کہ اُن کا کوئی فرزند تولّد نہیں ہوا، اِس لیے کہ انھیں اپنے فرزند کی جان کا خطرہ لاحق تھا، لوگوں کو علم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ بارھواں امام قائم بِاَمرُاللہ ہوگا جو لوگوں کی سلطنتوں کو مٹا کر رکھ دیگا۔ اس لیے اس بچے کی جان کا خطرہ تھا۔ اور آپؑ تقریباً اپنے گھر کے اندر قید کر دیے گئے تھے، بلکہ آپؑ کو اپنے اہلِ خاندان سے بھی خطرہ درپیش تھا۔ جیسے آپؑ کے بھائی جعفر تھے کہ جن سے میراث واموال کے بارے میں خطرہ تھا کہ وہ کوئی حرکت نہ کر بیٹھیں۔ اس لیے آپؑ نے اپنے فرزند کی ولادت کو پوشیدہ رکھا۔ اور اسی بناء پر لوگ شبے میں پڑ گئے کہ کوئی فرزند پیدا ہوا بھی یا نہیں۔

مذکورہ بالا فرقوں کے علاوہ باقی فرقے جو صاحبُ الزّمان کے علاوہ کسی دوسرے کی امامت کے قائل ہیں، مثلاً فرقۂ محمّدیہ۔ جو محمّد بن علی بن محمّدؑ بن علیؑ الرّضا کی امامت کا قائل ہے۔

- فرقۂ افطحیہ، جو عبداللہ افطح بن امام جعفرؑ بن امام محمّدؑ کی امامت کا قائل ہے۔
- ایک اور فرقہ ہے جو اس وقت جعفر بن علی کی امامت کا قائل تھا۔
- ایک اور فرقہ ہے یہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب الزّمان مر چکے ہیں، بعد میں زندہ ہوں گے
- ایک اور فرقہ، جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ
- اُن کے یہاں کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا۔
- ہم لوگ اِس وقت زمانۂ فترت میں ہیں۔ ان سب کے اقوال چند وجوہ کی بناء پر باطل ہیں

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی فرقہ اب باقی نہیں رہا، سب ختم ہو گئے، اگر کوئی حق پر ہوتا تو وہ باقی رہتا۔ (کیونکہ حق امّت سے خارج نہیں ہو سکتا۔)

پھر یہ کہ محمّد بن علی النقیؑ اپنے پدرِ بزرگوار کی حیات ہی میں انتقال کر چکے تھے اُن کی موت بھی اسیطرح ظاہر ومشہور ہے جیسے اُن کے آبائے کرام کی موت۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں کوئی فرزند تولّد نہیں ہوا اور وہ لاولد فوت ہوئے۔ اُن کا قول بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ زمانہ کبھی امام اور حجّتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتا۔ جس پر میں پہلے استدلال کر چکا ہوں اور آئندہ اوراق میں یہ ثابت کروں گا کہ اُن کے یہاں فرزند تولّد ہوا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا یا نہیں۔ تو یہ قول بھی اس لیے باطل ہے کہ زمانہ کبھی امام سے خالی نہیں رہ سکتا اور پھر ہم ان کی ولادت کی دلیلیں پیش کریں گے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد کوئی امام نہیں صرف گیارہ پر سلسلۂ امامت ختم ہو گیا۔ ان کا قول بھی باطل ہے اس لیے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ عقلاً و شرعاً زمانہ کبھی امام و حجّتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری (ابو محمّد) علیہ السلام انتقال کر جانے کے بعد زندہ ہوں گے، اُن کا قول بھی باطل ہے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ زمانہ کبھی امام سے خالی نہیں رہ سکتا، اور اس میں انتقال کے بعد، پھر سے زندہ ہونے کے درمیان کا وقت امام سے خالی رہے گا

وہ لوگ جو عبداللہ افطح بن امام جعفر صادقؑ کی امامت کے قائل ہیں اور فطحیہ کہلاتے ہیں یا جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہیں، اُن کا قول بھی باطل ہے۔ اِس لیے کہ اِس سے پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ امام کے لیے عصمت لازم وواجب ہے اور یہ دونوں معصوم نہیں۔ اُن کے افعالِ ظاہرہ عصمت کے منافی ہیں جن کو علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جن کو بیان کر کے ہم اپنی کتاب کو طول دینا نہیں چاہتے۔

اور بر بنائے مشہور بین الطائفہ امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بعد امامت دو بھائیوں کیلئے کبھی نہیں ہوگی۔ لہٰذا اُن لوگوں کا قول بھی باطل ہو گیا، جو امام حسنؑ عسکری علیہ السلام کے بعد اُن کے بھائی جعفر کو امام سمجھتے ہیں۔ جب یہ تمام اقوال باطل ہو گئے تو اب صرف ایک قول رہ گیا اور وہ ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند (حضرت صاحب الزّمانؑ) کی امامت ورنہ اُمّت سے حق کا نکلنا لازم آتا ہے جو باطل ہے۔

۵ اثباتِ غیبت : اور جب اسطرح حضرت صاحب الزّمانؑ کی امامت ثابت ہو چکی تو

پھر ہم نے دیکھا کہ وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہیں تو سمجھ گئے کہ آنجناب باوجود عصمت اور فرائض امامت
کے جو غائب ہیں تو ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہے۔ اگرچہ وہ سبب ہمیں تفصیلاً نہیں معلوم اور اس کی مثال
بالکل ایسی ہی ہے جیسے بہت سے پیڑ پودے، جانور، درندے اور متشابہات قرآن وغیرہ کہ جب ان کے
متعلق ہم سے سوال کیا جائے گا، تو ہم صرف یہی جواب دے سکتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ
حکیم مطلق ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی ہونا محال ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان اشیاء کی خلقت
میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور مضمر ہے، اگرچہ اُس حکمت کا ہمیں علم نہیں۔ پس اسی طرح ہم
حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے متعلق بھی کہیں گے کہ آپ نے جو غیبت اختیار فرمائی ہے تو اس میں
ضرور بالضرور کوئی حکمت اور مصلحت ہے۔ اگرچہ اس مصلحت کی تفصیل کا علم ہمیں نہیں ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ہم کو اسی غیبت ہی کی وجہ سے تو ان کی امامت پر اعتراض ہے۔ اگر تم
غیبت کی وجہ اور مصلحت نہیں بیان کر سکتے، تو ہمیں ان کی امامت بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ
بات صحیح ہوتی تو تم اس کی مصلحت بھی بیان کرتے، وہ صحیح نہیں ہے تو مصلحت کیا بیان کرو گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ الزام ہم پر ہے تو پھر سارے اہل عدل پر لا محالہ کا یہ الزام
بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کہتے ہیں "ہم ان تمام افعال کو دیکھ کر جن کی بظاہر کوئی حکمت نظر نہیں آتی
یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا فاعل کوئی صاحب حکمت نہیں، اس لیے کہ اگر ان کا فاعل حکیم ہوتا تو تم ضرور اس کے
افعال کی کوئی نہ کوئی حکمت بیان کرتے۔" لہٰذا ان دونوں اعتراضات میں کیا فرق ہے؟

اگر تم اس کا یہ جواب دو گے کہ پہلے ہم اللہ تعالیٰ کو صاحب حکمت ثابت کریں گے اب
وہ دلائل کے ذریعے سے حکیم و صاحب حکمت ثابت ہو جائے گا تب اس کے جن افعال کی حکمت سمجھ میں
نہ آئے گی اور مشتبہ ہو گی اس کو بھی ہم حکمت پر ہی محمول کریں گے، اور کہیں گے کہ اس میں کوئی حکمت
ضرور ہو گی جو ہمیں معلوم نہیں۔

بس اسی طرح ہم حضرت صاحب الزمانؑ کی پہلے امامت ثابت کریں گے جب انکی امامت
و عصمت ثابت ہو جائے گی تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ آپ نے جو غیبت اختیار کی ہے اس میں ضرور کوئی
نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے جو ہماری فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

اس کے علاوہ مخالف سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بتاؤ غیبت کا کوئی صحیح سبب اور
اس میں کوئی معقول حکمت کا نکلنا ممکن ہے یا نہیں؟

اگر اس کا کوئی صحیح سبب نکلتا ہے تو پھر غیبت کی وجہ سے تم وجود امام سے انکار کیوں کرتے
ہو تسلیم کرو کہ ممکن ہے وہ موجود ہوں اور کسی مصلحت اور صحیح سبب کی وجہ سے غائب ہوں۔

اگر یہ کہا جائے کہ سائل کو اختیار ہے خواہ وہ امام صاحب الزمان کی امامت پر گفتگو

کرے خواہ اُن کی غیبت پر۔ تو میں کہوں گا کہ نہیں، اس کو ہرگز یہ اختیار نہیں ہے، اس لیے کہ جب کسی کو
کی امامت میں شک ہے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کے متعلق گفتگو کی جائے، اور ایسے نص اور دلائل
سے ثابت کر لیا جائے، یہ غلط ہے کہ اس شک کے ساتھ سبب غیبت کے متعلق کوئی بات کی جائے
اس لیے کہ امامت اصل ہے اور غیبت فرع۔ لہٰذا اصل پر بحث کرنے سے قبل فرع پر گفتگو کرنا درست نہیں
اور ہم نے امامت پر غیبت کی بحث کو اس لیے ترجیح دی ہے کیونکہ امامت دلائل عقلیہ
کے ذریعے سے ثابت ہے جس میں احتمال و شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور سبب غیبت میں
احتمال پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا صاف اور واضح شے پر گفتگو کرنا، مشکوک چیز پر بحث کرنے سے
بہتر ہے۔ اسی لیے ہم مخالفین اسلام سے گفتگو کرتے ہیں تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر
بحث کرتے اور ثابت کرتے ہیں آپ کے شرعی احکامات پر گفتگو نہیں کرتے کیونکہ پہلے اصل کو ثابت کیا
جاتا ہے اور فرع بعدہٗ قابل بحث ہو سکتی ہے۔

اگر کہا جائے کہ آخر کچھ تو معلوم ہو کہ غیبت کی وجہ کیا ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ،
زیادہ تر خیال یہ ہے کہ آپ کو اپنی جان کا خطرہ تھا، ظالموں سے خوفزدہ تھے۔ جب جان کا خطرہ
پیش نظر تھا تو غیبت اختیار کرنا اور خود کو پوشیدہ کر لینا واجب ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو کفار سے پوشیدہ کر لیا تھا، کبھی غار ثور میں اور کبھی شعب ابو طالبؑ
میں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کو مضرت اور خوف جان کے سوا اور کوئی وجہ نہ تھی۔

اب رہ گیا مدت غیبت کے طویل و قصیر ہونے کا فرق، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قلیل عرصے تک پوشیدہ رہے اور حضرت صاحب الزمان طویل عرصے سے پوشیدہ ہیں، تو اس میں
قلیل و طویل مدت کا کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اگر سبب غیبت موجود ہے تو بہرحال پوشیدہ رہنا ہے
تا وقتیکہ عذر و سبب برطرف نہ ہو جائے غیبت جاری رہنا ضروری ہے۔

اگر کوئی، کہ جب خوف ہی سب سے بڑا سبب غیبت ہے تو تم لوگوں کے بقول تمہارے
دیگر ائمہ کرام کو بھی دشمنوں کا خوف تھا، پھر انہوں نے غیبت کیوں نہیں اختیار کی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دیگر ائمہ طاہرین کو تقیہ کی اجازت کی وجہ سے اتنا
خوف نہ تھا۔ مگر حضرت امام زمانہ عج کو پورا پورا خوف ہے اس لیے کہ (آپ کو تقیہ کا حکم نہیں) آپ
تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے، لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں گے جو ان کی مخالفت کرے گا اس سے
جہاد فرمائیں گے۔

لہٰذا آپ کے خوف میں اور آپ کے آبائے کرامؑ کے خوف میں بڑا فرق ہے۔

علاوہ بریں آپؑ کے آبائے کرام میں سے جو بھی فوت ہوا یا قتل کردیا گیا اُن کی اولاد میں سے ایک ایسا فرزند ضرور موجود ہوتا تھا جو امام اور قائم مقام ہو۔ مگر امام صاحب الزمانؑ کا امر اس کے بالکل برعکس ہے۔ معلوم ہے کہ آپؑ کا کوئی قائم مقام نہیں ہوگا۔

لہٰذا آپؑ کے آباء واجداد کے معاملے میں اور آپؑ کے امر میں بڑا فرق ہے۔

"سوال:" کسی کا یہ کہنا کہ جب آپؑ تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا تو پھر آپؑ کے وجود اور عدم وجود میں کیا فرق رہا۔ ؟

"جواب:" یہی بات نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی پوچھی جاسکتی ہے کہ جس مرحلے تک آنحضرتؐ پوشیدہ رہے آپؐ کے وجود اور عدم وجود میں کیا فرق رہا۔

اس کا جو جواب آپ دیں گے وہی جواب ہمارا بھی ہوگا۔

اور کسی کو حق نہیں جو یہ کہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر ایک سے پوشیدہ نہیں رہتے تھے، صرف دشمنوں سے پوشیدہ رہتے تھے لیکن امام زمانہ علیہ السلام سب سے پوشیدہ ہیں۔ اس لیے کہ سب سے پہلے تو ہم یہ کہیں گے کہ امام زمانہؑ بھی سب سے پوشیدہ نہیں رہتے، بلکہ (جس سے چاہتے ہیں ملاقات کرتے ہیں)

دوسری بات یہ کہ آنحضرتؐ غار میں تھے تو آپؐ بھی اپنے دوستوں اور دشمنوں سے پوشیدہ ہوگئے تھے، آپؐ کے ساتھ سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی اور نہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مصلحت کا تقاضا پوشیدگی میں مضمر ہے تو دوست دشمن سب ہی سے پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔

"سوال:" اگر کہا جائے کہ زمانۂ غیبت میں حدود (شرعی سزاؤں) کے متعلق کیا حکم ہے اگر وہ مجرم سے ساقط ہوگئیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت منسوخ ہوگئی اور اگر وہ باقی ہیں تو ان حدود کو کون قائم کرے۔ ؟

"جواب:" ہمارا جواب یہ ہوگا کہ حدود اپنے مستحقین کے ساتھ باقی رہیں گی۔ اگر حدود کے مستحقین امام کے ظہور تک زندہ رہے تو امامؑ خود ان پر حد جاری کریں گے اور اگر ان حدود کے مستحق افراد مرگئے اور ان پر حدود جاری نہ ہوسکیں تو اس کا مظلمہ وعذاب ان لوگوں پر ہوگا جن کے خوف سے امامؑ پردۂ غیبت میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ شرعی حدود منسوخ ہوگئیں، وہ اپنی جگہ برقرار رہیں گی، اگر حد جاری کرنے کا اختیار ہو اور موانع برطرف ہوجائیں تو اس کا جاری کرنا واجب ہے۔

"سوال:" اگر یہ کہا جائے کہ غیبتِ امامؑ میں حق تک کس طرح رسائی ہوسکتی ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ اس کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے سب لوگوں کو گمراہی اور

ضلالت میں چھوڑ دیا اور اگر یہ کہو کہ دلائل وبراہین کے ساتھ حق تک پہنچا جاسکتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ امامؑ کی کوئی ضرورت نہیں رہی، لوگ امام کے وجود سے مستغنی ہوگئے۔

"جواب:" میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ حق کی دو قسمیں ہیں، ایک عقلی اور دوسری سمعی۔ عقلی حق تک دلائل سے پہنچا جاسکتا ہے اور سمعی حق تک احادیث پیغمبر اکرمؐ اور اقوال ائمۂ طاہرینؑ کے ذریعے سے پہنچا جاسکتا ہے۔ ان حضرات نے حق کو صاف اور واضح کردیا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس پر دلیل قائم نہ کردی ہو مگر اس کے باوجود جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں کہ امام کی حاجت پھر بھی باقی رہ جاتی ہے۔ اس لیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامؑ کے آباء واجداد سے وہ روایات جنکی شریعت کو ضرورت ہے ان میں ناقلوں اور راویوں نے اپنی طرف سے کچھ ہیر پھیر کردیا ہو، خواہ عمداً یا سہواً، تو اس کی تصدیق وتصحیح کے لیے امام کی ضرورت ہر دور اور ہر زمان میں باقی رہ جاتی ہے۔

چنانچہ سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سی احادیث جن کو نقل کرنے والوں نے چھپالیا اور نقل نہیں کیا تو وہ ہم لوگوں تک پہنچیں گروہ امام عصرؑ کے پاس بطور ودیعت محفوظ ہیں۔

وہ لوگ جنکی ولادت مخفی رکھی گئی

ہم اس سے پہلے تحریر کرچکے ہیں کہ حضرت صاحب الزمانؑ کی ولادت کو مخفی رکھا جانا کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جس کو خارقِ عادت کہا جاسکے، اس لیے کہ اس کی مثال گذشتہ بادشاہوں کی تاریخ میں بھی ملتی ہے۔

چنانچہ اہلِ فارس کے مورخین نے کیخسرو کا قصہ لکھا ہے کہ اس کی ماں نے حمل کو پوشیدہ رکھا اور اُس کی ولادت کو بھی چھپایا۔ اُس کی ماں شہنشاہ ترک افراسیاب کی پوتی تھی، اس کے دادا کیقباد روس نے بچے کے قتل کا ارادہ کیا تو اس کی ماں نے حمل کو چھپالیا یہانتک کہ کیخسرو پیدا ہوگیا۔ یہ پورا قصہ کتبِ تواریخ میں مذکور ہے جسکو طبری نے بھی لکھا ہے۔

نیز قرآن مجید نے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیا ہے کہ آپؑ کی والدہ نے آپؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھا، بعد ولادت انھیں ایک غار میں سب کی نگاہوں سے بچا کر آپکی پرورش کی یہانتک کہ آپؑ بالغ ہوئے اور پھر جو واقعات ہوئے وہ سب کو معلوم ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ولادت کا واقعہ بھی موجود ہے کہ اُن کی والدہ نے فرعون کے خوف سے ولادتِ حضرت موسیٰؑ کو پوشیدہ رکھا اور بعدِ ولادت خداوندِ عالم کے حکم پر اُنکو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا "تاکہ فرعون کو پتہ نہ چل سکے۔

بس اسی طرح حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی ولادت کا قصّہ بھی ہے۔ پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپؑ کی ولادت کا پوشیدہ طور سے ہونا کوئی خارقِ عادت بات ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات سنے گئے ہیں کہ لوگوں نے اپنے فرزند کی ولادت کو پوشیدہ رکھا تاکہ دشمن یا اُن کے اہلِ خاندان میراث کے لالچ میں قتل نہ کردیں۔

لہٰذا ولادتِ حضرت صاحب الزّمان کا بھی مخفی ہونا کوئی تعجّب کی بات نہیں اور اس شُبے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ :

"جعفر بن امام علی النّقی علیہ السّلام یعنی حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کے چچا نے اپنے بھائی امام حسن عسکری علیہ السّلام کی اولاد سے اُنؑ کی زندگی میں بھی انکار کیا اور اُنؑ کی وفات کے بعد بھی انکار کیا "تاکہ اُن کی میراث اور ترکہ وہ حاصل کرلیں اور حکومتِ وقت پر زور دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کی کنیزوں کو قید میں رکھا جائے، اُن میں سے جو حاملہ ہوں ان کا حمل ساقط کرادیا جائے تاکہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کی کوئی اولاد نہ رہے۔ اُن کے شیعوں کو قتل کرادیا جائے جن کا دعوٰی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے بعد اُن کا کوئی فرزند اور جانشین ہے اس لیے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے جعفر بن امام علی النّقیؑ کوئی معصوم نہ تھے وہ حق کا انکار کرسکتے تھے اور باطل پر اصرار کرنا اور خطا کا ان سے سرزد ہونا ممکن ہے۔

اس کی مثال بھی قرآن مجید نے حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی پیش کردی ہے کہ انھوں نے حضرت یوسفؑ کو پہلے کنوئیں میں ڈالا، پھر اُنھیں چند سکّوں پر فروخت کیا، جبکہ وہ لوگ ایک نبیؑ کی اولاد تھے (بلکہ بعض لوگوں کے خیال سے تو وہ سب بھی نبی تھے) جب اتنی بڑی خطا ان لوگوں سے سرزد ہونا ممکن ہے تو پھر جعفر بن علی النّقیؑ سے اپنے بھائی امام حسن عسکریؑ کے ساتھ اس طرح کی خطا کیوں ممکن نہیں ہے کہ وہ طمعِ دنیا میں اگر بھائی کی اولاد سے منکر ہوجائیں۔

"سوال :" اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کا کوئی فرزند ہے، اس لیے کہ انھوں نے اپنے مرضِ موت کے وقت اپنی والدہ کو جنکی کنیت اُم الحسن تھی اپنے موقوفات وصدقات کے لیے وصیّت فرمائی۔ اگر اُن کا کوئی فرزند ہوتا تو یقیناً اس وصیّت میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔

"جواب :" اس کا جواب یہ ہے کہ آپؑ نے اپنی وصیّت میں اپنے فرزند کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ

آپؑ اپنے فرزند کی ولادت کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہتے تھے، اگر آپؑ وصیّت میں فرزند کا ذکر کرتے تو سلطانِ وقت سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی، اور یہ اُن کے لیے جان کا خطرہ تھا۔

"سوال :" اگر کوئی یہ سوال کرے کہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی ولادت سے لیکر آج تک اتنا طویل عرصہ گذر گیا مگر کسی ایک کو بھی پتہ نہیں کہ ان کی سکونت کہاں ہے، ان کا قیام کس جگہ ہے اور نہ کوئی باوثوق شخص وہاں سے آیا کہ ان کے حالات بتاتا۔ یہ ایک اَن ہونی سی بات ہے۔ اس لیے کہ تاریخ میں ابتک جن لوگوں نے اپنے وجود کو کسی ظالم کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے پوشیدہ رکھا وہ بیس سال سے زیادہ پوشیدہ نہیں رہے اور اس مدّت میں کبھی وہ سب سے پوشیدہ نہیں رہے بلکہ اپنے بعض دوستوں اور اہلِ خاندان سے ملتے رہے یعض لوگوں کو ان کے قیام کی جگہ معلوم تھی اور تم لوگوں کا قول حضرت صاحب الزّمانؑ کے متعلق اِس کے بالکل خلاف ہے۔ ؟

"جواب :۔" میں کہوں گا کہ تم لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ شیعہ امامیہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابومحمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کے اصحاب میں سے چند لوگوں نے آپؑ کی حیات میں آپ کے فرزند حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کو بچشمِ خود دیکھا' اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے بعد وہ حضرت صاحب الزّمانؑ کے اصحاب اور اُن کے خواص میں شمار ہوئے ہیں اور یہ لوگ حضرت صاحب الزّمان اور اُن کے شیعوں کے درمیان واسطہ و رابطہ رہے، وہ لوگ مشہور ہیں جن کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ وہ لوگ آنجناب کی طرف سے شیعوں تک علومِ دین اور اُن کے مسائل کے جوابات پہنچاتے، اور حقوقِ امام شیعوں سے جمع کر کے امام کی خدمت میں پہنچاتے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنی حیات میں ان کو عادل قرار دے کر اپنا امانت دار بنایا۔ مثلاً : عمرو عثمان بن سعید سمّان اور ان کے فرزند ابوجعفر محمّد بن عثمان بن سعید وغیرہ کہ ان کا ذکر آئندہ آئیگا یہ لوگ ایسے صاحبانِ عقل و امانتدار و ثقہ اور ذی فہم تھے کہ سلطانِ وقت بھی ان کو عزّت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت صاحب الزّمانؑ کو کسی نے نہیں دیکھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے اصحاب کی رحلت کے بعد حضرت امام زمانہؑ

کے پاس اپنے سفراء تھے جن کے ذریعے سے آپؑ نے اپنے شیعوں سے رابطہ رکھا۔

حضرت کے آباء و اجداد سے ان روایات کو میں پہلے پیش کر چکا ہوں کہ جن میں ان حضرات نے ارشاد فرمایا: "امام قائمؑ کے لیے دو غیبتیں ہیں۔ پہلی غیبت میں تو آپؑ کی خبریں ملتی رہیں گی، مگر آخری غیبت بہت طویل ہوگی جس میں آپؑ کی کوئی خبر کسی کو نہ مل سکے گی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آنحضرتؑ نے ارشاد فرمایا، اور یہ بھی آپؑ کی غیبت کی ایک دلیل ہے۔

(ایک اعتراض) یہ کہنا کہ ایسی غیبت کسی نے اختیار نہیں کی، یہ خلافِ عادت ہے۔

(جواب):- اوّل تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر یہ خلافِ عادت ہے بھی تو اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز ہے کہ کسی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کو اتنے طویل عرصے تک پردۂ غیبت میں رکھے چنانچہ حضرت خضرؑ کو دیکھو، کہ بالاتفاق اہلِ سِیَر و تاریخ وہ عہدِ حضرت موسیٰؑ سے آجتک زندہ اور موجود ہیں مگر کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں رہتے ہیں، اور انکے اصحاب کون ہیں، کہاں رہتے ہیں، سوائے اس کے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کے قصّے میں ان کا تذکرہ ہے یا بعض لوگ اُن کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اتفاقیہ کہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور دیکھنے والا پہلے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ کوئی مردِ متقی و زاہد ہے مگر جب وہ نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ شاید یہی حضرت خضرؑ تھے اور ملاقات کے بعد اسکو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی غیبت پر بھی ایک نظر کرو کہ وہ اپنے وطن سے غائب ہوئے اور فرعون اور قومِ فرعون کے خوف سے مصر سے ہجرت کر کے مدین چلے گئے جس کا کسی کو بھی علم نہ تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ہے۔ پھر ایک عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مبعوث بہ نبوّت فرمایا اور انھوں نے اللہ ج کی طرف سے لوگوں کو دعوتِ حق دی تو ہر دوست و دشمن نے انھیں پہچان لیا

نیز حضرت یوسف علیہ السّلام کہ جن کے قصّے کے بارے میں قرآن مجید کا ایک مکمّل سورہ ہے۔ اُن کی خبر اُن کے پدر بزرگوار سے پوشیدہ رہی، حالانکہ وہ نبی خدا تھے انکے پاس صبح و شام وحی نازل ہوتی رہتی تھی، مگر انھیں اُن کے فرزند کی کوئی خبر نہیں دی گئی یہانتک کہ یوسفؑ کے بھائی اُن کے پاس گئے اور اُن سے غلّے کا لین دین کرتے رہے مگر اُن کو نہ پہچان سکے۔ اور اسیطرح کئی سال گذر گئے۔ تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی

اُنھیں اُن کے والد اور بھائیوں پر ظاہر کر دیا۔

اگر صاحب الزّمانؑ کی غیبت خلافِ عادت و دستور ہے تو حضرت یوسفؑ کا قصّہ بھی تو اسی ضمن میں آتا ہے۔

- پھر حضرت یونس بن متیٰ علیہ السّلام نبیٔ خدا کا قصّہ کہ جب اُنھوں نے اپنی قوم کو حد سے زیادہ مخالفت پر آمادہ دیکھا اور وہ اُن کو خفیف جان رہی تھی تو انھوں نے اپنی قوم سے بیزاری اختیار کی اور غائب ہو گئے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں شکمِ ماہی میں پوشیدہ کر دیا۔ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوا وہ کہاں مقیم ہیں۔ مگر جب مدّتِ غیبت اللہ تعالیٰ کی حکمت سے مکمّل ہوگئی تو اُس نے اُنھیں شکمِ ماہی سے نکالا، اور وہ اپنی قوم میں پہنچ گئے۔

ایسا واقعہ بھی تو بالعموم نہیں ہوتا، مگر قرآن مجید نے اس کو بیان فرمایا ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔

- ایسا ہی ایک قصّہ اصحابِ کہف کی غیبت کا ہے۔ قرآن مجید نے جن کے حالات ان کی غیبت اور قوم کی بے دینی کیوجہ سے اُن لوگوں کے فرار کو بیان کیا ہے۔ اگر قرآن مجید میں ان کا ذکر نہ ہوتا تو ہمارے مخالفین حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی غیبت کا انکار کرنے کے لیے ان لوگوں کی غیبت کا بھی انکار کر دیتے لیکن ہم کیا کریں اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتا دیا کہ وہ (اصحابِ کہف) کافروں وغیرہ کے خوف سے تین سو سے زیادہ سال تک پوشیدہ اور محوِ خواب رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں بیدار کیا اور اُن میں سے ایک اپنی قوم میں گیا۔

: ان کا قصّہ بھی بیحد مشہور ہے :

- قرآن مجید میں ایک قصّہ صاحبِ حمار (حضرت عُزیرؑ) کا بھی ہے۔ اہلِ کتاب کا خیال ہے کہ وہ ایک نبی خدا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر سو برس تک موت طاری رکھی پھر انھیں زندہ کیا تو اُن کا کھانا اور پانی ذرا بھی خراب نہیں ہوا بالکل اسی طرح ہے جیسا وہ گھر سے لیکر چلے تھے۔

یہ بھی تو خارقِ عادت قصّہ ہے، تو پھر حضرت الزّمان علیہ السّلام کی غیبت کیوں ناممکن ہے بس اس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو بے دین اور دہریہ ہو۔ اور ان تمام واقعات کا جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، انکار کر دے۔ پھر اگر انکار کرنے والا دہریہ ہوگا تو ہم اُس سے غیبت پر بحث ہی نہیں کریں گے، بلکہ اس سے ہم پہلے اصلِ توحید پر بات کریں گے۔ یہ گفتگو تو ہماری اہلِ توحید

سے ہے جو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کے تحت یہ تمام باتیں ہوئی ہیں۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جنھیں اصحاب سیَر و تاریخ نے فارس کے بادشاہوں کی اپنے اصحاب سے غیبت اور پھر ایک عرصے کے بعد پلٹنے اور ظاہر ہونے کی تحریر کی ہیں۔ اگرچہ اُن کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے، مگر تاریخوں میں موجود ہے۔

اسی طرح حکماءِ روم و ہند کی غیبت ہے جو بالکل خلافِ عادت ہیں، مگر ہم انکی تفصیل نہیں بیان کرتے۔

"اعتراض": اگر کوئی یہ کہے کہ تم لوگوں کا دعویٰ ہے' تمھارے صاحب الزماںؑ کی خلافِ معمول اتنی طویل عمر ہے، مگر اس کے باوجود کامل العقل، تام القوت اور جوان ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لیے کہ تم لوگوں کے قول کے مطابق وہ ۲۵۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ابتک صدیوں سے زندہ ہیں۔ اتنی طویل مدّت کا تو کوئی بشر نہیں جو زندہ ہو خرقِ عادت تو صرف انبیاءؑ کے ہاتھوں ممکن ہے۔

"جواب": ہم اس کا جواب دو طرح سے دیں گے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ یہ بالکل خارقِ عادت اور ناممکن ہے۔ اس لیے کہ ہم اس سے قبل ایسے لوگوں کی مثالیں پیش کر چکے ہیں جو ان سے زیادہ عرصے سے زندہ ہیں۔ جیسے حضرت خضرؑ اور اصحابِ کہف وغیرہ حضرت نوحؑ کے متعلق تو خود قرآن نے بتایا ہے کہ وہ پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے اور اصحابِ سیَر و تواریخ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس سے بھی زیادہ عمر پائی، اور اپنی قوم کو اللہ کی طرف سے دعوتِ حق دیتے رہے۔ مذکورہ عمر تو تبلیغِ دین کی ہے اس کے بعد ستر سال مزید زندہ رہے۔

اور حضرت سلمانؓ فارسی کے متعلق اصحابِ تاریخ نے لکھا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کر چکے تھے (اور اُن کے وصی تھے) اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے تک (بلکہ اس کے بعد تک) باقی رہے۔ ان کے حالات مشہور ہیں۔

اس کے علاوہ عجم و عرب کے بہت سے طویل العمر لوگوں کا ذکر تاریخوں میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ اصحابِ حدیثؒ نے روایت کی ہے کہ دجّال عہدِ رسول اللہ میں موجود تھا اور ابتک باقی ہے اور اپنے خروج کے وقت تک باقی رہے گا۔ جب ایک دشمنِ خدا اتنے عرصے تک باقی رہ سکتا ہے تو پھر خدا کے دوست کیوں نہیں باقی رہ سکتے۔ یہ اعتراض تو محض عناد و دشمنی کی بناء پر ہے۔

"اعتراض": اگر یہ کہا جائے کہ: یہ خرقِ عادت و معجزات تو زمانۂ انبیاء ہی میں ممکن تھے۔؟

"جواب": ہمارا جواب یہ ہے کہ: نہیں، بلکہ خرقِ عادت و معجزات انبیاءِ کرامؑ و ائمۂ طاہرینؑ اور صالحین سے بھی ممکن ہیں۔ اکثر اصحابِ حدیث و معتزلہ و حشویہ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کا نام کرامت رکھتے ہیں۔ ہم نے غیرِ انبیاء سے اس کے جواز کے دلائل اپنی کتابوں میں تحریر کر دیے ہیں اور بتایا ہے کہ معجزہ دراصل معجز نما کی سچائی کی دلیل بنتا ہے۔ اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے دعوے کے مطابق نبی، امام یا ایک مردِ صالح ہے۔

"اعتراض": اب یہ کہنا کہ وہ باوجود اتنی طویل عمر کے بوڑھے کیوں نہیں ہوئے؟

"جواب": یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے جس پر چاہے بڑھاپے کا اثر ہونے دے اور جس پر نہ چاہے نہ ہونے دے۔ ہم نے اس سے قبل بہت سے اشخاص کی مثالیں پیش کر دی ہیں کہ جن پر باوجود طویل عمری کے بڑھاپے کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

اور پھر وہ مسلمان اس امر سے کیونکر انکار کر سکتا ہے جس کا یہ اعتقاد ہے کہ مومنین ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہیں گے اور ہمیشہ جوان رہیں گے، کبھی اُن پر بڑھاپے کے اثرات طاری نہ ہونگے۔

غیبت پر دلائل: حضرت امام صاحب الزماںؑ کی امامت اور اُن کی غیبت پر دوسری دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو متضاد فرقوں یعنی عامہ اور امامیہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد صرف بارہ امام ہوں گے، نہ اس سے کم ہوں گے نہ اس سے زیادہ۔ جب یہ بات طے ہے تو اب جو بھی بارہ امام کا قائل ہوگا اس کو حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کے وجود اور اُن کی غیبت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ جو بھی اس سلسلے کی مخالفت کرے گا اُسے اس عدد میں زیادتی کرنی پڑے گی۔ حالانکہ اس عدد پر دونوں فرقوں کا اجماع ہے۔

نیز آپؑ کی غیبت کو وہ روایات بھی ثابت کرتی ہیں جو آپؑ کے آبائے کرام سے آپؑ کی پیدائش سے بہت پہلے سے مشہور چلی آرہی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کے لیے غیبت ہوگی۔ پھر وہ غیبت کیسی ہوگی، اس میں کیسے کیسے اختلافات ہوں گے، کیا کیا حادثات پیش آئیں گے۔ یہ سب بتایا گیا تھا۔ اور یہ کہ آپؑ کی دو غیبتیں ہوں گی۔ دوسری غیبت پہلی

سے طویل ہوگی۔ پہلی غیبت میں لوگوں کو آپؑ کا پتہ معلوم ہوگا کہ وہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں، مگر دوسری غیبت میں کسی کو کوئی پتہ نہ ہوگا۔

چنانچہ جو کچھ آپؑ کے آبائے کرام نے آپؑ کے متعلق فرمایا تھا، ٹھیک ٹھیک وہی کچھ ہوا کیونکہ اس طرح بالکل صحیح و درست پیشینگوئی کرنا ممکن نہیں جبتک کہ اللہ تعالٰے نے اپنے نبی کے ذریعے سے اس کی اطلاع نہ دی ہو۔ یہ بھی آپؑ کی غیبت ثابت کرنے کا ایک طریقہ ہے جس پر گذشتہ بزرگوں نے اعتماد کیا ہے۔ کیونکہ یہ روایات لفظاً و معناً دونوں طرح سے متواتر ہیں اور اتنے مختلف اور کثیر طریقوں سے نقل کی گئی ہیں کہ ان تمام طریقوں کو غلط اور ناقابلِ اعتبار نہیں کہا جا سکتا۔

اس کے علاوہ دوسری بات جو فرزندِ امام حسن عسکری علیہ السلام (امام زمانہؑ) کی امامت کو ثابت کرتی ہے، وہ روایات ہیں جن کو ہم پیش کر چکے ہیں کہ ائمہؑ کی تعداد بارہ ہے اور ان میں ائمہؑ کی تفصیل بھی ہے اور جس نے اس تعداد کو تسلیم کر لیا ہے وہ، یہ بھی کہتا ہے کہ امام مہدیؑ اولادِ امام حسین علیہ السلام سے ہونگے۔

اعتراضات:

لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ سب لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ امام مہدیؑ اولادِ علیؑ میں سے ہیں اور حضرت محمدؑ حنفیہ ہیں۔ بہائی فرقہ کہتا ہے کہ امام مہدیؑ خود حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہیں، وہ مرے نہیں ہیں (غائب ہیں)۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ امام مہدیؑ حضرت امام جعفرؑ بن امام محمدؑ ہیں، جو مرے نہیں ہیں۔ ایک اور فرقہ کہتا ہے کہ امام مہدیؑ حضرت امام موسیٰؑ بن امام جعفرؑ ہیں، وہ مرے نہیں ہیں۔ ایک اور فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ امام مہدیؑ، امام حسنؑ عسکری ہیں، وہ ابھی زندہ ہیں، مرے نہیں ہیں۔ ایک فرقہ اور ہے جس کا اعتقاد یہ ہے کہ امام حسنؑ عسکری کے بھائی محمدؑ بن امام علی النقیؑ ہیں جو باقی ہیں مرے نہیں ہیں۔ آخر ان سب فرقوں کے دعووں کو باطل کیسے کہا جا سکتا ہے۔؟

سب کے جوابات:

میں یہ کہوں گا کہ یہ تمام فرقے جن کے زندہ و باقی رہنے کا دعوٰی کرتے ہیں ہم ان سب کی موت کو ثابت کر دیں گے۔

سب سے پہلے وہ لوگ جو یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی امام مہدیؑ ہیں، مگر حضرت علی علیہ السلام کی موت تو تمام انسانوں کی موت اور قتل سے بھی زیادہ مشہور ہے۔ جو شخص اُن کی موت میں شک کر سکتا ہے، وہ تو خود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور آپؐ کے تمام اصحاب کی موت میں بھی شک کر سکتا ہے۔ نیز ان کا دعوٰی آنحضرتؐ کی وصیت اور احادیث سے بھی باطل ہے جن میں آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور فرمایا کہ "اے علیؑ! تم قتل کر دیے جاؤ گے اور تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہو جائیگی۔" یہ اتنی مشہور حدیث ہے کہ اس کے متعلق روایت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

فرقۂ حنفیہ

لیکن حضرت محمدؑ حنفیہ کے متعلق کہ وہ امام مہدیؑ ہیں۔ ہم نے اپنی گذشتہ تحریر میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام مہدیؑ اولادِ امام حسین علیہ السلام میں سے ہوں گے، تو یہ دعوٰی کہ محمدؑ حنفیہ امام مہدیؑ ہیں از خود باطل ہو گیا۔

فرقۂ ناؤوسیہ

اب فرقۂ ناؤوسیہ جو حضرت امام جعفر صادقؑ ابن امام محمدؑ باقر کے امام مہدیؑ ہونے کا قائل ہے؛ تو ہم جانتے ہیں کہ ان کی موت بھی بہت مشہور ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اُن کے بعد امام ہوئے اور آپؑ نے انھیں اپنا وصی بنایا۔

فرقۂ واقفہ

فرقۂ واقفہ جو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ پر آکر وقف کر گیا ہے اور اُن کو امام مہدیؑ ماننے لگا ہے تو اُن حضرت کی موت بھی بیحد مشہور کی گئی تھی اور اُن کے بعد حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کی امامت مسلّم ہے۔

فرقۂ محمدیہ

فرقۂ محمدیہ، کا یہ خیال ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمدؑ زندہ ہیں مرے نہیں ہیں، تو اس فرقہ کا قول بھی اس لیے باطل ہے کہ ہم نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کو ثابت کر دیا، اس کے علاوہ محمدؑ تو اپنے پدر بزرگوار امام علی النقی علیہ السلام کی حیات ہی میں انتقال کر چکے تھے، انکی موت بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ یہ بھی اسی طرح واضح و روشن ہے جس طرح ان کے آباء واجداد کی موت واضح و روشن ہے۔

فرقۂ عسکریہ

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مرے نہیں ہیں زندہ ہیں، وہی مہدیؑ ہیں۔ تو اُنکی موت بھی ثابت ہے اور بالکل اسیطرح ثابت ہے جس طرح آپؑ کے آباء واجداد کی موت ثابت ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ سارے فرقے دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں اب ان کا وجود ہی باقی نہیں رہ گیا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی حق پر ہوتا تو وہ فرقہ باقی رہتا ختم نہ ہوتا۔

اور یہ کہنا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر قائم اور صاحب الامر بنیں گے، غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس کی کوئی دلیل نہیں کہ وہ زندہ ہو کر قائم و صاحب الامر ہوں گے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر فرقہ واقفہ کا وہ قول کیوں درست نہیں ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ دوبارہ زندہ ہو کر قائم اور صاحب الامر ہوں گے۔

اس کے علاوہ، اس بات سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات اور اُن کے دوبارہ زندہ ہونے کے درمیان کا زمانہ امام و حجتِ خدا سے خالی رہ جائے گا، اور یہ ممکن نہیں۔ کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"زمین حجتِ خدا سے کبھی خالی نہیں رہ سکتی خواہ وہ ظاہر ہو خواہ لوگوں سے پوشیدہ۔"

علاوہ بریں، میں اس کو دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ أئمہ علیہم السلام کی تعداد بارہ ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام گیارہویں امام ہیں۔ یہ سلسلہ ان پر کیسے ختم ہو جائیگا۔ ؟

عقیدہ: — جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد زمانۂ فترت (خالی زمانہ) ہوگا اس کے بعد امام مہدیؑ پیدا ہوں گے۔ جسطرح دو نبیوں کے درمیان زمانۂ فترت ہوتا ہے۔

یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ زمانہ کبھی امام سے خالی نہیں رہ سکتا۔ البتہ زمانہ نبی و رسول سے تو خالی رہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ فرقہ بھی دنیا میں موجود نہیں ختم ہو چکا ہے۔

عقیدہ: — وہ لوگ جنکا یہ قول ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کے یہاں کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا۔ اُن کا قول بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ امام بارہ ہیں گیارہ نہیں ہیں۔

عقیدہ: — وہ لوگ جن کا یہ خیال ہے کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا یا نہیں، اس لیے وہ پہلے ہی (امام) کے دامن سے متمسک ہیں تاکہ آخر صحیح ہو جائے۔

یہ خیال بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ دلائل سے یہ امر ثابت ہے کہ امام بارہ ہیں گیارہ پر توقف نہیں کیا جا سکتا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی امامت کا قطعی

یقین کرنا چاہیے۔ علاوہ بریں، میں دلائل سے یہ بھی ثابت کر چکا ہوں کہ کوئی امام اُس وقت تک نہیں فوت ہوتا جبتک کہ اپنا کوئی فرزند و جانشین نہ دیکھ لے۔ پھر یہ خیال اس طرح بھی باطل ہے کہ عقلاً و شرعاً یہ بات طے شدہ ہے کہ زمانہ امام سے خالی نہیں رہ سکتا۔

— وہ لوگ جو اس بات کے قائل ہیں کہ جس طرح نبوّت (خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ پر) ختم ہو گئی اسی طرح امامت بھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر ختم ہو گئی۔

یہ قول بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ ہم عقلاً و شرعاً بہ دلائل ثابت کر چکے ہیں کہ امام سے زمانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ نیز یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ امام بارہ ہیں۔ گیارہ نہیں ہو سکتے اور ہم آئندہ حضرت امام قائمؑ کی ولادت کے ثبوت پیش کریں گے۔ اور بحمداللہ ویسے تو اس کا قائل فرقہ بھی دنیا سے ناپید ہو چکا ہے۔

— اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے یہاں بھی اُن کے ایک فرزند ہیں اور وہ تیرہویں امام ہیں۔

اُن کا قول بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ میں نے بہ دلائل ثابت کر دیا ہے کہ أئمہؑ صرف بارہ ہیں (تیرہ نہیں ہیں) ویسے ان فرقوں کے اقوال کو بحث سے خارج ہی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ بحمداللہ یہ تمام فرقے ناپید و نابود ہو چکے ہیں۔

— یہ کہنا کہ زمانۂ غیبت میں جن شیعوں سے امام پوشیدہ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام قصوروار اور گناہگار ہیں۔

یہ درست نہیں ہے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ فرقۂ ناجیہ کا کوئی فرد بھی زمانۂ غیبت میں عادل نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے وہ گناہ جو امامؑ کے ظہور سے مانع ہیں وہ یا تو کبیرہ ہیں یا وہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں منافیٔ عدالت ہیں۔ تو پھر راویوں کو اور ائمۂ جمعہ و جماعت کو کیسے عادل سمجھا جائے گا اور گواہی کے وقت ان کا قول کیسے قابلِ تسلیم ہوگا۔ (اس لیے کہ ان سب کیلئے عدالت شرعی شرط ہے) پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہر دور اور ہر زمانے میں کچھ مومنینِ اخیار ایسے گذرے ہیں کہ اگر ان کے عہد میں امام کا ظہور ہوتا تو وہ معمولی سا معجزہ دیکھنے کے بعد فوراً اُنکی امامت کا اقرار کر لیتے اور اُن کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی یا تأمّل نہ کرتے۔ اور یہ بات بھی بلا شک و شبہ کہی جا سکتی ہے کہ گذشتہ زمانے کے اکثر ادوار میں انبیاء اور اوصیاء

محبوس و متقید رہے اور ایسی رکاوٹیں اور موانع تھے کہ لوگ ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ ان انبیاء کی نبوّت کا اقرار کرنے والے سب ہی اس سلسلے میں بے قصور تھے بلکہ ہم یہ بھی کہیں گے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب غار میں پوشیدہ ہوئے تو امیرالمومنینؑ سے بھی پوشیدہ ہوئے، جبکہ اس سلسلے میں امیرالمومنینؑ کی طرف کسی قسم کی تقصیر کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

جعفر بن امام علی نقیؑ کے متعلّق عقیدہ :

وہ لوگ جو امام حسن عسکری علیہ السّلام کے بعد اُن کے بھائی جعفر بن امام علی نقیؑ کی امامت کے قائل ہیں اُن کا قول بھی باطل ہے اس لیے کہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ امام کا معصوم ہونا ضروری ہے، امام کو ساری اُمّت سے زیادہ صاحبِ علمِ شرع ہونا چاہیئے۔ اور اس امر پر سب متفق ہیں جبکہ جعفر بن علی نقی نہ معصوم تھے نہ صاحبِ علمِ شرع۔ اُن سے جو اُمور سرزد ہوتے وہ منافیٔ عصمت تھے وہ علم سے بالکل خالی تھے۔ علاوہ بریں اُن کو امام ماننے والا فرقہ اب دنیا سے ناپید ہے۔

"وجہِ غَیبت" : امام کی غَیبت کی وجہ شیعوں کی تقصیر یا اُن کے گناہ نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے۔ اس کو یوں سمجھیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہو تو گناہ کرتے وقت ہر گنہگار کا چہرہ سیاہ کر دے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا، کیوں کہ یہ اس کی مصلحت کے خلاف ہے۔ پس اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہو تو امام کو جب چاہے ظہور کا حکم دیدے، مگر ابھی یہ امر اس کی مصلحت کے خلاف ہے۔

اب رہ گئی تقصیر و گناہ کی بات، تو مخالفین کی تقصیر تو ظاہر ہے اور ان کی امامت کا اقرار کرنے والوں میں سے بھی بعض تو تقصیر وار ضرور ہیں، مگر بعض بے قصور بھی امام کے ظہور کے فوائد سے محروم ہیں اور یہ اللہ کی مصلحت ہے کہ یہ لوگ امام کے پردۂ غَیبت میں رہنے کے باوجود اِن شکوک و شبہات کے ماحول میں ان پر ایمان ثابت رکھیں اور مشقّتیں برداشت کریں، تاکہ ان کے ثواب میں اضافہ ہو۔ اور امام کا لوگوں کو فائدہ پہنچانا، یا لوگوں کی ہدایت کرنا ظہور ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ وہ پردۂ غیب میں رہتے ہوئے بھی لوگوں کی ہدایت کرتے اور فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جیسے آفتاب بادلوں میں پوشیدہ رہنے کے باوجود دنیا کو فائدہ پہنچاتا رہتا ہے۔

بِحارُ الانوار

سیزدہم

باب ۱۳

انبیائے کرام کی غیبتوں سے امامِ عصرؑ کی غیبت پر استدلال

① غیبت حضرت صالح علیہ السلام

ابنِ ولید نے صفّار سے، اُنھوں نے سعد اور حمیری سے، اُنھوں نے ابنِ ابوالخطاب سے
اُنھوں نے ابنِ اسباط سے، اُنھوں نے ابنِ عمیرہ سے، اُنھوں نے زید شحّام سے اور اُنھوں نے
حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا:
"حضرت صالح علیہ السلام نے ایک زمانے تک اپنی قوم سے غیبت اختیار کی
غیبت کے وقت آپؑ بوڑھے تھے، مگر جب واپس ہوئے تو آپؑ کی قوم آپؑ
کو نہ پہچان سکی اور تین گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ نے تو آپ کے صالح نبی ہونے
سے مطلقاً انکار کردیا۔ دوسرا گروہ شک میں مبتلا ہوگیا، اور تیسرے گروہ کو یقین
تھا کہ یہی وہ صالح نبی ہیں جو غائب ہو گئے تھے۔"
الغرض جب حضرت صالح اپنی قوم کی طرف واپس پہنچے تو پہلے اُس گروہ کے
پاس گئے جو شک میں مبتلا تھا، اور فرمایا کہ میں صالحؑ نبیٔ خدا ہوں، مگر اُنھوں نے آپؑ کو
جھٹلایا اور بُرا بھلا کہہ کر جھڑک دیا اور کہا کہ صالح پیغمبر کی شکل وصورت تم سے مختلف
تھی، اللہ تم پر غضب نازل کرے (کہ تم خود کو پیغمبرِ خدا ظاہر کرتے ہو)۔
اس کے بعد آپؑ گروہِ منکرین کے پاس وارد ہوئے تو وہ لوگ آپؑ سے اسقدر
متنفر تھے کہ آپؑ کی کوئی بات سننے کو تیار نہ ہوئے اور آپؑ سے سختی و درشتی کے ساتھ
پیش آئے، پھر یہاں سے خاطر برداشتہ آپؑ تیسرے گروہ کے پاس تشریف لے گئے
اور فرمایا میں صالحؑ نبی خدا ہوں۔ ان لوگوں نے آپؑ کی تصدیق کی اور کہا:
"اُخْبِرْنَا خَبَرًا لَا نَشُكُّ فِيكَ مَعَهُ أَنَّكَ صَالِحٌ فَإِنَّا لَا نَمْتَرِي أَنَّ اللّٰهَ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْخَالِقُ يَنْقُلُ وَيُحَوِّلُ فِي أَيِّ الصُّوَرِ شَاءَ وَقَدْ أُخْبِرْنَا
وَتَدَارَسْنَا فِيمَا بَيْنَنَا بِعَلَامَاتِ الْقَائِمِ إِذَا جَاءَ وَإِنَّمَا صَحَّ عِنْدَنَا
إِذَا أَتَى الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ"

(ہم لوگوں کو پہلے ہی خبر دی جاچکی ہے اور اب ہمیں کوئی شک نہیں، بیشک
آپ ہی صالحؑ نبی ہیں، ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میں ہر طرح
کی قدرت ہے، وہ خالق ہے اور جس کو جس شکل وصورت میں چاہے تبدیل کردے
ہمیں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ جب (امام) قائمؑ آئیں گے تو ان کی نشانیاں
کیا کیا ہوں گی، اور ہم لوگ آپس میں برابر اس کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، مگر جب
آسمان سے کوئی اطلاع آئے گی تو ہم اس کی تصدیق کریں گے۔)
آپؑ نے فرمایا: میں اس کے ثبوت میں ایک ناقہ نکالتا ہوں۔
اُنھوں نے عرض کیا: آپؑ سچ فرماتے ہیں کیونکہ یہ خبر بھی ہمیں دی گئی ہے مگر
اس کی پہچان کیا ہے کہ وہ ناقہ آپؑ کا معجزہ ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اس کی پہچان یہ ہے کہ ایک دن (چشمے کا) سارا پانی وہ پیے
گا اور دوسرے دن سارا پانی تم لوگوں کے (چوپاؤں کے) لیے چھوڑ دے گا۔
اُنھوں نے عرض کیا: آپؑ نے درست فرمایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے
اور اس پر بھی جو معجزہ آپؑ کے پاس ہے۔" اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
"إِنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ، قَالَ أَهْلُ الْيَقِينِ: إِنَّا
بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَهُمُ
الشُّكَّاكُ وَالْجُحَّادُ إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ۔" [1]
(صالحؑ بلاشبہ اپنے رب کا بھیجا ہوا نبی ہے۔ اہلِ یقین نے کہا، ہم
ان کی نبوّت پر ایمان لائے اور وہ لوگ جو مستکبرین تھے اکڑ گئے یعنی
شک کرنے والے اور انکار کرنے والے۔ کہنے لگے کہ تم لوگ جس نبوّت پر
ایمان لائے ہو، ہم تو اس سے انکار کرتے ہیں۔)
راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اُس زمانے میں قومِ صالحؑ کے اندر کوئی
عالم بھی تھا؟
آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عادل ہے، وہ زمین کو بغیر کسی ایسے عالم کے
نہیں چھوڑتا، جو اللہ کی طرف سے لوگوں کی رہنمائی کرے۔ صالحؑ کے خروج کے
بعد ان کی قوم صرف سات دن بغیر معرفتِ امام کے رہی، اور جو اُن کے پاس اللہ
کے احکام تھے ان پر عمل کرتی رہی۔ ان کا کلمہ ایک تھا۔ مگر جب حضرت صالحؑ کا
ظہور ہوا تب سب ہی ان کی نبوّت پر متفق ہوگئے۔ امام قائمؑ کی مثال بھی صالحؑ جیسی ہے۔ [2]

[1] سورہ اعراف آیت ٧٥ [2] اکمال الدین

لوگوں سے بالکل الگ رہ کر نشو ونما کی ہوگی، حضرت موسیٰؑ کی سنّت خوف اور غیبت کی ہوگی حضرت عیسیٰؑ کی سنّت اُن کے متعلق لوگوں میں اختلافات کی ہوگی، حضرت ایوبؑ کی سنّت آزمائشوں کے بعد فرج وکشادگی کی ہوگی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اُن میں تلوار لیکر نکل کھڑے ہونے کی ہوگی۔)

(اکمال الدین)

⑤ حضرت نوحؑ کی سنّت

ابنِ بشّار نے مظفر بن احمد سے، اُنھوں نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے حمزہ بن حمران سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سعید بن جبیر سے، اور سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سیّد العابدین علی ابن الحسین علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا:

" فِی الْقَائِم سُنَّةٍ مِنْ نُوْحٍ وَهُوَ طُولُ العمر "

(امام) قائمؑ میں حضرت نوحؑ کی سنّت ہوگی جو اُن کی طرح طویل عمری ہے)

- "
- دقّاق اور شیبانی نے اپنے اسناد کے ساتھ اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے حمزہ بن حمران سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (اکمال الدین)

⑥ آپؑ میں پانچ انبیاءؑ کی سنّت ہے

ھمدانی نے علی بن ابراہیم سے اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے سلیمان بن داؤد سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ہم سے بیان کیا ابنِ عصامؒ نے، اُنھوں نے روایت کی کلینی سے، اُنھوں نے قاسم بن علا سے، اُنھوں نے اسمٰعیل بن علی سے، اُنھوں نے علی بن اسماعیل سے، اُنھوں نے عاصم بن حمید سے، اُنھوں نے محمد بن مسلم سے، اور اُن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ حضرت قائم آلِ محمدؐ کے بارے میں دریافت کروں گا، مگر آپؑ نے میرے دریافت کرنے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا:

" یا محمّد بن مسلم! اِنّ فی القائم من آلِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شبہاً مِنْ خَمسَةٍ مِنَ الرُّسُل: یونسؑ بن متی، و یوسفؑ بن یعقوبؑ و

موسیٰؑ وعیسیٰؑ ومحمّد صلوات اللہ علیہم، فامّا شبہہ من یونسؑ فرجوعہ من غیبتہ وھو شابٌّ بَعدَ کِبَرِ السِّنِّ وَاَمّا شبہہ من یوسفؑ بن یعقوبؑ فالغیبة من خاصّتہ وعامّتہ واختفاؤہ من اخوتہ واِشکال اَمرہٖ علیٰ اَبیہِ یعقوبؑ مع قرب المسافة بینہ وبین ابیہ واھلہ وشیعتہ واَمّا شبہہ من موسیٰؑ فدوام خوفہ وطول غیبتہ وخِفاء ولادتہ وتعب شیعتہ من بعدہ بما لقوا من الاذیٰ والھوان اِلیٰ اَنْ اذن اللہ عزّوجلّ فی ظھورہ ونصرہ واَیّدہ علیٰ عدوّہٖ واَمّا شبہہ من عیسیٰؑ فاختلاف من اختلف فیہ حتّیٰ قالت طائفة منھم ما وُلِد وقالت طائِفة مات وقالت طائفة قتل و صلب۔" وَاَمّا شبہہ مِن جَدِّہِ المصطفیٰؐ فخروجہ بالسّیف وقتلہ اعداء اللہ واعداء رسولہؐ والجبّارین والطّواغیت وانّہ ینصر بِالسَّیفِ والرُّعبِ وانّہ لا تردّ لہ رَایَةٌ وَاَنّ من علامات خروجہ خروج السفیانی من الشّام وخروج الیمانی وصیحة من السّماء فی شہر رمضان ومنادینادی باسمہ واسم ابیہ "

(اے محمد بن مسلم! قائم آلِ محمدؐ میں پانچ انبیاءؑ کی شباہت پائی جائے گی، یعنی حضرت یونسؑ بن متی، وحضرت یوسفؑ بن یعقوبؑ، وحضرت موسیٰؑ وحضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمّد صلوات اللہ علیہم کی۔

حضرت یونسؑ سے شباہت ان کے غائب ہونے سے واپس آنے اور کبر سنی کے ساتھ جوان رہنے کی، حضرت یوسفؑ بن یعقوبؑ سے شباہت، ہر خاص وعام سے غیبت میں ہوگی، اور اپنے بھائیوں سے بھی پوشیدگی اور اپنے والد حضرت یعقوبؑ سے بھی اُن کا حال مخفی رہنے میں ہوگی، حالانکہ وہ اپنے والدؑ اپنے خاندان اور اپنے شیعوں سے بہت قریب مسافت پر تھے۔ حضرت موسیٰؑ سے شباہت ان کے مسلسل خوف اور طویل غیبت اور ولادت کے اخفاء اور اُن کے شیعوں کے مسلسل مصائب کا شکار رہنے، ذلّت واذیّت میں مبتلا رہنے کے بعد اللہ کا ان کو حکم ظہور دینے اور اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں اُن کی مدد ونصرت کرنے میں ہوگی، حضرت عیسیٰؑ سے شباہت اُن کے متعلق اختلاف ہونے میں ہوگی یعنی کوئی کہتا ہے کہ پیدا ہی نہیں ہوئے، کوئی کہتا ہے کہ پیدا

ہوتے تھے مگر مر گئے، کوئی کہتا ہے قتل کر دیے گئے، کوئی کہتا ہے سولی پر چڑھا دیے گئے اور اپنے جد حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شباہت، اُن کے تلوار لے کر خروج کرنے، خدا و رسولؐ کے دشمنوں اور جبّاروں و طاغوتوں کو قتل کرتے تلوار اور رُعب سے اُن کی مدد کرنے اور اُن کا علم و پرچم ہر طرف سے کامیاب واپس ہونے میں ہوگی اور اُن کے ظہور کی نشانی، شام سے سفیانی کا خروج اور یمانی کا خروج اور ماہِ رمضان میں آسمان سے اُن کے اور اُن کے پدر بزرگوار کے نام کا اعلان ہوگی۔)

(اکمال الدین)

⑦ آٹھ ماہ تک اللہ کے دشمنوں کا قتلِ عام ہوگا

علی بن موسیٰ نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے حسن ابن علی بن ابی حمزہ سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے، اور ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا:

"فی صاحب الامر سُنّۃ من موسیٰ وسنّۃ من عیسیٰ وسنّۃ من یوسف وسنّۃ من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فامّا من موسیٰ فخائف یترقب، وامّا من عیسیٰ فیقال فیہ ما قیل فی عیسیٰ وامّا من یوسف فالسجن والتقیّۃ وامّا من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیرتہ وتبیین آثارہ ثمّ یضع سیفہ علی عاتقہ ثمانیۃ اشہر ولا یزال یقتل اعداء اللہ حتّی یرضی اللہ" قلتُ: وکیف یعلم انّ اللہ عزّوجلّ قد رضی؟ قالؑ: یلقی اللہ عزّوجلّ فی قلبہ الرحمۃ"

(صاحب الامرؑ میں حضرت موسیٰؑ کی ایک سنت، حضرت عیسیٰؑ کی ایک سنت، حضرت یوسفؑ کی ایک سنت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت ہوگی۔ حضرت موسیٰؑ کی سنت خوف و انتظار ہوگی، حضرت عیسیٰؑ کی سنت یہ کہ جو کچھ حضرت عیسیٰؑ کے لیے کہا جاتا ہے وہی اُن کے لیے کہا جائے گا، حضرت یوسفؑ کی سنت تنہائی کی زندگی و تقیہ ہوگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہ کہ وہ آنحضرتؐ کی سیرت پر عمل کریں گے آپؐ کے آثار و تبرکات کو ظاہر فرمائیں گے، پھر اپنی تلوار کو آٹھ ماہ تک برہنہ رکھیں گے اور اس دوران مسلسل اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے رہیں گے تا اینکہ اللہ تعالیٰ جؑ آپؐ سے راضی و خوش ہو جائے گا (یعنی آپؐ کے اس جہاد سے خوش ہو جائے گا)۔

راوی نے دریافت کیا: کہ انھیں کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے اس کام سے راضی ہوگیا۔؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جؑ اُن کے دل میں رحم ڈال دے گا۔

(اکمال الدین)

⑧ ایک ہی شب میں حکومت کا قیام ہوگا

عبدالواحد بن محمد نے ابوعمیر لیثی سے، اُنھوں نے محمد بن مسعود سے، اُنھوں نے محمد بن علی قمی سے، اُنھوں نے محمد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، اُنھوں نے ابو احمد ازدی سے، اُنھوں نے ضریس کناسی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپؑ نے فرمایا:

"انّ صاحب ھذا الامر فیہ سُنّۃ من یوسف ابن اَمۃ سوداء یصلح اللہ امرہُ فی لیلۃ واحدۃ۔"

(صاحب الامرؑ میں حضرت یوسفؑ کی سنت ہوگی اور ایک ہی رات میں اللہؑ ان کی حکومت کو قائم فرما دے گا)

(اکمال الدین)

• ابن عقدہ نے محمد بن مفضل وسعدان بن اسحاق واحمد بن حسن سب نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے ہشام بن سالم سے، اُنھوں نے کلینی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (امالی)

⑨ حضرت امام قائمؑ کو یاد کرکے حضرت امام جعفر صادقؑ نے مسلسل گریہ فرمایا اور کہا

محمد بن علی بن حاتم نے احمد بن عیسیٰ وشّاء بغدادی سے، اُنھوں نے احمد بن طاہر سے، اُنھوں نے محمد بن یحییٰ بن سہل سے، اُنھوں نے علی بن حارث سے، اُنھوں نے سعد بن منصور جواشنی سے، اُنھوں نے احمد بن علی بدلی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سدیر صیرفی سے اور سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور مفضل بن عمر و ابوبصیر و ابان بن تغلب اپنے مولا و آقا حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام ابن امام محمد باقرؑ کی خدمت میں

حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں، اور کاندھے پر ایک اونی عبا ہے جس کی آستینیں چھوٹی چھوٹی ہیں اور اسطرح گریہ فرما رہے ہیں جیسے کوئی ماں اپنے فرزند کی میّت پر گریہ کرتی ہے جس کا دل آتشِ غم جل رہا ہو۔ آپؑ کے چہرۂ انور سے غم واندوہ کے آثار نمایاں تھے اور رخساروں کا رنگ متغیّر تھا، اور آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے اور فرما رہے تھے :

" شہزادے ! تیری غیبت نے میری نیند حرام کر دی، بستر پر چین نہیں ملتا، دل کا سکون جاتا رہا، تیری غیبت میرے لیے ایک ابدی مصیبت بن گئی ہے ہائے ایک کے بعد ایک ختم ہوتا جارہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سب ہی ختم ہو جائیں "!

سدیر کا بیان ہے کہ یہ منظر دیکھ کر میری عقل ہی جاتی رہی، اور کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ ہم لوگ سمجھے کہ مولا و آقا پر کوئی ناگہانی مصیبت وارد ہوئی ہے، عرض کیا: اے خیرِ خلق کے فرزند! اللہ آپؑ کو کسی غم میں نہ رُلائے، آپؑ پر کیا اُفتاد آپڑی جو آپؑ اس قدر زار و قطار گریہ فرما رہے ہیں۔ ؟

یہ سنکر آپؑ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا :

" آج میں نے کتابِ جفر دیکھی جو قیامت تک کے علمِ منایا و بلایا و علمِ ما کانَ و ما یکون پر مشتمل ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپؐ کے بعد اُمّتہ طاہرینؑ کے لیے مخصوص فرمادی ہے۔ اس میں ہم نے اپنے قائمؑ کی ولادت، اُنکی طویل غیبت، طولِ عمر اور دورِ غیبت میں مومنین کے مصائب، لوگوں کے دلوں میں شکوک کا پیدا ہونا، اکثر لوگوں کا دین سے منحرف ہو جانا اور اپنے گلے سے اسلام کی حبلِ متین کا اُتار پھینکنا دیکھا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

" كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِىْ عُنُقِهٖ " (سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۳)

(ہر انسان کا طائر ہم نے اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے)

"یعنی ولایت " کو غور سے دیکھا تو مجھ پر رقّت طاری ہو گئی اور مجھ پر حزن و ملال چھا گیا۔ "

ہم لوگوں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ ! برائے کرم جو علم اس کتاب میں آپؑ نے مطالعہ فرمایا ہے اس میں ہمیں بھی شریک کر لیجیے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین رسولوں میں جو سنّت جاری فرمائی ہے وہی ہمارے قائمؑ میں جاری فرمائے گا۔ ولادت میں اُن کو حضرت موسیٰؑ کی تقدیر دی ہے، غیبت میں حضرت عیسیٰؑ کی طرح مقدّر فرمایا ہے اور تاخیر میں حضرت نوحؑ جیسی

تقدیر بنادی اور اس کے بعد اُنھیں عبدِ صالح یعنی حضرت خضرؑ کی عمر عطا فرمادی ہے "

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ ! ذرا ان کی وضاحت بھی فرمادیں

آپؑ نے فرمایا: اچھا سنو!

" حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا قصّہ یہ ہے کہ جب فرعون کو یہ معلوم ہوا کہ ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کے ہاتھوں میری سلطنت کو زوال آجائیگا تو اُس نے کاہنوں کو طلب کیا، اُنھوں نے اُس بچے کا سلسلۂ نسب بتایا کہ وہ بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا فرعون نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جتنی عورتیں حاملہ ہوا کریں انکا پیٹ چاک کر کے حمل ضائع کر دیا جائے۔ چنانچہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے حمل ضائع کیے گئے۔ مگر اس کے باوجود چونکہ اللہ حضرت موسیٰؑ کا محافظ تھا، فرعون کا ہاتھ اُن تک نہ پہنچ سکا۔

بس اسی طرح بنی اُمیّہ اور بنی عبّاس کو جب علم ہوا کہ امام قائمؑ کے ہاتھوں اُن کے جابر و ظالم حاکموں کا قتل ہوگا، اُن کی سلطنت کو زوال آئے گا، تو اُنھوں نے ہم آلِ محمدؐ سے دشمنی ٹھان لی اور اہلِ بیتِ رسولؐ کے قتل کے لیے تلواریں بلند کرلیں اُن کی نسل کو تباہ کرنے لگے محض اس لیے کہ کسی طرح امامؑ قائمؑ قتل ہو جائیں۔ مگر اللہؑ نے یہ طے کر لیا ہے کہ اپنے نور کو اِتمام تک پہنچا کر رہے گا خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

اور حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کا معاملہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ قتل کر دیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو جھٹلا دیا اور فرمایا کہ نہ اُن لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کو شبے میں ڈالدیا گیا

اسی طرح حضرت امامؑ قائم علیہ السّلام کی بھی غیبت ہے کہ اُمّت اُنکی غیبت سے انکار کرے گی، کچھ لوگ گمراہی میں پڑجائیں گے اور کہیں گے وہ پیدا ہی نہیں ہوئے کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا تو ضرور ہوتے مگر مر گئے، کچھ لوگ کہیں گے کہ گیارہویں امام لاولد تھے اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔ کچھ کہیں گے کہ امامت کا سلسلہ صرف بارہ پر ختم نہیں ہو سکتا بلکہ تیرہ اور تیرہ سے زیادہ ہوں گے، اور کچھ لوگ یہ کہکر معصیت میں مبتلا ہوں گے امامؑ قائم کسی دوسرے شخص کے پیکر سے کلام کریں گے۔

اور حضرت نوحؑ کی تاخیر کا قصّہ یہ ہے کہ جب حضرت نوحؑ نے اللہ سے اپنی قوم پر آسمان سے عذاب نازل کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس روح الامین جبرئیلؑ

کو کھجوروں کی سات گٹھلیاں دیکر بھیجا، اُنھوں نے آکر کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "جن کے لیے تم طالبِ عذاب ہو، وہ سب ہماری مخلوق ہیں جبتک انھیں مزید دعوتِ ایمان نہ دی جائے اور اُن پر حجّت تمام نہ کرلی جائے میں یہ تو نہیں کروں گا کہ اُن پر آسمان سے بجلی گرا کر اچانک انھیں نیست و نابود کردوں۔ لہٰذا اُنھیں دعوتِ ایمان دینے میں پھر سے کوشش کرو، میں تمھیں اس کا ثواب عطا کروں گا اور یہ گٹھلیاں زمین میں بو دو۔ جب ان سے درخت اُگے گا اور کامل درخت بن کر پھل آجائیں گے تو میں کشادگی اور خلاص عطا کروں گا۔" پس حضرت نوحؑ نے یہ خوشخبری اپنے متّبعین مومنین کو سنادی۔

الغرض حضرت نوحؑ نے وہ گٹھلیاں زمین میں ڈالیں، جب ایک عرصے کے بعد اُگے، بڑھے، اور شاخیں پتے، پھول اور پھل آگئے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اب تو اپنا وعدہ پورا کر۔ حکمِ الٰہی ہوا کہ اے نوحؑ! اب تم ان درختوں کے بیج پھر سے زمین میں ڈالو اور صبر سے کام لو کوشش کرو اور اپنی قوم پر پھر سے حجّت تمام کرو۔

جب حضرت نوحؑ نے اپنے متّبعین اور مومنین کو یہ اطّلاع دی تو اُن میں سے تین سو آدمی مرتد ہوگئے اور کہنے لگے کہ نوحؑ نے جو کچھ کہا تھا، اگر وہ سچ ہوتا تو اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہ کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کو اسی طرح سات مرتبہ کھجور کے درخت اُگانے کا پے در پے حکم دیتا رہا، اور ہر مرتبہ مومنین میں سے جن کے دلوں میں کجی تھی وہ مرتد ہوتے رہے، یہانتک کہ ستّر سے کچھ زیادہ لوگ ایمان پر باقی رہ گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے نوحؑ! اب رات گئی اور دن آگیا حق، باطل سے جدا ہوکر خالص ہوگیا۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی تھی وہ مرتد ہوکر جدا ہوگئے اور اہلِ ایمان باقی رہ گئے۔ اگر میں کفّار کو ہلاک کردیتا اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتا جو تم پر ایمان لائے تھے مگر بعد میں مرتد ہوگئے تو تمھاری قوم میں جو خالص موحّد تھے اور تمھاری نبوّت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے اُن سے ہمارا سابق میں کیا ہوا وعدہ پورا نہ ہوتا کہ "ہم اُن کو دین میں قوّت دیں گے اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیں گے،" تاکہ دلوں سے شک دور ہوجائے اور ہماری خالص عبادت ہوا کرے" اور جبتک ایسے لوگ ان کے ساتھ رہتے جن کے متعلّق مجھے معلوم تھا کہ یہ ضعیف الایمان ہیں یہ مرتد ہوجائیں گے، ان کی طینت میں خباثت و کجی ہے، وہ بد باطن ہیں، منافق ہیں،

گمراہ ہیں، یہ کیسے ممکن تھا کہ ان مومنین کو خلافت فی الارض اور تمکینِ دین حاصل ہوتی اور اُن کا خوف امن سے بدلتا۔ اگر زمین کی خلافت اور حکومت دیتے وقت یہ لوگ ہوتے تو حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے مومنین سے برسرِ پیکار ہوتے، اوامر و نواہی اپنی چلاتے تو تمکینِ دین نصیب نہ ہوتا، مومنین کی حکومت میں انتشار پیدا ہوجاتا، یہ لوگ فتنے برپا کرتے اور جنگ شروع کردیتے۔ اِس لیے میں نے یہ گوارا نہ کیا۔ البتہ اب تم میری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ یہی صورت امامِ قائمؑ کے لیے ہوگی کہ غَیبت کی مدّت بڑھتی جائے گی "تاکہ باطل چھٹ جائے اور حق نکھر کر خالص ہوجائے، ایمان، آلودگی، مَیل اور گندگی سے پاک و صاف ہوجائے اور شیعوں میں سے وہ لوگ جن سے خدشہ ہو کہ وہ عہدِ امامِ قائم میں مرتد یا منافق ہوجائیں گے، وہ پہلے ہی اپنا راستہ بدل لیں۔"

مفضّل کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! نواصب تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آیت (آیۂ استخلاف) ابوبکر و عمر و عثمان اور حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے لیے نازل ہوئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ان ناصبیوں کے دلوں کو اللہ کبھی ہدایت نصیب نہ کرے گا۔ بتاؤ تو سہی کہ ان چاروں خلفاء کے دورِ اقتدار میں وہ دین جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند تھا، اس کو کب تمکین و اقتدار نصیب ہوا۔ اُمّت کب امن سے رہی، ان کے دلوں سے خوف کب نکلا، اور ان میں سے کسی ایک کے دور میں دلوں کے شکوک کب دور ہوئے اور حضرت علی علیہ السّلام کے عہد میں تو کتنے مسلمان مرتد ہوگئے، فتنے برپا ہوئے، خونریزیاں ہوئیں اور کفّار سے اور آپس میں کتنی جنگیں ہوئیں۔

پھر آپؑ نے (امام جعفر صادق علیہ السّلام نے) اس مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

"حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا" (سورۂ یوسف آیت ۱۱۰)

"یہانتک کہ جب رسول (لوگوں کے ایمان لانے سے) مایوس ہوگئے اور اُنھوں نے گمان (الیقین) کرلیا کہ بیشک وہ جھٹلائے گئے ہیں تو ہماری مدد اُن (رسولوں) کے پاس پہنچی۔"

(اے مفضّل!) اب رہا معاملہ عبدِ صالح یعنی حضرت خضرؑ کا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو

طویل عمر اس لیے نہیں عطا فرمائی کہ وہ نبی ہیں یا اُن پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہو، یا اُن کی کوئی شریعت ہے جو گذشتہ انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہو، اور نہ وہ کوئی امام ہیں کہ بندوں پر اُن کی اقتدار اور اطاعت فرض ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ امام قائمؑ کی طویل عمر اور ان کی غیبت کی مدّت کے بارے میں میرے بندے اختلاف کریں گے، اس لیے امام قائمؑ کے وجود، ان کی طویل عمر اور غیبت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس عبدِ صالح یعنی حضرت خضرؑ کی عمر کو طویل کر دیا (لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ بھی کر دیا) تاکہ حضرت خضرؑ کی عمر اور غیبت امام قائمؑ کے لیے دلیل بن جائے اور انکار کرنے والوں پر حجت تمام ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ پر کسی کی کوئی حجت باقی نہ رہ جائے۔"

(اکمال الدین)

• لوگوں کی ایک جماعت نے ابو مفضّل سے، انھوں نے محمد بن بحر شیبانی سے انھوں نے علی بن حارث سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)

(۱۰) متعدد انبیاء کی سنّت

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے علی بن محمد سے بن شجاع سے، انھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے یونس سے، انھوں نے علی بن ابو حمزہ سے، انھوں نے ابو بصیر سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"صاحب الامرؑ میں متعدد انبیاءؑ کی سنّتیں ہوں گی، ایک سنّت حضرت موسیٰ بن عمران کی، ایک سنّت حضرت عیسیٰؑ کی، ایک سنّت حضرت یوسفؑ کی اور ایک سنّت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی۔

حضرت موسیٰ کی سنّت خوف اور ترقّب ہوگی، حضرت عیسیٰ کی سنّت یہ ہوگی کہ اُن کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے وہی صاحب الامر کے لیے بھی کہا جائے گا، حضرت یوسفؑ کی سنّت پوشیدگی و غیبت ہوگی، اللہ اُن کے مخلوق کے درمیان غیبت کا پردہ حائل کر دیگا۔ سب لوگ ان کو دیکھیں گے مگر پہچان نہ سکیں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنّت یہ ہوگی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات

پر عمل کریں گے اور آنحضرتؐ کی سیرت پر گامزن رہیں گے۔"

(۱۱) بہت سے انبیاء کی سُنّتیں

محمد بن علی بن بشار نے مظفر بن احمد سے، انھوں نے اسدی سے، انھوں نے برمکی سے، انھوں نے حسن بن محمد بن صالح بزاز سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری ابنِ امام علی النقیؑ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ:

"میرے بعد میرا فرزند وہی قائم ہوگا جس میں بہت سے انبیاءؑ کی سنّتیں طولِ عمر اور غیبت کی جاری ہوں گی، اُس کی مدّتِ طویل ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے۔ اپنے قول پر وہی ثابت قدم رہے گا جس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور جس کی مدد روح القدس کے ذریعے سے کریگا۔"

(۱۲) حضرت یوسفؑ کی سُنّت

ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"امام قائمؑ میں حضرت یوسفؑ کی مشابہت پائی جائے گی۔"

میں نے عرض کیا: وہ کیا ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: حیرت و غیبت۔

(۱۳) غیر معتبر روایات

• واضح ہو کہ ایسی روایات جو حضرت امام قائم علیہ السلام کے متعلق وارد ہوئی ہیں کہ آپ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونگے، یا قتل ہونے کے بعد پھر زندہ ہونگے اور ظہور فرمائیں گے۔ (یا)

• وہ روایت جس میں صاحبِ حمار کا ذکر ہے کہ وہ سو سال تک مرے ہوئے پڑے رہے اور پھر زندہ کیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں انکی قوم کی طرف مبعوث فرمایا: (یا)

• وہ روایت کہ جب امام قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو لوگ کہیں گے یہ امام مہدی نہیں ہیں اُن کو مرے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا، اُن کی تو ہڈیاں تک گل سڑ چکی ہوں گی۔ وغیرہ وغیرہ

یہ سب اخبار احاد سے ہیں جو غیر صحیح اور ناقابلِ تسلیم ہیں۔ اس لیے کہ وہ احادیثِ متواترہ کے منافی ہیں۔

بحار الانوار

چہاردہم
باب
۱۴

دنیا کے معمّر ترین
انسانوں کے حالات

(۱) ابو دنیا مُعمّر خادمِ امیر المومنینؑ

صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "اکمال الدین" میں تحریر کیا ہے کہ مجھ سے بیان کیا عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب شجری نے، اور اُن سے بیان کیا محمد بن قاسم رقی اور علی بن حسن بن جنکاء الاذکی نے کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم لوگوں کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس کا تعلق اہلِ مغرب میں سے تھا، تو ہم لوگ اصحابِ حدیث کے ایک گروہ کے ساتھ جو اُس سال بیت اللہ کے حج کے لیے آئے ہوئے تھے، اُس کی خدمت میں پہنچے۔ یہ ۳۰۹ ہجری کا واقعہ ہے، دیکھا کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے سر اور داڑھی کے بال سب سیاہ ہیں، مگر وہ خود جسمانی طور سے ہڈی اور چمڑے کا ایک ڈھانچہ ہے جیسے سوکھی ہوئی مشک، اور اُس کے گرد اُس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے اہلِ وطن مشائخ سب جمع ہیں۔ ان مشائخ نے بیان کیا کہ ہم لوگ مغربی ممالک کے بالکل آخری خطّے باہرہ علیا کے قریب کے رہنے والے ہیں، انھوں نے یہ بھی بتایا کہ "ہم نے اپنے آبا سے اور انھوں نے اپنے آباء واجداد سے سنا ہے کہ ہم لوگ اِس شخص کو جو "ابی الدنیا معمر" کے نام سے مشہور ہے اور اس کا اصلی نام علی بن عثمان ابنِ خطاب بن مُرّہ بن مویّد ہے۔ ایک مدت سے ہم دیکھتے آرہے ہیں، اور اس شخص کا بیان ہے کہ وہ ہمدانی ہے اور یمن کے بالائی حصّے کا باشندہ ہے۔

الغرض ہم لوگوں نے اس مردِ معمّر ہمدانی سے پوچھا: کیا آپ نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

اُس نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے کہا: میری آنکھیں کھول دو۔

اُس کی بھویں لٹک کر آنکھوں پر آگئی تھیں، اُس کی آنکھیں کھولی گئیں تو ایسا معلوم ہوا جیسے دو چراغ روشن ہیں۔

اُس شخص نے کہا: ہاں، میں نے حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو اپنی اِن دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں اُن کا خادم تھا، جنگِ صفین میں اُن کے ساتھ تھا اور یہ زخم کا نشان حضرت علی علیہ السلام کی سواری کی لات کا ہے۔ (یہ کہکر اُس نے اپنی بھوں کا نشان دکھایا) اور

ان کے پوتوں، نواسوں اور مشائخ میں سے جو لوگ ان کے گرد جمع تھے، سب نے اس کی طولِ عمری کی گواہی دی، اور کہا کہ جب سے ہم پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالا انھیں اسی حال میں دیکھا ہے اور اپنے آباء واجداد سے سنا ہے کہ انھوں نے بھی انھیں، جب سے پیدا ہوئے ایسا ہی دیکھا تھا۔

پھر ہم لوگوں نے اُن سے ان کے حالات اور طولِ عمر کا سبب دریافت کیا۔

ہم نے دیکھا کہ وہ فاتر العقل نہیں ہیں، جو کچھ اُن سے پوچھا جاتا ہے اس کا پوری طرح سمجھ کر جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے اپنا حال یوں بیان کیا کہ:

"میرے والد اگلے بزرگوں کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ایک کتاب میں 'چشمۂ آبِ حیات' کے متعلق پڑھا کہ "وہ ظلمات میں ہے اور جو اُس کا پانی پی لیگا اُس کی عمر بہت طویل ہو جائے گی۔" یہ پڑھ کر اُن کے دل میں ظلمات میں جانے کا شوق پیدا ہوا، لہٰذا انھوں نے ضرورت کے مطابق سامانِ سفر فراہم کیا اور مجھے اور چند خادموں، دودھ دینے والی اونٹنیوں اور بار برداری کے اونٹوں کو اپنے ساتھ لیا اور پورے ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں اُس وقت تیرہ سال کا تھا۔ چلتے چلتے ظلمات تک جا پہنچے اور پھر ظلمات میں داخل ہو گئے اور اس کے اندر چھ دن اور رات چلتے رہے۔ اس میں رات اور دن کا اندازہ یوں ہوتا تھا کہ دن کو قدرے کم اور رات کے وقت بہت زیادہ اندھیرا ہوتا تھا۔ بالآخر چلتے چلتے چند پہاڑوں اور وادیوں کے درمیان اُتر گئے۔ اور اب میرے والد مرحوم وہاں چشمۂ آبِ حیات کی تلاش میں ہر طرف چکر لگانے لگے، اِس لیے کہ انھوں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ چشمۂ آبِ حیات اسی مقام پر واقع ہے۔ چند دن وہاں قیام کیا۔ ہمارے ساتھ جو پانی تھا وہ ختم ہو گیا تو ہم نے اونٹنی کے دودھ پر گذارا کیا اور واقعاً اگر ہمارے ساتھ اونٹنیاں نہ ہوتیں تو ہم لوگ پیاسے مرجاتے۔ تاہم میرے والد برابر چشمۂ آبِ حیات کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے اور ہمیں حکم دیا کہ ہر وقت آگ روشن رکھو تاکہ اُس کی روشنی سے راستے کی نشاندہی ہوتی رہے اور واپسی دقّت پیش نہ آئے۔

الغرض وہاں بھی ہم لوگ تقریباً پانچ دن ٹھہرے رہے اور میرے والد مسلسل اس کی تلاش میں مصروف رہے مگر انھیں نہ ملنا تھا، نہ ملا۔ بالآخر تلاشِ بسیار کے بعد مایوس ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ اِدھر زادِ راہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ ساتھ کے خادموں کو جان کا خطرہ لاحق ہوا اِس لیے انھوں نے والد مرحوم سے ظلمات سے باہر نکل چلنے کا اصرار کیا۔ ایک دن میں اپنے قافلے سے نکل کر کسی کام سے قافلے سے تھوڑی ہی دور گیا

تھا کہ اتفاقاً مجھے ایک چشمہ مل گیا، جس کا پانی سفید اور شیریں تھا وہ چشمہ نہ تو بہت بڑا تھا اور نہ بالکل چھوٹا، بلکہ اوسط درجے کا تھا جو آہستہ آہستہ اُبل رہا تھا۔ بس اس کے قریب گیا اور دو تین چلو لے کر پانی پی لیا جو نہایت شیریں اور خوش ذائقہ اور ٹھنڈا تھا۔ میں دوڑا ہوا اپنے قافلے میں آیا اور خادموں کو خوشخبری سنائی کہ میں نے پانی کا ایک چشمہ پا لیا ہے۔ اُن لوگوں نے ساری مشکیں اُٹھالیں اور میرے ساتھ چل پڑے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے والد اسی چشمے کی تلاش میں سرگرداں اور کوشاں ہیں، مجھے تو خوشی صرف اس بات کی تھی کہ قافلے میں پانی ختم ہو چکا تھا اور مجھے اچانک اپنی قیام گاہ کے قریب ایک چشمہ مل گیا تھا، میرے والد اس وقت موجود نہ تھے، وہ تو چشمے کی تلاش میں قافلے سے نکلے ہوئے تھے۔ اِدھر ہم لوگ اس چشمے کی تلاش میں بہت دوڑ دھوپ کرنے لگے، مگر اب وہ چشمہ ہمیں دوبارہ نہیں ملا، خادموں نے تھک ہار کر کہا کہ تم نے جھوٹ بول کر ہمیں پریشان کیا ہے۔

بہرحال ہم اپنی قیام گاہ کی جانب چلے اور واپس آئے تو دیکھا کہ والد مرحوم بھی واپس آچکے تھے۔ میں نے اُن سے سارا قصہ بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا: بیٹا! میں نے صرف اسی چشمے کی خاطر اتنے مصائب برداشت کیے مگر میں اس کو نہ پاسکا اور تم کو مل گیا اب تمہاری عمر اتنی طویل ہوگی کہ تم خود زندگی سے عاجز آجاؤ گے۔ بہرحال، ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے اور اپنے گھر آپہنچے۔ والد مرحوم اس واقعے کے بعد چند برس زندہ رہے اور انتقال کر گئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

جب میرا سن تیس سال کا ہوا تو اس اثنا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے بعد دو خلفاء کی وفات ہو چکی تھی۔ میں حضرت عثمان کے آخری دور میں حج کے لیے چلا اور وہاں پہنچا تو تمام اصحابِ پیغمبرؐ میں میرا دل حضرت علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کی طرف رجوع ہو گیا۔ چنانچہ میں اُن کی خدمت پر مامور ہو گیا اور اُن کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہا۔ جنگِ صفین میں اُن کے گھوڑے کے پاؤں (نعل) سے جو زخم آیا تھا اُس کا نشان یہ موجود ہے۔ اس کے بعد بھی میں مسلسل اُن کا خادم بنا رہا یہاں تک کہ اُنھوں نے وفات پائی۔ پھر اُن کی اولاد اور اہلِ حرم نے بہت اصرار کیا کہ میں اُن کے پاس رہوں، مگر میں اپنے وطن واپس آگیا۔

بنی مروان کے دور میں پھر میں حج کے لیے چلا اور اپنے اہلِ وطن کے ساتھ واپس ہوا۔ اور جب بھی میں کسی سفر پر نکلتا ہوں اور بلادِ مغرب کے سلاطین کو میری طولانی عمر کے بارے میں خبر ہوتی ہے تو وہ مجھے اپنے دربار میں دیکھنے کے لیے بلاتے ہیں اور مجھ سے

طولِ عمر کا سبب دریافت کرتے ہیں۔ میرے مشاہدات اور تجربات کے متعلق سوال کرتے ہیں میرے دل میں تمنا اور خواہش ہوئی کہ آخری حج اور کرلوں، تو یہ میرے پوتے اور نواسے جنھیں تم لوگ میرے گرد دیکھ رہے ہو مجھے یہاں لائے ہیں۔

اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ زندگی میں میرے دانت کئی بار ٹوٹ کر پھر نکل آئے ہیں۔

ہم لوگوں نے اُن سے کہا: اچھا، آپ نے جو حدیثیں امیر المومنینؑ حضرت علی ابن ابیطالبؑ علیہ السلام سے سُنی ہیں وہ ہم سے بھی بیان کیجیے۔

اُنھوں نے کہا: مجھے امیر المومنینؑ کی صحبت میں رہتے ہوئے حصولِ علم کا کچھ زیادہ شوق نہ تھا، اور صحابہ کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ چونکہ مجھے امیر المومنینؑ سے بیحد محبت تھی اس لیے میں صرف اُن کی خدمت میں لگا رہتا تھا، پھر بھی جو کچھ آنجنابؑ سے سُنا ہے اور یاد رہ گیا ہے، وہ میں نے بلادِ مغرب و مصر اور حجاز کے بہت سے عالموں کو کہہ سُنایا ہے اور اب وہ سب مر چکے ہیں، مگر میرے ان پوتوں اور نواسوں نے وہ سب کچھ لکھ لیا ہے۔

پھر اُن لوگوں نے اپنی تحریر کردہ احادیث وغیرہ کی وہ کتاب نکالی اور ہمیں پڑھ کر سُنانے لگے: جو مندرجہ ذیل ہیں:

حدیث ۱:

بیان کیا ہم لوگوں سے ابوالحسن علی بن عثمان بن خطاب بن مرہ بن مؤید ہمدانی، المعروف بہ ابوالدنیا معمرؓ مغربی نے کہ: "مجھ سے بیان کیا حضرت امیرالمومنین علی بن ابیطالبؑ علیہ السلام نے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"

(الحدیث) "مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ الْيَمَنِ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَ اَهْلَ الْيَمَنِ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ"

(جس نے اہلِ یمن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے اہلِ یمن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔)

حدیث ۲:

اور بیان کیا ہم سے ابوالدنیا معمرؓ نے کہ بیان کیا مجھ سے حضرت علی بن ابیطالبؑ علیہ السلام نے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(الحدیث) "مَنْ اَعَانَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ"

(جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس نامۂ اعمال میں دس

نیکیاں تحریر فرماتا ہے اور دس گناہ اُس کے محو فرماتا ہے اور اُس کے لیے دس درجات بلند فرماتا ہے۔)

ثُمَّ قَالَ: "مَنْ سَعٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ لِلّٰہِ فِیْہَا رِضًی وَلَہٗ فِیْہَا صَلَاحٌ فَکَاَنَّمَا خَدَمَ اللّٰہَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَلَمْ یَقَعْ فِیْ مَعْصِیَتِہٖ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔"

آنحضرتؐ نے پھر فرمایا: (جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت برآری میں اللہ کے لیے کوشش کرتا ہو تو ایسا ہے گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کی ایک ہزار سال تک خدمت کی اور اُس کی (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی اور معصیت میں چشم زدن بھی نہیں رہا۔)

حدیث ۳:

بیان کیا ہم سے ابوالدنیا معمّر مغربی نے کہ میں نے حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ

"اصاب النبیؐ جوع شدید وھو فی منزل فاطمۃ قال علیؑ فقال لی النبیؐ: یا علیؑ ھات المائدۃ فقدّمت المائدۃ فاذا علیھا خبز ولحم مشویٌّ"

(ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدید بھوک نے ستایا تو آپؐ اُس وقت حضرت فاطمہؑ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اے علیؑ! دسترخوان لاؤ، میں دسترخوان لایا تو اس میں سے کچھ روٹی اور بھنا ہوا گوشت نکلا۔)

حدیث ۴:

بیان کیا ہم سے ابوالدنیا معمّر مغربی نے کہ میں نے حضرت علی بن ابیطالبؑ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جُرِحْتُ فِیْ وَقْعَۃِ خَیْبَرَ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ جِرَاحَۃً فَجِئْتُ اِلَی النَّبِیِّؐ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِیْ بَکٰی وَاَخَذَ مِنْ دُمُوْعِ عَیْنَیْہِ فَجَعَلَہَا عَلَی الْجِرَاحَاتِ فَاسْتَرَحْتُ مِنْ سَاعَتِیْ۔"

(جنگِ خیبر میں میرے جسم پر پچیس ۲۵ زخم آئے، جب میں اِس حال میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ مجھے اس حالت میں دیکھ کر گریہ فرمانے لگے اور آپؐ نے اپنی چشمہائے مبارک سے نکلے ہوئے آنسوؤں کو میرے زخموں پر لگایا، تو وہ زخم فوراً ہی مندمل ہو کر اچھے ہو گئے۔)

حدیث ۵:

بیان کیا ہم سے ابوالدنیا معمّر مغربی نے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مَنْ قَرَاَ قُلْ ھُوَاَحَد مَرَّۃً فَکَاَنَّمَا قَرَاَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَھَا مَرَّتَیْنِ فَکَاَنَّمَا قَرَاَ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَکَاَنَّمَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ کُلَّہٗ"

(جس شخص نے سورۃ الاخلاص (قل ھو اللہ احد) کی تلاوت ایک بار کی، اُس نے گویا ایک تہائی قرآن کی تلاوت کرلی، جس نے اِس سورے کی تلاوت دو مرتبہ کی، اُس نے گویا دو ثلث (دو تہائی) قرآن پڑھا، اور جس نے اِس سورے کی تین مرتبہ تلاوت کرلی، اُس نے گویا پورا قرآن پڑھ لیا۔)

(۲) ابوالدنیا معمّر بروایت دیگر

ابومحمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبداللہ بن حسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالبؑ کا بیان ہے کہ میں نے ۳۱۳ ہجری میں حج کیا اور اسی سال مقتدر باللہ کا صاحب نصر قشوری بھی حج کے لیے آیا، اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عمران جس کی کنیت ابوالہیجاء تھی، بھی تھا۔ ہم لوگ ماہِ ذیقعدہ میں مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں ہمیں مصریوں کا ایک قافلہ ملا۔ جس میں ابوبکر محمد بن علی مادرائی بھی تھا جس کے ساتھ اہلِ مغرب کا ایک شخص تھا جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اُس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ اُس کے دیکھنے اور ملاقات کرنے کے لیے لوگوں کا ایک جمِ غفیر تھا۔ لوگ جاتے اور اس کو چھوتے۔ چنانچہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس بھیڑ بھاڑ سے گھبرا کر کہیں اس کی روح نہ پرواز کر جائے، تو میرے چچا ابوالقاسم طاہر بن یحییٰ نے اپنے جوانوں اور خادموں کو حکم دیا کہ اس مجمع کو برطرف کرو۔ ان جوانوں نے ایسا ہی کیا، اور اس معمّر مغربی مرد کو ابوسہل طفی کے گھر میں ٹھہرایا اور لوگوں کو ایک ایک کر کے اُس سے ملاقات کی اجازت دی۔

اُس معمّر مغربی مرد کے ساتھ پانچ آدمی اور تھے جن کے متعلق بتایا گیا کہ یہ سب اس کے فرزندوں کے فرزند ہیں۔ اُن میں سے ایک بوڑھا شخص بھی تھا جس کی عمر اسّی سال سے کچھ زائد تھی، ہم نے اُس معمّر مغربی مرد سے دریافت کیا کہ یہ بوڑھا شخص کون ہے۔ تو اُس نے بتایا کہ یہ میرا

پوتا ہے۔

دوسرا اسّی سال کا تھا۔ اس کے متعلق بتایا کہ "یہ بھی میرا پوتا ہے۔" ان کے علاوہ دو[۲] پچاس[۵۰] ساٹھ[۶۰] سال کے تھے اور پانچواں سترہ سال کا تھا۔ اِس کے متعلق بتایا کہ یہ میرا پڑپوتا ہے۔ اُس کے ساتھ اُس سے کم عمر اور کوئی نہ تھا۔ اور اس معمّر مردِ مغربی کو دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ تیس، چالیس سال سے زیادہ کا نہ ہوگا۔ اُس کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سیاہ تھے۔ جسامت میں پتلا دُبلا، پستہ قد اور پچکے ہوئے گال تھے۔

ابو محمّد کا بیان ہے کہ اس معمّر مردِ مغربی نے جس کا نام علی بن عثمان بن خطّاب بن مرّہ بن مؤیّد تھا، مجھ سے چند حدیثیں بیان کیں، جن کو میں نے اس کی ہی زبان سے سنکر اسی کی زبان والفاظ میں لکھ لیا۔ ایک بات اور بھی میں نے دیکھی کہ اُس کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بال سفید تھے لیکن وہ کھانا کھالینے کے بعد جب شکم سیر ہوجاتا تو وہ سیاہ ہوجاتے۔

ابو محمّد علوی کہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ کے اشراف کی ایک جماعت اور اہلِ مدینہ کے حجّاج اور دوسرے شہروں کے حجّاج نے اگر اُس سے حدیثیں نہ لی ہوتیں تو میں نے بھی جو کچھ اس سے سُنا تھا، بیان نہ کرتا۔ میں نے اُس سے کچھ حدیثیں تو مدینہ و مکّہ میں سہمیتین کے مشہور و معروف مکان میں جو علی بن عیسٰی جرّاح کا ہے سُنیں۔ نیز قشوری کے خیمے میں، مادرائی کے خیمے میں، الوالہیجاء کے خیمے میں، مقامِ منیٰ میں اور حج سے فارغ ہوکر مکّہ میں بابِ صفا کے قریب، مادرائی کے گھر میں بھی حدیثیں سُنیں۔

نصر قشوری کا ارادہ ہوا کہ اُس معمّر مردِ مغربی اور اُس کی اولاد کو اپنے ساتھ بغداد مقتدر باللہ کے پاس لیجائے، مگر فقہائے اہلِ مکّہ نے آکر انھیں مشورہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، سَلَف سے جو روایات ہم لوگوں کے پاس ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر معمّر مغربی دارالحکومت میں داخل ہوگیا تو وہ دارالحکومت تباہ اور بادشاہت پر زوال آجائے گا۔ اِس لیے وہ اس کو ساتھ نہیں لے گیا۔ بلکہ ملکِ مغرب کی طرف واپس کردیا گیا۔

نیز ہم نے اہلِ مغرب اور مصر کے مشائخ سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے آباء اور مشائخ سے اس شخص کا نام اور اس کے وطن طنجہ کا نام سُنتے آرہے ہیں اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے بھی اس سے بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔

ابو محمّد علوی کا بیان ہے کہ اُس شیخ یعنی علی بن عثمان معمّر مغربی نے اپنے وطن حضرموت سے نکلنے اور اپنے سب سے پہلے سفر کا حال اسطرح بیان کیا کہ:

(ابو الدنیا) معمّر مغربی کے پہلے سفر کے احوالِ واقعی (بزبانِ خود)

میرے والد اور چچا مجھے اپنے ساتھ لیکر حج اور زیارتِ قبرِ نبیؐ کے ارادے سے حضرموت سے نکلے اور مسلسل چند دن چلتے رہے۔ دورانِ سفر راستہ بھول کر شارع سے ہٹ گئے اور تین رات اور تین دن تک سرگرداں وہیں پڑے رہے مگر صحیح راستے کا پتہ نہ چلا۔ گھومتے پھرتے ریت کے ٹیلوں میں جسے رمل عالج کہتے ہیں جو اہلِ ارم ذات العماد سے متصل ہے پھنس گئے۔ ابھی ہم لوگ اسی علاقے میں چکر کھا رہے تھے کہ ہمیں کسی شخص کے بڑے بڑے نقشِ قدم نظر آئے۔ تو ہم ان کو دیکھتے ہوئے چلتے رہے یہانتک کہ ایک وادی میں جا پہنچے، وہاں دیکھا کہ دو آدمی کنویں یا چشمے پر بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ہی اُنھوں نے ہمیں دیکھا تو اُن میں سے ایک اُٹھا اور اپنا ڈولچہ پانی سے بھر کر ہماری طرف آیا اور میرے والد کو وہ ڈولچہ دینے لگا۔ والد نے کہا کہ ہم لوگ آج شام کو اسی کنویں پر قیام کریں گے اور اسی سے افطار کریں گے، انشاء اللہ۔

یہ سنکر وہ میرے چچا کے پاس آیا اور بولا: لو یہ پانی پی لو۔

اُنھوں نے بھی وہی جواب دیا جو میرے والد نے دیا تھا۔ پھر اُس نے وہ ڈولچہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: لو اس میں سے پانی پی لو۔

میں نے اس میں سے پانی پیا، تو وہ شخص کہنے لگا: لو مبارک ہو، تم علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے ملاقات کروگے اور جب تم اُن سے ملو تو یہ واقعہ بیان کرنا اور کہنا کہ خضرؑ و الیاسؑ نے آپؑ کو سلام کہا ہے۔ اور اے لڑکے! تم اتنے عرصے تک زندہ رہوگے کہ حضرت امام مہدیؑ اور حضرت عیسٰی بن مریمؑ سے ملاقات کروگے۔ جب تم اُن دونوں سے ملو تو اُنھیں بھی سلام کہنا۔

اِس کے بعد اُن دونوں (بزرگوں) نے مجھ سے دریافت کیا: یہ دونوں تمھارے کون ہیں۔؟

میں نے کہا: میرے والد اور چچا ہیں۔

اُنھوں نے کہا: تمھارے چچا تو مکّہ نہ پہنچ سکیں گے، البتہ تم اور تمھارے والد مکّہ پہنچ جاؤ گے مگر تمھارے والد مرجائیں گے، اور تیری عمر طویل ہوگی۔ اور تم حضرت نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نہ مل سکوگے۔ کیونکہ اُن کا انتقال ہونے ہی والا ہے واللہ! یہ کہکر وہ دونوں نہ معلوم کہاں چلے گئے، آسمان کیطرف پرواز کرگئے یا زمین میں سماگئے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ نہ وہاں کوئی نشانِ (قدم) تھا نہ کوئی چشمہ اور وہ پانی۔

ہمیں اس واقعے سے بڑی حیرت ہوئی۔ پھر وہاں سے ہم لوگ نجران کیطرف واپس ہوئے

وہاں میرے چچا بیمار ہوئے اور مر گئے۔ میں نے اور میرے والد نے حج کی سعادت حاصل کی، پھر مدینہ
گئے وہاں پہنچ کر میرے والد بیمار ہوگئے اور انھوں حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو میرے بارے میں
وصیت کی اور اُن کا بھی انتقال ہوگیا۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے میری پرورش فرمائی اور میں عہدِ ابوبکر، عہدِ عمر اور
عہدِ عثمان اور پھر حضرت علی ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی خلافتِ ظاہری میں اُن کے ساتھ رہا، تا اینکہ
ابنِ ملجم ملعون نے آپؑ کو قتل کر دیا۔

اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ، جب حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ ہوا تو اُنھوں نے مجھے
بُلایا، اور ایک خط اور ایک رہوار دیکر مجھ سے کہا کہ "یہ خط حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام
کے پاس پہنچادو۔" حضرت علی علیہ السلام اُس وقت مدینہ میں نہیں تھے، اپنے چشمے اور اپنی
زراعت وغیرہ پر تھے۔

بہرحال میں نے وہ خط حضرت عثمان سے لیا اور فوراً روانہ ہوگیا۔ ابھی میں ابی عبایہ
کی جدار تک ہی پہنچا تھا کہ تلاوتِ قرآن کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ دیکھا کہ حضرت علی ابنِ ابیطالبؑ
علیہ السلام مقامِ ینبوع سے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں:

"اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ"

(کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار و عبث پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم کو۔ (سورۂ المومنون آیۃ ۱۱۵)
۔ ہماری بارگاہ میں واپس نہیں آنا ہے ؟)

جب آپؑ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے ابوالدنیا! کیا بات ہے، کیسے اِدھر آئے ہو؟
میں نے عرض کیا: ایک خط ہے جو امیرالمومنین نے دیا ہے۔
آپؑ نے وہ خط مجھ سے لیکر کھولا اور پڑھا تو اس میں یہ شعر لکھا ہوا تھا:

فَاِنۡ كُنۡتُ مَاكُولاً فَكُنۡ اَنۡتَ اٰكِلِيۡ — وَاِلَّا فَاَدۡرِكۡنِيۡ وَلَمَّا اُمَزَّقِ

(اگر میں واقعاً ایسا ہوں کہ کھالیا جاؤں تو پھر تم ہی مجھے کھالو، ورنہ میری مدد کو پہنچو، لیکن
ایسا نہ ہو کہ مجھے (تمہارے آنے سے قبل ہی) چیر پھاڑ دیا جائے)

خط پڑھ کر آپؑ نے فرمایا: اچھا چلو۔

مگر آپؑ مدینہ میں اُس وقت پہنچے جب عثمان بن عفان قتل ہو چکے تھے۔ لہٰذا
آپؑ حدیقۂ بنی نجار کی طرف مڑ گئے۔ اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ آپؑ کہاں ہیں، فوراً دوڑتے
ہوئے آپؑ کے پاس آئے، حالانکہ اُن لوگوں کا ارادہ تھا کہ عثمان کے بعد طلحہ بن عبیداللہ کی
بیعت کریں گے، مگر جب آپؑ کو دیکھا تو اسطرح بھاگتے ہوئے آئے جیسے بکریوں کے گلّے پر کوئی بھیڑیا

حملہ آور ہوا اور وہ بھاگیں۔ چنانچہ (اِس دوڑ میں پہلی پوزیشن طلحہ کی دوسری زبیر کی رہی کیونکہ) سب سے
پہلے طلحہ نے آپؑ کی بیعت کی، پھر زبیر نے اور ان کے بعد مہاجرین والانصار نے۔

بہرحال میں مسلسل آپؑ کی خدمت میں رہا۔ جمل و صفین کی جنگوں میں بھی موجود تھا
چنانچہ ایک مرتبہ صفین میں جب آپؑ کے ہاتھ سے تازیانہ چھوٹ کر نیچے گر گیا تو میں آپؑ کی داہنی جانب
کھڑا ہوا تھا، میں نے جھک کر چاہا کہ تازیانہ اُٹھا کر آپؑ کو دے دوں، اتفاقاً گھوڑے کی لجام جو
لوہے کی تھی، گھوڑے کے سر اٹھانے کیوجہ سے میرے اِس مقام (یعنی بھووں) پر آلگی جس سے یہ
زخم ہوگیا۔ امیرالمومنینؑ نے مجھے فوراً بلایا اور اپنا لعابِ دہن زخم پر لگایا اور ایک چٹکی خاک اس پر
ڈالدی، خدا کی قسم فوراً ہی وہ درد و تکلیف رفع ہوگئی۔ اس کے بعد بھی میں آپؑ کی خدمت میں رہا
یہاں تک کہ آپؑ کو قتل کر دیا گیا۔ پھر میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہا، جب کہ
ساباطِ مدائن میں آپؑ کو زخمی کر دیا گیا، پھر آپؑ کے ہمراہ مدینہ میں آگیا اور اُن کی اور امام حسین علیہ السلام
کی خدمت کرتا رہا۔ پھر جعدہ بنتِ اشعث (لعنہا اللہ) نے معاویہ سے ملکر سازش کی اور امام
حسن علیہ السلام کو زہر دیکر قتل کر دیا۔ اس جانکاہ واقعے کے بعد میں امام حسین علیہ السلام کے
ہمراہ مدینہ سے نکل کر کربلا پہنچا۔ وہ بھی کربلا میں قتل کر دیے گئے تو میں نے بنی اُمیہ کے خوف سے
بھاگ کر ایک مغربی ملک میں پناہ لی، اور اب ظہورِ امام مہدی اور نزولِ حضرت عیسیٰ بن مریم کا
انتظار کر رہا ہوں۔

ابو محمد علوی کا بیان ہے کہ ایک عجیب بات جو میں نے اُس بزرگ مرد میں دیکھی، وہ یہ
کہ جب وہ میرے چچا طاہر بن یحییٰ کے گھر میں تھا اور اپنے سفر کے عجیب و غریب واقعات بیان
کر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ اُس کے نیچے کے ہونٹ اور ٹھڈی کے درمیانی بال سُرخ ہوگئے، پھر سفید
ہوگئے، میں بغور اُس کو دیکھتا رہا، اُس کے سر اور داڑھی میں کہیں بھی سفیدی نہ تھی۔

جب اُس بزرگ شخص نے دیکھا کہ میں اُس کی داڑھی اور لبوں کو بغور دیکھ رہا ہوں
تو اُس نے کہا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو ایسا ہوتا ہے ورنہ جب میرا پیٹ
بھر جاتا ہے تو یہ بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔

یہ سنکر میرے چچا نے کھانا منگوایا تو تین طبق کھانے سے بھرے ہوئے آئے۔
ایک طبق اُس شیخ مرد کے سامنے رکھدیا گیا اور اس طبق میں اُس بزرگ مرد کے ساتھ کچھ حاضرین
کے ساتھ میں بھی شامل ہوگیا، باقی دو طبق گھر کے درمیان رکھدیے گئے اور میرے چچا نے باقی
سب لوگوں کو مدعو کیا کہ آپ لوگ ان دونوں طبقوں میں کھانا کھائیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے کھانا
کھایا اور کچھ نے نہیں کھایا۔ اور میرے چچا اُس بزرگ مرد کے داہنی جانب بیٹھ گئے، خود بھی کھاتے

اور اُس کی طرف بڑھاتے جاتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اُس نے اتنا کھانا کھایا جتنا ایک جوان شخص کھاتا ہے، اور میرے چچا برابر اُس کی طرف کھانا بڑھاتے جاتے تھے۔ اور میں اُس کے ہونٹ اور ٹھوڑی کو دیکھ رہا تھا کہ وہاں کے بال سیاہ ہوتے جارہے ہیں، یہانتک کہ جب وہ پوری طرح شکم سیر ہوکر فارغ ہوا تو سب بال سیاہ ہوچکے تھے۔

- ابو محمّد علوی کا بیان ہے کہ مجھ سے علی بن عثمان بن خطّاب (معمّر مغربی) نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے:

"مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ الْيَمَنِ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ"

(جس نے اہلِ یمن سے محبّت رکھی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے اہلِ یمن سے بُغض رکھا، اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔)

(۳) عبید بن شریہ جرہمی جس نے تین سو پچاس سال کی عمر پائی

ابو سعید عبد اللہ بن محمّد بن عبد الوہّاب شجری کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی ابوالحسن کے مکتوبات میں ایک تحریر دیکھی جو خود اُن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اُنھوں نے اُس میں لکھا کہ میں نے ایک ایسے صاحبِ علم کو بیان کرتے ہوئے سُنا جس کا مطالعہ بہت وسیع تھا کہ

"عبید بن شریہ جرہمی ایک مشہور و معروف شخص ہے جو تین سو پچاس سال تک زندہ رہا اُس نے حضرت نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا زمانہ دیکھا اور مشرّف بہ اسلام ہوا پھر آنحضرت کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا، اور معاویہ کے دورِ اقتدار میں اُس سے ملا۔

بر وقتِ ملاقات معاویہ نے کہا: اے عبید! بتاؤ تم نے زمانے کو کیسا پایا، کیا کیا دیکھا اور کیا کیا سُنا؟

عبید نے جواب دیا: زمانے میں تو میں نے کبھی کوئی فرق نہیں پایا، جیسی رات پہلے ہوا کرتی تھی اب بھی ویسی ہی ہوتی ہے، اور جیسا دن پہلے ہوا کرتا تھا، اب بھی ویسا ہی ہوتا ہے، جیسے لوگ پہلے پیدا ہوتے تھے اب بھی ویسے ہی پیدا ہوتے ہیں، جیسے لوگ پہلے مرتے تھے، اب بھی ویسے ہی مرتے ہیں، البتہ یہ ضرور دیکھا کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کو بُرا کہتے رہے ہیں۔

اور میں ایک ایسے شخص سے بھی ملا ہوں جو ایک ہزار سال زندہ رہا، اور اُس نے بیان کیا کہ وہ ایک ایسے شخص سے ملا تھا جو دو ہزار سال سے زندہ تھا، اور شاہانِ حمیر میں سے ایک بادشاہ تھا جس کا نام ذوسرح تھا اور بھرپور جوان تھا۔ کردار اور سیرت کا بہت اچھا تھا، اپنی رعایا پر بہت سخاوت کرتا، لوگ اس کی پوری طرح اطاعت کرتے تھے۔ اُس نے اپنے ملک پر سات سو سال تک حکومت کی اکثر اپنے مصاحبین کے ساتھ سیر و شکار کے لیے نکلا کرتا تھا۔

ایک دن وہ سیر کی غرض سے نکلا تو راستے میں دو سانپ دیکھے۔ ایک چاندی کی طرح بالکل سفید اور دوسرا کوئلے کی طرح سیاہ۔ وہ دونوں آپس میں لڑ رہے تھے۔ کالا سانپ اپنے جارحانہ حملوں سے سفید پر غالب آرہا تھا۔ قریب تھا کہ اسکی جان چلی جائے۔ بادشاہ کے حکم پر کالے سانپ کو مار ڈالا گیا۔ اور سفید سانپ کو اُٹھا کر لیچلے اور پانی کے ایک چشمے کے پاس جا پہنچے بادشاہ کے حکم پر اُسے نہلایا گیا اور اُسے پانی پلایا گیا تو اس کی جان میں جان آئی؛ پھر اُسے چھوڑ دیا گیا، اور وہ وہاں سے رینگتا ہوا چلا گیا۔

بادشاہ نے اُس دن اپنی شکارگاہ میں ہی قیام کیا، جب شام ہوئی تو اپنے محل میں واپس آگیا اور ایک ایسی جگہ تخت پر بیٹھا جہاں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہ تھی۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ اُس نے دیکھا کہ ایک نوجوان دروازے کے دونوں چوکھٹوں کو تھامے ہوئے کھڑا ہے اور بہت عمدہ لباسِ فاخرہ میں ملبوس ہے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ ذوسرح خوفزدہ ہوکر بولا: تم کون ہو، تم کو یہاں آنے کی کس نے اجازت دی ہے؟ جبکہ یہاں نہ کسی دربان کو اجازت ہے اور کسی دوسرے شخص کو؟

اس نے جواب دیا: اے بادشاہ! خوفزدہ نہ ہوں، میں انسان نہیں بلکہ ایک جن ہوں اور اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے حسنِ سلوک کا کچھ نعم البدل ادا کروں۔

بادشاہ نے کہا: میں نے تمھارے ساتھ کیا حسنِ سلوک کیا ہے؟

اُس نے کہا: میں وہی سانپ ہوں جسکی آپ نے آج جان بچائی ہے اور جس سانپ کو آپ نے قتل کیا، اور اُس سے مجھے چھڑایا تھا وہ میرا ہی غلام تھا جو نافرمان اور باغی ہوگیا تھا اور میرے خاندان کے متعدّد افراد کو قتل کرچکا تھا۔ یہ جب بھی کسی کو تنہا پاتا تھا قتل کردیتا تھا۔ مگر آج آپ نے میرے دشمن کو قتل کرکے میری جان بچالی۔ لہٰذا میں آپ کے اِس حسنِ سلوک کا کچھ بدلہ اور تشکّر ادا کرسکوں۔ اے بادشاہ

ہم جنّ ہیں، الجنّ نہیں ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا: جِنّ اور الجِنّ میں کیا فرق ہے۔؟

اور یہیں میرے بھائی نے تحریر ختم کردی، آگے کچھ نہیں لکھا۔

(۴) ربیع بن ضبع فزاری مُعَمَّر

احمد بن یحییٰ نے کہا ہم سے بیان کیا ابو طیّب احمد بن محمّد ورّاق نے، اور اُن سے محمد بن حسن بن درید ازدی عمانی نے، اُن کا بیان ہے کہ لوگوں کا جو وفد عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تھا، اُس میں ربیع بن ضبع فزاری بھی تھا جو دنیا کے عمر رسیدہ (معمّرین) میں سے شمار کیا جاتا تھا اور اس کے ساتھ اُس کے بیٹے کا فرزند (پوتا) وہب بن عبداللہ بن ربیع بھی تھا جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا، اس کی حالت یہ تھی کہ اس کی بھویں لٹک کر آنکھوں پر آگئی تھیں جن کو وہ پیشانی پر پٹی سے باندھ لیا کرتا تھا۔ جب اذنِ باریابی دینے والے نے اُسے دیکھا تو چونکہ وہ لوگوں کے سِن وسال کو دیکھ کر اذن دیتا تھا اس لیے اُس نے وہب سے کہا کہ بڑے میاں پہلے آپ اندر جائیں۔ وہ اپنا عصا ٹیکتا ہوا اندر چلا گیا اور عصا کو کمر سے لگا کر کھڑا ہو گیا، اُس کی داڑھی اس کے گھٹنوں تک پہنچ گئی تھی۔

جب عبدالملک نے اس کو دیکھا تو اُسے ترس آیا اور کہا: بڑے میاں بیٹھ جاؤ۔

اُس نے کہا: میں بوڑھا کیسے بیٹھ جاؤں، جبکہ میرے دادا دروازے پر کھڑے ہیں؟

عبدالملک نے کہا: اچھا، تو تم ربیع بن ضبع کی اولاد میں سے ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں، میں وہب بن عبداللہ بن ربیع ہوں۔

عبدالملک نے اِذن دینے والے کو بلایا اور کہا، واپس جاؤ اور ربیع کو اندر بھیج دو اِذن دینے والا واپس آیا اور ربیع کو آواز دی کہ ربیع کون ہے؟

ربیع نے آگے بڑھ کر کہا: میں ربیع ہوں۔ یہ کہکر وہ جست لگاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور عبدالملک کے پاس جا پہنچا اور سلام کیا۔

عبدالملک نے کہا: اے ربیع! بتاؤ تمھاری عمر کیا ہوگی اور اس عرصے میں تم نے کیا کیا حادثات دیکھے؟

ربیع نے کہا: میں نے حضرت عیسٰی اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان جو زمانۂ فترت (زمانہ خالی از انبیاء) تھا اس میں ۱۲۰ سال، پھر دورِ جاہلیت میں ۱۲۰ سال

پھر اسلام میں ساٹھ سال گذارے۔

عبدالملک نے کہا: اچھا بتاؤ قریش کے لوگوں میں سے تم کس کس کے حال سے واقف ہو

- ربیع نے کہا: آپ جس کا حال بھی پوچھیے بتاؤں گا۔
- عبدالملک نے کہا: اچھا بتاؤ عبداللہ ابنِ عبّاس کیسے آدمی تھے؟
- ربیع نے کہا: وہ ایک صاحبِ علم وفہم، صاحبِ جود وبخشش، حلیم وبُردبار شخص تھے
- عبدالملک نے کہا: اور عبداللہ بن عمر؟
- ربیع نے کہا: وہ بھی بُردبار، صاحبِ علم وجود وکظیمِ غیظ اور ظلم وجور سے دور رہتے تھے
- عبدالملک نے پوچھا: اور عبداللہ بن جعفر؟
- ربیع نے کہا: وہ ایک خوشبودار پھول تھے جس کی خوشبو ہلکی اور بھینی بھینی تھی مسلمانوں کے لیے غیر مضرّت رساں تھے۔
- عبدالملک نے پوچھا: اور عبداللہ ابنِ زبیر؟
- ربیع نے جواب دیا: وہ ایک پہاڑ تھے جس سے چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر گرتی تھیں
- عبدالملک نے کہا: خدا تمھارا بھلا کرے تمھیں تو ان لوگوں کے متعلق بہت اچھی معلومات ہیں۔

(۵) حدیثِ شقّ الکاہن

ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ مکتّب نے، ابو طیّب احمد بن محمد ورّاق نے ان سے بیان کیا محمد بن حسن بن درید ازدی عمانی نے، ان سے بیان کیا احمد بن عیسیٰ ابو البشیر عقیلی نے، انھوں نے روایت بیان کی ابو حاتم سے، انھوں نے ابو قبیصہ سے، انھوں نے ابنِ کلبی سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے کہا کہ میں نے بجیلہ کے بزرگوں سے سُنا کہ:

"شقّ کاہن تین سو سال زندہ رہا، جب اُس کی وفات کا وقت آیا تو اُس کی قوم کے افراد اُس کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں کچھ نصیحتیں کر دیں کیونکہ اب وہ وقت قریب ہے کہ زمانہ آپ سے خالی ہو جائے گا۔

"اُس نے کہا: سنو! تم لوگ آپس میں میل ملاپ رکھنا، ایکدوسرے سے قطعِ تعلق نہ کرنا اعزاء کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنا، اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کرنا، صاحبِ حکمت کو اپنا سردار بنانا، بوڑھے بزرگوں کی عزّت کرنا، سنجیدگی کے موقع پر بُردبار رہنا، اپنی

بخششوں کو احسان جتا کر بدمزہ اور بے سود مت کر دینا، جب دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے تو اُسے معاف کر دینا، اپنے بزرگوں کی بات سُننا، کسی کے نسب پر طعنہ زنی نہ کرنا، کسی کی عیب جوئی نہ کرنا (کسی کے عیوب کی تلاش میں نہ لگے رہنا) اپنی لڑکیوں کو غیر کفو میں نہ بیاہنا، کیونکہ اس میں بڑا عیب اور بعید رُسوائی ہے، نرمی سے کام لیا کرو کیونکہ سختی کا انجام ندامت ہے، صبر کر لینا (کسی پر) عتاب کرنے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے، قناعت بہترین دولت ہے، لوگ حرص و طمع کے غلام ہیں جبتک تمھارے پاس مال و دولت کی اُنھیں کچھ اُمید رہتی ہے تو وہ خوابیدہ آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔

الغرض اسیطرح کی بہت سی نصیحتیں کر کے وہ دُنیا سے رخصت ہو گیا۔

(۶) شدّاد بن عاد نے نوسو سال کی عمر پائی

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مخالفین اسی طرح کی بہت سی احادیث بیان کرتے ہیں اوران کو صحیح سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ شدّاد بن عاد بن ارم ذات العماد کے متعلق بھی روایت بیان کرتے ہیں کہ اُس نے نوسو سال کی عمر پائی، نیز اُس کی جنّت کے اوصاف کی بھی روایت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اسی زمین پر ہے مگر کسی کو نظر نہیں آتی، نگاہِ خلق سے اوجھل ہے، اگر حق اور اہلِ حق سے دشمنی و عناد کی بنا پر وہ قائم آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہ وعلیہم کے متعلق جتنی روایات ہیں ان کی تکذیب کرتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے شداد بن عاد کا پورا حال تحریر فرمایا ہے جس کو میں نے "کتاب النبوّة" میں نقل کیا ہے۔

(۷) اوس بن ربیعہ بن کعب بن اُمیّہ دوسو چودہ سال زندہ رہا

(۸) ابو زبید منذر بن حرملہ طائی جو ایک نصرانی تھا ایک سو پچاس سال زندہ رہا۔

(۹) نصر بن دہمان بن سلیمان بن اشجع بن زید بن عطفان ایکسو نوے سال زندہ رہا یہانتک کہ اس کے سارے دانت جھڑ گئے تھے اور فاتر العقل ہو گیا تھا اور سر کے سارے بال سفید ہو گئے تھے۔ جب اسکی قوم کو ایک معرکہ درپیش آیا تو اُس سے مشورے کی ضرورت کیوجہ سے اللہ ج سے دعا کی اللہ ج نے اُسکی عقل اسے واپس کر کے جوانی عطا کی، اور تمام بال اسکے سیاہ ہو گئے۔

ثوب بن صداق عبدی دوسو سال زندہ رہا۔

(۱۰) خثعم بن عوف بن جذیمہ طویل مدّت تک زندہ رہا۔

(۱۱) ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن اشوس دوسو سال زندہ رہا۔

(۱۲) رداءہ بن کعب بن ذہل بن قیس نخعی ایکسو تیس سال زندہ رہا۔

(۱۳) عدی بن حاتم طائی ایکسو بیس سال زندہ رہا۔

(۱۴) اماباث بن قیس بن حرملہ بن سنان کندی ایکسو ساٹھ سال زندہ رہا۔

(۱۵) عمیر بن ہاجر بن عمیر بن عبدالعزّیٰ بن قیس خزاعی ایکسو ستر سال زندہ رہا۔

(۱۶) عوام بن منذر بن زید بن قیس بن حارثہ بن لام دورِ جاہلیت میں ایک
(۱۷) طویل عرصے تک زندہ رہا اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانے کو دیکھا اور اُن سے ملاقات بھی کی۔

(۱۸) سیف بن وہب بن جذیمہ طائی دوسو سال زندہ رہا۔

(۱۹) ارطاہ بن دشبہہ مزنی ایکسو بیس سال زندہ رہا۔

(۲۰) عبید بن ابرص تین سو سال زندہ رہا۔

(۲۱) شریح بن ہانی ایکسو بیس سال زندہ رہا۔

(۲۲) بنی ضبّہ کا ایک شخص جس کا نام مسجاح بن سباع تھا طویل زمانے تک زندہ رہا۔

(۲۳) لقمان عادی کبیر پانچسو ساٹھ سال زندہ رہا۔

(۲۴) عمر سبعہ النسر آٹھ سو سال زندہ رہا اور عادِ اولیٰ تک باقی رہا۔

(۲۵) زہیر بن عباب بن ہبل بن عبداللہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید بن عبداللہ بن ودہ بن ثور بن کلیب کلبی تین سو سال زندہ رہا۔

(۲۶) مزیقیا اس کا نام عمرو بن عامر ایکسو آٹھ سال زندہ رہا۔

(۲۷) ابن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ ایکسو ساٹھ سال زندہ رہا۔

(۲۸) مستوعر بن ربیعہ بن کعب بن زید مناۃ بن تمیم تین سو تیس سال زندہ رہا۔

(۲۹) ابو الطمحان قینی ایکسو پچاس سال زندہ رہا۔

(۳۰) درید بن زید بن نہد چارسو پچاس سال زندہ رہا۔

(۳۱) تیم اللہ بن ثعلبہ بن عکابہ دوسو سال زندہ رہا۔

(۳۲) ربیع بن ضبع بن وہب فزاری دوسو چالیس سال زندہ رہا، اس نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام قبول نہیں کیا۔

(۳۳) معدی کرب حمیری جو آلِ ذی رعین دو سو پچاس سال زندہ رہا۔

(۳۴) شریہ بن عبداللہ جعفی تین سو سال زندہ رہا۔ اس نے عمر بن خطاب کے دربار میں بھی حاضری دی تھی۔

(۳۵) عوف بن کنانہ کلبی تین سو سال زندہ رہا۔ جب اس کا وقت وفات قریب آیا تو اُس نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور کہا: اے میرے فرزندو! میری وصیت کو یاد رکھنا، اگر تم نے یاد رکھا اور اس پر عمل کرتے رہے تو میرے بعد تم لوگ قوم کی سرداری کروگے۔

بغور سنو!

عوف بن کنانہ نے اپنی اولاد کو تین سو سال کی عمر میں وصیتیں کیں

(۱) اللہ جل جلالہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ (۲) کبھی خیانت نہ کرنا۔ کسی چیز کے جاتے رہنے پر حزن وملال نہ کرنا۔ (۳) درندوں کو نہ چھیڑنا کیونکہ پھر وہ اپنی اپنی کمینگاہوں سے نکل پڑیں گے۔ (۴) پڑوسی کو تمھاری وجہ سے تکلیف نہ پہنچے، صلح وسلامتی کے ساتھ وقت گذارنا۔ (۵) لوگوں کے سامنے دستِ سوال بڑھانے سے گریز کرنا تاکہ وہ تمھیں بار نہ سمجھیں۔ (۶) حق کے سوا اپنی زبان بند رکھوگے تو لوگ تمھاری تعریف کریں گے۔ (۷) لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا تاکہ اُن کے دل تمھاری طرف مائل رہیں۔ (۸) لوگوں کے ساتھ زیادہ نشست و برخواست نہ رکھنا، ورنہ اُن کی نظروں میں ہلکے و سُبک ہوجاؤ گے (بے قدر ہوجاؤگے)

(۹) اگر کوئی مشکل امر درپیش ہو تو صبر سے کام لینا (کیونکہ صبر بہترین حل اور عمدہ ہتھیار ہے) (۱۰) جو تم سے جُھک کر ملے تم بھی اُس سے خندہ پیشانی سے ملو۔

(۱۱) محبت سے لوگ قریب تر ہوجاتے ہیں اور بُغض وعداوت سے قریبی رشتے بھی بعید ہوجاتے ہیں۔ (۱۲) وفاداری کو تم اپنے اوپر فرض سمجھو۔ اور غداری سے بچتے ہی رہو۔ (۱۳) جھوٹ سے گریز کرکے اپنے حسب وشرف میں جان ڈالو

(۱۴) کذب اور خلافِ وعدہ مروّت کی موت ہے۔ (جھوٹ بولنے اور وعدہ خلافی کرنے سے مروّت ورعایت ختم ہوجاتی ہے) (۱۵) لوگوں سے اپنی تنگدستی کا اظہار نہ کرو، ورنہ تمھاری توہین ہوگی۔ (۱۶) اپنی بیٹیوں کو کسی غیر کفو کو نہ دو

(یعنی اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے ہی خاندان میں کرو) (۱۷) اپنی قوم کے لوگوں سے جُھک کر ملو اُن سے بغاوت نہ کرو۔ اور جو اُنھوں نے اجتماعی فیصلہ کیا ہو اُسکی مخالفت نہ کرو۔ (۱۸) پہلے اپنی قوم کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو پھر غیروں کے ساتھ۔

(۱۹) پڑوسی کی عزّت کرو۔ (۲۰) مہمان کو اپنے نفس پر ترجیح دو۔ (۲۱) بیوقوفوں کے ساتھ برداشت سے کام لوگے تو غم واندوہ کم ہوجائے گا۔

(۲۲) فرقہ بندی اور گروہ بندی سے پرہیز کرو۔ اِس میں ذلّت ہے (۲۳) اپنے نفس کو اپنی طاقت و وسعت سے زیادہ تکلیف نہ دو، سوائے حالاتِ اضطرار ومجبوری کے

(۲۴) تم سب کا کلمہ ایک ہونا چاہیے، ایک نعرہ ہونا چاہیے اسی میں عزّت ہے۔

(۲۵) آپس میں ایکدوسرے سے حسد نہ کرو۔ (۲۶) بخل سے پرہیز کرو کیونکہ یہ ایک مرض ہے۔ (۲۷) جود وبخشش، ادب اور تہذیب سے اپنے درجات بلند کرو

(۲۸) خرچ کرو اور محبّتیں خرید لو۔ (۲۹) صاحبانِ فضل کے وقار کا خیال رکھو۔

(۳۰) جو کچھ سیکھنا ہو تجربے کار سے سیکھو۔ (۳۱) کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑو اس لیے کہ اس میں ثواب ہے۔ (۳۲) بادشاہوں سے دوستی بڑھاؤ اس لیے کہ یہ جسے گرانا چاہتے ہیں وہ ذلیل ہوجاتا ہے اور جسے اُٹھانا چاہیں گے وہ بلند مرتبہ ہوجاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

(۳۶) عزیزِ مصر کی عمر ۷۰۰ سال، ریان کی عمر ۱۷۰۰ سال اور دومغ کی عمر ۳۰۰۰ سال کی تھی

عبداللہ بن یزید شعرانی جو حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اُن کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوالقاسم محمد بن قاسم بصری نے یہ حکایت بیان کی کہ:

"ابوالحسن حمارویہ بن احمد بن طولون پر مصر کے خزانوں کے منہ اتنے کھلے جتنے کسی پر نہ کُھلے تھے، پھر اُس نے اہرامِ مصر کے انہدام کا ارادہ کیا تو اُس کے مصاحبین اور مؤثق مشیروں نے مشورہ دیا کہ ایسا نہ کیجیے، مگر وہ نہ مانا۔ اور ایکہزار مزدور انہدام پر لگادیے کہ اس کے اندر جانے کا راستہ کھود کر معلوم کریں۔ وہ مزدور اس کے گرد ایک سال تک کھدائی کا کام کرتے رہے مگر راستہ نظر نہ آیا، تو مایوس ہوکر واپس ہونے کا ارادہ کرنے لگے کہ اتنے میں ایک سوراخ نظر آیا۔ اُس سے اندازہ ہوا کہ یہی وہ دروازہ ہے

جس کی تلاش تھی۔ اُس کو کھودنا شروع کیا تو سنگِ مرمر کا ایک فرش نظر آیا، اُس فرش کو کھود کر باہر نکالا تو اُس پر یونانی زبان میں ایک تحریر کندہ تھی۔ اس تحریر کو پڑھنے کے لیے مصر کے تمام علماء اور حکماء کو بُلایا گیا لیکن وہ تحریر کسی سے نہ پڑھی جا سکی۔ اُن علماء وغیرہ میں ایک شخص ابوعبداللہ مدنی تھا جو دنیا کے بڑے حفاظ اور علماء میں شمار ہوتا تھا اُس نے ابوالحسن حمارویہ سے کہا کہ میں شہر حبشہ کے ایک شخص اسقف کو جانتا ہوں جس کی عمر اِس وقت تین سو ساٹھ سال کی ہے وہ اس رسم الخط کو جانتا ہے، اُس نے یہ زبان مجھے سکھانی چاہی لیکن چونکہ مجھے عربی زبان سے لگاؤ تھا اس لیے میں نے اس کے پاس قیام نہ کیا، اور اب تک زندہ ہے۔

ابوالحسن حمارویہ نے شاہِ حبشہ کو خط لکھا کہ وہ اسقف کو یہاں بھیج دے۔

" شاہِ حبشہ نے جواب دیا کہ اسقف بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور یہاں کی آب و ہوا میں اس کی صحت محفوظ ہے خطرہ ہے کہ اگر وہ یہاں کی آب و ہوا سے نکل کر کسی بھی دوسرے ملک کی آب و ہوا میں داخل ہوگا تو وہ اُسے راس نہ آئے گی۔ نیز اتنے طویل سفر کی مشقت بھی برداشت نہ کر سکے گا، ڈر ہے کہ کہیں مر نہ جائے اُس کا وجود ہمارے ملک کے لیے باعثِ شرف ہے۔ لہٰذا اگر آپ کے پاس پڑھنے کے لیے کوئی ہے یا اُس سے کوئی سوال کرنا مقصود ہے تو لکھ بھیجو اور وہ تحریر یہاں بھیج دیجیے۔"

لہٰذا مجبوراً سنگِ مرمر کی چٹان ایک کشتی میں بار کر کے شہرِ اسوان بھیج دی گئی اور اسوان سے شہرِ حبشہ روانہ کی گئی جو شہرِ اسوان سے قریب ہی ہے۔ جب وہ سنگِ مرمر کی چٹان حبشہ پہنچی تو اسقف نے اُسے پڑھا۔ اور زبانِ حبشہ میں اُس کا ترجمہ کیا، پھر زبانِ حبشہ سے عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اُس میں یہ لکھا ہوا تھا:

" میرا نام ریّان بن دومغ ہے"

ابوعبداللہ نے اسقف سے ریّان کے متعلق جب پوچھا کہ یہ کون تھا؟

اسقف نے جواب دیا: یہ حضرت یوسُف علیہ السّلام کے زمانے کا بادشاہ عزیزِ مصر کا باپ تھا جس کا نام ریّان بن دومغ تھا۔ عزیزِ مصر کی عمر سات سو سال کی تھی اور اُس کے باپ ریّان کی عمر ایک ہزار سات سو سال اور دومغ کی عمر تین ہزار سال کی تھی۔

" الغرض اس میں تحریر تھا کہ میں ریّان بن دومغ ہوں۔ میں یہ معلوم کرنے کے لیے نکلا تھا کہ دریائے نیل کہاں سے نکلا ہے، اس کا منبع کہاں ہے اِس لیے کہ مجھے اس کے منبع کا پتہ نہ تھا۔ میرے ساتھ چار لاکھ آدمی چلے اور میں ۸۰ اَسّی مہینے تک چلتا رہا، تا اینکہ ظلمات اور بحرِ محیط تک پہنچا، دیکھا کہ دریائے نیل اس بحرِ محیط

کو کاٹ کر اسے عبور کر رہا ہے۔ میرے لیے عبور کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، میرے ساتھی سب ختم ہو چکے ہیں صرف چار ہزار باقی رہ گئے ہیں مجھے اپنے ملک کے ختم ہونے کا خطرہ لاحق ہوا اِس لیے مصر واپس آیا اور بہت سے اہرام بنوائے، دو ایسے بھی اہرام بنوائے جن میں اپنا سارا خزانہ محفوظ کر دیا اور اس کے متعلق میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

وادرك علمى بعض ما هو كائن ... ولا علم لى بالغيب والله اعلم
واتقنت ما حاولت ايقان صنعة ... واحكمته والله اقوى واحكم
وحاولت علم النيل من بدء فيضه ... فاعجزنى والمرء بالعجز ملجم
ثمانين شاهوراً قطعت مسايحًا ... وحولى بنو حجر وجيش عرمرم
الى ان قطعت الجنّ والانس كلهم ... وعارضنى لجّ من البحر مظلم
فاتقنت ان لا متفذاً بعد منزلى ... لذى همّة بعدى ولا متقدّم
فابت الى ملكى وارسيت ناديا ... بمصر وللايّام بؤس وانعم
انا صاحب الاهرام فى مصر كلها ... وبانى برانيها بها والمقدّم
تركت بها آثار كفّى وحكمتى ... على الدهر لاتبلى ولا تتهدّم
وفيها كنوز جمّة وعجائب ... وللدّهر امر مرّة وتهجّم
سيفتح اَقفالى ويبدى عجائبى ... ولىٌّ لربّى آخر الدهر ينجم
باكناف بيت الله تبدو اُموره ... ولابُدّ ان يعلو ويسمو به السم
ثمان وتسع واثنتان واربع ... وتسعون اُخرى من قتيل وملجم
ومن بعد هٰذا كرٌّ تسعون تسعة ... وتلك البرانى تستخر وتهدّم
وتبدى كنوزى كلّها غير انّنى ... ارى كلّ هٰذا ان يفرّقها الدم
رمزت مقالى فى صخور قطعتها ... ستبقى واَفنى بعدها ثمّ اُعدم

(اشعار کا خلاصہ)

مجھے علمِ غیب نہیں، غیب کا جاننے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر آئندہ جو واقعات رونما ہونے والے ہیں ان میں سے کچھ کا علم مجھے بھی ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ دریائے نیل کا ابتدائی سِرا اور اس کا منبع معلوم کروں، مگر اس سے عاجز رہا۔ حالانکہ میں نے اس کے لیے اَسّی ۸۰ مہینوں کی مسافت طے کی۔ میرے ساتھ ایک لشکرِ جرّار بھی تھا۔ میں نے سارے جنّ و انس کی آبادیاں طے کریں، لیکن درمیانِ راہ بحرِ ظلمات حائل ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ اب اس سے آگے میں نہ جا سکوں گا، تو اپنے وطن ملکِ مصر واپس آیا۔ پھر میں نے مصر میں یہ سارے اہرام برانی بنوائے

اورمیں نے ان میں ایسی حکمت اور صنّاعی رکھی ہے کہ زمانہ انھیں نہ کہنہ کرسکے گا اور نہ منہدم کرسکتا ہے۔ اوران کے اندر میں نے اپنے سارے عجائبات اور خزانے محفوظ کردیے ہیں۔ اب اِن کے قفل وہی کھولے گا اوران عجائبات کو وہی استعمال کرے گا جو آخری زمانے میں ولیٔ ربّ العالمین ہوگا جس کی حکومت کی ابتدا خانۂ کعبہ (بیت اللہ) سے ہوگی۔ اس کے بعد ساری دنیا پر چھا جائے گی آٹھ، نو، دو، چار، نوّے اور اس کے بعد ننانوے اور وہ اِن براق کو مسخر کرے گا اور منہدم کرے گا اور میرے سارے خزانے اُس کے تصرّف میں آئیں گے۔ میں نے یہ سب کچھ اِس پتھر کے اوپر کندہ کرادیا ہے تاکہ یہ تحریر باقی رہے۔"

"فحینئذٍ قال ابوالحسن حماروية بن احمد: هٰذا شئٌ ليس لأحدٍ فيها حيلة الّا للقائم من آلِ محمّدٍ صلّى الله عليه وآله وسلّم" وردّت البلاطة كما كانت مكانها"۔

(پس اس تحریر کو دیکھ کر ابوالحسن حمارویہ بن احمد نے کہا: پھر یہ تو ایسی چیز ہے کہ جس پر کسی کا بھی بس نہ چلے گا سوائے قائم آلِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے۔ پھر وہ سنگِ مرمر کی چٹان اپنی جگہ پر رکھدی گئی۔)

اس کے بعد ابوالحسن حمارویہ کو ایک سال کے بعد اس کے خادم طاہر نے اُس کے بستر پر ذبح کردیا جبکہ وہ نشہ کے عالم میں پڑا ہوا تھا اور اس وقت معلوم ہوا کہ اہرام کی تعبیر کب وجود میں آئی اور اسے کس نے بنوایا اور یہ صحیح ترین روایت ہے جو نیل اور اہرام مصر کے متعلق ہے۔

(۳۷) صبیرہ بن سعد بن سہم قریشی ایک سو اسّی [۱۸۰] سال زندہ رہا اور اس نے اسلام کا زمانہ دیکھا، مگر اچانک مرگیا۔

(۳۸) لبید بن ربیعہ جعفری ایک سو چالیس سال زندہ رہا، اس نے اسلام کا دور بھی دیکھا اور اسلام قبول کیا۔ جب ایک سو چالیس سال کا ہوگیا تو اُس نے یہ شعر کہا:

"ولقد سئمت من الحياة وطولها ؛ وسؤال هذا النّاس كيف لبيد"

(میں اس طولِ حیات اور ان لوگوں کے اس سوال سے تنگ آچکا ہوں کہ لبید کا کیا حال ہے)

○ لبید بن ربیعہ جعفری کی نذر اور وصیت :

العرض جب اُس کا وقتِ وفات قریب آیا تو اُس نے اپنے فرزند سے کہا: اے فرزند! تمھارا باپ ابھی مرا نہیں ہے مگر سمجھ لو کہ فنا ہوچکا ہے

اب یہ ہے کہ جب میری روح قبض ہوجائے تو میری آنکھیں بند کرکے مجھے قبلہ رو کردینا اور میرے ہی کپڑوں کا مجھے کفن دینا، اور سب سے کہدینا کہ خبردار! کوئی عورت نہ چیخے اور روئے، پھر میری دیگ جس میں مہمانوں کے لیے میں کھانا پکواتا تھا، کو تیار کرنا اور اپنی مسجد میں پہنچانا۔ اور جب امام جماعت کہے "سلام علیکم" تو اس دیگ کو تم مجمع کے سامنے رکھدینا تاکہ لوگ کھائیں جب کھانے سے فارغ ہوجائیں تو کہنا کہ لبید بن ربیعہ کا انتقال ہوگیا ہے آپ لوگ اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوں۔

• لبید بن ربیعہ کے بارے میں دیگ کی ایک اور روایت بھی ہے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ لبید نے نذر مان لی تھی کہ جب بھی کبھی بادِ شمالی چلے گی میں چند اونٹ نحر کرکے اس دیگ کو بھردوں گا، اور سب کو کھلاؤں گا۔

جب ولید بن عقبہ بن ابی معیط کوفہ کا والی ہوا تو اُس نے ایک خطبہ دیا، اور حمد وصلوات کے بعد کہا: لوگو! تم لبید بن ربیعہ جعفری کو اور اس کے فضل وشرف اور مروّت کو جانتے ہو کہ اس نے کیا نذر مانی ہے۔" یعنی "جب کبھی بھی بادِ شمالی چلے گی تو وہ چند اونٹ نحر کرے گا"۔ لہٰذا تم لوگوں کا فرض ہے کہ اس کی مروّت کو دیکھتے ہوئے اس غریب کی مدد کرو۔

اِس کے بعد اُس نے لبید کے پاس پانچ اونٹ بھیجدیے اوراس کے ساتھ ہی یہ اشعار لکھ بھیجے:

أرى الجزّار يشحذ شفرتيه ؛ اذا هبّت رياح ابي عقيل
طويل الباع ابلج جعفري ؛ كريم الجدّ كالسيف الصقيل
وفى ابن الجعفريّ بما لديه ؛ على العلّات والمال القليل

ترجمہ: میرا خیال ہے کہ جب ابوعقیل (لبید) کی بادِ شمالی چلے گی تو قصّاب اپنی چھریاں تیز کرے گا۔ واقعًا لبید بڑا سخی، فیّاض اور جعفری ہے۔ مگر وہ کثیرالعیال اور مفلس ہے۔)

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے پانچ نہیں بلکہ بیس اونٹ بھیجے تھے۔ جب یہ اونٹ اور مذکورہ اشعار لبید کے پاس آئے تو اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کو اِس کی جزائے خیر دے۔ اسکو معلوم ہے کہ اب میں شعر نہیں کہتا۔

• اِس کے بعد لبید نے اپنی پانچ سالہ بیٹی کو آواز دے کر بلایا۔ جب وہ بچّی نکل کر آئی تو اُس سے لبید نے کہا کہ بیٹی! تو امیر کے اشعار کا جواب دے۔

وہ بچّی چند قدم اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی پھر اُس نے اپنے باپ سے کہا: اچھا تو ذرا سُن لیجیے:

إذا هبّت رياح ابی عقيل — دعونا عند هبّتها الوليدا
طويل الباع ابلج عبشميًّا — اعان على مروءته لبيدا
بامثال الهضاب كان ركبًا — عليها من بنی حام قعودا
ابا وهب جزاك الله خيراً — نحرناها و اطعمنا الثريدا
فعد انّ الكريم له معاد — وعهدی یا بن اروی اَن یعودا

(ترجمۂ اشعار)

(اب جب کبھی ابوعقیل (لبید) کی بادِ شمالی چلے گی تو ہم لوگ ولید کو پکاریں گے (کیونکہ) وہ بڑا سخی اور فیاض انسان ہے۔ اس نے لبید کی اعانت کی ہے۔ اے ابووھب (ولید)! آپ کو اللہ جزائے خیر دے ہم نے آپ کے (بخشے ہوئے) اونٹ نحر کردیے اور اُن کے گوشت کا ثرید (شوربے والا سالن) بنا کر سب کو کھلا دیا۔ آپ پھر سخاوت کریں کیونکہ سخی اور کریم کہتے ہی اس کو ہیں جو ایک بار نہیں بلکہ بار بار سخاوت کرے اور ہم لوگوں کی یہ نذر بار بار انجام پائے۔)

لبید نے اپنی بیٹی کے یہ اشعار سنکر کہا: بیٹی! تو نے بہت اچھے اشعار کہے ہیں کاش ان میں تو نے اُس سے کچھ طلب نہ کیا ہوتا۔

اُسکی بیٹی نے کہا: بابا! بادشاہ سوال کیے جانے سے کبھی خاطر برداشتہ نہیں ہوا کرتے، بلکہ خوش ہوتے ہیں۔

لبید نے کہا: بیٹی! پھر تو تُو نے تمام شاعروں پر سبقت حاصل کرلی۔

"

(۳۹) ذوالاصبع عدوانی: اس کا نام حرثان بن حارث بن محرّث بن ربیعہ بن زہیرہ بن ثعلبہ بن ظرب بن عثمان بن عباد ہے۔ یہ تین سو سال زندہ رہا۔

(۴۰) جعفر بن قبط تین سو سال زندہ رہا اور اُس نے اسلام قبول کیا۔

(۴۱) عامر بن ظرب عدوانی، یہ بھی تین سو سال زندہ رہا۔

(۴۲) محص بن غسان بن ظالم بن عمرو بن قطیعہ بن حارث بن سلمہ بن مازن زبیدی۔ دوسو پچاس سال زندہ رہا۔

(۴۳) صیفی بن رباح ابواکثم جو اسد بن عمر بن تمیم کی اولاد میں سے تھا یہ دوسو ستّر سال زندہ رہا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ تمھیں اپنے بھائی (مجھ پر) سوائے جنگ کی حالت کے

ہر حال میں قابو حاصل ہے۔ کیونکہ جب یہ اسلحہ اُٹھا لیتا ہے تو پھر کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ تلوار سب سے بڑی ناصح ہے، باغی و سرکش کو سزا دینا سب سے بہتر حزم و احتیاط ہے۔

(۴۴) عاد بن شدّاد یربوعی۔ دوسو پچاس سال زندہ رہا۔

(۴۵) اکثم بن صیفی جو بنی اسد بن عمرو بن تمیم میں سے تھا جو تین سو سال زندہ رہا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک سو نوے سال زندہ رہا۔ اُس نے اسلام کا زمانہ پایا، مگر اس کے اسلام قبول کرنے میں اختلاف ہے۔ مگر اس کے بیٹے کے متعلق اکثر کا خیال ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے

محمّد بن سلمہ کا بیان ہے کہ اکثم جب اسلام قبول کرنے چلا تو اس کے بیٹے نے اسے پیاسا مار ڈالا۔

اور میں نے سنا ہے کہ اسی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی:

" وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

(سورۃ النساء آیت ۱۰۰)

ترجمہ۔ (اور جو اپنے گھر سے نکلے ہجرت کرتا ہوا اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف پھر اس کو موت آجائے تو اس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمّے ہے)

اہلِ عرب میں اس سے بڑھ کر صاحبِ حکمت کوئی بھی نہ تھا جب اس کو حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بعثت کی خبر ملی تو اس نے آنحضرتؐ کی خدمت میں اپنے فرزند حُبیش کو روانہ کیا اور کہا: اے فرزند! میں تمھیں چند نصیحتیں کرتا ہوں۔ تم یہاں سے اپنی روانگی اور پھر واپسی تک ان پر عمل کرنا:

" اس سفر میں جس قبیلے سے تمہارا گذر ہو اس میں سب سے زیادہ معزز شخص کے پاس قیام کرنا

• اس قوم کے شریف لوگوں سے اپنا رابطہ رکھنا۔
• ذلیلوں سے پرہیز کرنا۔ اس لیے کہ وہ واقعی ذلیل ہوں گے ورنہ وہ اپنی قوم میں عزّت کی نظر سے دیکھے جاتے اور ذلیل نہ کہلائے جاتے۔
• اور جب تم اُن (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی خدمت میں پہنچو تو اوّل تو میں خود ہی آنحضرتؐ اور اُن کے نسب سے واقف ہوں، وہ قریش کے سب سے زیادہ معزز گھرانے کی ایک فرد ہیں۔ اور ان کے لیے دو باتیں ہیں۔ یا تو انھیں بادشاہ بننے کی تمنا ہے

اور وہ ملک حاصل کرنے نکلے ہیں، تو اس صورت میں بھی تم اُن کے وقار کو پیشِ نظر رکھنا اُن کے سامنے کھڑے رہنا، جبتک وہ بیٹھنے کا حکم نہ دیں، مت بیٹھنا۔ اس طرح تم کو اُن سے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

- اور اگر وہ واقعی نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ بے ادبی پسند نہ کرے گا۔

اگر ایسا ہے تو تم ان کے تمام امور کو درست، قول کا سچّا اور ان میں تواضع وانکساری پاؤ گے وہ اپنے رب کے اطاعت گذار ہوں گے۔ تم اُن سے جُھک کر ملنا۔ اور میرے حکم کے بغیر کوئی اقدام نہ کرنا، جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو یاد رکھو، اسی پر عمل کرنا۔

پھر اس نے اپنے بیٹے کی معرفت ایک خط لکھ بھیجا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

"اے اللہ! میں تیرے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یہ خط ہے ایک بندے کا دوسرے بندے کی طرف۔!

امّا بعد! آپ کی پیغمبری کی مجھے اطّلاع ملی ہے مگر معلوم نہیں کہ حقیقت میں کیا ہے۔ اگر آپؐ نے کچھ دیکھا ہے تو مجھ کو بھی دکھائیں، اگر آپؐ کو علم ملا ہے تو اس علم میں مجھے بھی شریک کریں۔" وَالسَّلام

حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کے خط کا یہ جواب تحریر فرمایا:

"یہ خط ہے محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے اکثم بن صیفی کے نام:

میں خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں خود بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہوں اور لوگوں کو بھی یہ کہنے کا حکم دوں۔ ساری مخلوق اللہؔ کی پیدا کی ہوئی ہے اور سارا حکم اللہؔ کا ہے۔ اُسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی سب کو موت دیتا ہے، وہی ان سب کا حشر ونشر کرے گا، اسی کیطرف سب کی بازگشت ہوگی۔ میں تم لوگوں کو انبیاءؑ و مرسلین کے آداب کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں اور اس عظیم خبر کے متعلق تم لوگوں سے یقیناً پوچھا جائیگا اور وہ عظیم خبر تم لوگوں کو چند دنوں کے بعد ہی معلوم ہو جائے گی۔"

جب حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ خط اکثم بن صیفی کو ملا تو اُس نے اپنے فرزند سے دریافت کیا کہ اے فرزند! تم نے انھیں کیسا پایا؟

اُس کے فرزند نے عرض کیا: بابا جان! میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اچھّی باتوں کا حکم دیتے ہیں، بُری باتوں سے روکتے ہیں۔

یہ سنکر اکثم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تمام بنی تمیم کو جمع کرو لیکن اس اجتماع میں کسی

بیوقوف کو نہ بلانا، کیونکہ ہر انسان کی اپنی ایک رائے ہوتی ہے اور بیوقوف خواہ کتنا ہی قوی الجثہ ہو اُس کی رائے کمزور ہی ہوتی ہے۔ جس میں عقل کچھ نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

چنانچے جب بنی تمیم جمع ہوگئے تو اکثم بن صیفی نے اس طرح خطاب کیا۔

"اے بنی تمیم! اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اگر میں کوئی اچھی بات کہوں تو اُسے تسلیم کر لینا، ورنہ مجھے حق بات سے آگاہ کرنا، تاکہ میں بھی اس پر قائم ہو جاؤں۔

بہت غور سے سنو! میرا بیٹا اُس شخص (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے سے ملاقات کرکے آیا ہے اس نے دیکھا کہ "وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں، اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، بُت پرستی اور آتش پرستی سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

ان سے قبل بھی بہت سے رسول آتے رہے ہیں ان کے پاس کتاب تھی اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُن سے قبل جتنے بھی رسول آئے اُنھوں نے بھی اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا۔ لہٰذا تم لوگوں پر سب سے زیادہ حق ہے کہ تم محمدؐ کی اُن کے کام میں مدد کرو کیونکہ جس امر کی طرف وہ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس کا فائدہ تم کو ہوگا اور اگر وہ باطل ہے تو تم پر زیادہ حق ہے کہ ان کی پردہ پوشی کرو اور ان سے کوئی تعرّض نہ کرو۔

علاوہ ازیں اسقفِ نجران نے بھی ان کے اوصاف بیان کیے تھے، اس سے قبل سفیان بن مجاشع بھی ان کا ذکر کر چکا ہے اور اسی بناء پر اس نے اپنے فرزند کا نام محمدؐ رکھا تھا۔ تم میں سے جو لوگ صاحبِ رائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جس کی طرف یہ دعوت دے رہے ہیں وہ بہت اچھی بات ہے۔

لہٰذا ان کو تسلیم کرنے میں تم لوگ ہی پہل کرو ایسا نہ ہو کہ بالآخر تمھیں تسلیم کرنا پڑے۔ اگر آج تم نے ان کی پیروی کر لی تو اوّلیّت کا شرف تمھیں ملے گا اور عرب کے نمایاں لوگوں میں شمار کیے جاؤ گے۔ دیکھو انھیں بخوشی تسلیم کر لو ورنہ مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا۔ میری نظر میں یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ یہ کسی بلندی اور پستی کو نہ چھوڑیں گے ہر جگہ پہنچیں گے۔

ایک بات اور سمجھنے کی ہے کہ جس کی طرف یہ دعوت دیتے ہیں بالفرض وہ کوئی دین نہیں ہے تو نہ سہی اچھے اور کریمانہ اخلاق تو ہیں۔ لہٰذا میری بات مان لو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر متّحد ہو جاؤ۔ میں وہ چیز چاہتا ہوں جو تم سے کوئی

تا ابد نہ چھین سکے۔ (خدا کے فضل سے) عرب میں تمھاری تعداد سب سے زیادہ ہے، تمھاری آبادی سب سے وسیع ہے، میری رائے میں اگر کوئی ذلیل بھی اُنکی پیروی کریگا تو عزّت دار بن جائے گا اور اگر کوئی عزّت والا اس کو ترک کر دے گا تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔ تم لوگ تو عزّت دار ہو اس لیے تمھاری عزّت میں چار چاند لگ جائیں گے اور تم سربلند ہو جاؤ گے۔ پھر یہ کہ (عرب میں) تمھارا مثل و نظیر کوئی نہ ہوگا۔

سنو! اگلے والے پچھلے والوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑتے، سبقت کرنیوالا اوّل ہی رہتا ہے اور اس کی پیروی کرنے والا دوم شمار ہوتا ہے۔

مالک بن نویرہ نے کہا: یہ تمھارا شیخ اب سٹھیا گیا ہے۔

اکثم نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ میری بات پر خاموش ہو۔ نصیحت کے لیے سب بُری بات یہ ہے کہ اس سے منہ موڑ لیا جائے۔ اور اے مالک (بن نویرہ) افسوس کہ تو ہلاکت کے گڑھے میں پڑ جائے گا۔ جب حق سربلند ہوتا ہے تو وہ اپنے تمام ساتھیوں کو بھی بلندی کی چوٹی پر پہنچا دیتا ہے اور اس کے مقابلے پر جو کھڑا ہوتا ہے تو اس کو پچھاڑ کر پستی میں ڈال دیتا ہے۔ لہٰذا، خبردار! تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا (جو حق کو تسلیم نہیں کر سکتے)

اچھا، جب تم لوگوں نے اپنے معاملے میں مجھے پیش رَو سمجھ لیا ہے تو اب تم میرا اونٹ لے آؤ میں اس پر سوار ہوں گا۔

یہ کہکر اُس نے اپنی سواری کا اونٹ منگایا اور اس پر سوار ہو گیا اور اس کے بیٹے اور اس کے بھائی کی اولاد اس کے پیچھے پیچھے ہو گئے۔

- اور بنی طی نے اکثم کو خط لکھا، وہ لوگ رشتے میں اس کے ماموں ہوتے تھے لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بنی مرّہ نے خط لکھا، وہ لوگ اس کے ماموں ہوتے تھے۔ کہ ہمیں کچھ نصیحتیں کیجیے تاکہ انھیں ہم اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔

لہٰذا اکثم نے یہ نصائح لکھ کر خط بھیجدیا۔

○ بنی مرّہ یا بنی طی کو اکثم بن صیفی کی نصیحتیں

امّا بعد: میں تمھیں نصیحتُ وصیّت کرتا ہوں کہ تم: تم لوگ اللہ جل سے ڈرو اور صلۂ رحم اختیار کرو۔ اس لیے کہ اس کی جڑ مستحکم اور شاخیں پھیلنے والی ہوتی ہیں اور اللہ جل کی نافرمانی سے اور قطع رحمی سے منع کرتا ہوں

اس لیے کہ اس کی جڑیں کمزور اور شاخیں پھیلنے والی نہیں ہوتیں۔ احمق عورتوں سے نکاح نہ کرنا۔ ان سے مباشرت مکروہ ہے اور ان کی اولادیں بے مصرف ہوتی ہیں۔ اونٹوں کی قدر کرنا، یہ عرب کے لیے مضبوط قلعہ ہیں، ان کا دودھ بڑوں کے لیے تحفہ اور بچّوں کے لیے غذا ہے، ان سے اگر چکّی بھی چلواؤ گے تو چلائیں گے۔ جس شخص کو اپنی قدر و منزلت معلوم ہے وہ کبھی برباد نہیں ہوتا۔ افلاس دراصل عقل کا افلاس ہے۔ مردِ صالح کبھی اپنے مال کو برباد نہیں کرتا۔ کبھی کبھی ایک مرد سو مردوں سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایک گروہ میرے نزدیک دو گروہوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے۔ جو زمانے کی شکایت کرتا رہے گا وہ ہمیشہ تکلیف اُٹھائے گا۔ جو اپنی قسمت پر راضی اور شاکر ہوگا اس کی زندگی اچھی بسر ہوگی۔ محبّت کرنے والا محتاج اُس دولت مند سے بہتر ہے جو بغض رکھتا ہو۔ دنیا آنی جانی چیز ہے۔ جو آنے والی ہے وہ تمھاری عدم کوشش اور کمزوری کے باوجود آئے گی، اور جو تم سے جانے والی ہے اس کو تم کسی قوّت سے نہیں روک سکتے۔ حسد ایک ایسا مرض ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔ بیوقوفی کے ساتھ ندامت ہے۔ حلم عقل کی سردار ہے۔ ملاقات سے محبّت بڑھتی ہے۔

○ موت کے وقت اکثم کی وصیّتیں

اکثم بن صیفی (جس کی عمر تین سو سال بیان کی جاتی ہے) نے اپنی موت کے وقت اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور کہا: اے میرے فرزندو! میں طویل عرصے تک زندہ رہا، اب چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے تمھیں کچھ وصیّتیں کرتا جاؤں: سنو! میں تم کو وصیّت کرتا ہوں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے رشتے داروں سے اچھا سلوک اور صلۂ رحم کرنا۔

(۲) نیکی کرتے رہنا کیونکہ اس سے تمھاری تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس کی نہ جڑیں ختم ہوں گی، نہ شاخیں۔

(۳) میں تمھیں اللہ تعالیٰ جل کی نافرمانی اور قطع رحمی سے منع کرتا ہوں۔ قاطعِ رحم کی نہ کوئی جڑ مضبوط و قائم ہوگی اور نہ اس کی شاخیں پھیلیں گی۔

(۴) اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو۔ کیونکہ انسان کا "قاتل" اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔

(۵) قولِ حق میرے لیے کوئی دوست نہیں چھوڑتا۔ (کیونکہ حق بات تلخ ہوتی ہے جس کو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔ اسی بنا پر دوستوں سے جدائی ہو جاتی ہے)

(۶) افسوس ہے اس عالم پر جو کسی جاہل کی پناہ ڈھونڈے۔

(۷) خوشحالی کے دور میں فضول خرچی حماقت ہے۔

(۸) تھوڑا ملنے پر آزردہ نہ ہو، اس سے زیادہ بھی ملے گا۔

(۹) جو سوال تم سے نہ کیا جائے اُس کا جواب نہ دو۔

(۱۰) جو بات ہنسنے کی نہ ہو اُس پر نہ ہنسو۔

(۱۱) اپنے مالی معاملات کو تم خود درست کرو، اِس لیے کہ بغیر تمھارے درست کیے صحیح نہ ہوں گے

(۱۲) کوئی شخص اپنے بھائی کے مال پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی پانی کو مٹھی میں پکڑنے کی کوشش کرے۔

(۱۳) جو شخص دولتمند اور غنی بننا چاہتا ہے اس کو اپنے اہل و عیال پر جود و کرم کرنا چاہیے۔

(۱۴) گھوڑوں کی قدر کرتے رہنا۔

(۱۵) جس کے پاس کوئی تدبیر نہ ہو اس کی تدبیر صبر ہے۔

(۴۶) فروہ بن ثعلبہ بن نفاثہ سلولی ایکسو تیس سال زمانۂ جاہلیت میں زندہ رہا پھر اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام قبول کیا۔

(۴۷) مضاد بن حبابہ بن مرارہ جو قبیلۂ بنی عمرو بن یربوع بن حنظلہ بن زید مناۃ ایکسو چالیس سال زندہ رہا۔

(۴۸) قیس بن ساعدہ چھ سو سال تک زندہ رہا۔

(۴۹) حارث بن کعب مذحجی ایکسو ساٹھ سال زندہ رہا۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا معمّرین کا ذکر ہمارے مخالفین نے بھی محمّد بن سائب کلبی و محمّد اسحاق بن یسار و عوانہ ابنِ حکم و عیسیٰ بن یزید بن رئاب اور ہیثم بن عدی طائی کے حوالے سے روایات بیان کی ہیں۔

اب اس کے بعد یہ بھی سن لیجیے کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ

" کلّما کان فی الامم السابقۃ فیکون فی ھٰذہ الامّۃ "

(جو کچھ سابقہ اُمّتوں میں ہو چکا ہے وہ اِس اُمّت میں بھی بالکل قدم بہ قدم ہوگا۔)

لہٰذا گذشتہ زمانے میں جب اللہ کی حجّتوں کی درازیٔ عمر اور غیبت صحیح اور امرِ مسلّم ہے

تو امام قائم علیہ السّلام کی غیبت اور درازیٔ عمر سے انکار کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اِسکے علاوہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ائمۂ طاہرین علیہم السّلام سے اس کے متعلق احادیث بھی وارد ہوئی ہیں جن کو پورے اسناد کے ساتھ اپنی اِس کتاب (اکمال الدین) میں پیش کر چکا ہوں۔

علی بن احمد دقّاق کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا محمّد بن ابوعبداللہ کوفی نے، اُن سے بیان کیا موسیٰ بن عمران نخعی نے، اُن سے بیان کیا اُن کے چچا حسین بن یزید نوفلی نے، اُن سے بیان کیا غیاث بن ابراہیم نے، اُنھوں نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اور آپؑ نے روایت کی اپنے پدرِ بزرگوار سے، اُنھوں نے روایت کی اپنے آبائے کرام سے کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"کُلُّ مَا کَانَ فِی الْاُمَمِ السَّالِفَۃِ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مِثْلُہٗ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّۃِ بِالْقُذَّۃِ۔"

(جو کچھ گذشتہ اُمّتوں میں ہو چکا ہے، وہی کچھ اِس امت میں بھی قدم بہ قدم اور ہُو بہُو ہوگا۔)

(۵۰) سرباِیک بادشاہِ ہند کی عمر ۹۲۵ سال

علی بن عبداللہ اسواری نے مکّی بن احمد سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے اسحاق بن ابراہیم کو بیان کرتے ہوئے سُنا، اُنھوں نے کہا کہ میں نے ہندوستان کے ایک بادشاہ سرباِیک کو شہر صوح میں دیکھا تو اُس سے دریافت کیا کہ آپ کی عمر کیا ہے؟

اُس نے کہا: نو سو پچیس (۹۲۵) سال۔

اور وہ بادشاہ مسلمان تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُس کے پاس اپنے اصحاب میں سے دس افراد کو بھیجا تھا جنمیں حذیفہ بن یمان و عمرو بن العاص و اُسامہ بن زید و ابوموسیٰ اشعری و صہیب رومی و سفینہ وغیرہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے اُس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگیا، اور نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارسال کردہ خط کو بوسہ دیا۔ میں نے اُس سے دریافت کیا کہ آپ اس ضعف و ناتوانی کے باوجود نماز کیسے پڑھتے ہیں؟

- اُس نے جواب میں یہ آیت پڑھی :

" اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ۔ ۔ ۔ ۔ " (سورۂ آلِ عمران آیت ١٩١)

(وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوکر، بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں کے بَل لیٹے لیٹے ۔ ۔ ۔ ۔)

- پھر میں نے دریافت کیا : آپ کی غذا کیا ہے ۔ ؟
- اُس نے جواب دیا : گوشت کی یخنی (سوپ) اور کرّاث (پیاز اور لہسن کی طرح ایک ترکاری ہے)
- میں نے دریافت کیا : پھر آپ کی اجابت کا کیا حال ہے ؟
- اُس نے جواب دیا : ہفتے میں ایک بار کسی قدر اجابت ہوجاتی ہے ۔
- میں نے دریافت کیا : آپ کے دانتوں کا کیا حال ہے ؟
- اُس نے جواب دیا : بیسویں (٢٠) مرتبہ نکلے ہیں ۔
- میں نے اس کے اصطبل میں ایک جانور دیکھا جو جسامت میں ہاتھی سے بھی بڑا تھا جس کو زندفیل کہا جاتا تھا۔ میں نے دریافت کیا : آپ اس سے کیا کام لیتے ہیں ؟
- اُس نے جواب دیا : اس پر ہمارے خادموں کے کپڑے لاد کر دھوبی کے یہاں جاتے ہیں۔

اس بادشاہ کی مملکت کی حدود چار سال کی مسافت میں پھیلی ہوئی ہیں اُس کا شہر لمبائی چوڑائی میں پچاس فرسخ ہے جس کے ہر دروازے پر ایک لاکھ بیس ہزار فوج رہتی ہے۔ جب کہیں کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو یہ (زندفیل) فوراً وہاں روانہ کی جاتی ہے۔

نیز میں نے اُس کو یہ بھی بیان کرتے ہوئے سنا کہ "میں ایک مرتبہ ملک مغرب میں گیا وہاں عاج پہنچا، اور وہاں قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اُن کے گھروں کی چھتیں بالکل مُسطّح ہیں، اُن کے باورچی خانے آبادی کے باہر ہیں، وہاں جاکر کھانا کھاتے ہیں اور جو باقی بچ جاتا ہے وہیں چھوڑ کر چلے آتے ہیں، اُن کی قبریں اُن کے گھروں میں بنتی ہیں، اُن کے باغات شہر اور آبادی سے دو فرسخ باہر ہیں۔ اُس قوم میں نہ کوئی بوڑھا ہے اور نہ بُڑھیا۔ اُن لوگوں میں کوئی ایسا مرض نہیں دیکھا کہ جس سے وہ مرجائیں ۔ اُن کے بازار بھی ہیں، جب کوئی شخص کچھ خریدنا چاہتا ہے تو وہ بازار جاکر

خود ہی وہ شے ترازو سے تول کر جتنی ضرورت ہو حاصل کرلیتا ہے کیونکہ وہاں دکاندار نہیں ہوتا۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو سب مسجد میں جاکر نماز پڑھتے ہیں۔

اُن میں کوئی جھگڑا فساد یا آپس میں تکرار وغیرہ نہیں ہوتی۔ وہ ذکرِ خدا اور موت کے ذکر کے سوا ہر تذکرے کو بُرا سمجھتے ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے مخالفین کی کتابوں میں سرباییک بادشاہ ہند جیسے لوگوں کے واقعات موجود ہیں تو ان کو لازم ہے کہ وہ حجّتِ خدا امام قائم علیہ السلام کی درازیٔ عمر کو تسلیم کرنے میں کسی حیلے بہانے سے کام نہ لیں۔

" وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ " (الخصال)

(٥١) عبداللہ یمنی معمّر

احمد بن فہد نے بہاء الدین علی بن عبدالحمید سے، اُنھوں نے یحییٰ بن نجل کوفی سے روایت کی ہے کہ میں کوفہ گیا تھا اور یہ ٧٣٢ھ ہجری کی بات ہے کہ مجھ سے صالح بن عبداللہ یمنی نے بیان کیا کہ اُس کے والد یعنی عبداللہ یمنی بہت طویل العمر تھے ۔ اُنھوں نے حضرت سلمانؑ فارسی کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا تھا اور حضرت سلمانؑ فارسی نے اُن سے یہ روایت بیان کی تھی کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ :

" حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَّرَاْسُ الْعِبَادَةِ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ "

(دنیا کی محبّت ہر بُرائی کی جڑ (یا ابتدا) ہے اور ہر عبادت کی جڑ (یا ابتدا یا بنیاد) اللہ سے حُسنِ ظن رکھنا ہے)

(الغوالی اللئالی)

(٥٢) شیخ بابارتن معمّر

مجھ سے بیان کیا مولی العالم الواعظ عبداللہ بن فتح اللہ بن عبدالملک نے اُنھوں نے تاج الدین حسن سرابیشنوی سے اُنھوں نے شیخ جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر سے، اُنھوں نے مولانا شرف الدین اسحاق بن محمود یمانی قاضیٔ قم سے، اُنھوں نے اپنے ماموں مولانا عمادالدین محمّد بن محمّد بن فتحان قمی سے اور اُنھوں نے شیخ صدرالدین ساوی سے اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ شیخ بابارتن کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اُنکی بھوئیں اُنکی آنکھوں پر لٹک کر آپڑی تھیں، اُنھوں نے اپنے ہاتھوں سے بھوؤں کو اوپر اُٹھا کر میری طرف دیکھا

اور کہا: تم میری اِن آنکھوں کو دیکھتے ہو ؟ اِن آنکھوں نے ایک عرصے تک حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں نے آنحضرتؐ کو جنگِ خندق میں دیکھا کہ آپؐ لوگوں کے ساتھ خندق کھودتے اور اپنی پُشتِ مبارک پر مٹی لیجاتے تھے اور میں نے اُس دن آپؐ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ آپؐ یہ دعا فرما رہے تھے کہ:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِیْشَۃً ھَنِیْئَۃً وَ مِیْتَۃً سَوِیَّۃً وَ مَرَدًّا غَیْرَ مُخْزٍ وَّ لَا فَاضِحٍ"

(یا اللہ! میں تجھ سے خوشگوار زندگی اور مناسب موت کا طالب ہوں اور جب میں تیری بارگاہ میں پلٹ کر آؤں تو کوئی شرمندگی اور رسوائی نہ ہو)

(العوالی اللئالی)

۵۳ ایک اور معمّر شخص اور سورہ ہائے قلاقل کی تعلیم

سیّد علی بن عبدالحمید نے اپنی کتاب "الانوار المضیئہ" میں تحریر کیا ہے کہ:

رئیس ابوالحسن کاتب بصری جوادیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ کا بیان ہے کہ ۳۹۲ہجری میں کئی سال سے بصرہ میں بارش نہیں ہوئی تھی کہ اچانک اطرافِ بصرہ میں آسمان نے موتی برسادیے جب اہلِ عرب نے سنا تو مختلف زبانوں کے لوگ دور دراز کے مقامات سے وہاں جا پہنچے اور میں بھی ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تاکہ ان کے حالات معلوم کروں، شاید اس میں کوئی مفید بات مل جائے۔ اِس لیے کہ اکثر ایسے لوگوں سے کوئی نہ کوئی مفید بات حاصل ہو ہی جاتی تھی۔

وہاں پہنچا تو میں نے ایک بلند خیمہ دیکھا تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس خیمے کی طرف گیا، وہاں ایک معمّر شخص بیٹھا ہوا تھا جس کے اطراف کچھ لوگ اُس کے غلاموں اور ساتھیوں میں سے تھے۔ ہم نے اُس معمّر شخص کو سلام کیا۔ اُس نے جوابِ سلام دیا اور اچھے انداز سے ملا۔ ہم میں سے ایک شخص نے اُس سے میرا تعارف کرایا کہ یہ ہمارے میرِ کارواں اور سردار ہیں، ان کا شمار فصحا میں ہوتا ہے، عربی النسل ہیں۔ اور اسی طرح یہ ہماری ساری جماعت ہے۔ ان میں سے ہر ایک فصیح ہے۔ آپ لوگوں کے یہاں آنے کی وجہ سے ہم آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں اور اُمید ہے کہ آپ لوگوں سے کوئی مفید بات ضرور حاصل ہوگی اور چونکہ آپ کبیر السن ہیں اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔

اُس معمّر شخص نے جواب دیا، اے بھتیجو! اللہ تمھیں زندہ و سلامت رکھے، جو چیز تم مجھ سے چاہتے ہو اُس سے میں خالی ہوں، میں دنیا داری میں مصروف رہا، اگر تمھیں کوئی مفید بات درکار ہے تو میرے پدرِ بزرگوار سے ملاقات کرو، اور وہ سامنے جو خیمہ نظر آتا ہے اس میں موجود ہیں

چنانچہ ہم اُس خیمے میں جا پہنچے اور دیکھا کہ ایک بہت ہی ضعیف شخص لیٹا ہوا ہے اُس کے خادم اور امراء اُس کے گرد حلقہ کیے ہوئے ہیں۔ ہم نے اسے دیکھا اور قریب جاکر سلام کیا اور بتایا کہ آپ کے صاحبزادے نے ہمیں آپ سے ملاقات اور معلومات کی غرض سے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ہمیں کوئی مفید بات کی تعلیم دیں۔

اُس بزرگوار نے جواب دیا: اے بھتیجو! اللہ تمھیں زندہ و سلامت رکھے۔ میں بھی اپنے بیٹے کی طرح دنیاوی کاموں میں زیادہ مشغول رہتا تھا، لہٰذا آپ لوگ میرے والدِ بزرگوار سے فلاں خیمے میں ملاقات کریں۔ (یہ کہہ کر اُس نے ایک بلند خیمے کی طرف اشارہ کیا)

یہ سنکر ہم نے آپس میں کہا کہ چلو اُس معمّر شخص کے والد سے ملاقات کریں یہ بھی بڑی چیز ہے اور اگر اُس سے ہمیں کوئی مفید بات معلوم ہوئی یہ مفید در مفید ہوگی۔

یہ کہتے ہوئے ہم لوگ اس خیمے کی طرف گئے۔ وہاں دیکھا کہ غلاموں اور کنیزوں کا ایک کثیر مجمع ہے۔ جب اُن سب نے ہمیں دیکھا تو وہ ہماری طرف تیزی سے بڑھے اور آتے ہی ہمیں سلام کیا اور گرمجوشی سے بولے: اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو زندہ و سلامت رکھے۔ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں۔؟

ہم نے کہا: ہم تمھارے آقا کو سلام کرنا چاہتے ہیں اور توقّع ہے کہ ہمیں اُن سے کوئی اچھی و کارآمد بات مل جائے گی۔

اُنھوں نے کہا: ہمارے آقا سے مل کر آپ لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔

پھر اُن میں سے ایک شخص اندر اذن لینے گیا، اور اذن لیکر واپس آیا اور ہمیں اندر لے گیا ہم نے دیکھا کہ خیمے کے صدر میں ایک تخت بچھا ہے جس کے دونوں جانب دو چھوٹے چھوٹے تکیے رکھے ہوئے ہیں اور سرہانے ایک بڑا تکیہ رکھا ہے جس پر اُس بزرگ کا سر رکھا ہوا ہے اور سر کے تمام بال اُڑ چکے ہیں۔ ہم لوگوں قدرے بلند آواز سے اُسے سلام کیا، اُس نے بہتر طریقے سے جوابِ سلام دیا ہم میں سے ایک شخص نے وہی گفتگو کی جو اُن کے صاحبزادے سے کر چکے تھے اور کہا کہ اُنھوں نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ سے مل کر ہمیں فائدہ ہو۔

یہ سنکر اُنھوں نے آنکھیں کھولیں جو اُن کے سر کی جڑ میں گھُسی ہوئی تھیں اور خادموں سے کہا کہ مجھے اُٹھا کر بٹھا دو۔

اُنھوں نے اطمینان سے بیٹھنے کے بعد کہا: اے بھتیجو! سنو! میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں اُسے یاد رکھنا۔ میرے والد کا کوئی بچّہ زندہ نہ رہتا تھا اسی وجہ سے اُنھیں اولاد کی بڑی تمنّا تھی اور جب میں اُنکے بڑھاپے میں پیدا ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ ابھی میں سات سال کا

ہوا تھا کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ اُن کے بعد میرے چچا نے میری پرورش کی اور اُنھیں بھی میرے والد کی طرح میرے مرجانے کا خوف لاحق ہوا تو وہ مجھے لیکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ میرا بھتیجا ہے اور اس کا باپ مرگیا ہے میں ہی اس کی پرورش کررہا ہوں، مجھے خوف ہے کہ میرے بھائی کے دوسرے بچوں کی طرح کہیں یہ بھی نہ مرجائے اس لیے کوئی تعویذ اس بچے کے لیے عنایت فرمادیں تاکہ اس کی برکت سے یہ زندہ وسلامت رہے۔

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سورہ ہائے قلاقل کو کیوں بھولے ہوئے ہو؟
- میں نے عرض کیا: یا حضرت! سورہ ہائے قلاقل کو میں نہیں جانتا، وہ کیا ہیں؟
- آپؑ نے ارشاد فرمایا: چہار قل یعنی سورۃ الکافرون۔ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس۔
- پھر میں آجتک روزانہ صبح کو ان سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیتا ہوں۔ ان کی برکت سے آجتک نہ مجھے کوئی گزند پہنچا اور نہ میرے مال کو، اور نہ میں کبھی بیمار ہوا نہ فقیر ومحتاج ہوا اور اِس عمر میں پہنچ گیا ہوں جو تمھارے سامنے ہے۔ لہٰذا یہ بات یاد رکھو اور ان چاروں سورتوں کو اپنے لیے تعویذ بناؤ۔
- اِس کے بعد ہم لوگ وہاں سے واپس آگئے۔ (انوار الرضیہ)

(۵۴) ابوعمرو عثمان بن خطّاب بن عبداللہ بن عوام (معمّر)

ابراہیم بن حسن بن جمہور کا بیان ہے کہ ابوبکر مفید جرجرائی نے سنہ ۳۷۶ ہجری میں مجھے بتایا کہ سنہ ۳۱۶ ہجری کے اندر مصر میں جب میں ابوعمرو عثمان بن خطّاب بن عبداللہ بن عوام (معمّر) کے پاس گیا تو وہاں کے لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ مجبوراً انھیں مکان کی بالائی منزل پر قیام کرنا پڑا۔ پھر میں اُن کے ہمراہ مکّہ گیا تو اُنھوں نے مجھے پندرہ حدیثیں لکھوائیں۔ اسی اثنا میں اُنھوں نے بیان کیا کہ: میں حضرت ابوبکر عتیق بن ابی قحافہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوا۔ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کا دورِ خلافت آیا تو میں اپنے والد کو ساتھ لیکر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ملاقات کے ارادے سے نکلا۔ جب کوفہ کے قریب پہنچا تو دورانِ راہ شدّت کی پیاس محسوس ہوئی جس سے ہم لوگ قریب تھا کہ ہلاک ہوجائیں۔ میرے والد بہت بوڑھے تھے۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ یہیں بیٹھ جائیں، میں اِس صحرا میں پانی کی تلاش میں جاتا ہوں ممکن ہے کہیں پانی دستیاب ہوجائے یا

کوئی پانی کی نشاندہی کرنے والا مل جائے یا کسی جگہ بارش کا جمع شدہ پانی مل جائے۔

الغرض میں پانی کی تلاش میں تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک کنواں نظر آیا جب اس کے قریب گیا تو دیکھا کہ پانی سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے لباس اُتار کر پہلے تو غسل کیا، پھر خوب سیر ہوکر پانی پیا، پھر سوچا کہ اب اپنے والد کو لیکر آؤں کیونکہ وہ یہاں سے قریب ہی ہیں۔ لہٰذا واپس آکر والد سے کہا چلیے اللہ تعالیٰ نے مشکل آسان کردی، یہاں سے کچھ ہی دور پانی کا ایک چشمہ ہے۔ وہ اُٹھ کر میرے ہمراہ چل دیے۔ اِدھر اُدھر دیکھا مگر اب کوئی چشمہ یا کنواں، کچھ نہ پایا اور تلاشِ بسیار کے بعد مایوس ہوکر بیٹھ گئے۔ اُس جگہ بیٹھے ہی تھے کہ اُن کا اچانک انتقال ہوگیا۔ میں نے کسی طرح اُن کو وہیں دفن کیا۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ اُس وقت جنگِ صفین کے لیے (پا در رکاب) اپنے گھوڑے پر سوار ہوچکے تھے۔ میں نے بڑھ کر رکاب تھام لی اور اُس کو بوسہ دینے کے لیے جھکا، تو میرے منہ پر یہ چوٹ آگئی۔

(ابوبکر مفید کہتے ہیں کہ میں نے اُس کے چہرے پر زخم کا نشان دیکھا جو بالکل واضح اور صاف نظر آرہا تھا۔)

آپؑ نے میری خیریت دریافت کی، میں نے اپنا اور اپنے والد کا قصّہ اور اُس چشمے کا واقعہ بیان کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ چشمہ ہے کہ جس نے اس کا پانی پی لیا اُس کی عمر طویل ہوگی۔ لے اب تو بھی طویل العمر ہوگیا۔

پھر آپؑ نے میرا نام معمّر (طویل العمر) رکھدیا۔

ابوبکر مفید کا بیان ہے کہ پھر اُس پیر مرد نے مجھ سے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی بہت سی حدیثیں بیان کیں جنھیں میں نے قلمبند کرلیا۔ اُس وقت اُس کے ساتھ اُسکے ہموطن شہر طنجہ کے مشائخ کا ایک گروہ بھی موجود تھا۔

میں نے ان مشائخ سے دریافت کیا تو اُنھوں نے بتایا کہ ہم لوگ بھی ان کے شہر طنجہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی طویل العمری کے بارے میں ہم اور ہمارے آباء واجداد خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کرچکے ہیں۔

الغرض اُس معمّر شخص کا انتقال سنہ ۳۱۷ ہجری میں ہوگیا۔

(مجالس الشیخ)

(۵۵) معمّر مشرقی

کراجکیؒ نے اپنی کتاب "کنزالفوائد" میں تفصیل کے ساتھ اس روایت کو اور ابوالدنیا معمّر مغربی کی روایت کو اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے۔

اس کے بعد اُنھوں نے معمّر مشرقی کا ایک واقعہ اور تحریر کیا ہے کہ:

"ایک شخص بلادِ عجم میں کسی پہاڑی خطّے کا رہنے والا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ اُس نے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کو دیکھا ہے اور تمام لوگ اس کو برسوں سے جانتے ہیں کہ وہ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں رہ چکا ہے۔ اس کے چہرے پر بھی اسیطرح زخم کا نشان موجود تھا جسطرح معمّر مغربی کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔

ایک مرتبہ مجھ سے مختلف مذاہب کی ایک جماعت نے بھی اس کا تذکرہ کیا کہ اُن لوگوں نے اُسے دیکھا اور اُس سے گفتگو بھی کی ہے۔ چنانچہ اُن میں سے ایک ابوالعبّاس احمد بن نوح بن محمّد حنبلی شافعی ہیں، اُنھوں نے سنہ ۴۱۱ ہجری میں شہرِ رملہ کے اندر مجھ سے بیان کیا کہ میں علمِ فقہ حاصل کرنے کے لیے عراق جا رہا تھا کہ شہرِ سہرورد سے میرا گذر ہوا جو زنجان کے قریب ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مردِ معمّر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اُس کی ملاقات امیرالمومنینؑ سے ہوئی ہے۔ اگر اُس کے پاس چلیں تو بڑا فائدہ ہوگا۔

یہ سنکر میں اُس کے پاس گیا اور دیکھا کہ وہ ایک مردِ نحیف وضعیف ہے اور اس کی داڑھی مدوّر (گول) ہے، اس کا ایک بیٹا بھی ہے جس کی عمر تقریباً ایک سال ہے۔

اُس مردِ معمّر سے کہا گیا کہ یہ کچھ لوگ اہلِ علم ہیں جو عراق جا رہے ہیں اور آپ سے مل کر معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی ملاقات حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے کیونکر ہوئی۔

اُس نے بیان کیا کہ میں ایک مقام پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک سوار ادھر سے گذرا میں نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تو اُس سوار نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دعا دی۔ جب وہ آگے بڑھ گیا تو مجھے پتہ چلا کہ یہی امیرالمومنین حضرت علی بن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔ میں بیساختہ اُن کے پیچھے دوڑا اور اُن سے ملا اور اُن کے ہمراہ چلنے لگا۔

اُس نے بیان کیا۔ پھر میں عراق میں آپؑ کے ساتھ مقامِ تکریت میں بھی رہا اور اُن کی خدمت کرتا رہا۔ اُن کے بعد اُن کی اولاد کی بھی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔

احمد بن نوح کا بیان ہے کہ اُس کے اہلِ شہر نے بھی اس کے متعلق یہی بیان کیا اور کہا کہ ہم اس شخص کا حال اپنے آباء و اجداد سے سُنتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ یہاں سے چلا گیا تھا

کچھ دنوں اہواز میں رہا، پھر وہاں سے دیلم چلا گیا اور اب سہرورد میں مقیم ہے۔

ابوعبداللہ الحسین بن محمّد بن قمیؒ نے بیان کیا کہ بہت سے لوگوں نے اُس کو دیکھا ہے، اُس سے گفتگو کی ہے اور یہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے جو مذکور ہے نیز اہلِ سہرورد میں سے بھی بہت سے لوگوں نے اس کا حال بیان کیا ہے۔

(۵۶) حارث بن کعب معمّر

سیّد مرتضیٰ قدّس اللہ رُوحہٗ نے اپنی کتاب "الغرر والدُّرر" میں تحریر فرمایا ہے کہ دنیا کے معمّرین میں سے ایک حارث بن کعب بن عمرو بن وعلہ بن خالد بن مالک بن اُدد مذحجی بھی ہے۔ ابوحاتم سجستانی کا بیان ہے کہ جب حارث کا وقتِ وفات قریب آیا تو اُس نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور کہا: "اے فرزندو! میں ایکسو ساٹھ سال کا ہو چکا ہوں مگر اب تک نہ کسی غدّار سے ہاتھ ملایا اور نہ کسی فاسق و فاجر سے دوستی کی، نہ اپنے چچا کی لڑکیوں سے یا بھاوجوں سے عشق و محبّت کی گفتگو کی، نہ کسی بدچلن عورت کو اپنے گھر میں رکھا۔ میں حضرت شعیبؑ نبی کے دین پر ہوں اور سوائے میرے اور اسد بن حزیمہ و تمیم بن مرّہ کے ملکِ عرب میں اس دین پر کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا میری وصیّت کو یاد رکھو میرے دین پر اپنی زندگی گذارو، اللہ سے ڈرو وہ تمہارے تمام اہم اُمور میں تمہارے لیے کافی ہے۔ وہ تمہارے کام بنا دیگا اس کی نافرمانی سے گریز کرو۔

اے میرے فرزندو! آپس میں متحد و متفق رہو، منتشر اور متفرّق نہ ہو جانا، ورنہ تم لوگ گروہ درگروہ بن جاؤ گے۔ بیشک اور بہ تحقیق عزّت کی موت عاجزی اور ذلّت کی زندگی سے بہتر ہے جو ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ ہر چیز کی دو قسمیں ہیں جو آپس میں تضاد اور ایکدوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ زمانہ بھی دو متضاد اقسام پر منقسم ہے۔ ایک زمانہ خوشحالی کا ہے اور دوسرا زمانہ بدحالی کا۔ دلوں کی بھی دو قسمیں ہیں ایک خوشی اور سرور کا دن ہے اور دوسرا دن رنج و غم کا ہے۔ لوگوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم اچھے آدمیوں کی ہے جو تمہارے موافق ہونگے دوسری قسم کے لوگ تمہارے مخالف ہوں گے۔

* اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی عورت سے شادی کرنا جو تمہاری کفو ہو اور پاک و طیّب ہو احمق عورتوں سے گریز ہی کرنا کیونکہ اُن کی اولادیں ناکارہ ہوں گی۔
* قرابتداروں سے کٹ کر رہنے والے کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا۔
* قوم کے لوگوں سے اختلاف میں دشمنی پوشیدہ ہے یعنی لوگوں سے اختلاف کروگے

تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

* تعداد کتنی ہی زیادہ ہو اس میں اختلافِ کلمہ سب سے بڑی آفت ہے۔
* نیکی، بُرائی کو مٹا دیتی ہے۔
* بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینا گویا بُرائی میں شریک ہونا ہے۔
* بداعمالیوں سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔
* قطع رحم سے غم و اندوہ پیدا ہوتے ہیں۔
* ہتکِ حرمت سے نعمت زائل ہو جاتی ہے۔
* عقوقِ والدین (والدین کی نافرمانی) کا نتیجہ بربادی ہے۔ اس سے تعداد کم ہوتی ہے، گھر خراب ہوتا ہے۔
* بدسلوکی سے ذرائعِ منفعت قطع ہو جاتے ہیں۔ آپس میں کینہ رکھنا جدائی کا موجب ہے

(۵۷) مستوغر معمر

عمر رسیدہ لوگوں میں سے ایک شخص مستوغر بھی تھا جس کا اصل نام عمرو بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھا۔ علمِ انساب کے ماہرین کا قول ہے کہ مستوغر کی عمر تین سو بیس ہوئی اور وہ اسلام کے زمانے تک زندہ رہا۔

(۵۸) دوید بن زید معمر

معمرین میں سے ایک شخص دوید بن زید بن نہد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ بن مالک بن مرہ بن مالک بن حمیر بھی تھا جو چار سو چھپن سال زندہ رہا۔ ابنِ درید کہتا ہے کہ دوید بن زید کا شمار معمرین میں ہے۔ اہلِ عرب معمر اسکو کہتے ہیں جو ایک سو بیس سال یا اس سے زیادہ زندہ رہا ہو

(۵۹) زہیر بن جناب معمر

طویل عمر پانے والے لوگوں میں سے ایک شخص زہیر بن جناب بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ ابنِ زید لات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن (عمران ابن) الحاف

بن قضاعہ بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر بھی تھا۔

ابوحاتم کا بیان ہے کہ زہیر بن جناب دو سو بیس سال زندہ رہا، اُس نے دو سو لڑائیوں میں نبرد آزمائی کی۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں دس خصلتیں ایسی تھیں جو کسی میں جمع نہ تھیں۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا، شریف تھا، خطیب تھا، شاعر تھا، بادشاہوں کے پاس سفیر بن کر جاتا تھا، طبیب تھا، کاہن تھا، شہسوار تھا، اس کا گھر اپنی قوم میں تھا، اسی میں شمار ہوتا تھا۔ عرب میں زہیر بن جناب سے زیادہ بولنے والا اور اس جیسا بادشاہوں کے سامنے وجاہت والا کوئی نہیں تھا۔ ایسا صاحب الرائے تھا کہ لوگ اس کو کاہن کہتے تھے۔

ایک مرتبہ زہیر نے اپنی زوجہ کی زبان سے کچھ ایسے کلمات سُنے جو عورتوں کو اپنے شوہروں کے سامنے نہیں کہنے چاہئیں۔ چنانچہ اُس نے اپنی زوجہ کو منع کیا تو زوجہ نے کہا، خاموش رہ ورنہ اس ڈنڈے سے تیری مرمت کر دوں گی۔ خدا کی قسم میں تو سمجھتی تھی کہ تو نہ سُنتا ہے اور نہ سمجھتا ہے

اِس بدکلامی پر زہیر نے یہ اشعار کہے:

الا یالقوم لا اری النجم طالعاً ۔۔۔ ولا الشمس الّا حاجبی بیمینی
معزبتی عند القفا بعمودھا ۔۔۔ یکون نکیری ان اقول ذرینی
امیناً علی سرّ النساء و ربما ۔۔۔ اکون علی الاسرار غیر امین
فللموت خیر من حداج موطأ ۔۔۔ مع الظعن لا یاتی المحل لحینی

اے بھائیو! ذرا دیکھو، میرا یہ حال ہے کہ میری بھویں آنکھوں پر لٹک آئی ہیں جس کی وجہ سے نہ میں ستارے دیکھ سکتا ہوں نہ سورج ہی نظر آتا ہے۔ اور میری زوجہ میری پشت پر ڈنڈے مارنے کی دھمکی دیتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ مجھے معاف کر۔ اس زندگی سے بہتر تو موت ہی ہے۔ جسمیں یہ ذلت برداشت کرنی پڑے۔

(۶۰) ذوالاصبع عدوانی

معمرین میں ذوالاصبع عدوانی کا بھی شمار ہے جس کا پورا نام حرثان بن محرث بن حارث بن ربیعہ بن وہب بن ثعلبہ بن ظرب بن عمرو بن عتاب بن یشکر بن عدوان تھا۔

اس کو ذوالاصبع (انگلی والا) اس لیے کہتے تھے کہ اُس کی انگلی میں کسی سانپ نے کاٹ لیا اور وہ شل ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک سو ستر سال زندہ رہا اور ابوحاتم کا بیان ہے کہ وہ تین سو سال زندہ رہا۔ ایامِ جاہلیت میں وہ عرب کے حاکموں میں سے تھا۔

(۶۱) معدی کرب حمیری

معمّرین میں سے ایک معدی کرب حمیری بھی ہے جس کا تعلق آلِ ذی رعین سے اور بقول ابنِ سلّام یہ بھی طویل العمر تھا۔

(۶۲) ربیع بن ضبع فزاری

ربیع بن ضبع فزاری کا شمار بھی معمّرین میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دورِ بنی اُمیّہ تک زندہ رہا، اور روایت میں ہے کہ یہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ عہدِ معاویہ میں تھا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ دوسو سال کا ہوا تو اُس نے یہ شعر کہا:

ارانی کلّما افنیت یوماً — اتانی بعد یوم جدید
یعود ضیاؤہ فی کلّ فجر — ویأبی لی شبابی لا یعود

(جب انسان دوسو سال کا ہوجاتا ہے تو نہ جوانی ہی باقی رہتی ہے اور نہ جوانی کا لطف)

(۶۳) ابو طمحان قینی

معمّرین میں ابو طمحان قینی کا نام بھی آتا ہے اس کا اصل نام حنظلہ بن شرقی جو قبیلۂ بنی کنانہ بن قین میں سے تھا۔ ابو حاتم کا کہنا ہے کہ اُس کی عمر دوسو سال تھی۔

(۶۴) عبدالمسیح بن بقیلہ غسّانی

معمّرین میں سے عبدالمسیح بن بقیلہ غسّانی بھی ہے اور اس کا نام عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیّان بن بقیلہ تھا۔ کلبی اور ابو مخنف وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ تین سو پچاس سال زندہ رہا، اِس نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام نہیں لایا نصرانی رہ گیا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب خالد بن ولید نے حیرہ میں پڑاؤ ڈالا اور اہلِ حیرہ کو اپنے حصار میں لیا تو اُن کے پاس اپنا ایک آدمی بھیجکر کہلایا کہ تم اپنے کسی عقلمند اور ذی نسب کو بھیجو تاکہ اُس سے کچھ گفت و شنید کی جائے۔

اُنھوں نے عبدالمسیح بن بقیلہ کو بھیجا۔ وہ پاپیادہ چل کر آیا اور خالد کے پاس جاکر بولا: اے بادشاہ! صبح بخیر۔

خالد نے کہا: اللہ نے تمھاری اس دعا سے ہمیں مستغنی کردیا ہے (ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہے)

اے شیخ! تم کہاں سے آئے ہو؟

- اُس نے کہا: اپنے باپ کے صلب سے۔
- خالد نے پوچھا: میرا مطلب یہ ہے کہ تم کہاں سے نکل کر آئے ہو؟
- اُس نے کہا: اپنی ماں کے پیٹ سے۔
- خالد نے پوچھا: جانتے ہو کہ اِس وقت تم کس مقام پر ہو؟
- اُس نے جواب دیا: جی ہاں، زمین پر۔
- خالد نے دریافت کیا: نہیں، بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ تم کس جگہ میں ہو؟
- اس نے کہا: اپنے لباس میں۔
- خالد نے پھر پوچھا: تم کس کے بیٹے ہو؟
- اُس نے کہا: ایک مرد کا بیٹا ہوں۔

خالد کہتا ہے کہ ایسا حاضر جواب تو میں نے آجتک نہیں دیکھا۔ جو کچھ پوچھتا ہوں اُس کا جواب دوسری طرف پھیر دیتا ہے۔

- عبدالمسیح بولا: آپ نے جو پوچھا اُس کا میں نے جواب دیا۔ اچھا دوبارہ دریافت کرکے دیکھو۔
- خالد نے پوچھا: تم عرب ہو یا نبیط؟
- اُس نے کہا: عرب ہوں۔ مگر نبیط سمجھا جاتا ہوں اور نبیط مجھے عرب سمجھتے ہیں
- پوچھا: تم جنگجو ہو یا صلح پسند؟
- کہا: صلح جو۔
- پوچھا: پھر تم نے یہ قلعے کیوں تعمیر کرائے ہیں؟
- اُس نے کہا: ہم سفیہ اور احمقوں سے ڈرتے ہیں۔ اس لیے تعمیر کیے ہیں۔
- خالد نے پوچھا: اچھا بتاؤ اِس وقت تمھاری عمر کیا ہے؟
- عبدالمسیح نے کہا: تین سو پچاس سال

راوی بیان کرتا ہے کہ عبدالمسیح اپنے ہاتھ میں ایک ایسا زود اثر زہر لیے ہوئے جسے کھاتے ہی انسان مرجائے۔

- خالد نے پوچھا: یہ تمھارے ہاتھ میں کیا ہے؟
- اُس نے کہا: زہر ہے۔
- پوچھا: اس کا کیا کروگے؟

- اُس نے کہا: اگر آپ سے کوئی ایسی بات طے ہوگئی جو میرے لیے، میری قوم اور شہر والوں کے لیے مفید و موافق ہو تو اللہ کا شکر ادا کروں گا اور اگر اس کے برعکس ہوئی تو میں نہیں چاہتا کہ وہ پہلا آدمی میں ہوں جو اپنی قوم کو ذلّت و مصیبت میں مبتلا کروں، اور پھر زندہ انہیں واپس چلا جاؤں پس اسے کھا کر اپنی زندگی سے نجات حاصل کرلوں گا۔ اس لیے بھی کہ اب میری زندگی بھی کتنی رہ گئی ہے۔
- خالد نے کہا: لاؤ یہ زہر مجھے دیدو۔

یہ کہکر خالد نے وہ زہر اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ السَّمَاءِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ

اور وہ زہر خود کھالیا۔ پھر اُس پر ایک غشی کا عالم طاری ہوا، پھر اُسے پسینہ آیا اور اس کے بعد بالکل ٹھیک ہوگیا۔ گویا تھوڑی ہی دیر میں اسے محسوس ہوا کہ وہ قید سے چھوٹا ہے یہ دیکھ کر عبدالمسیح ابن بقیلہ اپنی قوم میں واپس گیا اور بولا کہ میں ایک شیطان کے پاس سے آرہا ہوں، جو زہر کھانے کے بعد بھی نہیں مرا۔ لہٰذا اس قوم سے کسی طرح صلح کرکے انھیں یہاں سے بھگاؤ۔

چنانچہ ان لوگوں نے خالد سے ایک لاکھ درہم پر صلح کرلی۔

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ اہلِ حیرہ اپنے شہر کے باہر ایک دَیر کی تعمیر کے لیے نکلے جب اس کی بنیاد کھودی گئی تو اس میں ایک سوراخ نظر آیا۔ جب اسے مزید کھودا گیا اور غور سے دیکھا تو ایک مکان نظر آیا۔ لوگ اس مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کی لاش شیشے کے تخت پر رکھی ہوئی ہے اور اُس سرہانے یہ عبارت کندہ ہے "میں عبدالمسیح بن بقیلہ ہوں۔"

(۶۵) نابغہ جعدی

معمّرینِ عرب میں نابغہ جعدی کا بھی نام آتا ہے۔ اس کا اصل نام قیس بن کعب بن عبداللہ بن عامر ابن ربیعہ بن جعدہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا اور اسکی کنیت ابولیلیٰ تھی۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ نابغہ جعدی کا سن زبیانی سے زیادہ تھا۔ اس نے ایکسو اسّی[۱۸۰] سال کی عمر پائی۔ یہ ہشام بن محمد کلبی کی روایت ہے کہ ابن دُرید نے ابی حاتم سے روایت کی ہے کہ نابغہ جعدی دوسو سال زندہ رہا۔ اس نے اسلام کا زمانہ بھی دیکھا ہے۔

مروی ہے کہ نابغہ جعدی اپنے اسلام پر فخر کرتا اور کہتا تھا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ شعر پڑھا:

بلغنا السماء مجدنا وجدودنا　　وانا لنرجو فوق ذٰلك مظهرا

(ہماری بزرگی و شرف آسمان تک جا پہنچی ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ اس کا مظہر آسمان سے زیادہ بلند ہوگا۔)

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، ابولیلیٰ! وہ مظہر (تیری نظر میں) کہاں ہوگا؟

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جنّت میں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک اور روایت ہے کہ نابغہ جعدی ایکسو بیس[۱۲۰] سال کا ہوا تھا اُس وقت تک نہ اس کا کوئی دانت ٹوٹا اور نہ داڑھ خراب ہوئی تھی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اُس کا کوئی دانت ٹوٹتا تھا تو اُس کی جگہ پر دوسرا دانت نکل آتا تھا۔

(۶۶) لقمان بن عاد

شیخ صدوق علیہ الرّحمہ نے معمّرین میں لقمان بن عاد کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ تین ہزار پانچ سو سال زندہ رہا۔

- نیز معمّرین میں ربیع بن ضبع بن وہب بن بغیض بن مالک بن سعد بن عبس بن قزارہ کا بھی تذکرہ کیا ہے جو تین سو چالیس سال زندہ رہا۔
- اکثم بن صیفی کے لیے لکھا ہے کہ وہ تین سو تینتیس (۳۳۳) سال زندہ رہا۔ اور
- اُس کا باپ صیفی بن رباح دو سو ستّر سال زندہ رہا، مگر اس کی عقل میں کوئی فتور واقع نہیں ہوا۔

(۶۷) ضبیرہ بن سعید

ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو کا نام بھی عمر رسیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو دو سو بیس سال زندہ رہا اور اس پر بڑھاپے کا کوئی اثر ظاہر نہیں تھا۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام قبول نہیں کیا۔ ابوحاتم اور ریاشی نے عتبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسکی عمر ۲۲۰ سال ہوئی، اس کے بال سیاہ اور دانت سالم تھے۔

(۶۸) دُرید بن صمہ جشمی

درید بن صمہ جشمی دو سو سال زندہ رہا۔ اُس نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام نہیں لایا۔ یہ جنگِ حنین میں مشرکین کا قائد تھا، اور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے میں پیش پیش تھا اور اسی جنگ میں واصلِ جہنم ہوا۔

(۶۹) محصن بن غسّان بن ظالم زبیدی

محصن بن غسّان ۲۵۶ سال زندہ رہا۔

(۷۰) عمرو بن حممہ دوسی : یہ چار سو سال زندہ رہا۔

(۷۱) حارث بن مضاض جرہمی : حارث بھی چار سو سال زندہ رہا۔

(۷۲) یعرب بن قحطان : یعرب کا اصل نام ربیعہ تھا۔ اسی نے سب سے پہلے عربی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے دو سو سال بادشاہت کی۔ بقول ابو الحسن نسابہ اصفہانی، وہ یمن کا مورثِ اعلیٰ تھا۔

(نوٹ) اس کے بعد شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فارس کے معمّرین پر بھی نظر ڈالئے

فارس کے معمّرین کا مختصر تذکرہ

(۷۳) ضحاک دو سانپ والا :- بارہ سو سال زندہ رہا۔

(۷۴) افریدون عادل : یہ ایک ہزار سال سے زیادہ زندہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ

اسی نے عیدِ مہرجان کی ابتدا کی اور پندرہ سو سال زندہ رہا جس میں چھ سو سال اپنی قوم سے پوشیدہ رہا۔ وغیرہ وغیرہ

(۷۵) عمرو بن عامر مزیقیا

اصفہانی نے لکھا ہے کہ یہ آٹھ سو سال زندہ رہا۔ اس کو مزیقیا اس لیے کہتے ہیں کہ اسکے عہد میں ازد کے لوگ زمین کے مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ یہ ملکِ سبا کا بادشاہ تھا۔ کاہنوں نے اسے بتایا کہ یہ ملک سیلِ ارم سے تباہ ہو جائے گا

اس لیے اُس نے اپنی زمین فروخت کر دی اور وہاں سے سیلِ ارم سے قبل ہی نکل گیا اور یمن میں اس کی اولاد نے اس کی اطاعت کی اور سارے یزد کے لوگ اسی کے ذریعے سے منتشر ہو گئے اور انصار اسی کی اولاد سے ہیں۔

(۷۶) جلہمہ بن ادد بن زید بن یشجب

جلہمہ بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن یعرب کو جلہمہ طیّ بھی کہا جاتا ہے اور بنی طے اسی کی طرف منسوب ہے اس کا قصہ بہت طویل ہے اس کا ایک بھتیجا یحابر بن مالک بن ادد تھا۔ ان دونوں کی عمریں پانچ پانچ سو سال ہوئیں۔ ان کے درمیان ایک چراگاہ کے لیے جنگ ہوئی۔ جلہمہ نے سوچا کہ اس طرح تو سارا کنبہ ہی تباہ ہو جائے گا اس لیے وہاں سے کوچ کر گیا اور بہت سی منزلیں طے کیں۔ اسی لیے اس کو طیّی کہا جانے لگا۔ یہ طے میں اجا۔ اور سلمیٰ دو پہاڑوں کا مالک تھا۔

(۷۷) عمرو بن لحی

اس کا اصل نام ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا تھا۔ علمائے خزاعہ کے بقول یہ قبیلۂ خزاعہ وجرہم کی جنگ میں خزاعہ کا سردار تھا، اسی نے سائبہ اور وصیلہ اور حام کی رسم جاری کی اور ہبل و مناۃ دونوں بتوں کو شام سے اُٹھا کر مکہ لایا اور عبادت کے لیے رکھ دیا۔ اور ہبل کو خزیمہ بن مدرکہ کے سپرد کر دیا اسی لیے ہبل خزیمہ کہا جانے لگا۔ پھر وہ کوہِ ابو قبیس پر چڑھا اور وہاں مناۃ کو رکھ دیا اور نرد کو بھی سب سے پہلے یہی مکہ میں لایا جس سے لوگ خانۂ کعبہ میں دن رات کھیلا کرتے تھے۔

نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ (معراج میں) میرے سامنے جہنم کو پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ عمرو بن لحی پستہ قد زرد رنگ جہنم میں اپنا قصب (ڈنڈا) چلا رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عمرو بن لحی ہے۔ کعبہ کے ساتھ اس نے بھی وہی سلوک کیا تھا جو جرہم کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے شریف اجل رضی ابو الحسن محمد بن حسین موسوی رضہ کی ایک تحریر دیکھی جس میں تاریخ تحریر یکشنبہ ۱۵ محرم ۳۸۱ھ لکھی ہوئی تھی اس میں انھوں

نے شام کے ایک معمّر مرد کا حال لکھا ہے جو ایکسو چالیس سال سے بھی تجاوز کر چکا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس گیا اور اسے محلّہ کرخ میں اپنے گھر کے پاس لایا۔ وہ ایک اعجوبہ تھا جس کا مشاہدہ حسن بن علی بن محمّد بن امام رضا علیہ السّلام نے بھی کیا ہے

• کنز الفوائد میں کراجکیؒ نے بیان کیا ہے کہ تمام اقوام درازیٔ عمر کے جواز کو بالاتفاق تسلیم کرتی ہیں۔ چنانچہ تورات میں بھی اس طرح کے واقعات تحریر ہیں۔ اسمیں بھی کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ چنانچہ اسمیں تحریر ہے:

○ تورات میں معمّرین کا ذکر

۷۸	حضرت آدمؑ :	۹۳۰ سال
۷۹	حضرت شیثؑ	۹۱۲ سال
۸۰	انوش :	۹۶۵ سال
۸۱	قینان :	۹۱۰ سال
۸۲	مہلائیل	۸۹۵ سال
۸۳	برد	۹۶۲ سال
۸۴	اخنوخ (حضرت ادریسؑ)	۹۶۵ سال
۸۵	متوشلخ	۹۶۹ سال
۸۶	لمک	۷۶۷ سال
۸۷	حضرت نوحؑ	۹۵۰ سال
۸۸	سام	۶۰۰ سال
۸۹	ارفخشار	۴۹۸ سال
۹۰	شالخ	۴۹۳ سال
۹۱	عابر	۸۷۰ سال
۹۲	فالغ	۲۹۹ سال
۹۳	ارغو	۲۶۰ سال
۹۴	باحور	۱۴۸ سال
۹۵	تارخ	۲۸۰ سال
۹۶	حضرت ابراہیمؑ	۱۷۵ سال
۹۷	حضرت اسماعیلؑ	۱۳۷ سال
۹۸	حضرت اسحاق	۱۸۰ سال

تورات میں ان بزرگوں کی عمروں کا ذکر ہے اسمیں یہود و نصاریٰ کو کوئی اختلاف نہیں ہے اسی طرح اسلامی شریعت میں علمائے اسلام میں بھی اس سلسلے میں اختلاف نہیں ہے

بِحارُ الانوار

پانزدہم

باب ۱۵

ظہورِ معجزات اور احوالِ سفراءِ امامؑ

(۱) اِس سال حج پر نہ جانا

حسین بن علی بن بابویہ کا بیان ہے کہ جس سال قرامطہ نے حاجیوں کے قافلوں پر حملے کیے، اور اس سال ستارے بہت ٹوٹے، ہمارے شہر کے کچھ لوگ بغداد میں مقیم تھے۔ اُن لوگوں نے مجھ سے بتایا، میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابوالقاسم حسین بن رَوح قدّس اللہ روحہٗ کی معرفت حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو خط لکھا اور حج پر جانے کی اجازت چاہی تو جواب آیا کہ "اس سال حج پر نہ جانا۔"

میرے والد نے دوبارہ خط لکھا کہ یہ نذر واجب ہے کیا اس کے باوجود بیٹھ رہوں اور حج پر نہ جاؤں؟

جواب آیا کہ: "اگر اتنا ہی ضروری و لازمی ہے تو بالکل آخری قافلے میں چلے جانا۔"

چنانچہ وہ بالکل آخری قافلے کے ساتھ گئے اور اس سے پہلے جتنے قافلے گئے تھے وہ سب قتل کر دیے گئے لیکن یہ قافلہ محفوظ رہا۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲) اذنِ دخول

شلمغانی نے کتاب الاوصیاء میں روایت کی ہے کہ:

ابوجعفر مروزی کا بیان ہے کہ جعفر بن محمّد بن عمر اور اُن کے ساتھ چند لوگ عسکر (سامرہ) گئے اور اُنھوں حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں اُن کی زیارت کی تھی اُن لوگوں میں علی بن احمد بن طنیس بھی تھے۔ جعفر بن محمّد بن عمر نے قبر تک جانے کے لیے خط لکھا اور اذنِ دخول چاہا۔ علی بن احمد نے کہا، میرا نام نہ لکھنا، میں اذن نہیں چاہتا۔

اُنھوں نے اس کا نام نہیں لکھا، تو جواب آیا: "تمھیں بھی دخول کی اجازت ہے اور اُسے بھی جو داخلے کی اجازت نہیں چاہتا۔"

(غیبتہ طوسیؒ)

(۳) آپؑ کی معجزانہ نشوونما

جناب حکیمہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ نرجسؑ کے گھر (امام عصرؑ کی) ولادت کے چالیس دن بعد میں حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس گئی تو دیکھا میرے آقا و مولا صاحب الزّمان عؑ گھر کے اندر چل پھر رہے ہیں اور ایسی فصیح گفتگو کر رہے ہیں کہ ایسی میں نے کبھی کسی سے نہیں سُنی۔

حضرت ابو محمّد علیہ السلام مجھے حیرت میں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ہم گروہ ائمہؑ ایک دن میں اتنی نشوونما پاتے ہیں جتنی ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کی ایک سال میں ہوتی ہے۔

اس کے بعد میں حضرت ابو محمّد علیہ السلام سے حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام کے بارے میں برابر دریافت کیا کرتی تھی اور آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اُن کو اُس ذات کے سپرد کر دیا ہے جس کی حفاظت میں مادرِ موسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا۔

(الخرائج والجرائح)

(۴) حقِ امامؑ کی وصولی

محمّد بن ہارون ہمدانی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھ پر پانچ سو دینار حقِ امامؑ کے واجب الادا تھے لیکن میرا ہاتھ تنگ ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس چند دکانیں ہیں جو میں نے پانچسو تیس دینار پر خریدی تھیں اُن کو پانچسو دینار کے عوض میں ناحیہ مقدسہ کو دیدوں (تاکہ حقِ امامؑ ادا ہو جائے)۔ خدا کی قسم، یہ بات ابھی میری زبان پر نہ آئی تھی کہ امام صاحب الزّمان علیہ السلام کا خط محمّد بن جعفر کے نام آیا کہ میرے پانچسو دینار کے عوض محمّد بن ہارون سے دکانیں خرید لو۔

(الخرائج والجرائح)

(۵) تم نے ایک ہزار دینار میں سے صرف دو سو بھیجے ہیں

محمّد بن یوسف شاشی سے مروی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب میں عراق سے واپس ہوا تو مقام مرو میں ہمارے پاس ایک شخص تھا جس کو محمّد بن حصین کاتب کہا جاتا تھا۔ اس نے غریم (قرض خواہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام) کے لیے کچھ رقم جمع کی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ اُس نے صاحب الامرؑ کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جو آثار و نشانیاں دیکھی تھیں بتائیں۔ اُس نے کہا، اچھا میرے پاس صاحب الزّمان علیہ السلام کی رقم جمع ہے

تمہاری کیا رائے ہے۔؟

- میں نے کہا: اسے حاجز کے پاس بھیجدو۔
- وہ بولا: حاجز کے اوپر بھی کوئی ہے؟
- میں نے کہا: ہاں، ایک بزرگ ہیں۔
- وہ بولا: اچھا، اگر اللہ نے مجھ سے اس کے متعلق بازپرس کی، تو میں تمھارا نام لیکر کہوں گا کہ اُنھوں نے کہا تھا۔
- میں نے کہا: ہاں کہدینا۔

اس کے بعد میں اُس کے پاس سے روانہ ہوگیا۔ جب کئی برس کے بعد اُس سے ملاقات ہوئی تو اُس نے بتایا کہ میں عراق گیا تھا میرے پاس وہ رقم موجود تھی۔ میں نے عابد بن لیلی فارسی اور احمد بن علی کلثومی کے ہاتھ دوسو دینار کی رقم روانہ کی اور اس کے ساتھ حضرت صاحب الزمانؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جسمیں التجا کی کہ آپؑ میرے لیے دعا فرمائیں۔

- توجواب آیا کہ: تم نے جو رقم ارسال کی تھی وہ وصول ہوگئی۔
- اور یہ بھی لکھا کہ تمھارے پاس ہمارے ایکہزار دینار تھے
- اِس کے بعد لکھا کہ اگر کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو ابوالحسن اسدی سے مقام رے میں لو۔
- میں نے پوچھا کیا واقعاً، جیسا آنجنابؑ نے تحریر فرمایا تھا ویسا ہی تھا۔
- کہا: ہاں، واقعاً میں نے دوسو دینار بھیجے تھے اِس لیے کہ میں مشکوک تھا اور باقی رقم میرے پاس تھی۔ اللہ نے وہ شک دور کردیا۔ اور اس کے دو تین ہی دن بعد حاجز مرگیا۔ تو میں نے جاکر اس کو اطلاع دی۔ وہ بہت غمگین ہوا۔ میں نے کہا، غم کی بات نہیں، آنجناب تو پہلے ہی اپنے خط میں بتا چکے تھے کہ وہ رقم ایکہزار دینار ہے۔ دوسرے یہ کہ اب آئندہ اسدی سے معاملہ کرنا۔ اس لیے کہ اُنھیں حاجز کی موت کا علم تھا۔

(الخرائج والجرائح)

(۶) تمھارے پاس تیس دینار ہیں

محمد بن حسین سے روایت ہے کہ تمیمی نے استرآباد کے ایک شخص کے حوالے سے بتایا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں عسکر (سرّمن رائے) گیا۔ میرے پاس تیس عدد شامی دینار ایک پارچے میں بندھے ہوئے تھے میں اُسے لیکر دردولت پر حاضر ہوا اور وہاں بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک کنیز یا ایک غلام اندر سے برآمد ہوا اور بولا۔ لائیے تمھارے

پاس کیا ہے۔؟

میں نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

یہ جواب سنکر وہ اندر چلا گیا، پھر واپس آیا اور کہنے لگا: آپ کے پاس تیس دینار ایک پارچے میں بندھے ہوئے ہیں اور ایک انگوٹھی ہے۔

چنانچہ میں نے وہ رقم آپؑ کے پاس بھیجدی۔ (الخرائج والجرائح)

(۷) مسرور طباخ کی اعانت

مسرور طباخ سے روایت ہے کہ میں نے حسن بن راشد کو اپنی تنگدستی کا حال لکھا اور اس کے پاس گیا، مگر وہ گھر پر نہ تھا۔ لہٰذا واپس آیا اور ابوجعفر کے شہر میں داخل ہوا۔ جب رحبہ میں پہنچا تو ایک شخص میرے پاس آیا، اُس کا چہرہ تو مجھے نظر نہ آیا، مگر اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک سفید رنگ کی تھیلی مجھے تھمادی جس پر تحریر تھا "اِس میں بارہ دینار مسرور طباخ کے لیے ہیں۔" (الخرائج والجرائح)

(۸) اِسمیں بیس درہم تمھارے ہیں

محمد بن شاذان سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے پاس پانچ سو درہم جمع ہوگئے تھے جنمیں بیس درہم کم تھے۔ تو میں نے اپنی طرف سے بیس درہم ڈالکر پورے پانچسو کردیے تھے اور انھیں محمد بن احمد کے پاس بھیجدیا، یہ نہیں لکھا کہ اس میں میری رقم کتنی ہے۔ تو حضرت صاحب الزمانؑ کے پاس سے جواب آیا کہ ان پانچسو درہموں میں بیس درہم تمھارے تھے۔

(۹) رے جانا تو یہ کام بھی کردینا

ابوسلیمان محمودی کا بیان ہے کہ ہم جعفر بن عبدالغفار کے ساتھ دینور جانے والے تھے کہ ہمارے چلنے سے پہلے ایک بزرگ میرے پاس آئے اور بولے: جب تم رے جانا تو میرا یہ کام کردینا۔

جب ہم دینور پہنچے تو وہاں رے کی حکومت کا پروانہ ایک ہی ماہ بعد ملا۔ میں نے رے پہنچکر وہ کام کردیا جو ان بزرگوار نے میرے سپرد کیا تھا۔ (الخرائج والجرائح)

(۱۰) تیرے باپ کا نام عبدربہ ہے

غلال بن احمد ابوالرّجاء مصری (جو مردِ صالح تھا) سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے بعد تحقیق کے لیے (کہ حجتِ خدا اور امام کون ہے) اپنے دل میں کہا، اگر کوئی بات ہوئی تو وہ تین سال بعد ظاہر ہوگی۔ مگر میں نے ایک آواز سُنی کہ اے نصر بن عبدربہ! اہلِ مصر سے کہنا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھ کر اُن پر ایمان لاتے تھے۔؟

ابوالرّجاء کا بیان ہے کہ اِس سے پہلے مجھے خود نہیں معلوم تھا کہ میرے باپ کا نام عبدربہ ہے۔ کیونکہ میں مدائن میں پیدا ہوا تھا، وہاں سے مجھے ابوعبداللہ نوفلی اُٹھا کر مصر لایا وہیں میری نشوونما ہوئی۔

(۱۱) عاتکہ کی تھیلی میں ایکہزار درہم اور پچاس دینار ہیں

احمد بن ابی روح کا بیان ہے کہ اہلِ دینور میں سے ایک عورت نے مجھے بلایا، جب میں پہنچا تو اُس نے کہا: اے ابنِ ابی روح! تم ہمارے شہر میں دینداری اور زہد و تقویٰ میں موثق ترین آدمی ہو۔ لہٰذا میں ایک امانت تمھارے سپرد کرتی ہوں اُمید ہے کہ تم اس سے عہدہ برآ ہوگے۔

میں نے کہا: انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

اُس عورت نے کہا: یہ چند درہم ہیں جو اِس تھیلی میں سربمہر ہیں۔ اسے کھول کر نہ دیکھنا جبتک اُس شخص تک نہ پہنچا دو جو یہ بتا دے کہ اِس تھیلی میں کیا ہے اور یہ میرا ایک گوشوارہ ہے جو دس دینار کے برابر ہے۔ اس میں (جواہرات کے) تین دانے ہیں، وہ بھی دس دینار کے برابر ہیں۔ نیز مجھے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام سے ایک بات دریافت کرنی ہے، مگر چاہتی ہوں کہ میرے سوال سے پہلے وہ مجھے جواب بتا دیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا: آپ اُن سے کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟

اُس عورت نے کہا: میری شادی میں میری ماں نے کسی سے دس دینار قرض لیے تھے یہ پتہ نہیں کہ اُنھوں نے کس سے قرض لیا تھا، تاکہ میں اس کو ادا کردوں۔ جو بھی تم کو یہ بات بتا دے اس کو یہ مال دے دینا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، چلو یہ بھی میرے اور جعفر بن علی کے درمیان آزمائش ہے الغرض میں نے وہ سب مال اپنے ساتھ لیا اور بغداد پہنچا۔ وہاں حاجز بن یزید وشّا کے پاس گیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔

اُنھوں نے پوچھا: کیا تمھیں کوئی کام ہے۔؟

میں نے کہا: جی ہاں، یہ مال ہے جو مجھے دیا گیا ہے، مگر اس شرط پر کہ جبتک آپ یہ نہ بتا دیں کہ اس میں کتنا مال ہے، اور کس نے دیا ہے؟ اس وقت تک آپ کے حوالے نہ کروں گا آپ اگر ابھی بتا دیں تو میں آپ کو ابھی دیدوں گا۔

حاجز نے کہا: اے احمد بن روح! اس کام کے لیے تم سرّ من رائے جاؤ۔

میں نے کہا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ یہ تو اس سے بھی بالاتر بات ہے، جو میں سوچ رہا تھا۔

الغرض میں وہاں سے سرّ من رائے گیا۔ دل میں سوچا کہ پہلے جعفر کے پاس جاؤں پھر سوچا نہیں پہلے امام حسن عسکری علیہ السّلام کے اہلِ بیت کو آزماؤں۔ اگر وہ آزمائش میں پورے اُترے تو خیر، ورنہ پھر جعفر کے پاس جاؤں گا۔ اس ارادے سے میں حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کے گھر گیا تو اندر سے ایک خادم نکلا، اور بولا: کیا تم احمد بن روح ہو؟

میں نے کہا: ہاں۔

وہ بولا: اچھّا، یہ خط لو اور اسے پڑھ لو۔

میں نے پڑھا تو اس میں تحریر تھا:

"بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم: اے احمد بن روح! عاتکہ بنتِ دیرانی نے تمھیں ایک تھیلی سپرد کی ہے، تمھارے خیال میں اس کے اندر ایکہزار درہم ہیں، مگر تمھارا اندازہ غلط ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ تمھیں ایک امانت دی گئی تھی جس کو تم نے کھول کر نہیں دیکھا اس لیے تمھیں کیا معلوم کہ اس میں کتنی رقم ہے۔ سنو! اس میں ایکہزار درہم اور پچاس دینار ہیں۔ علاوہ ازیں تمھارے پاس ایک گوشوار (کان کا بُندا) ہے۔ اُس عورت کا خیال ہے کہ یہ دس دینار کی قیمت کا ہے، یہ صحیح ہے کہ اس میں جو نگینے جڑے ہوئے ہیں اُن کے ساتھ یہ گوشوارہ اسی قیمت کا ہے اور اس میں موتیوں کی قیمت دس دینار سے بھی زیادہ ہے۔ تم یہ گوشوارہ میری فلاں خادمہ کو دیدو۔ یہ میں نے اُس کو عطا کردیا ہے۔ پھر یہاں سے بغداد واپس جاؤ اور یہ ساری رقم حاجز کے حوالے کردینا اور اُس سے اپنا سفر خرچ جو وہ دے، لے لینا۔ اور وہ دس دینار جس کے متعلق اُس عورت کا خیال ہے،

کہ اُس کی ماں نے اُس کی شادی کے موقع پر کسی سے قرض لیے تھے اور وہ نہیں جانتی کہ کس سے قرض لیے تھے، تو ایسا نہیں ہے بلکہ اس کو علم ہے کہ کس سے قرض لیے تھے جس سے وہ دس دینار قرض لیے تھے اس کا نام کلثوم بنتِ احمد ہے جو ناصبیہ ہے۔ یعنی وہ دشمنِ اہلِ بیت ہے۔ اور عاتکہ چاہتی ہے کہ اُسے نہ دے بلکہ وہ دینار اپنی نادار بہنوں میں تقسیم کرنا چاہتی ہے۔

اور اے ابنِ ابی رَوح! اب تم جعفر کے پاس اُسکی آزمائش کے لیے نہ جانا بلکہ سیدھے اپنے گھر واپس جاؤ کیونکہ تمھارے چچا کا انتقال ہوگیا ہے اور میراث میں اللہ نے اس کا مال تمھارے مقدر میں لکھدیا ہے۔''

یہ خط پڑھ کر میں بغداد واپس آیا، وہ تھیلی حاجز کو دی۔ اُس نے تھیلی کی رقم کو شمار کیا تو ایک ہزار درہم اور پچاس دینار تھے۔ مجھے اُس نے تیس دینار دیے اور کہا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ اتنی ہی رقم تم کو تمھارے اخراجات کے لیے دیدوں۔

الغرض میں وہاں سے اپنی جائے قیام پر واپس آیا تو ایک شخص نے آکر مجھے خبر دی کہ تمھارے چچا کا انتقال ہوگیا ہے اور تمھارے گھر والے تمھیں واپس بلا رہے ہیں۔ میں گھر واپس پہنچا تو دیکھا کہ واقعاً چچا کا انتقال ہوگیا تھا اور اُن کے ترکے سے مجھ کو تین ہزار دینار اور ایک لاکھ درہم ملے۔

(الخرائج والجرائح)

(۱۲) سونے کے زیور میں دوسری دھاتیں بھی بھری ہوئی ہیں

محمّد بن ابی عبداللہ سیاری کا بیان ہے کہ میں نے چند چیزیں مرزبانی حارثی کو پہنچائیں جن میں ایک سونے کا زیور بھی تھا۔ اُس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور زیور واپس کرکے کہا، اِس کو توڑ کر لاؤ۔

میں نے کسی طرح اسے توڑا تو اُس کے اندر لوہا، تانبا اور پیتل بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اُس میں سے سب کچھ نکلوا کر اُن کے پاس لے گیا تو اُنھوں نے اُس سونے کو قبول کرلیا۔

(کافی۔ ارشاد)

(۱۳) قافلے کو جانے دو تم ٹھہر جاؤ

علی بن محمّد نے ابو عبداللہ صالح سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک سال بغداد گیا، پھر وہاں سے نکلنے کی اجازت چاہی تو اجازت نہیں ملی۔ نہروان کی طرف قافلہ چلے جانے کے بعد بائیس ۲۲ دن تک میں بغداد ہی میں مقیم رہا، اِس کے

بعد چہارشنبہ کو جانے کی اجازت ملی۔ مجھ سے فرمایا گیا کہ چہارشنبہ ہے مگر چلے جاؤ۔

چنانچہ میں بغداد سے روانہ ہوا۔ اُمید نہ تھی کہ قافلے سے ملحق ہوسکوں گا، مگر نہروان پہنچا تو دیکھا کہ وہ قافلہ ابھی وہیں ہے اور میرے پہنچنے کے بعد بھی ٹھہرا رہا، تاآنکہ میرے اونٹ نے چارہ کھالیا۔ پھر انھیں کے ساتھ میں نے بھی کوچ کیا۔ پھر آنجناب نے مجھے سلامتی کی دعا دی تھی، اِس لیے مجھے بحمداللہ کہ سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

(کافی و ارشاد)

(۱۴) تیرا ناسور اچھا ہوگیا

محمّد بن یوسف شاشی کا بیان ہے کہ مجھے ناسور ہوگیا تھا۔ میں نے بہت سے اطبّاء کو دکھایا اور کافی پیسہ خرچ کیا، مگر دوا نے کوئی کام نہ کیا تو میں نے ایک عریضہ لکھا اور اس میں دعا کی التجاء کی۔

جواب آیا کہ اللہ نے تجھے صحّت دی اور تجھے دنیا و آخرت میں ہمارے ساتھ قرار دیا اس کے بعد روزِ جمعہ آنے سے قبل ہی زخم اچھا ہوگیا اور زخم کی جگہ ہتھیلی کے مانند ہوگئی۔ میرے احباب میں جو اطبّاء تھے میں نے انھیں بلا کر دکھایا تو اُنھوں نے کہا کہ اس ناسور کی کوئی دوا ہی نہ تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم تم پر ہوا ہے۔

(کافی۔ الخرائج والجرائح)

(۱۵) اپنی رقم کا مطالبہ کرو، مل جائیگی

علی بن محمّد نے محمّد بن صالح سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو اُن کے پاس لوگوں کے ذمّہ غریم یعنی صاحب العصر علیہ السّلام کی رقوم کی کچھ ہنڈیاں تھیں۔ میں نے بذریعے عریضہ امام صاحب العصر علیہ السّلام کو اس امر کی اطّلاع دی۔

آپؑ نے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں سے رقوم کا تقاضا کرو۔

میں نے حکم کی تعمیل کی تو سب نے رقم ادا کردی صرف ایک شخص رہ گیا اس پر ہنڈی کے چار سو دینار واجب الادا تھے۔ میں نے اُس سے رقم کا مطالبہ کیا تو اس کے بیٹے نے میرا مذاق اُڑایا اور مجھے ذلیل کیا۔ میں اس کی شکایت اس کے باپ سے کی، تو اس نے بھی مجھے خفیف کیا۔ بس یہ سنتے ہی میں نے ایک ہاتھ سے اس کی داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے ٹانگ پکڑلی اور گھسیٹتا ہوا گھر کے صحن میں لے آیا، پھر لاتوں سے اس کی خوب مرمّت کی۔ یہ دیکھ کر اُس کے لڑکے نے باہر نکل کر شور مچایا کہ لوگو! جلدی مدد کے لیے دوڑو میرے والد کو ایک قُمی رافضی نے مار ڈالا۔ اس دوران مَیں تو سواری پر آکر بیٹھ گیا اور جو لوگ جمع ہوگئے تھے اُن سے

کہنے لگا: اے بغداد والو! شاباش ہے تم لوگوں کو۔ کہ ایک مظلوم کے مقابلے میں تم لوگ ایک ظالم کی دستگیری پر جمع ہوئے۔ میں دراصل ہمدان کا ایک سنّی مسلمان باشندہ ہوں، مگر یہ مجھ پر رافضیت کا اتہام لگا کر میری رقم ہضم کرنا چاہتا ہے۔

یہ سنکر لوگ اُس کے خلاف ہوگئے اور چاہتے تھے کہ اُس کی دکان میں گھس جائیں، مگر میں نے انھیں منع کیا۔ تو اُنھوں نے اُس سے میری مطلوبہ رقم کا فوری اور سختی سے مطالبہ کیا تو اس نے میری ساری رقم ادا کردی۔

(کافی۔ ارشاد)

(۱۶) امام العصرؑ نے تحریر فرمایا کہ.....

حسن بن عیسیٰ عریضی کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب وفات پائی تو ایک شخص مصر سے صاحب الامر کے لیے کچھ رقم لیکر مکہ جانے کے لیے چلا، اور یہاں وارد ہوگیا۔ یہاں پر لوگوں نے مختلف باتیں شروع کردیں۔ کسی نے کہا کہ امام حسن عسکریؑ نے لاولد وفات پائی، کسی نے کہا، اُن کے بعد اُن کے جانشین جعفر ہیں اور کچھ نے یہ بھی کہا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان کے بعد اُن کے جانشین اُن حضرتؑ کے فرزند ہیں۔

چنانچہ اس شخص نے ابو طالب نامی ایک آدمی کو عسکر (سامرہ) روانہ کیا تاکہ حقیقتِ حال کا پتہ چلے، اُس کو ایک خط بھی دیا۔ وہ آدمی پہلے جعفر (کذاب) کے پاس گیا، اور اس سے امامت کی دلیل طلب کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے لیے سردست تیار نہیں ہوں اس کے بعد وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور صاحب الزمانؑ کے سفیر کو خط دیا۔ اُس خط کا جواب یہ آیا کہ:

"اے شخص! اللہ تجھے صبر دے، تیرا مالک فوت ہوگیا ہے۔ اور وہ رقم جو اُس کے پاس محفوظ تھی اُس کے لیے وہ اپنے ایک معتمد شخص کو وصیت کرگیا ہے کہ اپنی صوابدید پر عمل کرے۔"

چنانچہ جو کچھ آپؑ نے لکھا تھا ویسا ہی پایا۔

(کافی۔ ارشاد)

(۱۷) تم تلوار لانا بھول گئے تھے اُس کا کیا ہوا

علی بن محمدؒ سے روایت ہے کہ

ایک شخص کچھ رقم صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کے قصد سے آیا، اس کا ارادہ تھا کہ اپنے ساتھ تلوار بھی لیکر چلے گا مگر وہ تلوار بھول گیا۔ جب یہ رقم آپؑ کی خدمت میں پہنچی تو آپؑ نے لکھا کہ

"رقم وصول ہوگئی، مگر اُس تلوار کا کیا ہوا جو تم اپنے ساتھ لانا بھول گئے تھے"،

(۱۸) جُنید کے علاوہ اجرائے وظیفہ کا حکم

حسن بن محمد اشعری کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے خطوط میں جنید اور ابوالحسن اور دوسروں کے لیے اجرائے وظائف کا حکم آتا، مگر آپ کے انتقال کے بعد حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے جو تحریر آئی اس میں ابوالحسن اور اُن کے ساتھیوں کے لیے پھر سے اجرائے وظائف کا حکم تھا لیکن جنید کے لیے کچھ نہ تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے دکھ ہوا۔ دریں اثناء جنید کے انتقال کی خبر آگئی"۔ تب میں سمجھا کہ جنید کا نام کیوں نہ تحریر فرمایا۔"

(ارشاد)

(۱۹) تھیلیوں میں کس نے کتنی رقم بھیجی

شیخ ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوالعباس احمد دینوری سراج الملقب بہ استارہ سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک

"ایک مرتبہ میں اردبیل سے پلٹ کر دینور آیا، ارادہ تھا کہ فریضۂ حج ادا کرنے جاؤں گا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کو ایک یا دو سال ہوئے ہوں گے اُس وقت لوگ سخت پریشان تھے۔ مجھے دیکھ کر اہلِ دینور بہت خوش ہوئے اور وہاں کے شیعہ حضرات جمع ہوکر میرے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے پاس حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیے سولہ ہزار دینار کی رقم جمع ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ رقم آپ کی ہمراہی میں بھیجیں اور آپ کی نظر میں جو اس کا حقدار ہو اسے یہ رقم دیدیں۔

میں نے کہا، یہ دورِ حیرت و ابتلاء ہے ابھی میں اس دروازے کو نہیں پہچان سکا ہوں۔ اس امر میں تحقیق ضروری ہے۔

اُنھوں نے کہا: ہم لوگ چونکہ آپ کی بزرگی اور ثقہ ہونے سے واقف ہیں اس لیے ہم نے آپ ہی کو اس کام کے لیے منتخب کرلیا ہے ہمیں آپ پر اطمینان ہے کہ کسی حجت و دلیل کے بغیر یہ رقم کسی کو نہ دیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ تمام رقم ہر شخص کی الگ الگ تھیلیوں میں کرکے مجھے دیدی گئی میں یہ ساری رقم لیکر قرامیسین پہونچا تو معلوم ہوا احمد بن حسن بن حسن وہاں مقیم ہیں۔ میں اُن کی

خدمت میں پہنچا، وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ایکہزار دینار کی تھیلی اور مختلف رنگ کے کپڑوں کا ایک بنڈل جس کے متعلق ہمیں نہیں معلوم کہ اس میں کیا کچھ تھا، مجھے دیا اور کہا کہ یہ اپنے ساتھ لے جائیے مگر جبتک دلیلِ امامت نہ دیکھ لیں کسی کو نہ دیں۔

میں نے رقم کی تھیلی اور کپڑوں کا بنڈل لیا اور روانہ ہوگیا۔

جب بغداد پہنچا تو میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ تحقیق کردں کہ لوگ کس کو نائب بتاتے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں ایک شخص باقطانی کے نام سے مشہور ہے وہ نیابت کا دعویدار ہے اور دوسرا شخص اسحاق احمر ہے۔ اور تیسرے ابوجعفر عمری ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پہلے میں باقطانی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ پُرہیبت شخص ہے بظاہر بڑی شان و شوکت ہے۔ اس کے پاس عربی گھوڑا ہے، خدمتگار ہیں اور بہت سے لوگوں کا مجمع بھی لگا ہوا ہے۔ میں نے اس کے قریب جاکر سلام کیا، اُس نے خوش آمدید کہا، قریب بٹھایا اور میں دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس کے پیرو ہو؟

میں نے کہا: میں دنیور کا رہنے والا ہوں، میرے پاس کچھ مال صاحبِ امر کا ہے، چاہتا ہوں کہ اسے کسی کے سپرد کردوں۔

اُس نے کہا: کہاں ہے وہ مال، مجھے دیدو۔

میں نے کہا: مگر مجھے نیابت کی دلیل چاہیے۔

اُس نے کہا: اچھا تو پھر کل آنا۔

دوسرے دن گیا، مگر وہ کوئی دلیل نہ پیش کرسکا۔ تیسرے دن بھی دلیل پیش کرنے سے معذور رہا۔ اس کے بعد میں اسحاق احمر کے پاس گیا۔ دیکھا کہ وہ ایک جوان عمر کا شخص ہے اور بہت نفاست پسند ہے۔ اس کا مکان باقطانی کے مکان سے بھی بلند ہے۔ اس کا گھوڑا، لباس اور طرزِ رہائش اُس سے بھی بہتر ہے اُس کے پاس خدمتگار بھی اُس سے زیادہ اور مجمع بھی نسبتاً کثیر ہے۔

میں نے جاکر اس کو سلام کیا، اُس نے بھی مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے قریب ہی بٹھالیا میں بھی بیٹھا رہا۔ جب لوگ کم ہوگئے تو اُس نے مجھ سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اُس سے وہی کہا جو باقطانی سے کہا تھا۔ اور اس کے پاس بھی تین دن تک برابر جاتا رہا، مگر اُس کے پاس بھی کوئی دلیل نہیں پائی۔

پھر میں ابوجعفر عمری کے پاس گیا۔ دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ اور بہت متواضع شخص ہیں، ایک چھوٹا سا گھر ہے جس میں وہ ایک نمدے پر بیٹھے ہیں۔ نہ اُن کے پاس کوئی گھوڑا ہے نہ غلام، علاوہ ازیں نہ شان و شوکت ہے نہ لوگوں کا جمِ غفیر۔

اُنھوں نے جوابِ سلام دیا، اپنے قریب بلایا اور میرا حال دریافت کیا۔

میں نے بتایا کہ میں ایک کوہستانی علاقے سے آیا ہوں اور میرے پاس کچھ رقم ہے۔

اُنھوں نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ یہ مال اُن کی خدمت میں پہنچ جائے جنھیں تم چاہتے ہو تو پھر سرّ من رائے چلے جاؤ، وہاں ابنِ رضا کا گھر دریافت کرلینا اور فلاں بن فلاں وکیل کے بارے میں معلوم کرلینا۔ (اس وقت ابنِ رضا کا گھر آباد تھا) تمہارا مقصد وہیں پورا ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں وہاں سے سیدھا سرّ من رائے گیا، وہاں ابنِ رضا کے مکان پر پہنچا اور اس وکیل کو دریافت کیا۔

دربان نے کہا کہ وہ گھر کے اندر کسی کام میں مصروف ہیں، آپ کچھ انتظار کریں بس وہ وہ باہر آنے ہی والے ہیں۔

میں وہیں بیٹھ گیا۔ تقریباً ایک ساعت کے بعد وہ گھر سے باہر آئے تو میں نے اُٹھ کر اُنھیں سلام کیا۔ اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔ وہاں میرا حال دریافت کیا۔

میں نے عرض کیا کہ میں کوہستانی علاقے سے آیا ہوں، کچھ رقم میرے پاس ہے اور چاہتا ہوں کہ دلیلِ امامت حاصل کرنے کے بعد مطمئن ہوکر پیش کردوں۔

اُنھوں نے کہا، اچھا کھانا کھاکر آرام کرو، تم تھکے ہوئے ہوگے۔ اس وقت سے نمازِ اولیٰ تک کا وقت ہے۔ پھر جو تم چاہتے ہو وہ تمھارے سامنے پیش کردوں گا۔

یہ سنکر میں نے کھانا کھایا اور سوگیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو اُٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوکر نماز پڑھی۔ کچھ دیر کے بعد غسل خانے جاکر غسل کیا۔ تر و تازہ ہوکر وکیل کے گھر گیا، اور خاموشی سے جاکر بیٹھ گیا، یہانتک کہ ایک چوتھائی رات گذر گئی تو وکیل آیا اُس کے پاس ایک تحریر تھی جو اُس نے میرے حوالے کردی۔ اس میں لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اے احمد دنیوری! تمھارے پاس فلاں فلاں رنگ کی تھیلیوں میں دینار ہیں جو فلاں فلاں شخص کے اتنے اتنے دینار اتنی تھیلوں میں ہیں ان میں سے ایک تھیلی فلاں بن فلاں زرّاع کی ہے جس میں تیرہ دینار ہیں۔"

(میرے دل میں شک پیدا ہوا کہ کیا میرے امام مجھ سے بھی زیادہ اس رقم کے متعلق جانتے ہیں؟ لہٰذا میں مسلسل ہر تھیلی پر اس کے بھیجنے والے کا نام پڑھ پڑھ ملاتا رہا، یہانتک کہ آخری تھیلی تک پہنچ گیا۔) اس کے بعد آپؑ نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ تھیلی صوّاف کے بھائی احمد بن حسن مادرائی کے پاس سے قرمیسین سے آئی ہے اس میں ایکہزار دینار ہیں، اس کے

ساتھ ایک اس اس قسم کے کپڑوں کی گٹھری (بنڈل) ہے جو فلاں فلاں رنگ کے ہیں - (یہاںتک کہ آخری کپڑے کی تفصیل تحریر فرمائی)

یہ تحریر پڑھ کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا کہ اُس نے بڑا کرم فرمایا کہ میرے دل سے شک دور ہوگیا۔

اس کے بعد یہ تحریر فرمایا: "اے ابوجعفر عمری جس کو کہیں تم اس کو یہ سارا سامان حوالے کردو۔"

راوی کا بیان ہے۔ اس کے بعد میں ابوجعفر عمری کے پاس بغداد واپس آیا۔ اور اس آمد و رفت میں تین دن صرف ہو گئے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ابوجعفر عمری نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کیا ابھی تک تم نہیں گئے ؟

میں نے عرض کیا: جناب میں سرمن رائے سے ہی آرہا ہوں۔

ابھی میں باتیں کر ہی رہا تھا کہ ابوجعفر عمری کے پاس حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا ایک رقعہ آیا اُس میں بھی وہ ساری تفصیل مرقوم تھی جو میرے رقعے میں تھی' یعنی اتنی تھیلیاں ہیں' جنہیں اتنی اتنی فلاں فلاں کی ارسال کردہ رقوم اور ایک کپڑوں کی گٹھری ہے جس میں فلاں فلاں کپڑے جو اِس اِس رنگ کے ہیں۔' اور اس میں یہ حکم بھی تھا کہ یہ ساری رقم' اور کپڑے وغیرہ ابوجعفر محمد بن احمد ابنِ جعفر قطان قمّی کے سپرد کر دو۔

یہ تجدیدی حکم پاکر ابوجعفر عمری نے اپنا لباس تبدیل کیا اور مجھ سے کہا' جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب اُٹھالو اور محمّد بن احمد بن جعفر قطان قمّی کے مکان پر چلو۔

میں نے ساری رقم اور کپڑوں کا بنڈل اُٹھایا اور اُن کے ہمراہ محمّد بن احمد بن جعفر قطان کے گھر گیا اور یہ سب اُن کے حوالے کر کے حج کے لیے روانہ ہوگیا۔

جب حج سے فارغ ہو کر دنیور پہنچا تو لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ میں نے وہ رقعہ نکالا جو حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی طرف سے مجھے ملا تھا۔ اور سب کو پڑھ کر سنایا جب اس میں تھیلی کے ساتھ زرّاع کا نام آیا تو وہ بیہوش ہو گئے۔ میں نے انھیں ہوش میں لانے کی سعی کی جس وقت اُنھیں غش سے افاقہ ہوا تو بولے " الحمد للہ" کہ اس نے ہمیں ہدایت دی اور اب ہمیں یقین ہوگیا کہ زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور خدا کی قسم' یہ تھیلی جو اس زرّاع نے دی تھی اس کے بارے میں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ رقعہ لیکر میں ابوالحسن مادرائی کے پاس گیا اُسے بھی پڑھ کر سنایا اور تمام قصہ سنایا تو اُس نے کہا: سبحان اللہ! مجھے تو کبھی شک ہی نہ ہوا تھا اور تم کو بھی اس امر میں شک نہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑے گا۔

گھوڑے اور تلوار کی قیمت ابوالحسن اسدی کو دینے کا حکم … !

۱۱ (الف)

راوی مذکور کا بیان ہے کہ: اذکوتکین نے جب یزید بن عبداللہ سے شہر زور کے مقام پر جنگ کی اور اس کی مملکت اور خزانے پر قابض ہوگیا تو ایک شخص میرے پاس آیا' اور کہنے لگا کہ یزید بن عبداللہ نے فلاں گھوڑے اور فلاں تلوار کو حضرت صاحب العصر کی بارگاہ میں نذر کردیا ہے۔ اوّل اوّل تو میں یزید بن عبداللہ کے خزانے اذکوتکین کے پاس منتقل کرتا رہا' اور گھوڑے اور تلوار کو بچاتا رہا' جب کوئی چیز منتقل ہونے کو باقی نہ رہی سوائے ان دونوں چیزوں کے' اور میں چاہتا تھا کہ یہ چیزیں حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے لیے بچالوں' مگر جب اذکوتکین کی طرف سے سخت مطالبہ ہونے لگا اور ان کا بچانا ممکن نہ رہا تو میں نے اس گھوڑے اور تلوار کی قیمت اپنے دل میں ایک ہزار دینار لگالی اور ایکہزار دینار گن کر خازن کے حوالے کیے اور کہا' ان دیناروں کو کسی محفوظ اور پوشیدہ جگہ رکھدو' انھیں کسی حال میں نہ نکالنا' خواہ کتنی ہی شدید ضرورت پڑجائے۔

پھر میں نے وہ گھوڑا اور تلوار اذکوتکین کے سپرد کردیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنی نشست گاہ میں بیٹھا ہوا مختلف اُمور کے دروبست میں مصروف تھا کہ ابوالحسن اسدی میرے پاس آئے' وہ وقتاً فوقتاً آیا کرتے اور میں ان کی ضروریات پوری کردیا کرتا تھا۔ اِس مرتبہ آتے تو بہت دیر تک بیٹھے رہے جس سے میں بوجھ محسوس کررہا تھا میں نے پوچھا: مجھ سے کوئی ضرورت ہے ؟

اُنھوں نے کہا: جی ہاں، میں آپ سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے خازن سے کہا: خزائن خانے میں ہمیں کچھ پوشیدہ گفتگو کرنی ہے' اور پھر میں ان کو اپنے ساتھ خزانے کے کمرے میں لے گیا۔ تو اُنھوں نے حضرت صاحب الزّمان کا ایک چھوٹا سا رقعہ نکال کر میرے حوالے کیا' جس میں لکھا ہوا تھا:

"اے احمد بن حسن! وہ ایک ہزار دینار جو گھوڑے اور تلوار کی قیمت تمہارے پاس ہے' ابوالحسن اسدی کو دے دو۔"

راوی کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر میں شکر کے سجدے میں گر پڑا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا کرم فرمایا۔ اور اب مجھے یقین آگیا کہ وہ حضرت ہی حجّت خدا ہیں' اس لیے کہ اِس امر سے سوائے میرے کوئی دوسرا واقف نہ تھا کہ یہ گھوڑے اور تلوار کی قیمت ہے۔ چنانچہ میں نے اس خوشی میں کہ اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر کرم فرمایا، ابوالحسن اسدی کو ایکہزار دینار کے ساتھ تین ہزار دینار اور دے دیے۔

(۱۹) (ب) اولادِ نرینہ کی دُعاء

شیخ ابوجعفر طبری نے اپنی کتاب میں ابوالفضل شیبانی وکلینی کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ قاسم بن علاء کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی خدمت میں تین عریضے تحریر کیے اور ان میں اپنی حاجتیں بیان کیں اور یہ بھی لکھا کہ "میں کبیر السّن ہوگیا ہوں، مگر کوئی اولاد نہیں رکھتا۔" آپؑ نے تمام حاجتوں کے متعلق تو جواب دیا، مگر اولاد کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے چوتھی مرتبہ عریضہ لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ دعاء فرمائیں اللہ مجھے فرزند عطا فرمائے۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ :

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ وَلَدًا ذَکَرًا تَقَرَّ بِہٖ عَیْنَہٗ وَاجْعَلْ ھٰذَا الْحَمْلَ الَّذِیْ لَہٗ وَلَدًا ذَکَرًا"

(یا اللہ! تو اس شخص کو اولادِ نرینہ کرامت فرما جس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ حمل جو قرار پایا ہے اس کو فرزند کا حمل قرار دے۔)

(قاسم بن علاء کا بیان ہے کہ) اور مجھے معلوم نہ تھا کہ میری کنیز حاملہ ہے۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا تو اُس نے اقرارِ حمل کیا۔ اس کے بعد اس کنیز سے فرزند کی ولادت ہوئی۔

- اور اِس حدیث کو حمیری نے بھی نقل کیا ہے۔

(۱۹) (ج) دُعائے فَرَج کی تعلیم

نیز شیخ ابوجعفر محمّد بن جریر طبری نے اپنی کتاب میں ابوجعفر محمّد بن ہارون بن موسیٰ تلعکبری سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالحسین بن ابوبغل کاتب نے بیان کیا کہ میں نے ابومنصور بن صالحان کی ملازمت اختیار کرلی، مگر میرے اور اس کے درمیان کچھ ایسا معاملہ اور ایسی غلط فہمی پیدا ہوگئی کہ مجھے لازماً اُس سے روپوش ہونا پڑا۔ اس نے مجھے بہت تلاش کرایا اور بہت ڈرایا کہ میں روپوش ہی رہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شبِ جمعہ کو میں نے مقابرِ قریش کا ارادہ کیا تاکہ وہاں رات بھر رہکر دعاء کروں۔ وہ رات باد و باراں کی تھی، میں نے ابوجعفر قیّم سے

درخواست کی کہ وہ باہر سے دروازہ بند کرلیں اور مجھے ایسی جگہ دے دیں جہاں میں اطمینان سے دعائیں پڑھ سکوں اور دعاء مانگوں اور کسی انسان کی دسترس سے محفوظ رہوں، وہاں کوئی نہ پہونچ سکے کیونکہ مجھے اپنی گرفتاری کا خطرہ تھا۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا، باہر سے دروازے بند کردیے اور ادھر آندھی اور بارش کا زور بڑھ گیا، اور ہر طرف سے کسی انسان کے پہنچنے کا امکان نہ رہا۔ لہٰذا میں بہ صمیم قلب دعاء و زیارات و نماز میں مشغول ہوگیا۔

ابھی میری اس مشغولیت کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی قبر کے پاس سے کسی انسان کے قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا زیارت پڑھ رہا ہے۔ اُس نے حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام انبیائے اولوالعزم پر سلام کیا؛ پھر ایک ایک کرکے تمام ائمۂ طاہرین ع پر سلام بھیجا اور گیارہویں امام حضرت حسن عسکری ع پر سلام کرکے توقف کیا (بارہویں امام ع پر سلام نہیں بھیجا) مجھے بڑا تعجب ہوا اور سوچا کہ شاید یہ بھول گیا، اس کو معلوم نہ ہو یا یہ کہ اس شخص کا یہی عقیدہ و مذہب ہو۔

جب وہ شخص زیارت سے فارغ ہوا تو دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر حضرت امام ابوجعفر علیہ السّلام کی قبر کے نزدیک میرے پاس آیا اور اسی طرح زیارت پڑھی اور سلام کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں ڈر رہا تھا کیونکہ اس کو پہچانتا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جوان مرد ہے، سفید لباس زیب تن کیے ہے، سر پر عمامہ بھی تحت الحنک کے ساتھ ہے، دوش پر ردا ہے۔ اُس نے میرا نام لیکر آواز دی، اے ابوالحسین بن ابی بغل! تم دعائے فَرَج کو کیوں بھولے ہوئے ہو، اس کا ورد کیوں نہیں کرتے ؟

میں نے عرض کیا، وہ کونسی دعاء ہے ؟

اُنھوں نے فرمایا: پہلے دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ پڑھو:

"یَا مَنْ اَظْھَرَ الْجَمِیْلَ وَسَتَرَ الْقَبِیْحَ، یَا مَنْ لَمْ یُؤَاخِذْ بِالْجَرِیْرَۃِ وَلَمْ یَہْتِکْ السِّتْرَ یَا عَظِیْمَ الْمَنِّ یَا کَرِیْمَ الصَّفْحِ یَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالرَّحْمَۃِ یَا مُنْتَھٰی کُلِّ نَجْوٰی وَیَا غَایَۃَ کُلِّ شَکْوٰی یَا عَوْنَ کُلِّ مُسْتَعِیْنٍ یَا مُبْتَدِئًا بِالنِّعَمِ قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِھَا • یَا رَبَّاہُ دس مرتبہ۔ یَا سَیِّدَاہُ دس مرتبہ یَا مَوْلَیَاہُ دس مرتبہ۔ یَا غَایَتَاہُ دس مرتبہ۔ یَا مُنْتَھٰی غَایَتَاہُ رَغْبَتَاہُ دس مرتبہ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاَسْمَاءِ وَبِحَقِّ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامِ اِلَّا كَشَفْتَ كَرْبِيْ وَنَفَّسْتَ هَمِّيْ وَفَرَّجْتَ غَمِّيْ وَاَصْلَحْتَ حَالِيْ ۔"

ترجمہ: (اے وہ جو نیکیوں کو ظاہر کرتا ہے، اور برائیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے، اے وہ جو جرم کا فوری مواخذہ نہیں کرتا، کسی کے پردے کو فاش نہیں کرتا، اے عظیم احسان کرنے والے، اے بہت نظر انداز کرنے والے، اے بہترین درگذر کرنے والے، اے بہت زیادہ مغفرت کرنے والے، اے رحمت کے ساتھ دونوں ہاتھ بڑھانے والے، اے ہر مناجات کی انتہا، اے ہر ایک کی شکایت سننے والے، اے ہر مدد چاہنے والے کی مدد کرنے والے، اے قبلِ استحقاق سب کو نعمات دینے والے !......

....

میں ان اسماء کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمدؐ اور ان کی اولادِ طاہرین علیہم السّلام کے حق کا واسطہ دیکر تجھ سے دعاء کرتا ہوں کہ تو میری تکلیف کو دور کر، میرے رنج و غم کو برطرف کر، میرے غم کی گرہوں کو کھولدے اور میرے حالات کو درست فرمادے۔")

اور اس کے بعد جو دعا مانگنی ہو مانگ اور اپنی حاجت طلب کر۔

پھر اپنا دا ہنا رُخسار زمین پر رکھ کر سو مرتبہ یہ کہہ:

"يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَايَ وَانْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَايَ "

پھر اپنا بایاں رُخسار زمین پر رکھکر سو مرتبہ بلکہ زیادہ اَدْرِكْنِيْ، کہکر اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اتنا کہہ کہ ایک سانس ختم ہوجائے۔ پھر سر اُٹھالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ جلّ جلالہٗ اپنے کرم سے تیری حاجت پوری فرمائے گا۔

یہ ہدایات سن کر جب میں نماز و دعاء میں مشغول ہوا تو وہ چلے گئے۔ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر میں ابوجعفر قیّم کے پاس گیا، تاکہ میں دریافت کروں کہ وہ شخص کون تھا، اور اندر کیسے داخل ہوگیا، مگر پہلے میں نے ایک ایک دروازے کو جاکر دیکھا تو سب بند اور مقفّل تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ پھر خیال آیا کہ وہ شخص اندر ہی کہیں سو رہا ہوگا، اور ہمیں پتہ نہ چلا ہوگا۔

اب میں ابوجعفر کے پاس پہنچا، وہ بیتِ زیت سے نکل کر باہر آئے تو میں نے اُس شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسے اندر داخل ہوگیا؟

اُنھوں نے کہا: تم نے خود دیکھ لیا کہ تمام دروازے بند اور مقفّل ہیں میں نے ابھی تک کسی

دروازے کو نہیں کھولا۔

پھر میں نے اُن سے سارا قصّہ بیان کیا۔

اُنھوں نے کہا: وہ صاحب العصرؑ والزّمان تھے۔ میں نے اُنھیں شبِ جمعہ میں کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ جب روضہ خالی ہوجاتا ہے تو تشریف لاتے ہیں۔

یہ سُنکر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ بڑا اچھا موقع کھودیا۔ اور قریبِ فجر میں نے وہاں سے محلہ کرخ کا ارادہ کیا، جہاں میں روپوش تھا۔ ابھی یہاں سے نکلا ہی تھا کہ ابنِ صالحان کے لوگ مجھے تلاش کرنے آگئے اور میرے احباب سے میرے متعلق پوچھنے لگے۔ ان کے پاس میرے لیے ایک امان نامہ وزیر کی طرف سے اور ایک خط خود اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔

لہٰذا میں اپنے چند باوثوق احباب کو ساتھ لیکر وزیر کے پاس گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی کھڑا ہوگیا، بغلگیر ہوا اور بولا، اب تم اس منزل و مرتبے پر پہنچ گئے کہ تم نے میری شکایت حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام سے کردی۔

میں نے کہا: نہیں، بلکہ میں نے تو دعاء مانگی تھی اور التجا کی تھی۔

اُس نے کہا: وائے ہو تجھ پر، گذشتہ شب یعنی شبِ جمعہ میں حضرت صاحب العصرؑ میرے خواب میں آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا کہ خبردار، اُس سے اچھی طرح پیش آؤ۔

میں نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات (ائمہ طاہرینؑ) حق ہیں، اور حق کی انتہا ہیں۔ میں نے حضرت صاحب الزّمان کو عالمِ بیداری میں دیکھا ہے اور اُنھوں نے مجھے یہ یہ تعلیم فرمایا۔

پھر روضے میں جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ اُس کو بڑا تعجب ہوا۔ اور حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی برکت و طفیل میں میرے ایسے ایسے مقاصد پورے ہوئے جن کا میں تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔

(کتاب النجوم)

نوٹ: یہ روایت اور اس سے سابق کی تمام روایات طبری کی کتاب میں مرقوم ہیں۔

(۶۰) اللہ تعالیٰ تجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائے گا

شیخ ابوالعبّاس عبداللہ بن جعفر حمیری نے اپنی کتاب "الدلائل جزءِ ثانی" میں تحریر کیا ہے کہ بعض حمید سے ایک شخص نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ میری زوجہ کے حمل ہے دعاء فرمائیے۔ تو ولادت سے چار ماہ قبل جواب آیا کہ اللہ تعالیٰ

"تجھے فرزند عطا فرمائے گا"۔ اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

(کتاب النجوم)

○ تمھیں ابھی کفن کی ضرورت نہیں ہے

کتابِ مذکور میں یہ روایت بھی ہے کہ علی بن محمد سمری نے آپ کو عریضہ بھیجا جس میں ایک کفن کی درخواست کی۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمھیں ابھی کفن کی ضرورت نہیں ہے، اسّی برس کی عمر میں پیش آئے گی۔

چنانچہ آپ نے جو سال مقرر فرمایا تھا اسی میں ان کی وفات ہوئی اور ان کی وفات سے دو ماہ قبل آپ نے اُن کے لیے کفن بھیجدیا۔

(کتاب النجوم)

(۲۱) حج کی اجازت کفن کے ساتھ

حسین بن رَوح سے روایت ہے کہ احمد بن اسحاق نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کو عریضہ بھیجا، اس میں حج پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی اور ساتھ کے لیے ایک کپڑا بھی بھیجدیا۔

احمد بن اسحاق نے کہا، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے مجھے موت کی خبر دی ہے

چنانچہ جب وہ حج کر کے واپس ہوا تو مقامِ حلوان میں اس کا انتقال ہوگیا۔

(رجال کشی)

(۲۲) میں صاحب الزّمانؑ کی دُعا ہوں

ایک مرتبہ علی بن حسین بن بابویہ نے ابوالقاسم حسین بن رَوح سے ملاقات کی اور بہت سے مسائل دریافت کرائے۔ پھر علی بن جعفر بن اسود کی معرفت ایک عریضہ بھیجا کہ یہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچا دیں۔

اس عریضے میں اولادِ نرینہ کے لیے درخواست کی تھی۔

حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: میں نے اللہ سے دعا کی ہے، اللہ تمھیں دو فرزند نیک و صالح عطا فرمائے گا۔

چنانچہ ابوجعفر و عبداللہ یہ فرزند ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور ابوعبداللہ الحسین بن عبیداللہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے ہوئے سُنا کہ "میں حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی دعا سے پیدا ہوا ہوں" اور وہ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ (فہرست نجاشی)

(۲۳) نیم غنودگی کے عالم میں دُعا کی تعلیم

احمد بن محمد علوی عریضی نے محمد بن علی علوی حسینی سے روایت ہے: جب وہ مصر میں رہا کرتے تھے ایک مرتبہ انھیں حاکمِ مصر کی طرف سے جان کا سخت خطرہ لاحق ہوا، کیونکہ کسی نے احمد بن طولون سے میری شکایت کردی تھی۔ چنانچہ میں حج کے ارادے سے مصر سے چلا اور حج کے فریضے سے فارغ ہو کر عراق چلا گیا، وہاں روضۂ امام حسین بن علی علیہ السّلام کی زیارت کا قصد کیا، تاکہ جس سے خوفزدہ ہوں اس کے ظلم سے بچنے کے لیے آنجنابؑ کی قبرِ مبارک سے لپٹ کر فریاد کروں، پناہ چاہوں اور مدد کا طالب ہوں۔

چنانچہ حائر (کربلا) میں میرا قیام پندرہ دن رہا اور شب و روز تضرّع و زاری سے دعائیں مانگتا رہا۔

ایک دن میں نیم غنودگی کے عالم میں تھا کہ مجھے حضرت امام قائم صاحب الزّمان، ولی الرحمٰن علیہ السّلام کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السّلام تم سے فرماتے ہیں کہ اے فرزند! کیا تم فلاں شخص سے خوفزدہ ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے اس لیے اپنے آقا کی بارگاہ میں پناہ لینے کی غرض سے آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا: پھر تم نے اپنے اور اپنے آبائے کرام کے رب کی بارگاہ میں وہ دعائیں کیوں نہ پڑھیں جو انبیائے ماسلف اپنی مشکلات کے وقت پڑھا کرتے تھے اور ان کی مشکلات دور ہوجایا کرتی تھیں؟

میں نے عرض کیا: پھر میں کونسی دعا پڑھوں؟

آپ نے فرمایا: سنو! جب شبِ جمعہ آئے تو غسل کرو اور نمازِ شب پڑھو، جب سجدۂ شکر سے فارغ ہو تو دو زانو بیٹھ کر یہ دعا پڑھو۔

پھر آپ نے مجھے وہ دعا تعلیم فرمائی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ اسی وقت جب میں نیم خوابی کے عالم میں ہوتا تشریف لاتے اور اس دعا کی تعلیم فرماتے، یہانتک کہ پانچ دن مسلسل تشریف لائے اور بار بار یہی فرماتے رہے اور اس دعا کی تعلیم دیتے رہے۔ جب وہ دعا مجھے زبانی یاد ہوگئی تو پھر آپ کے تشریف لانے کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

پھر میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق شبِ جمعہ میں غسل کیا، لباس تبدیل کر کے

خوشبو لگائی، نمازِ شب پڑھی، سجدۂ شکر ادا کیا، پھر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور جس دعا کی آپ نے تعلیم فرمائی تھی وہ دعا پڑھی، پھر جب ہفتے (شنبہ) کی شب آئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! تیری دعا قبول ہوئی اور جونہی تو اس دعا سے فارغ ہوا تھا تیرا دشمن قتل کر دیا گیا۔ وہی دشمن جس نے تیری شکایت کی تھی۔

جب صبح ہوئی تو میں روضے پر گیا۔ مولا و آقا سے رخصت ہوا اور مصر کا رُخ کیا۔ جب اردن پہنچا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو مصر میں میرا پڑوسی تھا اور مردِ مومن بھی تھا، اُس نے بتایا کہ تیرے دشمن کو احمد بن طولون نے گرفتار کرایا، پھر اسے پسِ گردن سے ذبح کرا دیا۔ یہ واقعہ شبِ جمعہ کا ہے۔ پھر اس کے حکم سے اس کی لاش کو دریائے نیل میں بہا دیا گیا۔

اس کے بعد اُس کے قتل کا واقعہ اس کے اہلِ خاندان اور اپنے شیعہ بھائیوں نے بتایا کہ یہ اُس وقت ہوا تھا جب میں وہاں پر دعا سے فارغ ہوا تھا، جیسا کہ آنجناب نے مجھے بتایا تھا کہ جا تیرا دشمن قتل ہو گیا۔

(مہج الدعوات)

(٢٤) اللہ تجھے دو فرزند عطا فرمائے گا ایک کا نام احمد، دوسرے کا جعفر رکھنا

ابنِ قولویہ نے کلینی سے، اُنھوں نے علی بن محمد سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میرے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ ساتویں روز اس کی تطہیر کر دوں تو حکم آیا کہ نہیں ایسا نہ کرو۔

اس کے بعد ساتویں یا آٹھویں ہی دن وہ فرزند مر گیا۔ پھر میں نے اس کی موت کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے فرزند اور عطا فرمائے گا پہلے کا نام احمد اور دوسرے فرزند کا نام جعفر رکھنا۔

پھر آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

○ آئندہ سال حج کرنا

نیز ایک مرتبہ میں نے حج کی تیاری کی، لوگوں سے رخصت ہو کر روانہ ہونے ہی والا تھا کہ آپ کا رقعہ ملا۔ لکھا تھا کہ "ہمیں یہ پسند نہیں، ویسے تمھیں اختیار ہے۔"

یہ دیکھ کر میں بہت دل تنگ اور غمگین ہوا۔ اور جواب میں لکھا کہ آپ کا حکم بسر و چشم

میں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا ہے لیکن حج کے ترک ہو جانے کا بیحد غم ہے۔

- جواب آیا: غم نہ کرو، انشاء اللہ تم آئندہ سال حج ادا کرو گے۔
- جب دوسرے سال حج کا زمانہ آیا تو میں نے اجازت کے لیے خط لکھا۔
- جواب آیا: اجازت ہے۔
- میں نے پھر خط لکھا کہ "میں نے اپنا عدیل (ایک اونٹ پر دو بیٹھنے والے) محمد بن عباس کو بنا لیا ہے کیونکہ مجھے اس کی دیانت و صیانت پر بھروسہ ہے۔
- جواب آیا: اسدی بہت اچھا عدیل ہے۔ اگر وہ آجائے تو اس پر کسی کو ترجیح نہ دو
- چنانچہ اسدی آگیا، اور میں نے اس کو عدیل بنایا۔

(غیبتہ طوسی۔ الارشاد)

(٢٥) حسن بن نضر کا خدمتِ امام میں باریاب ہونا

علی بن محمد نے سعد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حسن بن نضر و ابو صدام وغیرہ نے حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد آپس میں بیٹھ کر گفتگو کی، کہ آپ کے وکلاء کے پاس جو رقم ہے وہ کس کی خدمت میں پیش کی جائے۔ بالآخر طے یہ ہوا کہ تفحص و تجسس کر لیا جائے اسی اثناء میں حسن بن نضر، ابو صدام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ ابو صدام نے کہا اِس سال کو چھوڑ دو۔

حسن نے جواب دیا: میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ جانا ضروری ہے۔

اس کے بعد اُنھوں نے احمد بن ابو العلی بن حماد کو وصیت کی اور اس وصیت میں کچھ رقم ناحیۂ مقدسہ (بارگاہِ امامِ زمانہ) کے لیے مقرر کر دی اور کہا کہ ان کے ظہور کے بعد تم اپنے ہاتھ سے یہ رقم اُن کے حوالے کر دینا۔

حسن بن نضر کا بیان ہے کہ جب میں حج کے ارادے سے نکل کر بغداد پہنچا تو ایک مکان کرائے پر لے کر وہاں قیام کیا تو امام حسن عسکری علیہ السلام کے کچھ وکلاء میرے پاس آئے اور بہت سے کپڑے اور دینار میرے حوالے کیے۔ میں نے اُن سے کہا، یہ کیا؟

اُنھوں نے کہا: یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

پھر یکے بعد دیگرے آ کر گھر میں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد احمد بن اسحاق بھی آئے اور اُن کے پاس جو کچھ تھا وہ سب لے آئے۔

مجھے بڑا تعجب ہو رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں متفکر ہوا کہ در ایں اثناء ایک شخص

(امامِ زمانہ) کا رقعہ لیکر میرے پاس آیا۔ اُس میں تحریر تھا کہ "جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب لیکر آؤ"
میں نے سب کچھ اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوگیا۔ راستے میں ستّر رہزنوں کا جتھہ ملا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن سے محفوظ رکھا اور میں صحیح وسلامت عسکر (سرّمن رائے) پہنچ گیا۔ وہاں پر قیام کیا تو پھر ایک رقعہ آیا۔ اور حکم ملا کہ "سب سامان لیکر میرے گھر آؤ۔"
میں نے دو مزدوروں کے ٹوکروں میں سامان رکھا اور آپ کے بیت الشرف کی ڈیوڑھی پر جا پہنچا۔ تو دیکھا کہ وہاں ایک حبشی خادم کھڑا ہے۔
اُس نے پوچھا: کیا آپ حسن بن نضر ہیں؟
میں نے کہا: ہاں۔
اُس نے کہا: اندر آجائیے۔
میں نے اندر جاکر مزدوروں کے ٹوکروں سے سامان نکال کر رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ مکان کے ایک گوشے میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے اُن میں سے دو دو روٹیاں دونوں مزدوروں کو دیکر رخصت کردیا۔ پھر دیکھا کہ ایک کمرے کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے اور کسی نے اندر سے آواز دی: اے حسن بن نضر! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمھیں یہاں آنے کا موقع فراہم کیا۔ اب شک نہ کرنا۔ شیطان چاہتا ہے کہ تم شک میں مبتلا رہو۔ اچھا اب اِسمیں سے وہ دو کپڑے نکال کر لیجاؤ۔ ان کی تمھیں ضرورت پیش آئے گی۔
میں نے وہ دو کپڑے نکالے اور لیکر باہر آگیا۔
سعد (راوی) کا بیان ہے۔ جب حسن بن نضر گھر واپس آئے تو ماہِ رمضان میں اُن کا انتقال ہوگیا اور وہ دونوں کپڑے کفن میں کام آئے۔
(کافی)

(۲۶) تقسیمِ وظائف

علی بن محمدؐ نے خدیجہ بنتِ ابی جعفر کے غلام فضل خزاز مدائنی سے روایت کی ہے کہ اہلِ مدینہ میں سے طالبین کے بہت سے لوگ مذہبِ حق کے قائل تھے اور انھیں اُن کے وظائف وقت پر بھیجدیے جاتے تھے لیکن جب حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی تو اُن میں سے ایک گروہ حق سے پھر گیا اور اس کا قائل نہ رہا کہ آپ کے کوئی فرزند ہیں۔ لہٰذا اُن کے وظائف بھی بند کردیے گئے اور ان الحمدللہ کہ اب ان کا کوئی ذکر بھی نہ رہا۔ اور وہ لوگ جو اُن کے فرزند کے قائل تھے اُن کے وظائف بدستور جاری رہے۔
(کافی)

(۲۷) تمھارا یہ فرزند زندہ رہیگا

قاسم بن علاء کا بیان ہے کہ میرے کئی بیٹے پیدا ہوئے اور ہر ایک کی اطلاع میں آپ (امام زمانہؑ) کو بذریعہ عریضہ دیتا رہا اور ان کے لیے دعا کا طالب رہا، مگر آپؑ نے اُن زندوں کے لیے کچھ تحریر نہ فرمایا۔ البتہ جب میرا فرزند حسن پیدا ہوا تو میں نے عریضہ آپ کی خدمت میں لکھا اور دعا کا طالب ہوا۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ الحمدللہ یہ تمھارا فرزند زندہ رہے گا۔
(کافی)

(۲۸) امامؑ نے ایک فقیہ کے خط کا جواب نہیں دیا

حسن بن فضل نے زید یمانی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میرے والد نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک عریضہ امام زمانہؑ کی خدمت میں ارسال کیا۔ تو اس کا جواب آیا۔ پھر میرے ہاتھ سے ایک عریضہ لکھوا کر بھیجا۔ اس کا بھی جواب آیا۔ پھر اپنے فقہا میں سے ایک فقیہ کے ہاتھ سے عریضہ لکھوا کر بھیجا، تو اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ مگر بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ شخص قرمطی (غالی۔ جو مذہبِ حقّہ سے پھر جائے) ہونے والا تھا، اس لیے جواب نہیں دیا۔

(۲۹) یہ خادم نشہ کرتا ہے اسے واپس کرو

حسن بن خفیف نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ آپؑ (امام زمانہؑ) نے کچھ خدام مدینۂ رسولؐ بھیجے اور خفیف کو خط تحریر فرمایا کہ تم ان خادموں کے ساتھ مدینہ جاؤ۔
خفیف ان کے ساتھ گئے۔ جب کوفہ پہنچے تو اُن میں سے ایک خادم نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی۔ اور ابھی کوفہ سے نکلے بھی نہ تھے کہ عسکر (سرّمن رائے) سے خط آیا کہ اس خادم کو واپس کردو جس نے نشہ آور شے استعمال کی ہے۔
پھر اس کو خدمت سے برخواست کردیا۔

(۳۰) اپنے تمام وکلاء کو رقم وصول نہ کرنے کا حکم

حسین بن حسن علوی کا بیان ہے کہ بادشاہ کے ندیموں میں سے ایک شخص روز حسنی اور دوسرا اس کا ساتھی دونوں مکّار اور فریبی تھے۔ ایک مرتبہ اس شخص نے کہا کہ فلاں جگہ پر رقم آتی ہے اور ان کے بہت سے وکلاء رقم وصول کرتے ہیں، چنانچہ اُس نے ان تمام وکلاء کے نام بھی بتادیے

جو اطراف و جوانب میں تھے۔ اس کی اطلاع عبید اللہ بن سلیمان وزیر کو ہوئی، تو اُس نے اُن تمام وکلا کو قید کرنے کا ارادہ کیا لیکن بادشاہِ وقت نے کہا کہ اُس شخص کو طلب کیا جائے جس نے یہ خبر دی ہے کیونکہ یہ بات اتنی اہم ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

عبید اللہ بن سلیمان نے کہا: ہم تمام وکلا کو گرفتار کر لیتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا: نہیں، بلکہ پہلے ہم کچھ لوگوں کو رقم دیکر اُن وکلاء کے پاس جاسوسی کے لیے روانہ کرتے ہیں، اور ان جاسوسوں کو وکلاء پہچانتے بھی نہ ہوں پس جو وکیل اُن سے رقم وصول کرے اُسے گرفتار کر لیا جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ معاً امام زمانہ علیہ السلام کا حکم تمام وکلاء کے پاس پہنچا کہ تا حکم ثانی کسی بھی شخص سے کوئی رقم وصول نہ کی جائے، بلکہ رقم دینے والے شخص سے اِس معاملے میں لاعلمی کا اظہار کیا جائے۔

چنانچہ ایک جاسوس محمد بن احمد کے پاس جا پہنچا اور تخلیہ چاہا اور پھر کہا کہ میرے پاس کچھ رقم ہے جس کو میں امامؑ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔

محمد بن احمد نے کہا: تم کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو اِس سلسلے میں کسی بات سے واقف نہیں ہوں۔

وہ شخص مسلسل اُنکی خوشامد کرتا رہا اور محمد بن احمد پیہم لاعلمی کا اظہار کرتے رہے۔ اور اسی طرح تمام جاسوسوں نے ہر وکیل کے پاس رقم لیجا کر دینے کی بھرکوشش کی، مگر تمام وکلاء نے اُن سے رقم وصول کرنے سے انکار اور معاملے سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ (اس طرح یہ خطرہ ٹل گیا۔) (کافی)

(۳۱) محمد بن احمد کو امامؑ نے اپنا وکیل مقرر فرمایا

"غیبت طوسیؒ" میں ہے کہ امامِ زمانہ کے معجزات بیحد و بیشمار ہیں۔ ان میں سے ہم چند کا ذکر کرتے ہیں:

اپنے اسناد کے ساتھ محمد بن ابراہیم بن مہزیار سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ: حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ شک ہوا کہ اب کون امام ہے؟ اور میرے والد کے پاس بہت سا مالِ (امامؑ) جمع تھا۔ اُنھوں نے وہ سارا مال لیا، اور کشتی پر سوار ہوئے میں بھی اُن کے ہمراہ روانہ ہوا، راہ میں اُنھیں سخت بخار لاحق ہوگیا۔ اُنھوں نے کہا: اے فرزند! اے فرزند مجھے واپس لیچلو۔ یہ میری موت کا پیغام ہے۔ اور سُنو! اِس مال کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔ پھر مجھ سے وصیت کرکے انتقال کر گئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے والد سے یہ ممکن نہیں کہ کوئی غلط وصیت کریں۔ لہٰذا میں یہ مال لیکر عراق جاتا ہوں، وہاں دریا کے کنارے کرائے پر ایک مکان لوں گا اور کسی کو اسکی خبر نہ دوں گا۔ جب حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کی طرح کسی کی امامت واضح و روشن ہوجائے گی تو یہ مال اُن کے سپرد کردوں گا۔ ورنہ اس کو تصدق کردوں گا۔

یہ سوچ کر میں عراق گیا اور دریا کے کنارے ایک مکان کرائے پر لیکر رہنے لگا۔ کچھ دنوں بعد ایک قاصد میرے پاس ایک خط لیکر آیا۔ اس میں تحریر تھا:

"اے محمدؑ! تمھارے پاس فلاں فلاں چیز ہے جو فلاں فلاں مقام پر رکھی ہوئی ہے"

یہانتک کہ وہ سب چیزیں بھی بتائیں کہ جنکا خود مجھے بھی علم نہ تھا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے وہ سارا مال قاصد کے حوالے کردیا۔ پھر چند دنوں وہاں اور قیام کیا، مگر (امام کی) توجہ میری طرف نہ ہوئی، جس کا مجھے دکھ ہوا۔ مگر ایک روز اچانک ایک رقعہ آیا جس میں تحریر تھا۔

"میں نے تمھیں تمھارے والد کی جگہ (اپنا وکیل) مقرر کردیا۔"

یہ رقعہ پڑھ کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (غیبۃ طوسی)

(۳۲) مذکورہ روایت کی مزید تصدیق

ابن قولویہؒ نے کلینیؒ سے، اُنھوں نے علی بن محمدؒ سے، اُنھوں نے محمد بن حمویہ سے، اُنھوں نے محمد بن ابراہیم سے مذکورہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔ (الارشاد)

(۳۳) میرے دل کی بات کا انکشاف

حسن بن فضل بن زید یمانی سے روایت ہے کہ میں نے (امامِ زمانہ کو) دو مقصد اپنے عریضے میں لکھے لیکن تیسری حاجت کا لکھنا میں نے اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو بُرا محسوس نہ ہو۔ آپ نے جواب میں دونوں مقاصد کے ساتھ ساتھ تیسری حاجت کی تفصیل کے بارے میں خود تحریر فرمادیا۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۳۴) گھوڑے تلوار اور پٹکے کی قیمت بھیجدو

احمد بن حسن کے غلام بدر نے اپنے مالک احمد بن حسن سے روایت کی ہے اُس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں خطۂ جبل میں پہنچا، میں امامت (ائمۂ طاہرینؑ) کا قائل نہ تھا، مگر محبت ان سب سے کرتا تھا۔ اسی اثناء میں یزید بن عبد الملک مرگیا اور اُس نے مجھ

وصیت کی تھی کہ میرا گھوڑا، تلوار اور کمر کا پٹکا میرے مولا کو دے دینا۔ مگر میں اذکونکیں سے خوف لاحق ہوا کہ وہ میری بے عزتی کرے گا، اس لیے میں نے گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی مجموعی قیمت کا اندازہ سات سو دینار لگایا اور کسی کو نہیں بتایا۔ درایں اثنا، عراق سے (امام زمانہؑ کا) ایک خط میرے پاس آیا جس میں تحریر تھا:

"گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی قیمت سات سو دینار جو میرے تمھارے پاس امانتاً رکھے بھیج دو۔"

(غیبتہ طوسی)

- "ارشاد" میں بھی بدر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(۳۵) تم کو فی الحال کفن کی ضرورت نہیں

انھیں اسناد سے علی بن محمدؐ نے ابوعقیل عیسیٰ بن نصر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ علی بن زیاد صیمری نے (حضرت صاحب العصر علیہ السّلام کو) خط لکھا اور اس میں اپنے لیے کفن کی درخواست کی۔

"جوابِ امامؑ آیا کہ کفن کی ضرورت تو تمھیں اسّی برس کی عمر میں درپیش ہوگی۔"

چنانچہ ان کا انتقال اسّی برس کی عمر میں ہوا اور آپ نے ان کی موت سے قبل اُن کا کفن بھیج دیا۔

(غیبتہ طوسی)

(۳۶) سرِدست زیارت ملتوی کردو

محمدؐ بن یعقوب نے علی بن محمدؐ سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مقابرِ قریش (کاظمین) اور حائر (کربلا) کی زیارت کے لیے (حضرت صاحب الزّمان عہ کا) امتناعی حکم آگیا اور اس حکم کے آنے کے ایک ماہ بعد وزیر باقطانی نے مجھے بلایا اور کہا کہ فرات کے کنارے بسنے والوں اور قریۂ برس کے باشندوں سے جاکر کہدو کہ مقابرِ قریش کی زیارت کو نہ جائیں، اس لیے کہ خلیفۂ وقت نے حکم دیا ہے کہ جو بھی مقابرِ قریش کی زیارت کو جائے اسے گرفتار کرلو۔

○ مسجدِ کوفہ کے سنگریزے پر محمدؐ کندہ تھا

علی بن احمد رازی نے ابنِ عیاشی، ان کے والد اور منظفر علوی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے بعد ساکنینِ رے میں سے ہمارے

ایک برادرِ ایمانی دینِ حق سے بھٹک رہے تھے اور مسجدِ کوفہ میں بیٹھے ہوئے اسی فکر میں تھے اور انگلیوں سے مسجد کے اندر کے سنگریزے کُرید رہے تھے کہ اچانک ایک سنگریزہ نمودار ہوا جس کے اوپر "محمدؐ" لکھا ہوا تھا۔ خوب اچھی طرح اس کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس پر کسی نے نقش نہیں کیا ہے، بلکہ یہ قدرتی تحریر ہے۔

(اکمال الدّین)

(۳۷) اِس خط کے پہنچنے کے چالیسویں روز تمھارا انتقال ہوجائے گا

شیخ مفید علیہ الرّحمہ اور غضائری نے محمد بن احمد صفوانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے قاسم بن علاء کو اس وقت دیکھا جب ان کی عمر ایک سو سترہ سال کی تھی۔ اسّی سال تک اُن کی بینائی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ یہ، حضرت امام علی النّقی اور حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری (عسکرین) علیہما السّلام سے ملاقات کا شرف حاصل کرچکے تھے۔ اسّی سال کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی اور وفات سے سات دن قبل بینائی پھر واپس آگئی۔

صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے پاس آذربائیجان کے شہر ران میں مقیم تھا۔ یہ وہ دور تھا کہ ابوجعفر محمدؐ بن عثمان عمری اور ان کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہما کی ہاتھوں حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی توقیعات و خطوط کے آنے کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا تھا مگر دو ماہ سے بند تھا، کوئی خط نہیں آیا تھا۔

ایک دن ہم لوگ اُن کے پاس دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دربان خوشی کے عالم میں اندر آیا اور کہنے لگا۔ قاصدِ عراق (امامؑ کے قاصد کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا)۔

یہ سنکر قاسم خوش ہوگئے۔ فوراً قبلہ رُخ ہوکر سجدۂ شکر بجالائے۔ پھر ایک پستہ قد ضعیف شخص اندر داخل ہوا۔ دیکھنے میں واقعۃً قاصد معلوم ہوتا تھا۔ جسم پر جُبّہ، پاؤں میں جوتا اور کاندھے پر تھیلا۔ اُسے دیکھ کر قاسم کھڑے ہوگئے اور گلے لگایا۔ اُس نے اپنے کاندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے کو اُتار کر الگ رکھدیا۔ قاسم نے طشت اور پانی منگایا، اُس کے ہاتھ دُھلائے اور اپنے پہلو میں بٹھالیا ہم سب نے کھانا کھایا، پھر ہاتھ دھوئے۔ اس کے بعد وہ قاصد اُٹھا اور تھیلے سے ایک خط نکالا جو نصف صفحے پر لکھا ہوا تھا اور قاسم کی طرف بڑھایا۔ انھوں نے خط لیا، اُسے بوسہ دیا، اس کے بعد اپنے کاتب ابنِ ابی سلمہ کی طرف بڑھایا۔ اُس نے اُسے لیکر کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ وہ پڑھ رہا تھا کہ قاسم کے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوئی۔ پھر پوچھا: ابوعبداللہ! خیر تو ہے؟

- اُس نے کہا خیر ہے۔
- قاسم نے پھر کہا: وائے ہو تجھ پر، کیا میرے متعلق کچھ ہے ؟
- ابو عبداللہ نے کہا: وہ چیز جو آپ کو ناپسند ہو، نہیں ہے۔
- پوچھا: پھر کیا ہے ؟
- اُس نے کہا: شیخ کو خبر دی گئی ہے کہ اس خط کے وصول ہونے کے چالیس دن بعد انتقال ہو جائے گا، اور اسی کے ساتھ کپڑا (کفن کے لیے بھی) بھیجا ہے۔
- قاسم نے پوچھا: میرا دین تو سلامت رہیگا ؟
- کہا: جی ہاں، آپ کا دین سلامت رہیگا۔
- یہ سنکر وہ ہنس پڑے اور بولے: اب اس کے بعد مجھے زندگی کی تمنا بھی نہیں ہے۔

پھر قاصد عراق، اُٹھا اور اُس نے تھیلے سے تین ازار، ایک سرخ یمنی چادر، ایک عمامہ دو کپڑے اور ایک مندیل نکال کر قاسم کو دیے۔ اُن کے پاس پیراہن (قمیص) تو پہلے سے موجود تھی، جو حضرت امام رضا علیہ السلام نے انھیں بطور خلعت عطا فرمائی تھی۔

قاسم کا ایک دوست تھا جس کا نام عبدالرحمٰن بن محمد سنیزی تھا۔ ان دونوں میں بڑا میل جول تھا۔ قاسم کا اُس سے دنیاوی معاملات میں بڑا گہرا تعلق تھا اور وہ عبدالرحمٰن سے محبت بھی کرتا تھا اور وہ قاسم کے گھر برابر آتا جاتا تھا۔

قاسم نے اُن دو بزرگوں سے کہا، جو اُن کے گھر مقیم تھے، جن میں سے ایک کا نام ابو حامد عمران ابن مفلس اور دوسرے کا نام علی بن جحدر تھا، کہ اس خط کو عبدالرحمٰن بن محمد کو بھی پڑھوا دیا جائے تاکہ وہ بھی ہدایت پا جائے اور اللہ تعالیٰ اس خط کے ذریعے سے اُس کی ہدایت فرما دے۔

- اُن دونوں نے کہا: اللہ اللہ! اس خط کا اثر تو کسی شیعہ پر بھی نہیں ہو سکتا پھر بھلا عبدالرحمٰن پر کیا اثر ہوگا۔
- قاسم نے کہا: یہ تو میں جانتا ہوں لیکن میں ایک راز کو آشکار کرنا چاہتا ہوں جس کا اعلان کرنا میرے لیے مناسب نہیں ہے لیکن، چونکہ مجھے عبدالرحمٰن سے محبت ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت فرما دے اور مجھے اُمید ہے کہ اس خط سے اُس کی ہدایت ہو جائے گی۔

الغرض وہ دن گذر گیا اور پنجشنبہ ۱۴ رجب کا دن آیا تو عبدالرحمٰن بن محمد حسب دستور اُن کے پاس آیا۔ اُنھوں نے وہ خط نکالا اور کہا کہ اس خط کو پڑھو اور اپنے متعلق سوچو!

عبدالرحمٰن نے خط پڑھنا شروع کیا اور جب اس مقام پر پہنچا جہاں شیخ کی موت کی خبر تھی

تو خط کو پھینکدیا اور بولا: اے ابو محمد! (قاسم) اللہ سے ڈرو۔ تم اپنے دین کے مرد فاضل ہو اور عقل بھی رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ" (سورۂ لقمان آیت ۳۴)

(کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب کرے گا، اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا۔)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ"

(سورۃ الجن آیت ۲۶)

(وہی غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔)

یہ سنکر قاسم ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ آیت کو مکمل پڑھو:

"اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" (لیکن وہ جسے اپنے رسول میں سے منتخب کرے)

اور میرا مولا اللہ کا منتخب کیا ہوا ہے۔ میں جانتا تھا کہ تم یہی کہو گے۔ مگر میری موت کی جو تاریخ اس خط میں تحریر کی جا چکی ہے، اسے اپنے پاس لکھ کر رکھ لو۔ اگر میں اس معینہ تاریخ کے بعد بھی زندہ رہا تو سمجھ لینا کہ واقعًا میں باطل پر تھا اور اگر معینہ تاریخ پر مر گیا تو پھر تم اپنے بارے میں بھی اچھی طرح سوچ لو۔

عبدالرحمٰن نے وہ تاریخ لکھ لی، اور دونوں جدا ہو گئے۔

خط آنے کے ساتویں دن قاسم بخار میں مبتلا ہو گئے، مرض نے شدت اختیار کر لی، تو صاحبِ فراش ہو گئے۔ ان کا فرزند حسن بن قاسم اپنے چہرے پر چادر ڈالے مکان کے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا، ابو حامد ایک طرف، ابو علی بن جحدر اور میں، اور کچھ اہلِ شہر بھی بیٹھے ہوئے آنسو بہا رہے تھے کہ قاسم نے اپنا ایک ہاتھ تکیے کی طرح اپنے سر کے نیچے رکھا اور زبان پر یہ الفاظ جاری کیے: "یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا حَسَنُ یَا حُسَیْنُ یَا مَوَالِیَّ کُوْنُوْا شُفَعَائِیْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

(اے محمدؐ! اے علیؑ! اے حسنؑ! اے حسینؑ! اے میرے آقاؤ! آپ سب حضرات اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں میرے لیے شفیع بن جائیں، میری شفاعت فرمائیں)

یہ اُنھوں نے تین مرتبہ کہا۔ تیسری مرتبہ جب یا موسٰی، یا علی! کہا تو اُن کی آنکھیں اسطرح

کھل گئیں جس طرح گلاب کی کلیاں کھل جاتی ہیں اور اُن کی آنکھوں کی پتلیاں پھول گئیں، اُنھوں نے اپنی استیں سے آنکھوں کو مَلا تو اُن سے گوشت کے پانی جیسا رقیق مادّہ خارج ہوا، پھر اُنھوں نے اپنے فرزند حسن کیطرف دیکھا اور کہا: اے حسن! اِدھر آؤ، اے حامد! اے علی! اِدھر آؤ۔

یہ آواز سُنکر سب اُن کے پاس جمع ہوگئے۔ اب ہم نے اُن کی پتلیوں کی طرف دیکھا تو وہ بالکل صاف اور صحیح تھیں۔

ابو حامد نے پوچھا: آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، ہمیں پہچانتے ہیں؟

پھر اُنھوں نے ہم میں سے ہر ایک کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور سب کو پہچانا۔ یہ بات عوام میں مشہور ہوگئی، تو لوگ جوق در جوق ان کو دیکھنے کے لیے آنے لگے، یہاں تک کہ بغداد کا قاضی القضاۃ ابو سائب عتبہ بن عبید اللہ مسعودی بھی انھیں دیکھنے آیا اور بولا: اے ابو محمد! بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟

یہ کہکر اُس نے اپنی انگلی سے فیروزے کی انگوٹھی اُتار کر اُن کو دکھائی۔

اُنھوں نے کہا: انگوٹھی ہے جس پر تین سطریں کندہ ہیں۔

مگر وہ اس کو پڑھ نہ سکے، اور لوگ حیرت و استعجاب کے عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

اب وہ اپنے فرزند قاسم کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: اے فرزند! اللہ تعالیٰ تم کو ایک منزلت اور مرتبہ عطا فرمانے والا ہے اُس کو شکر کے ساتھ قبول کر لینا۔

- حسن نے کہا: بابا جان! میں نے اسے قبول کیا۔
- قاسم نے کہا: مگر کس عہد کے ساتھ؟
- حسن نے عرض کیا: آپ جیسے فرمائیں اسی عہد کے ساتھ۔
- قاسم نے کہا: اِس عہد کے ساتھ کہ تم اب گناہوں سے باز رہوگے۔
- حسن نے عرض کیا: میں عہد کرتا ہوں کہ گناہوں سے باز رہوں گا۔

یہ عہد لیکر قاسم نے آسمان کی طرف اپنا ہاتھ بلند کیا اور کہا: پروردگارا! تو اپنی اطاعت کی توفیق اس کے شاملِ حال فرما اور معصیت سے اجتناب میں اس کی مدد فرما۔

یہ کلمات اُنھوں نے تین مرتبے کہے۔ پھر اُنھوں نے ایک کاغذ منگوا کر اپنا وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور اپنی تمام جائیداد حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کے لیئے وقف کردی۔ اور اپنے فرزند کو وصیت کی کہ:

"اے فرزند! اگر تم نے خود کو حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی طرف سے وکالت کا اہل ثابت کیا تو میری فرجیدہ کی جائیداد کی نصف آمدنی تمھارے اخراجات کے لیے ہوگی اور اس کے علاوہ ساری جائیدادیں حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی ملکیت ہوں گی، اور اگر تم نے خود کو وکالت کا اہل ثابت نہ کیا، تو پھر تمھیں اس کی آمدنی سے مطلب نہ ہوگا، تم خود کما کر کھانا۔"

حسن نے یہ وصیّت قبول کی۔

بہر حال جب چالیسواں دن آیا تو قاسم نے وفات پائی۔

عبد الرحمٰن دوڑتا ہوا آیا۔ وہ بازاروں میں سر و پا برہنہ دوڑتا اور چیختا پھرتا کہ "ہائے میرے سیّد و سردار!"

لوگوں کو یہ دیکھ اور سنکر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو"

عبد الرحمٰن نے کہا: خاموش رہو، میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا۔

اس کے بعد اُس نے اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے پہلے اعتقادات کو خیر باد کہا اور اپنی جائیداد کا بہت بڑا حصّہ (حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کیلیئے) وقف کر دیا۔

الغرض، ابو علی ابنِ جحدر نے قاسم کو غسل دیا، ابو حامد پانی ڈال رہے تھے، پھر انھیں آٹھ کپڑوں کا کفن دیا۔ ایک تو امام رضا علیہ السّلام کی عطا کردہ قمیص اور سات عدد وہ کپڑے جو عراق سے (صاحب الزّمان علیہ السّلام) نے بھیجے تھے۔

پھر کچھ دنوں بعد حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی طرف سے حسن بن قاسم کے نام ایک تعزیت نامہ آیا۔ آخر میں یہ دعا تھی:

" اَلْهَمَكَ اللّٰهُ طَاعَتَهُ وَجَنَّبَ مَعْصِيَتَهُ "

(پروردگارا! تو اس کے دل میں اپنی اطاعت کا جذبہ پیدا فرمادے اور گناہوں سے اجتناب کی توفیق عطا فرما)

یعنی تقریباً وہی دعا، جو اس کے والد نے اُس کے لیے مانگی تھی۔ اور بالکل آخر میں یہ تحریر تھا کہ "ہم نے تمھارے والد کو تمھارا پیش رو اور ان کے کردار کو تمھارے لیے مثال بنا دیا۔"

(۳۸) کپڑے روئی کی گانٹھ میں ہیں

حسین بن ابراہیم نے احمد بن علی بن نوح سے، اُنھوں نے ابو نصر ہبۃ اللہ بن محمّد ابن بنتِ اُمِّ کلثوم بنتِ ابی جعفر عمری سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ بنی نوبخت کے کچھ لوگوں نے جنہیں ابو الحسن بن کثیر نوبختی بھی تھے، مجھ سے بیان کیا اور مجھ سے اُمِّ کلثوم بنتِ ابی جعفر

محمد بن عثمان نے بھی بیان کیا کہ قُم اور اُس کے قرب و جوار سے ابوجعفر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ کچھ مال بھیجا گیا؛ تاکہ وہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام تک پہنچا دیں۔ جب فرستادہ نے بغداد پہنچ کر وہ مال ابوجعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور واپس ہونے لگا تو ابوجعفرؓ نے کہا: ایک چیز ابھی باقی رہ گئی ہے جو تمہارے سپرد کی گئی تھی، وہ کہاں ہے؟

فرستادہ نے کہا: جنابؑ میرے پاس اب کچھ نہیں ہے جو کچھ میرے حوالے کیا گیا تھا وہ سب میں نے آپ تک پہنچا دیا۔

ابوجعفرؓ نے کہا: ابھی ایک چیز باقی ہے جاؤ تم اپنے دوسرے اسباب میں تلاش کرو اور یاد کرو کہ وہ کیا چیز ہے جو تم کو دی گئی تھی۔

وہ مردِ فرستادہ چلا گیا اور کئی دن تک یاد کرتا، سوچتا اور تلاش کرتا رہا، مگر اُسے کچھ یاد نہ آیا اور اس کے ساتھی سے بھی کچھ پتہ نہ چلا۔ چنانچہ وہ پھر ابوجعفرؓ کے پاس آیا اور بولا: میرے پاس اب کچھ نہیں ہے جو کچھ میں لایا تھا وہ سب آپ کے حوالے کر دیا۔

ابوجعفرؓ نے کہا: تم سے کہا جاتا ہے کہ وہ دو سردانی کپڑے جو فلاں بن فلاں نے دیے تھے، تم نے کیا کیے۔؟

مردِ فرستادہ نے کہا: جی ہاں۔ خدا کی قسم اے جناب! میں تو اُسے بھول ہی گیا تھا میرے ذہن ہی سے اُتر گیا تھا، لیکن اب یاد نہیں آتا کہ میں نے وہ کپڑے کس جگہ رکھ دیے۔؟

غرض وہ دوبارہ گیا اور جو سامان اس کے پاس تھا اس میں بہت تلاش کیا، اور اپنے ساتھیوں سے پوچھا مگر ان دونوں کپڑوں کا پتہ نہ چلا۔ وہ پھر ابوجعفرؓ کے پاس آیا اور کپڑے نہ ملنے کی معذرت کرنے لگا۔

ابوجعفرؓ نے کہا کہ تم سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں بن فلاں قطان کے پاس جاؤ جس کو تم نے روئی کی دو گانٹھیں دی ہیں۔ اس میں کسی ایک گانٹھ میں تلاش کرو، اُس پر یہ یہ تحریر بھی ہے اُسی گانٹھ کے ایک گوشے میں یہ دونوں کپڑے ہیں۔

یہ سُن کر اُس مردِ قاصد کو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ فوراً واپس گیا اور اُس گانٹھ کو کھولا جس کی نشاندہی ابوجعفر نے کی تھی، دیکھا تو واقعی وہ کپڑے اس گانٹھ کے ایک گوشے میں دبے ہوئے پڑے تھے۔ وہ انھیں لیکر ابوجعفر کی خدمت میں آیا اور ان کے حوالے کیا۔ قاصد کے پاس کوئی خط یا اسباب کی کوئی فہرست نہ تھی کیونکہ وہ زمانہ معتضد کا تھا جس کی تلوار ہمیشہ خون آلود رہتی تھی اور یہ چیزیں خواص کے درمیان راز میں رہتی تھیں۔ لانے والے کو خود خبر نہ ہوتی تھی کہ یہ شے کس نے دی ہے۔ وہ صرف ابوجعفر کو بتا دیا جاتا تھا کہ کس نے کیا دیا۔ قاصد سے صرف اتنا کہدیا جاتا کہ یہ سب سامان لیجا کر فلاں

شخص کو دے دینا۔ اس کو سامان کی کوئی فہرست نہ دی جاتی، تاکہ یہ راز فاش نہ ہوسکے۔

(غیبۃ طوسی)

(۳۹) سرِدست تم کو کفن کی ضرورت نہیں

علی بن محمد کلینی کا بیان ہے کہ محمد بن زیاد صیمری نے حضرت صاحب الزّمانؑ کو ایک عریضہ لکھا اور آپ سے تبرّکاً ایک کفن کی درخواست کی۔

جواب آیا کہ تمھیں اکیاسی سال کی عمر میں کفن کی ضرورت ہوگی۔ سرِدست ضرورت نہیں ہے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے اُن کی موت سے دو ماہ قبل ان کا کفن بھیجدیا۔

(غیبۃ طوسی۔ دلائلِ امامت طبری)

(۴۰) ابنِ ابی سورۃ سے ملاقات

احمد بن محمد بن عباس نے ابنِ مروان کوفی سے اور اُنھوں نے ابنِ ابی سورۃ سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شبِ عرفہ میں حائر (کربلا) زیارت کو گیا۔ زیارت کے بعد صحرا کے راستے سے واپس ہوا۔ جب مقامِ مسناۃ پر پہنچا تو تھوڑا دم لینے کے لیے بیٹھ گیا۔ پھر اُٹھ کر چلا تو دیکھا کہ میرے پیچھے کوئی شخص آرہا ہے۔ اُس نے میرے قریب آکر کہا: کیا ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں؟

- میں نے کہا: جی ہاں۔
- اب ہم دونوں ساتھ ساتھ چلدیے تو میرے ہمراہی نے سوال کیا: کیا حال ہے تمھارا؟
- میں نے کہا: بے حال اور بے مال ہوں۔ نہ کچھ زرِنقد ہے نہ ساز و سامان۔
- یہ سُنکر وہ میری طرف ہوکر بولا: اچھا جب تم کوفہ پہنچو تو ابوطاہر زراری کے گھر جانا اور دروازہ کھٹکھٹانا۔ وہ باہر آئے گا تو اُس کے ہاتھوں میں قربانی کے ذبیحے کا خون لگا ہوا ہوگا۔ اُس سے کہنا کہ تم سے کہا گیا ہے کہ اس بندے (مجھ) کو دیناروں کی وہ تھیلی دیدو جو تخت کے پائے کے پاس رکھی ہے۔

یہ سُنکر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ اور وہ شخص یہ کہہ کر مجھ سے جُدا ہوگیا، اور پتہ بھی نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔

جب میں کوفے میں داخل ہوا تو ابوطاہر محمد بن سلیمان زراری کے گھر پہنچا، دق الباب کیا، تو جیسا کہ اُس شخص نے کہا تھا، ابوطاہر جب گھر سے باہر آیا تو اُس کے ہاتھوں میں قربانی کے ذبیحے کا خون لگا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ تم سے کہا گیا ہے کہ اس بندے کو دیناروں کی وہ تھیلی دیدو

جو تخت کے پایئے کے پاس رکھی ہے۔

اُس نے کہا: بسر وچشم۔

وہ اندر گیا اور اُس نے دیناروں کی تھیلی مجھے لاکر دیدی۔ میں اُسے لیکر واپس ہوا۔

(۱۴) ابن ابی سورۃ کی ملاقات بروایت دیگر (غیبتہ طوسی)

لوگوں کی ایک جماعت نے ابی غالب احمد بن محمد زراری سے اُنھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابوعبداللہ محمد بن زید بن مروان نے، اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوعیسیٰ محمد بن علی الجعفری اور ابوالحسین محمد بن علی بن الرقام دونوں نے بیان کیا کہ ابوسورۃ جو کہ مشائخ زیدیہ میں سے تھے، نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوعبداللہ امام حسین علیہ السلام کے روضے پر پہنچا اور ارادہ کیا کہ یوم عرفہ کے اعمال وہیں بجالاؤں گا۔

چنانچہ جب عشاء کا وقت آیا تو نماز پڑھی، پھر کھڑا ہوا اور سورۂ حمد پڑھنی شروع کی ناگاہ ایک نہایت خوبصورت جوان ظاہر ہوا جو جبہ پہنے ہوا تھا، اس نے بھی سورۂ حمد کی تلاوت شروع کی اب یہ یاد نہیں کہ ہم دونوں میں سے پہلے کس نے تلاوت ختم کی۔ جب دن نکل آیا تو ہم روضے کے دروازے سے نکل کر فرات کے کنارے جا پہنچے۔ اُس نوجوان نے مجھ سے کہا: تمھیں تو کوفہ جانا ہے

چنانچہ میں فرات والے راستے سے چلدیا، لیکن اُس جوان نے خشکی کا راستہ اختیار کیا۔

ابوسورۃ کا بیان ہے کہ مجھے اُس جوان کی جدائی کا دکھ ہوا۔ لہٰذا میں نے اپنا راستہ چھوڑ دیا اور اُس کے پیچھے چلدیا۔

اُس نے کہا: اچھا آؤ۔

اب ہم دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے اور مسناۃ کے قلعے کی دیوار کے پاس پہنچے تو ہم تھوڑی دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ ذرا نیند آئی تھی کہ بیدار ہو گئے تو دیکھا کہ ہم جبلِ خندق پر آپہنچے۔

اُنھوں نے کہا: تم تنگدست معلوم ہوتے ہو اور عیالدار بھی ہو۔ اچھا تم کوفے میں ابوطاہر زراری کے پاس جانا۔ دق الباب کرنا۔ وہ گھر سے نکلے گا تو اُس کے ہاتھ قربانی کے ذبیحے سے خون آلود ہوں گے۔ اُس سے کہنا کہ اس شکل وشمائل کے ایک نوجوان نے کہا ہے کہ تمھارے پاس بیس دینار کی ایک تھیلی اُس کے کسی دوست نے بھیجی ہے، وہ مجھے دیدو۔

ابوسورۃ کا بیان ہے کہ میں ان کے کہنے کے مطابق ابوطاہر زراری کے پاس گیا اور وہی کہا جو اُس نوجوان نے کہا تھا۔

الحمدللہ، تم نے بھی اُن کی زیارت کا شرف حاصل کر لیا۔

- پھر وہ اندر گیا، اور دیناروں کی تھیلی لاکر میرے حوالے کردی اور میں واپس آگیا۔

حضرت صاحب الزّمانؑ کا فرستادہ

○ محمد بن عبیداللہ علوی کا مہمان

ابوعبداللہ محمد بن زید بن مروان جو زیدیہ کے مشائخ میں سے تھے، کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ سرزمینِ "السِھرِیّ" پر وارد ہوئے تو وہاں میں نے ابوالحسین محمد عبیداللہ علوی سے یہ روایت (جو مذکور ہوئی) بیان کی۔

اُنھوں نے کہا: یہ روایت صحیح ہے۔ چنانچہ میرے پاس بھی ایک جوان آیا۔ میں نے اُس کے چہرے بُشرے سے کچھ اندازہ کیا تو اپنے پاس سے تمام لوگوں کو برطرف کر دیا اس کے بعد اُس سے دریافت کیا: تم کون ہو؟

- اُس نے کہا: میں خلف (یعنی صاحب الزّمان) علیہ السلام کا فرستادہ ہوں۔ بغداد میں ایک شخص کے پاس گیا تھا۔
- میں نے پوچھا: جانے کے لیے تمھارے پاس سواری ہے؟
- اُس نے کہا: جی ہاں، طلحیین کے گھر ہے۔
- میں نے کہا: پھر جاکر لے آؤ۔

یہ کہکر میں نے اپنے ایک غلام کو اس کے ہمراہ کر دیا، وہ جاکر وہاں سے اپنی سواری لے آیا اور اُس دن اُس کا قیام میرے یہاں رہا۔ وہیں میرے ساتھ اُس نے کھانا کھایا۔ اور اُس سے بہت سی باتیں رازدارانہ بھی ہوئیں۔

- پھر میں نے دریافت کیا: تم کس راستے سے جاؤ گے؟
- اُس نے کہا: یہاں سے نجفِ اشرف جاؤں گا، پھر وہاں سے وادیٔ رملہ، پھر فسطاط پہنچکر سواری خریدوں گا اور اُس پر سوار ہوکر مغرب کی جانب حضرت خلف (امام زمانہؑ) علیہ السلام کے پاس چلا جاؤں گا۔

○ ایک مردِ صوفی کی روایت

ابوالحسین محمد بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور میں بھی اُس کے ہمراہ اپنی سواری پر چلا۔ ہم دونوں قنطرہ دارِ صالح پہنچے۔ وہاں اس نے خندق

کو تنہا عبور کیا اور میں دیکھتا رہا، پھر وہ نجفِ اشرف پہنچ کر نظروں سے غائب ہو گیا۔

ابو عبد اللہ محمد بن زید کا بیان ہے کہ ابو بکر محمد بن ابی دارم یمامی جو مشائخ زیدیہ میں سے تھے۔ اُنھوں نے مجھ سے ان دونوں حدیثوں کے متعلق کہا کہ یہ صحیح ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ کئی سال گذرے کہ ابو بکر بن نخالی عطّار کی بہن کا بیٹا میرے پاس آیا۔ وہ ایک مردِ صوفی تھا اور صوفیوں کے ساتھ ہی رہتا تھا۔

- میں نے اُس سے دریافت کیا: کہاں سے آرہے ہو اور اب تک کہاں رہے ؟
- اس نے جواب دیا: میں نے مسلسل سات سال تک سفر کیا۔
- میں نے پھر دریافت کیا: اس عرصے میں تم نے سب سے عجیب چیز کیا دیکھی ؟
- اس نے جواب میں کہا: میں ایک مرتبہ اسکندریہ گیا، وہاں ایک ایسی سرائے میں قیام کیا جہاں غربا ٹھہرا کرتے تھے۔ اس سرائے کے وسط میں ایک مسجد تھی جہیں اہالیانِ سرائے نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہاں ایک پیش نماز بھی تھا، اور وہیں میں نے ایک ایسے جوان کو دیکھا جو نماز کے وقت ہی اپنے کمرے سے نکلتا، نماز باجماعت ادا کرتا اور فوراً اپنے کمرے میں چلا جاتا، کسی سے گفت و شنید میں مصروف نہ ہوتا۔ وہ جوان بہت صاف ستھرا رہتا، دوش پر عبا پہنتا تھا۔

جب اُس کے اِس طریقے کو دیکھتے ہوئے مجھے ایک مدت گذر گئی تو ایک روز میں نے اُس سے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی خدمت کروں۔؟

- اُس نے کہا: تمھاری مرضی ہے۔
- چنانچہ اب میں مسلسل اُس کی خدمت میں رہنے لگا، تا اینکہ وہ پوری طرح مجھ سے مطمئن اور مانوس ہو گیا۔ پھر ایک دن میں نے موقع پاکر اس سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ آپکی عزّت و توقیر میں اضافہ فرمائے آپ مجھ سے اپنا تعارف بھی کرا دیں کہ آپ کون ہیں ؟
- اُنھوں نے کہا کہ میں صاحب الزّماںؑ ہوں۔
- میں نے عرض کیا: آپ کب ظہور فرمائیں گے ؟
- اُنھوں نے فرمایا: میرے ظہور کا وقت بعید ہے۔

چنانچہ میں مسلسل اُن کی خدمت کا شرف حاصل کرتا رہا، اور آپ اپنے دستور کے مطابق وہاں مقیم رہے۔ لغو گوئی اور بے معنی باتوں سے بالکل الگ تھلگ اپنا وقت گذارتے رہے۔

- ایک دن اُنھوں نے فرمایا: مجھے ایک سفر درپیش ہے۔

میں نے عرض کیا: میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔

- میں نے اُن سے پھر ایک روز دریافت کیا: جناب! آپ کا امر (حکومت) کب ظاہر ہوگا؟
- اُنھوں نے فرمایا: میرے ظہور کی علامت یہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف فتنہ و فساد پھیل جائیگا اور مسجدِ حرام میں، میں موجود رہوں گا، وہاں لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ ہم سب لوگ ایک امام کا انتخاب کریں۔ اس مسئلے پر بحث ہوگی کہ دریں اثنا ایک شخص اٹھکر کہے گا کہ اے لوگو! اِن کی طرف متوجّہ ہو جاؤ، یہ مہدیؑ موعود ہیں۔

یہ سنکر لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر رُکن و مقام کے درمیان بٹھا دیں گے اور پھر میری بیعت کریں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب سب لوگ میرے ظہور سے مایوس ہو چکے ہوں گے۔

- راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم دونوں سمندر کے کنارے جا پہنچے اور آپ سمندر میں پانی پر کھڑے ہو کر مجھے بلانے لگے کہ آؤ میرے ساتھ۔
- میں نے عرض کیا: جناب میں سمندر سے دور ہی رہوں گا۔
- اُنھوں نے فرمایا: وائے ہو تم پر۔ تم ڈرتے کیوں ہو؟ جبکہ میں بھی تمھارے ساتھ ہوں۔
- میں نے عرض کیا: نہیں، مجھ میں ہمت نہیں۔

یہ سنکر آپ سمندر میں سطحِ آب پر چلتے ہوئے (نظروں سے غائب ہو گئے) میں واپس آگیا۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۴۲) ابو غالب زراری کا قصّہ

راویوں کی ایک جماعت نے ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن عیّاس سے اور اُنھوں نے ابو غالب زراری سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ: ایک مرتبہ میں کوفہ سے چلا، میرے ہمراہ میرا ایک ایمانی برادر بھی تھا جس کا نام ذہن سے محو ہو گیا ہے، یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شیخ ابو القاسم حسین بن رَوح نے بالکل گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی اور ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی کو مقرر کر دیا تھا۔ لوگ ابو جعفر شلمغانی کے پاس جایا کرتے تھے کیونکہ وہ شیخ ابو القاسم حسین بن رَوح کے مصاحبِ خاص اور ان کے اور عوام کے درمیان رابطہ اور سفیر تھے۔ لوگوں کے حوائج و مسائل اُن تک پہنچایا کرتے تھے۔

میرے ساتھی نے مجھ سے کہا، کیا تم ابو جعفر شلمغانی کی ملاقات کے لیے چلو گے۔ وہ آجکل اس گروہ (شیعہ) کے لیے رابطہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اُن سے درخواست کروں کہ وہ ناحیۂ مقدسہ (سرّ من رائے) (امام زمانہؑ) کی خدمت میں میرے لیے دعا کی گذارش کر دیں۔ ؟

میں نے کہا: ہاں چلو۔

اور ہم اُن کے پاس گئے تو دیکھا کہ اُن کی مجلس میں ہمارے اصحاب میں سے بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں نے ابوجعفر شلمغانی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

- وہ میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے اور میرے بارے میں دریافت کیا: یہ جوان کون ہے؟
- اس نے عرض کیا: یہ آلِ زرارہ میں سے ایک فرد ہیں۔
- پھر وہ میری طرف متوجہ ہوکر پوچھنے لگے: زرارہ کے خاندان میں کس کی اولاد ہو؟
- میں نے عرض کیا: جناب، میں زرارہ کے بھائی بکیر بن اعین کی اولاد میں سے ہوں۔
- انھوں نے فرمایا: ہاں، وہ مذہبی معاملات میں ایک جلیل القدر خاندان ہے۔
- اس کے بعد میرے ساتھی نے اُن سے عرض کیا: جناب، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ایک کام کے لیے ایک عریضے میں دعاء کی درخواست لکھ بھیجیں۔
- اُنھوں نے فرمایا: اچھا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ سنا تو میرا بھی دل چاہا کہ میں بھی دعاء کے لیے عریضہ لکھوں اور میرے دل میں تھا کہ اپنے فرزند ابوالعباس کی والدہ (اپنی زوجہ) کے لیے "جو مجھ سے بہت خفا تھی لیکن میرے دل میں اس کے لیے گنجائش تھی" دعاء کی درخواست کراؤں۔ اس بات کو میں نے کبھی کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ میں اپنی اس بات کو عریضے میں بھی بیان نہ کروں گا

چنانچہ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، میری بھی ایک حاجت ہے۔

- اُنھوں نے پوچھا: کیا حاجت ہے۔؟
- میں نے عرض کیا: میری حاجت میرے دل میں ہے۔ اس کے لیے دعاء کی درخواست ہے۔

اُنھوں نے ایک کاغذ اُٹھایا جو اُن کے سامنے رکھا ہوا تھا اور جس پر لوگوں کی حاجتیں لکھی ہوئی تھیں۔ اس پر اُنھوں نے لکھا کہ "زراری اپنی اس مشکل کے حل کی دعاء چاہتا ہے، جو اس کے دل میں ہے۔"

اس کے بعد اُنھوں نے کاغذ کو طے کیا۔ اور ہم لوگ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔

کچھ دنوں بعد میرے ساتھی نے کہا: کیا ابوجعفر کے پاس نہیں چلتے، کہ اُن سے دریافت کریں کہ جن حاجات کے متعلق ہم نے درخواست کی تھی، اُن کا کیا جواب آیا۔؟

چنانچہ ہم دونوں اُن کے پاس گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔ اُنھوں نے ہمیں دیکھ کر کاغذ نکالا، اس پر بہت سے مسائل کے جوابات لکھے ہوئے تھے۔ پہلے وہ میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سوال کا جواب پڑھ کر سُنایا۔ پھر میری طرف رُخ کیا اور یہ جواب پڑھا:

"اور رہا زراری کا مسئلہ سو وہ تو شوہر و زوجہ کا قصّہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے مابین صلح کرادی ہے۔"

یہ جواب سُنکر میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ ہم لوگ وہاں سے اُٹھ کر واپس ہوئے۔

- میرے ساتھی نے کہا: اب تم کو یقین آیا؟
- میں نے کہا: یقین ہی نہیں، بلکہ بہت ہی تعجب ہوا۔
- اُس نے پوچھا: وہ کیسے؟
- میں نے جواب دیا: یہ ایک راز تھا جس کو میرے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا مگر اُنھوں نے اُسے بتایا اور اس کا حل بھی بتایا۔ (صلح)
- اُس نے پوچھا: تو کیا تم کو امرِ ناحیہ (امامت صاحب الزّمان ع) کے بارے میں شک تھا۔ اچھا تو اب بتاؤ کیا بات ہے؟
- میں نے بتایا، تو اس کو بھی تعجب ہوا۔

پھر قدرت کا کرنا، جب میں کوفہ واپس آیا اور اپنے مکان میں داخل ہوا اُس وقت اُم ابی العباس (میری زوجہ) جو مجھ سے ناراض ہوکر اپنے میکے چلی گئی تھی، نے میری آمد کو سُنا، تو وہ خود میرے پاس آئی، مجھے منانے کی کوشش کرتی رہی، پھر مجھ سے معذرت چاہی، تو میں اُس سے راضی ہوگیا اور میرا اور اس کا میل ملاپ ہوگیا۔ پھر مرتے دم تک اُس نے میری مخالفت ہی نہیں کی۔

ابوغالب احمد بن محمّد بن سلیمان زراری کا یہ قصّہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا۔ نیز ابوالفرج بن مظفر نے بغداد کے محلّہ سویق غالب میں اپنے گھر کے اندر یکشنبہ در ذی القعدہ ۳۵۶ سنہ ہجری کو ابوغالب سے سنکر یہ واقعہ لکھا کہ ابوغالب کا بیان ہے کہ:

"میں نے اپنے لڑکے کی ماں سے شادی کی تو یہ پہلی عورت تھی جس سے میں نے شادی کی تھی۔ اس وقت میں بیس سال کا تھا۔ میں شروع ہی سے اُس کے باپ کے گھر (اپنی سسرال میں) رہتا رہا، تا اینکہ میں نے اس کے ماں باپ وغیرہ سے اپنی زوجہ کو اپنے گھر لانے کے لیے بڑی کوشش اور منّت و سماجت کی لیکن اُن لوگوں نے اُسے رخصت نہ کیا۔ اسی دوران اُس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو کچھ دنوں کے بعد مرگئی۔ مگر میں نہ تو اُس کی پیدائش کے موقع پر اُس کو دیکھنے کے لیے گیا اور نہ اُس کی موت پر۔ اُن لوگوں سے میرا نزاع اور بڑھ گیا۔ بالآخر میری اور اُن کی صلح اس بات پر ہوئی کہ وہ میری زوجہ کو رخصت کردیں گے

لیکن جب میں زوجہ کو لینے کے لیے گیا تو اُنھوں نے رخصتی سے پھر انکار کردیا، اور یہ معاملہ مزید التواء میں پڑ گیا۔ میں نے کچھ عرصے بعد پھر مطالبہ کیا اُنھوں نے منع کردیا اور نزاع رخصتی ہی چل گئی۔ اور یہ نزاع کئی برس تک رہی۔ اسی دوران ایک بیٹی کی ولادت اور ہوگئی لیکن میں اپنی زوجہ کو حاصل نہ کرسکا۔

اس کے بعد میں بغداد چلا گیا۔ اُس وقت کوفہ کے حاکم ابوجعفر محمد بن احمد زجوزجی تھے۔ جو میرے لیے مثل چچا یا باپ کے تھے۔ میں نے انھیں کے یہاں قیام کیا۔ اور اپنے نزاعی مسئلے کے بارے میں سب کچھ انھیں بتادیا۔ اُنھوں نے مشورہ دیا کہ تم (امامِ زمانہؑ کو) ایک عریضہ لکھو اور اُن سے دعاء کی سفارش کرو۔

میں نے ایک عریضہ لکھا جسمیں اپنی زوجہ کے بارے میں اپنے سسرال والوں سے جھگڑے کا مفصّل بیان قلمبند کردیا۔ اور پھر وہ عریضہ لیکر ہم دونوں محمّد بن علی کے پاس گئے جو اس وقت حسین بن رَوح اور ہم لوگوں کے درمیان واسطہ اور وکیل تھے اور اپنا عریضہ ان کے حوالے کرکے درخواست کی کہ آپ یہ عریضہ روانہ کریں۔ اُنھوں نے میرا عریضہ لے لیا۔ مگر جواب میں کئی دن کی تاخیر ہوگئی۔ میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جواب میں تاخیر سے مجھے بڑی تکلیف ہے۔

اُنھوں نے کہا: اس کا غم نہ کرو، یہ اچھا ہے کہ جواب میں تاخیر ہے۔ اس لیے کہ اگر جواب جلد آتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ حسین بن روح کی طرف سے ہے۔ تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جواب حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی طرف سے آنے والا ہے۔

یہ سنکر میں واپس آگیا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ ابوجعفر زجوزجی نے میرے پاس آدمی بھیجا۔ جب میں پہنچا تو اُنھوں نے ایک رقعہ نکالا اور کہا یہ لو۔ تمھارے عریضے کا جواب آگیا۔ اگر چاہو تو اسے نقل کرلو، اور یہ مجھے واپس کردو۔

میں نے لیکر پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ "شوہر و زوجہ کے درمیان اللہ تعالےٰ نے صلح کرادی۔"

میں نے اس جواب کو نقل کرکے انھیں واپس کردیا اور کوفہ آیا۔ اور ذرا سی کوشش سے میری زوجہ مجھ کو مل گئی۔ پھر وہ برسوں میرے پاس رہی، اس سے میری اولاد بھی پیدا ہوئی میں نے اس کو دکھ بھی پہنچائے اور وہ کام بھی کیے جسے کوئی عورت برداشت نہیں کیا کرتی۔ اس کے باوجود ہمارے مابین کوئی فساد نہیں ہوا اور نہ اس کے گھر والوں سے کوئی نزاع ہوا۔ یہانتک کہ میرے اور اُس کے درمیان زمانے نے جدائی ڈال دی۔

لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ ابو غالب کا بیان ہے کہ اس قصّے سے بہت پہلے میں ایک رقعہ اور لکھ چکا تھا جسمیں، میں نے درخواست کی تھی کہ آپ میری جائیداد قبول فرمالیں۔ اس میں میری نیّت قربۃً اِلَی اللہ کی نہیں تھی بلکہ خواہش یہ تھی کہ اس طرح خاندانِ نوبخت سے میرا میل ملاپ بڑھے اور دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ شامل ہوجاؤں۔ مگر اُس عریضے کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے دوبارہ لکھا تو جواب آیا کہ: "اس کے لیے کسی ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمھارے نزدیک معتبر ہو جس کے نام یہ جائیداد لکھ دو۔ اِس لیے کہ تمھیں اِس جائیداد کی ضرورت درپیش آئے گی۔"

چنانچہ میں نے اپنی جائیداد ابوالقاسم موسیٰ بن حسن زجوزجی کے نام لکھدی۔ یہ ابوجعفر زجوزجی کے بھائی کے فرزند تھے، وہ میرے لیے قابلِ بھروسہ، دیانت و دولت میں ایک مقام رکھتے تھے۔

چنانچہ اِس امر کو ابھی کچھ زیادہ دن بھی نہیں گذرے تھے کہ عربوں نے مجھے گرفتار کرلیا اور میری ساری جائیداد لوٹ لی۔ یہانتک کہ اناج، آلات اور مویشی وغیرہ بھی لے گئے، جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار دینار ہوتی تھی۔ میں ان کی قید میں ایک مدّت تک پڑا رہا۔ بالآخر میں نے خود کو اُن سے نجات دلانے کے لیے ایک سو دینار اور ڈیڑھ ہزار درہم مزید ادا کیے اور تقریباً پانچ سو درہم مختلف اخراجات کے مجھ پر عائد کیے۔ اور میں ان کی قید سے آزاد ہوگیا۔ اب مجھے اس جائیداد کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے اس کو فروخت کردیا۔

(۴۳) محمّد بن علی شلمغانی عزاقری کا انجام

مجھے خبر دی حسین بن عبیداللہ نے، اُنھوں نے روایت کی ابوالحسن محمّد بن احمد بن داؤد قمّی سے، اور اُنھوں ابوعلی بن ہمام سے روایت کی۔ اُن کا بیان ہے کہ محمّد بن علی شلمغانی عزاقری نے شیخ حسین بن روح کے پاس خط بھیجا کہ آپ مجھ سے مباہلہ کریں کیونکہ میں حضرت امامِ زمانہؑ کا مصاحب ہوں، مجھے حکم ملا ہے کہ میں اظہارِ علم کروں اور میں نے ظاہری و باطنی طور پر اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں مباہلہ کرنے کے لیے تیّار ہوں۔

شیخ حسین بن رَوح نے اس کے جواب میں لکھا کہ "ہم دونوں میں سے جو بھی دوسرے کے مقابلے کے لیے پیشقدمی کرے گا وہ مغلوب ہوگا۔" چنانچہ عزاقری نے پیشقدمی کی تو وہ قتل کردیا گیا اور اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا، اس کے ساتھ ابن ابی عون بھی ماخوذ ہوا۔ یہ واقعہ ۳۲۳ھ کا ہے۔

○ ایک اور مسئلے کا جواب

ابنِ نوح کا بیان ہے کہ میں نے محرم ۴۱۶ھ ہجری کو اہواز کے اندر ایک قدیمی کتاب میں یہ روایت دیکھی کہ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا ابو محمد حسن بن علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب جرجانی کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ میں شہر قم میں موجود تھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے سے انکار کر دیا (کہ یہ میرے نطفے سے نہیں ہے) اس کے متعلق آپس میں بحث شروع ہو گئی تو لوگوں نے شیخ (حسین بن نوح) کے پاس ایک آدمی کے ہاتھ خط بھیجا، مگر انھوں نے اس خط کو بغیر پڑھے ہوئے واپس کر دیا اور کہا کہ یہ خط ابو عبداللہ بزوفری کے پاس لیجاؤ۔ وہ اس کا جواب دیں گے۔

وہ قاصد خط لیکر اُنکے پاس پہنچا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ:

" (وہ شخص غلط فہمی میں مبتلا ہے) دراصل بیٹا اُسی شخص کا ہے اُس نے فلاں روز فلاں مقام پر اپنی زوجہ سے مباشرت کی تھی، اُسی روز اس کا حمل قرار پایا"

اُس سے کہدینا، جب بیٹا پیدا ہو تو اُس کا نام محمدؐ رکھے۔"

چنانچہ قاصد یہ جواب لیکر قم واپس آیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ جواب ملا ہے۔ لہٰذا جب لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام محمدؐ رکھا۔

○ تمھارے یہاں دو فرزند ہوں گے اور وہ دونوں فقیہ ہوں گے

ابنِ نوح نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کی شادی ان کے چچا محمد بن موسیٰ بن بابویہ کی دختر سے ہوئی تھی، مگر اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اُنھوں نے شیخ حسین بن روحؓ کو خط لکھا کہ آپ حضرت حجتؑ عجل اللہ فرجہٗ سے عرض کریں کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی اولاد عطا فرمائے جو عالمِ دین اور فقیہ ہو۔

جواب آیا کہ " اِس زوجہ سے کوئی اولاد نہ ہوگی، البتہ ایک دیلمی کنیز تمھاری ملکیت میں آئے گی اُس سے اللہ تعالیٰ تمھیں دو فرزند عطا فرمائیگا اور وہ دونوں فقیہ ہوں گے۔"

ابو عبداللہ سورۃ کا بیان ہے کہ ابوالحسن بن بابویہ کے یہاں تین فرزند پیدا ہوئے ان میں سے محمدؐ اور حسین دونوں بھائی ایسے ماہرِ علم، اور صاحبِ حافظہ تھے کہ اہلِ قم میں ان کا کوئی بھی

مثل ونظیر نہ تھا اور ان دونوں کے ایک بھائی اور تھے جن کا نام حسن تھا، یہ منجھلے تھے۔ جو بڑے عبادت گذار اور صاحبِ زہد تھے، لوگوں سے کم ملتے تھے لیکن فقیہ نہ تھے۔

ابنِ سورۃ کا مزید بیان ہے کہ جب کبھی علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کے دونوں فرزند ابوجعفر اور ابو عبداللہ کوئی روایت بیان کرتے تو لوگ ان دونوں کے حافظے پر حیرت کرتے اور کہا کرتے کہ یہ خصوصیت آپ دونوں کو امام صاحب الزّمان کی دعاؤں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔

○ گونگا لڑکا گویا ہو گیا

ابو عبداللہ بن سورۃ کا بیان ہے کہ سرور نامی شخص جو عابد و مجتہد تھا۔ اُن کا نسب میں بھول رہا ہوں جن سے اہواز میں میری ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے بچپنے کے زمانے میں قوّتِ گویائی نہ رکھتا تھا۔ جب میری عمر چودہ سال ہوئی اور بولنے سے قاصر رہا تو میرے والد اور چچا مجھے شیخ حسین بن روح کے پاس لیگئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ حضرت امامِ زمانہ علیہ السّلام سے گذارش کریں کہ آنجناب اِس بچّے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تاکہ یہ بولنے لگے۔

شیخ ابوالقاسم حسین بن روح نے بتایا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ حائر (کربلا) جاؤ۔

سرور کا بیان ہے کہ یہ حکم پاتے ہی میرے والد اور چچا کربلا پہنچے، غسل کیا اور زیارت کی، پھر میرے والد اور چچا نے مجھے پکارا "اے سرور" ! میں نے کہا، لبّیک۔

اُنھوں نے کہا: ارے، تم تو بولنے لگے۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

عبداللہ بن سورۃ کا بیان ہے کہ یہ شخص یعنی "سرور" بلند آواز سے نہیں بولتا تھا۔

(غیبتہ طوسی)

(۴۴) پانچسو درہموں میں سے بیس درہم تمھارے ہیں

محمد بن شاذان بن نعیم سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میرے پاس غریم (صاحب الزّمان علیہ السّلام) کا مال پانچسو درہم میں سے بیس درہم کم تھا۔ میں نے سوچا کہ بیس درہم کیوں کم رہیں پورے پانچسو کیوں نہ بھیجدوں۔ اِس لیے میں نے بیس درہم اپنی طرف سے شامل کر دیے اور اسے محمد بن جعفر کے پاس بھیجدیا۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ میں نے اس رقم میں بیس درہم اپنی طرف سے ملا دیے ہیں۔ لیکن محمد بن جعفر کے پاس سے تحریر آئی کہ:

" پانچسو درہم وصول ہوئے جنمیں سے بیس درہم تمھارے تھے۔" (اکمال الدین، ارشاد، الخرائج والجرائح)

(۴۵) اِس رقم میں چار سو درہم تمھارے چچا زاد برادر کے ہیں انھیں نکال لو

ابی نے سعد سے، اور انھوں نے، اسحاق بن یعقوب سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے شیخ عمری کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں اہلِ سواد میں سے ایک شخص کے ساتھ تھا۔ اُس کے پاس مالِ غریم (حقِ امامِ زمانہؑ) تھا۔ اُس نے وہ مال بھیجا تو اسے واپس کر دیا گیا اور کہا گیا کہ:

"اس میں سے اپنے چچا زاد بھائی کا حق چار سو درہم نکال لو"

یہ سُن کر وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا، کیونکہ اُس کے پاس اُس کے چچا زاد بھائی کی جائیداد تھی، اُس نے اُس کا کچھ حق دیدیا تھا اور کچھ رکھ لیا تھا۔ اب جو اُس نے حساب کیا تو واقعتاً جیسا کہ امامِ زمانہ علیہ السلام نے فرمایا تھا، اُس کے چچا زاد بھائی کے چار سو درہم بھی اس میں شامل تھے۔

پھر اُس شخص نے چار سو درہم نکال کر بھیجے تو قبول فرما لیے۔

(اکمال الدین۔ ارشاد)

(۴۶) جو قیمت ملی ہے وہی دو، اپنی طرف سے وزن پورا نہ کرو

ابی نے سعد سے، انھوں نے علی بن محمّد رازی سے، انھوں نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام نے ابوعبداللہ بن جنید کے پاس مقامِ واسط میں ایک غلام بھیجا کہ اس کو فروخت کر دو۔ اُس نے اُسے فروخت کر کے قیمت وصول کر لی۔ اب جو اُن دیناروں کو وزن کیا، تو اٹھارہ قیراط اور ایک کم ہوا۔ لہٰذا اُس نے اٹھارہ قیراط اور ایک دانہ اپنے پاس سے پورا کر کے قیمت آنجناب کی خدمت میں روانہ کر دی۔

چنانچہ آپ نے ایک دینار جس کا وزن اٹھارہ قیراط اور ایک دانہ تھا واپس کر دیا۔

(اکمال الدین)

(۴۷) جو خیال دل میں ہے اُس سے توبہ کرو

ابنِ ولید نے سعد سے، انھوں نے علّان سے، انھوں نے محمّد بن جبریل سے، انھوں نے ابراہیم و محمّد بن فرج سے، انھوں نے محمّد بن ابراہیم بن مہزیار سے، اور ان کا بیان ہے

کہ میں ایک مرتبہ بغرضِ زیارت عسکر (سرّمن رائے) گیا اور ناحیہ مقدسہ (روضے) کا قصد کیا۔ راستے میں ایک عورت ملی۔ اُس نے پوچھا: کیا تم محمّد بن ابراہیم ہو؟

- میں نے کہا: ہاں۔
- اُس نے کہا: واپس جاؤ۔ تم اِس وقت وہاں نہیں پہنچ سکو گے۔ رات کے وقت آنا تمہارے لیے دروازہ کھلا رہے گا، اندر چلے آنا، جس حجرے میں چراغ روشن ہو اس میں داخل ہو جانا۔
- میں نے ایسا ہی کیا۔ دروازے پر پہنچا تو دروازہ کھلا ہوا دیکھا، اندر چلا گیا اور اُس حجرے میں داخل ہوا جس میں چراغ روشن تھا۔ ابھی میں دونوں قبروں کے درمیان سسکیوں سے رو رہا تھا کہ ایک آواز سنائی دی۔

کسی نے کہا: اے محمّد! اللہ سے ڈرو اور دل میں جو خیال ہے اُس سے توبہ کرو تمھاری ذمّہ داری بہت اہم اور ضروری ہے۔

(اکمال الدین)

(۴۸) تم نے ایکہزار میں سے صرف دو سو دینار بھیجے

ابنِ ولید نے سعد سے، انھوں نے علی بن محمّد رازی سے اور انھوں نے نصر بن صباح بلخی سے روایت بیان کی ہے کہ:

" مرو میں ایک خوزستانی کاتب تھا جس کے پاس ناحیہ مقدسہ کے لیے ایکہزار دینار جمع ہو گئے۔ اُس نے مجھ سے مشورہ لیا (کہ اس رقم کا کیا کروں)

میں نے کہا: اسے حاجز کے پاس بھیجدو۔

اُس نے کہا: اگر قیامت کے دن اللہ نے باز پُرس کی تو ذمّے داری تمھاری ہوگی۔

میں نے کہا: ہاں، میری ذمّے داری ہے۔

اس کے بعد میں وہاں سے چلا گیا۔ جب دو سال کے بعد واپس ہوا تو اُس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُس رقم کے متعلق دریافت کیا۔

اس نے کہا: میں نے دو سو دینار حاجز کے پاس بھیجے تو اُس کی وصولی کی تحریری اطلاع کے ساتھ دعا تحریر تھی اور یہ بھی لکھا کہ پوری رقم ایکہزار دینار میں سے صرف دو سو دینار بھیجے ہیں۔ اچھا آئندہ اگر کسی کی معرفت بھیجنا چاہو تو مقام رے میں اسدی سے رابطہ رکھنا۔

(۴۹) تمہارا اصل نام یہ ہے

نصر بن ابی نے سعد سے، سعد نے علّان سے، علّان نے نصر بن صباح سے، اور نصر کہتے ہیں کہ اہلِ بلخ میں سے ایک شخص نے پانچ دینار حاجز کے پاس بھیجے اور ایک خط بھی "خدمتِ امامؑ میں" ارسال کیا جس میں اپنے نام کے بجائے ایک فرضی نام لکھدیا۔

وہاں سے جواب آیا تو اُس میں اُس بلخی کا پورا نام و نسب تحریر تھا، اور یہ بھی کہ رقم وصول ہوئی آخر میں اُس کے لیے دعا بھی تحریر فرمائی۔

(اکمال الدین)

(۵۰) یہ رقم چوری سے بچ گئی

ابی نے سعد سے، سعد نے ابو حامد مراغی سے، ابو حامد نے محمّد بن شاذان بن نعیم سے روایت بیان کی ہے کہ اہلِ بلخ میں سے ایک شخص نے کچھ رقم ارسال کی اور ایک عریضہ بھی، جسمیں قلم سے کوئی تحریر نہ تھی بس اپنی انگلی سے کاغذ وغیرہ پر کچھ لکھ دیا، اور قاصد سے کہا: یہ رقم لیجاؤ، جو شخص اس رقم کا قصہ بیان کر دے اور اس عریضے کا جواب دیدے، اسی کو یہ رقم دیدینا۔

قاصد وہ رقم اور عریضہ لیکر عسکر (سرّ من رائے) پہنچا، اور جعفر سے ملا، اور کہا اِس رقم کا قصہ بتائیے۔؟

جعفر نے کہا: یہ بتاؤ کہ تم بداء کے قائل ہو؟

قاصد نے کہا: جی ہاں۔

جعفر نے کہا: سُنو! اب تمھیں بھیجنے والے کو بداء واقع ہوا ہے اور اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور تمھیں حکم دیا ہے کہ تم یہ مال مجھے دیدو۔

قاصد نے کہا: نہیں، اِس جواب سے میں مطمئن نہیں ہوا۔

قاصد یہ کہہ کر وہاں سے چلدیا، اور ہمارے اصحاب کے پاس اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا، اسی دوران اُس کے پاس ایک تحریر آئی جسمیں لکھا تھا کہ:

"یہ رقم بس بچ ہی گئی، اِس لیے کہ یہ صندوق کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ چور آئے گھر میں داخل ہوئے اور جو کچھ صندوق کے اندر تھا سب لیگئے لیکن یہ رقم اُن کے خیال میں بھی نہ تھی اس لیے، بچ گئی۔" (اور اس کے لیے دعا بھی کی)

(اکمال الدین)

(۵۱) قیدی رِہا ہو جائیگا، بچّہ زندہ نہ رہیگا

ابی بن سعد نے محمّد بن صالح سے روایت کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت صاحب العصر علیہ السّلام کیخدمت میں عریضہ ارسال کیا جس میں باداشاکہ کے لیے دعا کی درخواست کی، جسے عبدالعزیز نے قید کر لیا تھا۔ نیز اجازت چاہی کہ کیا میں اپنی فلاں کنیز سے توالد و تناسل کا سلسلہ کر سکتا ہوں۔؟

جواب آیا کہ "کنیز سے سلسلۂ اولاد قائم کر سکتے ہو لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور قیدی کو اللہ تعالیٰ رہائی دے گا۔"

چنانچہ میں نے اپنی کنیز سے سلسلۂ اولاد شروع کیا، مگر اولاد پیدا ہوئی اور مر گئی اور جس دن آپ نے مجھے خط لکھا اسی دن قیدی رہا ہو گیا۔

(اکمال الدین)

○ اللہ تم کو ایک کے عوض دو فرزند عطا فرمائیگا

ابو جعفر سے روایت ہے کہ میرے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اجازت چاہی کہ کیا میں ساتویں یا دسویں روز اس کی تطہیر کرادوں۔؟

لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ اور آٹھویں روز وہ بچّہ مر گیا۔ لہٰذا میں نے پھر خط لکھا اور اس کی موت کی اطلاع دی۔

جواب آیا: "اللہ تعالیٰ اس کے عوض تمھیں دوسرا اور دوسرا عطا کرے گا۔ پہلے کا نام احمد رکھنا، اور احمد کے بعد جو پیدا ہو اُس کا نام جعفر رکھنا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

○ تجھے اُس سے نجات مل جائیگی

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت سے پوشیدہ طور پر نکاح کر لیا، اور وہ حاملہ ہو گئی، اور اُس سے لڑکی پیدا ہوئی۔ میں بہت متفکر اور تنگدل ہوا۔ لہٰذا میں نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کیخدمت میں عریضہ لکھا

جواب آیا: "تمھیں اس سے نجات حاصل ہو جائے گی۔"

چنانچہ وہ چار سال کے بعد مر گئی۔

پھر آپ کا خط آیا کہ "اللہ اپنے کام میں جلدی نہیں کرتا اور تم لوگ جلدی چاہتے ہو"

○ صوفی ہلالی جلد مریگا

راوی مذکور کا مزید بیان ہے کہ جب ابنِ ہلال لعنۃ اللہ علیہ کی خبرِ مرگ آئی تو میرے پاس شیخ (ابوالقاسم حسین بن روح) آئے اور مجھ سے فرمایا: "وہ تھیلا جو تمھارے پاس ہے اُسے نکالو۔"

میں نے تھیلا نکالا تو آپ نے اس میں سے ایک رقعہ نکالا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ:

"تم نے جو اس بناوٹی صوفی (ہلالی) کا ذکر کیا ہے تو اللہ اس کی عمر کی رسّی کو کاٹ دیگا۔"

پھر اس کی موت کے بعد رقعہ آیا جس میں لکھا تھا کہ:

"ہم نے صبر سے کام لیا، اللہ نے ہماری دعا کے اثر سے اس کی عمر کی رسّی کو کاٹ دیا۔"

(اکمال الدین، کتاب النجوم ودلائل الامامت طبری)

(۵۲) ہم اکثر اپنے دوستوں کو کچھ دیدیا کرتے ہیں

ابی نے سعد سے، سعد نے علّان سے، علّان نے حسن بن فضل یمانی سے روایت کی ہے حسن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ سُرّ من رائے گیا تو حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کے پاس سے میرے لیے ایک تھیلی آئی جس میں کچھ دینار اور دو کپڑے تھے۔ میں نے سب کچھ واپس کر دیا، اور دل میں سوچا کہ کیا ان کی نظروں میں میری یہی قدر ہے۔ یعنی میں نے خود کو بہت عزّت دار سمجھا۔ لیکن اس کے بعد میں شرمندہ ہوا اور آپ کی خدمت میں معذرت کا خط لکھا، اور استغفار کیا اور تنہائی میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ: خدا کی قسم اگر انھوں نے پھر وہ تھیلی واپس بھیجی تو نہ میں اس کو کھولوں گا اور نہ اس میں سے کچھ خرچ کروں گا، بلکہ اسے اپنے والد کے پاس لیجاؤں گا، وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

دریں اثنار آپ کا قاصد میرے پاس آیا (آپ نے لکھا) کہ:

"تم نے (تھیلی وغیرہ کو) واپس کر کے غلطی کی ہے، اس لیے کہ ہم اکثر اپنے دوستوں کو کچھ عطا کیا کرتے ہیں، بلکہ ہمارے اکثر دوستدار تو بطور تبرّک ہم سے مانگ بھی لیا کرتے ہیں، مگر تم نے ہمارے سلوک کو واپس کر کے غلطی کی اور مزید آں، تم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر "میں تمھیں دوبارہ بھیجوں" تو تم اُس کو

اپنے سفر میں خرچ نہ کروگے، تو خیر، ہم نے واپس لے لیا، لیکن یہ دو کپڑے تو رکھ لو یہ تمھارے لیے ضروری ہیں ان کو احرام میں استعمال کرنا۔

○ آپؑ کی عطا کردہ خوشبو کی تھیلی کا قصّہ

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے ایک مرتبہ آپ کو خط لکھ کر خوشبو کی فرمائش کی، تو آپؑ نے ایک تھیلی میں جو سفید رنگ کی تھی میرے لیے خوشبو بھیجدی اور اس تھیلی کو میں نے اپنے ساتھ محمل میں رکھ لیا۔ جب میں عسقلان پہنچا تو اچانک میرا اونٹ بھڑک گیا اور میری محمل زمین پر گر پڑی، اور سارا سامان بکھر گیا۔ میں نے اپنا سارا سامان سمیٹ لیا لیکن خوشبو کی تھیلی کو تلاش کرنے لگا۔

میرے بعض ساتھیوں نے دریافت کیا کہ کیا تلاش کر رہے ہو؟

میں نے کہا: میرے پاس ایک تھیلی تھی (وہ نہیں مل رہی ہے)

اُنھوں نے پوچھا: اس میں کیا تھا؟

میں نے کہا: اس میں میرے اخراجات کے لیے رقم تھی۔

پھر میں نے بہت تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ بالآخر مایوس ہو گیا، جب مکہ پہنچا تو اب جو اپنا صندوق کھولا تو سب سے پہلے اسی تھیلی پر نظر پڑی جو اوپر ہی رکھی ہوئی تھی، حالانکہ وہ صندوق سے باہر محمل کے اندر تھی اور جب سب سامان بکھر گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ اِدھر اُدھر ہو گئی

○ مجھے حج کی بشارت

راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بغداد میں اپنے قیام سے بہت دل تنگ ہوا اور خیال آیا کہ شاید اِس سال نہ حج کر سکوں گا اور نہ اپنے گھر واپس جا سکوں گا۔ یہ سوچ کر میں ابوجعفر کے پاس گیا اور اُن سے عرض کیا کہ میں نے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں جو عریضہ بھیجا تھا اس کا جواب آگیا ہو گا وہ مجھے دیدیجیے۔

اُنھوں نے فرمایا: تم مسجد میں فلاں فلاں مقام پر جاؤ تو وہاں ایک شخص آئے گا، اسی کے پاس تمھارے خط کا جواب ہو گا۔

میں اُن کی نشاندہی کے مطابق مسجد میں اسی مقام پر جا پہنچا، تو دیکھا کہ ایک شخص مسکراتا ہوا سامنے آیا اور کہنے لگا:

"تمھیں بشارت ہو، تم اس سال حج بھی کروگے اور صحیح وسلامت اپنے اہل و عیال کے پاس بھی پہنچ جاؤ گے۔"

(اکمال الدین)

(۵۳) یمنی قافلے کے ساتھ نہ جاؤ

جعفر بن ابراہیم یمانی کے فرستادہ علی بن محمد شمشاطی سے مروی ہے کہ:

ایک مرتبہ میرا قیام بغداد میں تھا اور وہاں سے نکلنے کے لیے اہلِ یمن کے قافلے کا انتظار کر رہا تھا میں نے حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عریضہ لکھا کہ اگر اجازت ہو تو قافلۂ اہلِ یمن کے ساتھ چلا جاؤں ۔ ؟

جواب آیا کہ " ان لوگوں کے ساتھ نہ جانا ، ابھی تمھارے جانے میں بہتری نہیں ہے ، سرِ دست کوفہ میں قیام کرو ۔"

چنانچہ قافلہ روانہ ہوگیا ، اور بنو حنظلہ نے ان لوگوں پر حملہ کرکے انھیں لوٹ لیا ۔

(اکمال الدین)

○ اِمسال سمندری سفر نہ کرنا

راویٔ مذکور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر سمندری سفر کی اجازت چاہی ۔

جواب آیا : " نہیں سمندری سفر سے گریز کرو "

چنانچہ ۔ اُس سال جتنے سفینے روانہ ہوئے بحری قذاقوں نے اُن پر حملے کرکے انھیں لوٹ لیا ۔

(اکمال الدین)

○ میں نے آپکی زیارت کا شرف حاصل کیا

راویٔ مذکور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں زیارت کے لیے (عسکر) سرّمن رائے پہنچا ، مغرب کے وقت مسجد میں تھا کہ ایک غلام میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: "اُٹھو اور چلو"

میں نے کہا: تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ میں کون ہوں ، اور پھر یہ کہ میں کہاں چلوں ؟

اس نے کہا: آپ جعفر بن ابراہیم کے قاصد و فرستادہ علی بن محمد ہیں ، گھر چلیے ۔

راوی کا بیان ہے کہ میرے دوستوں میں سے کسی کو بھی میرے وہاں پہنچنے کی اطلاع نہیں تھی ۔ چنانچہ میں وہاں سے اُٹھ کر اس غلام کے ساتھ آپ کے بیت الشرف پہنچا تو میں نے اندر داخل ہونے اور زیارت سے مشرف ہونے کی اجازت چاہی ۔ تو آپ نے اجازت دیدی ۔

(میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا)

(اکمال الدین ، ارشاد)

(۵۴) تمھیں اپنے والد کا نام نہیں معلوم میں بتاتا ہوں

ابی نے سعد سے ، سعد نے علان سے ، علان نے اعلم بصری سے ، اعلم نے ابو رجاء بصری سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے وفات کے دو سال بعد میں تحقیق و جستجو کیلئے چلدیا ، مگر کچھ پتہ نہ چل سکا ۔ تیسرے سال مدینہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی تلاش کے بارے میں صریا ۔ جا پہنچا ۔

وہاں ابو غانم نے مجھے رات کے کھانے پر مدعو کیا ۔ میں متفکر بیٹھا ہوا دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر امامؑ نے اپنے بعد اپنے فرزند کو اپنا وارث مقرر فرمایا ہوگا تو میری جستجو کا یہ تیسرا سال ہے تو وہ ضرور ظاہر ہوں گے ، کہ اسی دوران کسی آواز دینے والے نے کہا: اے نصر بن عبد اللہ ! تم اہلِ مصر سے جاکر دریافت کرو کہ : تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیکھا تھا پھر تم اُن ہی پر کب ایمان لائے ؟

نصر کا بیان ہے کہ اُس وقت تک خود مجھے بھی اپنے والد کا نام معلوم نہیں تھا کیونکہ میں مدائن میں پیدا ہوا ۔ نوفلی مجھے اُٹھا کر مصر لے گیا ، اس لیے کہ میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور پھر مصر ہی میں میری پرورش ہوئی ۔ اب جب میں نے یہ آواز سُنی تو کھڑا ہوگیا اور ابو غانم کے گھر جانے کے بجائے سیدھا مصر پہنچا ۔

راوی کا بیان ہے کہ اہلِ مصر میں سے دو شخصوں نے اپنے فرزندوں کے لیے آپ کی خدمت میں عریضے بھیجے ۔

جواب آیا " اے فلاں ! تمھیں اللہ صبر دے ، اور دوسرے کے لیے دعا لکھی "

پھر جس کی آپ نے تعزیت فرمائی تھی اس کے بیٹے کا انتقال ہوگیا ۔

• راویٔ مذکور کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو محمد وجنائی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے شہر کا حال تہ و بالا ہوگیا اور ہر طرف فتنہ و فساد پھیل گیا ۔ تو میں نے بغداد میں اسّی دن تک قیام کیا ۔ اسی دوران ایک بزرگ میرے پاس آئے اُنھوں نے فرمایا ، اپنے شہر واپس جاؤ ۔

چنانچہ میں بغداد سے با دلِ ناخواستہ چلدیا ۔ جب سرّ من رائے پہنچا ، تو چونکہ مجھے شہر میں فتنہ و فساد کی اطلاع ملی تھی ، اس لیے وہاں سے چلا اور ابھی اپنی منزل تک نہیں پہنچا تھا کہ پھر وہی بزرگ ملے اور اُنھوں نے مجھے میرے گھر والوں کا خط دیا کہ شہر پُر سکون ہے آجاؤ ۔

(۵۵) میرا خدشہ دور ہوگیا

ابی نے سعد سے، سعد نے محمد بن ہارون سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ مجھ پر غریم (امام زمانہؑ) کے پانچسو دینار باقی تھے۔ میں ایک شب تیرہ و تاریک میں بغداد میں تھا۔ ہوا بھی خاصی تیز چل رہی تھی، مجھے بیحد خوف محسوس ہوا۔ سوچنے لگا کہ مجھے کس کس کو دینا یا لینا ہے۔ چنانچہ دل ہی کہا کہ میں نے پانچسوتیس دینار میں کچھ دکانیں خریدی ہیں میں وہی (بقایا رقم کے عوض) غریم (امام زمانہؑ) کو دیدوں گا۔ یہ بات میں نے کسی پر ظاہر نہیں کی تھی اور نہ آنجناب کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا تھا۔ مگر آپؑ کی طرف سے ایک شخص دکانیں لینے کے لیے آگیا۔

(۵۶) ابوالقاسم کی روایات

ابی نے سعد سے، سعد نے ابوالقاسم بن ابی حالبس سے روایت کی ہے کہ:

"میں پندرہ شعبان کو ہمیشہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کیا کرتا تھا۔ ایک سال میں شعبان سے پہلے عسکر (سرّمن رائے) پہنچا، تو ارادہ کیا کہ اس مرتبہ شعبان میں زیارت نہ کروں گا۔ مگر جب شعبان کا مہینہ آیا تو خیال آیا کہ ہمیشہ شعبان میں آپ کی زیارت کرتا رہا ہوں، اس لیے اسے نہیں چھوڑنا ہے۔ یہ سوچ کر زیارت کے لیے چلدیا۔ اور میرا یہ دستور تھا کہ: جب سرّمن رائے جاتا تو پہلے اپنی آمد کی اطّلاع وہاں کے لوگوں کو پہنچا دیتا۔ مگر اس سال آیا تو میں نے ابوالقاسم حسن بن ابی احمد سے کہا کہ میرے آنے کی اطّلاع کسی کو نہ دینا، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ سفر خالصتاً زیارت کے لیے ہو۔

دریں اثناء ابوالقاسم مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا (امام زمانہؑ نے) دو دینار میرے پاس بھیجے ہیں اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ "اپنے مہمان کو دیدو اور اُس سے کہدو کہ جو اللہ کا کام کرتا ہے، اللہ اس کا کام کرتا ہے۔"

- راوی مذکور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سرّمن رائے میں سخت بیمار ہوگیا مجھے ڈر تھا کہ کہیں اسی بیماری میں موت واقع نہ ہوجائے۔ تو آپؑ نے میرے پاس دو طرح کے معجون بھیجدیے اور حکم دیا کہ: "اسے کھاؤ"

میں نے کھانا شروع کردیا۔ ابھی دوا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ خدا کا شکر ادا کیا، میں تندرست ہوگیا۔

راویٔ مذکور کا بیان ہے کہ ایک شخص میرا قرضدار تھا، اُس کا انتقال ہوگیا۔

- میں نے (امامِ زمانہؑ سے) متوفی کے ورثاء کے پاس مقامِ واسط جانے کی اجازت محض اس خیال سے حاصل کرنا چاہی کہ اس حادثۂ موت کے موقع پر جاؤں گا تو ممکن ہے میری رقم وصول ہوجائے۔ مگر آپؑ نے اجازت نہیں دی۔ میں نے دوبارہ اجازت حاصل کرنے کے لیے عریضہ لکھا۔ آپ نے اجازت نہیں دی۔ پھر دو سال بعد آپ نے خود ہی رقعہ تحریر فرمایا کہ "اب اس کے ورثاء کے پاس چلے جاؤ"

جب میں ان لوگوں کے پاس گیا تو میری رقم وصول ہوگئی۔

- اَبی قاسم کا بیان ہے کہ ابنِ رئیس نے دس دینار امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کے لیے حاجز کے پاس بھیجے۔ مگر حاجز انھیں پہنچانا بھول گیا۔

"آپؑ نے حاجز کو لکھ بھیجا کہ ابنِ رئیس کے دینار بھیجدو"

- نیز یہ بیان کیا ہے کہ ہارون بن موسیٰ بن فرات نے چند باتیں بغیر روشنائی کے قلم سے اپنے دو بھتیجوں کے لیے دعاء کی گذارش میں لکھیں۔

جواب آیا تو اس میں اُن کے دونوں بھتیجوں کے نام کے ساتھ دعاء تحریر تھی۔

- ایک شخص نے ربض حمید میں سے، آپ کو خط لکھا کہ میری اہلیہ کے حمل ہے۔ دعاء فرمائیے۔

"جواب میں حمل کے لیے ولادت سے چار ماہ قبل دعاء لکھی اور یہ بھی لکھا کہ بیٹی پیدا ہوگی۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

- محمد بن محمد قصری نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میری بیٹیوں کے معاملے میں دعاء فرمائیے، اور یہ بھی دعاء کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حج نصیب فرمائے اور مجھے میری رقم واپس مل جائے۔

جواب آیا: "اسی سال حج نصیب ہوگا۔" تو ایسا ہی ہوا۔ اس کے چھ بیٹیاں تھیں جنیں سے چار کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کو اس کی رقم واپس مل گئی۔

- محمد بن یزداد نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا، اور اپنے والدین کی مغفرت کے لیے دعاء کا طالب ہوا۔

جواب آیا: اللہ نے تجھے بھی بخشا اور تیرے والدین کو بھی بخشدیا، اور تیری بہن کلکی کو بھی بخشا جو ایک زنِ صالحہ تھی۔

- اور مختلف مومنین کی طرف سے پچاس دینار بھیجنے کے بارے میں لکھا جیس دس دینار

میرے ابنِ عم کے بھی تھے، مگر وہ ایمان سے بالکل خالی تھا۔ اِسی لیے میں نے اُس کا نام خط کے بالکل آخر میں علیحدہ کر کے لکھا۔

جواب آیا: "اللہ مومنین کے اعمال کو قبول فرمائے، اُنھیں نیکی کی مزید توفیق عطا فرمائے اور تمھیں بھی داخلِ ثواب کرے۔"

یہ سب کچھ تحریر فرمایا، مگر میرے ابنِ عم کے لیے کچھ نہ لکھا۔

- نیز میں نے پھر کچھ دینار مومنین کی طرف سے آپ کی خدمت میں بھیجے اور ایک شخص نے جس کا نام محمد بن سعید تھا، کچھ دینار دیے تھے وہ بھی بھیجدیے اور عمداً اس کا نام نہ لکھا بلکہ اُس کے والد کے نام سے بھیجے، اِس لیے کہ وہ دینِ خدا سے بالکل ہی خالی تھا۔

جواب آیا: تو رسید میں اس کے والد کے بجائے خود اسی کا نام تحریر تھا

- پھر جس سال یہ علاماتِ امامت آپ سے ظاہر ہوئیں اُس سال ایکہزار دینار میں خود لیکر گیا جس کو ابوجعفر نے بھیجا تھا، اور میرے ساتھ ابوالحسین محمد بن محمد بن خلف اور اسحاق بن جنید بھی تھے۔ ابوالحسین نے سامان اُٹھایا اور تین گدھے کرائے پر لیے جب قاطول پہنچے تو وہاں کوئی گدھا کرائے پر نہ ملا۔ تو میں نے ابوالحسین سے کہا کہ وہ سامان اُٹھاؤ جس میں رقم ہے اور قدرے فاصلے سے چلتے رہو اور اسحاق بن جنید کو یہیں چھوڑ دو تاکہ جب انھیں گدھا کرائے پر مل جائے تو اس پر سوار ہو کر آئیں کیونکہ وہ ضعیف آدمی ہیں۔ بہرحال میں نے ان کے لیے کرائے پر گدھا حاصل کر کے دیدیا اور ہم سرّ من رائے کے باغات میں پہنچکر ابوالحسین سے جا ملے اور ان سے کہا، جو کام تم کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ (کہ اس نے تمھیں اِس نیکی کا موقع دیا)۔

اُنھوں نے جواب دیا: میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کا موقع فراہم کرتا رہے

پھر میں سرّ من رائے میں داخل ہوا اور جو کچھ میرے پاس تھا اسے آپ کے وکیل کے حوالے کر دیا۔ آپ کے وکیل نے اسے وصول کر کے ایک رومال میں رکھا اور ایک حبشی غلام کے بدست روانہ کر دیا۔

ابوالحسین عصر کے وقت ایک ہلکی سی گٹھری لیے ہوئے آپہنچے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ابوالقاسم سے تخلیے میں میری ملاقات ہوئی۔

اُنھوں نے کہا: مجھے حکم ہوا ہے کہ جو شخص یہ گٹھری لایا ہے اسے یہ دینار دیدو۔

جب میں دینار لیکر باہر نکلا تو قبل اِس کے کہ میں اُس سے کچھ کہتا یا اُسے بتاتا اُس نے مجھ سے کہا: جب میں باغ میں تھا تو میرے دل میں خواہش ہوئی کہ کاش اس میں سے کچھ درہم بطور تبرک مجھے مل جاتے۔

میں نے کہا: یہ لو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے یہ درہم تمھیں دلوائے ہیں۔

(۵۷) تیری زوجہ غلط کہتی ہے

علی بن محمد بن اسحاق اشعری کا بیان ہے کہ میری ایک زوجہ تھی جسے میں ایک عرصے سے چھوڑے ہوئے تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آئی اور بولی: اگر تم نے مجھے طلاق دیدی ہے تو مجھے بتادو۔

میں نے کہا: نہیں۔ طلاق نہیں دی۔

پھر اُسی روز میں نے اس سے مباشرت کی۔ چنانچہ ایک ماہ بعد اس نے مجھے خط لکھا کہ "مجھے حمل قرار پاگیا ہے"

میں نے اِس کے بارے میں امام زمانہؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔

جواب آیا: "حمل کا ذکر چھوڑ دو"

چنانچہ تھوڑے دنوں بعد میری زوجہ کا دوسرا خط بھی آگیا اس میں تحریر تھا کہ "میں نے غلط لکھا تھا، حمل کی کوئی حقیقت نہیں"

(۵۸) اُمّ عبداللہ کا حشر

ابی نے سعد سے، سعد نے ابو علی نیلی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ:

ایکمرتبہ میرے پاس ابوجعفر آئے اور مجھے لیکر ایک ویرانے میں جا پہنچے۔ وہاں پر اُنھوں نے ایک رقعہ (جیب سے) نکالکر مجھے پڑھ کر سنایا۔ اُس میں لکھا تھا:

"فلانہ (یعنی امِ عبداللہ) کو بالوں سے پکڑ کر گھر سے نکالا جائے گا اور اُسے بادشاہِ بغداد کے سامنے بغداد میں پیش کیا جائے گا۔"

اِس کے علاوہ دوسری باتیں بھی جو آئندہ رونما ہونے والی تھیں تحریر کیں۔ اور مجھ سے کہا کہ اسکو یاد رکھنا۔ یہ کہہ کر اُنھوں نے وہ رقعہ چاک کر ڈالا۔ یہ اطلاع ان حادثات کے رونما ہونے سے کافی عرصے قبل دی گئی تھی۔

- نیز جعفر بن عمرو سے مروی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایکمرتبہ عسکر (سرّ من رائے)

اُس وقت گیا جب ابو محمدؑ کی والدہ حیات تھیں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے جب سُر من رائے پہنچے تو میرے ساتھیوں میں سے ہر ایک نے نام بنام زیارت کی اجازت چاہی، میں نے کہا: میرا نام و نسب نہ لکھو۔ میں زیارت کی اجازت نہیں چاہتا۔ ان لوگوں نے میرا نام نہ لکھا۔

آپ کے پاس سے اجازت آئی کہ "سب لوگ آئیں اور وہ بھی آئے جس نے اجازت لینے سے انکار کردیا ہے۔"

- نیز ابوالحسن جعفر بن احمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم بن محمد بن فرج رخجی نے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں رقعہ لکھا اس میں بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ میرے نومولود بچّے کے لیے کوئی نام تجویز فرمادیں۔

جواب میں تمام باتوں کے لیے لکھا، مگر نومولود کے لیے کچھ نہ لکھا۔ چنانچہ وہ بچّہ کچھ دنوں بعد مر گیا۔

- ایک مرتبہ ہمارے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپس میں بیٹھ کر باتیں کیں تو امام زمانہ علیہ السلام نے ان میں سے ایک کے پاس خط لکھا جس میں تفصیل سے وہ تمام باتیں تحریر فرمائیں جو اس نشست میں ہوئی تھیں۔

- نیز عاصمی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص فکر میں تھا کہ غریم (امام زمانہ) علیہ السلام کی جو رقم واجب الادا ہے وہ کس کے ذریعے سے آپ کی خدمت میں بھیجی جائے۔ دریں اثناء ہاتف غیبی کی آواز آئی:

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ حاجز (نائب وکیل) کے پاس بھیجدو۔"

- نیز ایک مرتبہ ابو محمد سروی کچھ مال لیکر سُر من رائے گیا۔ اور مال پہنچانے سے قبل ہی اس کو امام علیہ السلام کا خط ملا کہ:

"ہمارے اور ہمارے نائب کے معاملے میں شک و شبہ نہ کرو تم یہ رقم حاجز کو دیدو۔"

○ خط، بغیر جواب کے واپس

نیز ابوجعفر کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے اپنے ایک موثق و معتبر شخص کے ہاتھ کچھ چیزیں عسکر (سُر من رائے) بھیجیں۔ مگر ایک دوسرے شخص نے اس سے مل کر اپنا بھی ایک خط اس میں شامل کردیا تو آپؑ نے اس کا خط بغیر جواب دیے واپس کردیا۔

۵۹ تمہیں ابھی کفن کی ضرورت نہیں

علی بن محمد صیمری نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ بھیجا اور اس میں کفن کی درخواست کی۔

جواب آیا: "تمہیں سرِدست کفن کی ضرورت نہیں ہے، اسّی، اکیاسی سال کی عمر میں پیش آئے گی۔"

چنانچہ جو وقت آپؑ نے تحریر فرمایا تھا اسی وقت اُن کی وفات ہوئی اور آپؑ نے اُن کی وفات سے ایک ماہ قبل اُن کے لیے کفن بھیجدیا تھا۔

۶۰ عورت کا بھیجا ہوا تحفہ کہاں ہے

محمد بن علی اسود کا بیان ہے کہ ایک سال مجھے ایک عورت نے ایک کپڑا دیا اور کہا کہ اسے عمری کے پاس پہنچا دینا۔

چنانچہ میں اور بہت سے کپڑوں کے ساتھ اسے بھی لے گیا۔ جب بغداد پہنچا تو مجھے حکم ہوا کہ "یہ سب محمد بن عباس قمی کے سپرد کردو۔"

یہ حکم پاکر میں نے سوائے اُس عورت کے دیے ہوئے کپڑے کے تمام چیزیں محمد بن عبّاس کے حوالے کردیں۔

عمری میری طرف متوجہ ہو کر بولے: اُس عورت کا کپڑا ابھی تو ان کے حوالے کرو۔

اب مجھے خیال آیا کہ ایک عورت نے مجھے ایک کپڑا دیا تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے بہت تلاش کیا مگر وہ مجھے نہ ملا۔

عمری نے کہا: غم نہ کرو، تلاش کرلو، مل جائے گا۔

میں نے مزید تلاش کیا تو وہ مل گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ سامان کی فہرست جو میرے پاس تھی وہ عمری کے پاس نہ تھی۔

۶۱ اولادِ نرینہ کی درخواست

محمد بن علی اسود کا بیان ہے کہ محمد بن عثمان عمری کی وفات کے بعد علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ نے مجھ سے کہا، ابوالقاسم روحی سے کہو کہ وہ حضرت صاحب الزمانؑ سے عرض کریں کہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔

چنانچہ ابوالقاسم روحی سے کہا، مگر انھوں نے منع کر دیا۔ پھر تین دن کے بعد انھوں نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام نے علی بن الحسین کے لیے دعا کر دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان کے یہاں ایک مبارک فرزند پیدا ہوگا اور اس کے بعد اور بھی اولاد ہوگی۔

○ تمہارے لیے اولاد کی کوئی سبیل نہیں

نیز ابوجعفر محمد بن علی اسود کا بیان ہے کہ میں نے خود اپنے لیے بھی درخواست کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایک فرزند عطا فرمائے۔ مگر میری درخواست منظور نہ ہوئی اور فرمایا: " اس کی کوئی سبیل نہیں۔"

چنانچہ علی بن الحسین کے یہاں اسی سال فرزند پیدا، پھر اس کے بعد اور اولادیں بھی پیدا ہوئیں لیکن میرے یہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

○ امام زمانہ کی دعا کا اثر

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی اسود اکثر فرمایا کرتے کہ جب کبھی ہمارے بزرگ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ مجھے دیکھتے کہ میں علمی کتابوں کے مطالعہ اور اس کے یاد کرنے میں مشغول ہوں تو فرمایا کرتے کہ "طلبِ علم میں تمھاری اس قدر رغبت کوئی تعجب کی بات نہیں، اس لیے کہ تم امام زمانہ علیہ السّلام کی دعا سے پیدا ہوئے ہو۔"

- غیبتہ طوسی میں بھی صدوق علیہ الرحمہ سے اسی کے مثل روایت ہے۔
- ابوعبداللہ ابن بابویہ کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال سے کم عمر میں درس دینا شروع کر دیا تھا اور میرے درس میں کبھی کبھی ابوجعفر محمد بن علی اسود بھی آجایا کرتے اور مسائلِ حلال وحرام میں مجھے دیکھتے کہ میں سوالات کے جواب برجستہ دے رہا ہوں تو میری کمسنی کی وجہ سے بہت تعجب کرتے اور فرماتے کہ نہیں کوئی تعجب نہیں ہے اس لیے کہ تم دعائے امام زمانہ علیہ السّلام سے پیدا ہوئے ہو۔

(۶۲) ترجمان کی ضرورت نہیں

محمد بن علی بن متیل کا بیان ہے کہ اہلِ آبہ میں سے ایک عورت تھی جس کا نام زینب تھا اور محمد بن عبدلی آبی کی زوجہ تھی اس کے پاس تین دینار تھے۔ ایک دن وہ میرے چچا جعفر بن محمد بن متیل کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں خود اپنے ہاتھ سے یہ رقم ابوالقاسم بن روحؒ کے سپرد کر دوں۔

میرے چچا نے مجھے اس کے ساتھ ترجمانی کے لیے کر دیا۔ جب وہ ابوالقاسم بن روحؒ کی خدمت میں پہنچی تو انھوں نے بزبانِ فصیح کہا:

"زینب! چونا چویدا کوایدچون ایقنہ"

یعنی (اے زینب! تم کیسی ہو، تمھارا کیا حال ہے، بچے کیسے ہیں؟)

جب زینب نے یہ سنا تو مجھے ترجمانی سے منع کر دیا۔ اور رقم مذکور اُن کے حوالے کر کے واپس آگئی۔

- شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے ایک جماعتِ رواۃ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

(۶۳) محمد بن عبداللہ عامری کے لیے کفن وغیرہ

محمد بن علی بن متیل کا بیان ہے کہ میرے چچا جعفر بن متیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابوجعفر محمد بن عثمان سمان المعروف بہ عمری نے مجھے بلایا، اور کچھ کپڑے اور درہموں کی ایک تھیلی دی اور مجھ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم بذاتِ خود فوراً واسط جاؤ اور جو کچھ میں نے تمھارے سپرد کیا ہے وہ اُس شخص کو دیدو جو واسط میں کشتی سے اتر کر ساحل پر جانے میں پہلے تمھیں ملے۔

یہ سنکر مجھے سخت دلی تکلیف ہوئی، کہ اس معمولی سے کام کے لیے مجھ کو بھیجا جا رہا ہے اور یہ سامان میرے سپرد کیا جا رہا ہے۔ بہرحال میں وہ سامان لیکر چلا اور کشتی سے اتر کو جونہی ساحل کی طرف بڑھا، سب سے پہلے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اُس سے حسن بن محمد بن قطاۃ صیدلانی وکیل وقفِ واسط کے متعلق دریافت کیا۔

- اُنھوں نے کہا: میں وہی ہوں۔ لیکن آپ کون ہیں ؟
- میں نے کہا: میں جعفر بن محمد بن متیل ہوں۔
- اُنھوں نے مجھے میرے نام سے پہچان کر سلام کیا۔ میں نے بھی انھیں سلام کیا اور آپس میں گلے ملے۔
- پھر میں نے کہا: ابوجعفر عمری نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کپڑے اور یہ تھیلی میرے سپرد کی ہے کہ میں آپ تک پہنچا دوں۔
- اُنھوں نے کہا: خدا کا شکر ہے، میں تو محمد بن عبداللہ عامری کے انتقال کے بعد اُن کے کفن وغیرہ کے انتظام کے لیے نکلا تھا، (سہو ہو گیا)

یہ کہکر انھوں نے کپڑوں کی گٹھری کھولی تو اس میں مکمل کفن اور کافور تھا' اور تھیلی کے اندر جنازہ برداروں اور گورکن کی مزدوری تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں اُس جنازے کی مشایعت کے بعد واپس آگیا۔

(۶۴) عقیقی کیلئے مولا کا رومال

ابو محمد حسن بن محمد بن یحیٰی علوی کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے بھتیجے طاہر نے بغداد کے روئی بازار میں اپنے گھر پر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن علی عقیقی سن ۲۹۸ ہجری میں بغداد میں علی بن عیسیٰ بن جراح کے پاس آئے اور وہ اس وقت اپنی جائیداد پر تھے۔ ابوالحسن عقیقی نے اُن سے اپنی حاجت بیان کی تو انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے خاندان والے اس شہر میں بہت ہیں، اگر میں ہر سوال کرنے والے کو دینا شروع کردوں تو یہ سلسلہ بہت طویل ہوجائیگا۔

عقیقی نے کہا: اچھا تو پھر میں اُس سے حاجت طلب کروں گا جس کے قبضے میں میری حاجت روائی ہے۔

علی بن عیسیٰ نے پوچھا: وہ کون ہے ؟

عقیقی نے کہا: وہ خدائے عزّ وجلّ ہے۔

یہ کہکر وہ غصّے کے عالم میں وہاں سے چلے گئے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ جب میں وہاں سے واپس آگیا تو حسین بن رُوح کا فرستادہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے علی بن عیسیٰ کی شکایت کی کہ (اُس نے میری بے عزّتی کی اور میرے ساتھ بداخلاقی سے پیش آیا۔)

فرستادہ نے جاکر حسین بن رُوح سے اُن کا واقعہ بیان کیا۔ تو حسین بن رُوح ایکسو درہم جو عدد اور وزن میں پورے تھے اور ایک رومال اور حنوط اور کفن کے پارچے ان کے پاس بھیجے اور کہلایا کہ "تمھارے مولا تم کو سلام کہتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جب تمھیں کوئی غم و رنج ہو تو تم اِس رومال سے اپنا منھ پونچھ لیا کرنا۔" یہ تمھارے مولا کا رومال ہے۔ یہ درہم، حنوط اور یہ کفن کے پارچے بھی بھیجے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اسی شب میں تمھاری حاجت بھی پوری ہوجائے گی اور جب تم مصر جاؤگے تو محمد بن اسماعیل تمھارے مرنے سے دس دن پہلے مرجائے گا۔ یہ تمھارا کفن اور حنوط ہے اور تمھاری تجہیز و تدفین کے لیے رقم بھی ہے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ میں نے وہ سب لیکر بحفاظت رکھ دیا اور فرستادہ واپس ہوگیا

ابھی میں اپنے دروازے پر کسی کام میں مشغول ہی تھا کہ دروازے کو کسی نے کھٹکھٹایا۔

- میں نے اپنے غلام سے کہا: خیر! اے خیر! ذرا دیکھ تو سہی کس نے دقّ الباب کیا ہے؟
- خیر نے دیکھا اور واپس آکر کہا: وزیر (علی بن عیسیٰ) کے چچازاد بھائی حمید بن محمد کاتب کا غلام ہے۔
- میں نے کہا: اندر بلالو۔
- وہ اندر آگیا' اور کہنے لگا: میرے مالک حمید نے کہلایا ہے کہ آپ کو وزیر نے بلایا ہے۔ لہٰذا میرے ساتھ سواری پر چلیے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ پھر سواری پر سوار ہوکر گلی کوچوں کو طے کرتا ہوا شارع وزانین پہنچا۔ دیکھا کہ حمید میرے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا، اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ہم دونوں سواریوں پر سوار ہوکر وزیر کے پاس جا پہنچے۔

- وزیر نے مجھ سے کہا: اے شیخ! اللہ نے تیری حاجت پوری کردی۔
- وہ مجھ سے معذرت کرنے لگا، اور مجھے سر بہ مہر ایک تحریر دی۔ میں وہ لیکر واپس ہوا۔

ابو محمد حسن بن محمد کا بیان ہے کہ یہ واقعہ مجھ سے مقامِ نصیبین میں خود ابوالحسن علی بن احمد عقیقی نے بیان کیا کہ اُس حنوط میں سے صرف اپنی پھوپی کے لیے میں نے تھوڑا سا نکالا ہے باقی میں نے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ اور حسین بن رُوح نے مجھے بتایا ہے کہ میں جائیداد کا مالک بنا دیا گیا ہوں اور یہ کہ تمھاری حاجتیں امام زمانہ علیہ السّلام کی خدمت میں لکھ کر بھیجدی گئی ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سنکر میں نے اُٹھ کر عقیقی کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور کہا: ذرا مجھے بھی تو اس کفن، حنوط اور ان درہموں کی زیارت کرادیں۔

چنانچہ اُنھوں نے کفن نکالا جس میں ایک دھاری دار یمنی چادر (تین کپڑے اور عمامہ تھا) اور حنوط، خریطہ (تھیلے) میں رکھا ہوا تھا۔ پھر اُنھوں نے درہم نکالے۔ میں نے انھیں شمار کیا تو وہ پورے سو درہم تھے۔ میں نے اُن سے عرض کیا: جناب مجھے ان میں سے ایک درہم عنایت فرمادیں میں اس کی انگوٹھی بنواؤں گا۔

- اُنھوں نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی ہے تو تم میرے پاس سے جتنے چاہو لیلو۔
- میں نے کہا: نہیں۔ میں تو اسی میں سے لوں گا۔ اور

اس پر میں نے اصرار کیا، اور بڑھ کر ان کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا۔ پھر اُنھوں نے مجھے ایک درہم دیدیا۔ جسے میں نے اپنے رومال میں باندھ کر اپنی آستین میں چھپالیا۔ پھر جب میں سرائے میں آیا تو اپنا تھیلا کھولا اور اس رومال کو تھیلے میں رکھدیا اور اپنی کتابیں اور کاپیاں اس کے اوپر رکھدیں۔ کئی دن تک سرائے میں قیام کیا۔ ایک دن میں نے اس درہم کو ٹٹولا تو دیکھا

... یہ تو اسی وقت ملی ہوئی ہے مگر درہم نہیں ہے۔ میرے دل میں وسواس پیدا ہوا اور سیدھا عقیقی کے دروازے پر پہنچا۔ ان کے غلام خیر سے کہا: میں شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے اندر لے گیا۔

- عقیقی نے پوچھا: کیا بات ہے؟
- میں نے عرض کیا: جناب! وہ درہم جو آپ نے دیا تھا وہ میری تھیلی سے غائب ہے۔
- یہ سن کر انھوں نے اپنا تھیلا منگوایا اور تمام درہموں کو شمار کیا تو وہ وزن اور عدد کے اعتبار سے پورے نکلے۔
- میں نے عرض کیا: ایک درہم پھر سے آپ مجھے واپس دیدیں۔

انھوں نے انکار کر دیا، پھر وہ مصر چلے گئے۔ اور محمد بن اسماعیل کے انتقال کی خبر آئی اور ٹھیک دس روز بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور جو کفن اُن کے پاس (امام زمانہ) نے بھیجا تھا حنوط اور درہم سب ان ہی کے تکفین و تجہیز میں صرف ہوئے۔

(غیبت طوسی)

(۶۵) اس میں بیس درہم تمھارے ہیں

علماء نے اپنے باپ سے اور انھوں نے محمد بن شاذان بن نعیم شاذانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے پاس (مال امامؑ کے) بیس کم پانچسو درہم جمع ہو گئے۔ میں نے اُن میں بیس درہم اپنی طرف سے ملا کر وزن و تعداد پوری کر دی۔ اور ابوالحسن اسدی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ میں نے ان میں اپنی طرف سے بیس درہم ملائے ہیں۔

امام علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا کہ پانچسو درہم وصول پائے جنمیں بیس درہم تمھارے ہیں۔

(اکمال الدین)

○ کس نے کتنی رقم ارسال کی

محمد بن شاذان کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے کچھ اور رقم روانہ کی، مگر یہ نہیں بتایا کہ کس کے کتنے ہیں۔

امام علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا کہ اتنی رقم وصول ہوئی جس میں اتنی اتنی رقوم فلاں فلاں کی ہیں۔ (سب کی تفصیل بھی لکھدی)

○ چھ دینار تم نے نکالے ہیں

نیز عباس کوفی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے کچھ رقم لی، تاکہ امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کی جائے مگر یہ بھی چاہتا تھا کہ کوئی دلیل و معجزہ نظر آئے۔ تو آپ کی طرف سے تحریر آئی

"سنو! تمہارے مولا کہتے ہیں کہ اگر تم ہدایت چاہوگے تو ہدایت پاؤگے، اگر تلاش کروگے تو حاصل کروگے۔ لہٰذا لیکر آؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔"

اس شخص کا بیان ہے کہ جو رقم میرے پاس تھی! اس میں سے میں نے چھ دینار نکال لیے بغیر وزن کیے ہوئے اور باقی لے گیا۔ اور پیش کر دیے۔

تحریر آئی کہ اے فلاں! وہ چھ دینار جو بلا وزن کیے ہوئے تو نے نکال لیے ہیں وہ واپس لے آؤ۔ جن کا وزن چھ دینار پانچ دوانق اور ڈیڑھ دانہ ہے۔"

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے ان دیناروں کو وزن کیا تو واقعاً اتنا ہی تھا جتنا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

(اکمال الدین)

(۶۶) نصف کپڑا واپس کر دیا

اسحاق بن حامد کاتب کا بیان ہے کہ قم میں ایک بزاز مرد مومن تھا اور اس کا شریک کار ایک مرد مرجئی تھا۔ ان دونوں کو ایک بہت عمدہ و نفیس کپڑا ہاتھ آیا۔

مرد مومن نے کہا: یہ تو میرے مولا کے لیے بہت اچھا رہے گا۔

مرد مرجئی نے کہا: میں تمھارے مولا کو تو جانتا ہی نہیں۔ تاہم اس کپڑے کا جو چاہو کرو

الغرض جب وہ کپڑا امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے لمبائی میں اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ نصف اپنے پاس رکھ لیا، اور نصف یہ کہکر واپس کر دیا کہ۔

"ہمیں مرجئی کے مال کی ضرورت نہیں ہے۔"

(اکمال الدین)

(۶۷) زیادہ بحث میں گمراہی ہے

ابوالعباس احمد بن خضر بن ابی صالح جحدری نے عمار بن حسین بن اسحاق اشروسیؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب میں (امام زمانہؑ کی) تلاش و تفحص میں بیحد پریشان ہوا تو اپنے وطن سے نکلا تاکہ واضح ہو کہ کس پر عمل کیا جائے۔ تو امام زمانہؑ کی طرف سے ایک توقیع (تحریر) آئی کہ:

"من بحث فقد طلب، و من طلب فقد دلّ، و من دلّ فقد اشاط و من اشاط فقد اشرک" (جس نے بحث کی اس نے طلب کیا، جس نے طلب کیا اس نے بحث کی، اور جس نے بحث کی وہ ہلاک ہوا اور جو ہلاک ہوا وہ مشرک ہوا

آپ نے فرمایا: فَکَفٌ عَنِ الطَّلَب " اس بحث و تلاش کو چھوڑ دو
چنانچہ وہ واپس ہو گیا۔
(اکمال الدین)

۶۸ گمشدہ سونے کی اطلاع

محمد بن علی بن احمد بن روح بن عبداللہ بن منصور بن یونس بن روح، ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے مصاحب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن صیرفی مقیم در بلخ سے سنا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حج کا قصد کیا۔ میرے پاس کچھ مالِ امامؑ تھا جو سونے اور چاندی پر مشتمل تھا: میں نے تمام سونے کو پگھلا کر ڈلیاں بنائیں اور جو چاندی کا مال تھا اس کو پگھلا کر سلاخیں (سلیں) بنالیں، اور یہ سارا مال مجھے اس لیے دیا گیا تھا کہ میں اسے شیخ ابوالقاسم حسین بن روح تک پہنچا دوں۔

الغرض جب میں نے سرخس میں قیام کیا تو ایک ریتیلے مقام پر اپنا خیمہ نصب کیا وہاں اس تمام مال کی ڈلیوں کا جائزہ لینے لگا۔ اتفاقاً ان میں سے ایک ڈلی نیچے ریت میں گر گئی اور مجھے پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد جب میں وہاں سے روانہ ہو ہمدان پہنچا، تو ان ڈلیوں اور سلوں کا پھر سے جائزہ لینے لگا تو ایک ڈلی کم تھی جس کا وزن ایکسو تین یا ترانوے مثقال تھا۔ لہٰذا میں نے اپنے مال میں سے اسی وزن کا سونا اس میں ملا کر رکھ دیا۔

جب میں مدینۃ السلام پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ تمام سونے اور چاندی کی ڈلیاں اور سلیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ انھوں نے ان ڈلیوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس ڈلی کو اٹھا لیا جو میں نے اپنے مال سے بنا کر ان میں رکھدی تھی، اور اسے میری طرف پھینک دیا۔ اور فرمایا: یہ ڈلی ہماری ڈلیوں میں سے نہیں ہے۔ ہماری ڈلی تو تم نے سرخس کے مقام پر ریت میں گم کر دی۔ جاؤ اور اسی مقام پر اترو جہاں پہلے قیام کیا تھا۔ تلاش کرو گے تو وہ دستیاب ہو جائے گی۔ پھر اس کو لیکر یہیں واپس آجانا، لیکن واپسی پر تم مجھ کو یہاں نہ پاؤ گے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کے ارشاد کے مطابق میں سرخس واپس گیا، اسی مقام پر اترا جہاں پہلے قیام کر چکا تھا، اور تلاش کیا تو ڈلی دستیاب ہو گئی۔ اسے لیکر میں اپنے شہر واپس آیا پھر اس کے بعد میں نے حج ادا کیا، تو اس سفر میں وہ ڈلی میرے پاس تھی۔ میں مدینۃ السلام پہنچا، تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح انتقال فرما چکے تھے۔ چنانچہ میں نے ابوالحسن سمری رض کی خدمت میں پہنچ کر وہ ڈلی ان کے سپرد کر دی۔
(اکمال الدین)

۶۹ گمشدہ سونا ہمارے پاس پہنچ گیا تم اپنا سونا اٹھا لو

حسین بن علی بن محمد قمی المعروف بہ ابوعلی بغدادی سے روایت ہے کہ میں بخارا میں تھا، وہاں مجھے ابن جاوشیر نے سونے کی دس ڈلیاں دیں اور کہا، انھیں مدینۃ السلام لیجاؤ اور شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے حوالے کر دو۔

چنانچہ میں انھیں لیکر جب مقام آمویہ پر پہنچا تو ان میں سے ایک ڈلی مجھ سے گم ہو گئی جس کا مجھے علم بھی نہ ہوا۔ پھر وہاں سے چلکر مدینۃ السلام پہنچا۔ اور جب ان کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ ایک ڈلی انہیں سے گم ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں نے اسی وزن کا سونا ڈلی کی شکل میں خرید کر انہیں شامل کر دیا اور انھیں لیکر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی خدمت میں پہنچا اور ان کے سامنے رکھدیا۔

انھوں نے ان سب ڈلیوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اور اشارہ کر کے فرمایا:

" یہ سونے کی ڈلی اٹھا لو جسے تم نے خرید کر ان میں شامل کر دیا ہے اور گمشدہ سونے کی ڈلی ہمارے پاس پہنچ گئی ہے۔ دیکھو وہ یہ ہے۔ "

جب میں نے اسے بغور دیکھا تو پہچان لیا۔ واقعاً وہی تھی۔

۵ حسین بن روح کی آزمائش

نیز حسین بن علی بن محمد المعروف بہ ابوعلی بغدادی سے یہ بھی روایت ہے کہ اسی سال میں نے مدینۃ السلام میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے وکیل کے بارے میں دریافت کر رہی تھی کہ وہ کون ہیں؟

- کسی قمی نے اسے بتایا کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح آپ کے وکیل ہیں۔
- چنانچہ وہ حسین بن روح رض کے پاس جا پہنچی، اس وقت میں بھی ان کے پاس موجود تھا
- عورت نے دریافت کیا: اے بزرگوار! بتائیے میرے پاس کیا ہے؟
- انھوں نے فرمایا: جو کچھ بھی تیرے پاس ہے وہ لیجا کر دریائے دجلہ میں پھینک آ
- پھر میں بتاؤں گا کہ تیرے پاس کیا تھا۔

چنانچہ وہ عورت گئی اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ دریائے دجلہ میں پھینک دیا اور

ابو القاسم حسین بن روح کے پاس آگئی۔ تو آپ نے اپنی کنیز کو آواز دے کر بلایا اور فرمانے لگے:
"وہ ڈبہ اٹھا کر لے آؤ۔" وہ لیکر آئی۔

- پھر آپ نے اُس عورت سے فرمایا: یہی ڈبہ تیرے پاس تھا جسے تو دریائے دجلہ میں پھینک کر آئی ہے۔ ؟ اچھا، اب تو بتائے گی کہ اس میں کیا ہے ؟ یا میں بتادوں؟
- اس عورت نے کہا: آپ ہی بتائیے۔
- شیخ ابو القاسم حسین بن روح نے فرمایا: سُن، اس ڈبے میں ایک جوڑا سونے کے کنگن ہیں، ایک بالا ہے جس میں جواہرات ہیں، اور دو چھوٹی چھوٹی بالیاں ہیں، اُن میں بھی جواہرات ہیں، دو انگوٹھیاں ہیں جنمیں سے ایک میں فیروزہ اور دوسری میں عقیق ہے۔

یہ فرما کر آپ نے اس کو کھولا اور میری طرف بڑھایا۔ اُس عورت نے دیکھ کر اُسے پہچانا اور کہا: واقعًا یہ وہی ڈبہ ہے جسے میں ابھی دریائے دجلہ میں پھینک کر آئی ہوں۔

اس معجزے کو دیکھ کر مجھے غش آگیا اور وہ عورت بھی بیہوش ہوگئی۔

حسین بن علی نے یہ واقعہ بیان کرکے مجھ سے کہا: میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے اس واقعے کے بیان کرنے میں نہ کچھ اضافہ کیا ہے نہ کمی۔

اور اس کے بعد ائمہ طاہرین ع کی بھی قسم کھائی۔

(۷۰) امامِ زمانہؑ کی سُرمے والی سلائی

محمد بن عیسیٰ بن احمد زرجی کا بیان ہے کہ سرّمن رائے کے اندر میں نے مسجدِ زبیدہ میں ایک نوجوان کو دیکھا جس کا کہنا تھا کہ میں ہاشمی ہوں اور موسیٰ بن عیسیٰ کی اولاد میں سے ہوں۔ دوسرے دن وہ ہاشمی مجھے اپنے گھر لے گیا، میری ضیافت کی، پھر اپنی کنیز کو آواز دی: اے غزال۔ یا اے زلال! میں نے دیکھا کہ اس کی آواز پر ایک ضعیف عورت گھر سے نکلی۔

ہاشمی نے کہا: ذرا اپنے مولا کی عطا کردہ آنکھوں کی سلائی اور ولادت والا قصہ بیان کر۔

اس کنیز نے کہا: جس گھر کے اندر میں پہلے کنیز تھی وہاں ایک بچے کی آنکھیں دکھنے لگیں، مالکہ نے مجھ سے کہا ذرا امام حسن عسکریؑ کے گھر جاکر جناب حکیمہ سے اس بچے کے لیے کوئی دوا لے آ۔ کنیز نے کہا کہ میں گئی تو انھوں نے کہا کل جو بچہ پیدا ہوا تھا اس کی آنکھوں میں جس سلائی سے سرمہ لگایا تھا، وہ کنیز سے لے لو۔ (وہ نومولود ابنِ امام حسن عسکری تھا) چنانچہ وہ سلائی لائی گئی، انھوں نے وہ مجھے دیدی، میں اسے لے کر مالکہ کے پاس آئی اور اس سلائی سے اُس بچے کی آنکھوں میں سرمہ لگایا تو بچے کی آنکھیں اچھی ہوگئیں پھر وہ سلائی ایک مدت کے بعد کہیں گم ہوگئی۔ ○○○

بحار الانوار

شانزدہم

باب ۱۶

حالاتِ سفراءِ امامِ عصرؑ

(نوّابِ اربعہ)

① سفیرِ اوّل ابو عَمرو عثمانؒ بن سعید عمری

زمانۂ غیبتِ صغریٰ میں حضرت امام صاحب الزّمان علیہ السّلام کے ممدوح اور قابلِ ستائش سفراء میں سے سب سے پہلے سفیر شیخ موثق ابو عمرو عثمان بن سعید عمری ہوتے ہیں جن کو حضرت ابوالحسن امام علی النقی ابنِ امام محمد تقی علیہ السّلام نے، اور پھر اُن کے فرزند حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السّلام نے اپنا سفیر مقرّر فرمایا تھا۔ درحقیقت یہ بنی اسد میں سے ہیں اور اسدی ہیں۔ لیکن عمری انکو اس لیے کہا جاتا ہے کہ ابو نصر ہبتہ اللہ بن محمدّ بن احمد کاتب ابنِ بنتِ ابوجعفر عمر نے روایت کی ہے یہ حقیقتاً اسدی ہیں مگر ان کو ان کے جد سے منسوب کرکے عمری کہا جاتا ہے۔

نیز ان کو عسکری بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عسکر (سُرّمن رائے) میں آکر آباد ہوگئے تھے، پھر انھیں سمان (روغن فروش) بھی کہا جاتا ہے۔ اِس لیے کہ یہ روغن کی تجارت کیا کرتے تھے، تاکہ تجارت کی وجہ ان کا معاملہ لوگوں سے پوشیدہ رہے۔

چنانچہ جب شیعہ، امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں کوئی رقم وغیرہ بھیجنا چاہتے تو وہ انھیں دیدیا کرتے اور یہ خوف اور تقیّہ سے ان کی رقوم کو تیل کے پیپوں یا تیل کی مشکوں میں ڈال کر امامؑ کی خدمت میں پہنچا دیتے تھے۔

○ ابو عَمرو عُمری کی سفارت کیلئے امامؑ کی نص

احمد بن اسحاق کا بیان:

احمد بن اسحاق بن سعد قمّی نے عبداللہ بن جعفر حمیری کے حوالے سے اور اُنھوں نے محمدّ بن ہمام اسکافی کے حوالے سے اور اُنھوں نے ابو محمدّ ہارون بن موسیٰ کے حوالے سے اور اُنھوں نے رواۃ کی ایک کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دن میں حضرت امام علی النقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، مولا و آقا! میں کبھی یہاں سے غائب رہتا ہوں اور کبھی موجود ہوتا ہوں، آپ کی خدمت میں حاضر نہیں رہتا، آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ ہم لوگ کس کے قول

کو قبول اور کس کے حکم پر عمل کیا کریں؟

آپ نے فرمایا: یہ ابو عمرو میرے قابلِ وثوق اور امین ہیں۔ یہ جو کچھ کہیں گے میری طرف سے اور جو حکم دیں گے وہ بھی میری طرف سے ہوگا۔

پھر حضرت امام علی النقی علیہ السّلام نے وفات پائی تو میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی عرض کیا جو آپؑ کے پدر بزرگوار سے عرض کیا تھا تو۔

آپؑ نے فرمایا: "یہ ابو عمرو ہیں جو میرے والد بزرگوار کی حیات میں بھی ثقہ و امین تھے اور آپ کی وفات کے بعد میرے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔ یہ جو کچھ کہیں گے میری طرف سے کہیں گے اور جو حکم دیں گے میری طرف سے حکم دیں گے۔"

ابوالعبّاس حمیری کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابو عمرو کے متعلق امامؑ کے اس قول کا اور ان کی جلالت قدر اور علوئے مرتبت کا برابر تذکرہ کیا کرتے تھے۔

○ عبداللہ بن جعفر کا بیان

"راویوں کی ایک جماعت نے ابو محمد ہارون سے، اُنھوں نے محمد بن ہمام سے، اُنھوں نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمدّ امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے بعد ایک سال ہم لوگ حج پر گئے تو مدینۃ السّلام میں احمد بن اسحاق کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ ابو عَمرو بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اُن (ابو عَمرو) سے احمد بن اسحاق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ بزرگ ہم لوگوں کے نزدیک ثقہ اور منتخب ہیں۔ انھوں نے ہم سے آپ کے متعلق ایسا ایسا بیان کیا ہے" اور پھر سارا واقعہ بیان کیا" لہٰذا آپ کے قول کی سچائی میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اب میں آپ کو اللہ کا واسطہ اور اُن دو اماموں کا واسطہ دیکر، جنھوں نے آپ کو ثقہ فرمایا ہے، یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے حضرت ابو محمدّ امام حسن عسکریؑ کے فرزند صاحب الزّمان علیہ السّلام کو دیکھا ہے؟

- اس سوال پر اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: وعدہ کرو کہ تم میری زندگی میں کسی کو یہ بات نہ بتاؤ گے۔؟
- میں نے عرض کیا: جی جناب، وعدہ ہے۔
- اُنھوں نے فرمایا: اچھا تو سنو! میں نے آنجنابؑ کو دیکھا ہے اور آپؑ کا حلیۂ مبارک ایسا ایسا ہے۔

- میں نے دریافت کیا: اُن کا اسمِ گرامی کیا ہے؟
- فرمایا: اُن کا اسمِ گرامی لینے کے لیے تم لوگوں کو منع کیا گیا ہے۔

- ۵۱

روایت ہے کہ احمد بن علی بن نوح ابو العبّاس سیرافی نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو نصر عبداللہ بن محمّد بن احمد المعروف بہ ابنِ برینہ کاتب نے اور انھوں نے بیان کیا کہ ہم سے بیان کیا بعض شرفائے شیعہ امامیّہ اصحابِ حدیث نے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو محمّد عبّاس بن احمد صائغ نے، انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے کہا حسین بن احمد خصیبی نے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمّد بن اسماعیل اور علی بن عبداللہ حسینان نے، اور ان دونوں کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ ہم سرّ من رائے میں حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے شیعوں اور دوستداروں کی ایک جماعت آپؑ کے پاس حاضر تھی کہ آپ کا غلام بدر اندر داخل ہوا اور عرض کیا: مولا! دروازے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہیں۔

آپؑ نے حاضرین سے فرمایا: یہ لوگ یمنی ہیں اور ہمارے شیعوں میں سے ہیں۔

اِس سلسلے میں آپکی ایک طویل حدیث ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ پھر حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے غلام بدر سے فرمایا: "جاؤ عثمان بن سعیدی عمری کو بلا لاؤ۔"

تھوڑی ہی دیر میں عثمان بن سعید بھی آگئے۔ آپؑ نے اُن سے فرمایا:

"اے عثمان بن سعید! تم میرے وکیل ثقہ اور مالِ خدا کے امانتدار ہو جاؤ یہ یمنی لوگ جو کچھ لائے ہیں ان سے وصول کر لو۔"

پھر یہ حدیث آگے بڑھی اور ان دونوں نے بتایا کہ: "پھر ہم سب لوگوں نے عرض کیا

"ہمارے سیّد و آقا! واللہ ہم سب کو معلوم ہے کہ عثمان بن سعید آپ کے بہترین شیعوں میں سے ہیں، مگر آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہمارے علم میں اتنا اور اضافہ ہوا ہے کہ یہ آپ کے وکیل اور مالِ خدا کے معتمد و امین ہیں۔"

آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ تم لوگ گواہ رہو کہ عثمان بن سعید عمری میرے وکیل ہیں اور ان کے فرزند محمّد میرے فرزند "جو تم لوگوں کے مہدیؑ ہیں" کے وکیل ہوں گے۔

- ۵۲

ابو نصر عبداللہ بن محمّد بن احمد کاتب ابن بنتِ ابو جعفر عمری سے روایت ہے۔

ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کا انتقال ہوا، تو عثمان بن سعید عمری نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی تکفین و تحنیط و تدفین کے تمام اُمور بجالائے۔ وہ اس پر ظاہری طور پر مامور تھے اور یہ ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس سے وہی انکار کرسکتا ہے جو کھلے ہوئے حقائق سے انکار کرے۔

حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی تمام تحریریں جو وہ اپنے شیعوں کے نام یا اپنے پدر بزرگوار کے خاص اصحاب کے نام لکھتے یا امر و نہی فرماتے یا شیعوں کے مسائل کے جوابات دیتے، وہ سب عثمان بن سعید اور ان کے فرزند ابو جعفر محمّد بن عثمان کے ہاتھوں برآمد ہوتی تھیں اور بالکل اسی خط میں جس خط میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی حیات میں نکلا کرتی تھیں، اور تمام گروہِ شیعہ انکی تحریر کو تسلیم کرتے اور اپنے تمام معاملات ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔

جب عثمان بن سعید کا انتقال ہوا تو اُن کے فرزند ابو جعفر نے اُنکو غسل دیا، اُنکے قائم مقام بنے اور تمام معاملات اُن کے سامنے پیش ہونے لگے۔ اُن کی عدالت پر، اُنکے ثقہ ہونے پر اور اُن کی امانتداری پر تمام شیعوں کا اجماع ہے۔ اس لیے کہ جیسا کہ مذکور ہوا، اُن کی امانتداری و عدالت پر بھی امام علیہ السّلام کی نص موجود تھی اور امام حسن عسکری علیہ السّلام کی حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد اپنے والد عثمان بن سعید کی حیات میں لوگ اُن کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

علی بن جلال و احمد بن ہلال و محمّد بن معاویہ بن حکیم و حسن بن ایّوب بن نوح سے ایک طویل روایت منسوب ہے۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ: ایک مرتبہ ہم لوگ جمع ہو کر حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں یہ دریافت کرنے کے لیے گئے کہ آپ کے بعد حجّتِ خدا کون ہوگا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں چالیس اشخاص اور بھی موجود تھے۔ عثمان بن سعید ابن عَمرو عمری نے کھڑے ہو کر کہا:

"فرزندِ رسولؐ! ہم لوگ آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں جسے آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

- آپ نے فرمایا: اے عثمان! بیٹھ جاؤ۔
- یہ کہکر آپ غصّے میں اُٹھے اور وہاں سے جانے لگے، مگر ہم لوگوں سے فرمایا: تم لوگوں میں سے ابھی کوئی نہ جائے۔

لہٰذا ہم لوگوں میں سے کوئی نہیں اُٹھا۔ پھر ایک ساعت کے بعد آپ نے عثمان بن سعیدؒ کو آواز دی، وہ کھڑے ہو گئے۔

- آپ نے فرمایا: میں بتاؤں تم لوگ کس لیے آئے ہو؟
- سب نے عرض کیا: جی جناب اے فرزندِ رسولؐ!
- آپ نے ارشاد فرمایا: اس لیے آئے ہو تاکہ دریافت کرو کہ میرے بعد حجّتِ خدا کون ہوگا۔
- سب نے عرض کیا: بجا ارشاد فرمایا آپ نے اے فرزندِ رسولؐ!

اسی دوران ایک بچّہ (اندر سے) سامنے آیا، جو چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا اور شباہت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے ملتا جلتا تھا۔

- آپ نے فرمایا: دیکھ لو، میرے بعد یہ تمہارے امام اور میرے خلیفہ ہوں گے۔

* خبردار! میرے بعد منتشر و متفرّق نہ ہونا، ورنہ تمہارا دین تباہ ہو جائے گا۔
* اور یہ بھی سن لو کہ آج کے بعد تم لوگ ان کو نہ دیکھ سکو گے۔
* لہٰذا عثمان بن سعید جو کہیں اسے حق جانو، ان کے حکم پر چلتے رہنا اور ان کی
* بات کو تسلیم کرنا۔ اس لیے کہ یہ تمہارے امامؑ کے نائب ہوں گے اور تمام امور ان کے سپرد ہوں گے۔

— ایک حدیث میں ہے کہ ابو نصر عبداللہ بن محمّد نے کہا ہے کہ عثمان بن سعید کی قبر مدینۃ السّلام میں مغرب کی جانب شارع میدان کے اندر درب جبلہ میں مسجد ذرب میں داخل ہوتے ہوئے داہنی جانب قبلۂ مسجد میں ہے۔

اس کے بعد شیخ ابو نصرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی قبر مقامِ مذکور پر دیکھی جس کے سامنے ایک چہار دیواری تعمیر تھی اور اسی سے متصل محرابِ مسجد تھی جس کے پہلو میں ایک دروازہ تھا، جس سے مقامِ قبر تک جانے کا راستہ تھا جو بہت تنگ و تاریک تھا۔ ہم لوگ ہر ماہ ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور اس کے علاوہ جب بھی بغداد جاتے تو اُن کی زیارت کرتے۔ یہ حالت سنہ ۴۰۸ھ سے سنہ ۴۳۰ھ کے درمیان تھی۔ پھر چہار دیواری کو رئیس ابو منصور محمّد بن الفرج نے منہدم کرا کے اس پر ایک صندوق بنوادیا، جو ایک چھت کے نیچے ہے اور قبر ہر طرف سے کھلی ہوئی ہے۔ قرب و جوار کے لوگ اس کی زیارت کو جاتے اور اس کے ذریعے سے اللہ کی برکتیں حاصل کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک مردِ صالح تھے۔

نیز کہا جاتا ہے کہ یہ قبر امام حسین علیہ السّلام کی دایہ کے فرزند کی ہے۔ مگر حقیقتِ حال اُن کو نہیں معلوم اور آج بھی سنہ ۴۴۷ھ تک وہ اسی حال میں ہے۔

سفیرِ دوم: ابوجعفر محمّد بن عثمان بن سعید عمری کیلئے نص:

جب ابوعمرو عثمان بن سعید کا انتقال ہوا تو حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام اور حضرت امام قائم علیہ السّلام کے حکم سے اور اپنے والد بزرگوار کی نص کے مطابق ان کے فرزند ابوجعفر محمّد بن عثمان ان کے جانشین (اور سفیرِ دوم) قرار پائے۔

چنانچہ ایک جماعت نے ابوالحسن محمّد بن احمد بن داؤد قمی اور ابن قولویہ سے، اور انھوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ: بیان کیا مجھ سے شیخ صدوق احمد بن اسحاق بن سعد اشعری نے۔ اور پھر وہ حدیث بیان کی جس کا ذکر ہم اس سے قبل کر چکے ہیں۔

— نیز اپنے اسناد کیساتھ مجھ سے بیان کیا ایک جماعت نے اور انھوں نے ابوالقاسم جعفر بن محمّد بن قولویہ اور ابو غالب زاری و ابی محمّد تلعکبری سب نے محمّد بن یعقوب کلینی سے، انھوں نے محمّد بن عبداللہ اور محمّد بن یحییٰ سے، انھوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی ہے انھوں نے بیان کیا کہ ہم اور شیخ ابوعمرو بن سعید ایک مرتبہ احمد بن اسحاق بن سعد اشعری قمی کے پاس موجود تھے۔ احمد بن اسحاق نے اشارے سے مجھ سے کہا کہ ان سے ذرا خلف (یعنی حضرت حجّتِ عصر) کے متعلق دریافت کریں۔

- میں نے عرض کیا: اے ابوعمرو! میں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں اور جو بات دریافت کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے کوئی شک نہیں۔ اس لیے کہ میرا یہ اعتقاد اور یہ دین ہے کہ قیامت سے چالیس دن پہلے تک زمین حجّتِ خدا سے کبھی خالی نہیں رہے گی۔ البتہ جب قیامت آنے میں چالیس دن باقی رہ جائیں گے تب حجّتِ خدا زمین سے اٹھ جائیں گے، توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور اس چالیس دن کے عرصے میں کسی ایسے شخص کا ایمان لانا کام نہ آئے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو اور اس نے ایمان کے دوران کسبِ خیر نہ کیا ہو۔ وہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے اور ان ہی لوگوں پر قیامت برپا ہوگی۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اپنے یقین میں اضافہ کروں۔ اور اس قسم کا سوال تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی کر چکے ہیں، جب انھوں نے عرض کیا: پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

ارشادِ پروردگار ہوا: کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے؟

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: (ہاں، ہاں، ایمان تو رکھتا ہوں) مگر چاہتا ہوں کہ اطمینانِ قلب ہو جائے۔

- نیز احمد بن اسحاق ابو علی نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السّلام سے روایت کی اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اُن جناب سے دریافت کیا کہ: مولا! یہ ارشاد فرمائیے کہ میں کس کے حکم پر عمل کروں، کس سے احکام حاصل کروں، کس کے قول کو قبول کروں؟ اُن جنابؑ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عمری میرے معتمد اور ثقہ ہیں، وہ جو حکم دیں گے وہ میری طرف سے ہوگا، وہ جو کہیں گے، وہ میری طرف سے کہیں گے۔ لہٰذا اُن کی بات سنو، اُن کی اطاعت کرو، وہ ثقہ، معتمد اور امین ہیں۔
- پھر ابو علی نے یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع سے بھی یہی دریافت کیا تھا، تو آپؑ نے بھی یہی ارشاد فرمایا تھا کہ عمری اور اُن کا فرزند، یہ دونوں ثقہ ہیں۔ یہ دونوں جو حکم دیں گے، میری طرف سے دیں گے، جو کچھ کہیں گے میری طرف سے کہیں گے، ان دونوں کی بات سنو، ان دونوں کی اطاعت کرو، یہ دونوں ثقہ اور امین ہیں۔

تو یہ آپ کے متعلق دو اماموں کے قول ہیں جو دنیا سے رخصت ہو چکے۔

راوی کا کہنا ہے کہ یہ سنکر ابو عمرو فوراً سجدے میں گر پڑے اور گریہ کرنے لگے۔

- اس کے بعد کہا: اچھا پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ ؟
- میں نے عرض کیا: کیا آپ نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کے خلف (امام زمانہ علیہ السّلام) کو دیکھا ہے ؟
- اُنھوں نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم میں نے دیکھا ہے۔ وہ ایسے ہیں، ایسے ہیں۔
- میں نے عرض کیا: اب ایک سوال اور باقی رہ گیا۔
- اُنھوں نے فرمایا: بولو، وہ کیا ہے ؟
- میں نے عرض کیا: آنجنابؑ کا اسمِ گرامی ؟
- اُنھوں نے فرمایا: آنجنابؑ کا اسمِ گرامی دریافت کرنا تم لوگوں پر حرام ہے۔ یہ بھی میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، مجھے کوئی اختیار نہیں کہ کسی حرام شے کو حلال کردوں، یہ حکم آنجنابؑ کی طرف سے ہے۔ اس لیے کہ سلطانِ وقت کے نزدیک یہ بات ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے وفات پائی اور اُنھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ چنانچہ اس نے آپؑ کی میراث کو تقسیم کردیا اور ایسے لوگوں نے لے لیا جن کو کوئی حق نہ تھا اور حضرت صاحب الزمانؑ نے اس پر صبر فرمایا۔ حکومت کے لوگ تو اب بھی تجسس میں ہیں اگر انکو نام معلوم ہوگیا تو اسی نام سے تلاش شروع کردیں گے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو، اس سے پرہیز کرو۔

○ امامِ زمانہ کی طرف سے تعزیتی توقیع

راویوں کی ایک جماعت نے ہم سے بیان کیا، اُنھوں نے محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ سے، اُنھوں نے احمد بن ہارون فامی سے، اور اُنھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے، اُنھوں نے اپنے والد عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ:

"شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری کے پاس اُن کے والدؒ بزرگوار کے انتقال پر حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کا ایک تعزیتی خط آیا جس کے ایک حصّے میں تحریر تھا:

" إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ تَسْلِيماً لِأَمْرِهِ وَرِضىً
بِقَضَائِهِ عَاشَ أَبُوكَ سَعِيداً وَمَاتَ حَمِيداً
فَرَحِمَهُ اللّٰهُ وَأَلْحَقَهُ بِأَوْلِيَائِهِ وَمَوَالِيهِ ع
فَلَمْ يَزَلْ مُجْتَهِداً فِي أَمْرِهِمْ سَاعِياً فِيمَا يُقَرِّبُهُ
إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَيْهِمْ نَضَّرَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَ
أَقَالَهُ عَثْرَتَهُ "

(بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم اُسی کی طرف واپس جانے والے ہیں اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے راضی برضا ہو کر۔ تمھارے والد نے اپنی زندگی باسعادت گذاری اور مرتے وقت تک قابلِ تعریف رہے پس اللہ ان پر رحم فرمائے اور اُنھیں اُن کے اولیاء اور ائمہ علیہم السّلام سے ملحق فرمائے۔ یہ مسلسل اپنے ائمہؑ کے امور میں جد وجہد وسعی وکوشش کرتے رہے تاکہ اُنھیں اللہ عزّوجل اور ائمہ طاہرینؑ کا تقرب حاصل ہو۔ اللہ اُن کے چہرے کو بارونق اور شاداب رکھے۔ ")

دوسرے حصّے (پیراگراف) میں یہ تحریر فرمایا:

" أَجْزَلَ اللّٰهُ لَكَ الثَّوَابَ وَأَحْسَنَ لَكَ الْعَزَاءَ
رُزِئْتَ وَرُزِئْنَا وَأَوْحَشَكَ فِرَاقُهُ وَأَوْحَشَنَا
فَسَرَّهُ اللّٰهُ فِي مُنْقَلَبِهِ وَكَانَ مِنْ كَمَالِ سَعَادَتِهِ
أَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ وَلَداً مِثْلَكَ يَخْلُفُهُ مِنْ بَعْدِهِ
وَيَقُومُ مَقَامَهُ بِأَمْرِهِ وَيَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ وَأَقُولُ

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ الْاَنْفُسَ طَیِّبَةٌ مَکَانَکَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْکَ وَعِنْدَکَ، اَعَانَکَ اللّٰهُ وَقَوَّاکَ وَعَضَدَکَ وَوَفَّقَکَ وَکَانَ لَکَ وَلِیًّا وَحَافِظًا وَّرَاعِیًا۔ "

(اللہ تعالیٰ تمھیں اِس مصیبت پر صبر کا بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے، اُن کی موت پر تم بھی سوگوار ہو اور ہم بھی۔ اُن کی جدائی کا جس قدر تم کو دکھ ہے اسی قدر ہمیں بھی ہے۔ خیر وہ جہاں ہیں وہاں اللہ تعالیٰ اُنکو خوش و مسرور رکھے۔ ان کی انتہائی خوش قسمتی کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تم جیسا فرزند عطا فرمایا کہ ان کے بعد وہ ان کا جانشین اور قائم مقام ہوا جو ان کے لیے طلبِ رحمت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرمائے اور تمھیں قوّت عطا فرمائے تمہارے بازووں میں طاقت عطا فرمائے، تمھیں توفیقِ خیر عنایت فرمائے اور تمہارا سرپرست و ولی، اور محافظ و نگہبان رہے۔

(غیبۃ طوسی، اکمال الدین، الاحتجاج)

۲ ابوجعفرؒ بن ابوعمروؓ کی سفارتِ امامِ زمانہ علیہ السّلام پر تقرّری

ہارون بن موسیٰ سے رواۃ کی ایک نے، انھوں نے محمّد بن ہمام سے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت بیان کی ہے کہ جب ابوعمرو رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابوجعفر رضی اللہ عنہ کو اُن کا قائم مقام اور جانشین مقرر کرنے کے متعلق حضرت امامِ زمانہ علیہ السّلام کے کئی خطوط ہم لوگوں کے پاس آئے اور بالکل اسی تحریر میں جس میں برابر ہمارے پاس خطوط آیا کرتے تھے۔ (غیبۃ طوسی)

- محمّد بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی کے حوالے سے سنہ دو سو اسی ہجری میں محمّد بن حمویہ بن عبدالعزیز رازی نے اور ان سے محمّد بن ہمام نے روایت بیان کی ہے کہ ابوعمرو رضؓ

کی وفات کے بعد امام زمانہ علیہ السّلام کی طرف سے یہ خط موصول ہوا:

" وَالْاِبْنُ وَقَاهُ اللّٰهُ لَمْ یَزَلْ ثِقَتَنَا فِیْ حَیَاةِ الْاَبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ وَنَضَّرَ وَجْهَهُ یَجْرِیْ عِنْدَنَا مَجْرَاهُ وَیَسُدُّ مَسَدَّهُ وَعَنْ اَمْرِنَا یَأْمُرُ الْاِبْنُ وَبِهِ یَعْمَلُ تَوَلَّاهُ اللّٰهُ فَانْتَهِ اِلٰی قَوْلِهِ وَعَرِّفْ مُعَامَلَتَنَا ذٰلِکَ "

(اور ان کے فرزند (ابوجعفر) اللہ ان کی حفاظت کرے وہ اپنے والد کی حیات میں بھی ہمارے نزدیک ثقہ و معتمد رہے اور ان کے ہی راستے پر گامزن رہے۔ وہ ہمارے احکام تمہاری طرف پہنچاتے ہیں، لہٰذا ان کے قول کو مانو، ہمارے معاملات کو اُن سے سمجھو۔)

- اسحاق بن یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ محمّد بن عثمان عمری سے درخواست کی کہ وہ میرا ایک خط امامِ زمانہ علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچا دیں جس میں نے اپنے بہت سے مشکل مسائل لکھے تھے۔

امامِ زمانہ علیہ السّلام کی طرف سے جواب آیا کہ:

" وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَمْرِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلُ فَاِنَّهُ ثِقَتِیْ وَکِتَابُهُ کِتَابِیْ "

(اور محمّد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ اور ان سے قبل اُن کے والد ہمارے قابلِ وثوق اور معتمد ہیں اور ان کی تحریر کو میری ہی تحریر سمجھو۔)

(غیبۃ طوسی۔ کلینی)

۳ عثمان بن سعید اور اُنکے فرزند دونوں ثقہ و معتمدِ امامِ زمانہؑ تھے

ابوالعبّاس نے ہبۃ اللہ بن محمّد ابن بنتِ اُمِّ کلثوم بنتِ ابی جعفر عمری رضی اللہ عنہ سے، اور اُنھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے۔ شیوخ کا بیان ہے کہ گروہِ شیعہ ہمیشہ عثمان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت کی قائل رہے۔ ان کی وفات پر ان کے فرزند ابوجعفر محمّد بن عثمان نے انھیں غسل دیا، انکی تجہیز و تکفین کی

اُن کے جانشین ہوئے اور تمام اُمور میں اُن کی طرف رُجوع کیا جانے لگا۔ گروہ شیعہ اُن کی عدالت وامانت اور اُن کے ثقہ ومعتبر ہونے پر مجتمع اور متفق ہے جیسا کہ اس سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ اُنکی عدالت امانت پر امام علیہ السّلام کی نص ہے اور حکم ہے کہ تمام اُمور میں اُنکی طرف رجوع کیا جائے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی حیات میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد اُن کے والد عثمان بن سعید کی حیات میں بھی۔ اس لیے اُنکی عدالت میں کوئی شک اور اُنکی امانت میں کوئی شُبہ نہیں ہے۔ اُن کی زندگی بھر تمام امور میں شیعوں کے پاس ان ہی کے ہاتھوں امام زمانہ علیہ السّلام کی توقیعات وتحریرات پہنچا کرتی تھیں اور یہ تحریریں اُسی رسم الخط میں آیا کرتی تھیں جس میں ان کے والد کی حیات میں آتی تھیں۔ اور اس معاملے میں گروہِ شیعہ اُن کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتے تھے، نہ اُن کے سوا کسی اور کی طرف رجوع کرتے تھے۔ امام زمانہ علیہ السّلام کے بہت سے معجزات ودلائل ان ہی سے منقول ہیں، اور اِس سلسلے میں اُنھوں نے شیعوں کو ایسی ایسی روایات دی ہیں جن سے ان کی بصیرت میں اضافہ ہوا اور وہ روایات شیعوں میں بہت مشہور رہیں جن میں سے بعض کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں۔ یہاں اس کا اعادہ باعثِ طوالت ہوگا۔

○ فقہ میں آپ کی تصانیف

ابنِ نوح کا بیان ہے کہ ہبۃ اللہ ابن بنتِ اُمّ کلثوم بنتِ ابی جعفر عمری نے مجھے بتایا کہ ابوجعفر محمّد بن عثمان عمری نے فقہ میں کئی کتابیں تصنیف کی تھیں جنمیں خود اُنھوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام وحضرت صاحب العصر علیہ السّلام نیز اُن کے اپنے والدِ ماجد (عثمان بن سعیدؒ) نے حضرت ابومحمّد امام حسن عسکری اور امام علی النّقی علیہما السّلام سے جو کچھ سُنا تھا وہ سب تحریر کیا تھا، منجملہ ان کے، کتب ترجمہ (سوانحعمری) وکتب الاشربہ ہے جس کا ذکر اُم کلثوم بنتِ ابی جعفر رضی اللہ عنہا نے کیا ہے کہ جب میں ابوالقاسم حسین بن روح رضی اللہ عنہ کے پاس انکی وصیّت کے وقت پہنچی تو یہ کتاب ان کے ہاتھ میں تھی؛ اور ابونصر کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان معظّمہ نے کہا، اس کے بعد میں، ابوالحسن سمری رضؒ کے پاس پہنچی۔

○ حضرت امامِ زمانہؑ ہر سال حج ادا کرتے ہیں

ابوجعفر ابنِ بابویہ کا بیان ہے کہ مجھ سے محمّد بن عثمان عمری قدّس اللہ روحہٗ نے فرمایا کہ خدا کی قسم حضرت صاحب الامر علیہ السّلام ہر سال حج ادا کرنے کے لیے تشریف لیجاتے ہیں، ہر شخص کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں لیکن ان کو عوام النّاس دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں۔

- عبداللہ بن جعفر حمیری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے محمّد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب الامر علیہ السّلام کو دیکھا ہے؟
اُنھوں نے کہا: ہاں، اور آخری ملاقات میری اُن حضرت سے بیت اللہ الحرام کے پاس ہوئی تھی، جب آپ دعا، فرما رہے تھے کہ پروردگار! تونے جو کچھ مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اُسے پورا فرمادے۔
- محمّد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب الامر علیہ السّلام کو دیکھا کہ وہ حضرت مستجار میں خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دعا، کر رہے تھے کہ: پروردگار! تو میرے ذریعے سے اپنے دشمنوں سے انتقام لے۔
- علی بن صدقہ قمّی سے روایت ہے کہ محمّد بن عثمان عمری کے پاس بغیر کوئی سوال کیے ہوئے حضرت صاحب الامر کا خط آیا کہ "جو لوگ نام دریافت کرتے ہیں انھیں بتادو کہ اگر اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے تو جنّت کی خوشخبری ہے اور اگر گفتگو کی جائے گی تو جہنّم ہے۔ اس لیے کہ اگر لوگ نام سے واقف ہوں گے تو اس کی اشاعت کریں گے اور اگر جائے قیام معلوم ہوجائے تو دوسروں کو بتادیں گے۔

○ کفن کی منقّش چادر

ابوالحسن علی بن احمد دلال قمّی سے روایت ہے کہ ایک دن میں ابوجعفر محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک چادر ہے، ایک نقاش (کاتب) بیٹھا ہوا اس پر قرآن مجید کی آیات اور اس کے حاشیے پر اَئمۂ طاہرینؑ کے اسمائے گرامی تحریر کر رہا ہے میں نے دریافت کیا: اے میرے سیّد وسردار! یہ کیا ہے؟
اُنھوں نے فرمایا: یہ میری قبر کے لیے ہے اس کو مجھے قبر میں اُڑھایا جائے گا میں روزانہ اُس قبر میں اُترتا ہوں قرآن مجید کا ایک پارہ پڑھتا ہوں اور نکل آتا ہوں۔
راوی کا بیان ہے کہ مجھے یاد آتا ہے کہ پھر اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اُس قبر پر لیگئے اور فرمایا: میں فلاں سنہ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو اللہ کی طرف کوچ کر جاؤنگا اور اس قبر میں دفن کیا جاؤں گا اور یہ چادر میرے ساتھ ہوگی۔
چنانچہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو جس تاریخ کی آپ نے نشاندہی فرمائی تھی وہ میں نے اپنے پاس لکھ کر رکھ لی اور اسے اپنے ذہن میں بھی محفوظ رکھا۔ پھر کچھ زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ابوجعفر بیمار ہوگئے اور اُسی سنہ، اُسی مہینے اور اُسی تاریخ پر اُنھوں نے وفات پائی اور اسی قبر میں دفن کیے گئے۔

- محمد بن علی بن اسود قمّی سے روایت ہے کہ ابوجعفر عمریؒ نے پہلے ہی سے اپنے لیے ایک قبر اپنے ہاتھوں سے کھود کر تیار کرلی تھی۔ میں نے وجہ دریافت کی، تو فرمایا: مجھے حکم ملا ہے کہ "تم اب اپنے سارے کام سمیٹ لو۔"

چنانچہ اس کے دو ماہ بعد اُن کا انتقال ہوگیا۔

(۴) ابوجعفر محمدؓ بن عثمان کا عرصۂ نیابت
(غیبتہ طوسی۔ اکمال الدین)

ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوغالب رازی کی ایک تحریر دیکھی جس میں اُنھوں نے لکھا تھا کہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری علیہ الرحمہ کی وفات جمادی الاولیٰ کی آخری تاریخ ۳۰۵ھ میں ہوئی۔ ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد نے خود لکھا ہے کہ ابوجعفر عمری کی وفات ۳۰۴ھ میں ہوئی۔ اور یہ عہدۂ سفارت پر پچاس سال تک فائز رہے۔ لوگ ان ہی کے پاس مالِ امام لاتے، اور ان ہی کے ذریعے سے امامؑ کے خطوط لوگوں کو ملتے، اور وہ خطوط اسی تحریر میں لکھے ہوئے ہوتے تھے جنھیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی حیات میں ملا کرتے تھے اور اُمورِ دین و دنیا کے لیے جو کچھ لوگ دریافت کرتے اُن کا جواب ان ہی ذریعے سے لوگوں کو ملتا تھا، جو حیرت انگیز ہوا کرتے۔

ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان کی قبر اُنکی والدہ کے قریب شارعِ بابِ کوفہ میں اس مقام پر ہے جہاں ان کے بہت سے مکانات و منازل تھے، مگر اب وہ وسطِ صحرا میں ہے۔

(○) حسین بن رَوح کو عہدۂ سفارت تفویض کرنا

راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا حسین بن ابراہیم قمّی نے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوعبّاس احمد بن علی بن نوح نے بیان کیا، اور ابوعبّاس سے بیان کیا ابوعلی احمد بن جعفر بن سفیان بزوفری نے اور ابوعلی احمد بن جعفر بن سفیان بزوفری کا بیان ہے کہ مقابرِ قریش (کاظمین) میں مجھ سے ابوعبداللہ جعفر بن محمد مدائنی المعروف بہ ابنِ قزدا نے بیان کیا کہ میرے پاس جو کچھ مالِ امام ہوتا، وہ جب میں شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس لیجاتا تو میرا دستور تھا کہ اُن سے کہتا: یہ مال اور رقم امامؑ کے لیے ہے۔ وہ کہتے: ہاں چھوڑ جاؤ۔

میں دوبارہ اُن سے عرض کرتا کہ آپ کہیے کہ یہ امامؑ کے لیے ہے۔

وہ کہتے: ہاں ہاں امامؑ کے لیے ہے، اور پھر اُسے رکھ لیتے۔

ایک مرتبہ میں، اُن کی زندگی کے آخری دَور میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس چار سو دینار تھے۔ میں نے اپنے دستور کے مطابق عرض کیا: تو اُنھوں نے فرمایا: اسے حسین بن رَوح کے پاس لیجاؤ۔

میں نے توقف کیا اور عرض کیا: اسے آپ ہی حسبِ دستور قبول فرمایں، تو اُنھوں نے جھڑک کر کہا: اللہ تمھارا بھلا کرے، اُٹھو اور حسین بن روح کے پاس لیجاؤ۔

جب میں نے اُن کے چہرے پر قدرے خفگی کے آثار دیکھے تو میں وہاں سے چلدیا ابھی اپنی سواری پر سوار ہو کر تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ پھر واپس پلٹ آیا، جیسے مجھے کچھ شک ہوا۔ جاکر دروازے پر دستک دی، تو اندر سے ایک خادم آیا اور کہنے لگا: تم کون ہو؟

- میں نے جواب دیا کہ فلاں شخص ہوں، میرے لیے ملاقات کی اجازت لاؤ۔
- اُس نے انکار کر دیا اور کہا، واپس جاؤ۔
- میں نے کہا، مجھے اُن سے ضروری ملنا ہے، جاکر اجازت لاؤ۔
- وہ اندر گیا اور میری واپسی کی اطلاع دی۔ اس وقت وہ زنانخانے میں داخل ہو چکے تھے تاہم واپس آکر تخت پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، اس حال میں کہ آدھا جوتا پاؤں میں اور آدھا باہر تھا۔
- مجھ سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے، کیوں پلٹ آئے، تم نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا؟
- میں نے عرض کیا: میں اپنے معمول و دستور کے خلاف جسارت نہ کرسکا۔
- اُنھوں نے کبیدگی سے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے، اُٹھ اور ابوالقاسم بن رَوح کے پاس چلا جا، میں نے انھیں اپنا قائم مقام اور جانشین بنا دیا ہے۔
- میں نے عرض کیا: کیا آپ نے بحکمِ امامؑ ایسا کیا ہے؟
- اُنھوں نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے، جا اور جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کر۔

بہرحال لاچار ہو کر میں وہاں سے اُٹھ کر چلدیا اور سیدھا ابوالقاسم حسین بن رَوح کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ وہ ایک تنگ اور مختصر سے مکان میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انھیں سارا قصہ کہہ سنایا۔ وہ مسکرائے اور اللہ کا شکر بجالائے۔ میں نے وہ سارے دینار اُن کے سپرد کردیے۔
اس کے بعد میرے پاس جو بھی مالِ امام آتا، میں اُن کے سپرد کر آتا۔

- راوی کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابوالحسن علی بن بلال بن معاویہ مہلبی سے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حیاتِ جعفر بن محمد ابنِ قولویہ میں ابوالقاسم جعفر بن محمد ابنِ قولویہ نے مجھ سے کہا کہ جعفر بن احمد بن متیل سے روایت ہے کہ بغداد میں محمد بن عثمان

ابوجعفر عمری رضی اللہ عنہ کی طرف سے کام کرنے والے تقریباً دس آدمی تھے، اُن میں سے ایک حسین بن رَوح بھی تھے اور انھیں محمد بن عثمان کی خدمت میں وہ تقرب و خصوصیت حاصل نہ تھی جو دوسروں کو تھی۔ حد یہ ہے کہ جب انھیں محمد بن عثمان سے کوئی ضرورت پیش آتی تو یہ دوسروں کو ذریعہ بناتے تھے۔ مگر جب محمد بن عثمان عمری کا وقتِ وفات قریب آیا تو اُنھوں نے حسین بن رَوح کو منتخب کیا اور اُن ہی کو اپنا وصی بنایا۔

- ہمارے مشائخ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ اگر ابوجعفر محمد بن عثمان کو کچھ ہونے والا ہوا تو وہ جعفر ابنِ احمد بن متیل یا ان کے والد کے سوا کسی اور کو اپنا قائم مقام نہ بنائیں گے۔ کیونکہ ہم لوگ دیکھ رہے تھے کہ انھیں اِن سے بیحد تقرب و خصوصیت حاصل ہے۔ اور اکثر ان کے گھر میں رہتے اور آخر عمر میں تو یہ ہو گیا تھا کہ کسی بھی سبب سے وہ جعفر بن احمد بن متیل یا اُن کے والد کے گھر تیار کیے ہوئے کھانے کے سوا کسی اور کے گھر کا پکایا ہوا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یعنی جو کھانا وہ تناول فرماتے تھے وہ صرف جعفر یا اُن کے والد کے مکان میں تیار کیا ہوا ہوتا تھا۔

اور ہمارے اصحاب کو یہ یقین تھا کہ اگر کوئی حادثہ ہونے والا ہوا تو چونکہ انھیں ان سے خاص تقرّب تھا، وہ سوائے اِن کے کسی اور کو اپنا وصی نہ بنائیں گے۔ مگر جب انکا انتخاب عمل میں آیا تو اُن کی (حسین بن رَوح کی) تقرّری سے کسی نے انکار نہیں کیا، اور اُن کے سامنے بھی ویسے ہی رہے جیسے ابوجعفر محمّد بن عثمان کے سامنے رہتے اور جعفر بن احمد بن متیل بھی ابوالقاسم رضی اللہ عنہ (حسین بن رَوح) کے ماتحت رہے اور اُن کی زندگی بھر اُن سے بھی اسی انداز سے بلا عذر پیش آتے رہے جس طرح ابوجعفر عمری کے سامنے رہتے۔ لہٰذا جو لوگ ابوالقاسم حسین ابن رَوح پر طعنہ زن ہونگے وہ درحقیقت ابوجعفر عمری پر، بلکہ حضرت حجّت صلوات اللہ علیہ پر طعنہ زن ہونگے۔

- ہم سے (رواۃ کی) ایک جماعت نے، اور اُن سے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ نے بیان کیا کہ ہم سے بیان کیا ابوجعفر محمّد بن علی اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ مال جو وقف کے سلسلے کا میں وصول کیا کرتا تھا، وہ ابوجعفر محمّد بن عثمان عمری کے پاس بیجایا کرتا تھا اور وہ اس کو وصول کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں اُن کی موت سے دو یا تین سال پہلے کچھ مال انکی خدمت میں لے گیا تو مجھے اُنھوں نے حکم دیا کہ یہ مال حسین بن رَوح کے پاس بیجاؤ اور اُن کے سپرد کر دو۔ اور مال کی وصولی کے بعد رسید کا مطالبہ بھی کرنا۔

اسکی شکایت ابوالقاسم نے ابوجعفر عمری سے کی، تو اُنھوں نے مجھے منع کر دیا کہ اُن سے رسید کا مطالبہ نہ کرنا، کیونکہ ابوالقاسم کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے وہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

چنانچہ اس کے بعد میں جو مال لیجاتا تھا اس کی رسید اُن سے نہیں مانگتا تھا۔

(اکمال الدین، غیبۃ طوسی)

⑤ حسین بن رَوح کو حکمِ وصایت

جعفر بن احمد بن متیل نے اپنے بھتیجے علی بن محمد بن متیل سے اور اُنھوں نے محمّد بن علی بن حسین انھیں اسناد کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب ابوجعفر محمّد بن عثمان عمری کا وقتِ وفات قریب آیا تو میں ان کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا، ان سے سوالات کرنے اور باتیں کرنے میں مصروف تھا تو ابوالقاسم حسین بن روح بھی اُن کے پائینِ پا بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنا وصی ابوالقاسم حسین بن رَوح کو مقرر کر دوں۔

یہ سُن کر میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور ابوالقاسم کو اپنی جگہ بٹھا کر خود اُن کی جگہ یعنی ابوجعفر محمّد بن عثمان عمری کے پائینِ پا، بیٹھ گیا۔

(غیبۃ طوسی، اکمال الدین)

⑥ مندرجہ بالا حدیث کی تصدیق

ابنِ نوح کا بیان ہے کہ جب ابوعبداللہ الحسین بن علی بن بابویہ ماہ ربیع الاول ۳۷۸ھ میں بصرہ آئے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے علویہ صفّار اور حسین بن احمد بن ادریس دونوں کو کہتے ہوئے سنا کہ مندرجہ بالا حدیث صحیح ہے۔ ہم دونوں اس وقت بغداد میں موجود تھے۔ اور اس واقعے کے شاہد ہیں۔

- ابوعلی محمّد بن ہمام کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمّد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے پہلے ہم لوگوں کو جمع کیا جسمیں ہم بزرگانِ شیعہ و شیوخ تھے۔ اور فرمایا سنو! اگر مجھے حادثۂ موت واقع ہو جائے تو یہ عہدۂ سفارت ابوالقاسم حسین بن رَوح نوبختی کے پاس رہیگا۔ اِس لیے کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے بعد ان کو اپنا جانشین و قائم مقام بنا دوں۔ لہٰذا تم لوگ انکی طرف رُجوع کرنا اور اپنے تمام معاملات ان کے سامنے پیش کرنا۔
- ابونصر ہبۃ اللہ بن محمّد کا بیان ہے کہ میرے ماموں ابو ابراہیم جعفر بن احمد نوبختی نے بتایا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن ابراہیم نے اور میرے چچا ابوجعفر عبداللہ بن ابراہیم اور میرے خاندان کی ایک جماعت یعنی بنی نوبخت نے، کہ جب ابوجعفر عمری کی حالت شدید ہو گئی تو شیعوں میں سے ذی وجوہ اشخاص، جیسے ابوعلی ابنِ ہمام و ابوعبداللہ بن محمّد کاتب اور ابوعبداللہ باقطانی اور ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی اور ابوعبداللہ ابنِ وجنا اور ان کے علاوہ اکابرِ شیعہ

ان کے پاس جمع ہوئے اور عرض کیا کہ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہوجائے تو آپ کا جانشین کون ہوگا؟

"انھوں نے فرمایا: یہ ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی بحر میرے قائم مقام ہوں گے اور تمھارے اور صاحب الامرؑ کے درمیان واسطہ اور ان کے وکیل ہوں گے۔ یہ ثقہ و امین ہیں۔ تم لوگ اپنے امور میں اِن کی طرف رُجوع کرنا، اور اپنی مہمات ان کے سامنے پیش کرنا، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں نے صاحب الامرؑ کا حکم تم لوگوں تک پہونچا دیا۔"

⊙ اُمِ کلثوم بنتِ ابی جعفر رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ابوالقاسم حسین بن رَوح برسوں تک ابوجعفر محمّد بن عثمان کے وکیل رہے اور ان کی املاک کی نگرانی کرتے رہے۔ وہ حسین بن روح کو تیس دینار ماہانہ اُن کے ذاتی اخراجات کے لیے دیا کرتے اور اس کے علاوہ رؤسا اور وزرائے شیعہ بھی مثلاً آلِ فرات وغیرہ، اُن کے جاہ و مرتبے و جلالتِ قدر کے پیشِ نظر انھیں کچھ بطور نذر پیش کیا کرتے تھے۔ گروہِ شیعہ کو معلوم تھا کہ میرے والد (ابوجعفر) سے انھیں کیا خصوصیت حاصل ہے، اِس لیے ان لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی منزلت تھی وہ انھیں بہت با وثوق و قابلِ بھروسہ سمجھتے تھے۔ میرے والد کی زندگی بھر جو اُن حال رہا وہی تمہید بنتی گئی اور نتیجے میں اُن کے وصی ہونے پر نص ہوگئی۔ اور ان کے وصی ہونے میں کسی کو شک نہ رہا۔ سب نے انھیں اُن کا جانشین تسلیم کرلیا۔

ان کے جد شیخ علیہ الرّحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم حسین بن رَوح رحمۃ اللہ علیہ ہر مخالف و موافق دونوں کے نزدیک عقلمند ترین لوگوں میں سے تھے۔ اور یہ تقیّہ پر عمل فرماتے تھے چنانچہ ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ بن غالب ابوالحسن بن ابی طیّب دونوں نے مجھ سے کہا؛ میں نے شیخ ابوالقاسم حسین بن رَوح سے بڑھ کر کوئی عقلمند شخص دیکھا ہی نہیں۔

ایک دن دارِ ابنِ یسار میں مجھے دیکھنے کا اتّفاق ہوا۔ حاکمِ وقت کے نزدیک اُنکی بڑی منزلت تھی؛ اور عامۃ النّاس بھی ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اور شیخ ابوالقاسم خوف اور تقیّہ کی بناء پر وہاں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن وہاں دو آدمیوں میں مناظرہ شروع ہوگیا۔ ایک کہتا تھا کہ ابوبکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد افضل النّاس ہیں، پھر عمرؓ، بعد ان دونوں کے علیؑ ہیں۔

دوسرا کہتا تھا کہ نہیں، بلکہ علیؑ افضل ہیں۔ جب دونوں میں تکرار و بحث بڑھی تو ابوالقاسم حسین بن رَوح رضؓ نے فرمایا: جس بات پر صحابہ متّفق ہیں۔ وہ تو یہ ہے کہ حضرت صدیق مقدّم ہیں، ان کے بعد حضرت فاروق، ان کے بعد عثمان ذوالنّورین پھر ان کے بعد علیؑ وصیِ رسول صؐ ہیں

اور اصحابِ حدیث کا بھی یہی خیال ہے، اور یہ بات ہمارے نزدیک صحیح ہے کہ صحابہ اس پر مجتمع تھے یہ سنکر حاضرین کو بڑا تعجّب ہوا اور وہاں جتنے عامۃ النّاس موجود تھے، سب نے ہی انھیں اپنے سروں پر بلند کیا، ہر طرف سے ان کو دعائیں دی جانے لگیں اور جو لوگ ان پر رافضی ہونے کا الزام لگاتے تھے اُنکو بُرا بھلا کہا جانے لگا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سنکر مجھے ہنسی آئی، میں ہنسی کو ضبط نہ کرسکا تو اپنی آستین اپنے منھ میں ٹھونس لی، پھر بھی خوفزدہ تھا کہ کہیں بات واضح نہ ہوجائے لہٰذا میں فوراً ہی وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا۔ شیخ ابوالقاسم نے مجھے دیکھا تو سمجھ گئے۔ اور ابھی میں اپنے گھر پہونچا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جلدی سے باہر نکلا تو دیکھا کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن رَوح اپنی سواری پر سوار دروازے پر کھڑے ہیں اور دربار سے اُٹھ کر اپنے گھر جانے سے پہلے یہاں آئے ہیں۔

- انھوں نے مجھے دیکھ کر کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ تمھارا بھلا کرے، تم کیوں ہنس رہے تھے، کیا تمھارا ارادہ ہے کہ میری بات افشا کردو، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ تمھارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔؟
- میں نے عرض کیا: نہیں، یہ صحیح ہے۔
- پھر فرمایا: دیکھو! اللہ سے ڈرو، میں تمھیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم میری اس طرح کی باتوں پر ایسی حرکت کرو۔
- میں نے عرض کیا: جناب! ایک ایسا مقتدر شخص جس کو لوگ امامؑ کا مصاحب اور اُن کا وکیل سمجھتے ہیں پھر وہ ایسی باتیں کہے، تو کیا اس پر تعجّب نہیں ہوگا؟ اور اس پر ہنسی نہ آئے گی؟
- اُنھوں نے فرمایا: اچھّا، اب تمھیں اپنی جان کی قسم ہے آئندہ ایسا نہ کرنا، اگر پھر بھی تم اس حرکت سے باز نہ آئے تو میں تمھیں چھوڑ دوں گا۔

یہ کہکر وہ رخصت ہوگئے۔

○ دربان برطرف

ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوالحسن بن کبر بانوبختی نے بتایا کہ:

ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم رضؓ کو یہ اطّلاع ملی کہ آپ کا ایک دربان جو پہلے دروازے پر متعین تھا، اُس نے معاویہ پر لعنت کی اور سخت سُست کہا، تو آپ نے اس کو نکال دینے اور ملازمت سے برطرف کیے جانے کا حکم دیا۔ اور وہ مدّتِ طویل تک درخواست کرتا رہا کہ بحال کیا جائے

مگر خدا کی قسم، اُنھوں نے اُس کو ملازمت پر دوبارہ بحال نہیں کیا، اور یہ صرف تقیہ کی بنا پر کیا تھا۔

○ جائے قبر

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب ابن بنت اُم کلثوم بنتِ ابی جعفر عمری رضی کا بیان ہے کہ ابوالقاسم حسین بن رَوح کی قبر نوبخت میں اس گلی کے دروازے پر ہے جس میں علی بن احمد نوبختی کا مکان تھا اور جو دروازہ ٹیلے کی طرف کھلتا تھا۔ ابونصر کا یہ بھی بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی وفات ماہ شعبان ۳۲۶ھ ہجری میں ہوئی، اور ان سے بہت سی روایات بھی وارد ہوئی ہیں۔

○ کتاب التکلیف

ابوالحسین محمد بن فضل بن تمام کا بیان ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن احمد زکوزکی کو کہتے ہوئے سنا، جبکہ ہم لوگ اس کتاب التکلیف (فرائض) کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہم لوگوں کے پاس تھی کہ یہ کتاب کسی غالی ہی کے پاس ہوگی۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اس کتاب التکلیف میں ابن ابی العزاقر کا کیا ہے۔ وہ تو ایک باب ترتیب دیتا اور شیخ ابوالقاسم حسین بن روح رضی اللہ عنہ کے پاس لیجاتا۔ وہ اس کو کاٹ چھانٹ کر درست کر دیتے۔ جب وہ درست ہوجاتی تو وہاں سے لیکر نکلتا اسکی نقل کرتا اور اس کے نقل کرنے کا لوگوں کو حکم دیتا۔ یعنی انہی باتوں کے نقل کرنے کی اجازت ہوتی جن کو حسین بن روح نے درست کر دیا ہوتا۔

- ابوجعفر کا بیان ہے کہ میں نے اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے بغداد میں نقل کیا۔
- ابنِ تمام کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ جناب مجھے بھی وہ کتاب عنایت فرمادیں جو آپ نے اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے۔ میں اسے نقل کرکے آپ کو واپس کردونگا
- اُنھوں نے کہا کہ اب وہ میرے پاس نہیں ہے۔
- ابنِ تمام کا بیان ہے کہ: پھر میں اُن کے پاس سے چلا آیا اور کسی دوسرے شخص سے لیکر اس کی نقل کرلی۔

◉ ایک مرتبہ ابوالحسن ایادی نے ابوالقاسم حسین بن رَوح سے پوچھا کہ: زنِ باکرہ سے متعہ کیوں مکروہ ہے؟

- اُنھوں نے فرمایا: رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ "حیاء جزوِ ایمان ہے"۔ اور تمھارے اور اس کے درمیان جو شرطیں ہونگی اُن پر تم اُس سے "ہاں" کہلاؤ گے تو اُس کی حیا

جاتی رہے گی اور ایمان زائل ہوگا۔

- ابوالحسن نے پوچھا: اگر کوئی ایسا کرے گا تو کیا وہ زانی ہوگا؟
- آپ نے فرمایا: نہیں۔

○ کتاب التادیب

سلامہ بن محمد سے روایت ہے کہ شیخ حسین بن رَوح رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "التادیب" قم بھیجی اور وہاں کے چند فقہا کو خط لکھا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرکے یہ تحریر کریں کہ اس میں آپ لوگوں کے فتاویٰ کے مخالف تو کوئی چیز نہیں ہے۔؟

اُن لوگوں نے جواب میں تحریر کیا کہ اس میں سب کچھ صحیح ہے۔ ہمارے فتویٰ کے خلاف کوئی شے نہیں ہے سوائے فطرے کے متعلق جو ایک صاع کی جگہ نصف صاع لکھا ہے حالانکہ ہمارے نزدیک ہر شخص کے لیے فطرے میں از قسم جو ایک صاع ہونا چاہیے۔

○ سفیر چہارم، ابوالحسن علی بن محمد سمری

رواۃ کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا، اُنھوں نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ نے، اُنھوں نے کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے بیان کیا، اور اُن سے ابوعبد اللہ محمد بن خلیلان نے، اُن سے اُن کے والد نے اور ان سے اُن کے جد عتاب نے اور عتاب بن اسید کی اولاد میں سے ایک شخص عتاب سے روایت ہے کہ حضرت حجت امام مہدی علیہ السلام یوم جمعہ تولد ہوئے، آپ کی والدہ کا نام ریحانہ تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام نرجس تھا، اور صیقل بھی کہا جاتا تھا، اور سوسن بھی بتایا جاتا ہے۔ لیکن صیقل اُن کو حمل کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۹ شعبان ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ آپ کے وکیل عثمان بن سعید تھے۔ جب اُنکا انتقال ہونے والا تھا تو اُنھوں نے اپنا وصی ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید کو مقرر کیا۔ پھر ابوجعفر (دنیا سے جانے لگے تو اُنھوں) نے اپنا وصی ابوالقاسم حسین بن رَوح کو بنایا، پھر ابوالقاسم نے اپنا جانشین ابوالحسن علی بن محمد سمری کو مقرر کیا۔ جب اُن کا وقتِ وفات قریب آیا تو اُن سے کہا گیا کہ آپ کسی کو اپنا وصی بنادیں۔

اُنھوں نے فرمایا (اب ہمارا کوئی وصی نہ ہوگا) اب یہ امر اللہ کے ہاتھ میں رہیگا اور وہ اس امر کو پورا کرے گا۔ اور سمری کی وفات

اور علی بن محمد سمری کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ شروع ہوگئی

- محمد بن محمد بن نعمان اور حسین بن عبید اللہ نے مجھ سے بیان کیا اور اُن سے ابو عبد اللہ احمد بن محمد صفوانی نے روایت کی کہ شیخ ابو القاسم نے اپنا وصی ابو الحسن علی بن محمد سمری کو مقرر کیا اور وہ امور جو ابو القاسم حسین بن رُوح انجام دیا کرتے تھے، انھوں نے انجام دینا شروع کیا، مگر اُنکی وفات کا وقت قریب آیا تو شیعوں کا ایک گروہ اُنکی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ: آپ کے بعد امام علیہ السلام کا وکیل کون گا، آپ کس کو اپنا جانشین بنا رہے ہیں۔
آپ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کسی کو اپنے بعد اپنا وصی مقرر کروں۔

- رواۃ کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا، اُنھوں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ سے۔ اور اُنھوں نے کہا کہ ہم سے ابو الحسن صالح بن شعیب طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذی القعدہ ۳۳۹ھ ہجری میں بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عبد اللہ احمد بن ابراہیم بن مخلد نے بیان کیا کہ: میں ایک مرتبہ بغداد میں وہاں کے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب ابو الحسن علی بن محمد سمری کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے بغیر کچھ دریافت کیے خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علی ابن الحسین بن بابویہ قمی پر رحم فرمائے۔
مشائخ نے وہ دن اور تاریخ قلمبند کرلی۔ کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ علی ابن الحسین بن بابویہ کا اسی دن انتقال ہوا اور ابو الحسن سمری نے انکے بعد ۱۵ شعبان ۳۲۹ھ میں انتقال کیا۔

- اکمال الدین میں صالح بن شعیب سے اسی کے مثل روایت ہے۔

⑦ غیبتِ کبریٰ کیلئے توقیع

ہم سے ایک جماعتِ رواۃ نے، اور اُنھوں نے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ سے، اور اُن سے ابو محمد حسن بن احمد مکتّب نے بیان کیا ہے کہ جس سال شیخ ابو الحسن علی بن محمد سمری کی وفات ہوئی، میں مدینۃ السلام (بغداد) میں تھا۔ اُنکی وفات سے پہلے میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے لوگوں کے سامنے امامِ زمانہ علیہ السلام کی ایک توقیع پیش کی جس کی عبارت یہ تھی:

" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدَ السَّمَرِيْ!
اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَ اِخْوَانِكَ فِيْكَ: فَاِنَّكَ مَيِّتٌ مَا بَيْنَكَ وَ
بَيْنَ سِتَّةِ اَيَّامٍ فَاجْمَعْ اَمْرَكَ وَلَا تُوْصِ اِلٰى اَحَدٍ فَيَقُوْمُ
مَقَامَكَ بَعْدَ وَفَاتِكَ، فَقَدْ وَقَعَتِ الْغَيْبَةُ التَّامَّةُ

فَلَا ظُهُوْرَ اِلَّا بَعْدَ اِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُهُ وَ ذَالِكَ بَعْدَ
طُوْلِ الْاَمَدِ وَقَسْوَةِ الْقُلُوْبِ وَامْتِلَاءِ الْاَرْضِ جَوْرًا وَسَيَاْتِيْ
شِيْعَتِيْ مَنْ يَدَّعِي الْمُشَاهَدَةَ اَلَا فَمَنِ ادَّعَى الْمُشَاهَدَةَ قَبْلَ
خُرُوْجِ السُّفْيَانِيِّ وَالصَّيْحَةِ فَهُوَ كَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ "

ترجمہ: (اللہ کے نام سے جو رحمٰن نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ اے علی بن محمد سمری! اللہ تعالیٰ تمہاری موت پر تمہارے بھائیوں کو صبر کرنے کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اس لیے کہ اب سے چھ دن میں تمہارا انتقال ہو جائے گا، لہٰذا اپنے معاملات کو سمیٹ لو اور آئندہ کے لیے اپنا وصی کسی کو مقرر نہ کرنا جو تمہاری وفات کے بعد تمہارا قائم مقام ہو۔ اس لیے کہ (میرے لیے) غیبتِ تامہ واقع ہو چکی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا حکم اور اذن ہوگا اسی وقت ظہور ہوگا، اور اس میں ایک طویل مدت لگ جائے گی اس عرصے میں لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے۔ زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔
ہمارے شیعوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم نے (صاحب الامر کو) دیکھا ہے، مگر یاد رکھو! جو شخص خروجِ سفیانی سے قبل اور صدائے آسمانی پیدا ہونے سے پہلے مجھے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ مفتری اور جھوٹا ہوگا۔ اور نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت سوائے اللہ کی مدد کے جو اعلیٰ و عظیم۔)

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس توقیع کو لکھ لیا اور وہاں سے چلا آیا۔ چھٹے روز پھر گیا تو وہ جانکنی کے عالم میں تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا؟
اُنھوں نے جواب دیا، اب یہ امر اللہ کے پاس رہے گا اور وہ اپنے امر کو پورا کرے گا۔
یہ کہکر وہ انتقال فرماگئے اور یہ کلامِ آخر تھا جو سُنا گیا۔

- اکمال الدین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

⑧ خبرِ وفاتِ علی بن الحسین بن موسیٰ

ہمیں خبر دی ایک جماعتِ "رواۃ" نے، اُنھوں نے روایت کی ابو عبد اللہ حسین بن علی بن بابویہ سے، اُنھوں نے فرمایا، مجھ سے اہلِ قم کی ایک جماعت، جسمیں علی بن احمد بن عمران صفّار و قریبہ علویہ صفّار اور حسین بن احمد بن ادریس (اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے) تھے۔ ان لوگوں کا بیان ہے

جس سال علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کا انتقال ہوا ہم لوگ بغداد گئے۔ ابوالحسن علی ہم لوگوں سے علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کی خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے اور ہم عرض کر دیتے تھے جی ہاں خط آیا ہے وہ خیریت سے ہیں۔

چنانچہ جس روز اُن کا انتقال ہوا، اُس دن بھی خیریت دریافت فرمائی۔ ہم لوگوں نے حسب معمول کہدیا کہ جی ہاں خیریت سے ہیں"

اُنھوں نے فرمایا: علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کا ابھی ابھی انتقال ہوا ہے۔ اللہ تم لوگوں کو اُن کی وفات پر صبر کا اجر عطا فرمائے۔

اُن لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے وہ وقت، تاریخ اور مہینہ قلمبند کر لیا پھر سترہ اٹھارہ دن کے بعد خبر آئی کہ اُنکا انتقال اسی وقت اور اسی روز ہوا جس کی نشاندہی شیخ ابوالحسن سمری نے کی تھی۔

- ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب کا بیان ہے کہ ابوالحسن سمری کی قبر شارع خلنجی میں نہر ابی عتاب کے کنارے ہے اور اُنھوں نے ۳۲۹ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

(۹) نوّاب اربعہ کے اسمائے گرامی

کتاب "الخرائج والجرائح" میں ہے کہ زمانۂ غیبتِ صغریٰ میں صاحب الزّمان ع کے منتخب اور ممدوح نوّاب وسفراء میں پہلے موثق شیخ ابوعمرو عثمان بن سعید عمری ہیں جن کو سب سے پہلے حضرت امام علی النقی علیہ السّلام نے مقرر کیا، پھر آپ کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے مقرر فرمایا اُنھوں نے دونوں اماموںؑ کی حیات میں ہم لوگوں کے اُمور کی دیکھ بھال کی۔ پھر اُن کو امام صاحب العصرؑ نے بھی منتخب فرمایا۔

چنانچہ آپؑ کے احکام و توقیعات اور مسائل کے جوابات ان ہی کے بدست آیا کرتے جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان اُن کے قائم مقام و جانشین مقرر ہوئے۔ پھر اُن کے انتقال کے بعد اُن کی جگہ ابوالحسن حسین بن رُوح نوبختی سفیر مقرر ہوئے۔ اور ان کے انتقال کے بعد ابوالحسن علی بن محمد سمری سفیر مقرر ہوئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی بغیر صاحب الامرؑ کی نص کے اور اپنے سابق سفیر کی نص کے سفیر مقرر نہیں ہوئے۔ اور ان حضرات کے اقوال کو بھی شیعوں نے اس وقت تک قبول نہیں کیا جبتک اُن کے ذریعے سے حضرت صاحب الامر ع کا کوئی ایسا معجزہ ظاہر ہوتے ہوئے نہ دیکھ لیا ہو جو ان لوگوں کے صدق مقالِ نیابت کی دلیل نہ ہو۔

مگر جب ابوالحسن علی بن محمد سمری کا وقتِ وفات قریب آیا تو اُن سے کہا گیا کہ اب آپ اپنا وصی کس کو بنا رہے ہیں؟ تو اُنھوں نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام کی ایک توقیع و تحریر

نکال کر دکھائی جسمیں یہ تھا کہ:

"بسم اللہ الرّحمن الرّحیم: اے علی بن محمد سمری! ......" اور آخر تک وہی ہے جو اس سے قبل نقل کیا جا چکا ہے۔

(۱۰) کچھ اور روایتیں

اپنے اسناد کے ساتھ صالح بن ابی صالح سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے مجھے کچھ مالِ امامؑ دینا چاہا، تو میں نے منع کر دیا اور خط لکھ کر رائے معلوم کی تو جواب آیا کہ مقام رے میں محمد بن جعفر عربی ہیں۔ یہ مال اُن کے سپرد کرو۔ وہ ہمارے ثقات میں سے ہیں۔

(۱۱) محمد بن الحسین بن شاذویہ نے محمد حمیری سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے محمد بن جعفر سے، اُنھوں نے احمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ:

ایک مرتبہ میں جناب حکیمہ بنتِ امام محمدؑ بن امام علی الرضا ع ہمشیرہ حضرت امام ابوالحسن علی النقی ع کی خدمت میں ۲۶۲ھ ہجری میں حاضر ہوا۔ وہ پسِ پردہ تھیں۔ میں نے اُن سے اُنکے مذہب کے متعلق سوال کیا، تو اُنھوں نے اپنے تمام ائمہ ع کے ایک ایک کر کے نام بتائے، تا اینکہ حضرت حجت ابن الحسن بن علیؑ کا ذکر بھی کیا۔

- میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، یہ آپ اُن کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر کہہ رہی ہیں یا خبر سن کر کہہ رہی ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: یہ خبر حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے خط لکھ کر اپنی والدہ کو دی تھی۔
- میں نے عرض کیا: پھر وہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے فرزند کہاں ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: وہ پوشیدہ اور پردۂ غیبت میں ہیں۔
- میں نے عرض کیا: پھر شیعہ کس کی طرف رجوع کریں؟
- اُنھوں نے فرمایا: اُس فرزند کی جدّۂ ماجدہ یعنی امام حسن عسکری ع کی والدۂ گرامی کی طرف۔
- میں نے عرض کیا: کیا سابق میں کوئی ایسی مثال ہے جس سے ظاہر ہو کہ عورت کو وصی بنایا گیا ہو؟
- اُنھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت حسین ابن علیؑ علیہ السّلام کی مثال ہے کہ آپ نے اپنی بہن جناب زینبؑ بنتِ علیؑ کو وصی بنایا اور حضرت علیؑ ابن الحسینؑ جو کچھ کہنا یا کرنا چاہتے

اس کا اظہار جناب زینبؑ بنتِ علیؑ سے کرتے تھے، اگرچہ درپردہ وہ باتیں علیؑ ابن الحسینؑ کی ہوتی تھیں۔

- اس کے بعد انھوں نے فرمایا: تم لوگ تو اصحابِ احادیث و روایات ہو کیا تم لوگوں نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ کی نویں اولاد کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم کردی جائے گی۔ ؟
- اکمال الدین میں محمدؒ بن جعفر سے اسی کے مثل روایت ہے۔
- غیبتہ طوسی میں بھی محمدؒ بن جعفر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(۱۲) امامِ زمانہؑ کا خط محمد بن ابراہیم کے نام

کتاب "الخرائج والجرائح" میں محمدؒ بن ابراہیم بن مہزیار سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت شکوک میں مبتلا ہو گیا تھا۔ بات یہ تھی کہ میرے والد کے پاس بہت سا مالِ امامؑ جمع ہو گیا تھا، تو انھوں نے سب مال اٹھایا اور ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ راستے میں انھیں سخت بخار آیا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے واپس لیچلو، یہ موت کی آمد کی نشانی ہے۔ اور دیکھو! اس مال کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا۔

پھر مجھ سے مزید وصیت کی اور فوت ہو گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے والد کسی غیر صحیح بات کی وصیت نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا اس مال کو میں عراق لیجاتا ہوں، مگر کسی کو بتاؤں گا نہیں اگر کوئی علامتِ امامت کسی کے متعلق ظاہر ہوئی تو اس کے حوالے کر دوں گا، ورنہ انفاق کر دوں گا۔

چنانچہ میں نے لبِ دریا ایک مکان کرائے پر لیا اور چند دن اس میں قیام کیا اسی اثنا میں ایک قاصد میرے پاس ایک خط لیکر آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ:

"اے محمدؒ! تمھارے پاس فلاں فلاں چیزیں ہیں۔۔۔"

یہانتک کہ مالِ امامؑ سے متعلق جتنی چیزیں تھیں، ان سب کو گنوا دیا۔ یہ پڑھ کر میں نے وہ سارا مال قاصد کے حوالے کر دیا۔ پھر اس گھر میں چند دن اور قیام کیا، مگر امامؑ کی طرف سے کوئی توجہ نہ پائی تو مجھے بڑا دکھ ہوا۔ اتنے میں میرے نام ایک خط اور آیا جسمیں تحریر تھا کہ:

"میں نے تمھیں تمھارے والد کی جگہ مقرر کیا۔ تم اللہ کا شکر ادا کرو"

(۱۳) امامِ زمانہؑ کی صحتِ امامت پر دلیل

کتاب "اعلام الوریٰ" میں مرقوم ہے کہ وہ چیز جو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی

صحتِ امامت کی دلیل ہے۔ وہ یہ کہ آپؑ کی غیبت اور غیبت کی کیفیت اور اس کے ہونے کی حد کے ساتھ آپؑ کی امامت پر نص ہے اور اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ سب ہی اس کو تسلیم کرتے آئے ہیں، اور عادتاً یہ ناممکن ہے کہ ایک جماعتِ کثیر ایسی پیدا ہو جائے جسمیں سب ہی جھوٹ بولتے ہوں کہ آئندہ ایسا ہونے والا ہے اور اس پر سب کے سب متفق ہو جائیں

چونکہ حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت کے متعلق احادیث حضرت حجت علیہ السلام کی ولادت سے پہلے آپ کے پدر بزرگوار اور جدِ نامدار کے زمانے سے موجود تھیں، جنکو کیسانیہ اور ناؤسیہ و ممطورہ اپنی بنیاد بنائے ہوئے ہیں اور جنھیں شیعہ محدثین نے بھی اپنے اصول میں ثابت کیا ہے جنکی تصنیف سیدین یعنی علامہ باقرؒ و صدوقؒ کے دور میں ہوئی ہے، اور پھر ان کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ کی یکے بعد دیگرے مسلسل احادیث ثبت ہیں، تو ان ہی احادیث سے آپؑ کی غیبت کے ساتھ آپ کی امامت بھی ثابت ہوتی ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

ثقات محدثین و مصنفینِ شیعہ میں سے ایک حسن بن محبوب زرادبھی ہیں جنھوں نے ایک کتاب "المشیخۃ" تصنیف کی ہے جو اصولِ شیعہ کے متعلق ہے۔ یہ کتاب مزنی اور انکے امثال کی کتابوں سے بھی زیادہ مشہور ہے یہ زمانۂ غیبت سے ایک سو سال پہلے کی تصنیف ہے اسمیں بعض وہ احادیث بھی ہیں جو غیبتِ امامؑ کے متعلق ہیں اور جن کو میں اس سے پہلے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں، اور جو کچھ ان احادیث میں مذکور تھا، بالکل اس کے مطابق بلا اختلاف امامؑ کی غیبت واقع ہوئی۔

منجملہ ان احادیث کے ایک وہ حدیث بھی ہے جو ابراہیم حارثی نے ابوبصیر سے اور انھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ابوبصیر کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آپ کے پدر بزرگوار ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ آلِ محمدؐ کے لیے دو غیبتیں ہیں، ایک قصیر ہوگی اور دوسری طویل۔

- آپ نے فرمایا: ہاں اے ابوبصیر! "ایک غیبت دوسری غیبت سے بہت زیادہ طویل ہوگی، اور پھر اس وقت تک امامؑ کا ظہور نہ ہوگا جبتک کہ سفیانی کا خروج نہ ہو، بلائیں سخت نہ ہو جائیں، لوگ موت و قتل میں گرفتار نہ ہوں اور خلقت اتنی تنگ نہ ہو جائے کہ حرمِ خدا اور حرمِ رسولؐ میں پناہ لینے کے لیے جائے۔"

لہٰذا دیکھو! کہ آپ کے آباء واجداد سے سابقہ روایات و احادیث میں جو کچھ بھی آیا تھا بالکل اس کے مطابق کسطرح دو غیبتیں ہوئیں۔ غیبتِ صغریٰ وہی تھی جس میں آپ کے سفراء موجود تھے

آپؑ کے بوّابین (نوّابین) کو لوگ جانتے تھے اور جو لوگ امامیہ میں سے حضرت امام حسن عسکری ؑ کی امامت کے قائل تھے اُن میں سے کسی کو اس سے اختلاف نہیں۔ جنمیں ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری، محمد بن علی بن بلال، ابو عمرو عثمان بن سعید سمّان اور ان کے فرزند ابو جعفر محمد بن عثمان وعمر اہوازی، احمد بن اسحاق، ابو محمد وجنائی، ابراہیم بن مہزیار اور محمد بن ابراہیم وغیرہ جنکا ذکر ہم آئندہ حسب موقع کریں گے۔ اس غیبت صغریٰ کی مدت تقریباً ستّر سال رہی۔

بحار الانوار

ہفدہم

باب ۱۷

سفارت اور بوّابیت کے چند جھوٹے دعویدار

(۱) شیخ شریعی

کتاب "غیبۃ" میں شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جھوٹے دعویداران نواب میں سب سے پہلا شخص وہ ہے جو شریعی کے نام سے مشہور ہے۔

چنانچہ ابو محمد تلعکبری نے ابو علی محمد بن ھمام سے روایت کی ہے کہ شریعی کی کنیت ابو محمد تھی اور ہارون کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ اُسکا نام حسن تھا اور وہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی بن امام محمد تقی علیہ السلام کے اصحاب میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں بھی شمار ہونے لگا۔ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے ایسے مقام و مرتبے کا دعویٰ کیا جس کا نہ وہ اہل تھا اور نہ جسے اللہ نے اس کے لیے قرار دیا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور ائمہ علیہم السلام پر بہتان رکھا اور ان حضرات کی طرف ایسی ایسی غلط باتیں منسوب کیں جو اُن حضرات کی شان کے قطعاً خلاف تھیں۔

چنانچہ اُس پر شیعوں نے لعنت بھیجی اور اس سے اپنی برأت و بیزاری کا اظہار کیا اور امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے اس پر لعنت اور برأت کے لیے توقیع و تحریر برآمد ہوئی۔

ہارون کا بیان ہے کہ پھر اس کے منھ سے کفر و الحاد کی "بدبودار" باتیں صادر ہونے لگیں۔ نیز ان کا بیان ہے۔ یہ تمام جھوٹے دعویدار سب سے پہلے تو امامؑ پر جھوٹ باندھتے اور کہتے کہ وہ لوگ امامؑ کے وکیل ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے اس قول سے ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو اس امر کی دعوت دیتے کہ وہ ان لوگوں سے عقیدت رکھیں۔ پھر ان لوگوں کا یہ معاملہ آگے چل کر حلاجیوں تک جا پہنچا۔ جیساکہ ابوجعفر شلمغانی اور اس کے امثال کے لیے مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر لعنت کرے۔

(۲) محمد بن نصیر نمیری

اور ان ہی میں سے ایک شخص محمد بن نصیر نمیری تھا۔ ابن نوح کا بیان ہے کہ مجھے ابو نصر ہبۃ اللہ بن محمد نے بتایا کہ محمد بن نصیر حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کے

اصحاب میں شمار ہوتا تھا۔ جب حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہوگیا، تو اس نے ابوجعفر محمد بن عثمانؒ کے عہدے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کا باب ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُس کے جہل اور الحاد کو ظاہر کرکے اسے رسوا اور ذلیل کیا اور ابوجعفر محمد بن عثمانؒ نے اس پر لعنت کی اور اس سے تبرا و بیزاری کا اظہار کیا۔ جب اسے اس بات کی اطلاع ملی، تو وہ خود ابوجعفرؒ کے پاس جا پہنچا، تاکہ ان سے معذرت خواہ ہو۔ مگر اُنھوں نے ملاقات کی اجازت نہ دی اور وہ مایوس ہو کر واپس آگیا۔

سعد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ: محمد بن نصیر اس امر کا دعویدار تھا کہ "وہ رسول و نبی ہے اللہ علی بن محمدؑ (امام علی النقیؑ) نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔" اور وہ تناسخ کا قائل تھا اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے متعلق غلو کرتا اور کہتا کہ وہ رب ہیں۔ نیز وہ محارم (جن سے نکاح حرام ہے جیسے بہن بیٹی وغیرہ) کو حلال جانتا تھا اور مرد سے مرد کے نکاح کو بھی جائز سمجھتا تھا

سعد کا بیان ہے کہ جب محمد بن نصیر مرضِ موت میں مبتلا ہوا اور زبان بمشکل چلتی تو لوگوں نے اُس سے کہا: اب تمھارے بعد تمھارا نائب کون ہوگا۔؟

اس نے بہت دھیمی اور لڑکھڑاتی آواز میں کہا "احمد" مگر کوئی سمجھ نہ سکا کہ احمد سے کون شخص مراد ہے۔

لہٰذا اُس کا گروہ تین فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک نے کہا کہ احمد سے مراد خود اُس کا بیٹا ہے۔ دوسرے فرقے نے کہا، اس سے مراد احمد بن محمد بن موسیٰ بن فرات ہے۔ تیسرے فرقے نے کہا، اس سے مراد احمد بن ابی الحسین بن بشر بن یزید ہے۔ مگر سب متفرق ہی رہے اور کسی ایک بات پر نہ آسکے۔

(۳) احمد بن ہلال کرخی

اور منجملہ ان کے ایک احمد بن ہلال کرخی بھی ہے۔

ابوعلی بن ھمام کا بیان ہے کہ احمد بن ہلال حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ مگر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی نص کی بناء پر آپؑ کی حیات ہی میں آپ کے شیعہ ابوجعفر محمد بن عثمانؒ کی وکالت پر متفق ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب امام حسن عسکریؑ کا انتقال ہوگیا تو گروہ شیعہ نے اس سے کہا: کیا تم ابوجعفر محمد بن عثمان کی وکالت کو قبول نہ کروگے جبکہ امام مفترض الطاعۃ نے اُن کی وکالت پر نص قائم کردی ہے۔

اُس نے جواب دیا: کیا ہوگا۔ ہم نے تو امامؑ کی زبان سے نہیں سُنا کہ امامؑ نے انکی وکالت پر

نص کی ہو۔ ویسے ان کے والد عثمانؓ بن سعید کی وکالت سے تو مجھے انکار نہیں، مگر جب مجھے قطعی یقین آجائے گا کہ ابوجعفر صاحب الزمان علیہ السلام کے وکیل ہیں تو میں اُن کے خلاف جسارت نہ کروں گا۔

لوگوں نے کہا: (تم نے نہیں سنا مگر) دوسروں نے تو سُنا ہے۔

اُس نے کہا: تم لوگوں نے جو کچھ سنا ہے اس پر عمل کرو۔

یہ کہہ کر اُس نے ابوجعفر کی وکالت تسلیم کرنے میں توقف کیا، تو لوگوں نے اُس پر لعنت برسائی اور تبرا کیا۔

پھر ابوالقاسم حسین بن رَوح کے ذریعے سے اُس پر لعنت اور اس سے تبرا و بیزاری کے متعلق حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی توقیع و تحریر آئی۔

(۴) ابو طاہر محمد بن علی بن بلال

انہیں سے ایک ابوطاہر محمد بن علی بن بلال ہے اور اس کا وہ قصہ مشہور ہے جو اس کے اور ابوجعفر محمد بن عثمانؓ کے درمیان پیش آیا۔ اُس نے تمام مالِ امام روک لیا اور انھیں دینے سے انکار کردیا اور خود امام علیہ السلام کی وکالت کا دعویدار بن بیٹھا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اس پر لعنت برسائی اور اس سے تبرا و بیزاری اختیار کی۔ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے اس کے متعلق جو توقیع آئی وہ مشہور ہے۔

ابو طالب زراری کا بیان ہے کہ مجھ سے محمد بن محمد بن یحییٰ معاذی نے بتایا کہ ہمارے اصحاب میں ایک شخص تھا جو پہلے ابو طاہر بن بلال کے گروہ میں شامل ہوا، پھر پلٹ کر اپنے گروہ میں آگیا

- میں نے اُس سے پلٹنے کا سبب پوچھا۔ ؟
- اُس نے کہا: ایک دن میں ابوطاہر بن بلال کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں اس کا بھائی ابوالطیب و ابن خزر اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی کہ ایک غلام اندر داخل ہوا اور بولا کہ ابوجعفر عمری دروازے پر کھڑے ہیں۔

یہ سنکر لوگ لرز گئے اور اسی حالت میں کہدیا، اندر بلالو۔ جب ابوجعفرؒ اندر آئے تو ابوطاہر اور اُس کی پوری جماعت تعظیماً کھڑی ہوگئی۔ وہ صدرِ مجلس میں تشریف فرما ہوئے اور ابوطاہر اُن کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابوجعفرؒ نے لوگوں کے بیٹھ جانے کا انتظار کیا جب سب لوگ بیٹھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا:

- "اے ابوطاہر! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے حضرت صاحب الزمانؑ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ تیرے پاس اُن کا جتنا بھی مال ہے وہ سب میرے حوالے کردے ؟

- ابوطاہر نے جواب دیا: خدا کی قسم، ہاں۔

بس اس کے بعد ابوجعفرؒ فوراً وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس ہوگئے اور سارے لوگوں پر ایک سکتہ طاری ہوگیا۔ جب یہ کیفیت برطرف ہوئی اور انھیں ہوش آیا تو ابوطاہر کے بھائی ابوالطیب نے اُس سے پوچھا: تم نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو کہاں دیکھا؟

- ابوطاہر نے جواب دیا: ایک دن ابوجعفر مجھے اپنے گھر لیگئے تو حضرت صاحب الزمانؑ اُس مکان کی بالائی منزل پر مجھے نظر آئے۔ اُنھوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا: تیرے پاس جو مال ہے وہ سب اِن کے حوالے کردے۔
- ابوالطیب نے دریافت کیا: مگر تمھیں یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ صاحب الزمان علیہ السلام ہی تھے؟
- اُس نے جواب دیا: اُن کو دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور ایسا رُعب چھاگیا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ صاحب الزمانؑ ہی ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس بنا پر میں نے ابوطاہر سے جدائی اختیار کرلی۔

(۵) حسین بن منصور حلاج

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب ابنِ بنتِ اُمِ کلثوم بنتِ ابوجعفر عمری کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حسین بن منصور حلاج کے مکروفریب کا پردہ چاک کرکے اُسے رسوا و ذلیل کرے تو اس کے ذہن میں یہ بات ڈالدی کہ ابوسہل ابن اسماعیل بن علی نوبختی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اس کا جادو چل جائے گا اور وہ اُس کے مکروفریب میں آجائیں گے۔ اور اگر ان کو اپنی طرف ملالیا جائے تو اس کا اثر لوگوں پر بہت پڑے گا، کیونکہ اُن کے علم و ادب کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔

لہٰذا اس نے ابوسہل کو خط لکھا کہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کا وکیل ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمھیں خط لکھوں اور اس امر کا اظہار کردوں۔ تمھاری مدد کی جائے گی تاکہ تمھارا دل قوی رہے اور تم اس امر میں کوئی شک نہ کرو۔

ابوسہل رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا: میں تمھیں اپنے ایک معمولی سے کام کی زحمت دیتا ہوں، جہاں تمھارے ہاتھوں بہت سے معجزات و کرامات ظاہر ہوتے ہونگے اُن کے مقابلے میں میرے اس کام کی حقیقت ہی نہیں۔ وہ کام یہ ہے کہ میں عورتوں کو بہت چاہتا ہوں مگر میرا بڑھاپا اس سلسلے میں حارج ہے اور اس کو پوشیدہ رکھنے کے لیے میں ہر جمعہ کو خضاب استعمال کرتا ہوں جس میں مجھے زحمتِ شاقہ ہوتی ہے، اگر ایسا نہ کروں تو میرا بڑھاپا اُن پر ظاہر ہوجائے اور وہ راہِ فرار اختیار کرجائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے خضاب کی زحمت سے نجات دلادو، ایسی کرامت ظاہر کرو کہ میری داڑھی کے بال سیاہ

ہو جائیں تو میں تمھارا مطیع اور قائل ہو جاؤں گا' اور تمھارے مذہب کی طرف دعوت کے لیے اپنے مال اور اپنی بصیرت سے تمھاری مدد کروں گا۔

حلاج نے جب اُن کا جواب پڑھا تو محسوس کیا کہ میں نے بڑی غلطی کی جو انھیں خط لکھ دیا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اور اُن کے خط کا کوئی جواب نہ دیا' اور ادھر ابوسہل رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک لطیفہ بنا لیا اور ہر ایک کے سامنے یہ اس کو بیان کرنے لگے۔ چنانچہ بات ہر خُرد و کلاں یعنی عوام و خواص میں مشہور ہو گئی جس سے اُس کا سارا مکر و فریب لوگوں پر ظاہر ہو گیا تو لوگ اُس سے نفرت کرنے لگے۔

(٦) ابو جعفر بن ابی عزاقر

ابو نصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد کاتب ابن بنتِ اُم کلثوم بنتِ ابو جعفر عمری رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے کہ مجھ سے کبیرہ اُم کلثوم بنتِ ابو جعفر عمری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو جعفر ابنِ ابی عزاقر بنی بسطام کے نزدیک ایک ذی وجہ شخص تھا' اور چونکہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح رضی اللہ عنہ نے اسے لوگوں کے درمیان ایک مقام دیدیا تھا اس لیے جب وہ مرتد ہو گیا تو اُس نے بہت سی کفر و الحاد اور جھوٹی باتیں شیخ ابوالقاسم کی طرف منسوب کر کے بنی بسطام سے بیان کرنی شروع کر دیں اور وہ لوگ اسے سچ سمجھ کر قبول کرنے لگے۔ جب اس کی اطلاع شیخ ابوالقاسم کو پہنچی تو بنی بسطام کو منع کیا کہ وہ اس سے گفتگو نہ کریں اور اس پر لعنت کرنے کا حکم دیدیا اور اس سے تبرّا و بیزاری اختیار کرنے کو کہا۔ مگر وہ لوگ باز نہ آئے اور اس سے دوستی پر قائم رہے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ میں نے راز کو افشا کر دیا ہے اِس لیے اُنھوں نے بطور سزا' اختصاص کے بعد مجھے دور کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک ایسا عظیم راز ہے کہ جس کا متحمّل یا مَلکِ مقرّب ہو سکتا ہے یا نبیِ مُرسل' یا وہ مومن جس کے قلب کا امتحان لیا جا چکا ہو۔

یہ بات اُن لوگوں کے دلوں میں نقش ہو گئی اور اِس سے ابنِ ابی عزاقر کی قدر اُن لوگوں کے نزدیک اور بڑھ گئی۔

جب یہ خبر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کو ملی تو انھوں نے بنی بسطام کو خط لکھا کہ تم لوگ ابنِ ابی عزاقر' اُس کے تابعین اور ماننے والوں پر لعنت اور تبرّا کرو۔

جب یہ خط بنی بسطام کو ملا تو وہ سب ابنِ ابی عزاقر پر لوٹ پڑے۔ وہ زار قطار رونے لگا اور بولا (تم لوگ سمجھے ہی نہیں) شیخ ابوالقاسم کے اس قول میں ایک عظیم مطلب پوشیدہ ہے لعنت کے معنی دور کرنے کے ہیں اور لعنۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کے عذاب سے دور کر دیا ہے۔ اور اب میں سمجھا کہ ان کی نظر میں میری کیا منزلت ہے۔

یہ کہہ کر اُس نے اپنی پیشانی زمین پر (سجدۂ شکر کیلئے) رکھدی اور کہا' اب تم لوگوں پر لازم ہے کہ اِس بات کو پوشیدہ رکھو۔

کبیرہ اُم کلثوم کا بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم کو اس واقعے سے میں آگاہ کر چکی تھی کہ ایک دن میں ابو جعفر بن بسطام کی ماں کے پاس گئی تو اُس نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی' حد یہ ہے کہ اُس نے جُھک کر میرے قدم چومے۔ میں نے اُسے منع کیا اور اس کو ہٹایا' اور کہا' یہ بڑی بات ہے ایسا نہ کرو یہ کہہ کر میں نے اس کے ہاتھ چوم لیے تو وہ رونے لگی اور بولی: میں ایسا کیوں نہ کروں آپ تو میری شہزادی فاطمہ زہراؑ ہیں۔

- میں نے دریافت کیا: یہ کیسے؟
- اس نے جواب دیا: شیخ یعنی ابو جعفر یعنی محمد بن علی نے بتایا ہے کہ ہم لوگوں پر پردہ فاش ہو چکا ہے۔
- میں نے کہا: پردہ کیسا؟
- اس نے کہا: ہم لوگوں سے عہد لیا گیا ہے کہ اس کو پوشیدہ رکھا جائے۔ میں ڈرتی ہوں کہ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔
- میں نے اس سے پختہ عہد کیا کہ کسی کو نہ بتاؤں گی' مگر دل میں یہ تھا کہ سوائے ابوالقاسم حسین بن رَوح کے اور کسی کو نہ بتاؤں گی۔

یہ عہد لینے کے بعد اُس نے کہا: شیخ ابو جعفر نے ہم لوگوں کو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی روح آپ کے پدر یعنی ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کے پیکر میں آئی اور امیر المومنین حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی روح الاالقاسم حسین بن رَوح کے پیکر میں اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی روح تمھارے پیکر میں منتقل ہو گئی ہے لہٰذا اے شہزادی! بھلا میں تمھاری اتنی تعظیم کیسے نہ کروں۔

- میں نے کہا: بڑی بی! نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ محض جھوٹ ہے۔
- اُس نے کہا: نہیں' یہ بہت بڑا راز ہے اور ہم لوگوں سے عہد لیا گیا ہے کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کریں۔ لہٰذا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے گا کہیں مجھے عذاب میں مبتلا نہ کر دیں۔ یہ تو آپ نے مجھے مجبور کر دیا اس لیے آپ پر ظاہر کر دیا' ورنہ یہ راز تو میں آپ کو نہ بتاتی اور آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہ بتاؤں گی۔

کبیرہ اُم کلثوم کا بیان ہے کہ جب میں اُس کے پاس سے واپس آئی تو سیدھی شیخ ابوالقاسم حسین بن رَوح کے پاس پہنچی اور سارا قصّہ سنایا۔

- اُنھوں نے فرمایا: بیٹی! اب تم اس کے پاس کبھی نہ جانا' اور اگر وہ تم کو کوئی خط لکھے تو

اُسے بھی وصول نہ کرنا۔ اگر وہ تمہارے پاس کسی آدمی کو بھیجے تو اُس سے بھی ملاقات نہ کرنا۔ اس لیے کہ یہ کفر و الحاد ہے جو اُس ملعون (ابنِ ابی عزاقر) نے ان لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے تاکہ ان لوگوں سے یہ کہنے کی راہ ہموار ہو جائے کہ اللہ اُس کے اپنے ہیکل میں آگیا ہے جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہتے ہیں اور یہ بھی حلاج کی طرح دعویٰ کرنے کی تمہید بنا رہا ہے۔

کبیرہ اُمِ کلثوم کہتی ہیں: اس کے بعد میں نے بنی بسطام کو چھوڑا اور ان کی طرف جانا ترک کر دیا، اور ان لوگوں کی ماں سے ملاقات نہیں کی۔ اور یہ واقعہ بنی نوبخت میں مشہور ہو گیا، اور شیخ ابو القاسم نے ہر ایک کو خود جا کر یا بذریعے خط یہ حکم دیا کہ ابو جعفر شلمغانی پر، اُسکے متبعین پر، یا جو شخص اُس کے اِس قول پر راضی رہے، بلکہ اُس سے دوستی تو درکنار جو شخص ابو جعفر شلمغانی سے بات بھی کرے اُن سب پر لعنت بھیجو اور اُس سے برات کا اظہار کرو۔

اس کے بعد حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے توقیع بھی برآمد ہوئی کہ:
ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی، اُس کے تابعین، اُس کا ساتھ دینے والوں اور اُس کے قول پر راضی رہنے والوں پر لعنت کی جائے اور ان سے برأت کا اظہار کیا جائے۔ یا جو شخص اِس توقیع کے برآمد ہونے کے بعد بھی اس سے اپنی دوستی قائم رکھے اس پر بھی لعنت۔

نیز ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی کے قصے اسقدر گندے اور پلید ہیں کہ جن سے ہم اپنی کتاب کو پاک ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ ان قصوں کو ابنِ نوح وغیرہ نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اُس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ شیخ ابو القاسم حسین بن روح نے اس پر لعنت کی ہے اور تمام شیعوں کو اس پر لعنت اور تبرا کا حکم دیا ہے اور اب اس کیلئے یہ ممکن نہ رہا کہ لوگوں کو فریب میں مبتلا کر سکے تو ایک دن ایک ایسی محفل میں جس کے اندر رؤسائے شیعہ جمع تھے اور ہر ایک کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابو القاسم حسین بن روح نے اس شخص پر لعنت اور تبرا کا حکم دیا ہے۔ اُس نے لوگوں کو پکار کر کہا: اچھا تو تم لوگ مجھے اور شیخ ابو القاسم کو یکجا جمع کرو۔ میں اُن کا ہاتھ پکڑوں گا وہ میرا ہاتھ پکڑ لیں، اگر آسمان سے بجلی گر کر انھیں نہ جلا دے تو میرے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کو حق سمجھنا۔

یہ باتیں ابنِ مقلہ کے گھر میں ہو رہی تھیں۔ اس کی اطلاع راضی تک پہنچی تو اُس نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر قتل کر دو۔

لہٰذا لوگوں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور قومِ شیعہ کو اس ملعون سے نجات مل گئی۔

ابو الحسن محمد بن احمد بن داؤد کا بیان ہے کہ محمد بن علی شلمغانی المعروف بہ ابنِ ابی عزاقر لعنۃ اللہ علیہ ضد کے وجود کے ضروری ہونے کا معتقد تھا یعنی کسی ولی کی فضیلت

اس وقت تک ظاہر ہی نہیں ہو سکتی جبتک کہ اس کے مدِ مقابل اس کا کوئی ضد اس پر طعنہ زنی اور اس سے پنجہ آزمائی نہ کرے۔ اس لیے کہ جب سامعین اس پر طعنہ زنی کو سُنیں گے تو وہ ولی کے اندر فضائل و کمالات کی تلاش پر آمادہ ہوں گے۔ اس لیے وہ ضد اس ولی سے افضل ہے کیونکہ ولی کی فضیلت بغیر اُس ضد کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی مثال کے لیے وہ آدمؑ اولی سے ساتویں آدم تک آتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ سات عالم کے ساتھ سات آدم بھی گذرے ہیں اور پھر وہاں سے اُتر کر موسیٰؑ و فرعون، محمدؐ و علیؑ کے مقابل ابوبکر و معاویہ کی مثال پیش کرتا ہے۔

اور اس گروہ کے بعض تو اس کے قائل ہیں کہ ولی خود اپنے مقابلے کے لیے اپنے ضد کو مقرر کرتا ہے اور اس کو پنجہ آزمائی پر آمادہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اصحابِ ظاہر میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے خود ابوبکر کو اپنی ضد کے لیے مقرر کیا۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ اُنھوں نے مقرر نہیں کیا، بلکہ وہ ہمیشہ سے ضد بنکر ان کے ساتھ تھے۔

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قائم جس کے متعلق اصحابِ ظاہر یہ کہتے ہیں کہ وہ گیارہویں (امام) کی اولاد میں سے ہوں گے۔ تو ایسا نہیں ہے بلکہ دراصل ابلیسؔ قائم ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ "تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیسؔ کے"۔ اُس نے سجدہ نہیں کیا۔ اس کے بعد اُس نے کہا کہ "میں ان لوگوں کی صراطِ مستقیم پر بیٹھوں گا"۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت اس کو سجدے کا حکم دیا گیا تھا وہ قائم اور کھڑا تھا، اس کے بعد بیٹھا ہے لہٰذا جہاں جہاں حدیثوں میں یہ ہے کہ "یقوم القائم" قائم قیام کرے گا۔ اس سے مراد وہی قائم ہے جو حکم سجدہ کے وقت قائم تھا اور وہ ابلیسؔ ہے (نعوذ باللہ)

صفوان کا بیان ہے کہ میں نے ابو علی بن ہمام کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن علی شلمغانی کو کہتے ہوئے سنا کہ: "حق ایک ہے جو مختلف لباس تبدیل کرتا رہتا ہے۔ کسی دن سفید قمیص، کسی دن سرخ قمیص اور کسی دن نیلی قمیص پہن لیتا ہے"۔

اور یہ اس کے اقوال میں سے پہلا قول ہے جو اصحابِ حلول کے قول پر مبنی ہے۔

- ایک جماعت نے ابو محمد ہارون بن موسیٰ سے، اُنھوں نے ابو علی محمد بن ہمام سے روایت کی ہے کہ شیخ ابو القاسم حسین بن روح نے کبھی بھی محمد بن علی شلمغانی کو باب مقرر نہیں کیا۔ اور نہ اس کو کوئی کام سپرد کیا۔ جو یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے فقہاء میں سے ایک فقیہ تھا محض غلط اور باطل ہے۔ اس لیے کہ اس سے ایسی ایسی کفر و الحاد کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔
(پھر وہ ہمارا فقیہ کب ہو سکتا ہے، وہ تو کافر ہے)
- ابو نصر ہبۃ اللہ محمد بن احمد نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ الحسین بن احمد حامدی بزاز

المعروف بہ غلام ابی علی بن جعفر المعروف بہ ابن رہومہ نوبختی نے اور یہ ایک پوشیدہ وغیر معروف بزرگ تھے کہ میں نے رَوح بن ابوالقاسم بن رَوح کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب شلمغانی نے کتاب " التکلیف " تصنیف کی تو ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کتاب اُس سے مانگ لاؤ، میں بھی تو دیکھوں، اُس نے کیا لکھا ہے۔ جب وہ کتاب آئی تو آپ نے اس کو اوّل سے آخر تک دیکھا پھر فرمایا: اس میں صرف دو باتیں ائمہ طاہرین کی طرف سے منسوب کی ہوئی حدیثیں ہیں۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس نے ائمہ کی طرف سے غلط منسوب کیا ہے۔

○ شلمغانی پر لعنت کیلئے امام زمانہ کی توقیع

ایک جماعت نے ابومحمد ہارون بن موسیٰ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ: مجھ سے محمد بن ہمام نے بیان کیا ہے۔ ماہ ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے ہاتھوں ابن ابی عزاقر کے متعلق حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی توقیع (تحریر) برآمد ہوئی جس کی روشنائی ابھی خشک نہیں ہوئی ہے۔

ایک جماعت نے ابنِ داؤد سے روایت کی ہے کہ شلمغانی ابن ابی عزاقر کے متعلق حسین بن روح کے ذریعے سے ایک توقیع برآمد ہوئی جس کی ایک نقل اُنھوں نے ابوعلی بن ہمام کے پاس ماہ ذی الحجہ ۳۱۲ھ ہجری میں ارسال کی۔

ابنِ نوح کا بیان ہے کہ ابوالفتح احمد بن ذکا مولیٰ علی بن محمد بن فرات نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعلی بن ہمام بن سہیل نے اس توقیع کے متعلق جو ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں برآمد ہوئی تھی۔

اور محمد بن حسن بن جعفر بن اسماعیل بن صالح صیمری نے بیان کیا ہے کہ حسین بن روح نے دارِ مقتدر سے ایک توقیع کی نقل ابوعلی ابنِ ہمام کے پاس ذی الحجہ ۳۱۲ھ ہجری میں ارسال کی جس کی نقل اُنھوں نے مجھے دی۔

صیمری کا بیان ہے کہ توقیع کے الفاظ یہ تھے۔

○ توقیع کی عبارت

" ادام اللہ سعادتکم من تسکن الی دینہ وتثق بنیتہ جمیعا۔ بان محمد بن علی المعروف بالشلمغانی ۔ زاد ابن داؤد : وھو ممن عجل اللہ لہ النقمہ ولا امہلہ۔ قد ارتد عن الاسلام وفارقہ ۔ اتفقوا ۔ والحد فی دین اللہ

وادعی ما کفر معہ بالخالق " قال ہارون : فیہ بالخالق " "جل وتعالی " وافتری کذبا وزورا وقال بہتانا واثما عظیما " قال ہارون : وامرا عظیما۔ کذب العادلون باللہ وضلوا ضلالا بعیدا وخسروا خسرانا مبینا " وانا قد برئنا الی اللہ تعالی والی رسولہ والہ صلوات اللہ وسلامۃ ورحمتہ وبرکاتہ علیہم منہ ولعناہ علیہ لعائن اللہ ۔ اتفقوا " زاد ابن داود : تتری ۔ فی الظاہر منا والباطن فی السر والجہر وفی کل وقت وعلی کل حال وعلی من شایعہ وبایعہ اوبلغہ ھذا القول منا واقام علی تولیہ بعدہ واعلمہم

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ تم سب کو استقامتِ دین اور صدق نیّت کی توفیق دے اور سعادت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد بن علی المعروف بہ شلمغانی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ جلد عذاب میں مبتلا کرے اور اسے مزید مہلت نہ دے۔ وہ اسلام چھوڑ چکا ہے اور مرتد ہوگیا ہے، الحاد اختیار کرلیا اور خالق کے متعلق ایسی باتوں کا مدعی ہے جو کفر ہے۔ وہ اللہ پر کذب و بہتان رکھتا ہے اور گناہِ عظیم کا مرتکب ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ص کے سامنے اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور مسلسل اس پر لعنت بھیجتے ہیں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی چپکے چپکے بھی اور بلند آواز سے بھی، اس پر بھی اور اس کی پیروی کرنے والوں پر بھی، اس کا ساتھ دینے والوں پر بھی اور جس شخص تک میرا یہ قول پہنچے اس کے بعد بھی وہ شلمغانی سے دوستی کا دم بھرے اس پر بھی لعنت، ہر حال میں اور ہر وقت۔)

ہارون کا بیان ہے کہ ابوعلی کو یہ توقیع ملی تو اُس نے شیوخ میں سے ہر ایک کو یہ توقیع پڑھ کر سنائی، بلکہ اس کی نقلیں سارے دیار و امصار میں کی گئیں اور ہر گروہ میں اس کی تشہیر ہوگئی اور سب لوگ اس پر لعنت و برأت پر متفق ہوگئے۔

اور محمد بن علی شلمغانی ۳۲۳ھ ہجری میں قتل کردیا گیا۔

○ ابوبکر بغدادی (ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے بھتیجے) اور ابودلف مجنون کا حال۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان نے ابوالحسن علی بن بلال مہلبی سے روایت کی ہے

اُن کا بیان ہے کہ میں نے ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ابودلف کاتب اللہ اس کو غارت کرے۔ ہم لوگ اس کو ملحد سمجھتے تھے پھر وہ غلو کرنے لگا۔ پھر وہ مجنون ہوگیا، پھر وہ مفوّضہ بن گیا۔ ہم لوگ تو اس کے متعلق یہ جانتے ہیں کہ وہ جس مجمع میں جاتا اسی کو خفیف و ذلیل کیا جاتا اور قوم شیعہ تو اس کو چند دنوں سے جاننے لگی ہے اور اس پر اور اس کے ملنے والوں پر (جو اسے امام سمجھتے اُن پر) تبرّا کرتی ہے۔

اور جب ابودلف نے ابوبکر بغدادی کے متعلق دعویٰ کیا (کہ وہ امام کا وکیل ہے) ہم لوگوں نے ابوبکر بغدادی سے رابطہ کیا۔ تو اُس نے بحلف کہا کہ نہیں، میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے تو ہم نے اس کی بات مان لی۔ مگر جب وہ بغداد آیا تو گروہِ شیعہ کو چھوڑ کر ابودلف کی طرف مائل ہوگیا اور اُسے اپنا وصی بنالیا۔ پھر تو ہمیں کوئی شک نہ رہا کہ یہ اپنے اسی مذہب پر ہے۔ ہم نے اُس پر لعنت کی اور برأت کا اظہار کیا۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک سمری کے بعد جو شخص حضرت امام صاحب الزمانؑ کی وکالت و سفارت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر و گمراہ ہے۔

ابن عیاش کا بیان ہے کہ ایک دن ہم لوگ ابودلف کے پاس جمع تھے وہاں ابوبکر بغدادی کا ذکر چھڑ گیا تو اُس نے کہا: تم جانتے ہو کہ ہمارے شیخ (ابوبکر بغدادی) کو ابوالقاسم حسین بن روح اور دوسروں پر کیوں فضیلت حاصل ہے؟

- میں نے کہا: نہیں، مجھے تو نہیں معلوم۔
- اُس نے کہا: اس لیے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان نے اپنی وصیت میں اپنے نام پر اُن کے نام کو مقدم رکھا تھا۔
- میں نے کہا: اگر یہی بات باعثِ فضیلت ہے تو پھر منصور دوانیقی تو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے افضل ٹھہرا۔
- اُس نے کہا: یہ کیسے؟
- میں نے کہا: اس طرح کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے نام پر منصور کا نام اپنے وصیت نامے میں مقدم رکھدیا تھا۔
- اس نے کہا: تم تو ہمارے شیخ سے تعصب و عناد رکھتے ہو۔
- میں نے کہا: تمھارے علاوہ تمام لوگ ابوبکر بغدادی سے تعصب و عناد رکھتے ہیں اور ابوبکر بغدادی کم علمی اور بے مروّتی میں مشہور ہے اور ابودلف کی مجنونانہ باتیں بیشمار ہیں۔" میں اپنی کتاب میں اس کا ذکر کرکے کتاب کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ابن نوح نے ان میں سے چند باتیں تحریر کردی ہیں۔

ابومحمد ہارون بن موسیٰ نے ابوالقاسم حسین بن عبدالرحیم ابرار وری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میرے باپ عبدالرحیم نے مجھے ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس ایک کام کے لیے بھیجا، میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ہمارے چند اصحاب بیٹھے ہوئے ائمہ طاہرینؑ و صادقینؑ کی چند روایات کے متعلق گفتگو کررہے تھے کہ اتنے میں ابوبکر محمد بن احمد بن عثمان المعروف بہ بغدادی یعنی ابوجعفر عمری کا بھتیجا آتا ہوا نظر آیا۔ جب ابوجعفر عمری کی نظر اس پر پڑی تو انھوں نے کہا: اب تم سب خاموش ہوجاؤ، اس لیے کہ یہ آنے والا تمھارے اصحاب میں نہیں ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبکر بغدادی بصرہ میں یزیدی کا وکیل تھا اور ایک عرصۂ دراز تک اس کی ملازمت کرتا رہا اور اس نے بہت سی دولت جمع کرلی۔ کسی نے یزیدی سے جاکر چغلی کردی۔ تو یزیدی نے اس کو پکڑوا کر بلایا اور اس کے سر پر اتنا مارا کہ اس کی آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور وہ اندھا ہوکر مرگیا۔

- ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد کاتب ابن بنتِ اُم کلثوم بنتِ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابودلف محمد بن مظفر کاتب ابتدا میں مخمّس (غالیوں کا ایک فرقہ ہے جو اصحابِ کساء پنجتن پاک محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی الوہیت کا قائل تھا) مشہور تھا۔ کیونکہ اس نے کرخیوں میں تربیت پائی تھی اور ان ہی لوگوں کا شاگرد، ان ہی کا ساختہ پرداختہ تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کرخی لوگ عموماً مخمّس ہوتے تھے۔ ابودلف کا بھی یہی مسلک تھا خود اس کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ صالح قدس اللہ روحہٗ نے ہمیں مذہبِ ابوجعفر کرخی سے نکال کر مذہبِ صحیح یعنی ابوبکر بغدادی کا متبع بنادیا۔
- ابودلف کا جنون اور اس کے مذہبِ فاسد کے واقعات بیشمار ہیں جن کی تفصیل بھی خاصی طویل ہے۔

(نوٹ) میں نے یہاں زمانۂ غیبتِ صغریٰ کے سفراء اور ابواب کا ذکر اس لیے کردیا کہ اس کی صحت حضرت امام آخرالزمانؑ کی امامت کی صحت پر مبنی ہے اور ان لوگوں کی وکالت و سفارت اور ان کے ہاتھوں معجزات کا ظہور امام صاحب الزمانؑ کی امامت کا بیّن ثبوت ہے۔ اس لیے میں نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کا یہاں تذکرہ کرنا بے فائدہ نہ سمجھنا چاہیے۔

ابومحمد حسن شریعی

ہمارے اصحاب نے روایت کی ہے کہ ابومحمد حسن شریعی پہلے حضرت ابوالحسن امام علی النقیؑ

بحار الانوار

جلد ۵۲

"بحار الانوار عربی" جلد ۵۲
باب ۱۸ سے شروع
ہے

کی صحبت میں، پھر امام حسن عسکری علیہ السلام کی صحبت میں رہا اور ان کے بعد سب سے پہلے اس نے ایسے مقام و مرتبے کا دعویٰ کیا جو حضرت صاحب الزمان ع کی طرف سے اس کو اللہ نے نہیں دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ و آئمہ علیہم السلام کی طرف ایسی ایسی جھوٹ باتیں منسوب کرنے لگا جو اُن حضرات کی شان کے خلاف تھیں اور یہ حضرات اس سے پاک و منزہ تھے۔ اس کے بعد وہ کفر و الحاد کی باتیں کرنے لگا۔

○ محمدّ بن نصیر نمیری

اسی طرح محمدّ بن نصیر نمیری بھی حضرت ابو محمدّ امام حسن عسکری علیہ السلام کی صحبت میں رہا اور ان کی وفات کے بعد حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی نیابت کا دعویدار ہوا۔ اس کے بعد کفر و الحاد کی باتیں کرنے لگا، غلو کرتے کرتے تناسخ کا قائل ہوگیا اور اس امر کا مدعی ہوا کہ وہ رسول و نبی ہے اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام اس کے رب ہیں اور انہوں نے اُسے رسول و نبی بنا کر مبعوث کیا ہے۔ وہ محارم کو حلال کہنے لگا۔

○ احمد بن بلال کرخی

غالیوں میں سے ایک شخص احمد بن بلال کرخی بھی تھا۔ پہلے یہ حضرت امام ابو محمدّ حسن عسکری علیہ السلام کی صحبت میں رہا، پھر بدل گیا اور ابو جعفر محمدّ بن عثمان عمری کی نیابت اور سفارت کا منکر ہوگیا۔ اور حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے اس پر لعنت اور برأت کی توقیع و تحریر آئی۔

○○ ابو طاہر ہلالی، حسین بن منصور حلاّج

اسی طرح ابو طاہر محمدّ بن علی ہلالی اور حسین بن منصور حلاّج و محمدّ بن علی شلمغانی المعروف بہ ابن ابی العزاقر لعنہم اللہ بھی ہیں کہ حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف سے شیخ ابو القاسم حسین ابن رَوح کے ذریعے سے ان لوگوں پر لعنت کے لیے توقیع برآمد ہوئی۔

- (اس توقیع کی عبارت اس سے پہلے تحریر کی جا چکی ہے) آخر میں امام زمانہؑ نے تحریر فرمایا کہ "مجھ سے تولاّ رکھنے والوں کو بتا دو کہ ہم اس شخص سے بھی اسی طرح دامن کشیدہ اور حذر کرتے ہیں جس طرح اس سے قبل شریعی و نمیری و ہلالی و بلالی وغیرہم دشمنانِ خدا سے دامن کشیدہ اور حذر کرتے تھے۔ ہم اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں اُسی سے مدد چاہتے ہیں، وہ تمام امور میں ہمارے لیے کافی اور بہترین مددگار ہے۔"

۱ صحنِ کعبہ میں ازدی سے ملاقات

کتاب غیبۃ طوسیؒ میں ہے کہ رواۃ کی ایک جماعت نے ابی محمّد ہارون بن موسیٰ تلعکبری سے اُنھوں نے احمد بن علی رازی سے اور اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا شیخ وردالریؒ علی ابوالحسین محمّد بن جعفر اسدی نے دو حدیثیں بیان کیں اور یہ ۲۳۰ھ ہجری یا اس کے قریب کی بات ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے علی بن ابراہیم فدکی نے بیان کیا کہ اودی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ طوافِ خانۂ کعبہ میں مشغول تھے چھ طواف کر چکے تھے اور ساتویں طواف کا ارادہ تھا کہ کعبہ کے داہنی جانب ایک گروہ کو دیکھا جس میں ایک بارُعب جوان تھا، مگر بڑا وجیہ و حسین بھی تھا اور لوگ اس کی زیارت اور تقرّب کے خواہاں اس کے اطراف جمع تھے۔ وہ بیٹھا ہوا مصروفِ گفتگو تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس سے بہتر حسنِ بیان اور شیریں مقال اس سے قبل کسی کو نہیں پایا۔ میں اُس جوان سے گفتگو کا خواہشمند آگے بڑھا تو لوگوں نے مجھے جھڑک دیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟

- ایک شخص بولا: یہ فرزندِ رسولؐ ہیں، سال میں ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے آتے ہیں اور اپنے مخصوصین سے گفتگو کرتے ہیں۔
- میں نے بڑھ کر پوچھ ہی لیا کہ میرے سیّد و سردار! اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت کو ہمیشہ قائم رکھے، ایک ہدایت چاہنے والا حاضر ہوا ہے، پس اس کی ہدایت فرمائیے۔
- یہ سنکر اُنھوں نے (زمین سے اُٹھاکر) چند سنگریزے میرے حوالے کر دیے۔ میں انھیں لیکر مجمع سے باہر نکل آیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ فرزندِ رسولؐ نے تجھے کیا دیا ہے؟
- میں نے کہا: چند سنگریزے۔
- اور یہ کہکر میں نے اُسے دکھانے کے لیے مٹھی کھولی تو دیکھا کہ وہ سونے کی ڈلیاں تھیں۔
- رواوی کا بیان ہے کہ میں وہ لیکر چلدیا تو اس جوان (فرزندِ رسولؐ) نے بڑھ کر مجھ سے دریافت فرمایا: کیوں؟ اب تو تجھ پر حجّت ثابت ہوگئی اور حق واضح ہوگیا اور اب تو تیری بے بصیرتی دور ہوگئی ہوگی؟ تو نے مجھے پہچانا، میں کون ہوں؟

- میں نے عرض کیا: نہیں۔
- اُنھوں نے فرمایا: میں مہدیؑ، قائم الزمانؑ ہوں۔ میں وہ ہوں جو اِس زمین کو عدل و داد سے بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ سن لے کہ زمین کبھی اللہ کی حجّت سے خالی نہیں رہ سکتی۔ مگر لوگ اِس زمانۂ فترت و غیبت میں اِس طرح سرگردان رہیں گے جس طرح بنی اسرائیل وادیٔ تیہ میں سرگرداں پھرتے تھے۔ جو کچھ تو نے دیکھا ہے یہ تیری ذمّے داری ہے کہ تو اس سے اہلِ حق کو مطلع کر دے۔

* کتاب "الخرائج والجرائح" میں بھی فدکی سے اسی کے مثل روایت ہے
* کتاب "اکمال الدین" میں بھی قدرے فرق کے ساتھ یہ روایت مرقوم ہے

۲ مقامِ ابراہیمؑ پر محمّد بن عبیداللہ قمی کا زیارتِ امامِ زمانہؑ سے مشرّف ہونا

غیبۃ طوسی میں انھیں اسناد سے احمد بن علی رازی نے کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی نے، اُنھوں نے محمد بن احمد بن خلف سے اور ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عباسیہ مسجد میں پہنچے جو فسطاطِ مصر سے دو منزل دور ہے، اور ہمارے سارے غلام وہاں سے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ صرف ایک عجمی غلام مسجد میں ہمارے ساتھ رہ گیا۔ مسجد کے ایک گوشے میں ایک جلیل القدر بزرگ پر میری نظر پڑی جو تسبیح و تہلیل میں مسلسل مشغول ہیں۔ جب زوال کا وقت داخل ہوا تو میں نے نمازِ ظہر اوّل وقت ادا کی اور اُن بزرگوار کو کھانے پر مدعو کیا۔ تو اُنھوں نے دعوت قبول فرمائی۔

- جب کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے بیک زبان عرض کیا: آپ کا اسمِ گرامی؟ آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی؟ آپ کس شہر کے باشندہ ہیں؟ اور آپ کا ذریعۂ معاش کیا ہے؟
- اُنھوں نے جواب میں فرمایا: میرا نام محمّد بن عبیداللہ ہے، قُم کا باشندہ ہوں اور تیس سال سے حق کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہا ہوں۔ اس دوران شہر بہ شہر اور ساحل بہ ساحل منتقل ہوتا رہا ہوں، مکّہ و مدینہ میں تقریباً بیس سال مقیم رہا اور اخبار و آثار کی جستجو کرتا رہا۔ اُنتیسویں سال کا واقعہ ہے میں نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا، جب مقامِ ابراہیمؑ پر پہنچا تو نماز ادا کی، وہاں ذرا میری آنکھ جھپکی ہی تھی کہ کسی کی آوازِ دعا میرے کانوں سے ٹکرائی، ایسی دعا میں نے کبھی نہ سُنی تھی۔ میں چونک پڑا اور دیکھا کہ ایک جوان ہے، جس کا گورا رنگ حسین و جمیل، میانہ قد دعا میں مشغول ہے۔ اس کے بعد اُس نے

نماز پڑھی، حرم سے نکل کر سعی میں مشغول ہوا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالدی کہ یہی جوان صاحب الزمانؑ ہیں۔ الغرض جب وہ سعی سے فارغ ہوئے تو ایک وادی کی طرف چلدیے۔ میں بھی ان کی مشایعت میں چلا۔ جب اُن کے قریب پہنچا تو ایک دیو قامت حبشی نے میرا راستہ روکا اور بڑی مہیب آواز میں بولا: اللہ تجھے موت دے، تیرا کیا ارادہ ہے۔

- یہ آواز سنکر میں کانپنے لگا اور ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ اور وہ جناب میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں دیر تک حیرانی کے عالم میں وہیں کھڑا رہا۔ بالآخر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوا واپس ہوا، کہ میں ایک حبشی کی ڈانٹ پر کیوں ٹھہر گیا۔ واپس آکر میں نے تنہائی میں اللہ سے دعا کی کہ پروردگارا! تجھے اپنے رسول اور ان کی آلِ پاک کا واسطہ میری کوشش کو رائیگاں نہ فرما، وہ چیز ظاہر فرما دے جس سے مجھے اطمینان ہو اور میں مزید اُن کی زیارت سے مشرف ہو سکوں۔

چند برسوں کے بعد میں قبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو گیا۔ ایک دن آپ کی قبر اور منبر کے درمیان بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا، مگر کسی نے میرا شانہ ہلایا۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو وہی حبشی سامنے کھڑا ہے۔

- اُس نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے، ابتک کیسی گذری ؟
- میں نے کہا: الحمد للہ، مگر میں تمھیں برا بھلا کہتا رہا۔
- اُس نے کہا: ایسا نہ چاہیے تھا۔ مجھے تو حکم ملا تھا اس لیے تمھیں ڈانٹ دیا تھا۔ مگر تم کو اللہ کا شکر ادا کرنا اور خوش ہونا چاہیے تھا کہ تم نے اُنکی زیارت کرلی، یہی بہت ہے۔
- پھر اُس نے میرے ایک برادر ایمانی کا نام لیکر پوچھا کہ فلاں کیسا ہے ؟
- میں نے کہا: وہ برقہ میں ہے۔
- اس نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔
- پھر میرے ایک اور دوست کا نام لیا، جو بڑا عبادت گذار اور دیانتدار تھا، اور پوچھا کہ اور فلاں ؟
- میں نے کہا: وہ آجکل اسکندریہ میں ہے۔

پھر اسی طرح میرے کئی دوستوں کے نام لیکر اُنکی خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد ایک اجنبی شخص کا نام لیکر پوچھا کہ وہ نقفور کیسا ہے ؟

میں نے کہا: میں اسکو نہیں جانتا۔

- اُس نے کہا: ہاں، تم اُس کو کیا جانو، وہ ایک مرد رومی ہے اُس کی اللہ تعالےٰ ہدایت کرے گا اور قسطنطنیہ سے نصرت کے لیے آئے گا۔
- پھر ایک اور شخص کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں اُس کو بھی نہیں جانتا۔
- اُس نے کہا: وہ اہلِ ہیت میں سے ایک شخص ہے جو میرے مولا و آقا کے انصار میں سے ہے۔ اچھا اب تم اپنے اصحاب سے کہدینا کہ ہمیں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں سے انتقام لیگا اور مظلوموں کی مدد کا اذن دے گا۔ میں ابھی ابھی اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے ملاقات کر کے یہی پیغام انھیں پہونچا کر آرہا ہوں اور تم سے بھی یہی کہہ رہا ہوں، اور یہ کہ تم کو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے خود کو اطاعتِ خدا میں مشغول رکھو۔ انشاء اللہ وقتِ ظہور قریب ہے۔

(۳) آپ کے ناقے کا فضا میں پرواز کر جانا

احمد بن عبدون نے ابوالحسن محمد بن علی شجاعی کاتب سے، اُنھوں نے ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم نعمانی سے، اُنھوں نے یوسف بن احمد جعفری سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے ۳۰۶ھ میں حج ادا کیا، پھر اس سال اور اس کے بعد ۳۰۹ھ تک مکہ میں مقیم رہا اور وہاں سے پلٹ کر شام آیا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ میری نمازِ فجر فوت ہو گئی۔ میں محمل سے نماز پڑھنے کی غرض سے اترا تو دیکھا کہ ایک محمل میں چار آدمی سوار ہیں۔ انھیں دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا تو اُن میں سے ایک نے کہا، تمھیں تعجب کیوں ہے ؟ تم نے اپنی نماز قضا کر دی ہے اور اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے۔

- میں نے کہا: آپ کو میرے مذہب کا علم کیسے ہو گیا۔ ؟
- اُس نے کہا: تم اپنے صاحب الزمانؑ کو دیکھنا چاہتے ہو ؟
- میں نے کہا: جی ہاں۔
- اُس نے لپنے چاروں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔
- میں نے کہا: مگر اُن کی تو بہت سی علامتیں اور نشانیاں ہیں ؟
- اُس نے کہا: تم کیا نشانی دیکھنا چاہتے ہو ؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ ناقہ مع محمل وغیرہ کے آسمان کی طرف پرواز کر جائے یا صرف محمل آسمان کی طرف بلند ہو جائے؟
- میں نے کہا: ان میں سے جو بھی ہو جائے وہ ایک نشانی ہوگی۔

ابھی یہ کہتے ہی میں نے دیکھا کہ ناقہ مع محمل وغیرہ کے آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ [1]

[1] الخرائج والجرائح ، غیبۃ طوسیؒ

(۴) آپ نے اپنے پدر بزرگوار کی نمازِ جنازہ پڑھائی

احمد بن علی رازی نے محمد بن علی سے، انھوں نے محمد بن عبد ربہ انصاری ہمدانی سے اور انھوں نے احمد بن عبداللہ ہاشمی سے جو اولادِ عباس میں سے تھے، روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس روز سرّ من رائے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی، میں آپ کے گھر گیا۔ جب آپ کا جنازہ اندر سے نکال کر باہر رکھا گیا تو ہم انتالیس آدمی موجود تھے جو وہاں بیٹھے ہوئے جنازے کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی دوران ایک بچہ جو بظاہر دس سال کا معلوم ہوتا تھا دوش پر ردا اور اسی ردا کو بطور نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے برآمد ہوا۔ اس کے آتے ہی ہم لوگوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ ہم لوگ اُس کو پہچانتے بھی نہ تھے۔ وہ آگے کھڑا ہو گیا اور ہم سب اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اس نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور چلا گیا۔ مگر جس گھر سے وہ برآمد ہوا تھا اس میں نہیں، بلکہ دوسرے گھر میں داخل ہو گیا۔

★ ابو عبداللہ ہمدانی کا بیان ہے کہ مقامِ مراغہ میں مجھ سے ابراہیم بن محمد تبریزی سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بھی مجھ سے ہاشمی کی مندرجہ بالا روایت کو بے کم و کاست بیان کیا۔

(۵) ابو نعیم وغیرہ کو دعاؤں کی تعلیم

ابو نعیم محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں ۸ ذی الحجہ ۲۹۳ھ کو مکہ میں مستجار کے پاس موجود تھا۔ وہاں تقریباً تیس آدمیوں کا مجمع تھا جن میں سوائے محمد بن قاسم علوی کے اور کوئی مخلص نہ تھا۔ ابھی ہم لوگ وہیں تھے، ناگاہ ایک جوان جامۂ احرام پہنے اور اپنی دونوں نعلین ہاتھ میں لیے ہوئے حلقۂ طواف سے نکلا جب ہم لوگوں نے اُسے دیکھا تو سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوتے۔ وہ آکر ہمارے پاس دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور ہم اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی اور کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام دعاءِ الحاح میں کیا پڑھا کرتے تھے؟

ہم نے پوچھا: وہ کیا پڑھتے تھے؟

اس نے کہا: سنو! وہ یہ پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ بِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَبِهٖ

تَقُوْمُ الْاَرْضُ، وَبِهٖ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَبِهٖ تَجْمَعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ، وَبِهٖ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ، وَبِهٖ اَحْصَيْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَزِنَةَ الْجِبَالِ، وَكَيْلَ الْبِحَارِ، اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا

ترجمہ: "(پروردگار) اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اُس اسم کا واسطہ دے کر جس کے ذریعے سے تو آسمان کو قائم رکھے ہوئے ہے، زمین کو قائم رکھے ہوئے ہے جس کے ذریعے سے تو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے، جس کے ذریعے سے تو پراگندہ و متفرق کو یکجا کرتا ہے، اور جس کے ذریعے سے تو یکجا اور مجتمع کو متفرق (الگ الگ) کرتا ہے، جس کے ذریعے سے تو ریت کے ذرّوں کا شمار رکھتا ہے، اور پہاڑوں کا وزن اور سمندروں کے پانی کی مقدار کا علم رکھتا ہے تو رحمت نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور یہ کہ میرے اس کام میں میرے لیے کشادگی اور عہدہ برآ ہونے کا راستہ پیدا فرما دے"۔

یہ کہہ کر وہ جوان اُٹھا، اس کے ساتھ ہی ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ طواف کرنے والوں کے حلقے میں شامل ہو گیا اور ہمیں خیال بھی پیدا نہ ہوا کہ یہ سوچیں، یہ کون جوان ہے اور کیا ہے؟ غرض دوسرے دن اُسی وقت پر وہ جوان پھر طواف کے حلقے سے نکلا اور ہماری طرف آیا۔ اور اُسے دیکھ کر گزشتہ دن کی طرح احتراماً کھڑے ہو گئے اور وہ اپنی جگہ پر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دائیں بائیں نظر ڈال کر بولا: تمھیں معلوم ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نمازِ فریضہ کے بعد کیا دعا پڑھتے تھے؟

ہم نے دریافت کیا: بتائیے وہ کیا دعا پڑھتے تھے؟

اُس جوان نے کہا: وہ جناب یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اِلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَصْوَاتُ، وَدُعِيَتِ الدَّعْوَاتُ وَلَكَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ وَخَضَعَتِ الرِّقَابُ وَاِلَيْكَ التَّحَاكُمُ فِی الْاَعْمَالِ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ وَيَا خَيْرَ مَنْ اَعْطٰى، يَا صَادِقُ يَا بَارِئُ يَا مَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، يَا مَنْ اَمَرَ بِالدُّعَآءِ وَوَعَدَ بِالْاِجَابَةِ يَا مَنْ قَالَ: "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" يَا مَنْ قَالَ: "وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ" وَيَا مَنْ

۱ سورۃ الروم آیت ۴۰ ۲ ۳ سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۶

قَالَ: "یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ" [1] لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ هَا اَنَاذَا بَیْنَ یَدَیْكَ الْمُسْرِفُ وَ اَنْتَ الْقَائِلُ "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا"

ترجمہ: " (پروردگارا!) سب کی فریادیں تیری ہی طرف بلند کی جاتی ہیں، دعائیں تجھ ہی سے کی جاتی ہیں، پیشانیاں تیرے ہی لیے سجدہ ریز ہوتی ہیں، گردنیں تیرے ہی سامنے جھکتی ہیں، سارے معاملات تیرے ہی سامنے پیش ہوتے ہیں، تو اُن میں سب سے بہتر ہے جن سے مانگا جاتا ہے، اے عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر، اے سچے (پروردگار) اے احسان کرنے والے، اے وہ جو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے وہ جس نے دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور پھر اُس کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا! اے وہ جس کا یہ ارشاد ہے کہ تم لوگ مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔ اے وہ جس نے یہ فرمایا ہے کہ "اے رسولؐ! جب میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں، تم لوگوں کو چاہیے کہ مجھے پکارو اور مجھ پر ایمان رکھو، ہوسکتا ہے کہ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔" اے وہ جس نے یہ فرمایا ہے کہ "اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ تمام گناہ بخش دیگا وہ قوت و رحمت والا ہے۔ میرے معبود! میں حاضر ہوں تیرے سامنے نادم ہوں میں زیادتی کرنے والا ہوں، اور تو نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔"

اِس کے بعد اُس جوان نے اپنے دائیں اور بائیں پھر دیکھا اور کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام سجدۂ شکر میں کیا کہا کرتے تھے؟

- میں نے عرض کیا: آپ ہی فرمایئے وہ جناب کیا کہا کرتے تھے؟
- اس جوان نے کہا: امیرالمؤمنین علیہ السلام یہ کہا کرتے تھے:

"یَا مَنْ لَّا یَزِیْدُهٗ كَثْرَةُ الْعَطَاءِ اِلَّا سَعَةً وَّ عَطَاءً یَا مَنْ لَّا یَنْفَدُ خَزَآئِنُهٗ یَا مَنْ لَّهٗ خَزَآئِنُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ یَا مَنْ لَّهٗ خَزَآئِنُ مَا دَقَّ وَ جَلَّ، لَا یَمْنَعُكَ اِسَاءَتِیْ مِنْ

[1] سورۃ الزمر آیت ۳۹

اِحْسَانِكَ، اَنْتَ تَفْعَلُ بِیَ الَّذِیْ اَنْتَ اَهْلُهٗ، فَاَنْتَ اَهْلُ الْجُوْدِ وَ الْكَرَمِ وَ الْعَفْوِ وَ التَّجَاوُزِ یَا رَبِّ یَا اَللّٰهُ لَا تَفْعَلْ بِیَ الَّذِیْ اَنَا اَهْلُهٗ فَاِنِّیْ اَهْلُ الْعُقُوْبَةِ وَقَدِ اسْتَحْقَقْتُهَا لَا حُجَّةَ لِیْ وَلَا عُذْرَ لِیْ عِنْدَكَ اَبُوْءُ لَكَ بِذُنُوْبِیْ كُلِّهَا وَ اَعْتَرِفُ بِهَا كَیْ تَعْفُوَ عَنِّیْ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنِّیْ اَبُوْءُ لَكَ بِكُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ وَ كُلِّ خَطِیْئَةٍ اَحْتَمَلْتُهَا وَ كُلِّ سَیِّئَةٍ عَمِلْتُهَا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ"

ترجمہ: " اے وہ ذات! جس کی عطاؤں کی کثرت اُسکی عطاؤں میں مزید وسعت ہی پیدا کردیتی ہے۔ اے وہ ذات! جس کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔ اے وہ ذات جس کے قبضے میں سارے آسمان و زمین کے خزانے ہیں۔ اے وہ ذات! جس کے قبضے میں ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا خزانہ ہے۔ (پروردگارا!) میری بدی، تیری نیکی کو نہیں روک سکتی تو میرے ساتھ وہ سلوک کر جسکا تو اہل ہے کیونکہ تو صاحبِ بخشش و کرم اور معاف کرنے والا ہے۔ اے پروردگار! میرے ساتھ وہ سلوک نہ کر جس کا میں اہل ہوں کیونکہ میں تو قابلِ سزا ہوں میں نے خود کو سزا کا مستحق بنالیا ہے میں اپنے گناہوں کا تیرے سامنے کوئی عذر پیش نہیں کرسکتا۔ مجھے اپنے تمام گناہوں کا تیرے سامنے اقرار و اعتراف ہے، تو اسے معاف کردے۔ ہر وہ گناہ جو مجھ سے سرزد ہوا ہے اور ہر وہ خطا جس کا میں مرتکب ہوا ہوں اُس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ ہر وہ بدی اور گناہ جس کا تجھے علم ہے پروردگارا! اس کو بخش دے، مہربانی فرما، اس سے درگزر فرما اس لیے کہ تو سب سے بڑا صاحبِ عزّت اور سب سے بڑا صاحبِ کرم ہے۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کی تلقین کرکے وہ جوان پھر اُٹھا اور طواف کرنے والوں میں شامل ہوگیا اور ہم لوگ بھی اس کے کھڑے ہوتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

تیسرے دن وہ جوان پھر آیا اور اُسی وقت برآیا اور ہم لوگ اُس کے استقبال میں کھڑے ہوگئے۔ وہ آکر پہلے کی طرح پھر دو زانو بیٹھ گیا اور اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی اور کہا کہ حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام اس جگہ (حجرِ اسود اور تحت میزاب کی طرف اشارہ کرکے کہا) سجدے میں یہ کہا کرتے تھے:

" عُبَیْدُكَ بِفِنَآئِكَ، مِسْكِیْنُكَ بِفِنَآئِكَ، فَقِیْرُكَ بِفِنَآئِكَ

سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ بِسُؤَالِكَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ "

ترجمہ: (پروردگارا!) تیرا ناچیز بندہ تیرے صحن میں آیا ہے، تیرا مسکین تیرے صحن میں آیا ہے، تیرا فقیر تیرے صحن میں آیا ہے، تیرا سائل تیرے صحن میں آیا ہے اور تجھ سے اُس چیز کا سوال کرتا ہے جو تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔"

اِس کے بعد اُس جوان نے اپنے دائیں اور بائیں پھر نظر ڈالی اور کہا، اے محمد بن قاسم! انشاء اللہ تم راہِ راست اور خیر کے راستے پر ہو۔ (درحقیقت محمد بن قاسم اُن جناب کی امامت کا قائل تھا) یہ کہہ کر وہ جوان پھر طواف کرنے والوں میں شامل ہوگیا اور ہم لوگوں میں سے ہر ایک کے دل میں یہ دعائیں بیٹھ گئیں۔ مگر ہمیں خیال ہی نہ آیا کہ اس جوان کے متعلق کچھ سوچتے۔ جب شام ہوگئی تو ابو علی محمودی نے کہا: لوگو! تم اس جوان کو پہچانتے ہو؟ خدا کی قسم، وہی تمہارے امامِ زمانہ ہیں۔

- ہم لوگوں نے کہا: اے ابو علی! تمہیں کیسے معلوم ہوا؟
- انھوں نے کہا: میں سات سال سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ پروردگارا! تو مجھے امامِ زمانہؑ کی زیارت نصیب کر۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ شبِ عرفہ اسی گو مگو میں تھے کہ میں نے سُنا کوئی جوان دعا پڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے بڑھ کر اُس سے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟

- اُس نے کہا: لوگوں میں سے ہوں
- میں نے دریافت کیا: کن لوگوں میں سے؟
- اُس نے کہا: اہلِ عرب سے۔
- میں نے دریافت کیا: عرب میں کس طبقے سے؟
- اُس نے کہا: عرب کے شریف ترین طبقے سے۔
- میں نے دریافت کیا: وہ کونسے شریف ترین طبقے سے؟
- اُس نے کہا: بنی ہاشم سے۔
- میں نے دریافت کیا: بنی ہاشم میں کس کی نسل سے؟
- اُس نے کہا: اس میں سے اعلیٰ و بہترین کی نسل سے۔
- میں نے دریافت کیا: وہ کون ہیں؟
- اُس نے کہا: وہی جس نے (کافروں اور مشرکوں کے) سر پھاڑ دیے (غربا و مساکین کو) کھانا کھلایا اور شب کو عبادت و نماز میں بسر کرتا تھا جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔
- میں سمجھ گیا کہ یہ اولادِ علیؑ میں سے ہیں۔ مگر میری آنکھ جھپکی تو وہ جوان نظروں سے غائب تھا۔

- میں نے اُن لوگوں سے پوچھا جو اُس کے گرد و پیش تھے کہ کیا تم لوگ اُس علوی کو جانتے ہو؟
- لوگوں نے کہا: ہاں، یہ جوان تو ہر سال ہمارے ساتھ پاپیادہ حج کے لیے آتا ہے۔
- میں نے کہا: سبحان اللہ میں نے تو اس کو جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے مزدلفہ آیا، مگر بہت محزون و مغموم۔ شب کو وہاں آنکھ لگ گئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے احمد! تمہاری مراد تو پوری ہوگئی؟

میں نے عرض کیا: آقا! وہ جوان کون تھا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جس کو تم نے عشاء کے وقت دیکھا تھا وہی تو تمہارے صاحب الزمانؑ ہیں۔

(غیبۃ طوسیؒ، اکمال الدین و تمام النعمۃ، دلائل الامامۃ)

(۶) علی بن مہزیار سے ملاقات

رواۃ کی ایک جماعت نے تلعکبری سے، انھوں نے احمد بن علی رازی سے، انھوں نے علی بن حسین سے انھوں نے قزوینی سے، قزوینی نے حبیب بن محمد یونس بن شاذان صنعانی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں علی بن ابراہیم بن مہزیار کے پاس گیا اور اُن سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے متعلق دریافت کیا۔

انھوں نے جواب دیا: بھائی تم نے تو ایک امرِ عظیم کا سوال کر لیا۔ سنو! میں نے امامِ زمانہؑ کی زیارت کی تمنا میں بیس حج کیے مگر کامیاب نہ ہوا۔ ایک شب میں اپنے بستر پر سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے: اے علی بن ابراہیم! مجھے اللہ تعالیٰ نے حج کا اذن دیدیا ہے۔

اُس وقت رات کو تو میری سمجھ میں نہ آیا، مگر جب صبح ہوئی تو مجھے فکر لاحق ہوئی تو میں شب و روز موسمِ حج کا انتظار کرنے لگا۔

جب حج کا موسم آیا تو سامانِ سفر درست کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب یثرب (مدینہ) پہنچا تو وہاں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ میں بہت متفکر ہوا اور مدینہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوگیا۔ راستے میں مقام جحفہ میں ایک دن قیام کے بعد مقامِ غدیر کی طرف روانہ ہوا جو مقام جحفہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے وہاں پہنچ کر میں نے مسجد میں نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں کیں، لیکن وہاں بھی مقصد پورا نہ ہوا تو عسقلان جا پہنچا اور اس طرح منزل بمنزل مکہ پہنچ گیا۔ وہاں بھی چند دن قیام کیا اور طواف و اعتکاف میں مشغول رہا۔

ایک شب میں طواف کر رہا تھا کہ دیکھا انتہائی شکیل وجمیل جوان جس کے لباس سے خوشبو آرہی تھی بڑی شان کے ساتھ چل رہا ہے اور طوافِ خانۂ کعبہ میں مصروف ہے۔ میرے دل میں کچھ احساس پیدا ہوا اور معاً میں اس کی طرف بڑھا اور اپنے ہاتھ سے اس کو مسح کیا۔

- اُس نے دریافت کیا: تم کہاں کے رہنے والے ہو ؟
- میں نے کہا: عراق کا۔
- اُس نے دریافت کیا: عراق میں کس مقام کے ؟
- میں نے کہا: اہواز کا۔
- اُس نے دریافت کیا: تم ابنِ خضیب کو جانتے ہو ؟
- میں نے کہا: اللہ اُن پر رحم کرے۔ اُنھوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
- اُس نے بھی افسوس ظاہر کیا اور کہا: اللہ اُس پر رحم کرے وہ شب بیدار تھا، آنسو بہابہا کر دعائیں مانگا کرتا تھا۔ اچھا، تم علی بن ابراہیم مازیار کو بھی جانتے ہو ؟
- میں نے کہا: (وہ تو) میں ہی علی بن ابراہیم ہوں۔
- اُس نے کہا: اے ابوالحسن! اللہ تم کو سلامت رکھے، وہ نشانی کہاں ہے جو تمھیں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملی تھی ؟
- میں نے کہا: وہ میرے ساتھ ہے۔
- اُس نے کہا: اچھا اُسے نکالو۔
- میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالکر نکالا۔ اُس نے اُس نشانی کو دیکھا تو بیساختہ اُسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ڈھلک کر رُخساروں پر آگئے۔
- اس کے بعد کہا: اے مازیار! تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ اپنی منزل پر جاؤ اور تیاری کرلو۔ جب رات گہری ہوجائے تو شعب بنی عامر چلے آنا، وہاں تم مجھے پاؤ گے۔
- الغرض میں اپنی منزل پر واپس آیا۔ جب محسوس کیا کہ رات گہری ہوچکی ہے تو اپنی سواری تیار کی، سامان باندھا، اُس پر رکھا اور خود بھی اُس کی پشت پر بیٹھ گیا اور تیزی سے چلکر شعب بنی عامر جا پہنچا۔ دیکھا تو وہاں وہی جوان ایک جگہ کھڑا ہوا مجھے آواز دے رہا ہے کہ اے ابوالحسن! اِدھر آؤ اِدھر آؤ۔
- میں نے اپنی سواری اُدھر موڑ دی، جب قریب پہنچا تو اُس نے سلام کیا اور کہا: بھائی! میرے ساتھ چلو۔
- اب ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے عرفات کی پہاڑیوں کو طے کرتے ہوئے منیٰ

کی پہاڑیوں میں جا پہنچے۔ اب فجرِ اوّل طلوع ہونے والی تھی اور ہم طائف کی پہاڑیوں کے درمیان آگئے۔

- اُس جوان نے کہا: سواری سے اُترو اور نمازِ شب پڑھ لو۔
- میں نے نمازِ شب پڑھی، پھر نمازِ وتر کے لیے کہا، میں نے نمازِ وتر پڑھی۔
- پھر کہا: تعقیبات اور سجدۂ شکر ادا کرلو۔
- میں نے یہ بھی کرلیا۔ جب ہم لوگ ان سب سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور مجھ سے سوار ہونے کو کہا۔ پھر ہم دونوں ساتھ ساتھ چل دیے، یہاں تک کہ طائف کی پہاڑیوں کی چوٹی پر پہنچے تو اُس نے کہا: کیا تمھیں کچھ نظر آرہا ہے ؟
- میں نے کہا: جی ہاں ایک ریت کا ٹیلہ دیکھ رہا ہوں جس پر کمبلوں کا ایک خیمہ نصب ہے جس میں سے روشنی پھوٹ کر ضَو دے رہی ہے۔ اور یہ دیکھ کر میرا جی خوش ہو رہا ہے
- اُس نے کہا: وہی تو اپنی منزل اور اُمید گاہ ہے۔ پھر کہا: اچھا بھائی اور آگے چلو۔

اُس نے اپنی سواری آگے بڑھائی تو میں بھی اُس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، یہاں تک کہ چوٹی سے اُتر کر پہاڑی کے دامن میں آکر مجھ سے کہا: اب سواری سے اُتر جاؤ، یہاں ہر جبّار اور سرکش کو بھی باادب ہونا پڑے گا، اور اپنے ناقے کی مہار چھوڑ دو۔

- میں نے دریافت کیا: یہاں کون ہے؟ کس پر چھوڑوں ؟
- اُس نے بتایا: یہ امام قائم علیہ السلام کا حرم ہے اس میں مومن کے سوا کوئی داخل نہیں ہوسکتا، اور نہ مومن کے سوا اس میں سے کوئی برآمد ہوگا۔
- میں نے ناقے کی مہار چھوڑ دی۔ اب ہم دونوں پیدل چل دیے۔ تا اینکہ وہ بابِ خیمہ تک جا پہنچا اور اندر داخل ہوتے ہوئے کہا: تم یہیں ٹھہر جاؤ، میں ابھی آتا ہوں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس آیا اور بولا: اندر آجاؤ۔ میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک شخص تہبند باندھے ہوئے ایک چادر اوڑھے ہوئے اور اُس کا ایک سرا کاندھے پر ڈالے ہوئے بیٹھا ہے، ارغوانی رنگ، قدمیانہ، سرگول، پیشانی کشادہ، بھنویں ملی ہوئی ناک کھڑی، رُخسار بھرے ہوئے، اور داہنے رُخسار پر ایک تل، معلوم ہوتا تھا جیسے عنبر پر مشک کا ایک دانہ رکھا ہوا ہے۔

- جب میری نظر آنجناب پر پڑی تو میں نے فوراً سلام کیا۔
- آپ نے جوابِ سلام دیا، میری طرف رُخ کرکے اہلِ عراق کے متعلق دریافت کیا:
- میں نے عرض کیا: مولا و آقا! اہلِ عراق تو ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ساری اقوام

میں رسوا اور ذلیل ہیں۔

- آپ نے فرمایا: اے ابنِ مازیار! جس طرح وہ لوگ تم پر حاکم ہیں اسی طرح تم لوگ اُن پر حاکم ہو گے اور اُس دن وہ لوگ ذلیل ہوں گے۔
- میں نے عرض کیا: آقا! آپ وطن سے بہت دور ہیں اور اس کام میں بہت دیر لگے گی
- آپ نے فرمایا: اے ابنِ مازیار! میرے پدرِ بزرگوار حضرت ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں اُس قوم میں نہ رہوں جن پر اللہ غضبناک ہے اور جو دنیا و آخرت دونوں میں ناکامیاب ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

نیز فرمایا ہے: کہ میں ایسے پہاڑوں میں رہوں جہاں پہنچنا دشوار ہو آبادیوں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہوں۔ اللہ تم لوگوں کا مددگار ہے، تقیہ میں بسر کرو اُس دن تک جس دن مجھے اللہ تعالیٰ حکمِ ظہور فرمائے۔

- میں نے عرض کیا: یہ امرِ ظہور کب ہوگا؟
- آپ نے فرمایا: جب تمھارے اور کعبہ کے درمیان راستہ روک دیا جائے گا۔ جب شمس و قمر ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور کواکب و نجوم ان کو گھیرے ہوں گے۔
- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ کب ہوگا؟
- آپ نے فرمایا: فلاں سنہ میں جب صفا و مروہ کے درمیان دابۃ الارض کا خروج ہوگا جس کے پاس حضرت موسیٰ کا عصا، حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی، وہ لوگوں کو محشر کی طرف لیجائے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے وہاں چند دن قیام کیا، پھر مجھے واپسی کا حکم ملا، اور اپنی قیام گاہ پر واپس آیا۔ مکہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ میرے ساتھ میری خدمت کے لیے میرا غلام بھی تھا۔ میں نے اس دوران خیر ہی خیر دیکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے۔

(دلائل الامامۃ طبری) (غیبۃ طوسیؒ)

★ دلائل الامامۃ طبری میں بھی قریب قریب اسی مضمون کی روایت ہے۔

(۷) جعفر کے غلام نسیم کا بیان

رواۃ کی ایک جماعت نے جعفر بن محمد بن قولویہ وغیرہ سے انھوں نے محمد بن یعقوب کلینیؒ سے، انھوں نے علی بن قیس سے اور انھوں نے کسی شُرطی (سپاہی) سے روایت کی ہے۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے سرمن رائے میں نسیم کو ابھی ابھی دیکھا کہ اُس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کا دروازہ توڑا تو وہ (امام زمانہؑ) اندر سے نکلے اور اس کے ہاتھ میں کلہاڑا دیکھ کر پوچھا: تو میرے گھر میں یہ کیا کر رہا ہے؟

نسیم نے کہا: جعفر کا خیال ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور اُنھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اگر یہ آپ کا گھر ہے تو لیجیے میں واپس جا رہا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ گھر سے نکل آیا۔ غیبۃ طوسیؒ

(۸) محمد بن اسماعیل کی روایت

علی بن محمد نے محمد بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے اور یہ اولادِ رسولؐ میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب الزمانؑ کو دونوں مسجدوں (مکہ و مدینہ) کے درمیان دیکھا، وہ ابھی کمسن تھے جوان نہیں ہوئے تھے۔

(غیبۃ طوسیؒ)

★ کتاب "الارشاد" میں کلینیؒ سے اُنھوں نے علی بن محمد سے اسی کے مثل روایت کی ہے

(۹) ابراہیم سے کوہِ صفا پر ملاقات

ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری کے خادم سے روایت ہے کہ میں ابراہیم کے ساتھ مقامِ صفا پر کھڑا تھا کہ ایک کمسن لڑکا ابراہیم کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور اس سے مناسکِ حج کی کتاب لے لی، پھر اُس سے مختلف مسائل پر گفتگو کی۔ (غیبۃ طوسیؒ)

★ کتاب "الارشاد" میں ابراہیم کے خادم سے اسی کے مثل روایت ہے اور اسمیں یہ ہے کہ صاحب الامر تشریف لائے اور اُنھوں نے کتاب لی اور گفتگو فرمائی

(۱۰) ابراہیم بن ادریس نے امامِ زمانہ علیہ السلام کی دست بوسی اور پیشانی بوسی کی

ابراہیم بن ادریس سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد میں نے حضرت امامِ زمانہؑ کو اُس وقت دیکھا جب اُن کا قد کافی بڑا ہو چکا تھا۔ میں نے اُنکی دست بوسی کی اور پیشانی کو بھی بوسہ دیا۔ (غیبۃ طوسیؒ)

★ کتاب "الارشاد" میں بھی احمد بن ابراہیم بن ادریس سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔ (الارشاد)

(۱۱) ابو علی بن مطہر آپؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے

ابو علی بن مطہر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السّلام کی زیارت کی۔ آنجناب کا قد خاصا بڑا تھا۔ (غیبۃ طوسیؒ)

(۱۲) ابنِ ابی سورہ سے ملاقات اور اُنکی اعانت

احمد بن علی رازی نے ابو ذر احمد بن ابی سورہ سے روایت کی ہے اور وہی محمد بن حسن بن عبد اللہ تمیمی بھی کہتے ہیں یہ زیدیہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام حیر گیا، وہاں دیکھا کہ ایک حسین وجمیل نوجوان نماز میں مشغول ہے۔ پھر ہم دونوں وہاں سے چلکر مشرعہ پہنچے تو اُس نے کہا: اے ابوسورہ! کہاں کا ارادہ ہے؟

- میں نے کہا: کوفہ جاؤں گا۔
- اُس نے دریافت کیا: لیکن کس کے ساتھ؟
- میں نے کہا: دوسرے لوگوں کے ساتھ؟
- اُس نے کہا: نہیں، بلکہ تم ہمارے ساتھ چلنا۔
- میں نے کہا: ہمارے ساتھ کا کیا مطلب؟
- اُس نے کہا: ہمارے ساتھ کا مطلب، میرے ساتھ۔

الغرض ہم دونوں ساتھ چلدیے۔ جب مسجدِ سہلہ کے قبرستان تک پہنچے تو اُس نے کہا: دیکھو! وہ تمہاری منزل ہے۔ اب چاہو تو چلے جاؤ۔

پھر یہ بھی کہا کہ تم ابنِ رازی علی بن یحییٰ کے پاس جانا، وہ تمھیں کچھ رقم دیگا جو اُس کے پاس محفوظ ہے۔

- میں نے کہا: وہ مجھے کیوں دے گا۔؟
- اُس نے کہا: تم اُس رقم کی نشاندہی کرنا کہ وہ رقم اتنے دینار اور اتنے درہم کی ہے، فلاں جگہ رکھی ہے اور اُس پر فلاں چیز ڈھکی ہوئی ہے۔
- پس میں نے اُس سے دریافت کیا: اور آپ کون ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: میں محمدؑ بن حسن عسکریؑ ہوں۔
- میں نے عرض کیا: اور اگر اس نشاندہی کے باوجود اُس نے انکار کیا، رقم نہ دی؟

اُنھوں نے فرمایا: میں تمھارے پیچھے پیچھے ہوں۔

- ابنِ ابی سورہ کا بیان ہے کہ میں اُن کے ارشاد کے بموجب ابنِ رازی کے پاس گیا، اور اُس رقم کی نشاندہی کی تو اُس نے وہ رقم مجھے دیدی۔ میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ اُنھوں نے فرمایا ہے کہ میں تمھارے پیچھے پیچھے ہوں۔
- ابنِ رازی نے کہا: اس نشاندہی کے بعد کسی شے کی ضرورت ہی نہیں، کیونکہ اس کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہ تھا۔

★ دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ابوسورہ نے بیان کیا کہ اُس نوجوان نے (میری مزاج پرسی کی) میرا حال دریافت کیا، میں نے اپنی تنگدستی کا تذکرہ کیا اور اسی طرح ہم دونوں چلتے رہے یہانتک کہ مقامِ نواویس پر سحر کے وقت جا پہنچے۔ جب ہم وہاں بیٹھ گئے تو آپؑ نے اپنے ہاتھ سے زمین کُریدی تو پانی نکل آیا، اس سے وضو کیا اور تیرہ رکعت نماز پڑھی، پھر مجھ سے فرمایا: تم ابوالحسن علی بن یحییٰ کے پاس جاؤ اُس سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ اُس شخص نے تم سے کہا ہے کہ ابوسورہ کو سات سو دینار میں سے جو فلاں مقام پر مدفون ہیں، ایک سو دینار دیدو۔

- چنانچہ میں اُسی وقت اُس کے گھر پہنچا، دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک کنیز کی آواز آئی: کون صاحب؟
- میں نے کہا: اپنے مالک سے کہدو کہ ابوسورہ آیا ہے۔

پھر میں نے ابوالحسن کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوسورہ کا مجھ سے کیا تعلق؟ مگر اس کے باوجود وہ باہر آیا تو میں نے اُسے سلام کیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ تو وہ اندر گیا اور ایک سو دینار لاکر میرے حوالے کردیے اور مجھ سے دریافت کیا: تم نے آنجنابؑ سے مصافحہ کیا تھا؟

- میں نے کہا: جی ہاں
- یہ سنکر اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر مسح کیا۔ (ملا)

★ احمد بن علی کا بیان ہے کہ محمد بن علی جعفری و عبد اللہ ابن الحسن بن بشر خزاز وغیرہ نے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔ (غیبۃ طوسیؒ)

★ کتاب "الخرائج والجرائح" میں بھی اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ (الخرائج والجرائح)

(۱۳) نمازِ مغرب و فجر کے بارے میں ہدایتِ امامؑ

محمد بن یعقوب نے زہری سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے اِس (ملاقاتِ امام زمانہؑ) کے بارے میں انتھک کوشش اور کافی رقم خرچ کی۔ چنانچہ میں عمری کے پاس پہونچا اُن کی خدمت کرتا رہا، پھر ایک مدت کے بعد میں نے اُن سے حضرت صاحب الزمانؑ کی زیارت کی تمنا ظاہر کی۔ اُنھوں نے فرمایا: اُن تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔

- جب میں نے زیادہ منت سماجت کی تو اُنھوں نے فرمایا: اچھا کل صبح اول وقت آنا۔ چنانچہ میں خوشی خوشی علی الصباح جا پہنچا تو دیکھا کہ اُن کے پاس ایک جوان تاجرانہ لباس میں موجود ہے جس کی بغل میں سامانِ تجارت ہے۔ میں عمری کے قریب گیا تو اُنھوں نے مجھے اشارہ کیا۔ میں اُن جناب کی طرف بڑھا اور اُن سے جو کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا کیا آنجناب نے جواب دیا۔ پھر آپ گھر کے اندر جانے لگے تو عمری نے فرمایا: مزید جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو، ورنہ اس کے بعد تم ان کو نہ دیکھ سکو گے۔
- چنانچہ میں آگے بڑھکر سوال کرنا ہی چاہتا تھا، آپ میری بات سُنے بغیر یہ فرماتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوگئے کہ:

"ملعون ہے وہ شخص جو نمازِ مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ آسمان میں ستارے پھیل جائیں۔ ملعون ہے وہ شخص جو نمازِ صبح میں اتنی تاخیر کرے کہ آسمان کے ستارے غائب ہوجائیں۔"

بس یہ فرماکر آپ گھر میں داخل ہوگئے۔

(کتاب الاحتجاج ، غیبۃ طوسیؒ)

(۱۴) اسماعیل بن علی نے آپکی زیارت کی

احمد بن علی رازی نے محمد بن علی سے، انھوں نے عبید اللہ بن محمد بن جابان دہقان سے انھوں نے ابوسلیمان داؤد بن غسان بحرانی سے روایت کی ہے کہ ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی نے مجھے بتایا کہ حضرت امام م ح م د بن امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت باسعادت مقام سامرہ میں ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ اُن کی والدہ کا اسمِ گرامی صیقل ہے۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی یہی کنیت بتائی تھی اور فرمایا تھا کہ اُن کا نام میرا نام اور اُنکی کنیت میری کنیت اور لقب اُن کا مہدی ہوگا اور وہی حجت، وہی منتظر اور وہی صاحب الزمانؑ ہوگا۔

اسماعیل بن علی کا مزید بیان ہے کہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مرضِ موت میں مبتلا تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اپنے خادم عقید کو طلب کیا، جو ایک نوبہ حبشی تھا اور اس سے قبل زمانۂ امام علی النقی علیہ السلام سے خدمت پر مامور تھا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کو اسی نے پالا تھا آپؑ نے اُس سے فرمایا: اے عقید! ذرا مصطگی پانی میں ڈال کر اُبال لاؤ۔

اُس نے پانی اُبالا تو وہ پانی آپؑ کی کنیز صیقل والدۂ حضرت خلف امام عصرؑ لیکر آئیں۔

جب آپ نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو آپ کا ہاتھ کانپنے لگا اور پیالہ آپ کے دانتوں سے لگ کر بجنے لگا۔ آپؑ نے وہ پیالہ چھوڑ دیا اور عقید سے فرمایا: اچھا اندر جاؤ وہاں تم ایک لڑکے کو حالتِ سجدہ میں دیکھو گے اُسے میرے پاس لے آؤ۔

عقید کا بیان ہے کہ میں اندر گیا، اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو دیکھا ایک لڑکا سجدے میں ہے اور اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے ہے۔ میں نے قریب جاکر سلام کیا۔ میری آواز سنکر اُنھوں نے نماز کو مختصر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے آقا نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

اتنے میں اُن کی والدہ صیقل آگئیں اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُن کے والد امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں لے گئیں۔

ابوسہل کا بیان ہے کہ جب صاحبزادے آپ کی خدمت میں آئے تو اُن کا چہرۂ مبارک موتی کی طرح دمک رہا تھا، گھونگریالے بال، کھلے کھلے دانت تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب صاحبزادے کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا: اے اپنے اہلِ بیت کے سردار! تم مجھے پانی پلاؤ اب میں اپنے رب کی طرف جارہا ہوں۔

صاحبزادے نے پیالہ اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دہن مبارک سے لگایا۔ آپ نے پانی پینے کے بعد فرمایا: میں نماز پڑھوں گا اس کا انتظام کرو۔

آپ کے سامنے رومال رکھدیا گیا اور صاحبزادے نے باری باری منھ اور ہاتھ وضو کے لیے دھلائے، پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرایا۔

پھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے فرزند! خوشخبری ہو کہ تم مہدی اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حجت ہو۔ تم رسول اللہؐ کے فرزند، میرے فرزند اور میرے وصی ہو۔ تم محمدؑ بن حسن بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفر بن محمدؑ بن علی بن الحسینؑ بن علی بن ابیطالبؑ ہو۔ تم پر ائمہ کے سلسلے کا خاتمہ ہے، تمہاری پیدائش کی خوشخبری رسول اللہؐ نے دی تھی آنحضرت نے ہی تمہارا نام اور تمہاری کنیت رکھی۔ یہ بات مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے سنکر تعلیم فرمائی تھی۔ اللہ اہلِ بیت پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ بیشک ہمارا پروردگار ہی

لائقِ حمد اور صاحبِ مجد و بزرگی ہے۔ اس کے بعد اسی وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے انتقال فرمایا۔

آپؑ نے فرمایا دُرود اِس طرح بھیجو

(غیبۃ طوسیؒ)

اُنھوں (طوسیؒ) نے ابوالحسین محمّد بن جعفر اسدی سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا، مجھ سے بیان کیا حسین بن محمّد بن عامر اشعری قمّی نے، اور اُن کا بیان ہے کہ مجھ سے یعقوب بن یوسف ضراب غسّانی نے اصفہان سے واپسی میں بتایا کہ میں نے سنہ ۲۸۱ھ میں اپنے اہلِ شہر کے ایک گروہ کے ساتھ حج کیا جو مخالفین میں سے تھے۔ جب ہم لوگ مکّہ پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص نے سوق اللیل کی گلی میں ایک مکان کرائے پر لے لیا۔ بحُسنِ اتّفاق وہ مکان حضرت اُمّ المومنین خدیجہ علیہا السّلام کا تھا، جو "دارالرّضا" کے نام سے موسوم تھا اُس میں ایک ضعیفہ رہتی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ اس مکان کا نام "دارالرّضا" ہے تو اُس ضعیفہ سے دریافت کیا کہ تم اس گھر کے مالک کی کون ہو ؟ اور اس گھر کا نام "دارالرّضا" کیوں ہے ؟

- اُس نے کہا: میں صاحبانِ خانہ کی کنیزوں میں سے ہوں۔ یہ مکان حضرت علی بن موسیٰ الرّضا علیہ السّلام کا ہے، اِس میں مجھے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بسایا تھا کیونکہ میں اُن کی کنیزی میں رہ چکی ہوں۔

جب میں نے یہ سُنا تو مجھے اُس ضعیفہ سے ایک طرح کا اُنس پیدا ہوگیا۔ مگر یہ میں نے اپنے رفقاءِ مخالفین پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ پھر جب کبھی میں رات کے وقت طواف سے واپس آتا تو ان لوگوں کے ساتھ مکان کے برآمدے میں سویا کرتا۔ ہم لوگ دروازہ بند کرکے اس کے پیچھے کواڑ سے ملاکر ایک بڑا سا پتھر بھی رکھ دیا کرتے تھے۔ ایک شب جس برآمدے میں ہم سو رہے تھے ایک چراغ کی روشنی مجھے نظر آئی، جیسے کوئی مشعل روشن ہو۔ پھر دیکھا کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک مرد میانہ قد، گندمی رنگ، چھریرا بدن، پیشانی پر سجدوں کا واضح نشان، جسم پر قمیص، تہبند، پاؤں میں بغیر موزے کے جوتے پہنے ہوئے اندر داخل ہوا اور سیدھا بالاخانے پر چڑھ گیا، جہاں وہ ضعیفہ رہا کرتی تھی۔ اور ہم لوگوں کو یہ تاکید کردی تھی کہ بالاخانے پر میری بیٹی رہتی ہے لہٰذا اوپر کوئی نہ جائے۔

اور وہ مرد جس وقت بالاخانے کے اوپر جاتا تو میں دیکھا کرتا کہ جو روشنی برآمدے سے گذری تھی وہ اب بالاخانے پر جا پہنچی۔ اس ماجرے کو میں ہی نہیں، بلکہ میرے دوسرے ساتھی بھی دیکھتے اور انھیں یہ گمان ہوتا کہ یہ مرد اس ضعیفہ کی بیٹی کے پاس جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے

اسکی بیٹی سے متعہ کرلیا ہے اور یہ زنِ علویہ اس کو جائز سمجھتی ہے حالانکہ یہ حرام ہے۔

الغرض، ہم اس مرد کو برابر آتے جاتے دیکھا کرتے، مگر جب دروازے پر جاکر دیکھتے تو پتھر اپنے مقام پر رکھا ہوا ہے اور دروازہ بھی اسی طرح سے بند ہے، اس کو کوئی کھولتا بھی نہیں ہے، نہ کھول کر پھر اسے کوئی بند کرنے آتا ہے اور وہ مرد برابر آتا جاتا رہتا ہے۔

یہ دیکھ کر مجھے جستجو ہوئی اور میں نے چاہا کہ اس ضعیفہ سے اس مرد کے متعلق دریافت کیا جائے کہ یہ کون ہے اور کیوں آتا ہے۔ ؟

- ایک دن میں نے اُس سے کہا: اے فلانی ! تجھ سے میں تنہائی میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، مگر سب لوگ موجود ہوتے ہیں موقع نہیں ملتا۔ لہٰذا جب مجھے تنہا دیکھو تو بالاخانے سے نیچے آجانا۔
- اُس نے فوراً جواب دیا کہ میں بھی تنہائی میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں، مگر سب لوگ تمھارے ساتھ ہوتے ہیں اس لیے موقع نہیں ملتا۔
- میں نے کہا: تم مجھ سے کیا بات کرنا چاہتی ہو ؟
- ضعیفہ نے کہا: دیکھو اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا وہ تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ساتھیوں اور شرکاء سے لڑائی جھگڑا مت کیا کرو۔
- میں نے پوچھا: کون کہہ رہے ہیں ؟
- اُس نے کہا: میں کہہ رہی ہوں۔

چونکہ میرا دل پہلے ہی کھٹک رہا تھا، اس لیے مارے ہیبت کے اُس سے مزید کچھ کہنے کی جرأت ہی نہ کرسکا، صرف اتنا پوچھ لیا کہ ساتھیوں سے تمھاری کیا مراد ہے ؟ (میرا خیال تھا کہ وہ میرے موجودہ حج کے ساتھیوں کے متعلق کہہ رہی ہوگی مگر)

- اُس نے کہا: وہ ساتھی جو تمھارے شہر میں تمھارے گھر کے اندر تمھارے ساتھ رہتے ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ میری اور اُن لوگوں کی دینی مسائل پر بحث اور نوک جھونک چلتی رہتی تھی)۔ چنانچہ اُن لوگوں نے میری شکایت کی اور اس سبب سے میں وہاں سے بھاگ کر روپوش ہوگیا تھا۔ اور اب میری سمجھ میں آیا کہ اس ضعیفہ نے میرے اُن ساتھیوں کے بارے میں کہا تھا۔
- میں نے پوچھا: (امام) رضا علیہ السّلام سے تمھارا کیا ربط ہے ؟
- اُس نے کہا: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خادمہ ہوں۔ جب . . .

جب مجھے یقین ہوگیا کہ اس کا رابطہ اس خاندان سے ہے تو میں نے امامِ غائب کے متعلق

دریافت کیا اور کہا: تجھے خدا کی قسم، سچ بتا کیا تو نے اپنی آنکھوں سے اُن کو دیکھا ہے؟

- اُس نے کہا: اے برادر! میں نے اُنھیں اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا، اس لیے کہ جب میں وہاں سے چلی تھی تو اُس وقت میری بہن حاملہ تھی۔ مگر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے یہ خوشخبری دی تھی کہ تو آخرِ عمر میں امامؑ غائب کی زیارت کرے گی اور تو اُس کے لیے ویسی ہی ہوگی جیسی میرے لیے ہے۔
- پھر اُس نے کہا کہ اِس وقت میرا قیام مصر میں ہے اور اب میں یہاں اِس لیے آئی ہوں کہ اُنھوں نے ایک مردِ خراسانی کے ہاتھ، جو عربی زبان سے ناواقف ہے، تیس دینار سفر خرچ کے لیے بھیجے ہیں اور خط لکھا ہے کہ تم اِس سال حج کرو۔" تو میں اس شوق میں آئی ہوں کہ یہاں اُن کی زیارت ہوگی۔"

یہ قصہ سن کر میرے دل نے گواہی دی کہ جس مرد کو میں نے آتے جاتے دیکھا ہے یہ وہی ہیں۔ چنانچہ میں نے دس درہم لیے جنھیں سے چھ سکے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے نام کے تھے جنھیں میں نے اِس لیے چھپا رکھا تھا کہ ان کو مقامِ ابراہیم میں ڈال دوں گا، کیونکہ میں نے نذر مانی تھی اور دل ہی سوچا تھا کہ مقامِ ابراہیم میں ڈالنے سے افضل اور زیادہ ثواب تو اسمیں ہے کہ یہ میں ان لوگوں کو دیدوں جو اولادِ فاطمہؑ میں سے ہیں۔

چنانچہ میں نے دس درہم اس ضعیفہ کو دیے اور کہا کہ اولادِ فاطمہؑ میں سے جو تیری نظر میں زیادہ حقدار ہو اسے کو دیدینا۔ اور خیال تھا کہ یہ ضعیفہ یہ رقم اس مرد کو دے گی جو آیا کرتا ہے الغرض اس ضعیفہ نے وہ رقم لی اور بالاخانے پر گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی اور بولی کہ وہ کہتے ہیں، اس رقم کے لینے کا مجھے حق نہیں ہے۔ اسے تم اسی جگہ ڈال دو جہاں کے لیے تم نے نیت کی ہے اور نذر مانی ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس درہم رضویہ کے بدلے تم مجھ سے دوسرا سکہ لیکر اس مقام پر ڈال دو جہاں کے لیے تم نے نذر کی ہے۔

(میں نے ایسا ہی کیا اور دل میں کہا کہ جو حکم دیا جا رہا ہے یہ اسی مرد کی طرف سے ہے۔)

پھر میرے پاس ایک توقیع (تحریر) کی نقل بھی تھی جو آذربائیجان میں قاسم بن العلاء کے پاس آئی تھی۔ میں نے اُس ضعیفہ سے کہا، یہ توقیع کی نقل اس مرد کے سامنے پیش کر دو، اُس نے امام غائب کی توقیعات کو ضرور دیکھا ہوگا۔

- اُس نے کہا: لاؤ، اسے پہچانتی ہوں۔
- میں نے وہ نقل اس کو دکھائی اور خیال تھا کہ شاید یہ پڑھ لیگی۔
- اس نے کہا: اسے میں یہاں تو نہیں پڑھ سکتی۔

پھر وہ توقیع لیکر اوپر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد نیچے اُتر کر آئی اور بولی: ہاں یہ درست ہے اور میں تمھیں ایک خوشخبری بھی سناتی ہوں جو تمھارے لیے تو مفید ہے ہی مگر دوسروں کیلئے بھی فائدہ مند ہے۔

اس کے بعد اس ضعیفہ نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے نبیؐ پر درود بھیجتے ہو تو کس طرح؟

میں نے کہا کہ میں اس طرح کہتا ہوں:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

- اُس ضعیفہ نے کہا: نہیں، بلکہ جب تم درود بھیجو تو ہر ایک کا نام لیکر الگ الگ درود بھیجا کرو۔
- میں نے کہا: بہتر ہے۔

دوسرے دن جب وہ اوپر سے اتری تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرچہ تھا۔

- اُس نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ جب تم اپنے نبیؐ کے اوپر درود بھیجو تو اس نسخے کے مطابق بھیجا کرو۔

میں نے وہ پرچہ لے لیا اور اس پر عمل کرنے لگا۔ پھر میں نے متعدد راتوں میں دیکھا کہ وہ مرد بالاخانے سے اُترتا اور چراغ کی روشنی بدستور قائم رہتی تو میں دروازہ کھولتا اور اس روشنی کے پیچھے چلتا، مگر مجھے صرف روشنی نظر آتی لیکن وہ شخص نظر نہ آتا۔ یہاں تک کہ وہ مسجد (صحنِ کعبہ) میں داخل ہو جاتا۔ نیز مختلف شہروں کے لوگوں کو دیکھتا کہ اس گھر کے دروازے پر آتے اور اپنے عریضے اس ضعیفہ کو دیتے اور یہ بھی دیکھا کہ وہ ضعیفہ ان لوگوں کا رقعہ جواب کے ساتھ واپس کرتی اور اُن سے ایسی زبان میں گفتگو کرتی جسے میں نہ سمجھتا۔ ان میں سے چند لوگ واپسی پر راستے میں بھی ملتے رہے تا اینکہ میں بغداد پہنچ گیا

مندرجہ ذیل درود جو اس پرچے میں امام زمانہؑ نے تحریر فرمائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَلْمُنْتَجَبِ فِي الْمِيْثَاقِ، اَلْمُصْطَفٰى فِي الظِّلَالِ، اَلْمُطَهَّرِ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ، اَلْبَرِيِّ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ، اَلْمُؤَمَّلِ لِلنَّجَاةِ، اَلْمُرْتَجٰى لِلشَّفَاعَةِ، اَلْمُفَوَّضِ اِلَيْهِ دِيْنُ اللّٰهِ ۔

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر جو مرسلین کے سردار

اور عالمین کے پالنے والے کی حجّت و دلیل ہیں، یومِ میثاق منتخب ہیں، مصطفیٰ و برگزیدہ اور عمدہ ہیں تمام سایہ شدہ جسموں میں، پاک و پاکیزہ ہیں ہر آفت سے، بری ہیں ہر عیب سے، نجات اور شفاعت کی اُمید گاہ ہیں اور دینِ خدا کے مختار ہیں

اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهٗ وَ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَ اَفْلِجْ حُجَّتَهٗ، وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَ اَضِئْ نُوْرَهٗ وَ بَيِّضْ وَجْهَهٗ، وَ اَعْطِهِ الْفَضْلَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ الدَّرَجَةَ وَ الْوَسِيْلَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ .

اے اللہ شرف و بزرگی عطا فرما اُنؑ کے دین کی عمارت کو اور عظمت عطا فرما اُن دلیل کو اور فلاح دے ان کی حجّت کو اور بلند کر دے اُن کے درجے و منزلت کو اور مزید روشن کر دے اُنؑ کے نور کو اور مزید نورانی کر دے اُنؑ حضرت کے چہرۂ مبارک کو اور اُن کی فضیلتوں میں اضافہ فرما اور منزلت میں اضافہ فرما اور اُنؑ کے وسیلے میں ترقی فرما اور اُن حضرتؑ کے مقام کو مزید قابلِ تعریف فرما دے کہ جس پر اوّلین و آخرین کے (انبیاءؑ مرسلین اور صالحین) رشک کریں۔

• وَ صَلِّ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ، وَ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اے اللہ! درود بھیج امیرالمومنین (حضرت علی بن ابی طالبؑ) پر اور مرسلین کے وارث پر اور روشن پیشانی والوں (نمازیوں) کے قائد و سردار پر اور اوصیاء کے سردار اور پروردگارِ عالمین کی حجّت پر۔

• وَ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ

وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ

• وَ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

• وَ صَلِّ عَلَى الْخَلَفِ الصَّالِحِ الْهَادِي الْمَهْدِيِّ اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِ بَيْتِهِ الْاَئِمَّةِ الْهَادِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، الْعُلَمَاءِ الصَّادِقِيْنَ الْاَبْرَارِ الْمُتَّقِيْنَ دَعَائِمِ دِيْنِكَ، وَ اَرْكَانِ تَوْحِيْدِكَ، وَ تَرَاجِمَةِ وَحْيِكَ وَ حُجَجِكَ عَلٰى خَلْقِكَ وَ خُلَفَائِكَ فِيْ اَرْضِكَ، الَّذِيْنَ اخْتَرْتَهُمْ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُمْ عَلٰى عِبَادِكَ وَ ارْتَضَيْتَهُمْ لِدِيْنِكَ وَ خَصَصْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَ جَلَّلْتَهُمْ بِكَرَامَتِكَ وَ غَشَّيْتَهُمْ بِرَحْمَتِكَ وَ رَبَّيْتَهُمْ بِنِعْمَتِكَ وَ غَذَّيْتَهُمْ بِحِكْمَتِكَ وَ اَلْبَسْتَهُمْ مِّنْ نُّوْرِكَ وَ رَفَعْتَهُمْ فِيْ مَلَكُوْتِكَ وَ حَفَفْتَهُمْ بِمَلٰٓئِكَتِكَ وَ شَرَّفْتَهُمْ بِنَبِيِّكَ .

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَيْهِمْ صَلٰوةً كَثِيْرَةً دَائِمَةً طَيِّبَةً، لَا يُحِيْطُ بِهَا اِلَّا اَنْتَ وَ لَا يَسَعُهَا اِلَّا عِلْمُكَ وَ لَا يُحْصِيْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ .

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی وَلِیِّكَ الْمُحْیِیْ سُنَّتَكَ الْقَائِمِ بِاَمْرِكَ، اَلدَّاعِیْ اِلَیْكَ، الدَّلِیْلِ عَلَیْكَ، وَحُجَّتِكَ عَلٰی خَلْقِكَ، وَخَلِیْفَتِكَ فِیْ اَرْضِكَ، وَشَاهِدِكَ عَلٰی عِبَادِكَ۔
- اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ نَصْرَهٗ، وَمُدَّ فِیْ عُمْرِهٖ، وَزَیِّنِ الْاَرْضَ بِطُوْلِ بَقَائِهٖ، اَللّٰھُمَّ اكْفِهٖ بَغْیَ الْحَاسِدِیْنَ وَاَعِذْهُ مِنْ شَرِّ الْكَائِدِیْنَ، وَازْجُرْ عَنْهُ اِرَادَةَ الظَّالِمِیْنَ، وَخَلِّصْهُ مِنْ اَیْدِی الْجَبَّارِیْنَ۔
- اَللّٰھُمَّ اَعْطِهٖ فِیْ نَفْسِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَشِیْعَتِهٖ وَرَعِیَّتِهٖ وَخَاصَّتِهٖ وَعَامَّتِهٖ وَعَدُوِّهٖ وَجَمِیْعِ اَهْلِ الدُّنْیَا مَا تَقَرُّ بِهٖ عَیْنُهٗ وَتَسُرُّ بِهٖ نَفْسُهٗ وَبَلِّغْهُ اَفْضَلَ اَمَلِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
- اَللّٰھُمَّ جَدِّدْ بِهٖ مَا مُحِیَ مِنْ دِیْنِكَ وَاَحْیِ بِهٖ
- مَا بُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَاَظْهِرْ بِهٖ مَا غُیِّرَ مِنْ حُكْمِكَ، حَتّٰی یَعُوْدَ دِیْنُكَ بِهٖ وَعَلٰی یَدَیْهِ غَضًّا جَدِیْدًا خَالِصًا مُخْلَصًا لَا شَكَّ فِیْهِ، وَلَا شُبْهَةَ مَعَهٗ، وَلَا بَاطِلَ عِنْدَهٗ وَلَا بِدْعَةَ لَدَیْهِ۔
- اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ بِنُوْرِهٖ كُلَّ ظُلْمَةٍ، وَهُدَّ بِرُكْنِهٖ كُلَّ بِدْعَةٍ، وَاهْدِمْ بِعِزَّتِهٖ كُلَّ ضَلَالَةٍ وَاقْصِمْ بِهٖ كُلَّ جَبَّارٍ، وَاَخْمِدْ بِسَیْفِهٖ كُلَّ نَارٍ، وَاَهْلِكْ بِعَدْلِهٖ كُلَّ جَائِرٍ وَاَجْرِ حُكْمَهٗ عَلٰی كُلِّ حُكْمٍ وَاَذِلَّ بِسُلْطَانِهٖ كُلَّ سُلْطَانٍ
- اَللّٰھُمَّ اَذِلَّ كُلَّ مَنْ نَاوَاهُ وَاَهْلِكْ كُلَّ مَنْ عَادَاهُ، وَامْكُرْ بِمَنْ كَادَهٗ، وَاسْتَأْصِلْ بِمَنْ جَحَدَ حَقَّهٗ، وَاسْتَهَانَ بِاَمْرِهٖ، وَسَعٰی فِیْ اِطْفَاءِ نُوْرِهٖ، وَاَرَادَ اِخْمَادَ ذِكْرِهٖ۔

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ الْحَسَنِ الرِّضَا، وَالْحُسَیْنِ الْمُصْطَفٰی وَجَمِیْعِ الْاَوْصِیَاءِ وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی، وَاَعْلَامِ الْهُدٰی وَمَنَارِ التُّقٰی، وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی، وَالْحَبْلِ الْمَتِیْنِ، وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ، وَصَلِّ عَلٰی وَلِیِّكَ وَوُلَاةِ عَهْدِهٖ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهٖ، وَمُدَّ فِیْ اَعْمَارِهِمْ، وَزِدْ فِیْ اٰجَالِهِمْ، وَبَلِّغْهُمْ اَقْصٰی اٰمَالِهِمْ دِیْنًا وَّدُنْیَا وَّاٰخِرَةً اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(۱۵) ابو طیّب کو اذن دخول مل گیا

ابو محمد فہّام سے روایت ہے کہ ابو طیّب احمد بن محمّد بن بطہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ روضے کے اندر داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ کھڑکی ہی سے زیارت کرلیا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں یوم عاشورا دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب بیحد تپ رہا تھا اور راستے میں کوئی بھی نظر نہ آتا تھا (امام حسن عسکری علیہ السلام کے روضے پر) زیارت کے لیے آیا، مگر شہر کے ظالموں اور خبیثوں سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ اس چہار دیواری تک پہنچا جس سے باغ کو جاتے ہیں، وہاں سے میں نے نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ ایک شخص دروازے پر بیٹھا ہوا ہے جس کی پشت میری طرف ہے اور جیسے وہ اپنی کاپی میں کچھ دیکھ رہا ہے۔ اتنے میں اس نے مجھے پکارا، اے ابو طیّب! کہاں جارہے ہو؟

اُس کی آواز حسین بن علی بن ابی جعفر بن رضا سے بالکل مشابہ تھی میں نے دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ حسین ہیں جو اپنے بھائی کی زیارت کے لیے آئے ہیں، لہٰذا میں نے عرض کیا: میرے سیّد و سردار! میں کھڑکی سے زیارت کرنے جارہا ہوں۔ واپس آؤں گا تو آپ کا بھی حق ادا کروں گا۔

- اُنھوں نے فرمایا: (کھڑکی سے زیارت کیوں) اندر آکر کیوں نہیں؟
- میں نے عرض کیا: اس گھر کا تو کوئی مالک ہے میں بغیر اُس کی اجازت کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔
- اُنھوں نے فرمایا: تم ہمارے سچّے ماننے والے اور دوستدار ہو، بھلا ہم تمھیں اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کریں گے؟ جاؤ اندر جاکر زیارت کرلو۔
- لہٰذا میں یہ سنکر دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ تو گھبرایا اور وہاں کے

بصری کے پاس پہنچا اُس نے آکر دروازہ کھول دیا اور میں اندر چلا گیا۔

- پھر ہم لوگ (ابوالطیب سے) کہا کرتے کہ تم تو اندر نہیں جایا کرتے تھے (باہر ہی سے زیارت کیا کرتے تھے)
- اُنھوں نے کہا ہمیں تو (گھر کے مالک نے) اجازت دیدی اب آپ لوگ باقی رہ گئے۔

(امالی شیخ)

(۱۶) احمد بن اسحاق نے امامِ زمانہ کی زیارت کی

علی بن عبداللہ وراق نے سعد سے، اُنھوں نے احمد بن اسحاق سے روایت بیان کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں اِس ارادے سے حاضر ہوا کہ دریافت کروں کہ آپ نے اپنا جانشین کس کو مقرر فرمایا ہے۔ مگر میرے سوال کرنے سے قبل ہی آپ نے فرمایا: اَے احمد بن اسحاق! اللہ تعالیٰ نے خلقتِ آدمؑ سے یوم قیامت تک زمین کو اپنی حجّت سے کبھی خالی نہ چھوڑا تاکہ اس کی وجہ سے اہلِ زمین کی بلائیں دور کرتا رہے، اسی کی ہی وجہ سے پانی برساتا ہے، اس کی وجہ سے زمین سے برکتیں ظاہر فرماتا ہے۔

- میں نے عرض کیا: یَابنَ رسولِ اللہ! پھر آپ کے بعد امام وخلیفہ کون ہوگا؟
- یہ سنکر آپ اُٹھے، گھر میں داخل ہوئے اور جب واپس آئے تو آپ کے دوشِ مبارک پر ایک تین سالہ بچّہ تھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منوّر تھا۔
- آپ نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر اللہ اور اللہ کی حجّت کی نظر میں تمھاری کوئی وقعت نہ ہوتی تو میں اپنے اِس بچّے کو تمھارے سامنے نہ لاتا۔ یہ بچّہ وہ ہے جس کا نام اور جس کی کُنیت خود (ہمارے جدِ امجد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجویز فرماگئے تھے۔ یہی زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اے احمد بن اسحاق! اس بچّے کی مثال اِس اُمّت میں خضرؑ کی طرح ہے اس کی مثال ذوالقرنین کی مثال ہے۔ خدا کی قسم، اس کی ایسی غیبت ہوگی کہ جس میں ہلاکت سے نجات وہی پائے گا جس کو اللہ تعالیٰ اِس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور اس امر کی توفیق دے گا کہ وہ اس کی غیبت میں تعجیلِ ظہور کے لیے دعا کرتا رہیگا۔
- احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا و آقا! کیا کوئی ایسی علامت بھی ہے جس سے میرا قلب مطمئن ہوجائے؟
- یہ سنکر اُس بچّے نے فصیح عربی زبان میں فرمایا: سنو! میں اللہ کی زمین پر اللہ کی طرف سے

باقی رہنے والا ہوں، میں اللہ کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اور اَے احمد بن اسحاق! اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کرو۔

- احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے خوش خوش نکلا۔ اور دوسرے دن پھر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آپ نے (اپنے جانشین کی زیارت سے) مجھ پر احسان فرمایا ہے اس سے مجھے بیحد خوشی ہے مگر یہ تو فرمایئے کہ ان میں حضرت خضرؑ اور حضرت ذی القرنین کی کیا صفات ہوں گی؟
- آپؑ نے فرمایا: طولِ غیبت۔
- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا ان کی غیبت بہت طویل ہوگی؟
- آپؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم اتنی طولانی ہوگی کہ اکثر لوگ جو ان کی امامت کے قائل ہوں گے وہ بھی اپنے قول سے پھر جائیں گے، صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا اقرار لے لیا ہوگا، جن کے دلوں پر اللہ نے ایمان کو نقش کردیا ہوگا، اور جن کی مدد روح القدس کے ذریعے سے فرمائی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! یہ قدرت کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ، اللہ کے اَسرار میں سے ایک راز اور اللہ کے غیوب میں سے ایک غیبت ہے۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے اُسے یاد رکھنا، دل میں پوشیدہ رکھنا، خدا کا شکر ادا کرتے رہنا، تم کل کے دن علّیین کے درجے میں ہوگے۔

(اکمال الدین، اکمال النعمۃ)

(۱۷) یعقوب بن منقوش نے امامِ زمانہ کی زیارت کی

مظفر علوی نے ابن عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے آدم بن محمد بلخی سے، اُنھوں نے علی بن حسین بن ہارون سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد بن عبداللہ بن قاسم سے، اُنھوں نے یعقوب بن منقوش سے روایت بیان کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنے مکان کے ایک کمرے میں تشریف رکھتے ہیں، اُس کمرے کے پہلو میں ایک اور کمرہ (حجرہ) ہے جس کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے

- میں نے عرض کیا: مولا و آقا! آپ کے بعد صاحبِ امر کون ہوگا؟
- آپ نے فرمایا: یہ پردہ اُٹھاؤ۔
- میں نے پردہ اُٹھایا تو اُس میں سے ایک پانچ سال کا طفل باہر آیا، گورا رنگ کشادہ

پیشانی، آنکھیں موتیوں کی طرح چمکتی ہوئی، داہنے رُخسار پر ایک تل، لمبے لمبے ہاتھ، چوڑے کاندھے، سر پر زلفیں، اور آکر حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے زانوئے مبارک پر بیٹھ گیا۔

- آپ نے فرمایا: دیکھو! یہ تمہارا امام ہوگا۔
- اِس کے بعد وہ بچہ اُٹھا تو آپ نے فرمایا: اے فرزند! اب تم ایک وقتِ معلوم تک کیلئے اندر چلے جاؤ۔

وہ بچہ گھر کے اندر چلا گیا اور میں اس کو دیکھتا رہا۔

- پھر آپ نے فرمایا: اے یعقوب! اب حجرے (کمرے) میں جاکر دیکھو، کون ہے؟

میں نے اندر جاکر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔

(اکمال الدین وتمام النعمۃ)

(۱۸) ابو ہارون کی روایت

علی بن الحسن بن فرج نے محمد بن حسن کرخی سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہارون کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام کی زیارت کی ہے آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کے مانند چمک رہا تھا۔

(اکمال الدین وتمام النعمۃ)

(۱۹) چالیس آدمیوں کو شرفِ زیارت

ماجیلویہ نے محمد عطّار سے، اُنھوں نے جعفر فزاری سے، اور اُنھوں نے معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب بن نوح و محمد بن عثمان عمری سے روایت کی ہے کہ ان سب کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند (امام عصرؑ) کو اپنے مکان میں ہمارے سامنے لیکر آئے تو اُس وقت ہم چالیس افراد تھے۔ آپ نے فرمایا: دیکھو! میرے بعد یہ تمہارے امام ہوں گے۔ ان کی اطاعت کرنا، متفرّق نہ ہوجانا، ورنہ اپنے دین کے معاملے میں ہلاک ہوجاؤ گے۔ اور یہ بھی سن لو کہ آج کے بعد پھر تم ان کو نہ دیکھ سکو گے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ اِس واقعے کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔

(۲۰) محمد بن عثمان عمری کا بیان

ابنِ ولید نے حمیری سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ محمد بن عثمان عمری سے عرض کیا کہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں بالکل ایسا ہی سوال جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے کیا تھا کہ:

" میرے پروردگار! تو مجھے دکھادے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے؟

حضرت ابراہیم نے عرض کیا: (ایمان تو ہے) ولیکن اس لیے تاکہ میرا دل مطمئن ہوجائے۔"

- لہٰذا (میں بھی اطمینانِ قلب کے لیے) آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ نے حضرت صاحب الزّمان علیہ السلام کو دیکھا ہے؟
- اُنھوں نے فرمایا: ہاں، دیکھا ہے ان کی بھی گردن ایسی ہی ہے جیسی یہ کہکر اُنھوں نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

(اکمال الدین)

(۲۱) اہلِ فارس میں سے ایک شخص کا بیان

دقّاق و ابن عصام اور ورّاق سب نے کلینیؒ سے، اُنھوں نے علی بن محمد سے، اُنھوں نے محمد و حسین فرزندانِ علی بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے ۲۷۹ھ میں اپنے اسناد کے ساتھ (یعنی محمد بن علی بن عبد الرحمٰن عبدی (عبد قیس میں سے) ضو بن علی عجلی سے اور اُنھوں نے اہلِ فارس میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سرّمن رائے گیا تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر جاکر بیٹھ گیا اور بغیر میرے اذنِ باریابی طلب کیے ہوئے آپ نے مجھے اندر بلالیا۔ میں خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

- آپ نے میرا نام لیکر دریافت فرمایا: کیسے ہو؟ پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ۔
- پھر آپ نے میرے گھر والوں اور بال بچوں کی خیریت دریافت فرمائی
- پھر دریافت فرمایا: یہاں کیسے آنا ہوا؟
- میں نے عرض کیا: بس میں آپ کی خدمت گذاری کی تمنا لیکر حاضر ہوا ہوں۔
- آپ نے فرمایا: اچھا تو پھر میرے گھر رہو۔

میں آپ کے دوسرے خادموں کے ساتھ آپ کے مکان میں رہنے لگا اور آپ کے اہلِ خانہ اور دیگر متعلقین کی ضرورت کی چیزیں بازار سے خرید کر لانے کا کام کرنے لگا۔ اور پھر مکان کے مردانے حصّے میں بغیر اجازت کے آنے جانے لگا۔ ایک دن جب میں گھر میں داخل ہونے لگا تو اندر کچھ آہٹ محسوس ہوئی، معاً آواز آئی: ٹھہر جاؤ، ابھی اندر نہ آنا۔

- میں باہر ہی ٹھہر گیا، میں نے دیکھا کہ ایک کنیز اپنے ہاتھوں پر کوئی چیز کپڑے سے ڈھکی ہوئی لیجا رہی ہے
- آپ نے مجھے آواز دی۔ اندر آجاؤ۔
- میں اندر گیا تو آپ نے کنیز کو آواز دی، وہ واپس آئی تو آپ نے اُس سے فرمایا: دکھاؤ تم کیا لیے ہوئے ہو۔

اُس نے کپڑا ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بچّہ ہے جس کا گورا رنگ ہے اور سینے پر معمولی سا رُواں ہے (جو قدرے سبز رنگ کا ہے جس کو سیاہ نہیں کہا جا سکتا)

- آپ نے فرمایا: یہ تمھارا امامؑ ہے۔
- پھر کنیز کو حکم دیا کہ اندر لیجاؤ۔

اس کے بعد پھر میں نے اس بچّے کو نہیں دیکھا، یہاں تک کہ حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام رحلت بھی فرما گئے۔

(اکمال الدین)

(۲۲) غانم کشمیری کا تلاشِ حق میں سفر

محمّد بن علی بن محمّد بن حاتم نے عبداللہ بن جعفر سے، اُنھوں نے محمّد بن جعفر فارسی سے، اُنھوں نے محمّد بن اسماعیل بن بلال سے، اُنھوں نے ازہری مسرور بن عاص سے، اُنھوں نے مسلم بن فضل سے روایت کی ہے۔ کہ اُن کا بیان ہے۔ میں کوفہ میں ابو سعید غانم بن سعید ہندی کے پاس جانے آنے لگا۔ جب میری آمد و رفت کو ایک عرصہ ہو گیا تو میں نے اُس کے حالات دریافت کیے کیونکہ مجھے اُس کے متعلق کچھ خبر ملی تھی۔

اُس نے بتایا کہ میں ہند کے قریب کشمیر کے ایک شہر کا باشندہ ہوں۔ میں اُن چالیس آدمیوں میں سے ایک ہوں جو بادشاہ کے مصاحب تھے۔ توریت و زبور و انجیل کی تلاوت کرتے اور اس سے معلومات حاصل کرتے رہتے۔ ایک دن ہم لوگوں نے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا آپس میں تذکرہ کیا اور کہا کہ اُن کا ذکر ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے لہٰذا ان کی تلاش و جستجو میں نکلنا چاہیے چنانچہ میں اس کام کے لیے نکل کھڑا ہوا، میرے پاس مال و زر کافی تھا، مگر ترکی رہزنوں نے

مجھے لوٹ لیا، بدن کے کپڑے بھی نہ چھوڑے۔ پھر میں وہاں سے چل کر کابل اور بلخ جا پہنچا۔ اُس وقت وہاں کا حاکم ابنِ ابی شور تھا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ میں کس غرض سے چلا ہوں۔

- یہ سن کر اُس نے اپنے یہاں کے تمام فقہاء اور علماء کو مجھ سے مناظرہ و بحث کرنے کے لیے طلب کر لیا۔
- میں نے اُن فقہاء اور علماء سے حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق سوال کیا۔
- اُنھوں کہا: وہ ہمارے نبی محمّدؐ بن عبداللہ تھے جنھوں نے رحلت فرمائی۔
- میں نے آنحضرتؐ کا نسب دریافت کیا۔ ؟
- اُنھوں نے کہا: آپؐ قبیلۂ قریش میں سے تھے۔
- میں نے کہا: یہ کوئی بات نہیں، بلکہ آپ یہ بتائیے کہ اُن کے بعد اُن کا خلیفہ کون ہوا ؟
- اُنھوں نے کہا: ابوبکر۔
- میں نے کہا: مگر میں نے تو اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اُن کا ابنِ عم، اُن کی بیٹی کا شوہر اور اُن کے فرزندوں کا باپ آنحضرتؐ کا خلیفہ ہوگا (یہ بات جو تم نے بتائی غلط نکلی)
- یہ سُنکر علماء اور فقہاء نے کہا: اِس شخص نے شرک کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا ہے لہٰذا اپنے حاکم سے کہا کہ اس کی گردن مارنے کا حکم دیجیے۔
- میں نے کہا: میں ابھی اپنے سابقہ دین پر ہوں جبتک مجھے دلیل و بُرہان نہ ملے گی میں اسے نہ چھوڑوں گا۔

یہ جواب سُنکر بلخ کے حاکم نے حسین بن اشکیب کو بلایا اور کہا: آپ اِس شخص سے بحث و مناظرہ کریں۔

- اُنھوں نے کہا: یا امیر! آپ کے اطراف و پہلو میں اتنے سارے علماء و فقہاء بیٹھے ہیں آپ ان لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اس شخص سے مناظرہ و بحث کریں۔
- امیرِ بلخ نے کہا: میرا حکم ہے کہ اس شخص کو تنہائی میں لیجا کر سمجھاؤ۔

چنانچہ حسین بن اشکیب مجھے تنہائی میں لیگئے۔ تو میں نے اُن سے بھی حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق دریافت کیا۔

- اُنھوں نے کہا: جیسا کہ ان علماء و فقہاء نے آپ کو بتایا ہے وہ درست ہے۔ واقعاً وہ ہمارے نبی ہیں بس فرق یہ ہے کہ آپؐ کے خلیفہ (ابوبکر نہیں) بلکہ آنحضرتؐ کے ابنِ عم علی ابن ابی طالب علیہ السّلام ہیں جو آپؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے شوہر اور آپؐ کے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں۔

• میں نے کہا: پھر تو میں کلمہ پڑھتا ہوں کہ:

" اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

ترجمہ " میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں "

پھر اس کے بعد میں امیرِ بلخ کے پاس گیا اور اُس کے سامنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

پھر مجھے امیرِ بلخ نے حسین بن اشکیب کے ساتھ بھیجدیا اور اُنھوں نے مجھے فقہ تعلیم کی۔

• ایک دن میں نے حسین بن اشکیب سے کہا کہ میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آنحضرتؐ کا جو بھی خلیفہ ہوگا وہ . . اس دنیا سے رخصت ہونے سے قبل اپنا جانشین و خلیفہ چھوڑ جائیگا بتائیے کہ اس وقت مجھ پر (ہم پر) کون خلیفہ ہے؟

• حسین نے کہا: پھر اُن کے (علیؑ کے) بعد حسنؑ، پھر حسینؑ اور ان کے بعد تمام ائمہ کے نام لیے یہانتک کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام تک پہنچ کر کہا اور تمھیں سردست اس امر کی ضرورت ہے کہ تم امام حسن عسکری علیہ السلام کے خلیفہ کو تلاش کرو اور اُن کے متعلق لوگوں سے دریافت کرو۔ چنانچہ اُن کی تلاش میں نکلا

غانم کا بیان ہے کہ پھر میں بغداد پہنچا۔ وہاں ایک دن میں نہر القراۃ عباسیہ کے کنارے ٹہلتا ہوا اور جس کام کے لیے آیا تھا اُس کے متعلق سوچتا ہوا جا رہا تھا کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر مجھ سے کہا: چلو تمھیں تمہارے مولا نے بلایا ہے۔

اِس کے بعد وہ مجھے لیکر مختلف محلّوں کو طے کرتا ہوا ایک مکان بلکہ ایک باغ میں پہنچا۔

میں نے دیکھا کہ وہاں میرے مولا (امامِ عصرؑ) بیٹھے ہوئے ہیں۔

جب آپ نے مجھے دیکھا تو بزبانِ ہندی مجھ کو میرا نام لیکر سلام کیا، کچھ کلام کیا اور اُن چالیس آدمیوں کے متعلق ہر ایک کا نام لیکر اُن کی خیریت دریافت کی اور فرمایا: تم اس سال اہلِ قم کے ساتھ حج کا ارادہ کررہے ہو مگر اس سال حج نہ کرو بلکہ خراسان چلے جاؤ اور آئندہ سال حج کرو۔

یہ فرماکر آپ نے رقم کی ایک تھیلی میری طرف پھینکی اور فرمایا: یہ تمھارے اخراجات کے لیے ہیں اور اب بغداد میں کسی کے گھر نہ جانا اور ہماری اِس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد غانم خراسان چلا گیا اور دوسرے سال حج کے لیے واپس ہوا اور بعد فراغتِ حج قم نہیں گیا، بلکہ خراسان واپس آیا اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔

(اکمال الدین)

(۲۳) محمدؐ بن عثمان عمری کی روایت

ابنِ متوکل نے حمیری سے روایت کی ہے۔ حمیری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے

محمد بن عثمان عمری سے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب الامر کو دیکھا ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا: ہاں، اور میری آخری ملاقات آنجنابؑ سے بیت اللہ الحرام کے پاس ہوئی۔ آپ دعا کررہے تھے کہ پروردگار! تونے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر۔

"

* اِن ہی اسناد کے ساتھ محمد بن عثمان عمری سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مستجار کے پاس خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دعا کررہے ہیں کہ پروردگارا! تو میرے دشمنوں سے انتقام لے۔

(اکمال الدین، غیبتِ طوسیؒ)

(۲۴) نسیم خادمہ کی چھینک پر دعاء

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے آدم بن محمد بلخی سے، اُنھوں نے علی بن حسن دقّاق سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمد علوی سے روایت کی ہے ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ نسیم نے بیان کیا کہ میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی ولادت کے بعد ایک شب آنجنابؑ کے پاس گئی تو مجھے آپ کے سامنے چھینک آئی۔

اس پر آپ نے کہا: يَرْحَمُكِ اللّٰهُ "(اللہ تجھ پر رحم فرماتے)"

• یہ سنکر میں بہت خوش ہوئی تو آنجناب نے فرمایا: میں تمھیں چھینک کے متعلق خوشخبری سناؤں؟

• میں نے عرض کیا: جی ہاں سُنائیے۔

• آپ نے فرمایا: یہ چھینک تین دن تک کیلئے موت سے امان کی علامت ہے۔

(اکمال الدین)

(۲۵) ظریف ابونصر کی روایت

انھیں اسناد کے ساتھ ابراہیم بن محمد علوی کا قول ہے کہ مجھ سے ظریف ابونصر نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

• تم مجھ سے صندل احمر پر آکر ملو۔

• میں وہاں پہنچا تو آپ نے فرمایا: تم مجھے پہچانتے ہو؟

• میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

• آپ نے فرمایا: بتاؤ میں کون ہوں؟

• میں نے عرض کیا: آپ میرے امام ابن امام ہیں۔

آپ نے فرمایا: نہیں، میں یہ نہیں پوچھتا۔
میں نے عرض کیا: پھر آپ ہی فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟

• آپ نے فرمایا: میں خاتم الاوصیاء ہوں۔ میرے ہی ذریعے سے اللہ تعالیٰ میرے اہلِ خاندان اور میرے شیعوں کی مصیبتیں اور بلائیں دور فرمائے گا۔

(دعوات راوندی ، اکمال الدین ، غیبۃ طوسیؒ)

(۲۶) امامِ زمانہؑ سے ملاقات کرنیوالوں کے نام

محمد بن محمد خزاعی نے ابوعلی اسدی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی عبداللہ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کی ملاقات ان لوگوں سے ہوئی جو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے معجزات سے واقف ہوئے۔

اور جن لوگوں نے حضرت صاحب الزمان کو دیکھا وہ وکلاء میں سے حسب ذیل ہیں:

بغداد میں سے	عثمان عمری، ان کے فرزند محمد بن عثمان عمری، حاجز، بلالی اور عطار میں
کوفہ سے	عاصمی
اہواز سے	محمد بن ابراہیم ابن مہزیار
اہلِ قم سے	احمد بن اسحاق
اہلِ ہمدان سے	محمد بن صالح
اہلِ رَے سے	بسامی و اسدی
اہلِ آذربائیجان سے	قاسم بن علاء
نیشاپور سے	محمد بن شاذان

اور غیر وکلاء میں سے جن لوگوں نے آپؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

اہلِ بغداد سے	ابوالقاسم بن ابی حابس، ابوعبداللہ کندی، ابوعبداللہ جنیدی۔ ہارون فزاز، نیلی، ابوالقاسم بن دبیس، ابوعبداللہ بن فروخ مسرور طباخ خادم امام حسن عسکری علیہ السلام، احمد و محمد فرزندانِ حسن و اسحاق کاتب نوبختی، صاحب الفراء، صاحب صرۃ مختومہ میں
اہلِ ہمدان سے	محمد بن کشمرد، جعفر بن حمدان، محمد بن ہارون بن عمران
دینور سے	حسن بن ہارون اور ان کا بھتیجا احمد و ابوالحسن۔

اصفہان سے	ابن باداشاکہ
صیمرہ سے	زیدان
قم سے	حسن بن نضر، محمد بن محمد، علی ابن محمد بن اسحاق اور ان کے والد محمد بن اسحاق و حسن بن یعقوب
اہل رے میں سے	قاسم بن موسیٰ اور ان کے فرزند، ابو محمد ہارون، صاحب حصاۃ، علی بن محمد، محمد بن محمد کلینی، ابوجعفر رفا۔
قزوین سے	مرداس، علی بن احمد
قابس سے	دو اشخاص۔
شہر زور سے	ابن الخال
فارس سے	مجروح
مرو سے	صاحب الف دینار، صاحبِ مال و رقعہ بیضاء، ابو ثابت
نیشاپور سے	محمد بن شعیب بن صالح
یمن سے	فضل بن زید اور ان کے فرزند حسن، جعفری، ابن الجمی، شمشاطی
مصر سے	صاحبِ مولودین، صاحبِ مال مکہ، ابو رجاء
نصیبین سے	ابو محمد ابن الوجناء
اہواز سے	حصینی

(۲۷) حسن بن وجناء نصیبی کی روایت

طالقانی نے علی بن احمد کوفی سے، اُنھوں نے سلیمان بن ابراہیم رقی سے، اُنھوں نے حسن بن وجناء نصیبی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج کے موقع پر بعد عشاء تحت میزاب سجدے کے عالم میں تضرع کے ساتھ دعا میں مشغول تھا کہ کسی نے میرا شانہ ہلایا اور کہا:

اے حسن بن وجناء اُٹھو۔

جب میں اُٹھا تو دیکھا کہ ایک نحیف الجثہ (کمزور) گورے رنگ کی کنیز ہے جس کا سن چالیس سال یا کچھ زیادہ ہے۔ وہ مجھے لیکر چلی اور میں اُس کے پیچھے چلنے لگا میں نے اُس سے کچھ نہ پوچھا کہ کہاں لیجا رہی ہے۔ یہانتک کہ وہ مجھے خانۂ حضرت خدیجہ علیہا السّلام پر لے آئی۔ اس میں ایک گھر تھا جس کا دروازہ احاطے کے درمیان تھا، وہیں سے اوپر جانے کے لیے ایک لکڑی کا زینہ تھا وہ کنیز

اوپر چلی گئی اور مجھے آواز آئی کہ: اے حسن! اوپر آجاؤ۔

- میں اوپر گیا تو وہاں صاحب الزمان عج تھے۔
- اُنھوں نے فرمایا: اے حسن! کیا تمھارا خیال ہے کہ تم میری نگاہوں سے اوجھل تھے خدا کی قسم، میں حج میں ہر وقت تمھارے ساتھ ساتھ تھا۔
- پھر آپ ہر ایک موقعِ حج کی نشاندہی فرمانے لگے۔ یہ سُن کر مجھ پر غشی طاری ہوگئی اور میں وہیں گر پڑا اور یہ بھی محسوس کرتا رہا کہ آنجناب میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد
- جب میں ہوش میں آیا تو آپ نے فرمایا: اے حسن! تم مدینہ میں حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کے مکان میں رہا کرو۔ تمھیں کھانے پینے اور پہننے، اوڑھنے کی فکر کی ضرورت نہیں۔
- پھر آپ نے مجھے ایک کتابچہ دیا، جس میں دعائے فرج اور آپ پر صلوات کا طریقہ مرقوم تھا، اور فرمایا: تم اِس طرح دُعا کیا کرو اور اسی طرح مجھ پر درود بھیجا کرو۔ یہ دعائے فرج اور طریقہ صلوات ہمارے حقیقی دوستوں کے علاوہ کسی اور کو نہ تعلیم کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کی توفیق دی ہے۔
- میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! کیا اس کے بعد مجھے آپ کی زیارت نصیب نہ ہوگی؟
- آپ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں حج سے واپس ہوا اور مدینہ میں حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کے مکان میں رہنے لگا۔

(اکمال الدین)

(۶۸) ابراہیم بن مہزیار کی روایت

ابنِ متوکل نے حمیری سے، اُنھوں نے ابراہیم بن مہزیار سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینۃ الرسولؐ گیا اور وہاں حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا تو میں اسی جستجو میں مکّہ پہنچا ایک دن جب میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا تو میں نے ایک انتہائی حسین وجمیل نوجوان کو دیکھا تو کچھ خیال دل میں پیدا ہوا، معاً اس کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے آگے بڑھا اور قریب جاکر سلام کیا۔ اُس نے جوابِ سلام دیا اور دریافت کیا

- تم کہاں کے باشندہ ہو؟
- میں نے بتایا: عراق کا رہنے والا ہوں۔
- پھر دریافت کیا: عراق کے کس خطّے سے تعلق ہے؟

میں نے عرض کیا: اہواز سے۔

- اُنھوں نے فرمایا: تم سے خوب ملاقات ہوئی۔ یہ بتاؤ، تم جعفر بن حمدان خصیبی کو جانتے ہو؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ مگر اُنھوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
- اُنھوں نے فرمایا: اللہ اُن پر رحم فرمائے۔ وہ راتوں کو دیر تک عبادت کرتے رہتے تھے۔
- پھر فرمایا: اچھا بتاؤ، تم ابراہیم بن مہزیار کو بھی جانتے ہو؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ میرا ہی نام ابراہیم بن مہزیار ہے۔
- یہ سنکر اُنھوں نے گلے لگا لیا، پھر فرمایا: اے ابو اسحاق! مرحبا، تم نے اُس نشانی کا کیا کیا جو تمھیں حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام نے عطا فرمائی تھی؟
- میں نے عرض کیا: شاید آپ اس انگوٹھی کے بارے میں دریافت فرما رہے ہیں جو اللہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے مجھے دلائی تھی۔؟
- اُنھوں نے فرمایا: ہاں اسی کے متعلق دریافت کر رہا ہوں۔

میں نے وہ انگوٹھی نکالی اور جب اُنھوں نے اس انگوٹھی کو دیکھا تو بیساختہ رو پڑے اسے بوسہ دیا اور اُس پر کندہ عبارت کو پڑھا۔ اُس پر تحریر تھا:

"یا اللہ یا محمدؐ یا علیؑ"

پھر فرمایا: میرے ماں باپ فدا ہوں اُس انگشتِ مبارک پر جس میں یہ رہ چکی ہے۔

اِسکے بعد اُن سے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ یہانتک کہ اُنھوں نے مجھ سے دریافت کیا:

- اے ابو اسحاق! بتاؤ تم کو حج کے بعد سب سے اہم بات کیا معلوم ہوگی؟
- میں نے عرض کیا: وہی جو میں آپ سے دریافت کروں گا۔
- اُنھوں نے فرمایا: اچھا، جو چاہتے ہو دریافت کرو میں انشاء اللہ تم کو سب کچھ بتاؤں گا
- میں نے عرض کیا: آپ حضرت ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے متعلق بھی کچھ جانتے ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند محمدؑ و موسیٰؑ کی پیشانیوں کی دمک کو بھی پہچانتا ہوں، بلکہ میں اُنہی کا بھیجا ہوا تمھارے پاس آیا ہوں تاکہ تمھیں اُن حضرات کے معاملے کی اطلاع دوں۔ اور اگر تم اُن سے ملاقات کرنا اور اُن کے دیدار کا سُرمہ اپنی آنکھوں میں لگانا چاہو تو میرے ساتھ طائف چلو۔ مگر یہ بات اپنے لوگوں سے خفیہ رکھنا۔
- ابراہیم کا بیان ہے کہ پھر میں اُن کے ہمراہ طائف کی طرف روانہ ہوا اور یکے بعد دیگرے

ریت کے ٹیلوں سے گذرتا اور صحراؤں کو طے کرتا ہوا آگے بڑھا تو ریت کے ایک بڑے ٹیلے کی چوٹی پر بالوں کا ایک خیمہ نظر آیا جو اس خطے میں اسطرح چمک رہا تھا جیسے آسمان پر چودھویں رات کا چاند۔

وہاں پہنچ کر اُس جوان نے خیمے کے باہر مجھے چھوڑا اور خود اندر جا کر سلام کیا میری آمد کے بارے میں انھیں اطلاع دی تو اُن میں سے ایک جنکا نام " م ح م د " تھا، نکل کر باہر آئے دیکھا جب میری نظر اُن پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ ابھی نوجوان سبزہ آغاز ہیں اور کشادہ پیشانی، خمیدہ ابرو، رخسار بھرے ہوتے، ستواں ناک، داہنے رُخسار پر ایک تل جیسے چاندی کے ورق پر مشک کا دانہ سر پر کانوں کی لو تک زلفیں۔ درحقیقت میں نے ایسا حسین وجمیل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب میں نے انھیں دیکھا تو فوراً بڑھ کر چاہا کہ دست اور قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔

اُنھوں نے فرمایا: اے ابو اسحاق! خوش آمدید، میں ایک مدت سے تم سے ملنا چاہتا تھا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تم سے ملاقات کا موقع دیا۔

- پھر آپ نے مجھ سے میرے تمام خُرد و کلاں بھائیوں اور دوستوں کی خیریت دریافت کی
- میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، جب سے حضرت امام حسن عسکریؑ نے رحلت فرمائی ہے میں مسلسل آپ کی تلاش میں شہر بہ شہر گھومتا پھرتا رہا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے آج آپ کی خدمت میں مجھے پہنچا دیا۔
- اُنھوں نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا کہ میں روئے زمین کے کسی پوشیدہ ترین خطے میں رہائش اختیار کروں تاکہ میری امامت مخفی رہے اور اہلِ ضلال و اہلِ ظلم وجور کے کید و مکر سے محفوظ رہوں۔ اس لیے اُنھوں نے مجھے اس ریگستان میں پہنچا دیا اور مجھے حکمت کے خزانے اور اسرار علوم اتنے دیدیے کہ اگر میں اس میں سے ایک حصہ بھی تم کو بتا دوں تو تم ہر شے سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔
- اے ابو اسحاق! واضح ہو کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند! اللہ تعالیٰ اپنی زمین پر اپنے مطیع و عبادتگذار بندوں کو بغیر حجت اور بلا امام و مقتدا کے نہیں چھوڑے گا
- اے فرزند! مجھے یقین ہے کہ تم بھی ان میں سے ایک ہو جنکو اللہ تعالیٰ نے حق پھیلانے اور باطل کو مٹانے، دین کو بلند کرنے اور گمراہی کو فرو کرنے کے لیے بچا رکھا ہے۔
- لہٰذا اے فرزند! تم پر لازم ہے کہ تم آبادیوں سے دور رہو اور سب سے الگ رہ کر زندگی بسر کرو، کیونکہ ہر ولیٔ خدا کا کوئی نہ کوئی دشمن اور مخالف ضرور ہوتا ہے۔ لہٰذا تمھیں تشویش و پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اہلِ طاعت و اخلاص کے قلوب تمھاری طرف مائل رہیں گے وہ اگرچہ اہلِ دنیا کی نظر میں ذلیل ہوں گے لیکن اللہ کی نظر میں نیک و باعزت ہوں گے

لہٰذا، اے فرزند! میری نصیحت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا

- اے فرزند! میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی نصرت تمھارے ساتھ ہے۔ زرد و سفید جھنڈے حطیم و زمزم کے درمیان لہرائے جا رہے ہیں اور حجرِ اسود کے پہلو میں تم سے بیعت کی جا رہی ہے۔ فتح و کامیابی کا سایہ تمھارے سر پر ہے۔ روئے زمین پر کوئی ظالم و جابر و سرکش، نافرمان و مشرک و کافر باقی نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ باتیں اپنے سچے اور مخلص دینی بھائیوں کے علاوہ ہر ایک سے پوشیدہ رکھنا اور جب علاماتِ ظہور رونما ہوں تو اُس وقت پہونچنے میں ہرگز تاخیر نہ کرنا فوراً پہنچنا۔

ابراہیم بن مہزیار کا بیان ہے کہ پھر کچھ دنوں میں نے وہاں قیام کیا اور کسب فیض کرتا رہا، پھر میں نے اہواز کی واپسی کا قصد کیا اور اجازت چاہی۔ آپ نے اپنی دعاؤں کے ساتھ مجھے اجازت دی، جب چلنے لگا تو میرے پاس پچاس ہزار درہم تھے۔ میں نے آپ کے سامنے پیش کیے اور گذارش کی کہ اسے قبول فرمالیں۔

آپ اس پر متبسم ہوئے اور فرمایا: اے ابو اسحاق! تم اسے اپنے سفرخرچ کے لیے رکھ لو تمھیں طویل سفر طے کرنا ہے۔ اللہ تمھیں اس کی جزائے خیر دے گا۔ میری دعا ہے کہ تم اپنے گھر والوں سے بخیر وعافیت جاکر ملو۔

چنانچہ میں ان جناب سے رخصت ہوا اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے میری رہنمائی فرمائی اور آنجناب کی خدمت میں پہنچایا۔ اور یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بغیر کسی اپنی حجت کے اور بغیر کسی امام کے خالی نہیں چھوڑا۔

(اکمال الدین)

۲۹ عبداللہ سوری کی روایت

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جعفر بن معروف سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ بلخی نے مجھے لکھا کہ مجھ سے عبداللہ سوری نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں بنی عامر کے باغ کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہاں بہت سے لڑکے پانی کے تالاب میں کھیل کود رہے ہیں اور ایک جوان اپنی آستین اپنے چہرے پر رکھے ہوئے مصلّے پر بیٹھا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟

- لوگوں نے کہا: یہ م ح م د بن الحسن عسکری علیہ السلام ہیں۔
- میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ اُن کے والد بزرگوار سے بالکل مشابہ ہے۔ (اکمال الدین)

(۳۰) ایک ہمدانی کا واقعہ

احمد بن فارس ادیب کا بیان ہے کہ میں نے بعض اصحابِ حدیث سے یہ روایت سنی ہے کہ ہمدان میں کچھ لوگ تھے جو بنی راشد کے نام سے پہچانے جاتے تھے جو سب کے سب شیعہ تھے

- میں نے اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ ہمدان کی آبادی میں تم لوگ شیعہ کیسے ہو ؟
- اُن میں سے ایک نے کہا: "جو بظاہر مردِ صالح بزرگ معلوم ہوتے تھے "کہ ہم لوگوں کے شیعہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہمارے جدِّ اعلیٰ جن کی طرف ہم لوگ منسوب ہیں، ایک مرتبہ حج کے لیے گئے۔ جب حج کرکے واپس ہوئے اور ان کا قافلہ صحرا کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھا تو (اُن کا بیان ہے کہ) چونکہ میں پاپیادہ بہت سفر کرچکا تھا اور کافی تھک چکا تھا اس لیے سوچا کہ میں قافلے کے اگلے حصّے میں رہوں تاکہ کچھ آرام کرلوں اور آنکھ جھپکالوں تو پھر قافلے کے آخری حصّے میں ساتھ ہوجاؤں گا۔

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور سوگیا۔ جب آنکھ کھلی تو آفتاب سر پر تھا اور قافلہ آگے جاچکا تھا۔ قریب نزدیک کوئی نظر نہ آیا تو مجھے بڑی وحشت ہوئی، مگر میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور دل میں کہا، میں اکیلا ہی چلتا ہوں جدھر اللہ چاہے لیجائے۔

تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ مجھے ایک سرسبز و شاداب خطّہ نظر آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی کچھ دنوں پہلے یہاں بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے موسم بھی خوشگوار ہے اور خطّہ بھی سرسبز و شاداب نظر آرہا ہے۔ پھر میں نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ اس خطّے میں ایک قصر ہے جو تلوار کی طرح چمک رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ کاش معلوم ہوتا کہ یہ قصر کیسا (اور کس کا) ہے، میں نے تو اِس خطّے میں نہ کبھی کوئی قصر دیکھا، نہ کسی سے سنا۔ چنانچہ میں قصر کیطرف چلدیا، جب اس کے دروازے پر پہنچا تو وہاں دو گورے رنگ کے خادم موجود تھے، میں نے اُنھیں سلام کیا۔ اُنھوں نے جوابِ سلام دیا اور کہا اللہ تمھارا بھلا کرے، بیٹھ جاؤ۔

- اُن میں سے ایک اندر گیا، تھوڑی ہی دیر میں واپس آکر کہنے لگا۔ اُٹھو اور اندر آجاؤ۔
- میں اندر گیا تو دیکھا کہ عجیب و غریب خوشنما عمارت ہے کہ آج تک ایسی عمارت دیکھنے میں نہیں آئی۔
- اتنے میں ایک خادم نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کا پردہ اُٹھایا اور کہا: اندر چلیے۔

میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک جوان کمرہ کے وسط میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک لمبی سی تلوار لٹک رہی ہے جو اُس جوان کے سر سے مَس ہوا چاہتی ہے اور اُس کا چہرہ اندھیرے میں چاند کی طرف چمک رہا تھا میں نے اُسے سلام کیا اس نے جوابِ سلام بھی

بہت شفقت سے دیا۔

- پھر کہا: تم جانتے ہو، میں کون ہوں ؟
- میں نے کہا: بخدا مجھے معلوم نہیں۔
- فرمایا: میں قائم آلِ محمدؐ ہوں۔ میں وہ ہوں جو آخر زمانہ میں اِس تلوار کے ساتھ ظہور کروں گا۔ (یہ کہکر اُس تلوار کی طرف اشارہ کیا) اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دوں گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔
- یہ سنکر میں قدم چومنے کے لیے منھ کے بل گر پڑا۔
- آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، اپنا سر اُٹھاؤ، (پھر فرمایا) تمھارا نام یہ ہے اور تم جبل کے اس شہر کے رہنے والے ہو جس کو ہمدان کہتے ہیں
- میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے مولا و آقا ! آپ نے سچ فرمایا۔
- پھر فرمایا: کیا تم اپنے اہل و عیال میں جانا چاہتے ہو ؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے مولا، میں اُن سب کو بتاؤں گا کہ اللہ کے فضل سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔
- یہ سنکر آپ نے خادم کو اشارہ کیا، اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک تھیلی دی۔ ابھی وہ میرے ساتھ چند ہی قدم چلا تھا کہ مجھے درخت اور مسجدوں کے مینار نظر آئے۔
- خادم نے پوچھا: تم اِس شہر کو پہچانتے ہو ؟
- میں نے کہا: یہ تو ایسا ہی شہر ہے جیسا ہمارے شہر کے قریب ایک شہر "استاباد" ہے
- اُس نے کہا: ہاں یہ وہی استاباد ہے۔ اب تم جاؤ اور راستہ نہ بھولوگے۔

اب جو میں نے مڑکر دیکھا تو وہ خادم غائب تھا۔ پھر میں شہر استاباد میں داخل ہوا اور وہ تھیلی کھولی تو اس میں پچاس دینار تھے۔ وہاں سے میں ہمدان چلا آیا اور اپنے پورے کنبے کو جمع کیا اور ان سب کو بتایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ پھر جبتک وہ دینار ہمارے پاس رہے بہت ہی خوشحالی میں زندگی بسر ہوتی رہی۔

(اکمال الدین)

★ راوندی نے بھی یہ قصّہ بہت سے لوگوں سے سن کر تحریر کیا ہے

(۳۱) جعفر کذّاب کو تنبیہ

مظفر علوی نے ابن عیاشی سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جعفر بن معروف سے

اُنھوں نے ابی عبداللہ بلخی سے، اُنھوں نے محمدؐ بن صالح سے، اُنھوں نے علی بن محمدؐ بن قنبر کبیر سے روایت نقل کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد جب جعفر کذاب نے جھگڑا پیدا کر دیا تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام ایک جگہ سے ظاہر ہوئے جس کا جعفر کو علم بھی نہ تھا۔ اور فرمایا: اے جعفر! تم میرے حقوق میں دخل اندازی کیوں کرتے ہو۔ (یہ فرما کر آپ غائب ہو گئے) اور جعفر انھیں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ اور لوگوں کے درمیان اُنھیں بہت تلاش کیا، مگر آپ نظر نہ آئے۔

پھر حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی جدّہ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ کا انتقال ہوا اور اُنکی وصیّت تھی کہ انھیں گھر ہی میں دفن کیا جائے۔ وقتِ دفن پھر جعفر نے جھگڑا کیا اور کہا: یہ تو میرا گھر ہے اس میں یہ دفن نہ کی جائیں۔

چنانچہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام پھر ظاہر ہوئے اور فرمایا: اے جعفر! کیا یہ تمھارا گھر ہے؟ (یہ فرما کر پھر آپ غائب ہو گئے اور کسی کو نظر نہ آئے۔

(اکمال الدین)

(۳۲) علی بن مہزیار سے ملاقات (بروایتِ دیگر)

ہم سے بیان کیا ابوالحسن علی بن موسیٰ بن احمد بن ابراہیم بن محمدؐ بن عبداللہ بن موسیٰ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ نے کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ کی کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ہم سے بیان کیا محمدؐ بن احمد طوال نے اور اُنھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حسن بن علی طبری سے اور اُنھوں نے ابوجعفر محمدؐ بن علی بن مہزیار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میرے دادا علی بن مہزیار نے اُنھیں بتایا کہ ایک شب میں اپنے بستر پر سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تم امسال حج کے لیے جاؤ وہاں تم اپنے صاحب الزمان سے ملاقات کرو گے۔

علی بن مہزیار کا بیان ہے کہ یہ خواب دیکھ کر میں خوش خوش بیدار ہوا اور اُٹھ کر نمازِ شب میں مصروف ہو گیا۔ جب سپیدئ سحر نمودار ہوئی تو میں نے نماز فجر پڑھی پھر یہ معلوم کرنے کے لیے گھر سے چلا کہ امسال حج پر کون کون جا رہا ہے۔ چنانچہ چند ساتھیوں کا پتہ چلا۔ میں نے جلدی جلدی تیاری شروع کر دی تاکہ پہلے ہی قافلے کے ساتھ روانہ ہو جاؤں۔ چنانچہ جب پہلا قافلہ روانہ ہوا تو میں بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ پہلے ہم لوگ کوفہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے قیام کیا اور میں نے اپنا سامان اپنے معتمد ساتھیوں کی نگرانی میں دیا، پھر حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں معلوم کیا لیکن تلاشِ بسیار کے بعد بھی پتہ نہ چلا اور کسی نے اُن کے متعلق کوئی اطلاع بھی نہ دی۔

مگر میں اسی جستجو میں لگا رہا۔ اسی دوران کچھ لوگ وہاں سے مکّہ جانے لگے میں بھی اُن کے ساتھ مکّہ کیلئے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچکر میں نے اپنا سامان اپنے معتمدین کے حوالے کیا اور حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کا پتہ چلانے کیلئے نکل کھڑا ہوا مگر وہاں بھی کچھ پتہ نہ چلا

اب میں مسلسل اُمید و ناامیدی کے درمیان سوچتا رہا اور اپنے نفس کو ملامت کرتا رہا یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ جب کعبہ سے مجمع کم ہو جائے گا تو تنہائی میں طواف کرونگا اور اللہ سے دعا کرونگا تاکہ وہ حضرت صاحب الزمان کی زیارت کا شرف بخشے۔ چنانچہ جب مجمع کم ہو گیا تو میں طواف کے لیے اُٹھا، ناگاہ ایک جوان خوبرو و خوشبو، چادر اوڑھے اور چادر کا کنارہ اپنے کاندھے پر ڈالے ہوئے نظر آیا۔ میں نے قریب جا کر اس کا شانہ ہلایا تو وہ میری طرف متوجّہ ہوا اور بولا

- تم کہاں کے باشندہ ہو؟
- میں نے کہا: اہواز کا۔
- اُس نے کہا: کیا تم ابنِ خضیب سے واقف ہو؟
- میں نے کہا: جی ہاں ان مرحوم نے داعئ اجل کو لبّیک کہا۔
- اُس نے کہا: اللہ اُن پر رحم فرمائے۔ وہ صائم النّہار اور قائم اللّیل، قرآن کا اتّباع کرنے والے اور ہمارے دوستدار تھے۔
- پھر پوچھا کیا تم وہاں علی بن مہزیار کو بھی جانتے ہو؟
- میں نے کہا: میرا ہی نام علی بن مہزیار ہے۔
- اُس نے کہا: خوش آمدید، اچھا اے ابوالحسن! تم ضریحین (دونوں شہزادوں) کو بھی جانتے ہو؟
- میں نے کہا: ہاں
- اس نے پوچھا: وہ دونوں کون؟
- میں نے کہا: محمدؑ و موسیٰؑ۔
- اُس نے کہا: وہ نشانی کہاں ہے جو تم کو حضرت ابومحمدؐ امام حسن عسکری علیہ السلام نے دی تھی؟
- میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے۔
- اس نے کہا: نکالو اور مجھے دکھاؤ۔
- میں نے وہ خوبصورت انگوٹھی نکالی جس کے نگینہ پر محمدؐ و علیؑ کندہ تھا۔

جب اُس نے وہ نشانی دیکھی تو دیر تک روتا رہا اور کہتا رہا: اے ابومحمدؑ! اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ واقعتاً امام اور اولادِ امام اور ایک امام کے والد تھے آپکو

آپ کے آباء واجداد کے ساتھ فردوسِ بریں میں جگہ دے۔

- اس کے بعد مجھ سے کہا: اچھا اب تم اپنے سامان کو درست کرکے سفر کی تیاری کرو جب ایک تہائی رات گذر جائے اور دو تہائی باقی رہ جائے تو میرے پاس فلاں مقام پر آؤ۔
- ابنِ مہزیار کا بیان ہے کہ پھر میں اپنے سامان کی طرف واپس آیا اور مقررہ وقت کا بے چینی سے انتظار کرتا رہا جب ایک ثلث رات گذر گئی تو اٹھ کر اپنا سامان درست کیا، سواری پر بار کرکے خود اس کی پشت پر سوار ہو کر اس گھاٹی میں جا پہنچا جہاں کا وعدہ تھا، دیکھا تو وہ جوان میرا منتظر موجود ہے اور کہہ رہا ہے اے ابوالحسن! تم خوب آئے تمھیں مبارک ہو کہ اذنِ باریابی عطا ہوا۔

یہ کہہ کر وہ چل دیا اور میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ عرفات ومنیٰ کے مقامات سے گذارتا ہوا طائف کی پہاڑیوں کے پاس مجھے لے گیا۔

- پھر کہنے لگا اے ابوالحسن! اب تم سواری سے اتر کر نمازِ شب پڑھ لو۔
- چنانچہ ہم دونوں نے سواریوں سے اتر کر نمازِ شب پڑھی۔
- پھر کہا: اب نمازِ فجر بھی یہیں پڑھ لی جائے۔ مگر مختصر پڑھنا۔
- میں نے اختصار کے ساتھ ساتھ نمازِ فجر ادا کی۔ اور پھر ہم دونوں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیے اور ایک پہاڑی کی چوٹی پر جا پہنچے۔ یہاں پہنچ کر:
- اس نے مجھ سے کہا: ذرا نگاہ دوڑاؤ، کچھ نظر آتا ہے ؟
- میں نے ذرا غور سے دیکھا تو ایک سرسبز وشاداب وادی نظر آئی۔ میں نے کہا، ہاں ایک سرسبز وشاداب وادی نظر آرہی ہے۔
- اس نے کہا: مزید غور سے دیکھو! اس کے اوپر بھی کچھ نظر آتا ہے ؟
- میں نے پھر دیکھا تو مجھے ایک ریت کا ٹیلہ نظر آیا جس پر ایک بالوں کا خیمہ نصب تھا جس سے نور ساطع تھا۔
- اس نے پھر کہا: کچھ دیکھا ؟
- میں نے کہا: ایسا ایسا نظر آتا ہے۔
- اس نے کہا: اے ابنِ مہزیار! خوش ہو جاؤ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اس لیے کہ وہی ہر امیدوار کی امید گاہ ہے۔
- پھر کہا: اچھا، اب چلو۔
- ہم دونوں چل دیے اور پہاڑی کے دامن میں جا پہنچے۔
- اب اس نے مجھ سے کہا کہ سواری سے اتر آؤ۔ یہاں ہر سخت کو نرم ہونا پڑتا ہے۔

- چنانچہ وہ بھی سواری سے اتر گیا اور میں بھی۔ اور مجھ سے کہنے لگا: اے ابنِ مہزیار! اپنی سواری کو یہیں چھوڑ دو۔
- میں نے کہا: یہاں کس کی نگہداشت میں چھوڑوں ؟
- اس نے کہا: یہاں سے حدودِ محترم ہے اس میں جو داخل ہوگا وہ دوستدار ہوگا اور اس سے جو نکلے گا وہ بھی دوستدار ہوگا۔
- یہ سنکر میں نے اپنی سواری کو وہیں چھوڑ دیا، اور ہم دونوں پاپیادہ خیمے کے پاس پہنچے۔ تو وہ مجھ سے یہ کہکر آگے بڑھ گیا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ میں تمھارے لیے اجازت لے آؤں۔
- میں وہیں ٹھہر گیا اور وہ اندر داخل ہوگیا۔ تھوڑی دیر میں باہر آیا اور بولا مبارک ہو تمھیں اجازت مل گئی۔

علی ابنِ مہزیار کا بیان ہے کہ میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک نمدے پر سرخ رنگ کے چمڑے کا فرش ہے اس پر ایک چمڑے کا تکیہ لگائے ہوئے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تشریف فرما ہیں میں نے فوراً سلام کیا۔ آپؑ نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ پرنور چاند کے مانند چمک رہا ہے، قد متوسط، اکہرا بدن، پیشانی کشادہ، دونوں ابرو کماندار (خمیدہ) ہیں بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، ناک کھڑی اور ستواں ہے، رخسار ہموار، داہنے رخسار پر ایک تل ہے۔

یہ دیکھ کر میری عقل گم ہوگئی: آپ کے اوصاف کیا بیان کروں۔

- آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابنِ مہزیار! تم نے عراق میں اپنے بھائیوں کو کس حال میں چھوڑا ؟
- میں نے عرض کیا: وہ لوگ بڑی تنگ حالی میں ہیں اور ان پر بنی شیصبان (شیطان کی اولاد۔ مراد بنی عباس) کی تلواریں مسلسل کھنچی رہتی ہیں۔
- آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انھیں قتل کرے وہ کدھر بہکے جائیں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک قوم آئے گی جو ان کے دیار ہی میں ہے، ان کا قلع قمع کردے گی اور دن ہو یا رات امرِ الٰہی ان سے مواخذہ کرے گا۔
- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ کب ہوگا ؟
- فرمایا: جب تمھارے لیے خانۂ کعبہ کا راستہ ایک ایسی قوم بند کردیگی جسمیں کسی طرح کی بھلائی اور اچھائی نہ ہوگی، اللہ اور اس کا رسولؐ ان لوگوں سے بری ہوں گے۔ آسمان میں تین دن تک مسلسل سرخی نظر آئے گی، اسمیں ایک ستون نظر آئے گا جیسے چاندی کا ستون ہو، جس سے نور ساطع ہوگا، پھر آرمینیہ اور آذربائیجان سے شروسی خروج کرے گا جو رے کے پیچھے جبلِ اسود پہنچنے کا ارادہ کرے گا جو جبلِ احمر کے سامنے اور

جبالِ طالقان سے متصل ہے۔ پھر اُس کے اور مروزی کے درمیان ایسی طویل وگھمسان کی جنگ ہوگی جس میں بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور بوڑھے پیرِ فرتوت (بہت کمزور) ہوجائیں اور ان دونوں کے مابین شدید مقابلہ اور کشت و خون ہوگا۔

پھر اُس وقت توقّع رکھو کہ (صاحب الزّمان کا) خروج ہوگا۔ اور زوراء کی طرف بڑھیں گے وہاں سے ماہان (دنیور اور نہاوند) پھر وہاں سے عراق کے شہر واسط پہنچیں گے اور تقریباً ایک سال وہاں قیام کریں گے، پھر وہاں سے آگے بڑھ کر کوفہ پہنچیں گے وہاں سے نجف، وہاں سے حیرہ، اور غری کی طرف بڑھیں گے، وہاں دونوں گروہوں میں ایسی جنگ ہوگی کہ عقل حیران رہ جائے گی نتیجے میں دونوں فوجیں تباہ ہوجائینگی اور ان میں سے جو باقی رہ جائیں گے اُنھیں اللہ کاٹ کر رکھدے گا۔

پھر آپ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی:

" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ " (سورہ یونس آیت ۲۴)

(رات یا دن میں ہمارا امر آئے گا پھر ہم انھیں کاٹ کر ڈھیر کردیں گے)

- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! امر سے کیا مراد ہے؟
- فرمایا: ہم ہی تو اللہ تعالیٰ کے امر اور اُس کی فوج ہیں۔
- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا وہ وقت آگیا ہے؟

آپ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی:

" اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ " (سورہ قمر آیت۱)

(ساعت قریب آپہنچی، اور قمر شق ہوگیا)

(کمال الدین و تمام النعمۃ)

(۳۳) حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر کا محاصرہ اور لوٹ مار

علی بن حسن بن علی بن محمدؐ علوی کا بیان ہے کہ میں نے ابوالحسن ابن وجنا کو کہتے ہوئے سنا: وہ کہہ رہے تھے کہ میرے والد سے میرے جد نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر میں موجود تھا کہ چند سواروں نے آکر گھر کا محاصرہ کرلیا جنکے ساتھ جعفر کذّاب بھی تھا اور اُن سب نے لوٹمار شروع کردی تو مجھے مولای حضرت قائم علیہ السّلام کی فکر لاحق ہوئی مگر میں نے دیکھا کہ وہ اندر سے برآمد ہوتے

اور ان لوگوں کے سامنے ہی سے نکل کر چلے گئے مگر اُنھیں کسی نے نہیں دیکھا۔ اور اُس وقت آپ کا سن چھ سال کا تھا۔ (اکمال الدین)

(۳۴) جعفر کذّاب کا کردار

احمد بن حسین بن عبداللہ نے حسین بن زید بن عبداللہ بغدادی سے، اُنھوں نے علی بن سنان موصلی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات ہوئی اُس وقت قم اور جبال سے ایک وفد کچھ مال آپ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے آیا جب وہ وفد سرمن رائے پہنچا تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ وفات پاچکے ہیں۔ تو پوچھا، اب اُن کا وارث کون ہے؟

- لوگوں نے کہا: اُن کے بھائی جعفر بن علیؑ وارث ہیں۔
- اُنھوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟
- بتایا گیا کہ وہ دریائے دجلہ میں ایک کشتی پر سوار ہوکر تفریح کے لیے گئے ہیں اُن کے ساتھ گانے بجانے والے بھی ہیں۔

اُس وفد نے آپس میں مشورہ کیا، بالآخر سب نے کہا کہ ایسا شخص تو امام نہیں ہوسکتا۔

کچھ لوگوں کی رائے ہوئی کہ یہ مال اب اُن مالکوں کو واپس کردینا چاہیے جن کی یہ امانت ہے۔

مگر ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی نے کہا، ٹھہرو، انھیں واپس آنے دو تاکہ اس خبر کی تصدیق ہوسکے اور یہ کہ اُنھیں آزما بھی لیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب جعفر کذّاب تفریح سے واپس آیا تو یہ لوگ اُس کے پاس گئے اور کہا، جناب ہم لوگ قم کے رہنے والے ہیں ہمارے ساتھ شیعوں کا ایک گروہ بھی آیا ہے، ہمارے پاس امام حسن عسکری علیہ السّلام کے لیے کچھ مال بھی امانت کے طور موجود ہے۔

- جعفر کذّاب نے پوچھا: وہ مال کہاں ہے؟ میرے پاس لے آؤ۔
- اُن لوگوں نے کہا: وہ مال ہمارے پاس ہی ہے، مگر اس مال کے لیے ایک شرط ہے۔
- اُس نے پوچھا: وہ کیا شرط ہے۔
- اُنھوں نے کہا: یہ مال فرداً فرداً ایک ایک، دو دو دینار ہر شیعہ نے تھیلیوں میں بند کرکے اپنی اپنی مہریں لگا دی ہیں۔ اور ابتک یہ ہوتا رہا ہے کہ جب ہم لوگ اس قسم کی رقوم لیکر آیا کرتے تو امام حسن عسکری علیہ السّلام بتادیا کرتے کہ کل رقم کتنی ہے اور اس میں فلاں فلاں شخص کے اتنے اتنے دینار اور ان سب کا نام بتاتے جنکی مہریں تھیلیوں

ثبت ہیں۔

- جعفر نے کہا: تم لوگ تو میرے بھائی پر افترا کر رہے ہو ایسا انھوں نے کبھی نہ کیا ہوگا کیونکہ یہ تو علم غیب ہے۔
- لوگوں نے جعفر کی یہ باتیں سنیں تو ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے۔
- جعفر نے کہا: وہ سب رقم میرے پاس لے آؤ۔
- انھوں نے کہا: جناب ہم لوگ تو اس مال کے امین ہیں۔ مالک نہیں ہیں لہٰذا جبتک ہم آپ کے اندر وہ اوصاف و نشانیاں نہ دیکھ لیں گے جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اندر تھیں، ہم ہرگز یہ رقم آپ کے حوالے نہ کریں گے اور اگر آپ امام ہیں دلیل سے ثابت کریں، ورنہ یہ رقم ہم اس کے مالکوں کو واپس کر دیں گے پھر انکی جو بھی مرضی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ جواب سنکر جعفر سیدھا خلیفۂ[1] وقت کے پاس پہنچا جو سرمن رائے میں تھا خلیفہ نے ان لوگوں کو طلب کیا اور کہا کہ یہ ساری رقم جعفر کو دیدو۔

- ان لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ آپ کو سلامت رکھے ہم لوگ درحقیقت اس تمام مال کے امین ہیں، اور ان لوگوں کی طرف سے وکیل ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ یہ مال بغیر ثبوت و علامت کے نہ دیا جائے اور یہ دستور و طریقہ حضرت امام حسن عسکری کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔
- خلیفہ نے پوچھا: ابو محمد امام حسن عسکریؑ کے پاس کیا ثبوت اور کیا علامت تھی؟
- انھوں نے جواب دیا: امام حسن عسکریؑ از خود بتا دیا کرتے تھے کہ کس تھیلی میں کتنی رقم ہے اور کس شخص کی مہر اس تھیلی پر لگی ہے، اور کل کتنے دینار ہیں۔ تو ہم لوگ وہ رقم ان کے حوالے کر دیتے تھے ہم لوگ متعدد بار رقوم لیکر آچکے ہیں، آج ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تو یہ تھا ثبوت اور یہ بھی علامت، مگر ان کا تو انتقال ہو چکا ہے اب اگر یہ شخص امام اور صاحب امر ہے تو یہ بھی وہی کرے جو اس کے بھائی کیا کرتے تھے، ورنہ ہم یہ سب رقم اس کے مالکوں کو واپس کر دیں گے۔
- جعفر نے کہا: یا امیر المومنین! یہ لوگ جھوٹے ہیں اور ہمارے بھائی کے متعلق جھوٹ کہتے ہیں۔ یہ تو علمِ غیب ہے

[1] وهو وزير المعتمد على الله احمد بن المتوكل ـ (كلينى فى الكافى ج ۱ ص۵۰۵)

- خلیفہ نے کہا: مگر یہ لوگ تو فرستادہ ہیں، جو کچھ کہا گیا ہے اس پر ہی عمل کریں گے۔
- خلیفہ کا یہ جواب سنکر جعفر سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔
- انھوں نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ اپنے محافظوں کو حکم دیں تاکہ وہ ہمیں صحیح و سلامت اس شہر سے نکال دیں۔
- خلیفہ نے ایک نقیب کو حکم دیا اور اس نے ان لوگوں کو شہر سے بحفاظت نکال دیا۔

جب یہ لوگ اس شہر سے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ان کے پاس ایک لڑکا آیا، جو کسی کا خادم معلوم ہوتا تھا اس نے پکار کر کہا اے فلاں بن فلاں! چلو تمھارے مولا تمھیں بلاتے ہیں۔

- ان لوگوں نے پوچھا: کیا تم ہی ہمارے مولا ہو؟
- اس نے کہا: خدا کی پناہ، میں تو تمھارے مولا کا غلام ہوں، آپ لوگ ان کے پاس چلیے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ پھر ہم اس غلام کے ساتھ چل دیے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے مکان میں داخل ہوئے تو دیکھا ان کے فرزند امام قائم علیہ السلام ایک تخت پر تشریف فرما ہیں آپ کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک رہا اور آپ سبز لباس میں ملبوس ہیں۔

ہم لوگوں نے جا کر سلام کیا، انھوں نے جواب سلام دیا پھر فرمایا: تمھارے پاس کل رقم اتنے دینار ہیں فلاں شخص نے اتنی رقم بھیجی ہے اور فلاں کی رقم اتنی ہے۔

اسی طرح فرداً فرداً سب کے نام اور ان کی ارسال کردہ رقم کی تفصیل بتائی۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کس کے پاس کونسی سواری اور کیا کیا سامان ہے۔ یہ سنکر ہم لوگ سجدۂ شکر میں گر گئے اور زمین بوسی کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں اپنے ولی اور ہمارے امام کا تعارف کرا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اپنے اپنے متعلق جو کچھ دریافت کرنا تھا معلوم کیا اور آپ نے سب کا جواب دیا اور ساری رقم آپ کے حوالے کر دی۔ پھر امام قائمؑ نے حکم دیا کہ آئندہ سرمن رائے میں کوئی مال یا رقم نہ لایا کرو کیونکہ ہم نے بغداد میں ایک شخص کو مقرر کر دیا ہے اس کے پاس لیجایا کرو اور اس کے پاس ہی ہماری توقیعات (تحریریں) برآمد ہوا کریں گی۔

صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ خلیفۂ وقت خود بھی جانتا تھا کہ امامت کیسا عہدہ ہے اور اس کا اہل کون ہو سکتا ہے اس لیے اس نے ان لوگوں اور ان کی رقم سے تعرض نہ کیا اور ان لوگوں کو جعفر سے محفوظ رکھا اور یہ حکم نہیں دیا کہ تم لوگ یہ سارا مال جعفر کے حوالے کر دو۔ تاہم وہ امر امامت کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا تھا ورنہ لوگوں کو پتہ چل جاتا تو سب ان کے حامی ہو کر ان کی طرف مائل ہو جاتے۔

- اور بروایت کافی جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی تو جعفر کذاب

خلیفہ معتمد کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا امیرالمومنین! میرے بھائی کے عہدۂ امامت پر آپ مجھے مقرر کر دیجیے میں آپ کو بیس ہزار دینار سالانہ دیا کروں گا۔

• خلیفہ معتمد نے کہا: سنو! تمھارے بھائی کو عہدۂ امامت ہم لوگوں نے نہیں دیا تھا بلکہ یہ عہدہ اُنھیں اللہ کی طرف سے عطا ہوا تھا، بلکہ ہم لوگوں نے تو بہت کوشش کی کہ ان کی منزلت کو گھٹائیں، مگر اللہ کی یہ منشاء نہ تھی، بلکہ وہ یوماً فیوماً (روز بروز) اُن کے علم و عبادت کی وجہ سے اُن کے مرتبے اور منزلت کو مزید بڑھاتا رہا۔ اور اگر واقعاً تم اپنے بھائی کے شیعوں کی نظر میں اُن کے جانشین ہو تو ہمیں مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر اُن لوگوں کی نظر میں تم اپنے بھائی کے جانشین نہیں ہو اور تمھارے اندر وہ اوصاف نہیں ہیں جو تمھارے بھائی میں تھے تو ہمارا امام مقرر کرنا تمھیں کوئی فائدہ نہ دیگا۔

(کمال الدین و تمام النعمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

۳۵ کامل بن ابراہیم کی روایت

جعفر بن محمد بن مالک نے محمد بن عبداللہ بن جعفر سے، انھوں نے محمد بن احمد انصاری سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ مفوّضہ اور مقصّرہ کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کے پاس بھیجا۔ کامل بن ابراہیم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اُن جناب سے دریافت کروں گا کہ کیا جنّت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جنکا اعتقاد اور قول ہمارے اعتقاد اور قول کے مطابق ہوگا، دوسرا کوئی داخل نہ ہوگا؟

کامل بن ابراہیم کا بیان ہے کہ جب میں اُن جناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کے جسم پر زرق برق اور نرم و نازک قسم کا لباس ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کے ولی اور اللہ کی حجّت خود تو ایسا نرم و نازک لباس زیب تن کیے ہوتے ہیں اور ہمیں اس قسم کا لباس پہننے کو منع کرتے اور کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں سے مواسات کرو۔

یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ آپؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے کامل! (یہ فرماکر آپ نے اپنی آستین اُلٹ دی تو میں نے دیکھا کہ اس لباس کا اَستر بہت موٹے اور سخت کپڑے (کھدّر) کا ہے جو آپ کی جلد سے متّصل ہے) دیکھو! یہ (سخت اور موٹا لباس۔ کھدّر) اللہ تعالٰی کے لیے ہے، اور یہ (نرم و نازک لباس) تم لوگوں کے لیے ہے۔

الغرض میں نے سلام کیا اور ایک دروازے کے پاس جا بیٹھا، جس کے اوپر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اتنے میں ہوا کا ایک جھونکا آیا اور پردہ اُٹھ گیا تو دیکھا کہ اندر ایک چار سال کا بچہ بیٹھا ہوا ہے جیسے چاندی کا ٹکڑا ہو۔ اور معاً اُس بچے نے آواز دی: اے کامل بن ابراہیم! (یہ سن کر میں

رز اُٹھا اور بیساختہ میری زبان سے نکلا) لبیک یا سیّدی۔ (آقا میں حاضر ہوں)۔

• اُن صاحبزادے نے فرمایا: تم ولیِ خدا، حجّتِ خدا اور بابِ الٰہی کے پاس یہ سوال لیکر آئے ہو کہ: "کیا وہ شخص جسکا اعتقاد اور قول ہمارے اعتقاد اور قول کے مطابق ہے اُس کے سوا کوئی اور جنّت میں داخل نہ ہوگا؟"

میں نے عرض کیا: جی ہاں، بخدا یہی دریافت کرنا چاہتا تھا۔

• آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہوگا تو قدرے قلیل لوگ داخلِ جنّت ہو سکیں گے۔ نہیں بخدا، بلکہ وہ قوم و گروہ بھی جنّت میں داخل ہوں گے جنکو حقّیہ کہتے ہیں۔

• میں نے عرض کیا: مولا! حقّیہ کون لوگ ہیں؟

• آپ نے فرمایا: یہ وہ قوم ہے جنکو علیؑ سے محبّت ہے، جو علیؑ کے حق کی قسم کھاتے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ علیؑ کا حق اور اُن کا فضل و شرف کیا ہے؟

• پھر وہ صاحبزادے قدرے خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: اور تم اس لیے بھی آئے ہو کہ مفوّضہ کے قول کے متعلق دریافت کرو۔ تو سنو! وہ لوگ جھوٹے ہیں، اور ہمارے قلوب تو مشیّتِ الٰہی کے محل ہیں۔ جب اللہ کی مشیّت ہوتی ہے تو ہماری منشا بھی ہو جاتی ہے: " وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ " (سورۃ الدھر آیت)

(اور وہ وہی چاہتے ہیں، جو اللہ چاہتا ہے)

• پھر جو پردہ ہوا سے ہٹ گیا تھا وہ برابر ہوگیا۔ اور مجھ میں ہمّت نہ ہوئی کہ دوبارہ پردہ اُٹھاؤں۔

• اس کے بعد حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے مسکرا کر میری طرف توجّہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے کامل! اب کیوں بیٹھے ہو تمھارے سوالات کے جوابات تو تمھیں اُس نے دیدیے جو میرے بعد حجّتِ خدا (امام) ہوں گے۔

• کامل کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا۔ اور پھر کبھی میں نے اُن کو نہیں دیکھا۔

★ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے کامل سے ملاقات کی اور اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے مجھ سے بھی یہ حدیث بیان کی۔

(دلائل الامامت طبری۔ غیبۃ طوسی)

۳۶ سطحِ آب پر مُصلّٰے

محمد بن یعقوب نے احمد بن نضر سے، انھوں نے قنبری سے روایت کی ہے جو اولادِ

قنبرِ کبیر میں سے تھا اور حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السّلام کا خادم تھا۔ احمد بن نصر کا بیان ہے
میں نے قنبری سے پوچھا: کیا تم نے صاحب الزّمانؑ کو دیکھا ہے ؟

- قنبری نے کہا: میں نے تو نہیں، میرے غیر نے دیکھا ہے۔
- میں نے پوچھا: وہ غیر کون ہے ؟
- اُس نے کہا: جعفر۔ اور جعفر نے تو انھیں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

★

رشیق صاحبِ مادرای سے روایت کی گئی ہے اُس کا بیان ہے کہ ہم تین آدمیوں کے پاس معتضد نے آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ تم میں سے ہر ایک گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے ساتھ کوئی معمولی سی چیز بھی نہ لے، البتہ زین پر ایک مصلّیٰ رکھ لے اور سامرّہ کے فلاں محلّے اور فلاں مکان پر جا پہنچو۔ وہاں تم کو دروازے پر ایک حبشی خادم ملے گا، تم لوگ اس مکان کا محاصرہ کر لینا اور جو شخص بھی اس مکان میں نظر آتے اسے کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔

چنانچہ حسب الحکم ہم لوگ سامرّہ میں اُس مکان پر پہنچے تو بات بالکل صحیح تھی دروازے پر ایک حبشی خادم موجود تھا جس کے ہاتھ میں ایک چیز تھی جسے وہ بُن رہا تھا۔

- ہم نے اُس سے پوچھا: اِس گھر میں کون ہے ؟
- اُس نے کہا: گھر کا مالک۔

اور بجداُس نے ہم لوگوں کو کوئی اہمیت ہی نہیں۔ بہرحال ہم نے حسب الحکم گھر کا محاصرہ کر لیا اس گھر کے دروازے پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اِس میں کوئی رہتا ہی نہیں ہے۔ ہم نے پردہ اُٹھایا تو ایک بڑا سا کمرہ نظر آیا اور اس کے اندر پانی ایسی لہریں مار رہا تھا جیسے دریا، اور کمرے آخری سرے پر ایک چٹائی پانی کی سطح پر بچھی ہوئی تھی جس کے اوپر ایک شخص انتہائی شکیل وجمیل کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے جس نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ دی، ہم میں سے ایک شخص احمد بن عبداللہ نے کمرہ کے میں داخل ہونے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ آنِ واحد میں پانی کے اندر غوطے کھانے لگا میں نے فوراً ہی اُسے سہارا دیا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال لیا مگر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر عالم غشی میں رہا۔ اس کے بعد ہمارے دوسرے ساتھی نے بھی بڑی ہمت کی، مگر اس کا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے کا ہو چکا تھا۔ اب میں تنہا حیرانی کے عالم میں تھا کہ کیا کروں۔ چنانچہ نے اہلِ خانہ کو پکار کر اعتذار کیا اور عرض کیا کہ ہم آپ سے اور اللہ تعالیٰ سے معذرت طلب ہیں ہمیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کس کے پاس آئے ہیں، ہم اللہ سے توبہ واستغفار کرتے ہیں۔

میں یہ سب کچھ معذرت کے بطور کہتا رہا لیکن اندر سے کسی کا کوئی جواب نہ آیا اور اُنھوں نے ہماری طرف کوئی توجہ ہی نہ دی اور نماز میں مشغول رہے۔ یہ دیکھ کر ہم پر مزید ہیبت وخوف طاری ہو گیا

اور ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے۔

اُدھر معتضد کو ہمارے آنے کا انتظار تھا اس نے دربانوں کو حکم بھیج دیا تھا کہ یہ لوگ جس وقت بھی آئیں، انھیں نہ روکا جائے ہمارے پاس آنے دیا جائے۔ چنانچہ ہم لوگ شب کے وقت واپس ہوئے اور معتضد کے پاس پہنچ کر آنکھوں دیکھا اور خود پر گذرا ہوا احوال اُس سے بیان کر دیا۔

- اُس نے کہا: تمھارا بُرا ہو جائے، ابھی مجھ سے پہلے تو کسی سے اس قصّے کو بیان نہیں کیا
- ہم لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔
- اُس نے کہا: میں اپنے جد اور اپنے ایمان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس واقعے کو میں نے کسی کی زبان سے سُن لیا تو تم لوگوں کی گردنیں مار دوں گا۔

اِس لیے اُس کی زندگی میں ہم نے اس واقعے کو کسی سے بیان کرنے کی جسارت نہیں کی۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۷) گرفتاری کیلئے فوج کی آمد

کتاب "الخرائج والجرائح" میں بھی رشیق صاحب مادرائی سے روایت ہے کہ اس کیلئے ایک بڑا لشکر بھیجا گیا، جب وہ لشکر امام حسن عسکری علیہ السّلام کے گھر میں داخل ہوا تو سرداب سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سنائی دی تو سب کے سب سرداب کے دروازے پر جمع ہو گئے تاکہ نہ کوئی باہر نکل سکے اور نہ اندر داخل ہو سکے اور لشکر کا امیر سرداب کے دروازے پر پہرے کے لیے کھڑا ہو گیا تاکہ لشکر والے نماز سے فارغ ہو لیں تو پھر کارروائی شروع کریں۔ اِدھر لشکری نماز میں مشغول ہو گئے تو آپ (حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام) سرداب کے دروازے سے نکلے اور اُن لوگوں کے سامنے سے نکل کر چلے گئے اور غائب ہو گئے۔ جب لشکری نماز سے فارغ ہو چکے تو سردارِ لشکر نے کہا کہ اب سرداب کے اندر اتر جاؤ۔

- اُن لوگوں نے کہا: اے امیر! وہ تو آپ کے سامنے ہی سے نکل کر گئے ہیں کیا آپ نے انھیں نہیں دیکھا ؟
- امیرِ لشکر نے کہا: نہیں میں نے نہیں دیکھا۔ مگر تم نے انھیں کیوں چھوڑا ؟
- اُن لوگوں نے کہا: ہم تو سمجھے کہ آپ نے دیکھ لیا ہے اور خود ہی چھوڑ دیا ہے۔

(الخرائج والجرائح)

(۳۸) چند عریضے بھیجنے والے

صاحبِ "کتاب النجوم" کا بیان ہے کہ میں اپنے زمانے میں چند ایسے لوگوں سے ملا ہوں جن کا دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت امام مہدی علیہ السّلام کو دیکھا ہے اور اُنمیں سے چند کے پاس آپکے خطوط آئے ہیں

★ لہٰذا اُن ہی میں سے ایک صاحب نے اپنا نام بتانے کی اجازت نہیں دی، اُن کا بیان ہے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا: جب زیارت کا وقت ہوگا تو تم کو اشارہ مل جائے گا۔

چنانچہ جب وقت آیا تو وہ روضۂ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں تھا وہاں اُس نے ایک زائر کی آواز سنی جیسے وہ اِس سے قبل خواب میں سُن چکا تھا۔ وہ آواز اُس شخص کی تھی جو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی قبر پر زیارت پڑھ رہا تھا۔ یہ فوراً اندر داخل ہوا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پائین قبر کھڑا ہوگیا اور وہ جن کے متعلق یہ یقین تھا یہی امام مہدی علیہ السلام ہیں اور مصروفِ زیارت ہیں جب باہر نکلے تو اُن کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا، مگر یہ شخص اُن سے انتہائی ادب کی بنا پر مخاطب نہ ہوسکا۔

★ دوسرے صاحب رشید ابوالعباس بن میمون واسطی ہیں جنھوں نے ہمیں سامرا جاتے وقت دورانِ راہ بتایا کہ جب میرے جد شیخ ورام بن ابی فراس قدس سرہٗ محاذِ جنگ سے تنگ آکر حلہ سے نکلے اور روضۂ مقدسہ کاظمین میں ایک ہفتہ کم دو ماہ مقیم رہے تو میں واسط سے سرّمن رائے کے لیے چلا شدید سردی کا موسم تھا۔ روضۂ کاظمین میں میری اُن سے ملاقات ہوئی، میں نے اپنا ارادہ اُن پر ظاہر کیا تو اُنھوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمھیں ایک عریضہ لکھ کر دوں، تم اس کو اپنے کپڑوں میں باندھ لو اور جب قبہ شریف (سامرا) میں پہنچو تو اولِ شب ہی روضے کے اندر داخل ہوجانا، اور وہیں رہنا۔ جب سب لوگ زیارت کرکے چلے جائیں تو بالکل آخر میں تم نکلنا اور میرا یہ عریضہ وہیں قبہ کے پاس ڈال دینا اور صبح سویرے وہاں پہنچو اور دیکھو وہ عریضہ نہیں ہے تو کسی سے کچھ نہ کہنا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور صبح سویرے وہاں پہنچا تو وہ عریضہ نظر نہ آیا اب میں اپنے اہل وعیال میں جانے لگا اور وہ شیخ (جنکا عریضہ لیگیا تھا) مجھ سے پہلے اپنے اہل وعیال میں حلہ جا چکے تھے، میں اُن کے مکان پر اُن سے ملا۔ تو اُنھوں نے بتایا کہ جس مقصد کے لیے عریضہ لکھا تھا وہ پورا ہوگیا۔

ابوالعباس کا بیان ہے کہ شیخ موصوف کے انتقال کو بیس سال ہوگئے مگر آج تک میں نے اس واقعے کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ بس تم سے بیان کر رہا ہوں۔

★ ایک صاحب اور ہیں جن کی راست گوئی میرے نزدیک محقق ہے۔ اُن کا بیان ہے

میں حضرت صاحب الزمان امام مہدی علیہ السلام سے التجا و تمنا کیا کرتا تھا کہ آپ اپنے زمانۂ غیبت میں مجھے اپنے خادموں اور غلاموں میں شامل ہونے کی اجازت دیدیں، مگر اس تمنا کو میں نے کسی سے بتایا نہ تھا۔ ۲۹ رجب ۶۳۵ھ یوم پنجشنبہ کو میرے پاس رشید ابوالعباس واسطی آئے اور بغیر میرے کچھ کہے ہوئے خود ہی کہنے لگے " اُنھوں نے اَز روئے شفقت و مہربانی تم سے فرمایا ہے، اگر تم حدودِ صبر میں رہو تو تمھاری مراد پوری ہوگی۔"

- میں نے دریافت کیا: یہ آپ کس کی طرف سے کہہ رہے ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: یہ میں نے اپنے آقا امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے کہا ہے۔

★ نیز ایک صاحب میرے نزدیک صادق القول ہیں۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنی بہت سی مشکلات تحریر کیں اور درخواست کی کہ آپ خود اپنے قلم سے اس عریضہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ اور یہ عریضہ لیکر میں سرّمن رائے میں سرداب کے اندر پہنچا۔ مگر یہ خوف لاحق ہوا کہ اگر یہاں چھوڑتا ہوں تو کسی کے ہاتھ لگ جائیگا (تو ضائع ہوجائے گا) اس لیے اپنے ساتھ واپس لے آیا اور سرداب سے نکل کر روضۂ اقدس کے ایک پتھر کے نیچے رکھدیا۔ یہ شبِ جمعہ کا واقعہ ہے۔ جب تقریباً نصف شب گذر گئی تو ایک خادم دوڑا ہوا آیا اور بولا۔ وہ اپنا عریضہ مجھے دو۔

مگر میں نماز میں مشغول تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوکر نکلا اور دیکھا تو نہ کوئی خادم تھا اور نہ مخدوم۔ (اس حدیث کے بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام مہدیؑ میرے اس عریضے سے مطلع تھے جس کا علم کسی کو نہ تھا اور اُن ہی نے اپنے خادم کو بھیجا تھا۔)

(۳۹) وضو کیلئے چشمہ اُبل پڑا، اور شریف عمر کے بالینِ سر آئے

مجھ سے بیان کیا بزرگ سید علی بن ابراہیم عریضی علوی حسینی نے، اُنھوں نے علی بن علی بن نما سے روایت کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن علی بن حمزہ اقساسی نے شریف علی بن جعفر بن علی مدائنی علوی کے گھر میں یہ واقعہ بیان کیا کہ کوفہ میں ایک پستہ قد شیخ تھے جو زہد میں مشہور سیاحت کے شائق، عبادت گذار اور آثار صالحہ کے دلدادہ تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ

میں اپنے والد کے ساتھ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ بزرگ تشریف لائے اور میرے والد سے گفتگو کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو اُنھوں نے بیان کیا کہ:

ایک شب کو میں مسجدِ جعفی میں تھا جو بیرونِ کوفہ ایک قدیم مسجد ہے۔ آدھی رات ہو چکی تھی اور میں تنہائی میں مصروفِ عبادت تھا کہ تین اشخاص مسجد میں داخل ہوئے۔ جب وہ وسطِ عمارت میں پہنچے تو اُن میں سے ایک زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ سے ایک جگہ کی مٹی داہنے اور بائیں ہٹانے لگا۔ تو وہاں ایک چشمۂ آب نمودار ہوا، اُس نے اُس پانی سے وضو کیا اور اپنے ساتھیوں سے بھی وضو کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ اُنھوں نے بھی وضو کیا۔ اب وہ شخص آگے کھڑا ہوا اور وہ دونوں اُس کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی چونکہ اسطرح چشمہ اُبلتے دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، اس لیے جب نماز ختم ہوئی تو جو صف میں میری داہنی جانب کھڑا ہوا تھا، میں نے اُس سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں ؟

اُس نے جواب دیا: یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے فرزند صاحب الامر ہیں۔

یہ سنکر میں اُن کے قریب گیا اور آپ کے دستہائے مبارک کی دست بوسی کی۔

- پھر عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آپ شریف عمر بن حمزہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ کیا وہ حق پر ہے ؟
- آپ نے فرمایا، نہیں۔ مگر ہو سکتا ہے کہ راہِ ہدایت پر آجائے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جبتک وہ ہمیں نہ دیکھ لیگا، نہیں مریگا۔
- یہ سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی

پھر کچھ دن کے بعد شریف عمر کا انتقال ہوگیا، مگر ہم نے کسی سے نہیں سنا کہ اُس نے حضرت صاحب الامرعؑ کو دیکھا ہے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ میری ملاقات شیخ زاہد سے ہوئی تو میں نے اس کو وہ واقعہ یاد دلایا اور کہا: تم نے تو کہا تھا کہ شریف عمر جبتک صاحب الزّمان عؑ کی زیارت نہ کرلیگا، نہیں مرے گا۔ ایسا کہاں ہوا ؟

- اس نے کہا: تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ مرنے سے پہلے اس نے زیارت نہیں کی تھی ؟

اس کے بعد میری ملاقات شریف عمر بن حمزہ کے فرزند شریف ابو المناقب سے ہوئی اور ان کے والد کے متعلق گفتگو چھڑ گئی تو اُنھوں نے بتایا کہ ایک شب کے آخری حصّے میں جب میں اپنے والد کے پاس موجود تھا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھے اُن کی ساری قوت جواب دے چکی تھی بلکہ آواز بھی دھیمی پڑ گئی تھی اور مکان کے تمام دروازے بھی بند تھے کہ ایک شخص (نہ معلوم کس طرف سے گھر کے) اندر داخل ہوا۔ ہم ایسا گھبر گئے کہ اُس سے یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ آپ کون ہیں (اور کسطرف سے) آئے ہیں اور آنے کا مقصد کیا ہے۔

وہ شخص آکر میرے والد کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کچھ دیر تک میرے والد سے باتیں کرتا رہا، میرے والد روتے رہے۔ پھر وہ اُٹھ کر چلا گیا۔

- جب وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا تو میرے والد نے کہا، مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ۔
- ہم نے سہارا دیکر اُنھیں بٹھا دیا۔
- اُنھوں نے آنکھیں کھولیں اور کہا: وہ صاحب کہاں ہیں جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے؟
- ہم نے جواب دیا: وہ تو چلے گئے۔
- اُنھوں نے کہا: اُنھیں بلا لاؤ۔
- ہم لوگ اُنھیں بلانے کے لیے گھر سے باہر گئے، گھر میں بھی تلاش کیا، کیونکہ گھر کے تمام دروازے بند تھے، تاہم اُن کا کہیں پتہ نہ چلا۔ بالآخر اُنھیں واپس آکر بتایا کہ وہ صاحب تو ہمیں باوجود تلاشِ بسیار کے نہیں ملے۔ آخر وہ تھے کون صاحب ؟
- میرے والد نے کہا: وہ حضرت صاحب الزّمان علیہ السّلام تھے۔

اِس کے بعد میرے والد کا مرض شدید ہو گیا اور اُن پر غشی طاری ہو گئی۔

(تنبیہ الخاطر)

(۴۰) ناحیہّ کا مذاق نہ اُڑاؤ اور اپنے مال کا خمس ادا کرو

ابو الحسن مسترق ضریر سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں ایک دن حسن بن عبداللہ بن حمدان ناصر الدولہ کی مجلس میں موجود تھا، وہاں ناحیہ کے واقعات کا ذکر آیا اور میں اُس کا مذاق اُڑاتا رہا کہ اسی اثنا میں ایک دن میرے چچا حسین تشریف لائے میں ان واقعات کے متعلق اُن سے گفتگو کرنے لگا۔ تو اُنھوں نے فرمایا: اے فرزند! میں بھی تمہاری طرح ایسا ہی خیال رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے قم کی حکومت پر مامور کیا گیا، کیونکہ سلطان پر ایک مشکل آپڑی تھی، سلطان کی طرف سے جو بھی وہاں جاتا اہلِ قم اُس سے آمادۂ پیکار ہو جاتے۔

چنانچہ مجھے ایک فوج سپرد کی گئی اور میں قم کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب میں ناحیۂ طرز[1] تک پہنچا اور وہاں مقیم ہو گیا تو ایک دن شکار کے لیے گیا۔ اتفاقاً میں شکار کا پیچھا کر رہا تھا، تو میرے سامنے ایک نہر حائل ہو گئی لیکن میں اُس کے اندر اُتر گیا اور شکار کے تعقب میں آگے ہی بڑھتا رہا۔ اب جتنا میں آگے بڑھتا گیا نہر وسیع و عریض ہوتی جاتی تھی اسی دوران مجھے ایک سوار نظر آیا جو سرخ گھوڑے پر سوار اور سر پر سبز عمامہ اس انداز سے بندھا ہوا تھا کہ صرف اُسکی آنکھیں نظر آرہی تھیں اور پاؤں میں سرخ رنگ کے موزے تھے۔ اُس نے آتے ہی پکارا۔ اے حسین! (یعنی اُس نے

[1] طرز:- ایک محلّہ تھا جہاں کپڑا بُنا جاتا تھا

مجھے نہ تو اے امیر کہہ کر پکارا اور نہ میری کنیت لے ابو عبداللہ کہا، بلکہ تحقیراً میرا نام لیکر پکارا)

- میں نے دریافت کیا: کیا کام ہے؟
- اُس سوار نے کہا: ناحیہ کا مذاق کیوں اُڑاتے ہو اور میرے اصحاب کو اپنے مال کا خمس کیوں نہیں دیتے؟

حسین کہتے ہیں کہ اگرچہ میں ایک دلیر اور جرأتمند شخص تھا مگر اُس سوار کی ہیبت مجھ پر طاری ہوگئی اور میرے جسم میں رعشہ سا پیدا ہوگیا۔ تاہم میں نے ہمت سے کام لیا اور عرض کیا:

- اے میرے آقا! آپ جو حکم فرمائیں اُس کی تعمیل کروں گا۔
- اُنھوں نے فرمایا: اچھا تمھارا جہاں جانے کا ارادہ ہے جاؤ اور وہاں سے جو کچھ بھی تمھیں بہر صورت حاصل ہو جائے اُس میں سے مستحقین کا حصّہ خمس ادا کر دینا۔
- میں نے عرض کیا: بسر و چشم۔
- پھر فرمایا: اچھا جاؤ، اللہ تمھیں نیک ہدایت دے۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنے گھوڑے کی لجام موڑی اور واپس چلے گئے۔ میں نے اپنے دائیں بائیں، مڑ مڑ کر بہت دیکھا مگر معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔ اور اب تو مجھ پر اُن کا رُعب اور چھا گیا اور وہیں سے میں اپنے لشکر کی طرف واپس آگیا۔ پھر یہ واقعہ میرے حافظے سے یکسر محو ہوگیا۔

جب میں قم پہنچا تو میرے ذہن میں یہ بات اُبھری کہ مجھے اِس قوم سے جنگ کرنی پڑیگی مگر میرے پہنچتے ہی اہلِ قم میرے پاس جمع ہو کر آئے اور بولے: اب تک تو جو حاکم بھی یہاں آیا ہم اُس سے برسرِ پیکار ہوئے، مگر اب آپ آئے ہیں تو ہم آپ سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ آپ شہر میں تشریف لے چلیں اور وہاں کا انتظام و انصرام سنبھالیں۔

چنانچہ میں ایک عرصۂ دراز تک وہاں رہا اور توقع سے زیادہ مال کمایا۔ مگر لشکر کے سرداروں نے سلطان سے میری چغلی لگادی اور وہ حسد کی آگ میں جلنے لگے کہ یہ ایک عرصے سے یہاں رہ کر مال کما رہے ہیں۔

لہٰذا میں معزول کر دیا گیا اور واپس بغداد آگیا۔ پہلے سلطان کے پاس حاضری دی اُسے سلام کیا۔ پھر اپنے گھر آیا۔ اور لوگ میری ملاقات کو آئے اُن میں محمد بن عثمان عمری (آپ امامِ زمانہ کے نوابِ اربعہ میں سے تھے) بھی تشریف لائے اور میرے تکیے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ مجھے بڑا غصّہ آیا۔ لوگ آتے جاتے رہے اور میرا غصّہ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ جب سب لوگ رخصت ہوگئے تو وہ میرے قریب آئے اور بولے:

مجھے تم سے تنہائی میں کچھ کہنا ہے۔

میں نے کہا: فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں

- اُنھوں نے کہا: ایک مرتبہ نہر پر ایک سرخ گھوڑے والے سے تمھاری ملاقات ہوئی تھی، اُن کا پیغام کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اب تم بھی اپنا وعدہ پورا کرو۔
- یہ سنتے ہی مجھے وہ واقعہ یاد آگیا اور میں کانپ اُٹھا۔ اور عرض کیا: بسر و چشم: یہ کہہ کر میں وہاں سے اُٹھا، اُن کا ہاتھ پکڑا اور اپنے خزانے کے پاس لے آیا۔ اور وہ ہر مال کا پانچواں حصّہ (خمس) نکالنے لگے یہاں تک کہ اُن اموال کا بھی خمس نکالا جن کو میں بھول چکا تھا اِسکے بعد وہ واپس چلے گئے۔

اِس واقعے کے بعد میرے نزدیک حضرت صاحب الامرؑ کا وجود محقّق ہوگیا، پھر مجھے اس سلسلے میں کوئی شک نہ رہا۔ (الخرائج والجرائح)

راوی کا بیان ہے کہ جب سے میں نے اپنے چچا سے یہ واقعہ سُنا میرا بھی شک رفع ہوگیا۔

(الخرائج والجرائح)

(۴۱) حجرِ اسود کو نصب کرنا ۳۳۷ھ کا واقعہ

ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب میں ۳۳۷ھ میں حج کے ارادے سے چلا اور بغداد پہنچا۔ یہی وہ سال تھا جس میں قرامطہ نے خانۂ کعبہ سے حجرِ اسود کو اُس کے مقام سے ہٹا دیا تھا۔ تو میں بہت بے چین تھا کہ دیکھوں بھلا اب حجرِ اسود کو اُس کے مقام پر کون نصب کرتا ہے۔ اِس لیے کہ میری نظر سے کتابوں میں گذر چکا تھا کہ حجرِ اسود کو اُس کے مقام پر وہی رکھے گا جو اُس زمانے میں حجتِ خدا ہوگا۔ جس طرح حجّاج کے زمانے میں اُس کو اُس کے مقام پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے رکھا تھا اور وہ ٹھہر گیا تھا، مگر بغداد پہنچ کر میں سخت بیمار ہوا اور ڈر تھا کہ اِس بیماری میں میری موت نہ واقع ہو جائے۔

چنانچہ مجھے اپنا ارادۂ حج ترک کرنا پڑا اور میں نے ابن ہشام کو اپنا نائب بنایا اور اپنا سربمہر ایک خط دیا جس میں اپنی مدّتِ عمر دریافت کی تھی، اور یہ کہ اِس بیماری میں میری موت واقع ہوگی یا نہیں، اور اُس سے یہ کہا کہ یہ خط اُس شخص کو دینا جو حجرِ اسود کو اُس کی جگہ پر نصب کرے۔ اُس سے اس کا جواب لانا میں تمھیں اسی غرض سے بھیج رہا ہوں۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ میں مکّہ پہنچا اور جب حجرِ اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تو میں نے خانۂ کعبہ کے محافظوں کو کچھ رقم دی تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں اور ایسے مقام پر کھڑا کریں

جہاں سے میں دیکھ سکوں کہ حجرِ اسود کو کس نے نصب کیا اور یہ کہ وہ مجھے لوگوں کے اژدہام سے بچاتے رہیں۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ جو شخص بھی حجرِ اسود کو نصب کرتا ہے وہ اپنی جگہ پر نہیں ٹھہرتا۔ ناگاہ ایک گورے رنگ کا خوبصورت نوجوان آگے بڑھا، اُس نے حجرِ اسود کو اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کیا اور وہ ٹھہر گیا۔ پھر کیا تھا ہر طرف سے نعرے بلند ہونے لگے اور وہ نوجوان وہاں سے دروازے کی طرف واپس ہوا، اِدھر میں بھی اپنی جگہ سے اُس کے پیچھے چل دیا، میں لوگوں کو اسطرح دائیں بائیں سے دھکیل رہا تھا کہ لوگ سمجھے کہ یہ کوئی پاگل ہے اسی بنا پر لوگ مجھے راستہ دینے لگے، مگر میں نے اپنی نظریں مسلسل اُس نوجوان پر جمائے رکھیں، یہانتک کہ وہ لوگوں کے ہجوم سے باہر نکل گیا اور میں اُس کے عقب میں نہایت سرعت سے بڑھتا چلا گیا اور وہ اپنی معتدل رفتار سے چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، تاہم میں اُس تک نہیں پہنچ سکا۔ مگر جب وہ ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں میرے سوا اُس کو کوئی نہ دیکھ سکے تو وہ کھڑا ہو گیا اور میری طرف متوجہ ہو کر بولا:

- "لاؤ تمھارے پاس کیا ہے؟"
- میں نے آگے بڑھ کر وہ خط اُن کے حوالے کیا۔
- اُنھوں نے اُس خط کو بغیر پڑھے فرمایا: اِس بیماری میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے اور جو چیز یقینی ہے وہ تیس برس بعد ہوگی۔

میری آنکھوں میں فرطِ محبت سے آنسو آ گئے۔ میں بے حس و حرکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا اور وہ مجھے چھوڑ کر غائب ہو گئے۔

"ابوالقاسم جعفر کا بیان ہے کہ ابن ہشام نے آکر مجھے زبانی یہ سب کچھ کہہ سنایا"

اور جب ۳۶۷ھ میں تیس سال بعد ابوالقاسم جعفر بیمار ہوئے تو اُنھوں نے اپنے تمام معاملات سمیٹے، اپنے تکفین و تدفین کا انتظام درست کیا، وصیت نامہ لکھا تو لوگوں نے کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ اُمید ہے کہ آپ صحتیاب ہوں گے۔

- اُنھوں نے کہا: اِس سال تو مجھے موت کا خوف دلایا گیا ہے۔

چنانچہ اسی بیماری میں اُن کا انتقال ہوا۔ (الخرائج والجرائح)

(۴۲) ابو محمد دعلجی سے خطاب:

روایت کی گئی ہے کہ ابو محمد دعلجی جو ہمارے اصحابِ اخیار میں سے تھے اُن کے دو بیٹے تھے ایک نیکوکار تھا جس کا نام ابوالحسن تھا اور مُردوں کو غسل دیا کرتا تھا اور دوسرا بدکار و بدچلن تھا۔

ابو محمد دعلجی کو کسی نے ایک رقم دی تھی کہ وہ اس رقم سے حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف مناسکِ حج ادا کرے۔ اُس زمانے میں شیعوں کا یہی دستور تھا۔

ابو محمد نے اُس رقم کا کچھ حصہ اپنے بدچلن بیٹے کو دیدیا اور خود حج کے سفر پر روانہ ہو گیا۔

جب حج سے واپس آیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں موقف (عرفات) میں ایک جگہ کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک گندمی رنگ کا خوبصورت نوجوان آتا ہوا نظر آیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

- اے شیخ! تجھے شرم نہیں آتی؟
- میں نے پوچھا: اے میرے سردار! کس بات پر شرم؟
- اُنھوں نے کہا: تجھے ایک شخص کی طرف سے جسکو تو جانتا ہے حج کرنے کے لیے رقم دی گئی تھی اور تو نے اُس میں سے کچھ رقم ایک فاسق کو دیدی جو شراب پیتا ہے۔

یاد رکھ عنقریب تیری یہ آنکھ پھوٹ جائے گی۔

یہ کہکر اُنھوں نے میری آنکھ کی طرف اشارہ کیا، جس کی وجہ سے ابتک مجھے اپنی آنکھ ضائع ہونے کا خوف لاحق ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان کا بیان ہے کہ چالیس دن بھی نہیں گذرے تھے کہ اُس کی آنکھ میں، جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا، ایک زخم ظاہر ہوا اور وہ آنکھ جاتی رہی۔

(۴۳) حضرت امام زمانہؑ ہر سال پاپیادہ حج کو جاتے ہیں

ابواحمد بن راشد نے اپنے بعض اخوانِ اہلِ مدائن سے روایت کی ہے کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ موقعہ حج پر تھا تو دیکھا کہ ایک نوجوان بیٹھا ہوا ہے جس کے جسم پر ایک ازار اور ایک چادر تھی اور یہ دونوں چیزیں ہمارے اندازے کے مطابق ڈیڑھ سو دینار کی یقیناً تھیں اور اس کے پاؤں میں زرد رنگ کی نعلین تھیں جن پر نہ کوئی گرد و غبار اور نہ کوئی پیدل سفر کرنے کا نشان تھا۔ اسی اثنا میں اُس کے پاس ایک سائل پہنچ گیا تو اُس نوجوان نے زمین سے کچھ اُٹھا کر سائل کو دیدیا۔ سائل نے اُس کو بہت سی دعائیں دیں۔ اور وہ نوجوان وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔

- ہم لوگ اُس سائل کے پاس گئے اور اُس سے دریافت کیا کہ اُس نوجوان نے تمھیں کیا دیا؟
- اُس نے کہا: یہ سونے کی ڈلیاں دی ہیں۔

ہم لوگوں نے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ وہ بیس مثقال کی ضرور تھیں۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ہمارے مولا و آقا اِس سال حج میں ہمارے ساتھ ہیں مگر ہم نے اُنھیں پہچانا نہیں چلو اُنھیں تلاش کریں

پھر ہم لوگوں نے سارے موقف میں تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے تو واپس آئے اور جو لوگ اُن کے قریب نزدیک بیٹھے تھے اُن سے اُس جوان کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے صرف اتنا بتایا کہ وہ ایک علوی جوان ہے جو ہر سال پاپیادہ مدینہ سے حج کے لیے آیا کرتا ہے۔

(الخرائج والجرائح)

(۴۴) طواف دوبارہ کرو

جعفر بن حمدان نے حسن بن حسین سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں طوافِ خانۂ کعبہ میں مصروف تھا کہ میرے دل میں شک پیدا ہو گیا (کہ میرا طواف شاید صحیح نہیں ہوا) ناگاہ ایک خوبصورت نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے سات طواف دوبارہ مکمل کرو۔

(الخرائج والجرائح)

(۴۵) ابوعمرو عمری کا بیان

حمدان قلانسی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابوعمرو عمری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام تو گزر گئے اُنھوں نے کہا: ہاں، اُن کا انتقال ہو گیا، مگر تم لوگوں کے درمیان اپنا ایک خلف چھوڑ گئے ہیں جن کی گردن میری اس گردن کے مانند ہے۔ (یہ کہکر ہاتھ سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

(کتاب الارشاد)

(۴۶) حجرِ اسود کو بوسہ دینے والوں کو ہدایت

ابوعبداللہ بن صالح سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو حجرِ اسود کے سامنے دیکھا جبکہ لوگ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لیے ایک دوسرے کو گھسیٹ رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ تم لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(کتاب الارشاد)

(۴۷) جعفر کذاب نے حضرتِ حجت کو دوبار دیکھا

ابوعبداللہ بن صالح اور احمد بن نضر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ قنبری کے سامنے جعفر (کذاب) بن علیؑ کا ذکر آیا۔ اُس نے اُسے بُرا کہا تو میں نے کہا: کیا یہ نہیں ہیں (امام) کوئی اور ہے۔؟ اُس نے کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا کیا تم نے اُن کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں، بلکہ میرے غیر نے تو دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ غیر کون ہے؟ اُس نے کہا: جعفر کذاب۔[1]

[1] (الارشاد)

(۴۸) عمرو اہوازی نے آپکی زیارت کی

اسناد کے ساتھ علی بن محمد سے روایت ہے اُنھوں نے جعفر بن محمد کوفی سے، اور اُنھوں نے جعفر مکفوف سے، اُنھوں نے عمرو اہوازی سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو دکھایا اور فرمایا: دیکھو! یہ تمہارا امامؑ ہے۔

(۴۹) طریف خادم نے آپکی زیارت کی

ابن قولویہ نے کلینیؒ سے، اُنھوں نے محمد بن یحییٰ سے، اُنھوں نے حسن بن علی نیشاپوری سے، اُنھوں نے ابراہیم بن محمد سے، اُنھوں نے ابونصر طریف خادم سے روایت کی ہے کہ اُس نے بھی حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ (کتاب الارشاد)

(۵۰) آپ کو دعا پڑھتے ہوئے سُنا

صاحب مہج الدعوات کا بیان ہے کہ میں سرّمن رائے میں تھا اور وہاں سحر کے وقت حضرت امام قائم علیہ السلام کو دعا پڑھتے سُنا جسے میں نے یاد کر لیا اُس دعا میں آپ زندہ و مردہ مومنین کے لیے دعا فرما رہے تھے کہ پروردگار تو ان لوگوں کو میرے عہدِ حکومت میں زندہ کر دینا۔

اور یہ واقعہ شبِ چہارشنبہ ۱۳ ذی القعدہ ۶۳۸ھ کا ہے۔

(۵۱) آپ نے (میرے) دُنبل کا آپریشن کر دیا

صاحبِ کشف الغمہ تحریر فرماتے ہیں کہ (بیماری سے صحت کے بارے میں) میں دو قصے نقل کرتا ہوں جو ہمارے زمانے کے قریب ہی پیش آئے۔ اور جن کو ہمارے ایمانی بھائیوں میں سے ثقہ لوگوں کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ بلادِ دجلہ میں اسماعیل بن حسن ہرقلی، جس کا انتقال میرے ہی زمانے میں ہوا لیکن مجھے اُسے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، اس کے فرزند شمس الدین نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے والد نے اس سے بیان کیا کہ جوانی میں اس کی بائیں ران پر توت کی شکل کا ایک مسّہ نکل آیا جو ایک مُشت کے برابر ہو گیا اور وہ ہر فصلِ ربیع کے زمانے میں پھٹ جاتا جس سے بکثرت خون نکلتا اس کی وجہ سے میں کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت

وہ اپنے قریہ ہرقل میں مقیم تھے۔ ایک دن وہ حلّہ آئے اور سعید رضی الدّین علی بن طاؤوسؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کی اور عرض کیا کہ میں علاج کی غرض سے حاضر ہوا ہوں انھوں نے حلّہ کے اطبّاء کو بلا کر دکھایا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ یہ مسئلہ رگِ اکحل پر ہے اس کا علاج پُرخطر ہے۔ اگر اسے کاٹا جائے تو رگ کے کٹ جانے کا خوف ہے جس کی وجہ سے موت واقع ہوسکتی ہے۔

سعید رضی الدّین قدس سرہٗ نے کہا کہ تم میرے ہمراہ بغداد چلو وہاں کے اطبّاء ماہر اور حاذق ہیں۔

چنانچہ وہ اُن کے ساتھ بغداد گئے وہاں کے اطبّاء کو دکھایا، مگر انھوں نے بھی وہی جواب دیا جو حِلّہ کے اطبّاء دے چکے تھے۔ پھر تو میرے والد زیادہ دل تنگ ہوئے۔

سعید رضی الدّین نے اُن سے کہا: شرع نے تمھیں اِنہی کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، البتہ جہاں تک ممکن ہوسکے احتیاط سے کام لو۔

میرے والد نے عرض کیا: اب جبکہ میں بغداد میں مقیم ہوں تو سرّمن رائے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے روضے کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔ پھر اپنے وطن واپس جاؤں۔

یہ کہکر انھوں نے اپنا تمام سامان سعید رضی الدّینؒ کے پاس چھوڑا اور سرّمن رائے کے لیے روانہ ہوگئے۔

اُن کا بیان ہے کہ وہاں پہنچ کر روضے میں داخل ہوا ائمہ طاہرینؑ کی زیارت پڑھی پھر سرداب کے اندر گیا اور وہاں میں نے اللہ تعالیٰ اور امام زمانہ سے فریاد کی اور پنجشنبہ تک اُسی روضے میں مقیم رہا۔ اس کے بعد دریائے دجلہ پر گیا، وہاں غسل کیا، صاف ستھرے کپڑے پہنے اور ایک لوٹے میں پانی بھر لیا اور وہاں سے پھر روضۂ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی طرف روانہ ہوا۔ درمیانِ راہ میں نے دیکھا کہ چار سوار شہر پناہ کے دروازے سے برآمد ہوئے۔ کیونکہ روضۂ مقدّسہ کے اطراف کے باشندے اپنی بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔ اِس لیے میں سمجھا کہ یہ سوار بھی انہی لوگوں سے ہوں گے۔ مگر جب نزدیک آئے تو دیکھا کہ تین جوان ہیں اُن میں سے ایک غلام معلوم ہوتا ہے۔ یہ تینوں کمر میں تلواریں لٹکائے ہوئے ہیں ایک بوڑھے ہیں جو ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے ہیں اور چہرے پر نقاب ہے۔ اُن تینوں میں سے ایک جوان اپنی تلوار کے اوپر ہی پوستین کی رنگین عبا پہنے ہوئے ہے سر پر عمامہ ہے جس کا ایک سرا گلے میں لپٹا ہوا ہے۔

مجھے دیکھ کر وہ بزرگ جنکے ہاتھ میں نیزہ تھا، راستے کی داہنی جانب کھڑے ہوگئے اور اپنے نیزے کی نوک زمین پر رکھدی اور دو جوان راستے کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ باقی رہ گئے وہ صاحب جو رنگین پوستین کی عبا میں ملبوس تھے، وہ بالکل میرے مقابل راستے پر کھڑے ہوگئے۔

میں جب قریب پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے جواب سلام دیا۔ پھر وہ صاحب جو پوستین کی عبا میں ملبوس تھے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا: کیا تم کل اپنے وطن واپس جانے کا عزم رکھتے ہو؟

- میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اُنھوں نے فرمایا: آؤ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ تمھیں کیا تکلیف ہے۔

مگر مجھے ان لوگوں کا میرے بدن کو مس کرنا پسند نہ آیا کیونکہ مجھے خیال تھا کہ یہ لوگ دیہاتی ہیں انھیں نجاست و طہارت کا کیا خیال ہوسکتا ہے۔ اور میں دریا میں غسل کرکے آرہا تھا، بدن پر کپڑے بھی قدرے گیلے تھے۔ تاہم میں آگے بڑھ گیا۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور میرے پہلو کیطرف ٹٹولنے لگے یہانتک اُن کا ہاتھ اُس مسّے (دُنبل) تک جا پہنچا، انھوں نے اُسے پکڑ کر اپنے ہاتھ سے دبایا تو مجھے قدرے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ کر وہ اپنے گھوڑے کی زین پر بیٹھ گئے اور اُن بوڑھے بزرگوار نے فرمایا:

- اے اسماعیل! جاؤ، اب تم نے اس بیماری سے نجات پالی۔

مجھے تعجب ہوا کہ انھیں میرا نام کیسے معلوم ہوگیا، مگر میں نے کہا: انشاءاللہ، ہم بھی اچھے اور نجات یافتہ اور آپ حضرات تو اچھے ہیں ہی۔

- راوی کا بیان ہے کہ پھر اُن بزرگوار نے فرمایا: تمھیں نہیں معلوم، یہ امامِ زمانہ ہیں۔
- یہ سُنتے ہی میں آگے بڑھا اور اُن کے قدموں کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور میں اُن کے پیچھے پیچھے چلدیا۔
- اُنھوں نے فرمایا: بس اب واپس ہو جاؤ۔
- میں نے عرض کیا: نہیں، میں تو اب آپ کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔
- اُنھوں نے فرمایا: تمھارے واپس جانے ہی میں تمھارا فائدہ ہے۔ اور مصلحت بھی یہی ہے
- میں نے پھر اصرار کیا: نہیں میں تو واپس نہیں جاتا۔
- پھر اُن بزرگوار نے مجھے ڈانٹ کر کہا: اے اسماعیل! تمھیں شرم نہیں آتی، تم سے تمھارے امام دو مرتبہ کہہ چکے ہیں اور تم واپس نہیں جاتے۔ واپس جاؤ۔
- یہ سنکر میں کھڑا ہوگیا۔ وہ چند قدم آگے بڑھے اور مجھ سے پکار کر فرمایا: جب تم بغداد پہنچو گے تو تمھیں ابوجعفر خلیفہ مستنصر لازماً طلب کریگا۔ جب تم اُس کے پاس جاؤ اور وہ تمھیں کچھ دے تو مت لینا اور میرے فرزند رضی سے کہنا وہ تمھیں ایک خط علی بن

عوض کے نام لکھ کر دیں گے اور میں نے علی بن عوض سے کہدیا ہے۔ تم اُن سے جتنا چاہو مانگ لینا، وہ دیں گے۔

یہ کہکر وہ (حضرت صاحب الزمان علیہ السلام) اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے اور میں اُن حضرات کو حسرت سے تکتا رہ گیا۔ جب وہ بہت دور نکل گئے تو مجھے اُن کی جدائی کا قلق بڑھتا ہی رہا، پھر میں زمین پر تھکا تھکا سا ہو کر بیٹھ گیا اور کچھ دیر دم لیکر روضے کی جانب آیا تو پہریدار میرے گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے: کیا بات ہے؟ تمھارا چہرہ اس قدر متغیر کیوں ہے؟ کیا کہیں چوٹ لگ گئی ہے؟

- میں نے کہا: نہیں۔
- اُنھوں نے پوچھا: کیا تمھارا کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟
- میں نے کہا: نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بتاؤ وہ چار سوار جو تمھاری طرف سے گذرے ہیں، کیا تم انھیں پہچانتے ہو؟
- اُنھوں نے کہا: ہاں۔ یہ سادات سے ہیں۔ بھیڑ بکریاں چراتے ہیں۔
- میں نے کہا: (تمھیں کچھ معلوم نہیں) وہی تو امام زمانہ علیہ السلام تھے۔
- وہ پوچھنے لگے: اُن میں امام کون تھے؟ وہ بزرگوار تھے یا وہ جو پوستین کی عبا پہنے ہوئے تھے؟
- میں نے کہا: جو پوستین کی عبا پہنے ہوئے تھے۔
- اُنھوں نے پوچھا: تو پھر تم نے انھیں اپنا مرض دکھایا؟
- میں نے کہا: ہاں، اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے اُس کو دبایا اور مجھے تھوڑی سی تکلیف ضرور محسوس ہوئی۔

پھر میں نے اپنا پاؤں کھول کر دیکھا تو اس دُنبل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مجھے کچھ حیرتناک شک ہوا تو میں نے دوسرا پاؤں کھول کر دیکھا تو اس میں بھی کچھ نہ تھا۔ اب وہ لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میری قمیص کو پھاڑ پھاڑ کر اور نوچ نوچ کر بطور تبرک لے گئے۔ پہریداروں نے جب یہ حال دیکھا تو میری حفاظت کی اور خزانے کی کوٹھری میں لیجا کر بند کر دیا اور وہاں کسی کو نہ آنے دیا۔ وہاں سامرا میں دو نہروں کے درمیان ایک داروغہ مقرر تھا۔ جب اُس نے یہ شور و غل سُنا تو لوگوں سے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے واقعہ بیان کیا تو وہ خود خزانے کی کوٹھری کے پاس آگیا۔ میرا نام پوچھا اور یہ کہ تم بغداد سے کب آتے تھے؟ میں نے بتایا کہ میں اس ہفتہ کے شروع میں آیا تھا۔ وہ یہ پوچھ کر چلا گیا اور میں نے

روضۂ سامرا میں شب بسر کی۔ صبح کی نماز پڑھ کر وہاں سے چلدیا، بہت سے لوگ دور تک مجھے رخصت کرنے کے لیے آئے کچھ دور میرے ساتھ چلے پھر واپس ہو گئے۔

یہاں سے چل کر میں حدودِ بغداد میں مقامِ اوانی پر پہنچا، وہاں شب بھر رہ کر صبح پھر وہاں سے بغداد کے لیے چلدیا، جب میں جسرِ کہنہ (پُل) پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں لوگوں کا ایک اژدہام ہے۔ ہر رہگذار سے لوگ اس کا نام و نسب دریافت کرتے ہیں اور یہ کہ تم کہاں سے آ رہے ہو۔

- چنانچہ اُنھوں نے مجھ سے بھی دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام و نسب ہے، اور تم کہاں سے آ رہے ہو؟
- جب میں نے انھیں سب کچھ بتایا تو اُنھوں نے مجھے گھیر لیا اور میرے کپڑے نوچنے لگے۔ بمشکل میں نے اُن سے اپنی جان بچائی۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ نہرین کے داروغہ

اُن لوگوں کو پہلے ہی اطلاع دیدی تھی اسی بنا پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ قریب تھا کہ میری جان چلی جاتی۔ اُدھر وزیر قمی نے سعید رضی الدین رح کو طلب کیا اور اس خبر کی تصدیق چاہی۔ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چل پڑے اور باب نوبی پر اُن سے میری ملاقات ہو گئی۔ اُن کے اصحاب نے میرے اطراف سے ہجوم کو برطرف کیا۔

- سعید رضی الدین نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کیا تمھارے ہی بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں۔
- یہ سُن کر وہ سواری سے اُتر پڑے اور میری ران کھولکر دیکھی تو اُس پر کسی دُنبل وغیرہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہ دیکھتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے وزیر کے پاس لیگئے۔ وہ روتے جاتے اور فرماتے جاتے، یہ میرا بھائی اور سب سے زیادہ میرے دل سے قریب ہے۔

وزیر نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے؟

میں نے مِن و عَن سارا قصہ بیان کر دیا۔ اُس نے اُن اطبا کو طلب کر لیا جنھوں نے مجھے دیکھ کر کہا تھا کہ اس کا علاج آپریشن ہے لیکن اگر آپریشن کیا گیا تو یہ مر جائے گا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ بالفرض اس کا آپریشن ہو جائے اور مرنے سے بچ بھی جائے تو پھر تندرست ہونے میں کافی وقت لگ جائے گا (کم از کم دو ماہ میں صحت ہو گی۔) اور اس مقام پر اچھا خاصا زخم کا گہرا نشان باقی رہ جائے گا جس پر کبھی بال نہ اُگیں گے۔

وزیر نے پوچھا: تم لوگوں نے اس کو کب دیکھا تھا؟

اطبا نے جواب دیا: دس دن پہلے۔

- وزیر نے میری ران کھولکر دیکھی تو اُس پر کسی طرح کا کوئی نشان نہ تھا۔
- اطبا میں سے ایک نے پکار کر کہا: ارے یہ تو صرف حضرت عیسیٰؑ کرسکتے ہیں۔
- وزیر نے کہا: ہاں سچ ہے۔ واقعی یہ کام تمھارے بس کا نہیں، مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ کس کی کرامت ہے۔

پھر مجھے خلیفہ مستنصر کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اُس نے بھی مکمل پوچھ گچھ اور معلومات کیں تو میں نے اُس کو بھی قصہ تفصیل سے بتایا۔ اُس نے مجھے ایک ہزار دینار دیے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا: یہ تمھارے اخراجات کے لیے ہیں۔

- میں نے کہا: اس میں سے ایک دینار بھی لینے کی جسارت نہ کروں گا۔
- اُس نے پوچھا: کس سے خوفزدہ ہو؟
- میں نے کہا: اُسی سے، جس نے مجھے شفا دی ہے۔
- یہ جواب سنکر خلیفہ نے پوچھا: کیا تم ابوجعفر سے کچھ نہ لوگے۔" اور یہ کہکر وہ رونے لگا" اور بہت غمگین ہوا۔ اور میں اُس سے کچھ لیے بغیر ہی وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا، اور واپس آیا۔

★ علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دن یہی قصہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیان کررہا تھا، حسن اتفاق سے اُن لوگوں میں اُن کے فرزند شمس الدین محمد بھی موجود تھے جب میں سارا قصہ بیان کرچکا تو اُنھوں نے کہا: میں اُن ہی کا فرزند اُن ہی کے صلب سے ہوں۔

- میں نے پوچھا: کیا تم نے اُن کی ران پر وہ دُنبل دیکھا تھا؟
- اُس نے کہا: نہیں، میں اس وقت بالکل بچہ تھا مگر شفایابی کے بعد دیکھا تھا اُس مقام پر بال اُگے ہوئے تھے۔

علی بن عیسیٰ کہتے ہیں، میں نے سید صفی الدین محمد بن محمد بن بشیر علوی موسوی اور نجم الدین حیدر بن الیسر سے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا۔ (یہ دونوں حضرات اُس وقت کے سربرآوردہ لوگوں میں سے میرے دوست تھے۔ اور اُنھوں نے اسماعیل بن حسن کو اس مرض اور اس کے بعد صحت کے عالم میں دیکھا تھا) اُنھوں نے اس کی تصدیق کی۔

نیز اُن کے فرزند شمس الدین نے بیان کیا کہ اس واقعے کے بعد میرے والد بہت محزون رہنے لگے، اُنھیں جدائی کا بڑا قلق تھا۔ چنانچہ موسم سرما میں بغداد جایا کرتے اور پورے موسم سرما وہیں قیام کرتے اور ہر روز وہاں سے سامرا جاتے اور زیارت کرکے واپس آتے۔

اس طرح اُنھوں نے اس مرتبہ چالیسویں مرتبہ زیارت کی، صرف اس تمنا میں کہ شاید وہ موقع پھر آجائے اور امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کی سعادت حاصل ہوجائے۔ مگر اللہ اُن پر رحم فرمائے اسی سال اُن کا انتقال ہوگیا۔

○ **دوسرا واقعہ :** سید باقی بن عطوہ الحسنی نے اپنے والد سے روایت کی ہے:

ایک دن عشاء کے وقت ہم سب لوگ جمع تھے کہ اچانک عطوہ زور سے چلائے اور ہمیں پکارا۔ ہم لوگ دوڑ پڑے تو وہ بولے کہ تمھارے امام زمانہ ابھی ابھی میرے پاس سے گئے ہیں جلدی جاکر ان کی زیارت کرو۔

- ہم لوگ باہر گئے، اِدھر اُدھر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ ہم واپس آئے اور اُن سے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے؟
- اُنھوں نے بتایا کہ ابھی میرے پاس ایک شخص آیا اور بولا: اے عطوہ!
- میں نے کہا: آپ کون ہیں؟
- اُنھوں نے کہا: میں تمھارے فرزندوں کا امام ہوں (عطوہ خود زیدیہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فرزندان امامیہ گروہ سے) اُنھوں نے فرمایا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تم کو اس مرض سے نجات دلادوں۔

یہ کہکر اُنھوں نے میری ناف پر ہاتھ رکھا، ذرا سا دباکر زور دیا، پھر چلے گئے۔ اب میں نے اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھا تو میں بالکل صحت مند تھا۔ پھر یہ قصہ بہت مشہور ہوا۔ میں نے فرزندانِ عطوہ کے علاوہ دوسروں سے بھی پوچھا تو اُن لوگوں نے اِس واقعے کی تصدیق کی۔

الغرض حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں شفابخشی کے اسی طرح کے بہت سے واقعات ہیں طوالت کے خوف کی وجہ سے یہاں حذف کیے جاتے ہیں جو کچھ بیان ہوئے ہیں وہ کافی جان کر آگے بڑھتے ہیں۔

(کشف الغمہ)

(۵۲) آپ کی پسندیدہ ترین سرزمین (از کافی)

علی بن محمد نے ابو محمد وجنائی سے روایت ہے کہ اُن سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات سے دس دن پہلے حضرت امام عصرؑ نے فرمایا کہ پروردگار! یہ خطہ مجھے بہت پسند کاش اسے نہ چھوڑنا پڑتا

(۵۳) آپؑ نے اپنے پدرِ بزرگوار کی نمازِ جنازہ پڑھائی

ابو الادیان سے مروی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسنؑ بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کا خادم تھا اور آپؑ کے خطوط مختلف شہروں میں لیکر جاتا تھا۔ جب آپؑ کا وقتِ وفات قریب آیا، میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے بہت سے خطوط تحریر فرمائے اور فرمایا کہ تم ان کو مدائن لیکر جاؤ گے۔ اس میں تمہیں پندرہ دن لگیں گے۔ پندرہویں دن جب تم سرّمن رائے واپس آؤ گے تو میرے گھر سے آہ و بکا کی آوازیں سنو گے اور مجھے تختۂ غسل پر پاؤ گے۔

- ابو الادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آقا! جب ایسا ہوگا تو پھر (امام) کون ہوگا؟
- فرمایا: جو تم سے اِن خطوط کے جوابات طلب کرے گا وہی میرے بعد امام قائم ہوگا
- میں نے عرض کیا کوئی اور علامت؟
- فرمایا: جو میرے جنازے کی نماز پڑھائے گا، وہ میرے بعد امام قائم ہوگا۔
- میں نے عرض کیا: کوئی اور علامت؟
- فرمایا: جو تھیلی (ہمیان) کی رقم کی نشاندہی کرے گا۔

میں جرأت نہ کرسکا کہ پوچھوں کہ ہمیان میں کتنی رقم ہوگی اور میں خطوط لیکر مدائن چلا گیا، وہاں سے ان کے جوابات وصول کیے اور پندرہویں دن سرّمن رائے واپس آیا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا اور آتے ہی میں نے ان کے گھر سے گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہوتے سنیں اور دیکھا کہ جعفر بن علیؑ گھر کے دروازے پر بیٹھا ہے اور شیعوں کا مجمع ہے۔ وہ لوگ اس سے رسمِ تعزیت ادا کررہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اب یہی امام ہے تو امامت کا خدا ہی حافظ ہے اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ جعفر (کذاب) بن علیؑ شراب خوار اور قمار باز ہے اور وہ گانے بجانے میں بھی مشغول رہتا ہے۔

بہرحال میں نے بھی آگے بڑھ کر اُسے رسمِ تعزیت ادا کی، مگر اُس نے مجھ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا ہی نہیں۔ اس کے بعد عقید (خادم) اندر سے برآمد ہوا اور اُس نے کہا، مالک آپ کے بھائی کو کفن دیا جاچکا ہے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھ لیں۔

یہ سنکر جعفر بن علیؑ اندر گیا اور اُس کے ساتھ دوسرے شیعہ بھی گئے۔ جب ہم لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی میت ایک تابوت میں کفن کی جاچکی ہے۔

جعفر بن علیؑ آگے بڑھا تاکہ اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھائے۔ جونہی اُس نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، اندر سے ایک بچہ گندمی رنگ، سر پر زلفیں، دندان مبارک کھڑکی دار، (زنان خانے سے) برآمد ہوا اور آکر کہنے لگا: چچا! آپ پیچھے جائیں، میں اپنے باپ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ سنکر جعفر نے منہ بنایا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اور وہ بچہ آگے بڑھا اور نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں اُن کے والد کی قبر کے پہلو میں دفن کیا۔

- پھر اُس بچے نے (حضرت امام زمانہؑ نے) فرمایا: اے بصری! تمہارے پاس جو خطوط کے جوابات ہیں وہ مجھے دکھاؤ۔
- میں نے اُن کی خدمت میں پیش کیے اور دل میں سوچا کہ یہ دوسری نشانی ہے؟ اب صرف ہمیان (تھیلی) والی علامت اور باقی ہے۔ پھر میں وہاں سے اٹھ کر جعفر بن علیؑ کے پاس آیا۔ وہ آہیں بھر رہا تھا۔
- حاجز وشّار نے پوچھا: اے سیّدی! وہ بچہ کون تھا؟
- جعفر نے کہا: مجھے نہیں معلوم وہ کون تھا، نہ میں اسے پہچانتا ہوں
- ابھی ہم لوگ وہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ قم کے کچھ لوگ وارد ہوئے اور پوچھنے لگے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کہاں ہیں؟
- لوگوں نے بتایا: اُن کا تو انتقال ہوچکا ہے۔
- انہوں نے دریافت کیا: اُن کی تعزیت کس کو دی جائے؟
- لوگوں نے جعفر بن علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔
- انہوں نے (اہلِ قم نے) آگے بڑھ کر اُسے سلام کیا اور تعزیت کا حق ادا کیا اور بولے ہمارے پاس کچھ خطوط اور رقوم ہیں۔ یہ بتائیے وہ خطوط کس کے ہیں اور رقم کتنی ہے؟
- یہ سنکر جعفر اپنا لباس سمیٹتا ہوا اٹھا اور بولا: لوگ چاہتے ہیں کہ ہم غیب کی باتیں بھی انہیں بتائیں۔
- اتنے میں اندر سے ایک خادم برآمد ہوا اور بولا: تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک تھیلی میں ایکہزار دینار ہیں مگر اس میں سے دس دینار ملمع چڑھے اور نقوش مٹے ہوئے ہیں۔
- یہ سنکر قم والوں نے وہ خطوط اور تھیلی خادم کے حوالے کردی اور کہا: جس نے تجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے درحقیقت وہی امام ہے۔

اس کے بعد جعفر بن علیؑ معتمد کے پاس پہنچا اور اُسے سارا حال کہہ سنایا۔ اُس نے

اپنے سپاہی روانہ کیے کہ صیقل خادمہ کو گرفتار کر لو اور اُس سے وہ بچہ طلب کرو۔

سپاہی صیقل کو گرفتار کر کے لائے اور اُس سے بچہ طلب کیا تو اُس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تو ابھی حمل ہے (تاکہ اس بچے یعنی امام زمانہؑ کا حال لوگوں سے پوشیدہ رہے)

چنانچہ اُسے ابنِ ابی شوارب قاضی کے حوالے کر دیا گیا، مگر اسی اثنا میں یحییٰ بن خاقان کا انتقال ہوگیا اور بصرے میں صاحبِ زنج نے خروج کر دیا، سب لوگ اس افراتفری میں مشغول ہوگئے اور صیقل کی طرف سے اُن کا دھیان منتقل ہوگیا اور وہ ان لوگوں کے پنجے سے نکل گئی اور خدائے وحدہٗ لاشریک کا شکر ادا کیا۔

(اکمال الدین)

(۵۴) عیسیٰ بن مہدی جوہری کی ضیافت

ہمارے اصحاب کی بعض تالیفات میں یہ روایت مذکور ہے کہ حسین بن حمدان نے اور اُن سے ابو محمد عیسیٰ بن مہدی جوہری نے بیان کیا کہ میں ۲۶۰ھ میں حج کے لیے چلا اور ارادہ یہ تھا کہ مدینہ بھی جاؤں گا اس لیے کہ ہم لوگوں کے پاس یہ صحیح خبر پہنچی تھی کہ صاحب الزمان علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے۔ ابھی میں قلعۂ فید سے کچھ آگے بڑھا ہی تھا کہ بیمار پڑ گیا اور جی چاہتا تھا کہیں سے مچھلی اور کھجور مل جاتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اسی حال میں مدینہ پہنچا اور اپنے دینی بھائیوں سے ملاقات کی اُنھوں نے بھی مجھے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری سنائی کہ وہ صابر میں ظہور فرما چکے ہیں۔ چنانچہ میں صابر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وادی میں پہنچا تو وہاں چند دبلی پتلی بکریاں دیکھیں، پھر میں حدودِ قصر میں داخل ہوا اور وہاں ٹھہر کر انتظار کرنے لگا کہ کیا امر واقع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھ لیں اور دعاؤں میں مشغول ہوا۔ ناگاہ بدر خادم نے مجھے آواز دی کہ اے عیسیٰ بن مہدی جوہری! اندر آجاؤ۔

یہ سنکر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اندر داخل ہوگیا۔ جب قصر کے صحن میں پہنچا تو دیکھا کہ دسترخوان لگا ہوا ہے۔ خادم نے مجھے لیجا کر دسترخوان پر بٹھا دیا اور کہا: آپ کے مولا کا حکم ہے کہ باوجود بیماری کے تم جتنا چاہو کھاؤ۔

- میں نے کہا: کیونکر کھاؤں، میرے مولا و آقا تو نظر ہی نہیں آتے؟
- آواز آئی: اے عیسیٰ! کھانا کھالو، تم مجھے دیکھ بھی لوگے۔

الغرض میں دسترخوان پر بیٹھ گیا اور کھانے کی طرف متوجّہ ہوا تو دیکھا کہ گرم گرم تلی ہوئی مچھلیاں ہیں، کچھ کھجوریں اور دودھ ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ

میں بیمار ہوں مجھے مچھلی اور کھجور اور دودھ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

- آواز آئی: اے عیسیٰ! تم ہمارے امر میں شک کرتے ہو، کیا تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو کہ کونسی چیز تمھارے لیے مفید ہے اور کونسی مضر؟
- یہ سنکر میں آبدیدہ ہوگیا، توبہ و استغفار کیا اور ہر کھانے میں سے کھانا شروع کر دیا جو انتہائی لذیذ کھانے تھے دنیا میں کبھی ایسے لذیذ کھانے میں نے کبھی نہیں کھاتے تھے چنانچہ میں نے بسیار خوری کا مظاہرہ کیا اور اپنی خوراک سے بہت زیادہ کھالیا۔ مگر مجھے اپنی بسیار خوری پر شرم محسوس ہوئی۔
- معاً آواز آئی: اے عیسیٰ! شرم نہ کرو، یہ طعامہائے جنت ہیں ان کے تیار کرنے میں کسی مخلوق کا ہاتھ نہیں لگا ہے۔
- پھر میں نے مزید کھایا، مگر محسوس کیا کہ کھانے سے طبیعت سیر نہیں ہوتی تو کہا: مولا! اب تو میں نے بہت کھانا کھالیا ہے بس اب کافی ضیافت ہوگئی۔
- فرمایا: اچھا، اب اِدھر آؤ۔

میں نے دل میں کہا، کیا میں اپنے مولا کی خدمت میں بغیر ہاتھ منہ دھوتے ہوئے چلا جاؤں؟

- آواز آئی: اے عیسیٰ! ذرا دیکھو! کیا تمھارے ہاتھ میں کچھ لگا ہے؟
- میں نے دیکھا اور ہاتھ کو سونگھا تو اس میں مشک و کافور کی خوشبو مہک رہی تھی لہٰذا میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں جا پہنچا اور زیارت کی تو دیکھا کہ آپؑ کے چہرے سے ایسا نور ساطع ہوا کہ میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور عقل گم ہوگئی
- آپؑ نے فرمایا: اے عیسیٰ! اگر جھٹلانے والے یہ نہ کہتے کہ وہ کہاں ہیں؟ اُن کا ظہور کب ہوگا؟ وہ کب پیدا ہوئے؟ اُن کو کس نے دیکھا؟ اُن کی طرف سے تمھارے پاس کیا آیا؟ اُنھوں نے تم لوگوں کو کیا پیغام دیا؟ اُن کا معجزہ کونسا ظاہر ہوا؟ تو یقین کرو کہ تم ہمیں کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور خدا کی قسم، اسی طرح کے معجزے لوگوں نے امیرالمومنینؑ سے ظاہر ہوتے دیکھے، مگر اس کے باوجود اُنھوں نے خود کو اُن حضرت پر مقدم کیا، اُنؑ سے کید و مکر کیا، بالآخر انھیں قتل کر دیا، اور اسی طرح ہمارے دیگر آبائے طاہرین علیہم السلام کے ساتھ بھی بدسلوکی کا عمل کیا، اُنکو سحّار سمجھا، اُن کی تصدیق نہیں کی اور جو معجزات اُن سے ظاہر ہوتے اُن کے متعلق کہا گیا کہ یہ سحر و جادو ہے اور ان کے قبضے میں جنّ وغیرہ ہیں۔

اے عیسیٰ! جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ میرے دوستوں کو بتانا، میرے دشمنوں سے پوشیدہ رکھنا۔

- میں نے عرض کیا: دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے۔
- فرمایا: اگر تم ثابت قدم نہ ہوتے تو مجھے دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ اچھا اب جاؤ۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا وہاں سے چلا آیا۔

(۵۵) ابو راجح حمامی کا مشہور واقعہ

سید علی بن عبد الحمید نے اپنی کتاب "السلطان المفرج عن اہل الایمان" میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں کہ:

وہ قصہ جو سب سے زیادہ مشہور و مشتہر ہے سارے خطے میں اس کا چرچا ہے وہ حلہ میں ابو راجح حمامی کا قصہ ہے جسے وہاں کے علماء و افاضل کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے منجملہ ان افاضین کے ایک شیخ زاہد عابد محقق شمس الدین محمد بن قارون بھی ہیں۔ ان کا بیان ہے حلہ میں ایک حاکم تھا جس کو لوگ مرجان صغیر کہتے تھے۔ اس کو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو راجح صحابہ کو گالی دیتا ہے۔ چنانچہ راجح کو پکڑ کر بلایا اور حکم دیا کہ اس کو مارو۔

لوگوں نے اس کو اتنی شدید مار لگائی کہ جسم کا ہر عضو مجروح ہو گیا اور منہ پر اتنی مار پڑی کہ اس کے دانت تک ٹوٹ کر گر گئے، پھر اس کی زبان میں لوہے کا سوا چبھایا گیا، پھر اس کی ناک چھید کر اس میں ایک رسی باندھی گئی اور اپنے اصحاب کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اس کو حلہ کی گلیوں میں پھراؤ۔ اور ہر طرف سے اس پر مار لگاؤ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بیچارہ مار کھاتے کھاتے زمین پر گر پڑا، لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا۔ تو حاکم کو اطلاع دی گئی تو اس نے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

حاضرین دربار نے کہا اس سے کیا فائدہ۔ یہ بڈھا ہے اس کے لیے یہی سزا کافی ہے مردہ ہو چکا ہے اب اسے چھوڑ دیجیے، یہ اپنی موت مرجائے گا، آپ اس کا خون اپنی گردن پر کیوں لیتے ہیں۔

جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو، اس کا منہ اور زبان متورم ہو چکی ہے چنانچہ اس کے گھر والے اسے مردہ سمجھ کر اٹھا کر لے گئے۔ اور سب کو یقین تھا کہ وہ آج شب میں مرجائے گا۔ زندگی کے آثار ختم ہو گئے تھے۔

مگر دوسرے دن صبح جب لوگ اسے دیکھنے کے لیے آئے تو دیکھا کہ وہ تو بالکل صحتمند اور تندرست ہے اور نماز پڑھ رہا ہے، اس کے دانت جو توڑ دیے گئے تھے سب بعینہٖ اس کے منہ میں موجود ہیں، اس کے جسم کے سارے زخم اور منہ کے زخم اس طرح مندمل ہو چکے ہیں گویا اسے چوٹ کی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اور چوٹ کے نشانات بھی نہ تھے۔

- یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔؟
- اس نے بتایا: میں موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا، زبان تو گویا تھی ہی نہیں جس سے دعا کرتا، لہٰذا میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے آقا و مولا سے فریاد کی، جب شب کا کافی حصہ گذر گیا تو میں نے دیکھا کہ سارا گھر روشنی سے منور ہو گیا ہے اور میرے مولا حضرت صاحب الزمان علیہ السلام اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں، اب اٹھ جاؤ اور اپنے اہل و عیال میں جاؤ۔ تم اب بالکل صحتمند ہو گئے ہو۔
- لہٰذا صبح کے وقت جب میں اپنے مقام سے اٹھا تو بالکل صحتمند تھا جیسا کہ آپ لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

شمس الدین محمد بن قارون مذکور کا بیان ہے کہ خدا کی قسم، یہ ابو راجح بہت ضعیف پتلا دبلا، زرد رنگ، بدصورت، چھوٹی سی داڑھی والا شخص تھا۔ میں ہمیشہ اسی حمام میں جایا کرتا جس میں وہ تھا اور میں ہمیشہ اس کو اسی حالت میں پاتا تھا، مگر اس دن صبح کو دیگر لوگوں کے ساتھ جب میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کا جسم مضبوط، اعضا توانا اور قد بھی لمبا ہے اور داڑھی پہلے سے بڑی اور چہرہ سرخی مائل ہے، معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیس سال کا نوجوان ہے۔ پھر وہ مرتے دم تک اسی حال میں رہا۔

جب اس کی اس معجزانہ صحتیابی کی خبر مشہور ہوئی تو حلہ کے حاکم نے اس کو طلب کیا اور وہ ایک دن پہلے اس کو زخمی حالت میں دیکھ ہی چکا تھا۔ لیکن اب جو دیکھا تو وہ بالکل تندرست اور صحیح حالت میں ہے اس کے جسم کے کسی حصے پر زخم کا نشان تک نہیں ہے۔ اس کے دانت جو بالکل توڑ دیے گئے تھے پھر واپس آگئے ہیں، تو حاکم پر اس کا بہت اثر پڑا اور اس پر رعب چھا گیا۔ اس سے قبل وہ حلہ میں مقام حضرت صاحب الزمان ؑ پر بیٹھا کرتا تو اس کی طرف پشت کر لیا کرتا تھا مگر اس واقعہ کے بعد وہ اس مقام کے سامنے منہ کر کے بیٹھتا اور اہل حلہ کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آنے لگا۔ ان کے خطا کاروں کو معاف کر دیتا اور نیکو کاروں کے ساتھ نیکی سے پیش آتا، مگر اس سے اسے کوئی نفع نہ پہنچا، بلکہ چند دنوں بعد وہ مر گیا۔

○ ابن الخطیب اور عثمان کا مجادلہ

شیخ محترم عالم فاضل شمس الدین محمد بن

قارون مذکور نے دوسرا واقعہ یہ بھی بیان کیا کہ بادشاہوں کے مصاحبین میں سے ایک شخص معتمر بن شمس تھا جس کو مذوّر کے نام سے پکارا جاتا تھا اور قریۂ برس اور علویین کے اوقاف کا نگران تھا، اُس کا ایک نائب بنام ابن الخطیب تھا اور اس کا ایک غلام تھا جس کا نام عثمان تھا جو اس کے اخراجات کا کام سنبھالتا تھا۔ ابن الخطیب ایک صالح اور مردِ مومن تھا اور عثمان مخالفین میں سے تھا۔ ان دونوں میں ہمیشہ مذہبی بحث ہوا کرتی تھی۔

ایک دن اتّفاق سے مقام ابراہیمؑ کے بارے میں رعایا کے سامنے ان دونوں میں مباحثہ شروع ہوگیا تو ابن الخطیب نے عثمان سے کہا کہ حق ابھی واضح ہوا جاتا ہے کہ میں اپنے ہاتھ پر اُن حضرات کے اسمٰء لکھتا ہوں جن سے میں تولّا و محبت رکھتا ہوں اور تم اپنے ہاتھ پر اُن لوگوں کا نام لکھو جن سے تم تولّا رکھتے ہو یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کا۔ پھر میرا اور تمہارا دونوں کا ہاتھ ایک ساتھ ملاکر باندھ دیا جائے گا، پھر دونوں کو آگ کے اندر ڈال دیا جائے گا، جس کا ہاتھ جل جائے وہ باطل پر اور جس کا ہاتھ نہ جلے وہ حق پر ہوگا۔

مگر عثمان بزدل ہوکر پیچھے ہٹ گیا اور اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو سارے عوام و حاضرین و رعایا اس پر تالیاں پیٹنے لگے۔ عثمان کی ماں سامنے کوٹھے پر بیٹھی یہ منظر دیکھ رہی تھی اور اُن کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے جب عثمان کی ہجو پر تالیاں سنیں تو مجمع کو گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے لگی، ابھی وہ گالیاں دے ہی رہی تھی کہ اندھی ہوگئی، آنکھوں کی بصارت یکسر جاتی رہی اب تو وہ بدحواسی میں چلّانے لگی اور اس نے اپنی سہیلیوں کو آواز دی۔ وہ دوڑی ہوئی اوپر گئیں تو دیکھا کہ اس کی آنکھیں تو بالکل صحیح نظر آرہی ہیں مگر اُسے نظر کچھ نہیں آتا۔

چنانچہ اُن سب نے اُسے سہارا دیکر نیچے اُتارا اور اسے حلّہ لیجایا گیا۔ جب یہ خبر اُسکے خاندان اور برادری میں مشہور ہوئی تو بغداد اور حلّہ کے اطبّا بلائے گئے مگر وہ اس کا علاج نہ کرسکے

پھر چند مومنہ عورتوں نے جن سے اس کی ملاقات و میل جول تھا کہا کہ تجھے امام قائمؑ نے ہی اندھا کیا ہے اب اگر تو شیعہ مذہب قبول کرلے اور تولّا و تبرّا اختیار کرلے تو ہم تیری صحت کی ضامن ہیں، اللہ تجھے شفاء دے گا اس کے بغیر تجھے خلاصی ناممکن ہے۔

وہ اس شرط پر راضی ہوگئی اور شبِ جمعہ میں وہ عورتیں اسکو لیکر تحت قبّہ آئیں اور مقام حضرت صاحب الزمانؑ میں اُسے چھوڑ دیا۔ اور خود اُن عورتوں نے قبّہ کے دروازے پر شب بسر کی۔

۱؎ یعنی وہ علیؑ ہیں اور حسنؑ و حسینؑ ہیں

جب ایک چوتھائی رات گذری تو وہ اُن عورتوں کے پاس نکل آئی، اُسکی بینائی واپس آچکی تھی اور وہ ایک ایک کو پہچان کر بتاتی تھی کہ کون کون یہاں موجود ہیں کس نے کیسا لباس پہنا ہوا ہے اور کیا کیا زیورات پہن رکھے ہیں۔

یہ دیکھ کر اُن عورتوں میں مسرّت کی لہر دوڑ گئی۔ انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اُس سے دریافت کیا کہ یہ کیسے ہوا؟

اُس نے بیان کیا کہ جب تم مجھے قبّہ میں ڈال کر نکل آئیں تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہے کہ یہاں سے نکل جا، اللہ نے تجھے اچھا کردیا۔

- بس اُس کے یہ کہتے ہی میری بصارت واپس آچکی تھی، اور اندھا پن دور ہوگیا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ سارا روضہ نور سے بھر گیا ہے، پھر ایک شخص کو دیکھا، اُن سے
- پوچھا: آپ کون ہیں؟
- فرمایا: میں محمدؑ بن حسنؑ ہوں۔

یہ فرماکر وہ غائب ہوگئے۔

اس کے بعد یہ سب عورتیں اُسے لیکر اپنے گھروں کو واپس ہوئیں۔ اُس کا بیٹا عثمان بھی شیعہ ہوگیا اور وہ دونوں ماں بیٹے خوش اعتقاد ہوگئے۔ اور یہ قصّہ اس کی ساری قوم میں مشہور ہوا پھر تو جس جس نے یہ قصّہ سُنا وہ سب امامِ زمانہ علیہ السّلام کے وجود ذی جود کے قائل ہوگئے یہ واقعہ ۷۴۴ھ کا ہے۔

○ قاری نجم الدین جعفر کا فالج سے نجات پانا

یہ قصّہ ۷۵۹ھ کا ہے جسے عبدالرحمٰن بن نعمانی نے بیان کیا اور یہ قصّہ اُنھوں نے بدستِ خود تحریر فرمایا جو میرے پاس ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ فقیر عبدالرحمٰن بن ابراہیم قبائقی بیان کرتا ہے کہ میں حلّہ سیفیہ میں سُنا کرتا تھا کہ قاری نجم الدین جعفر بن زہدری مفلوج ہوگئے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد اُن کی دادی نے اُن کا ہر طرح علاج کرایا، مگر وہ اچھے نہ ہوئے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ بغداد کے اطبّاء کی طرف رجوع کریں۔

اُنھوں نے بغداد کے اطبا کو بلایا، اُنھوں نے بھی ایک عرصے تک علاج کیا، مگر وہ صحتمند نہ سکے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ حلّہ میں مقامِ صاحب الزمان پر جو قبّہ شریف ہے وہاں

اسے کیوں نہیں ڈال دیتیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ وہیں اس کو شفا عنایت فرمادے۔

اُس نے ایسا ہی کیا اور انھیں ایک شب وہاں چھوڑ دیا گیا۔ تو صاحب الزمان علیہ السلام نے اُسے اُس کے پیروں پر کھڑا کر دیا اور اُن کا فالج دور ہو گیا۔

یہ واقعہ تو میں نے دوسروں ہی سے سُنا تھا، مگر ایک مرتبہ اُن سے میری ملاقات ہو گئی تو انھوں نے مجھ سے بیان کیا: کہ ایک شب میری جدہ نے ایک شب اس قبہ میں بیجا کر مجھے تنہا چھوڑ دیا تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: "بحکم خدا کھڑا ہو جا"

یہ فرما کر آپ نے مجھے سہارا دیکر کھڑا کر دیا اور فالج کا مرض جاتا رہا ہے۔ پھر تو مجھ پر لوگ ہر طرف سے اسطرح ٹوٹ پڑے کہ میری جان بمشکل بچ سکی۔ میرے جسم کے کپڑے نوچ نوچ کر تبرکاً لیگئے، میرے جسم پر ایک کپڑا بھی سالم باقی نہ رہا، تو کچھ لوگوں نے مجھے اپنے کپڑے پہنائے پھر میں اپنے گھر واپس گیا وہاں سے اُن کے کپڑے واپس کیے اور اپنے دوسرے کپڑے پہنے اور یہ واقعہ انھوں نے لوگوں کے سامنے بار بار بیان کیا۔

٥ ساباط مدلّل

نیز ایک موثق شخص نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا اور یہ اہلِ مشہد شریف غروی (نجف اشرف) میں بہت مشہور ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ وہ گھر جو آج ۷۸۹ھ میں ہے اور میں اس میں سکونت پذیر ہوں، یہ پہلے کبھی ایک مرد نیکوکار و صالح کا تھا جسے حسین مدلّل کے نام سے پکارا جاتا تھا اور ساباط مدلّل انہی کی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ اور یہ ساباط (دو مکانوں کی درمیانی چھت) روضۂ مبارک نجف کی دیواروں سے بالکل متصل ہے۔ اس شخص کے اہل و عیال بھی تھے۔ اس بیچارے پر ایسا فالج کا اثر ہوا کہ وہ کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے اہلِ خانہ اس کے حوائج ضروری پورے کیا کرتے تھے۔ وہ عرصۂ دراز تک اس مرض میں مبتلا رہا، جسکی وجہ سے اس کے اہلِ خانہ تنگدستی میں مبتلا اور دوسروں کے دستِ نگر ہو کر رہ گئے۔

۷۲۰ھ میں ایک شب جبکہ رات کا چوتھائی حصہ گذر گیا، اُس نے اپنے اہلِ خانہ کو بیدار کیا۔ وہ سب کے سب اُٹھ بیٹھے تو دیکھا کہ گھر اور اس کی چھت اتنی پُرنور ہے کہ آنکھیں خیرہ ہوتی جاتی ہیں۔

اہلِ خانہ نے اُس سے دریافت کیا: یہ کیا واقعہ ہے۔؟

اُس نے کہا: امامِ زمانہ علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اے حسین! اٹھ کھڑے

ہو جاؤ۔

- میں نے عرض کیا: آقا! آپ دیکھتے ہیں کہ مجھ میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے
- آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا، اور فالج کا سارا اثر جاتا رہا، اور اب میں بہرصورت صحتمند و تندرست ہوں۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: یہ ساباط (چھت) میرا راستہ ہے اپنے جد امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے واسطے جانے کے لیے۔ لہٰذا روزانہ شب کو اسے بند کر دیا کرو
- میں نے عرض کیا: بسر و چشم اللہ کی اور آپ کی طاعت کے لیے مستعد ہوں۔

اس کے بعد وہ شخص اُٹھا اور اس فضل و کرم کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اُس نے جا کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی۔ اور وہ ساباط (چھت) مذکور اجتک ضرورت کے وقت لوگوں کے نذر ماننے کی جگہ ہے اور امام قائم علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے جو بھی یہاں نذر مانتا ہے ناکامیاب نہیں رہتا۔

٥ چشمِ بصارت عود کر آئی

شیخ صالح عالم و فاضل شمس الدین محمد بن قارون مذکور نے ایک اور واقعہ بیان کیا، ایک شخص جس کا نام نجم اور لقب اسود تھا، فراتِ عظمیٰ کے کنارے ایک مشہور قریہ وقوسا میں رہتا تھا۔ وہ ایک مرد نیکوکار و صالح تھا اس کی زوجہ فاطمہ بھی ایک نیکوکار اور صالحہ عورت تھی۔ اس کے دو بچے تھے۔ ایک لڑکا جس کا نام علی تھا اور لڑکی کا نام زینب تھا اتفاق کی بات یہ کہ اُس مرد و زن (شوہر و زوجہ) دونوں کی چشمِ بصارت کسی وجہ سے زائل ہو گئی یہ واقعہ ۷۱۲ھ کا ہے۔ وہ ایک مدتِ دراز تک اسی حال میں رہے۔

ایک دن اس کی زوجہ نے محسوس کیا کہ کوئی شخص میری آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر کہہ رہا ہے کہ اُٹھ، اللہ تعالیٰ نے تیری بصارت واپس کر دی اور اپنے شوہر ابو علی کی خدمت کر اس میں کوئی کمی نہ کرنا۔

یہ سنکر میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سارا گھر پُرنور ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام ہیں جن کی وجہ سے میرا گھر منوّر ہو گیا ہے۔

٥ جنگِ صفّین

ہمارے خطّہ مبارک کے بعض اصحابِ صالحین نے محی الدین اربلی سے یہ روایت بھی نقل کی ہے

اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ ہم لوگ وہاں بیٹھے تھے کہ اس شخص کو اُونگھ آگئی اور عمامہ اس کے سر سے گر گیا، اور ایک بڑے گہرے زخم کا نشان اس کے سر پر نظر آیا۔

- والد صاحب نے پوچھا: تمہارے سر میں یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا ؟
- اُس نے کہا: صفین میں۔
- دریافت کیا: یہ کیسے ممکن ہے۔ جنگِ صفین تو صدیوں پرانی ہے۔
- اس نے کہا: سنو! ایک مرتبہ میں مصر جا رہا تھا کہ غزہ کا ایک آدمی بھی میرے ہمراہ ہو لیا۔ راستے میں جنگِ صفین کا ذکر آیا۔ تو اُس نے کہا کہ اگر میں جنگِ صفین میں ہوتا تو علی اور اُن کے اصحاب کے خون سے اپنی اس تلوار کی پیاس بجھاتا۔
- میں نے اس کے جواب میں کہا: اور اگر میں جنگِ صفین میں ہوتا تو معاویہ اور اُس کے اصحاب کے خون سے اپنی اس تلوار کی پیاس بجھاتا۔ اور اب وہ لوگ تو نہیں ہیں مگر آج میں علیؑ کا ساتھی ہوں اور تو معاویہ کا ساتھی ہے۔ آؤ ہم دو دو ہاتھ کرلیں۔

اس کے بعد ہم دونوں میں معرکہ شروع ہوگیا اور ایک دوسرے پر تلواروں کے وار ہونے لگے۔ چنانچہ اس کی تلوار سے میرے سر پر زخم لگا اور میں غش کھا کر گر پڑا۔ ابھی اسی عالم میں پڑا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر اپنے نیزے کی نوک سے مجھے جگایا۔ میں نے آنکھ کھولی تو وہ سواری سے نیچے اتر پڑا، میرے زخم پر ہاتھ پھیرا تو زخم فوراً مندمل ہوگیا۔ پھر مجھ سے کہا: تم ابھی یہیں بیٹھو۔

- یہ کہکر وہ چلا گیا، تھوڑی ہی دیر بعد واپس آیا تو اُس کے ساتھ میرے دشمن کا گھوڑا اور اُس کا سر تھا۔
- اُس نے کہا: یہ لو! تمھارے دشمن کا سر۔ تم نے ہماری مدد کی تھی اس لیے ہم نے تمہاری مدد کی، اور اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے جو اللہ کی مدد کرتا ہے۔
- میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں ؟
- اُنھوں نے فرمایا: میں فلاں بن فلاں یعنی صاحب الامر علیہ السلام ہوں۔ پھر مجھ سے فرمایا: اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ زخم تمھیں کہاں لگا، تو کہدینا کہ جنگِ صفین میں لگا تھا۔

○ علوی جلال کا مظاہرہ

سید زاہد فاضل رضی الملۃ والحق والدین علی بن محمد بن جعفر بن طاووس حسنیؒ نے اپنی کتاب "ربیع الالباب" میں تحریر فرمایا ہے کہ حسن بن محمد بن قاسم نے مجھ سے بیان کیا کہ:

ایک مرتبہ میں اور عمار نامی ایک شخص جو اطرافِ کوفہ کا باشندہ تھا، بیرون کوفہ حالیہ کے راستہ پر جا رہے تھے۔ آپس میں حضرت قائم آلِ محمدؑ علیہ السلام کا ذکر کرنے لگے، تو اُس نے کہا، اے حسن! میں تم سے ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں۔

میں نے کہا: بتاؤ کیا واقعہ ہے ؟

اُس نے کہا: قبیلۂ طے کا ایک قافلہ آیا جو کوفہ میں ہمارے پاس سے مال خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ اس میں ایک خوبصورت شخص بھی تھا جو سردارِ قافلہ تھا۔ میں نے ایک شخص سے جو میری دکان پر بیٹھا تھا، کہا: جاؤ، ذرا فلاں علوی کے گھر سے ترازو لے آؤ۔

- اُس بدوی سردارِ قافلہ نے پوچھا: کیا یہاں علوی بھی رہتے ہیں ؟
- میں نے کہا: سبحان اللہ، کیا سوال کیا ہے آپ نے۔ یہاں تو علویوں کی اکثریت ہے
- اُس بدوی نے کہا: جناب اصل علوی کو تو خدا کی قسم میں اپنے پیچھے صحرا میں فلاں مقام پر چھوڑ آیا ہوں۔
- میں نے کہا: وہ کون ہیں ذرا تفصیل سے بتائیں ؟
- اُس نے کہا: ہم لوگ ایک مرتبہ تقریباً تین سو سوار (لوٹ مار کیلئے) نکلے اور تین دن تک بے آب و غذا کے بھوک پیاس سے نڈھال گھومتے رہے لیکن کہیں کچھ بھی نہ ملا۔ بالآخر ہم نے طے کیا کہ اب ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں اور جس کا نام قرعے میں نکلے گا اُسی کے گھوڑے کو ذبح کرکے کھائیں گے۔ اس بات پر سب نے اتفاق کیا جب قرعہ ڈالا گیا تو میرے نام پر نکلا۔ لیکن میں نے کہا کہ تم نے غلط قرعہ ڈالا ہے میں تو اس کو نہیں مانتا۔

چنانچہ دوبارہ قرعہ اندازی کی گئی، اس مرتبہ بھی میرا ہی نام نکلا۔ میں نے اسے بھی تسلیم نہیں کیا۔ قرعہ تیسری مرتبہ ڈالا گیا، تیسری مرتبہ بھی میرا ہی نام نکلا۔ دراصل میرا گھوڑا ایک ہزار دینار کی قیمت کا تھا جس کو میں اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتا تھا

- میں نے کہا: مجھے کچھ مہلت دو، میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہکر میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہاں سے تقریباً ایک فرسخ دور ایک ٹیلے پر جا پہنچا اور دیکھا کہ اُس ٹیلے

کے نیچے ایک کنیز لکڑیاں چن رہی ہے۔

- میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: تو کون ہے؟ اور تیرے گھر والے کون ہیں؟
- اُس نے کہا: میں ایک مردِ علوی کی کنیز ہوں جو اسی وادی میں رہتے ہیں۔
- یہ پوچھ کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور کہنے لگا: لو اب تم لوگ خوش ہو جاؤ یہاں سے قریب ہی اس وادی میں کچھ لوگ رہتے ہیں وہاں چلتے ہیں۔

پھر ہم لوگ اس وادی میں جا پہنچے تو دیکھا کہ وسطِ وادی میں ایک خیمہ نصب ہے اور ہمیں دیکھ کر ایک شکیل وجمیل مرد، کمر تک گیسو مسکراتا ہوا خیمے سے برآمد ہوا اور آ کر ہمیں سلام کیا۔

- میں نے کہا: اے بھائی عرب! پیاس۔
- اُس نے فوراً آواز دی: اے کنیز پانی لے آ۔

کنیز دو پیالوں میں پانی بھر کر لائی۔ اُس مرد نے ایک پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُس میں اپنا ہاتھ ڈالکر ہمیں دیا، اور اسی طرح دوسرے پیالے میں بھی ہاتھ ڈالکر ہماری طرف بڑھا دیا۔ اور ان دو پیالوں کے پانی سے ہماری پیاس بجھ گئی سب نے خوب اچھی طرح پانی پیا۔ جب پیالے واپس کیے تو اُن میں پانی لبریز تھا قطرہ برابر بھی کم نہ ہوا۔

- جب ہم لوگ سیراب ہو چکے تو اب کہا: اے بھائی عرب! اب بھوک (لگی ہے)۔
- یہ سنکر وہ خود خیمے کے اندر داخل ہوا اور ایک چھلنی نما ٹوکری لیکر آیا جس میں کھانا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس ٹوکری کے اوپر رکھ کر کہا: تم میں سے دس دس آدمی کھانا کھائیں ہم نے ایسا ہی کیا اور اس ایک ٹوکری بھر کھانے سے ہم سب نے خوب ڈٹ کر کھانا کھایا لیکن کھانا کم نہ ہوا۔ پھر ہم نے اس عرب سے راستہ دریافت کیا تو اُس نے ہمیں راستہ بتا دیا۔ ہم لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے جب تھوڑی دور گئے تو ہم آپس میں

کہنے لگے کہ ہم لوگ اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر کسبِ معاش اور لوٹ مار کے نکلے تھے اور وہ مل بھی گیا چلو سب ملکر ڈاکہ اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ اس بات پر سب متفق نہ ہوئے۔ بالآخر سب کے سب ڈاکہ ڈالنے پر متفق ہو کر واپس پلٹے جب اُس مردِ علوی نے ہمیں واپس آتے دیکھا تو اپنی کمر میں پٹکا باندھا اُس میں تلوار لٹکائی اور ہاتھ میں نیزہ لیا اور سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور ہمارے سامنے آکر ڈانٹ کر بولا: خبردار! بُری نیت سے اس طرف کا رُخ بھی نہ کرنا۔

یہ ڈانٹ سنکر ہم لوگ خوفزدہ ہوئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ پھر اُس نے اپنے اور ہمارے درمیان ایک خط زمین پر کھینچکر کہا: میں اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ تم میں سے کسی ایک نے بھی اس خط کو عبور کیا تو اُس کی گردن مار دوں گا۔

یہ سنکر ہم لوگ خوف وہراس کے عالم میں وہاں سے واپس ہو گئے۔ تو وہ مرد واقعی علوی تھا۔ وہ ان علویوں کے مانند نہ تھا۔

(کتاب السلطان المفرج عن اہل الایمان)

- ★ کتاب الفہرست شیخ منتجب الدین میں مرقوم ہے کہ ثائر باللہ مہدی ابن ثائر باللہ حسینی جیلی پہلے زیدیہ فرقے سے تھا، پھر امامیہ سے ہو گیا۔ اس کا بھی دعویٰ تھا کہ اُس نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔
- ★ نیز یہ مرقوم ہے کہ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن ابی القاسم علوی شعرانی جو ایک مردِ صالح اور عالم تھے اُنھوں نے بھی امام صاحب الزمان کو دیکھا ہے۔
- ★ اور ابوالفرج مظفر بن الحسین حمدانی جو ایک مرد ثقہ اور امامؑ کے سفراء میں سے تھے، جنھوں نے شیخ مفیدؒ کا زمانہ دیکھا تھا اور سید مرتضیٰ و شیخ ابوجعفر طوسیؒ کی مجلس بیٹھے تھے، اُنھوں نے بھی حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے

(کتاب الفہرست شیخ منتجب الدین)

بحار الانوار

باب نوزدہم

سعد بن عبداللہ کی
حضرت امام قائمؑ سے ملاقات
اور چند مسائل کا حل

(۱) آپؑ نے بہت سے دقیق مسئلے حل فرمادیے

کتاب "اکمال الدین وتمام النعمۃ" میں محمد بن علی بن محمد بن حاتم نوفلی سے، انھوں نے احمد بن عیسٰی وشّاد سے، انھوں نے احمد بن طاہر قمّی سے، انھوں نے محمد بن بحر بن سہل شیبانی سے، انھوں نے احمد بن مسرور سے، اور انھوں نے سعد بن عبداللہ قمّی سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ مجھے غوامض و دقائقِ علوم (علوم کی باریکیوں) پر مشتمل کتابوں کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا تاکہ حقیقتِ امر واضح ہو جائے۔ علاوہ برایں مذہبِ امامیہ پر پختہ اعتقاد رکھتا تھا اور مخالفین سے مناظرے کیا کرتا، اُن کے خلفاء کے عیوب کا پردہ چاک کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک سخت ترین ناصبی سے مناظرہ چھڑ گیا۔ دورانِ بحث ایک دن اُس نے مجھ سے کہا: اے سعد! اللہ تمھارا اور تمھارے اصحاب کا بُرا کرے، تم گروہِ رافضہ مہاجر اور انصار کو بُرا کہتے ہو اور شیخین پر طعنہ زنی کرتے ہو اور ان دونوں کے خلیفۂ رسولؐ اور دوستدار ہونے کے قائل نہیں ہو۔ حالانکہ وہ صدیق ہی ہیں جو شرفِ سابق الایمان میں تمام صحابہ سے بالاتر ہیں کیا تمھیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم محض اس لیے انھیں اپنے ساتھ غار میں لیگئے تھے کہ آپ جانتے تھے کہ میرے بعد یہی خلیفہ ہوں گے اُمت کی باگ ڈور انھیں کے ہاتھ میں ہوگی اور نظامِ حکومت کو درست کریں گے، خلل دور کریں گے، حدود قائم کریں گے اور بلادِ شرک کو فتح کرنے کے لیے یہی لشکر کشی کریں گے۔

تو جس طرح آنحضرتؐ نے نبوّت کے لیے اپنی حفاظت کی اور غار میں جا چھپے اسی طرح خلافت کے لیے آپؐ نے اُن کو بچایا اور اپنے ساتھ غار میں لیگئے۔ اور چونکہ آپؐ اپنے ساتھ کسی اور کو نہیں لیگئے، صرف اُن ہی کو لیگئے، اِس لیے معلوم ہوا کہ رسولؐ کا ارادہ ان ہی کو خلیفہ بنانے کا تھا، اور علیؑ کو اپنے بستر پر صرف اِس لیے لٹا دیا کہ وہ جانتے تھے کہ اگر علیؑ قتل بھی ہو گئے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، معرکہ آرائی کے لیے اُن کی جگہ دوسرے لوگ موجود ہو سکتے ہیں۔

سعد کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بہت جوابات دیے مگر وہ ہر ایک کو رد کرتا گیا

اس کے بعد اُس نے کہا: اے سعد! اسیطرح کی دوسری دلیلیں بھی ہیں جو روافض کا ناک میں دم کر دیں گی۔ تم لوگوں کا یہ بھی تو خیال ہے کہ وہ صدّیق جو شک وشبہ سے بالاتر ہیں اور وہ فاروق جو ملتِ اسلامیہ کے محافظ ہیں، یہ دونوں در پردہ منافق تھے اور دلیل میں شبِ عقبہ کو پیش کرتے ہو۔ اچھا بتاؤ کہ صدّیق و فاروق خوشی سے اسلام لائے تھے یا جبریہ اسلام قبول کیا

سعد کا بیان ہے کہ اُس کے اِس سوال کو کسی تدبیر سے ٹال گیا۔ کیونکہ اگر میں یہ کہدوں کہ خوشی سے اسلام لائے، تو پھر نفاق ثابت نہیں ہوتا، اور اگر کہتا ہوں کہ جبر وخوف سے، تو مکّی دور میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس وقت اسلام نے تلوار کہاں اُٹھائی تھی۔

سعد کا بیان ہے کہ میں نے کسی حیلے سے اُس وقت اُس سے جان چھڑائی، مگر دل میں ایک خلجان کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں میرے پاس ایک بہت بڑا کاغذ تھا جس پر میں نے چالیس سے زیادہ ایسے ہی مشکل سوالات لکھ لیے تھے جن کا جواب دینے والا ابتک مجھے کوئی نہیں مل سکا تھا اور ارادہ تھا کہ اپنے شہر کی بہترین شخصیت احمد بن اسحاق، جو حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے ہیں، سے دریافت کروں گا۔

لہٰذا میں اُن کے پاس گیا مگر معلوم ہوا کہ وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے پاس سُرّ من رائے گئے ہیں۔ تو میں بھی اُن کے پیچھے روانہ ہو گیا اور درمیانِ راہ ایک منزل پر اُن سے ملاقات ہو گئی۔

- اُنھوں نے دریافت کیا: خیریت تو ہے، کیسے چل پڑے۔؟
- میں نے عرض کیا: شوقِ زیارت، اور مسائل پوچھنے کی عادت۔
- اُنھوں نے فرمایا: چلو، ہم دونوں کا قصد ایک ہی ہے۔ میرے دل میں بھی شوقِ زیارتِ امامؑ ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہوں کہ دشوار مسائل اور مشکل آیات کا حل آنجناب سے دریافت کروں گا۔ وہ ہمارے امامؑ ہیں اور ایسے بحرِ ذخار ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

چنانچہ ہم دونوں سُرّ من رائے پہنچے اور اپنے سیّد و سردار امام حسن عسکری علیہ السّلام کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے، ملاقات کی اجازت چاہی اور اندر داخل ہونے کی اجازت ملی۔ اندر گئے احمد بن اسحاق کے کاندھے پر ایک تھیلا تھا جسے وہ اپنی طبری میں چھپائے ہوئے تھے اور اُس کے اندر ایک سو ساٹھ درہم اور دیناروں کی تھیلیاں تھیں اور ہر تھیلی پر اُس کے بھیجنے والے کی مہر لگی ہوئی تھی۔

سعد کا بیان ہے کہ اُس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کا چہرۂ پُرنور ایسا چمک رہا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند، اور آپ کے داہنے زانو پر ایک بچّہ بیٹھا ہوا ایسا معلوم

ہو رہا تھا جیسے چاند کے پہلو میں مشتری ۔ سر پر زلفیں درمیان کی مانگ نکلی ہوئی جیسے دُو واؤ کے درمیان الف ۔ اور مولا و آقا کے سامنے ایک طلائی انار جس پر نقش و نگار اور جواہرات جڑے ہوئے، جسے بصرہ کے کسی امیر نے ہدیۃً بھیجا تھا، اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دستِ مبارک میں قلم تھا، جب آپ کچھ لکھنا چاہتے تو وہ بچہ آپ کی انگلیاں پکڑ لیتا اور آپ اُس بچے کے سامنے وہ انار پھینک دیتے، تاکہ وہ اُس کو اُٹھا کر لانے میں مشغول رہے اور لکھنے میں رکاوٹ نہ بنے۔

جب ہم لوگوں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے انتہائی خوش روئی سے جواب دیا، اور بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر جب کتابت سے فارغ ہوئے تو احمد بن اسحاق نے وہ تھیلا نکالا جو چادر کے اندر چھپائے ہوئے تھے اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے سامنے رکھدیا۔

- آپ نے اپنے بچے کیطرف دیکھکر فرمایا: بیٹا! تمھارے شیعوں اور دوستوں کی طرف سے جو ہدایا آئے ہیں ان کی مہریں توڑدو۔
- بچے نے کہا: بابا! کیا یہ میرے لیے جائز ہے کہ میں اپنے پاک طیب وطاہر ہاتھ ان نجس اور پلید ہدایا اور اموال کی طرف بڑھاؤں، جس میں حلال وحرام سب ملا ہوا ہے
- امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے ابنِ اسحاق! اب تم اپنے تھیلے میں سے یہ سب خود ہی نکالو، تاکہ یہ بچہ بتادے کہ اس میں حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے۔

چنانچہ احمد بن اسحاق نے اپنے تھیلے سے پہلی تھیلی نکالی تو اس بچے نے برجستہ کہا:

- یہ فلاں بن فلاں کی ہے۔ یہ قم کے فلاں محلے کا رہنے والا ہے اس میں کل باسٹھ دینار ہیں جنمیں پینتالیس دینار تو اُس گھوڑی کی قیمت میں ہیں جسے اُس کے مالک نے فروخت کیا اور وہ گھوڑی اُسے اُس کے بھائی سے میراث میں ملی تھی اور چودہ دینار اُن نو عدد کپڑوں کی قیمت میں سے ہیں اور تین دینار دکانوں کے کرائے میں سے ہیں۔
- امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! تم نے سچ کہا! اب یہ بھی ابنِ اسحاق کو بتادو کہ ان میں حرام کی رقم کونسی ہے۔
- اُنھوں نے (امامِ عصرؑ نے) فرمایا: اچھا اس میں سے وہ رازی سکے والا دینار نکالو جو فلاں سنہ کا ڈھلا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک طرف کا نصف نقش مٹا ہوا ہے اور وہ آملی سکہ بھی نکالو جو وزن میں ربعِ دینار ہے اور اس کے حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بھیجنے والا فلاں شہر میں فلاں سال اپنے ایک پارچہ باف کے پاس سوت تولا کرتا تھا۔ وہاں سے اُس نے کچھ سوت چُرایا جس سے کپڑا بُنا گیا اور اُس کپڑے کی قیمت میں سے یہ سکہ رازی اور سکہ آملی ہے۔

غرض جب وہ تھیلی کھولی گئی تو دیناروں کے درمیان ایک پرچہ نکلا جس پر اُس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس کے متعلق آپؑ نے بتایا تھا۔ پھر وہ سکہ رازی اور سکہ آملی بھی نکلا۔

اِس کے بعد دوسری تھیلی نکالی گئی تو اُن صاحبزادے (حضرت امام عصر علیہ السلام نے

- فرمایا: یہ فلاں بن فلاں نے بھیجی ہے جو قم کے فلاں محلے کا رہنے والا ہے اس میں پچاس دینار ہیں، مگر اسے تو ہمارے لیے چھونا بھی جائز نہیں ہے۔
- پوچھا گیا: یہ کیوں؟
- فرمایا: اس طرح کہ یہ اس گیہوں (گندم) کی قیمت ہے جو زمیندار نے اپنے کاشتکار سے بانٹ کرلیا تھا، اُس نے اپنے لیے تو بڑے پیمانے سے ناپ کرلیا اور کاشتکار کو چھوٹے پیمانے سے ناپ کردیا۔
- امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند! تم سچ کہتے ہو۔

پھر آپؑ نے ابنِ اسحاق سے فرمایا: یہ اُٹھاکر لیجاؤ اور اس کے بھیجنے والے کو واپس کردو اور اس سے کہدو کہ اس کے مالکوں کو واپس کریں۔ ہمیں اس میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایک ضعیفہ نے جو کپڑا بھیجا ہے وہ مجھے دیدو۔

احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ کپڑا میرے سامان میں رکھا ہوا تھا، میں اُسے بھول آیا تھا الغرض، جب احمد بن اسحاق وہ کپڑا لانے کے لیے گئے تو حضرت امام حسن عسکریؑ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اے سعد! تم کیسے آئے ہو؟

- میں نے عرض کیا: اپنے مولا و آقا کی زیارت کا شوق تھا۔
- آپ نے دریافت فرمایا: اور وہ مسائل جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں، وہ تو اپنی جگہ پر ہیں۔
- فرمایا: وہ تم میرے نورِ چشم سے دریافت کرلو۔ (یہ کہکر آپ نے اپنے فرزند کی طرف اشارہ فرمایا۔)
- سعد کا بیان ہے کہ یہ اجازت پاکر میں نے عرض کیا: اے ہمارے امام ابنِ امام! ہم لوگ آپ کے آبائے کرام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا اختیار امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد کردیا تھا۔ چنانچہ جنگِ جمل کے دن آپؑ نے حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیج کر کہلایا کہ تم نے یہ فتنہ برپا کرکے مسلمانوں میں افتراق پیدا کردیا۔ اور اپنی جہالت کی وجہ سے مسلمانوں کا خون بہایا۔ اگر تم واپس نہ جاؤگی تو میں تمھیں طلاق دیدوں گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجِ رسولؐ کو ازخود ہی طلاق ہوگئی تھی تو پھر اب یہ طلاق کی دھمکی کیسی ؟

- آپؑ نے فرمایا: طلاق کے کیا معنی ہیں ؟
- میں نے عرض کیا: راستہ خالی ہونا، کسی کا سدِ راہ نہ ہونا۔
- آپؑ نے فرمایا: جب وفاتِ رسولؐ کے بعد اُن کا راستہ خالی اور صاف ہوگیا کوئی رکاوٹ نہ رہ گئی تھی تو پھر ازواجِ نبیؐ کے لیے کسی اور سے عقد کرلینا کیوں حلال نہیں رہا ؟
- میں نے عرض کیا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ رسولؐ پر کسی اور سے تزویج حرام کردی ہے۔
- آپؑ نے فرمایا: مگر یہ کیوں ؟ جبکہ موت نے اُن کے راستے کے موانع برطرف کردیے۔
- میں نے عرض کیا: مولا! پھر آپ ہی بتائیے کہ اس طلاق کا کیا مطلب ہے جس کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کے سپرد کردیا تھا ؟
- آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ازواجِ رسولؐ کی شان بلند فرمائی اور انھیں اُمہات المومنین ہونے کا شرف بخشا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے ابوالحسنؑ! ہماری ازواج کا یہ شرف اُسوقت تک باقی رہے گا جبتک یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتی رہیں گی، مگر اُنہیں سے جو زوجہ بھی میرے بعد تم پر خروج کرکے اللہ کی نافرمانی کرے، تو تمھیں اختیار اُسے میری زوجیت سے آزاد کرکے اُس کے اُمّ المومنین ہونے کے شرف کو ساقط اور کالعدم کردو۔
- میں نے عرض کیا: یہ فرمائیے، فاحشہ مبینہ کے لیے کیا حکم ہے۔ اگر زمانہ عدت میں کوئی عورت اس کی مرتکب ہوجائے تو کیا شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کو اپنے گھر سے نکال دے ؟
- فرمایا: فاحشہ مبینہ سے مراد سُحق ہے زنا نہیں ہے۔ اگر کوئی عورت زنا کرے اور اس پر حد جاری کردی جائے تو حد جاری ہونے کی وجہ سے اگر اُس سے کوئی شخص نکاح کرنا چاہے تو اُس کے لیے منع نہیں ہے لیکن اگر عورت سحق کی مرتکب ہوئی ہے تو اس کی سزا رجم ہے اور رجم حد درجہ رسوائی ہے اور جس کے لیے اللہ نے رجم کا حکم دیا ہے اس کو حد درجہ رسوا کیا ہے اور جس کو حد درجہ رسوا کیا ہے اُس کو اللہ نے دور کردیا اور جس کو اللہ نے دور کردیا ہے کسی کے لیے جائز نہیں کہ اُسے قریب کرلے۔
- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ تو فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا: "فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى" (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲) (یعنی اے موسیٰ) اپنی جوتیاں اُتار لو اس لیے کہ تم (اس وقت) وادیٔ مقدس میں ہو۔

اس حکم کی وجہ فقہائے فریقین نے یہ بتائی ہے کہ جوتیاں مُردار چمڑے کی بنی ہوئی تھیں، کیا یہ صحیح ہے ؟

- آپؑ نے فرمایا: جو شخص ایسا کہتا ہے وہ حضرت موسیٰؑ پر غلط الزام لگاتا ہے اور اُنکی نبوت سے ناواقفیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اُن جوتیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نماز پڑھنا جائز تھی یا جائز نہ تھی۔ اگر اُن میں نماز جائز تھی تو پھر اس بُقعہ میں اُن کا پہن کر جانا بھی جائز تھا خواہ وہ کتنی ہی مقدس و مطہر ہو اس لیے کہ وہ جتنی بھی مقدس و مطہر ہو نماز سے تو زیادہ مقدس و مطہر نہیں ہے۔ اور اگر ان جوتیوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں تھی تو پھر حضرت موسیٰؑ پر یہ الزام آتا ہے کہ وہ حلال وحرام نہیں جانتے تھے۔ اُن کو نہیں معلوم تھا کہ نماز کس میں جائز ہے اور کس میں جائز نہیں ہے۔
- میں نے عرض کیا: مولا! پھر نعلین سے کیا مراد ہے ؟
- آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادیٔ مقدس میں اللہ تعالیٰ سے یہ مناجات کی کہ "پروردگار! میرے دل میں تیری خالص محبت ہے میں نے اپنے دل سے تیری محبت کے سوائے ہر شے کی محبت کو دھو ڈالا ہے حالانکہ انھیں اپنے اہل وعیال سے بہت محبت تھی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فاخلع نعلیك اپنی نعلین اتار دو۔ یعنی، اگر تمھارے دل میں میری خالص محبت ہے تو اپنے دل سے اپنے اہل وعیال کی محبت نکالدو اور اپنے دل سے میرے سوا ہر شے کی خواہش کو دھو ڈالو۔

★ پھر میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کٓھٰیٰعٓصٓ (سورۂ مریم آیت ۱) سے کیا مراد ہے ؟

- فرمایا: ان حروف میں غیب کی خبروں کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے زکریاؑ کو مطلع فرمایا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کا قصہ بیان فرمایا۔ اور وہ قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زکریاؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی، "کہ مجھے خمسہ نجباء کے اسماء سے آگاہ فرمادے۔" تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اُنھوں نے اُن کو پنجتن پاک کے نام بتائے۔ چنانچہ جب حضرت زکریاؑ، محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ کا نام لیتے تو دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی اور سارا غم دور ہو جاتا، مگر جب حسینؑ کا نام لیتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے اور آہیں بھرنے لگتے۔ ایک دن اُنھوں نے مناجات میں عرض کیا: پروردگار! کیا بات ہے جب میں یہ چار نام لیتا ہوں تو میرا سارا غم دور ہو جاتا ہے اور جب حسینؑ کا نام لیتا ہوں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور میں آہیں بھرنے لگتا ہوں۔

• اللہ تعالیٰ نے انھیں پورے قصے سے آگاہ کیا اور فرمایا: کٓھٰیٰعٓصٓ میں کاف سے مراد کربلا، "ھا" سے مراد "ہلاکتِ عترت" "یا" سے مراد "یزید" جو قاتلِ حسینؑ ہوگا "عین" سے مراد حسینؑ کی "عطش" اور "صاد" سے مراد "صبر"

حضرت زکریاؑ نے یہ سنا تو تین دن تک مسجد سے باہر نہیں نکلے اور منع کر دیا کہ کوئی شخص میرے پاس مسجد میں نہ آئے، اور تین دن تک مسلسل گریہ وزاری اور آہ و فغاں کرتے رہے اور کہتے رہے: پروردگارا! تو اپنے خیرِ خلق (محمدؐ) کو اُن کے فرزند کا غم دیگا، اُن کی ذریتِ طاہرہ کے صحن میں ایسی مُصیبت نازل کرے گا۔ پروردگارا! کیا تو علیؑ و فاطمہؑ کو اس غم میں ماتمی لباس پہنائے گا، کیا اُن کے صحنِ خانہ میں یہ غم وارد کرے گا؟

پھر کہتے کہ پروردگارا! مجھے اس بڑھاپے میں ایک فرزند عطا کر جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کو میرا وارث اور وصی قرار دے اور اس کو مجھ سے وہی منزلت دے جو حسینؑ کو اُن کے جد سے حاصل ہوگی اور جب تو مجھے یہ فرزند دے تو پھر مجھے اُس کی محبت میں مبتلا کر، اس کے بعد مجھے اُس کا غم نصیب کر جس طرح تو اپنے حبیب محمدؐ کو اُن کے فرزند حسینؑ کا غم دیگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کو حضرت یحیٰیؑ جیسا فرزند عطا فرمایا اور اس کے بعد انھیں اس کا غم نصیب فرمایا۔

اسی بنا پر حضرت یحیٰیؑ کی مدتِ حمل بھی چھ ماہ، امام حسینؑ کی مماثلت سے، اور انکی ولادت کا قصہ بھی طویل ہے۔

★ پھر میں نے عرض کیا: مولا! یہ ارشاد فرمائیں کہ کسی قوم کو اپنے لیے کوئی امام خود منتخب کرنے سے کیوں منع کیا گیا؟

• آپؑ نے فرمایا: کیسا امام؟ مصلح یا مفسد؟

• میں نے عرض کیا: مصلح۔

• آپؑ نے فرمایا: ایسی صورت میں یہ بھی تو ممکن ہے کہ مصلح کی جگہ مفسد کو منتخب کرلیں کیونکہ ان لوگوں کو دوسرے کے دل کا حال نہیں معلوم، کہ اس میں صلاح ہے یا فساد۔

• میں نے عرض کیا: جی ہاں، یہ تو ممکن ہے۔

• آپؑ نے فرمایا: یہی وجہ ہے۔ اب اِس سلسلے میں ایک دلیل بھی سُن لو، پھر تمھاری سمجھ میں بخوبی آجائے گا۔

یہ بتاؤ کہ وہ رسولانِ سلف کہ جن کو اللہ نے خود منتخب فرمایا اور جن پر کتابیں نازل فرمائیں

اور وحی وعصمت کے ساتھ ان کی تائید فرمائی جو اُمتوں میں سب سے اعلیٰ تھے اور اُن میں سب سے زیادہ صحیح انتخاب کرنے کے اہل تھے جیسے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السّلام باوجود وفورِ عقل اور کمالِ علم کے، کیا ان لوگوں کو انتخاب کی اجازت ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جب اُنھوں نے خود انتخاب کا ارادہ کیا تو ان کے انتخاب میں منافق بھی آگئے اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ یہ مومن ہیں؟

• میں نے عرض کیا: نہیں (انھیں انتخاب کا اختیار نہیں ہے)

• آپؑ نے فرمایا: اب حضرت موسیٰؑ پر غور کرو کہ وہ خود کلیم ہیں۔ اور باوجود وفورِ عقل وکمالِ علم اور ان پر وحی بھی نازل ہوتی تھی، اپنے اعیانِ قوم اور سرداران لشکر میں سے میقاتِ رب کے لیے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے لے گئے جن کے ایمان و اخلاص میں انھیں کوئی شک نہ تھا، مگر ان کے اس انتخاب میں منافق آگئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا" (الاعراف آیت ۱۵۵)

ترجمہ آیت (اور موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ہماری میقات کے لیے منتخب کیا۔)

مگر ان ہی ستر آدمیوں نے پھر یہ کہا:

"لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً" (سورۃ البقرۃ آیت ۵۵)

ترجمہ آیت: (ہم (اے موسیٰ) تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے، جبتک کہ اللہ کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں۔)

پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ"[1] یعنی اُن کے اس ظلم کیوجہ سے بجلی نے انھیں جلا کر خاکستر کردیا۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ جن مقتدر لوگوں کو اللہ نے اپنی نبوت کے لیے منتخب فرمایا تھا خود اُن کا انتخاب صحیح نہ رہا، غلط ہوگیا اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم نے صحیح لوگوں کا انتخاب کیا ہے تو اسی مثال سے معلوم ہوگیا کہ انتخاب کا حق ہی اُس ذات کو ہے جو یہ جانتا ہو کہ لوگوں کے دلوں میں کیا چھپا ہوا ہے، جو لوگوں کے دلوں پر تصرف رکھتا ہے۔

نیز یہ کہ حضرت افضل الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار کی نگاہِ انتخاب دھوکا کھا سکتی ہے درآنحالیکہ اُن کا ارادہ مردِ صالح کو منتخب کرنے کا ہو تو پھر بھی کم علمی کی بنا پر غیر صالح کو منتخب کرسکتے ہیں۔

• اس کے بعد میرے مولا نے ارشاد فرمایا: اے سعد! جب تمھارے مخالف (مناظر) نے

(۱ سورۃ النسا ر آیت ۱۵۳)

یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے منتخب کردہ خلیفہ (ابوبکر) کو اپنے ساتھ غار میں اس لیے گئے کہ وہ جانتے تھے کہ میرے بعد یہی خلیفہ ہوں گے امت کی لگام ان کے ہاتھ میں ہوگی حدود شریعت یہی قائم کریں گے، فوجوں کو بھیج کر بلادِ شرک کو یہی فتح کریں گے وغیرہ وغیرہ اور جس طرح نبوت کی خاطر خود کو محفوظ کیا اور اسی طرح خلافت کی خاطر انھیں محفوظ کیا اور علی کو اپنے بستر پر سلا دیا کہ اگر یہ قتل بھی ہوگئے تو ان کے بدلے دوسرے لوگ ان کا کام انجام دے لیں گے لیکن ابوبکر کا بدل ممکن نہیں۔

تو اے سعد! اُس کی اِس منطق پر تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ "یہ بتاؤ رسول اللہ ص نے یہ نہیں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی"۔ تو یہ

یہ بات آپ نے خلفائے راشدین (بقول تم لوگوں کے، چاروں خلفاء کی مدتِ عمر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فرمائی تھی ؟

تو اس کو سوائے ہاں کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اور جب وہ ہاں، کہتا تو پھر تم ایک سوال اور قائم کردیتے کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علم تھا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اسیطرح آپ کو یہ بھی علم تھا کہ ابوبکر کے بعد عمر کو اور عمر کے بعد عثمان کو اور پھر علی کو خلیفہ ہونا ہے ؟

لازمی بات ہے کہ وہ کہتا کہ "ہاں"۔ اور اس کے سوا اس کو کوئی چارہ نہ تھا۔

اے سعد! پھر تم اُس سے یہ کہتے کہ اس علم کے بعد آنحضرت ص پر یہ واجب تھا کہ جسطرح آپ ابوبکر کو اپنے ساتھ لیگئے اسی طرح ان سب کو لیجاتے۔ لیکن صرف ابوبکر کو ساتھ لیجاکر اور تینوں خلفائے راشدین کی قدر و منزلت کو تو گھٹاتے۔ (معلوم ہوا کہ ابوبکر کو غار میں اپنے ساتھ لیجانے کی جو وجہ تم بیان کرتے ہو وہ نہیں ہے بلکہ اس کی مصلحت اور وجہ کچھ اور تھی۔)

★ اور تمہارے مخالف (مناظر) نے جب تم سے یہ پوچھا کہ: بتاؤ صدیق و فاروق بخوشی اسلام لائے تھے یا جبراً ؟ تو تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ: یہ دونوں نہ تو بخوشی اسلام لائے تھے اور نہ بالجبر۔ بلکہ یہ دونوں طمع و لالچ سے اسلام لائے تھے۔ اس لیے کہ یہ دونوں یہودیوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور اُن سے پوچھا کرتے تھے کہ محمدؐ اور ان کے بعد کے متعلق پیشگوئیاں توریت اور دیگر کتبِ سماوی میں کیا تحریر ہیں۔ تو وہ لوگ بتاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے عرب پر اسی طرح تسلط پائیں گے جسطرح بخت نصر بنی اسرائیل پر مسلط ہوگیا تھا اور یہ بھی تمام عرب کو اسیطرح فتح کریں گے جسطرح بخت نصر نے سارے بنی اسرائیل (کے علاقے) کو فتح کرلیا تھا بس فرق یہ ہوگا کہ بخت نصر اپنے دعووں میں کاذب تھا اور یہ اپنے دعووں میں صادق ہوں گے۔

یہ سنکر یہ دونوں (ابوبکر و عمر) حضرت محمد ص کے پاس آئے کلمہ پڑھا اور اس لالچ میں کہ انھوں نے

بیعت کرلی کہ جب ان کی حکومت قائم ہوجائے گی تو یہ ہمیں کسی شہر کا حاکم بنادیں گے، مگر جب اس طرف سے مایوسی نظر آئی (اور دیکھا کہ انھوں نے علیؑ کی جانشینی کا اعلان کردیا) تو تلملا اٹھے اور اپنے ہی جیسے منافقین کو لیکر عقبہ کی پہاڑیوں پر جا چڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی تدبیر کرنے لگے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی اور ان کی کوئی تدبیر نہ چلنے دی جس طرح طلحہ و زبیر نے اسی لالچ میں حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی کہ وہ انھیں کسی صوبے کا گورنر بنادیں گے، مگر جب یہ اُمید پوری ہوتی نظر نہ آئی تو بیعت توڑدی اور اُن پر خروج کیا، مگر ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اسیطرح پچھاڑا جسطرح ان کے مشابہ دوسرے ناکثین کو پچھاڑا تھا۔

سعد کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند (حضرت امام عصر علیہ السلام) کو لیکر نماز کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں ان دونوں حضرات سے رخصت ہوکر واپس آیا اور احمد بن اسحاق کو تلاش کرنے چلا۔ راستے میں ملاقات ہوئی تو دیکھا تو روتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

- میں نے پوچھا: آپ کو اتنی دیر کیوں ہوگئی، اور آپ کیوں رو رہے ہیں ؟
- اُنھوں نے جواب دیا: وہ کپڑا گم ہوگیا جس کو مولا نے لانے کا حکم دیا تھا۔
- میں نے کہا: پھر اس میں رونے کی کیا بات ہے، چلکر اُن سے کہدیجیے کہ گم ہوگیا ہے۔

چنانچہ وہ اندر مولا کی خدمت میں گئے۔ پھر مسکراتے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھتے ہوئے واپس ہوئے۔

- میں نے پوچھا: اب کیا بات ہوئی ؟
- کہنے لگے: میں نے دیکھا کہ وہ کپڑا مولا کے قدموں کے نیچے بچھا ہوا ہے اور آپ اُس کے اوپر نماز پڑھ رہے ہیں۔

سعد کا بیان ہے کہ یہ سنکر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد ہم دونوں اپنے مولا و آقا کے گھر مسلسل کئی دن جاتے رہے لیکن آپ کے سامنے پھر اُن صاحبزادے (حضرت امام عصرؑ) کو ہم نے نہیں دیکھا۔ اور پھر جب رُخصت کا دن آیا تو میں اور احمد بن اسحاق اور بوڑھے ضعیف العمر اشخاص مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

چنانچہ احمد بن اسحاق نے آپ کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! وقتِ کوچ قریب ہے جس کا ہمیں بڑا دکھ ہے ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ کے جد حضرت محمد مصطفےٰ ص پر اور آپ کے پدر بزرگوار حضرت علی مرتضیٰؑ پر اور آپکی والدۂ گرامی جناب فاطمہ زہراؑ پر اور آپ کے پدر اور چچا سرداران جوانانِ جنت پر اور ان دونوں کے بعد آپ کے آبائے کرام

ائمۂ طاہرین پر اور یہ کہ وہ رحمت نازل فرمائے آپ پر اور آپ کے فرزند حضرت صاحب الزّمان پر اور اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ آپ کے مقام کو بلند فرمائے اور آپ کے دشمنوں کو نیچا دکھائے اور یہ بھی دعا رہے کہ یہ ہماری اور آپ کی آخری ملاقات نہ ہو۔

احمد بن اسحاق نے یہ جملے کہے تو امامؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ٹپاٹپ گرنے لگے۔

فرمایا: اے ابن اسحاق! بس کرو اور اپنی دعا میں حد سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ تم اسی سفر میں اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو۔

یہ سنکر احمد بن اسحاق غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو عرض کیا: مولا! آپ کو آپ کے جد کا واسطہ آپ اپنا کوئی پہنا ہوا لباس عطا فرمائیں تاکہ میں اس کو اپنا کفن بنا لوں۔

یہ سنکر مولا نے اپنے فرش کے نیچے ہاتھ ڈالا اور تیرہ درہم نکالے اور فرمایا: یہ لو اور اس کے علاوہ تم اپنی ذات پر مزید خرچ نہ کرنا اور جو تم نے مانگا ہے اس سے محروم نہ رہو گے۔ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے عمل کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

سعد کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ اپنے مولا سے رخصت ہو کر چلے اور ابھی حلوان پہنچنے میں تین فرسخ باقی تھے کہ احمد بن اسحاق کو بخار آیا اور اسقدر سخت بیمار ہوئے کہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ جب حلوان پہنچے تو ایک سرائے میں قیام کیا اور وہاں احمد نے اپنے اہلِ شہر میں سے ایک شخص کو بلایا اور کہا: آج کی شب تم لوگ ہمیں یہاں تنہا چھوڑ کر کہیں ہٹ جاؤ۔

چنانچہ ہم لوگ وہاں سے ہٹ گئے اور ہر شخص اپنی خوابگاہ میں چلا گیا۔ جب رات گذر گئی اور صبح نمودار ہوئی تو مجھے احمد بن اسحاق کی فکر ہوئی اور آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مولا کا خادم کافور کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے: اللہ تم لوگوں کو احمد بن اسحاق کی موت پر صبر دے۔ ہم ان کے غسل وکفن سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب اٹھو اور انھیں دفن کرو اس لیے کہ تمہارے مولا کی نگاہ میں یہ شخص بڑا مکرّم تھا۔

یہ کہکر وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ چنانچہ ہم لوگ روتے پیٹتے ان کے جنازے پر پہنچے اور ان کے دفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

(اکمال الدّین)

- ★ دلائل الامامۃ طبری میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔
- ★ کتاب الاحتجاج میں بھی اختصار کے ساتھ یہ روایت مرقوم ہے۔

بحار الانوار

باب بستم

غیبت کے وجوہ و اسباب

(۱) سببِ غیبت امامِ زمانہ ؑ

ماجیلویہ نے برقی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیرؒ اور اُنھوں نے ابان وغیرہ سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ (ہمارے اس) فرزند کے لیے غیبت ضروری ہے

عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! یہ کیوں ؟

فرمایا: اُس کو قتل کا خوف لاحق ہوگا۔ (علل الشرائع)

(۲) ناپسندیدہ معاشرہ سے کنارہ کشی

عطّار نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اشعری سے، اُنھوں نے احمد بن الحسین بن عمر سے اُنھوں نے محمّد بن عبداللہ سے، اُنھوں نے مروان انباری سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوجعفر علیہ السّلام کی طرف سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں لکھا تھا کہ: "جب ہمیں کسی قوم کا جوار ناپسند ہوتا ہے تو ہم اُس قوم کے سامنے رہنے سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

(علل الشرائع)

(۳) غیبت سیرتِ انبیاء ؑ ہے

مظفّر علوی نے جعفر بن مسعود اور حیدر بن محمّد سمرقندی سے، اُنھوں نے عیاشی سے، اُنھوں نے جبریل بن احمد سے، اُنھوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، حسن بن محمّد صیرفی سے اُنھوں نے حنّان بن سدیر سے، اُنھوں نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم میں سے (امام) قائمؑ کے لیے غیبت ہوگی اور اس کی مدّت بہت طویل ہوگی۔

- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ایسا کیوں ہوگا ؟
- فرمایا: اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اُن میں (قائمؑ میں) انبیاءؑ کی غیبت کی سنتوں کو جاری کرے۔ لہٰذا یہ لازمی ہے کہ جن انبیاءؑ نے جتنے عرصے غیبت اختیار کی اُن کی غیبت سب کی غیبتوں کے برابر مدّتِ غیبت پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ" (سورۃ انشقاق آیت ۱۹)

(تم لوگوں میں ایک طبقہ اپنے پچھلے طبقے کے نقشِ قدم پر ضرور چلے گا)

یعنی تم لوگ بھی وہ سنّت اختیار کرو گے جو تم سے قبل والوں کی تھی۔

(۴) دراصل علّتِ غیبت بعدِ ظہور معلوم ہوگی

ابن عبدوس نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے، اُنھوں نے احمد بن عبداللہ بن جعفر مدائنی سے، اُنھوں نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے اور اُن کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ:

- اُس صاحب الامرؑ کے لیے ایسی غیبت ہوگی جس میں ہر باطل پرست شک میں مبتلا ہو جائے گا۔
- میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، ایسا کیوں ہوگا ؟
- فرمایا: ہمیں اجازت نہیں کہ تم لوگوں سے اس کی وجہ بیان کریں۔
- میں نے عرض کیا: مگر اس میں مصلحت کیا ہو سکتی ہے ؟
- فرمایا: اس کی غیبت میں بھی وہی مصلحت ہے جو اس سے قبل حُجج خدا کی غیبتوں میں مصلحت تھی۔ اس کی غیبت کی مصلحت تو اُس کے (قائمؑ کے) ظہور کے بعد ہی ظاہر ہوگی جس طرح حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کرنے، لڑکے کو قتل کرنے اور گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو ان اُمور کی مصلحتوں سے آگاہ کیا اور وہ بھی اُس وقت جب دونوں ایکدوسرے سے جدا ہونے لگے۔
- اے ابنِ فضل! یہ (غیبت) امرِ خدا ہے اور خدا کے بھیدوں میں سے ایک راز ہے اور خدا کی غیبتوں میں سے ایک غیبت ہے۔ جب ہمیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے تو اس کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا خواہ اس کی حکمت ظاہر ہو یا نہ ہو۔

⑤ خوفِ قتل

ابنِ عبدوس نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے، اُنھوں نے محمد بن حسین سے، اُنھوں نے علی بن رئاب سے، اُنھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔

اور زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ یقیناً (اس) فرزند کے لیے پہلے غیبت ہے پھر ظہور ہے۔

- میں نے عرض کیا: یہ کیوں ہوگا؟
- فرمایا: اُن کو خوف ہوگا (یہ فرما کر آپ نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کرکے بتایا) یعنی قتل کا خوف۔

★ اکمال الدین میں بھی زرارہ سے اسی کے مثل روایت ہے۔

★ امالی صدوق میں بھی زرارہ سے اسی کے مثل روایت ہے۔

⑥ زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہ رہے گی

سنانی نے ابن زکریا سے، اُنھوں نے ابن حبیب سے، اُنھوں نے فضل بن صقر سے، اُنھوں نے ابی معاویہ سے، اُنھوں نے اعمش سے اور اعمش نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے کبھی بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا، خواہ وہ حجت ظاہر و مشہود ہو یا غائب و مستور اور نہ کبھی تا قیامت اس کو اپنی حجت سے خالی چھوڑے گا۔ اور اگر ایسا ہوتا تو کبھی اللہ کی عبادت ہی نہ کی جاتی۔

- سلیمان نے عرض کیا: مولا! پھر حجتِ غائب و مستور سے لوگ فیض کیسے حاصل کریں گے۔
- فرمایا: جسطرح لوگ آفتاب سے اُس وقت بھی فیضیاب ہوتے ہیں جب وہ ابر کے پردوں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

⑦ سببِ غیبت مت پوچھو

اسحاق بن یعقوب سے روایت ہے کہ ناحیۂ مقدسہ (سامرّا) سے محمد بن عثمان کے ہاتھوں ایک توقیع وارد ہوئی جس میں تحریر تھا کہ

وَ اَمَّا عِلَّةُ مَا وَقَعَ مِنَ الْغَیْبَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُوْلُ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ" (سورہ مائدہ آیت ۱۰۱)

(اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اُن چیزوں کے متعلق مت پوچھا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمھیں ناگوار معلوم ہو۔")

"اِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنْ اٰبَآئِیْ اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ لِطَاغِیَةِ زَمَانِهٖ، وَاِنِّیْ اَخْرُجُ حِیْنَ اَخْرُجُ وَلَا بَیْعَةَ لِاَحَدٍ مِّنَ الطَّوَاغِیْتِ فِیْ عُنُقِیْ، وَاَمَّا وَجْهُ الْاِنْتِفَاعِ بِیْ فِیْ غَیْبَتِیْ فَکَالْاِنْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ اِذَا غَیَّبَهَا عَنِ الْاَبْصَارِ السَّحَابُ وَاِنِّیْ لَاَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ کَمَا اَنَّ النُّجُوْمَ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَآءِ، فَاَغْلِقُوْا اَبْوَابَ السُّؤَالِ عَمَّا لَا یَعْنِیْکُمْ وَتَتَکَلَّفُوْا عَلٰی مَا قَدْ کُفِیْتُمْ، وَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ بِتَعْجِیْلِ الْفَرَجِ فَاِنَّ ذٰلِکَ فَرَجُکُمْ، وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِسْحَاقَ بْنَ یَعْقُوْبَ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

ترجمہ: (اور اب یہ بھی سن لو) کہ ہمارے آبائے کرام میں سے کوئی ایسا نہیں گزرا جس کی گردن پر اُس زمانے کے ظالم کی حکومت کا دباؤ نہ ہو۔ مگر جب میں ظہور و خروج کروں گا تو میری گردن پر کسی طاغوت و سرکش کی حکومت کا دباؤ نہ ہوگا۔

اور اب میری غیبت میں مجھ سے فیض پہنچنے کی بات تو اس طرح ہے جیسے آفتاب بادلوں کے پردوں میں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کے باوجود سب کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ پھر یہ کہ میں اہلِ زمین کے لیے اسی طرح سببِ امان ہوں کہ جسطرح ستارے اہلِ آسمان کے لیے سببِ امان ہیں۔

پس تم اس طرح کے سوالات کے دروازے بند کردو جو تمھارے لیے بے مقصد ہوں اور اس کی زحمت نہ کرو جس کی تم کو تکلیف نہیں دی گئی ہے۔ اور تعجیلِ فرج وکشائش (ظہور) کے لیے بہت زیادہ دعائیں مانگو۔ یہی تم لوگوں کے لیے کشادگی اور فرج ہے۔ اے اسحاق بن یعقوب! تم پر اور ان لوگوں پر سلام ہو جو ہدایت اور حق کی پیروی کریں۔)

★ اکمال الدین میں ابنِ عصام نے (محمد یعقوب) کلینی علیہ الرحمۃ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(٨) امامِ قائم کی مثال آفتاب جیسی ہوگی

محمد بن ہمام نے فزاری سے، اُنھوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے، اُنھوں نے احمد بن حارث سے، اُنھوں نے مفضّل سے، اُنھوں نے ابنِ ظبیان سے، اُنھوں نے جابر جعفی سے اور اُنھوں نے جابر انصاری سے روایت کی ہے۔ کہ جابر انصاری نے نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سوال کیا کہ: کیا امامِ قائمؑ کی غیبت میں اُن کی ذات سے شیعہ فائدہ حاصل کرسکیں گے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں، اُس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوّت پر مبعوث فرمایا ہے

"اِنَّهُمْ لَيَنْتَفِعُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَضِيْئُوْنَ بِنُوْرِ
وِلَايَتِهٖ فِيْ غَيْبَتِهٖ كَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ
وَاِنْ جَلَّلَهَا السَّحَابُ"

یعنی: (بلاشبہ وہ لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں گے اور اُن کے نورِ ولایت سے روشنی وضیاء پائیں گے جس طرح آفتاب کے بادلوں میں پوشیدہ رہنے کے باوجود لوگ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔)

(٩) دشمنانِ خدا کیلئے غیبت غضبِ الٰہی کی نشانی

ابی اور ابنِ ولید نے ایک ساتھ سعد اور حمیری سے اُنھوں نے ابنِ عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ محبوب سے، اُنھوں نے محمّد بن نعمان سے روایت کی ہے نعمان کے فرزند محمّد کا بیان ہے کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ

"اَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَرْضٰى مَايَكُوْنُ عَنْهُ
اِذَا افْتَقَدُوْا حُجَّةَ اللهِ فَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ وَحُجِبَ عَنْهُمْ فَلَمْ
يَعْلَمُوْا بِمَكَانِهٖ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَمْ تَبْطُلْ حُجَجُ اللهِ
وَلَا بَيِّنَاتُهٗ، فَعِنْدَهَا فَلْيَتَوَقَّعُوا الْفَرَجَ صَبَاحًا وَّمَسَاءً وَاِنَّ
اَشَدَّ مَايَكُوْنُ غَضَبًا عَلٰى اَعْدَآئِهٖ اِذَا افْتَقَدَهُمْ حُجَّتَهٗ، فَلَمْ
يَظْهَرْ لَهُمْ، وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَوْلِيَآءَهٗ لَا يَرْتَابُوْنَ، وَلَوْ عَلِمَ
اَنَّهُمْ يَرْتَابُوْنَ مَا اَفْقَدَهُمْ حُجَّتَهٗ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔"

(اللہ عزّ وجلّ کی سب سے زیادہ قربت اور رضا بندوں کو اس وقت حاصل ہوگی کہ جب وہ حجّتِ خدا کو گم (پوشیدہ) پائیں گے، وہ اُن پر ظاہر نہ ہو اور پردۂ غیب میں ہو اور انھیں

یہ معلوم نہ ہو کہ حجّتِ خدا کس مقام پر ہے مگر اس کے باوجود وہ جانتے ہوں کہ اللہ کی حجّتوں کا سلسلہ ہرگز ختم نہیں ہوا ہے اور وہ جاری ہے اور وہ صبح وشام ظہور وکشائش کے لیے متوقع رہیں، دعا کرتے رہیں۔

اور سب سے زیادہ غضب اللہ تعالیٰ کا اپنے دشمنوں پر یہ ہوتا کہ وہ اپنی حجّت کو اُن میں سے مفقود کردیتا ہے اور اُن پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور اللہ کو معلوم ہے کہ اس کے اولیاء اور دوستدار کبھی شک میں مبتلا نہ ہوں گے اور اگر اس کے علم میں یہ بات ہوتی کہ اس کے اولیاء اور دوستدار (اِس غیبت کی وجہ سے) شک میں پڑجائیں گے تو چشم زدن کے لیے بھی وہ اپنی حجّت کو پردۂ غیبت میں نہ رکھتا۔)

★ امالی صدوقؒ میں بھی مفضّل بن عمر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(١٠) غیبت ذریعۂ آزمائش ہے

ابنِ ولید نے صفّار سے، اُنھوں احمد بن حسین سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اُنھوں نے خالد بن نجیح سے، اور اُنھوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق بن امام محمّد باقرؑ علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ آپ فرمارہے تھے کہ اُس فرزند کے لیے ظہور سے پہلے غیبت ہے۔

- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ایسا کیوں ہوگا؟
- فرمایا: اُس کو خوف ہوگا۔

یہ کہکر آپ نے اپنے شکم اور گردن کی طرف اشارہ کیا، پھر فرمایا:

"وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ الَّذِيْ يَشُكُّ النَّاسُ فِيْ وِلَادَتِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ
يَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَبُوْهُ مَاتَ وَلَا عَقِبَ لَهٗ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ
قَدْ وُلِدَ قَبْلَ وَفَاتِ اَبِيْهِ بِسَنَتَيْنِ لِاَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ
يُحِبُّ اَنْ يَّمْتَحِنَ خَلْقَهٗ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُوْنَ۔"

یعنی (یہ وہ (امام) منتظر ہوگا کہ جس کے پیدا ہونے میں بھی لوگ شک کریں گے۔ اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ اپنے والد کی وفات کے وقت وہ بھی مرگئے اور اُنھوں نے اپنے پیچھے کسی اولاد کو نہیں چھوڑا، اور کچھ کہیں گے کہ اپنے والد کی وفات سے دو سال پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ سب اس لیے ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کا امتحان لے اور اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوجائیں۔)

(١١) امام قائمؑ کسی کی بیعت میں نہ ہوں گے

ابنِ متوکل نے محمد عطّار، اُنھوں نے یقطینی سے، اُنھوں نے ابنِ ابوعمیر سے، اُنھوں نے سعید بن غزوان سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

" صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ تُعْمٰى وِلَادَتُهٗ عَلٰى هٰذَا الْخَلْقِ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ اِذَا خَرَجَ "

(اس صاحب الامر کی ولادت لوگوں کی نگاہ میں نہ ہوگی اور وہ اس سے اندھے بنے رہیں گے تاکہ جب وہ ظہور کریں تو وہ کسی کے زیرِ نگین نہ رہیں۔)

(١٢) آپکی گردن پر کسی حکومت کا بار

ابی اور ابن ولید نے ایک ساتھ سعد سے اور اُنھوں نے یقطینی سے اور ابن ابوخطاب دونوں سے، اُنھوں نے ابن ابوعمیر سے، اُنھوں نے جمیل بن صالح سے، اُنھوں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" يُبْعَثُ الْقَائِمُ وَ لَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ لِاَحَدٍ بَيْعَةٌ "

یعنی: (اللہ تعالیٰ امام) قائمؑ کو اس شان سے مبعوث فرمائے گا کہ اُن کی گردن پر کسی کی بیعت وحکومت نہ ہوگی)

(١٣) آپؑ پر کوئی حکومت نہ کریگا

ابی نے سعد سے، اُنھوں نے ابن یزید اور حسن بن طریف سے ایک ساتھ اور اُنھوں نے ابوعمیر سے اُنھوں نے ہشام بن سالم سے اور ہشام نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" يَقُوْمُ الْقَائِمُ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ "

یعنی: (امام) قائمؑ اس شان سے کھڑے (ظاہر) ہوں گے کہ اُن کی گردن پر کسی کی بیعت وحکومت کا بار نہ ہوگا۔)

(١٤) غیبت اس لئے تاکہ آپ کسی کی بیعت میں نہ ہوں

طالقانی نے ابنِ عقدہ سے، اُنھوں نے علی بن حسن بن فضّال سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

" كَاَنِّيْ بِالشِّيْعَةِ عِنْدَ فَقْدِهِمُ الثَّالِثَ مِنْ وُلْدِيْ يَطْلُبُوْنَ الْمَرْعٰى فَلَا يَجِدُوْنَهٗ: "

قُلْتُ لَهٗ: وَلِمَ ذٰلِكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ:

قَالَ: لِاَنَّ اِمَامَهُمْ يَغِيْبُ عَنْهُمْ۔ فَقُلْتُ: وَلِمَ؟

قَالَ: لِئَلَّا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ اِذَا قَامَ بِالسَّيْفِ۔ "

یعنی (گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میری نسل میں سے تیسرے کے مفقود الخبر ہونے کے بعد شیعہ چراگاہ تلاش کر رہے ہیں اور وہ انھیں نہ ملے گی۔)

- میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ کیوں؟
- فرمایا: اِس لیے کہ اُن کا امامؑ اُن سے غائب ہوگا۔
- میں نے عرض کیا: وہ غائب کیوں ہوں گے؟
- فرمایا: اس لیے کہ جب وہ تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوں گے (تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ فلاں کی رعایا تھے) اُن کی گردن پر کسی کی حکومت کا بار نہ رہے۔)

(١٥) غیبت اس لیے تاکہ کوئی اُن کا حاکم نہ ہو

عبدالواحد بن محمد عطّار نے ابوعمرو لیثی سے، اُنھوں نے محمد بن مسعود سے، اُنھوں نے جبرئیل بن احمد سے، اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابوعمیر کے فرزند سے اُنھوں نے سعید بن غزوان سے اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ تَغِيْبُ وِلَادَتُهٗ عَنْ هٰذَا الْخَلْقِ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِاَحَدٍ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ اِذَا خَرَجَ وَيُصْلِحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَمْرَهٗ فِيْ لَيْلَةٍ "

یعنی (اس صاحب الامر کی ولادت نگاہِ خلق سے پوشیدہ رہیگی تاکہ جب وہ ظہور کریں تو اُنکی گردن کسی کی بیعت میں نہ ہو اور اللہ عزّوجلّ ایک ہی شب میں اُن کا اقتدار قائم کردے گا۔)

(۱۶) غیبت کا سببِ خوفِ جان

مظفرؔ علوی نے ابن العیاشی اور حیدر بن محمدؔ سے اُنھوں نے عیاشی سے، اُنھوں نے عبداللہ بن محمدؔ بن خالد سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال، سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسٰی سے، اُنھوں نے خالد بن نجیح سے، اُنھوں نے زرارہ سے اور زُرارہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "یا زُرارہ! لَابُدَّ لِلْقَائِمِ علیہ السلام مِنْ غَیْبَۃٍ۔ قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ وَاَوْمَأَ بِیَدِہٖ اِلٰی بَطْنِہٖ"

(اے زُرارہ! امام قائم علیہ السلام کی غیبت لابدی و لازمی ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟

فرمایا: اِس لیے کہ اُن کو اپنی جان کا خوف ہوگا۔ (پھر آپؑ نے اپنے شکم مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔)

(۱۷) مذکورہ روایت امام محمدؔ باقرؑ سے

اِنھیں اسناد کے ساتھ عیاشی نے محمدؔ بن ابراہیم ورّاق سے، اُنھوں نے حمدان بن احمد سے، اُنھوں نے ایّوب بن نوح سے، اُنھوں نے صفوان سے، اُنھوں نے ابنِ بُکیر سے، اور اُنھوں نے زرارہ سے اور زرارہ نے حضرت ابوجعفر امام محمدؔ باقر علیہ السلام سے بھی اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(۱۸) قتل کا خوف

ماجیلویہ نے اپنے چچا سے اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے ایوب بن نوح سے اُنھوں نے صفوان سے، اُنھوں نے ابنِ بُکیر سے، اور اُنھوں نے زرارہ سے، اور اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"لِلْغُلَامِ غَیْبَۃٌ قَبْلَ قِیَامِہٖ" قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہِ الذَّبْحَ"

(اس فرزند کے لیے ظہور سے پہلے غیبت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟

فرمایا: اُسے اپنے ذبح ہونے کا خوف لاحق ہوگا۔)

(۱۹) ظہور میں تاخیر کا سبب

ابنِ مسرور نے ابنِ عامر سے، اُنھوں نے اپنے چچا سے، اُنھوں نے ابنِ ابوعمیر سے اور اُن سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی جو امیر المومنین نے اپنے مخالفین سے شروع ہی میں جنگ نہ کی؟

آپؑ نے فرمایا: قرآن مجید کی اِس آیت کی وجہ سے:

"لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا" (سورہ فتح ۲۵)

(البتہ اگر وہ (مومن کفار سے) جدا ہوتے تو ہم ضرور اُن میں سے اُن لوگوں کو جنھوں نے کفر اختیار کیا تھا دردناک عذاب دیتے۔)

- میں نے عرض کیا: یہاں لَوْ تَزَیَّلُوْا کے کیا معنی ہیں؟
- فرمایا: ..."وَدَائِعُ مُؤْمِنُوْنَ فِیْ اَصْلَابِ قَوْمٍ کَافِرِیْنَ فَکَذٰلِکَ الْقَائِمُ ع لَنْ یَظْهَرَ اَبَدًا حَتّٰی تَخْرُجَ وَدَائِعُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا خَرَجَتْ عَلٰی مَنْ ظَهَرَ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جَلَّ لَهٗ فَقَتَلَهُمْ"

یعنی:- (کافروں کے صلبیوں میں مومن ودیعتوں کی وجہ سے اور اسی طرح امامؑ قائم بھی اُس وقت تک ظہور نہ فرمائیں گے جبتک اللہ کی ودیعتیں نکل نہ جائیں۔ جب یہ ساری ودیعتیں نکل جائیں گی تو پھر خدا کے دشمنوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے اور انھیں قتل کریں گے۔

"

★ ابراہیم کرخی نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(۲۰) قتل کا خوف

غضائری نے بزوفری سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے فضل سے، اُنھوں نے ابنِ محبوب سے، اُنھوں نے ابنِ رئاب سے، اُنھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ امام قائمؑ کے لیے غیبت ہوگی۔

میں نے پوچھا: کیوں؟ اُنھوں نے کہا: انھیں قتل کا خوف ہوگا۔

(٢١) امامؑ قائم کا نام نہ بتانے کی وجہ

ابن عیسیٰ نے محمد بن سنان سے، انھوں نے محمد بن یحییٰ خثعمی سے، انھوں نے ضریس کناسی سے، انھوں نے ابوخالد کابلی سے روایت کی ہے جس کو میں مختصر کر رہا ہوں۔

ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ امام قائمؑ کا اسم گرامی بتائیے تاکہ ان کے نام سے ہم انھیں پہچان لیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! تم نے ایسی بات پوچھی ہے کہ اگر بنی فاطمہ بھی نام سے انھیں پہچان لیں تو وہی اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

(٢٢) غیبت جان کی حفاظت کیلئے ہوگی

علی بن احمد نے عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے محمد ابن احمد قلانسی سے، انھوں نے ایوب بن نوح سے، انھوں نے صفوان سے، انھوں نے ابن بکیر سے، اور انھوں نے زرارہ سے اور زرارہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا:

"إِنَّ لِلْقَائِمِ غَيْبَةً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ وَهُوَ الْمَطْلُوبُ تُرَاثُهُ"
قُلْتُ: وَلِمَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: يَخَافُ. (وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى بَطْنِهِ) يعنى الْقَتْلَ"

(امام قائمؑ کے لیے ظہور و قیام سے پہلے غیبت اس کی میراث میں ہوگی)

میں نے عرض کیا: ایسا کیوں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اُن کو خوف لاحق ہوگا۔ (اس کے بعد آپؑ نے اپنے شکم مبارک کی طرف اشارہ فرمایا: ؏ مطلب یہ تھا کہ قتل کا خوف۔)

بحار الانوار

باب ٢١

وقتِ ظہور معین کرنا کیوں منع ہے

١ آلِ محمدؐ کے بارے میں جہلا کا خیال

جعفر بن محمد نے اسحاق بن محمد سے، انھوں نے ابوہاشم سے، انھوں نے فرات بن احنف سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ امام قائمؑ کا ذکر کیا تو فرمایا:

"لَيَغِيبَنَّ عَنهُم حَتّى يَقُولَ الجَاهِلُ: مَا لِلّٰهِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ حَاجَةٌ"

(امام قائمؑ) یہاں تک غیبت اختیار کریں گے کہ جاہل لوگ کہنے لگیں گے کہ اب اللہ کو آلِ محمدؐ کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے) (غیبۃ طوسیؒ)

٢ غیبتِ امامِ زمانہ میں شیعوں کا حال

محمد حمیری نے اپنے والد سے، انھوں نے ابن یزید سے، انھوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انھوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے انھوں نے ایک شخص سے اور اُس نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا

"لَتُمَخَّضُنَّ يَا مَعشَرَ الشِّيعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَخِيضِ الكُحلِ فِي العَينِ لِأَنَّ صَاحِبَ الكُحلِ يَعلَمُ مَتى يَقَعُ فِي العَينِ وَلَا يَعلَمُ مَتى يَذهَبُ، فَيُصبِحُ أَحَدُكُم وَهُوَ يَرى أَنَّهُ عَلى شَرِيعَةٍ مِن أَمرِنَا فَيُمسِي وَقَد خَرَجَ مِنهَا، وَيُمسِي وَهُوَ عَلى شَرِيعَةٍ مِن أَمرِنَا فَيُصبِحُ وَقَد خَرَجَ مِنهَا"

(اے شیعانِ آلِ محمدؐ! تم لوگ اسطرح گھس جاؤ گے جیسے آنکھ میں سُرمہ گھس جاتا ہے۔ کیونکہ سُرمہ لگانے والا یہ تو جانتا ہے کہ سرمہ کب لگایا گیا، مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ آنکھوں سے کب غائب ہوگیا، چنانچہ اسی طرح تم میں سے جو شخص ہماری شریعت پر صبح کو نظر آئے گا تو شام کو وہ اس سے نکل چکا ہوگا۔ پھر اگر کوئی شخص شام کو ہماری شریعت پر نظر آئے گا تو وہ صبح کو اس سے باہر ہو گیا ہوگا۔) (غیبۃ طوسیؒ)

★ حماد بن عیسیٰ سے اسی کے مثل غیبۃ نعمانی میں مروی ہے۔ (غیبۃ نعمانی)

٣ شیعوں کی آزمائش

محمد حمیری نے اپنے والد سے، انھوں نے ایوب بن نوح سے، انھوں نے عباس بن عامر سے، انھوں نے ربیع بن محمد مسلی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا:

"وَاللّٰهِ لَتُكسَرُنَّ كَسرَ الزُّجَاجِ وَإِنَّ الزُّجَاجَ يُعَادُ فَيَعُودُ كَمَا كَانَ وَاللّٰهِ لَتُكسَرُنَّ كَسرَ الفَخَّارِ وَإِنَّ الفَخَّارَ لَا يَعُودُ كَمَا كَانَ وَاللّٰهِ لَتُمَحَّصُنَّ وَاللّٰهِ لَتُغَربَلُنَّ كَمَا يُغَربَلُ الزُّوَانُ مِنَ القَمحِ"

(خدا کی قسم تم لوگ اس طرح توڑ دیے جاؤ گے جیسے شیشہ ٹوٹتا ہے مگر شیشہ تو جوڑے جانے پر جڑ جاتا ہے۔ خدا کی قسم تم لوگ اسطرح توڑے جاؤ گے جیسے مٹی کے برتن جن کو جوڑا جائے تو جڑتا ہی نہیں۔ خدا کی قسم تم لوگ رگڑے جاؤ گے خدا کی قسم تم لوگ چھانے جاؤ گے جس طرح جھڑنے میں گیہوں سے دوسرے دانے چھانے جاتے ہیں۔) (غیبۃ طوسیؒ)

٤ وقتِ ظہور نہ بتانے میں فائدہ

علی بن یقطین سے روایت ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی الرضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے علی! گروہ شیعہ دو سو سال سے اُمیدوں پر پل بڑھ رہے ہیں۔

- اور یقطین نے اپنے بیٹے علی سے کہا: کیا بات ہے کہ جو ہم لوگوں سے کہا جاتا وہ پورا ہو جاتا ہے مگر جو تم لوگوں سے کہا جاتا ہے وہ پورا نہیں ہوتا؟
- علی نے جواب دیا کہ جو بات ہم سے اور آپ لوگوں سے کہی جاتی ہے وہ دونوں ایک ہی زبان سے نکلتی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ آپ لوگوں سے جو کہا جاتا ہے اس کا وقت آجاتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے، مگر ہم لوگوں سے جو کچھ کہا جاتا ہے اس کا وقت نہیں آتا۔ لہٰذا وہ نہیں ہوتا اور ہم لوگ اس کی اُمید پر بسر کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگوں سے یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ امر دو سو برس یا تین سو برس تک نہیں ہوگا تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں، بلکہ بہت سے لوگ تو اسلام ترک کر دیتے ہیں اِسی لیے کہا گیا ہے کہ یہ امر بہت جلد آنے والا ہے۔ زمانہ قریب ہی ہیں۔ تاکہ لوگوں کی دلجوئی ہوتی رہے اور وہ لوگ فرج وکشادگی کا انتظار کریں۔ (غیبۃ طوسیؒ و غیبۃ نعمانی)

(۵) ظہور کا وقت بتانے والے کاذب ہیں

غضائری نے بزوفری سے، اُنھوں نے علی بن محمد سے، اُنھوں نے فضل بن شاذان سے، اُنھوں نے احمد بن محمد اور عبیس بن ہشام سے، اُنھوں کرام سے، کرام نے فضیل سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزندِ رسولؐ! کیا ظہورِ صاحب الامر کے لیے کوئی وقت مقرر ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

" کَذَبَ الوَقَّاتُون، کَذَبَ الوَقَّاتُون، کَذَبَ الوَقَّاتُون "

(وقتِ مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں، وقتِ مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں، وقتِ مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۶) ہم نے وقتِ ظہور نہ بتایا ہے اور نہ بتائیں گے

فضل بن شاذان نے حسین بن یزید صحاف سے، اُنھوں نے منذر جواز سے اور اُنھوں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" کَذَبَ المُوَقِّتُونَ، مَا وَقَّتنَا فِیمَا مَضیٰ، وَلَا نُوَقِّتُ فِیمَا یَستَقبِلُ "

(ظہورِ امر) کا) وقتِ مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں۔ ہم نے نہ تو ماضی میں کوئی وقت مقرر بتایا اور نہ مستقبل میں کوئی وقتِ مقرر بتائیں گے۔)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۷) تعجیل چاہنے والے ہلاک ہوں گے

اِنہی اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن بن کثیر کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ مہزم اسدی آگئے، اُنھوں نے دریافت کیا:

- میرے آقا و مولا! میں آپ پر قربان، یہ فرمائیں کہ ظہورِ امر کب ہوگا جس کا آپ حضرات انتظار فرما رہے ہیں؟
- آپ نے فرمایا:

" یَا مِہزَمُ! کَذَبَ الوَقَّاتُونَ وَهَلَكَ المُستَعجِلُونَ وَنَجَا المُسَلِّمُونَ وَاِلَینَا یَصِیرُونَ "

(اے مہزم! وقتِ مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں اور تعجیل چاہنے والے اور جلد بازی کرنے والے ہلاک ہوں گے اور تسلیم کرنے والے نجات پائیں گے اور ہمارے پاس پہنچیں گے)

- ★ غیبتہ نعمانی میں بھی مذکورہ روایت عبدالرحمٰن سے اسی کے مثل نقل ہوئی ہے
- ★ غیبتہ نعمانی میں علی بن حسان سے بھی اسی کے مثل مذکورہ روایت منقول ہے۔
- ★ کتاب الامامۃ والتبصرہ ابن بابویہ میں بھی محمد بن مسلم سے مذکورہ روایت اسی طرح منقول ہے

(۸) وقتِ ظہور بتانے والے کاذب ہیں

فضل بن شاذان نے ابن ابونجران سے، اُنھوں نے صفوان بن یحییٰ سے، اُنھوں نے ابوایوب خزاز سے، اُنھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اور محمد بن مسلم نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

" مَن وَقَّتَ لَكَ مِنَ النَّاسِ شَیئًا فَلَا تَهَابَنَّ اَن تُكَذِّبَهُ فَلَسنَا نُوَقِّتُ لِاَحَدٍ وَقتًا "

(اگر کوئی شخص ظہورِ امر کا وقت بتائے تو اُس کو بلا خوف جھٹلاؤ اس لیے کہ ہم نے کسی کو بھی ظہورِ امر کا وقت نہیں بتایا ہے۔) (غیبتہ طوسیؒ)

(۹) ظہور کے آثار قرآن میں

فضل بن شاذان نے عمر بن اسلم بجلی سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے اُنھوں نے ابوجارود سے، اُنھوں نے محمد بن بسر ہمدانی سے، اُنھوں نے محمد بن حنفیہ سے ایک طویل روایت بیان کی ہے جس کو میں یہاں بقدرِ ضرورت مختصراً پیش کر رہا ہوں:

اُنھوں (حضرت محمد حنفیہ) نے فرمایا: بنی فلاں کی حکومت ایک معینہ مدت تک قائم رہے گی۔ جب انھیں امن و اطمینان ملے گا تو وہ سمجھیں گے کہ اب ہماری حکومت پر کبھی زوال نہ آئے گا ایسے میں اچانک نزولِ امر الٰہی ہوگا، پھر کوئی گلہ بان (حاکم) ایسا نہ ہوگا جو اُن کے گلے کو جمع کرے اور نہ کوئی داعی ہوگا جو ان لوگوں کو پکارے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الاَرضُ زُخرُفَهَا وَازَّیَّنَت وَظَنَّ اَهلُهَآ اَنَّهُم قٰدِرُونَ عَلَیهَآ اَتٰىهَآ اَمرُنَا لَیلًا اَو نَهَارًا فَجَعَلنٰهَا حَصِیدًا كَاَن لَّم تَغنَ بِالاَمسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الاٰیٰتِ لِقَومٍ یَّتَفَكَّرُونَ ٥ " (سورۂ یونس آیت ۲۴)

(حتّیٰ کہ زمین نے اُس سے اپنے زیورات اخذ کیے اور مزین ہوگئی اور اہلِ زمین نے گمان کیا کہ بیشک وہ اُس پر قدرت رکھتے ہیں تو ناگہاں اس پر ہمارا حکم (عذاب بنکر)

آپہنچا کسی رات کو یا کسی دن کو پس ہم نے اُس (آرائش) کو یوں تہس نہس کر دیا گویا وہ کل تھی ہی نہیں۔ تو اس طرح ہم آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، کیا نزولِ امرِ الٰہی کا کوئی وقت مقرر ہے؟

فرمایا: نہیں۔ اس لیے کہ وقت مقرر کرنے والوں کے علم پر اللہ تعالیٰ کا علم غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس شبوں کا وعدہ کیا، پھر دس راتوں کا اس میں اضافہ فرمایا، مگر اس کے بارے میں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا اور نہ بنی اسرائیل کو۔ لہٰذا جب (وعدہ کا) وقت گذر گیا تو انھوں نے کہا کہ موسیٰ نے ہم لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ پس انھوں نے گوسالہ کی پرستش پھر شروع کر دی۔
لہٰذا جب حاجات اور فاقہ و افلاس بہت بڑھ جائے اور لوگ ایک دوسرے کے منکر ہوں تو اس وقت امرِ الٰہی کے آنے کی توقع رکھنا کہ وہ صبح وارد ہو یا شام کو آگھیرے۔

(غیبتہ طوسیؒ)

(۱۰) ظہور کی مدت میں اضافہ

فضل بن شاذان نے محمد بن علی سے، انھوں نے سعدان بن مسلم سے، انھوں نے ابو بصیر سے روایت بیان کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا: کیا ظہورِ امر کے لیے کوئی وقت اور مدت مقرر ہے تاکہ اس وقت تک ہم لوگ سکون سے بیٹھیں اور منتظر رہیں۔ ؟
آپ نے فرمایا: وقت تو مقرر تھا مگر تم لوگوں نے اسے شہرت دیدی اس لیے اب اُس کی مدت بڑھادی گئی ہے۔

(۱۱) ظہورِ امر کا اب کوئی وقت مقرر نہیں

فضل نے حسن بن محبوب سے، انھوں نے ابوحمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ:
ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے سنہ ہجری تک بلائیں اور مصیبتیں ہیں اس کے بعد آسانی کا دور آئے گا مگر سنہ ہجری تو گذر بھی گیا اور ہمیں ابھی تک کوئی آسانی نظر نہیں آتی ؟
حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اے ثابت! آسانی اور نرمی کے لیے سنہ ہی مقرر تھا مگر جب اس عرصے میں امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے غضبناک ہو کر اُسکی

مدت بڑھا کر سنہ ۱۴۰ کر دی، اور ہم نے تم لوگوں سے جب اس کا تذکرہ کیا تو تم لوگوں اس کو مشتہر کر دیا اور راز فاش کر دیا تو اللہ نے اس کو مؤخر کر دیا اور اب ہمیں اس کا معین وقت نہیں معلوم:

" يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۔"

(اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اُسی کے پاس اُمّ الکتاب ہے۔) (یا اصل کتاب ہے) (سورۃ الرعد ۳۹)

ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے یہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے (غیبتہ طوسیؒ ص۵۱)

★ کافی میں ابنِ محبوب نے ثمالی سے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور اس میں بھی یہ روایت آخر تک موجود ہے۔ (کافی جلد ا ص۳۶۸)

(۱۲) اس امر کو مؤخر کر دیا

محمد بن اسماعیل سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے ابو یحییٰ تمتام سلمی سے، انھوں نے عثمان النوا سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ فِيَّ فَاَخَّرَهُ اللّٰهُ وَيَفْعَلُ بَعْدُ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ مَا يَشَآءُ "

(یہ امر میرے لیے تھا، پھر اللہ نے اسے مؤخر کر دیا اور اسے میری ذرّیت میں رکھدیا۔) (غیبتہ طوسیؒ)

(۱۳) اولادِ عبّاس کے ملوک کی تفصیل

ابولبید مخزومی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجعفرؑ نے ارشاد فرمایا: اے لبید!

" اِنَّهٗ يَمْلِكُ مِنْ وُلْدِ الْعَبَّاسِ اثْنَا عَشَرَ تُقْتَلُ بَعْدَ الثَّامِنِ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ، تُصِيْبُ اَحَدَهُمُ الذَّبْحَةُ، فَيَذْبَحُهٗ، هُمْ فِئَةٌ قَصِيْرَةٌ اَعْمَارُهُمْ، قَلِيْلَةٌ مُدَّتُهُمْ، خَبِيْثَةٌ سِيْرَتُهُمْ، مِنْهُمُ الْفُوَيْسِقُ الْمُلَقَّبُ بِالْهَادِيْ وَالنَّاطِقِ وَالْغَاوِيْ "

(اولادِ عبّاس میں بارہ بادشاہ ہوں گے، آٹھ کے بعد جو چار ہوں گے وہ قتل کر دیے

جائیں گے اور ان میں سے ذبح کیا جائے گا اور اسے ایک گروہ ذبح کردے گا ان کی عمریں تھوڑی و کم ہوں گی اور اُن کی مدّتِ سلطنت بھی قلیل ہوگی، اُن کی سیرت خبیث ہوگی اُن میں ہی سے وہ فاسق بھی ہوگا جس کا لقب ہادی و ناطق و غاوی ہوگا۔) (تفسیرِ عیاشی)

لے بیشک حروفِ مقطعاتِ قرآن میں بڑا ذخیرۂ علم موجود ہے

(۱۴) اَتٰیٓ اَمْرُ اللّٰہِ کی تفسیر

ہشام بن سالم نے ہمارے بعض اصحاب سے، اور اُنھوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ سے آیتِ مبارکہ:

" اَتٰیٓ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ " (سورۂ نحل آیت ۱)

(امرِ الٰہی آیا ہی چاہتا ہے پس تم اس کے لیے جلدی نہ کرو۔)

کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی کہ یہ امر فلاں وقت ظاہر ہوگا تو یہ بھی فرمایا کہ امرِ خدا آہی گیا، اس میں عجلت نہ چاہو۔ وقت تو آنے دو۔ اور جب کسی کام کے لیے اللہ کہتا ہے کہ وہ ہونے والا ہے تو سمجھ لو گویا وہ کام ہو ہی گیا۔ (تفسیرِ عیاشی)

(۱۵) زمانۂ غیبت میں لوگوں کا حال

عبدالواحد بن عبداللہ نے محمد بن جعفر سے، اُنھوں نے ابن ابو الخطّاب سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابو جارود سے اور ابو جارود نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن جناب کو فرماتے ہوئے سنا: آپ فرما رہے تھے کہ:

" لَا تَزَالُوْنَ تَنْتَظِرُوْنَ حَتّٰی تَکُوْنُوْا کَالْمَعْزِ الْمَھُوْلَۃِ الَّتِیْ لَا یُبَالِی الْجَازِرُ اَیْنَ یَضَعُ یَدَہٗ مِنْھَا، لَیْسَ لَکُمْ شَرَفٌ تَشْرُفُوْنَہٗ، وَلَا سَنَدٌ تُسْنِدُوْنَ اِلَیْہِ اُمُوْرَکُمْ "

(تم لوگ سدا انتظار کرتے رہو گے یہاں تک کہ اُن بکریوں کے مانند ہو جاؤ گے جنھیں ڈر ہے کہ قصاب معلوم نہیں کس کی پشت پر ہاتھ رکھ دے۔ نہ تم لوگوں میں کوئی شرف ہوگا جس سے وہ مشرف ہو، نہ کوئی ایسا معتمد ہوگا کہ جس کی طرف اپنے اُمور میں رجوع کر سکو)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۱۶) ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی

ابن ابی خطّاب نے بزنطی سے اور اُنھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے رُؤیا کے متعلق سوال کیا تو آپ نے قدرے خاموشی کے بعد فرمایا:

" اِنَّا لَوْ اَعْطَیْنَاکُمْ مَا تُرِیْدُوْنَ لَکَانَ شَرًّا لَکُمْ وَاُخِذَ بِرَقَبَۃِ صَاحِبِ ھٰذَا الْاَمْرِ قَالَ وَقَالَ: وَاَنْتُمْ بِالْعِرَاقِ تَرَوْنَ اَعْمَالَ ھٰؤُلَآءِ الْفَرَاعِنَۃِ وَمَا اُمْھِلَ لَھُمْ، فَعَلَیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الدُّنْیَا، وَلَا تَغْتَرُّوْا بِمَنْ اُمْھِلَ لَہٗ فَکَاَنَّ الْاَمْرَ قَدْ وَصَلَ اِلَیْکُمْ "

(جو کچھ تم لوگ چاہتے ہو اگر وہ بتا دیا جائے تو اس میں تمھارے لیے بھی مضرّت ہے، نیز اس کیلئے صاحبِ امر بھی مسئول ہوں گے۔ تم لوگوں نے عراق میں ان فراعین کے اعمال کو اور جو انھیں مہلت ملی ہے اسے دیکھا۔ لہٰذا تم لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور دنیا سے دھوکا نہ کھاؤ اور ان لوگوں کو دیکھ کر دھوکا کھاؤ جنھیں مہلت دی گئی ہے اور گویا یہ سمجھ لو کہ صاحبِ امر تمہارے پاس آہی گیا ہے۔)

(قرب الاسناد)

(۱۷) صبر اور انتظارِ فرج ہی بہتر ہے

مندرجہ بالا اسناد کے ساتھ بزنطی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: مولا! میں آپ پر قربان، ہمارے اصحاب نے شہاب سے اور اُنھوں نے آپ کے جدّ بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ ہوا کہ جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (اپنے بعد کیلئے) حاکم بنایا اس کو تیئیس ۲۳ سال تک حکومت دے۔ "

- آپ نے فرمایا: اگر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے یہ کہا ہے تو ایسا ہی تو ہوا ہے۔
- میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، آپ بھی کچھ ارشاد فرمائیں ؟
- آپ نے فرمایا: صبر اور انتظارِ فرج سب سے بہتر ہے کیا تم نے عبدِ صالح کا قول نہیں سنا؟

" وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ " (سورہ ھود ۹۳)

" فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ " (سورہ الاعراف ۷۱)

(اور تم راہ دیکھو ہم بھی تمھارے ساتھ راہ دیکھیں گے۔ تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمھارے ساتھ انتظار کریں گے)

لہٰذا تم لوگ صبر سے کام لو اِس لیے کہ مایوسی کے بعد فرج وکشادگی کا دور آئے گا اور وہ لوگ جو تم سے پہلے گذر گئے وہ تو تم سے بھی زیادہ صابر تھے۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ:

"ھِیَ وَاللّٰهِ السُّنَنَ الْقُذَّةَ بِالْقُذَّةِ وَمِشْكُوةً بِمِشْكُوةٍ وَلَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ فِيْكُمْ مَا كَانَ فِي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ عَلٰى اَمْرٍ وَاحِدٍ كُنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

وَلَوْ اَنَّ الْعُلَمَاءَ وَجَدُوْا مَنْ يُحَدِّثُوْنَهُمْ، وَيَكْتُمُ سِرَّهُمْ لَحَدَّثُوْا وَلَبَثُّوا الْحِكْمَةَ، وَلٰكِنْ قَدِ ابْتَلَاكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْاِذَاعَةِ وَاَنْتُمْ قَوْمٌ تُحِبُّوْنَا بِقُلُوْبِكُمْ وَيُخَالِفُ ذٰلِكَ فِعْلُكُمْ وَاللّٰهِ مَا يَسْتَوِيْ اخْتِلَافُ اَصْحَابِكَ، وَلِهٰذَا اُسِرَّ عَلٰى صَاحِبِكُمْ لِيُقَالَ مُخْتَلِفِيْنَ، مَا لَكُمْ لَا تَمْلِكُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتَصْبِرُوْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِالَّذِيْ تُرِيْدُوْنَ؟ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَيْسَ يَجِيْءُ عَلٰى مَا تُرِيْدُ النَّاسُ اِنَّمَا هُوَ اَمْرُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَضَاؤُهُ وَالصَّبْرِ، وَاِنَّمَا يُعَجِّلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ۔"

(خدا کی قسم، یہ قوموں کی سنّتیں ایکدوسرے کے مطابق ہوتی ہیں جیسے ایک کان کے مقابل دوسرا کان اور ایک طاقچے کے مقابل دوسرا طاقچہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ لازمی ہے کہ تم میں بھی وہی ہو جو تم سے پہلے والوں میں ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر تم سب لوگ کسی امرِ واحد پر متفق ہوتے تو یہ تم لوگ اگلے لوگوں کی سنّت کے خلاف کرتے۔

اگر علماء (ائمۂ طاہرین) کو ایسے لوگ ملتے کہ جو اُن کی باتوں کو سنکر انھیں پوشیدہ رکھتے تو وہ علما ان لوگوں پر حکمت کے خزانے اُنڈیل دیتے، مگر مشکل تو یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم لوگوں میں تشہیر اور اشاعت کا مرض پیدا کر دیا ہے۔ تم لوگ وہ قوم ہو جو دل سے ہم سے محبت کرتے ہو مگر تمہارا عمل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ اپنے نفسوں پر قابو نہیں رکھتے اور اتنا بھی صبر نہیں کرتے کہ جو تم چاہتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ سامنے لائے۔ دیکھو! یہ امر لوگوں کے چاہنے سے نہیں آئے گا، یہ امرِ الٰہی ہے جو اُس کی مرضی اور مشیّت پر منحصر ہے اُس کو کوئی عجلت نہیں ہے اور تعجیل تو وہ کرے جسے کام کے فوت ہو جانے کا خوف ہو۔)

(قرب الاسناد)

(۱۸) پیشینگوئی اور تمنّا میں فرق

ابی نے حمیری سے مرفوعی اسناد کے ساتھ علی بن یقطین سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات کے متعلق جو پیشینگوئیاں ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں اور آپ کے دشمنوں کے بارے میں جتنی پیشینگوئیاں ہیں وہ پوری ہو جاتی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

"اِنَّ الَّذِيْ خَرَجَ فِيْ اَعْدَائِنَا كَانَ مِنَ الْحَقِّ فَكَانَ كَمَا قِيْلَ وَاَنْتُمْ عُلِّلْتُمْ بِالْاَمَانِيِّ فَخَرَجَ اِلَيْكُمْ كَمَا خَرَجَ۔"

(وہ پیشینگوئیاں جو ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہیں وہ چونکہ صحیح ہوتی ہیں اِس لیے پوری ہوتی ہیں، اور ہمارے متعلق (پیشینگوئیاں نہیں بلکہ) تمھاری تمنّائیں اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس کا جو نتیجہ نکلے گا وہ تو ظاہر ہے۔)

علل الشرائع

(۱۹) ظہور، اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے

کلینیؒ نے اسحاق بن یعقوب سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ محمد بن عثمان کے ہاتھوں اُن کے پاس ایک توقیع برآمد ہوئی جس میں یہ تحریر تھا کہ:

"اَمَّا ظُهُوْرُ الْفَرَجِ، فَاِنَّهُ اِلَى اللّٰهِ وَكَذَبَ الْوَقَّاتُوْنَ"

(یہ سوال کہ ظہورِ فرج کب ہوگا؟ تو یہ اللہ کی مرضی پر ہے۔ اس کے وقت کا تعیین کرنے والے جھوٹے ہیں۔)

(احتجاج)

(۲۰) ظہور آزمائش کے بعد ہوگا

ابی نے علی سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن فضل سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے منصور سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا: اے منصور! "اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا يَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَعْدَ اِيَاسٍ لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تُمَيَّزُوْا، لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تُمَحَّصُوْا، لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى يَشْقٰى مَنْ يَشْقٰى، وَيَسْعَدَ مَنْ يَسْعَدُ"

(یہ امر یاس و ناامیدی کے بعد ہی ظہور پذیر ہوگا اور خدا کی قسم، اُس وقت تک ظہور نہ ہوگا

جبتک تمہیں پرکھ نہ لیا جائے، خدا کی قسم، اُس وقت تک ظہور نہیں ہوگا جبتک تمہیں چھانٹ نہ لیا جائے، اور خدا کی قسم، اس وقت تک ظہور نہ ہوگا جبتک جس کو شقی ہونا ہے وہ شقی نہ ہوجائے اور جس کو سعید ہونا ہے وہ سعید نہ ہوجائے)

(اکمال الدین)

۲۱ دورِ غیبت میں کانٹوں پر چلنا پڑیگا

ابی اور ابن ولید دونوں نے حمیری سے، حمیری نے یقطینی سے، یقطینی نے صالح بن محمد سے، صالح نے ہانی تمار سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: " اِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَيْبَةً الْمُتَمَسِّكُ فِيهَا بِدِينِهِ كَالْخَارِطِ لِلْقَتَادِ ـ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ ـ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَيْبَةً فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدٌ وَلْيَتَمَسَّكْ بِدِينِهِ "

(اس صاحب امر کے لیے غیبت ہے اور اُس دورِ غیبت میں اپنے دین سے تمسک رہنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کانٹوں پر چل رہا ہو۔" (پھر فرمایا) اس صاحب امر کے لیے غیبت ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اپنے دین سے متمسک رہے۔) (اکمال الدین)

★ غیبۃ طوسی میں بھی یقطینی سے اسی کے مثل روایت ہے۔

۲۲ دورِ غیبت میں شدید آزمائش ہوگی

ابی نے سعد سے، سعد نے ابن ابوخطاب سے، انھوں نے ابن بزیع سے، اُنھوں نے عبداللہ اصم سے، اُنھوں نے حسین بن مختار قلانسی سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن سیابہ سے اور اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

" كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا بَقِيتُمْ بِلَا اِمَامٍ هُدًى، وَلَا عَلَمٍ يَبْرَأُ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تُمَيَّزُونَ وَتُمَحَّصُونَ وَتُغَرْبَلُونَ، وَعِنْدَ ذٰلِكَ اخْتِلَافُ السِّنِينَ وَاِمَارَةٌ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَقَتْلٌ وَقَطْعٌ فِي آخِرِ النَّهَارِ "

(بتاؤ! اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم لوگ بلا امام اور بلا علم کے رہ جاؤ گے؟ تم لوگ ایکدوسرے سے بیزار ہوگے، اس وقت تمہیں چُنا جائے گا، چھانٹا جائے گا

چھانا جائے گا، قحط سالیاں ہوں گی اور ایک شخص صبح کو امیر بنے گا اور شام کو قتل کر دیا جائے گا۔)

(اکمال الدین وتمام النعمہ)

۲۳ افسوس افسوس ... ؟

غضائری نے بزوفری سے، اُنھوں نے احمد بن ادریس سے، اُنھوں نے ابن قتیبہ سے اُنھوں نے ابن شاذان سے، اُنھوں نے ابن ابونجران سے، اُنھوں نے محمد بن منصور سے، اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں ہماری ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی جو آپس میں مصروف گفتگو تھے کہ امام علیہ السلام نے ہماری جانب توجہ فرمائی اور فرمانے لگے کہ تم لوگ کن باتوں میں مشغول ہو؟

" اَيْهَاتَ اَيْهَاتَ، لَا وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ اِلَيْهِ اَعْيُنَكُمْ حَتّٰى تُغَرْبَلُوا، لَا وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ اِلَيْهِ اَعْيُنَكُمْ حَتّٰى تُمَيَّزُوا، لَا وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ اِلَيْهِ اَعْيُنَكُمْ لبَعْدَ اِيَاسٍ، لَا وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ اِلَيْهِ اَعْيُنَكُمْ حَتّٰى يَشْقٰى مَنْ يَشْقٰى وَيَسْعَدُ مَنْ سَعِدَ "

(افسوس افسوس، خدا کی قسم، جسطرف تمہاری نظریں ہیں وہ نہ ہوگا جبتک کہ تم کو چھان نہ لیا جائے۔ خدا کی قسم، جسطرف تمہاری نگاہیں لگی ہیں وہ نہ ہوگا جبتک کہ تم کو چھانٹ نہ لیا جائے، خدا کی قسم، جسطرف تمہاری نظریں ہیں وہ نہ ہوگا جبتک کہ تم کو ہر طرف سے مایوس نہ کر دیا جائے، خدا کی قسم، جسطرف تم دیکھ رہے ہو، وہ اُس وقت تک نہ ہوگا تاوقتیکہ جس کو بدبخت وشقی ہونا ہے وہ بدبخت وشقی نہ ہوجائے اور جسکو نیک وسعید ہونا ہے وہ نیک وسعید نہ ہوجائے۔) (غیبۃ طوسی)

★ غیبۃ نعمانی میں بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔

★ کافی میں بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے تقریباً ایسی ہی روایت مرقوم ہے

(کافی جلد ا صفحہ ۳۰۰)

۲۴ تم کو چھانٹ لیا جائے گا

ابن احمد بن ادریس نے ابن قتیبہ سے، اُنھوں نے ابن شاذان سے، اُنھوں نے بزنطی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

" اَمَا وَاللهِ لَا یکون الّذی تمدّون اِلیہ اَعینکم حتیٰ تمیّزوا وتمحّصوا وحتیٰ لا یبقیٰ منکم اِلّا الاَندر "

ثم تلا:

" اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللهُ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا مِنْکُمْ (وَ یَعْلَمَ الصَّابِرِیْنَ) " (سورۃ التوبہ آیت ۱۲)

(فرمایا: خدا کی قسم، یہ (ظہور) اُس وقت تک نہ ہوگا جبتک کہ تم لوگوں کو اچھی طرح چھان پھٹک نہ لیا جائے گا اور تاوقتیکہ تم میں سے صرف نادر ترین لوگ نہ رہ جائیں گے)

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمۂ آیتِ مذکورہ (کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو یونہی چھوڑ دیا جائے گا، تاوقتیکہ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو نہ جانچ لے جنہوں نے جہاد کیا۔)

پھر فرمایا: اور یہ نہ جان لے کہ تم صبر کرنے والے ہو "

(۲۵) ابن عیسیٰ نے بزنطی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (قرب الاسناد)

(۲۶) دورِ غیبت میں اپنے دین کو محفوظ رکھنا

سعد بن عبداللہ نے حسین بن عیسیٰ علوی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے جد سے، اُنھوں نے علی بن جعفرؑ سے اُنھوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰؑ بن امام جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

" اِذا فقد الخامس مِنْ وُلدِ السابع مِنَ الاَئمۃ فاللهَ اللهَ فِی اَدیانکم لا یزیلنّکم عنہا اَحد یا بُنیَّ اِنّہ لابدّ لِصاحب ھٰذا الاَمر مِنْ غیبۃٍ حتیٰ یرجع ھٰذا الاَمر من کان یقول بہ اِنّما ھِیَ مِحنۃ مِنَ اللهِ امتحن اللهُ بہا خلقہ "

(جب تک ائمہؑ میں سے ساتویں امامؑ کا پانچواں فرزند غیبت اختیار نہ کرلے، تو خدا کیلئے تم لوگ اپنے دین کی حفاظت کرتے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے زائل ہوجائے۔ اس صاحبِ امر کے لیے غیبت تو یقینی ہے اور یہ ایسی غیبت ہوگی کہ جو اُنکی غیبت کا قائل ہوگا وہ بھی پھر جائے گا۔ یہ دورِ امتحان ہوگا جسمیں اللہ اپنے بندوں کا امتحان لیگا) [۱]

[۱] غیبتہ طوسیؒ

(۲۷) بوقت ظہور چنیدہ لوگ ہونگے

اسدی نے سہل سے، اُنھوں نے محمد بن حسین سے، اُنھوں نے ابن ابو عمیر سے، اُنھوں نے ابو ایوب سے، اُنھوں نے محمد بن مسلم اور ابو بصیر دونوں سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

" لا یکون ھٰذا الاَمر حتیٰ یذھب ثلثا النّاس۔
فقلت: اذا ذھب ثلثا النّاس فمن یبقیٰ؟
فقالؑ: اَمَا ترضون اَن تکونوا فی الثلث الباقی "

(یہ امر اُس وقت تک ظاہر نہ ہوگا جبتک دنیا کی دو تہائی آبادی نہ ہوجائے گی۔

- گی میں نے عرض کیا: جب دو تہائی آبادی ختم ہوجائے گی تو پھر باقی ہی کیا رہ جائے گا
- آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ وہ ایک تہائی جو باقی رہ جائے گی
- اُس میں تم لوگ ہو گے ؟

(۲۸) قبل ظہور سخت چھانٹی ہوگی

جابر جعفی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا کہ مولا! آپ حضرات کا دورِ فرج (اقتدار) کب آئے گا؟

آپ نے فرمایا:

" ھیہات ھیہات لا یکون فرجنا حتیٰ تغربلوا ثمّ تغربلوا ثمّ تغربلوا "

(افسوس افسوس، ہمارا دورِ فرج (اقتدار) اس وقت تک نہ آئے گا جبتک کہ تم لوگوں کو (اس طرح) چھان نہ لیا جائے (جسطرح چھلنی میں اناج چھانا جاتا ہے) پھر چھان لیا جائے، پھر چھان لیا جائے۔ تاآنکہ

(حتیٰ یذھب الکدر ویبقی الصفو) تاآنکہ گرد و غبار وغیرہ سب دور ہوجائے اور وہ صاف وشفاف رہ جائے۔) (غیبتہ طوسی)

(۲۹) بوقت ظہور مومن کم ہی ہوں گے

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے اُنھوں نے موسیٰ بن محمد سے، اُنھوں نے احمد بن ابو احمد سے، اُنھوں نے ابراہیم بن ہلیل سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ

ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: مولا! میں آپ پر قربان، میرے والد اسی انتظار میں انتقال کر گئے کہ آپ حضرات کی حکومت آئے گی اور اب میرا سن بھی اسی انتظار میں اتنا ہو چکا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، کیا میں بھی مرجاؤں گا اور آپ مجھے کچھ نہ بتائیں گے؟

- آپ نے فرمایا: اے ابواسحاق! کیا تمھیں کچھ عجلت ہے؟
- میں نے عرض کیا: جی ہاں! مولا مجھے جلدی ہے اور بھلا مجھے عجلت کیوں نہ ہو جبکہ میں اس قدر مُسن ہو گیا ہوں
- " فقالَ أَمَا واللہ یا ابا اسحاق! ما یکون ذلکَ حتیٰ تمیّزُوا و تمحّصُوا، وحتیٰ لا یبقیٰ منکُمْ اِلّا اَقلُّ ثمَّ صعّر کفّہ "

(پس آپ نے فرمایا: اے ابواسحاق! خدا کی قسم، یہ اُس وقت تک ممکن نہیں ہے جبتک کہ تم میں سے اتنی چھان بین نہ کی جائے کہ تم میں سے اقلِ قلیل (بہت کم) لوگ رہ جائیں۔ (پھر آپ نے اپنے کفِ دست سے تھوڑے کا اشارہ کیا)

(۳۰) ظہور کے وقت چُنیدہ لوگ رہ جائیں گے

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے محمد بن حسین سے، اُنھوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" واللہ مایکون ما تمدّون اَعینکُم الیہ حتیٰ تمحّصُوا و تمیّزُوا وحتیٰ لا یبقیٰ منکم اِلّا الاَندر فالاَندر "

(خدا کی قسم، جس کی طرف تمہاری نگاہیں ہیں وہ اس وقت تک نہ ہوگا جبتک کہ تم لوگوں کو اتنا چھان پھٹک نہ لیا جائے کہ تم میں سے نادر الاندر (نادر ترین) کے علاوہ کوئی اور باقی نہ رہینگے۔) (غیبتہ طوسی)

(۳۱) امام قائمؑ کے ساتھ عربی بہت کم ہوں گے

علی بن حسین نے محمد عطّار سے، اُنھوں نے محمد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے محمد بن علی کوفی سے، اُنھوں نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے ابو مغرا سے، اُنھوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

" ویل لطغاۃ العرب من شرٍّ قد اقترب: "

(وائے ہو عرب کے سرکشوں پر جو شر و فساد سے بہت ہی قریب ہیں)

- میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، امام قائمؑ کے ساتھ اہلِ عرب میں سے کتنے لوگ ہوں گے؟
- فرمایا: بہت کم۔
- میں نے عرض کیا: مگر ان میں سے اکثر تو صاحب امر کا تذکرہ کرتے ہیں۔
- فرمایا: " لا بُدَّ للناسِ من اَن یمحّصُوا ویمیّزُوا ویغربلوا وَ یخرج فی الغربال خلق کثیر "

(لوگوں کا چھاننا پھٹکنا ضروری ہے انکو چھلنی میں اتنا چھانا جائے گا کہ چھلنی سے اکثر نکل جائیں گے۔) (غیبتہ طوسی)

★ کلینی نے بھی ابن ابی یعفور سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔ (کافی)

★ دلائل الامامت طبری میں بھی انباری سے اسی طرح کی روایت منقول ہے۔

(۳۲) تم کو اچھی طرح چھانا جائے گا

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے احمد بن محمد سے، اُنھوں نے حسین بن علی بن زیاد سے، اُنھوں نے بطائنی سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا:

" واللہ لَتُمَیَّزُنَّ واللہ لَتُمَحَّصُنَّ واللہ لَتُغَربَلُنَّ کما یُغربَلُ الزّوان من القمح "

(خدا کی قسم، تمھیں پرکھا جائے گا، خدا کی قسم تم کو چھانٹا جائے گا، اور خدا کی قسم تم کو اس طرح چھانا جائے گا جس طرح چھلنی سے گیہوں چھان کر جئی وغیرہ کو نکال دیا جاتا ہے اور بالکل صاف کر لیا جاتا ہے۔)

(۳۳) وقتِ ظہور مسلمانوں کا حال

ابن عقدہ نے قاسم بن محمد بن حسین سے، اُنھوں نے عبیس بن ہشام سے، اُنھوں نے ابن جبلہ سے، اُنھوں نے مسکین رحّال سے، اُنھوں علی بن مغیرہ سے، اُنھوں نے عمیرہ بنت نفیل سے روایت کی ہے۔ عمیرہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن بن علیؑ علیہ السلام (امام حسن عسکری بن امام علی نقیؑ) کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

" لا یکون الامر الذی ینتظرون حتیٰ یبرأ بعضکم من بعضٍ

وَيتفل بعضكم في وجوه بعض وحتىٰ يلعن بعضكم بعضاً وَ
حتىٰ يسمى بعضكم بعضاً كذابين ۔"

(وہ امر جس کا تم انتظار کر رہے ہو، وہ اُس وقت تک نہ ہوگا جبتک تم لوگوں کا یہ حال نہ ہو جائے کہ ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار نہ کرے، اور ایک دوسرے کے منھ پر نہ تھوکے اور ایک دوسرے کے اوپر لعنت نہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کا نام کذاب نہ رکھ دے۔) (غیبتہ نعمانی)

۳۴ وقتِ ظہور آپس میں اختلاف ہوگا

اور احمد دونوں بھائی نے اپنے والد حسن سے، انھوں نے ثعلبہ سے، انھوں نے ابی کہمس سے، انھوں نے عمران بن میثم سے، انھوں نے مالک بن ضمرہ سے، اور مالک بن ضمرہ نے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:

" يامالك ابن ضمرة ! كيف انتَ اذا اختلفتِ الشيعة هٰكذا وَ شبّكَ اصابعهٗ وَ ادخل بعضها في بعضٍ "

(اے مالک بن ضمرہ ! اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب گروہ شیعہ آپس ہی میں اختلاف کریں اور آپس میں اس طرح گتھ جائیں گے (یہ فرماکر آپؑ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں کس کر گتھا دیا کہ اسطرح)

- میں نے عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ ! پھر اس وقت بھلائی و نیکی کیا رہ جائے گی ؟
- آپؑ نے فرمایا: " الخيرُ كلّهٗ عندَ ذالكَ يا مالكُ ! عند ذالك يقوم قائمنا فيقدّم سبعين رجلاً يكذبون على الله وعلىٰ رسوله فيقتلهم ثمّ يجمعهمُ الله علىٰ امرٍ واحد "

(پوری بھلائی و نیکی تو اسی وقت ہوگی کہ جس وقت ہم میں سے امام قائم ظہور کرے گا اور اس کے مقابل ستر آدمی اللہ اور اُس کے رسولؐ پر جھوٹ اور افترا باندھیں گے تو ہمارا قائم اُن سب کو قتل کر کے تمام (مسلمانوں) کو امرِ واحد پر جمع کرے گا۔) (غیبتہ نعمانی)

۳۵ تم کو سونے کی طرح تپایا جائے گا

کلینیؒ نے اپنے کچھ اصحاب سے، انھوں نے احمد بن محمدؒ سے، انھوں نے معمر بن

خلاد سے روایت کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "آپ نے یہ آیت پڑھی"

" الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۔" (سورۂ عنکبوت آیت ۱-۲)

(الف لام میم، کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ صرف یہ کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے ؟)

- پھر آپ نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ فتنہ و آزمائش کیا ہے ؟
- میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، ہم لوگوں کے نزدیک فتنہ سے مراد دین میں فتنہ و فساد برپا کرنا ہے۔
- آپؑ نے فرمایا: " يُفْتَنُوْنَ كَمَا يُفْتَنُ الذَّهَبُ "

(وہ لوگ اس طرح تپائے جائیں گے اور پگھلائے جائیں گے جیسے سونے کو تپایا جاتا ہے)

پھر فرمایا: " يُخْلَصُوْنَ كَمَا يُخْلَصُ الذَّهَبُ "

(انھیں اس طرح خالص کیا جائے گا جیسے سونے کو خالص کیا جاتا ہے)

۳۶ عظیم انقلاب کی پیشینگوئی

کلینیؒ نے علی بن ابراہیم سے، انھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے یونس بن سلیمان بن صالح سے مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے مجھ سے فرمایا:

" انّ حديثكم هٰذا لتشمئزّ منهُ القلوبُ قلوبُ الرجال فانبذوا اليهم نبذاً فمن اقرّ به فزيدوهُ، ومن انكرهُ فذروهُ، انّهٗ لابدّ من ان تكون فتنة يسقط فيها كلّ بطانةٍ ووليجةٍ حتىٰ يسقط فيها من يشقّ الشعرة بشعرتين حتىٰ لا يبقىٰ الّا نحنُ وشيعتنا ۔"

(تمھاری حدیثوں کو سنکر لوگوں کا دل بُرا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اُن کے سامنے تھوڑی حدیثیں رکھا کرو، اگر انھیں قبول کرلیں تو مزید پیش کردو، اور اگر انکار کردیں تو چھوڑ دو۔ یقیناً ایک ایسا انقلاب آنے والا ہے جس میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا) [1]

(۱ غیبتہ طوسیؒ)

(٣٧) تم لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح زندگی بسر کرو

احمد بن ہوذہ نے ابنِ ہراسہ باہلی سے، اُنھوں نے ابراہیم بن اسحاق نہاوندی سے اُنھوں نے عبداللہ بن حماد انصاری سے، اُنھوں نے صباح مزنی سے، اُنھوں نے حارث بن حصیرہ سے اور اُنھوں نے ابنِ نباتہ سے، اُنھوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"کونوا کالنحل فی الطیر لیس شئ من الطیر الا وھو یستضعفھا، ولو علمت الطیر ما فی اجوافھا من البرکۃ لم یفعل بھا ذلک خالطوا الناس بألسنتکم و ابدانکم و زایلوھم بقلوبکم و اعمالکم، فوالذی نفسی بیدہ ما ترون ما تحبون حتی یتفل بعضکم فی وجوہ بعض وحتی یسمی بعضکم بعضا کذابین وحتی لا یبقی منکم ۔ اوقال: من شیعتی کالکحل فی العین والملح فی الطعام، ساضرب لکم مثلا وھو مثل رجل کان لہ طعام فنقاہ و طیبہ، ثم ادخلہ بیتا و ترکہ فیہ ماشاء اللہ۔ ثم عاد الیہ فاذا ھو قد (اصابہ السوس فاخرجہ و نقاہ و طیبہ ثم اعادہ الی البیت فترکہ ماشاء اللہ، ثم عاد الیہ فاذا ھو قد) اصاب طائفۃ منہ السوس فاخرجہ ونقاہ وطیبہ واعادہ ولم یزل کذلک حتی بقیت منہ رزمۃ کرزمۃ الاندر لا یضرہ السوس شیئا وکذلک انتم تمیزون حتی لا یبقی منکم الا عصابۃ لا تضرھا الفتنۃ شیئا۔

(تم لوگ پرندوں میں شہد کی مکھی کے مانند ہو جاؤ، اگرچہ پرندوں میں سے ہر ایک اس کو کمزور سمجھتا ہے لیکن اگر پرندے یہ جان لیں کہ اس کے شکم میں کیا کیا برکتیں بھری ہوئی ہیں تو پھر وہ اس کو کبھی حقیر و کمزور نہ سمجھیں گے۔ تم لوگ زبانی اور جسمانی طور پر تو لوگوں سے میل ملاپ رکھو۔ لیکن اپنے دل اور اعمال کے اعتبار سے الگ رہو۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ جو کچھ دیکھنا چاہتے ہو اُسے اُس وقت تک نہیں دیکھ سکو گے جبتک کہ تمھارا حال یہ نہ ہو جائے کہ تم ایک دوسرے کے منھ پر تھوکو ایکدوسرے کو جھوٹا کہو اور گھٹ کر اتنے رہ جاؤ جیسے آنکھ میں سرمہ یا کھانے میں نمک۔ میں

ایک مثال دیکر تمھیں سمجھاتا ہوں، اور وہ یہ کہ ایک شخص ہے جس کے پاس کچھ اناج ہے اُس اناج و غلّے کو چھان پھٹک کر اپنے گھر میں کسی محفوظ مقام پر رکھدیا جو عرصے تک وہاں رکھا رہا اس کے بعد جب اُس نے اناج کو پلٹ کر دیکھا تو اس میں گھن لگ چکا تھا، لہٰذا اُس نے اُس کو وہاں سے پھر نکالا اور چھان پھٹک کر گھن سے صاف کیا اور پھر اُسی مکان میں رکھدیا۔ اور وہ کچھ عرصے تک یونہی رکھا رہا۔ پھر وہ مکان میں گیا اناج کو دیکھا تو گھن لگ چکا تھا، لہٰذا اس نے اناج کو پھر نکالا گھن کو اس میں سے نکالا صاف ستھرا کر کے پھر اُسی جگہ رکھدیا اور وہ اسی طرح مسلسل کرتا رہا، یہانتک کہ وہ اناج مقدار میں صرف ایک گٹھری رہ گیا جو گھن لگنے سے محفوظ رہ گیا۔ اسی طرح تم لوگوں کو بار بار چھانا جائے گا اور چھنتے چھنتے تمھارا ایک مختصر سا گروہ رہ جائے گا یہ وہ چنیدہ لوگ ہوں گے جنھیں کوئی فتنہ گزند نہ پہنچا سکے گا۔)

(غیبتہ نعمانی)

★ غیبتہ نعمانی میں ابوکہمس وغیرہ سے مرفوعاً یہی روایت مرقوم ہے۔

(٣٨) کرم خوردہ اناج کی مثال

عبدالواحد بن عبداللہ نے احمد بن محمد بن رباح سے، اُنھوں نے محمد بن عباس بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے بطائنی سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوجعفر امام محمد بن علیؑ الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا:

"انما مثل شیعتنا مثل اندر یعنی بہ بیتا فیہ طعام فاصابہ اکل فنقی ثم اصابہ اکل فنقی حتی بقی منہ ما لا یضرہ الاکل وکذلک شیعتنا یمیزون و یمحصون حتی یبقی منھم عصابۃ لا تضرھا الفتنۃ"

(ہمارے شیعوں کی مثال ایک غلّے کے گودام کی ہے جس میں گھن لگ جاتے تو غلّے کو صاف کیا جائے، پھر گھن لگ جائے تو پھر چھان پھٹک کر صاف کیا جائے اور اسی طرح مسلسل اُسے چھانا پھٹکا جاتا رہے یہانتک کہ صرف اتنا غلّہ باقی رہ جائے کہ پھر اُس پر گھن وغیرہ کا کوئی اثر نہ ہو۔ بس اسی طرح ہمارے شیعہ ہیں۔ ان کو بھی مسلسل چھانا اور پھٹکا (آزمایا) جاتا رہے گا یہانتک کہ صرف ایسے خالص شیعہ باقی رہ جائیں گے جن پر کوئی فتنہ اثر نہ کرے گا۔ (یعنی اپنے دین پر ثابت قدم رہیں گے) (اور زمانے کے نشیب و فراز اور بدعتیں وغیرہ اُن کو ورغلا نہ سکیں گی)

(غیبتہ نعمانی)

(۳۹) شہدائے کربلا کے مراتب

ابنِ عقدہ نے جعفر بن عبداللہ محمدی سے، انھوں نے یقطینی سے، انھوں نے سمندی سے سمندی نے حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقرؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے پدرِ بزرگوار نے فرمایا:

"اَلْمُؤْمِنُوْنَ یُبْتَلَوْنَ ثُمَّ یُمَیِّزُهُمُ اللّٰهُ عِنْدَهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یُؤْمِنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَمَرَائِرِهَا وَلٰکِنَّهٗ اٰمَنَهُمْ مِنَ الْعَمٰی وَالشَّقَاءِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

ثُمَّ قَالَ: کَانَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَضَعُ قَتْلَاهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ثُمَّ

ثُمَّ یَقُوْلُ: قَتْلَانَا قَتْلَی النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِ النَّبِیِّیْنَ۔"

(مومنوں کو پرکھا جائے گا، پھر چھانٹا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے مومن کو دنیا کی تلخیوں اور یہاں کی بلاؤں سے امان نہیں دی ہے بلکہ انھیں آخرت میں اندھے پن اور شقاوت سے نجات دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔)

پھر فرمایا:-

" اور حضرت امام حسین بن حضرت الوالائمہ علیؑ علیہ السلام اپنے شہیدوں کی لاشوں کو تہ بہ تہ رکھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ ہمارے شہدا انبیاؑ، اور آلِ انبیاؑ کے شہیدوں کے مانند ہیں)

(غیبتہ نعمانی)

(۴۰) مدتِ قیامِ امر میں اضافہ کردیا گیا

ابنِ عقدہ نے علی بن حسین سے، انھوں نے حسن بن علی بن یوسف اور محمد بن علی سے انھوں نے سعدان بن مسلم سے، انھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزندِ رسولؐ! آخر اس امر (یعنی آپ حضرات کی حکومت واقتدار) کی کوئی مدت مقرر ہے کہ اس وقت تک ہم لوگوں خاموش رہ کر سکون سے بیٹھے رہیں؟

آپ نے فرمایا: "بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ اَذَعْتُمْ فَاَخَّرَهُ اللّٰهُ"

(غیبتہ نعمانی)

(ہاں، مدت مقرر تھی مگر تم لوگوں نے اس کی اشاعت کردی تو اللہ نے اسکو مؤخر کردیا۔)

(۴۱) ائمہؑ نے قیامِ امر کا تعین نہیں فرمایا

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ عباسی سے، انھوں نے یعقوب بن یزید سے، انھوں نے ابنِ ابوعمیر سے، انھوں نے ابنِ بکیر سے، انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"یَا مُحَمَّدُ! مَنْ اَخْبَرَکَ عَنَّا تَوْقِیْتًا فَلَا تَهَابَهٗ اَنْ تُکَذِّبَهٗ فَاِنَّا لَا نُوَقِّتُ وَقْتًا"

(اے محمد! اگر تم سے کوئی کہے کہ ہم نے قیامِ امر کا کوئی وقت مقرر کردیا ہے تو تم اُس کی تکذیب کرنے میں ہرگز نہ پس وپیش کرنا، کیونکہ ہم نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا ہے۔)

(۴۲) وقتِ ظہور مؤخر کردیا گیا

ابنِ عقدہ نے محمد بن فضل بن ابراہیم اور سعدان بن اسحاق بن سعید اور احمد بن حسن بن عبدالملک (اور محمد بن حسین قطوانی) سب نے ابنِ محبوب سے، انھوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا:

یقول: "قَدْ کَانَ لِهٰذَا الْاَمْرِ وَقْتٌ وَکَانَ فِیْ سَنَةِ اَرْبَعِیْنَ وَمِائَةٍ فَحَدَّثْتُمْ بِهٖ وَاَذَعْتُمُوْهُ فَاَخَّرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ"

(آپ نے فرمایا: قیامِ امر کا وقت ۱۴۰ھ میں مقرر تھا مگر تم لوگوں نے سب پر ظاہر کردیا اور اس کی اشاعت کردی تو اللہ بزرگ وبرتر صاحبِ جلالت نے اسے مؤخر کردیا اور وقت بڑھا دیا۔)

(۴۳) وقتِ ظہور دو مرتبہ مؤخر کیا گیا

اپنے اسناد کے ساتھ اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "یَا اِسْحَاقُ! اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ قَدْ اُخِّرَ مَرَّتَیْنِ"

(اے اسحاق! یہ امر دو مرتبہ مؤخر کیا جاچکا ہے۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۴۴) وقتِ ظہور بتانے والے کاذب ہیں

کلینیؒ نے اپنے کچھ شیوخ سے، اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے قاسم بن محمد سے، اُنھوں نے بطائنی سے، اُنھوں نے ابو بصیر سے، ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا:

" كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ ، إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ لَا نُوَقِّتُ "
ثُمَّ قَالَ ؑ: أَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُخَالِفَ وَقْتَ الْمُوَقِّتِينَ "

(امام قائمؑ کا وقت (خروج و ظہور) بتانے والے کاذب ہیں ہم اہلِ بیت کوئی وقت نہیں بتاتے۔)

(پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بھی یہی طے کیا ہے کہ وہ وقت بتانے والوں کی مخالفت کرے)

(۴۵) ظہور کا وقت نہیں بتایا جاسکتا

کلینیؒ نے حسین بن محمد سے، اُنھوں نے معلّی بن محمد سے، اُنھوں نے حسن بن علی خزاز سے، اُنھوں نے عبدالکریم خثعمی سے۔ اُنھوں نے فضل بن یسار سے روایت کی ہے کہ فضل نے کہا میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا اس امر (ظہور) کا کوئی وقت مقرر ہے؟

آپ نے فرمایا:

" كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ إِنَّ مُوسَىٰ عليه السلام لَمَّا خَرَجَ وَافِداً إِلَىٰ رَبِّهِ وَاعَدَهُمْ ثَلَاثِينَ يَوْماً فَلَمَّا زَادَهُ اللهُ تَعَالَىٰ عَلَى الثَّلَاثِينَ عَشْراً قَالَ لَهُ قَوْمُهُ قَدْ أَخْلَفَنَا مُوسَىٰ فَصَنَعُوا مَا صَنَعُوا (قَالَ) (قالؑ) فَإِذَا حَدَّثْنَاكُمْ بِحَدِيثٍ فَجَاءَ عَلَىٰ مَا حَدَّثْنَاكُمْ بِهِ ـ فَقُولُوا: صَدَقَ اللهُ ، وَإِذَا حَدَّثْنَاكُمْ بِحَدِيثٍ فَجَاءَ عَلَىٰ خِلَافِ مَا حَدَّثْنَاكُمْ بِهِ ـ فَقُولُوا: صَدَقَ اللهُ تُؤْجَرُوا مَرَّتَيْنِ "

(غیبۃ نعمانی)

(اس امر کا وقت بتانے والے کاذب ہیں۔ دیکھو! حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ایک وفد لیکر (کوہ طور پر اللہ سے کلام کرنے کیلئے) جانے لگے تو اُنھوں نے اپنی قوم سے

تیس راتوں کا وعدہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس مدت میں دس دن (رات) کا اور اضافہ کر دیا تو اُن کی قوم نے کہا کہ "موسیٰ نے ہم سے وعدہ خلافی کی"۔ اور پھر اُن لوگوں نے جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ لہٰذا جب ہم، تم لوگوں سے کوئی بات کہیں اور وہ پوری ہو جائے، تو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تھا۔ اور جب ہم تم لوگوں سے کوئی بات کہیں اور وہ پوری نہ ہو تب بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ اس طرح تمھیں دوہرا ثواب ملے گا۔)

(۴۶) اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ظہور ہوگا

کلینیؒ نے حسین بن محمد سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد سے، اُنھوں نے قاسم بن اسماعیل سے، اُنھوں نے حسن بن علی سے، اُنھوں نے ابراہیم بن مہزم سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے بنی فلاں کے سلاطین کا ذکر کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا:

" إِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ مِنِ اسْتِعْجَالِهِمْ لِهَٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللهَ لَا يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ الْعِبَادِ ، إِنَّ لِهَٰذَا الْأَمْرِ غَايَةً يَنْتَهِي إِلَيْهَا فَلَوْ قَدْ بَلَغُوهَا لَمْ يَسْتَقْدِمُوا سَاعَةً وَلَمْ يَسْتَأْخِرُوا "

(اس امر (ظہور) میں عجلت کی خواہش کرنے والے ہلاک ہوں گے۔ (ہو رہے ہیں) بندوں کے جلدی اور عجلت کرنے سے اللہ عجلت نہیں کرے گا۔ اس امر کے لیے ایک وقت مقرر ہے، نہ اُس سے ایک ساعت پہلے ظہور ہوگا اور نہ ایک ساعت بعد)

(غیبۃ طوسیؒ)

(۴۷) ہم ظہور کا وقت مقرر نہیں کرتے

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے محمد بن احمد قلانسی سے، اُنھوں نے محمد بن علی سے، اُنھوں نے ابی جمیلہ سے، اُنھوں نے حضرمی سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا:

" إِنَّا لَا نُوَقِّتُ هَٰذَا الْأَمْرَ "

(ہم ظہورِ امر کا کوئی وقت مقرر نہیں کرتے) (غیبۃ نعمانی)

(۴۸) علاماتِ ظہور پانچ ہیں جو اہم ہیں

علی بن حسین نے محمد عطار سے، اُنھوں نے محمد بن حسن رازی سے، اُنھوں نے

محمد بن علی سے، انھوں نے ابنِ جبلہ سے، انھوں نے علی بن ابوحازم سے، انھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے اور ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ فرزندِ رسولؐ! میں آپ پر قربان، یہ بتائیں کہ امامِ قائمؑ کب ظہور فرمائیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! ہم اہلِ بیتؑ اس کا کوئی وقت نہیں بتاتے۔ حضرت محمد باقر علیہ السلام فرما چکے ہیں کہ اس کا وقت بتانے والے کاذب ہیں۔

تاہم اے محمد سنو! إِنَّ قُدَّامَ هٰذَا الْأَمْرِ خَمْسَ عَلَامَاتٍ أَوَّلُهُنَّ النِّدَاءُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَخُرُوجُ السُّفْيَانِيِّ وَخُرُوجُ الْخُرَاسَانِيِّ وَقَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ وَخَسْفٌ بِالْبَيْدَاءِ"

(ظہورِ امام قائمؑ سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ اُن میں سے پہلی ماہِ رمضان میں ندائے آسمانی، اور خروجِ سفیانی، اور خروجِ خراسانی اور قتلِ نفسِ زکیہ اور بیابان کی زمین کا دھنس جانا۔)

پھر فرمایا: یا ابا محمد! إِنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ قُدَّامَ ذٰلِكَ الطَّاعُونَانِ الطَّاعُونُ الْأَبْيَضُ وَالطَّاعُونُ الْأَحْمَرُ"

(اے ابومحمد! اور لازمی ہے کہ اس سے قبل دو طرح کے طاعون وارد ہوں ایک طاعونِ ابیض (سفید طاعون) اور دوسرا طاعونِ سرخ۔)

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَيُّ شَيْءٍ الطَّاعُونُ الْأَبْيَضُ؟ وَأَيُّ شَيْءٍ الطَّاعُونُ الْأَحْمَرُ؟

(میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، طاعونِ سفید کیا ہے؟ اور طاعونِ سرخ کیا ہے؟

قَالَ: "اَلطَّاعُونُ الْأَبْيَضُ الْمَوْتُ الجاذف وَالطَّاعُونُ الْأَحْمَرُ السَّيْفُ۔ وَلَا يَخْرُجُ الْقَائِمُ حَتّٰى يُنَادِيَ بِاسْمِهِ مِنْ جَوْفِ السَّمَاءِ فِي لَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ (فی شہر رمضان) ليلة جُمُعَةٍ:" قُلْتُ: بِمَ يُنَادِي؟ قَالَ: "بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ أَلَا إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوهُ فَلَا يَبْقَى شَيْءٌ خَلَقَ اللهُ فِيهِ الرُّوحُ إِلَّا سَمِعَ الصَّيْحَةَ فَتُوقِظُ النَّائِمَ، وَيَخْرُجُ إِلٰى صَحْنِ دَارِهِ وَتَخْرُجُ الْعَذْرَاءُ مِنْ خِدْرِهَا، وَيَخْرُجُ الْقَائِمُ مِمَّا يَسْمَعُ وَهِيَ صَيْحَةُ جِبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔"

(آپؑ نے فرمایا: طاعونِ ابیض عمومی موت اور طاعونِ احمر تلوار سے موت (قتل) اور امام قائمؑ اُس وقت تک ظہور نہ فرمائیں گے جبتک کہ ۲۳ ماہِ رمضان شبِ جمعہ آسمان سے اُن کے نام کا اعلان نہ کر دیا جائے۔)

میں نے عرض کیا: وہ اعلان کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اُن کا، اور اُن کے پدر بزرگوار کا نام لیکر اعلان ہوگا۔ فلاں بن فلاں قائم آلِ محمدؐ نے ظہور کیا، اُن کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ تو اللہ کی مخلوقات میں کوئی ذی روح ایسا نہ باقی بچے گا جو اُس آواز کو نہ سنے۔ یہ اعلان اتنی بلند آواز سے ہوگا کہ لوگ سوتے ہوئے بیدار ہو جائیں گے اور اپنے صحنِ خانہ میں نکل پڑیں گے، بلکہ پردہ نشین عورتیں بھی اپنے حجروں سے نکل آئیں گی۔ اور یہ اعلان حضرت جبرئیل علیہ السلام کریں گے۔)

(غیبتِ نعمانی)

(۴۹) ہماری باتیں دوررس نتیجے کی حامل بھی ہوتی ہیں

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد اور علی بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ابنِ محبوب سے، انھوں نے ابنِ رئاب سے، انھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلٰى عِمْرَانَ أَنِّي وَاهِبٌ لَكَ ذَكَرًا سَوِيًّا مُبَارَكًا يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللهِ وَجَاعِلُهُ رَسُولًا إِلٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَحَدَّثَ عِمْرَانُ امْرَأَتَهُ حَنَّةَ بِذٰلِكَ وَهِيَ أُمُّ مَرْيَمَ۔

فَلَمَّا حَمَلَتْ كَانَ حَمْلُهَا بِهَا عِنْدَ نَفْسِهَا غُلَامٌ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ: "رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثٰى[1] وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ[1] وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى[2]"، أَيْ لَا تَكُونُ الْبِنْتُ رَسُولًا يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ" فَلَمَّا وَهَبَ اللهُ لِمَرْيَمَ عِيسٰى كَانَ هُوَ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِمْرَانَ وَوَعَدَهُ إِيَّاهُ۔ فَإِذَا قُلْنَا فِي الرَّجُلِ مِنَّا شَيْئًا فَكَانَ فِي وُلْدِهِ أَوْ وُلْدِ وُلْدِهِ فَلَا تُنْكِرُوا ذٰلِكَ"

(اللہ تعالیٰ نے عمران کی طرف وحی فرمائی کہ تم کو ایک فرزند ایسا عطا کرنے والا ہوں

[1] (سورہ آلِ عمران ۳۵)

جو اندھوں اور مبروصوں کو اچھا کردے گا اور بحکمِ خدا مُردوں کو زندہ کردے گا اور میں اُسے بنی اسرائیل کیطرف پیغمبر بناکر بھیجوں گا۔ تو حضرت عمران نے اس کا تذکرہ اپنی زوجہ حنّہ یعنی حضرت مریمؑ کی والدہ سے کیا۔

جب حضرت حنّہ حاملہ ہوئیں تو اُن کے دل میں یہ تھا کہ میرے بطن میں فرزند ہے مگر جب ولادت ہوئی تو اُنھوں نے عرض کیا کہ پروردگار! یہ تو بیٹی پیدا ہوئی ہے اور بھلا (لڑکی) بیٹی تو بیٹے کے مانند کب ہوسکتی ہے؟ یعنی بیٹی تو رسول نہیں بن سکتی اور اللہ تو خود ہی جانتا تھا کہ کیا پیدا ہوا ہے؟ مگر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے بطن سے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا کیا تو یہ وہی تھے جن کی بشارت حضرت عمران کو دی گئی تھی اور جس کا وعدہ اُن سے کیا گیا تھا۔

لہٰذا سنو! ہم اہلِ بیتؑ بھی کسی شخص کے متعلق کچھ کہدیں اور وہ اُس سے ظاہر نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ اُس کی اولاد میں ظاہر ہوگا یا اولاد در اولاد ہوگا۔ اس کو غلط نہ سمجھو)

(کافی)

⑤⓪ ظہورِ قائمؑ اور حروفِ مقطعات

کتاب المحتضر" مصنفہ حسن بن سلیمان شاگردِ شہید علیہ الرحمہ، میں مرقوم ہے کہ اُنھوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے دستِ مبارک کی ایک تحریر دیکھی جسمیں یہ لکھا ہوا تھا کہ:

"نبوت و امامت کے نقشِ قدم پر چل کر ہم حقائق کی بلند چوٹیوں تک پہنچ گئے۔"

پھر آگے چل کر آپ نے فرمایا:

"وَسَيَسْفِرُ لَهُمْ يَنَابِيعُ الْحَيَوَانِ بَعْدَ لَظَى النِّيرَانِ لِتَمَامِ "الٓمٓ" وَ "طٰهٰ" وَ "الطَّوَاسِين" مِنَ السِّنِينَ"

(ان لوگوں کے لیے چشمۂ آبِ حیات اُس وقت نمودار ہوگا جب وہ مصائب کے شعلوں میں تپ چکے ہوں گے اور الٓمٓ و طٰہٰ، و طواسین کے اعداد کے برابر سال گذر جائیں گے۔)

(کتاب المحتضر)

بحار الانوار

باب ۲۲

بست و دوم

غیبتِ امامِ زمانہؑ میں شیعوں کے فرائض

(۱) دینِ ائمہؑ انتظار ہے

اعمش کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

" مِنْ دِیْنِ الْاَئِمَّۃِ الْوَرَعَ وَالْعِفَّۃَ وَالصَّلَاحَ۔" وَالٰی قولہ: " وَانْتِظَارُ الْفَرَجِ بِالصَّبْرِ "

(ائمہؑ (طاہرین) کے دین میں ورع و تقویٰ، عفت و پاکدامنی اور اصلاحِ احوال وغیرہ وغیرہ اور صبر کے ساتھ فرج وکشادگی کا انتظار ہے) (خصال)

(۲) انتظارِ فرج بہترین عمل ہے

تین سلسلۂ اسناد کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے، اور آنجنابؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

" اَفْضَلُ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِنْتِظَارُ فَرَجِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ "

(میری اُمّت کے اعمال میں سب سے بہتر عمل اللہ کی طرف سے فرج وکشادگی کا انتظار کرنا ہے) (عیون الاخبار)

(۳) کم رزق پر راضی رہنے کا فائدہ

ابنِ حمویہ نے محمّد بن محمّد بن بکر سے، اُنھوں نے ابنِ مقبل سے، اُنھوں نے عبداللہ بن شبیب سے، اُنھوں نے اسحاق بن محمّد قروی سے، اُنھوں نے سعید بن مسلم سے، اُنھوں نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ سے، آپؑ نے اپنے پدرِ بزرگوار سے اور آنجنابؑ نے حضرت ابوالائمہ امام علی بن ابی طالبؑ علیہ السّلام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: " مَنْ رَضِیَ عَنِ اللہِ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ وَانْتِظَارُ الْفَرَجِ عِبَادَۃٌ "

(جو شخص اللہ کے عطا کردہ کم رزق پر راضی رہیگا اللہ بھی اُسکے قلیل عمل پر راضی ہو جائیگا اور انتظارِ کشادگی بھی عبادت ہے)

(۴) ظہورِ امامؑ کے منتظر سب سے افضل ہیں

ابوحمزہ ثمالی نے ابوخالد کابلی سے، اُنھوں نے حضرت علی بن الحسین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" تَمْتَدُّ الْغَیْبَۃُ بِوَلِیِّ اللہِ الثَّانِیْ عَشَرَ مِنْ اَوْصِیَاءِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وَالْاَئِمَّۃِ بَعْدَہٗ۔ یَا اَبَا خَالِدٍ! اِنَّ اَھْلَ زَمَانِ غَیْبَتِہٖ، الْقَائِلُوْنَ بِاِمَامَتِہٖ، الْمُنْتَظِرُوْنَ لِظُھُوْرِہٖ اَفْضَلُ اَھْلِ کُلِّ زَمَانٍ، لِاَنَّ اللہَ تَعَالٰی ذِکْرُہٗ اَعْطَاھُمْ مِنَ الْعُقُوْلِ وَالْاَفْھَامِ وَالْمَعْرِفَۃِ مَا صَارَتْ بِہِ الْغَیْبَۃُ عِنْدَھُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْمُشَاھَدَۃِ وَجَعَلَھُمْ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الْمُجَاھِدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالسَّیْفِ اُولٰٓئِکَ الْمُخْلَصُوْنَ حَقًّا وَشِیْعَتُنَا صِدْقًا وَالدُّعَاۃُ اِلٰی دِیْنِ اللہِ سِرًّا وَجَھْرًا۔ وَقَالَؑ: اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنْ اَعْظَمِ الْفَرَجِ۔"

(اے ابوخالد! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصیاء میں بارہویں وصی اور ولیِ خدا کی غیبت طویل ہوگی۔ اے ابوخالد! اُن کی غیبت کے زمانے میں جو لوگ اُن کی امامت کے قائل ہوں گے، اُن کے ظہور کے منتظر ہوں گے وہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کو ایسی عقل وفہم اور معرفت عطا فرمائے گا کہ اُن کے نزدیک غیبت بھی بمنزلہ شہود ہوگی اور اللہ تعالیٰ انھیں بھی وہی درجہ عطا فرمائے گا جو درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی معیّت میں رہ کر تلوار سے جہاد کرنے والوں کو حاصل ہے۔ وہ لوگ واقعی مخلص اور ہمارے سچّے شیعہ ہوں گے۔ وہ لوگ درپردہ اور علانیہ دونوں طرح اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے)

پھر فرمایا:-

(" انتظارِ فرج وکشادگی تو از خود سب سے بڑی فرج وکشادگی ہے۔")

(احتجاج طبرسیؒ)

⑤ دورِ غیبت میں مومن، شہید مرتا ہے

ابنِ قولویہ نے کلینی سے، اُنھوں نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے یقطینی سے، اُنھوں نے یونس سے، اُنھوں نے عمرو بن شمر سے، اُنھوں نے جابر سے روایت کی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد رخصت ہونے کے لیے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فرزندِ رسول! ہمیں کچھ نصیحتیں فرمایئے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" لِيُعِنْ قَوِيُّكُمْ ضَعِيفَكُمْ ، وَلْيَعْطِفْ غَنِيُّكُمْ عَلَىٰ فَقِيرِكُمْ وَ لْيَنْصَحِ الرَّجُلُ أَخَاهُ كَنُصْحِهِ نَفْسَهُ ، وَاكْتُمُوا أَسْرَارَنَا وَلَا تَحْمِلُوا النَّاسَ عَلَىٰ أَعْنَاقِكُمْ۔

وَانْظُرُوا أَمْرَنَا وَمَا جَاءَكُمْ عَنَّا فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُ فِي الْقُرْآنِ مُوَافِقًا فَخُذُوا بِهِ وَإِنْ لَمْ تَجِدُوهُ مُوَافِقًا فَرُدُّوهُ وَإِنِ اشْتَبَهَ الْأَمْرُ عَلَيْكُمْ فَقِفُوا عِنْدَهُ وَرُدُّوهُ إِلَيْنَا حَتَّىٰ نَشْرَحَ لَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ مَا شُرِحَ لَنَا ، فَإِذَا كُنْتُمْ كَمَا أَوْصَيْنَاكُمْ وَلَمْ تَعْدُوا إِلَىٰ غَيْرِهِ فَمَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ قَائِمُنَا كَانَ شَهِيدًا وَمَنْ أَدْرَكَ قَائِمَنَا فَقُتِلَ مَعَهُ ، كَانَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ ، وَمَنْ قَتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَدُوًّا لَنَا كَانَ لَهُ أَجْرُ عِشْرِينَ شَهِيدًا "

(• تم لوگوں میں جو قوی ہے وہ ضعیف و کمزور کی مدد کرے۔
• تم میں جو دولتمند ہے وہ اپنے فقیروں پر توجہ دے۔
• تم میں سے ایک شخص جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے چاہے۔
• تم لوگ ہمارے اَسرار کو پوشیدہ ہی رکھنا اور لوگوں کو اپنی گردنوں پر مت سوار کرنا۔
• ہمارے ظہورِ امر (قائم) کا انتظار کرنا اور جو روایت ہماری نسبت سے تم لوگوں تک پہنچے اگر وہ قرآن کے مطابق ہو تو اُسے قبول کر لینا، اور اگر قرآن کے مخالف ہو تو اُسے رد کر دینا۔ اور اگر مشتبہ ہو (پتہ نہ چلے کہ موافق ہے یا مخالف ہے) تو توقف کرنا اور ہم سے دریافت کرنا تاکہ ہم اس کی تشریح کر دیں۔
• اگر تم لوگ ہماری نصیحتوں پر عمل کرتے رہے تو ہمارے قائمؑ کے ظہور سے قبل تک جو بھی

تم میں سے ان نصیحتوں پر عمل کرتا ہوا مرے گا وہ شہید ہوگا۔ اور جس نے امامِ قائمؑ کا زمانہ پالیا اور اُن کی معیّت میں قتل ہو گیا اُس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا، اور جس نے اُن کی معیّت میں ہمارے ایک بھی دشمن کو قتل کیا اُس کو بیس شہیدوں کا اجر ملے گا۔

(امالی شیخ)

⑥ دورِ غیبت میں ہمارے دامن سے متمسک رہنے والوں کے لیے طوبیٰ ہے

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جعفر بن احمد سے اُنھوں نے عمرکی بوفکی سے، اُنھوں نے حسن بن علی بن فضّال سے، اُنھوں نے مروان بن مسلم سے اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" طُوبَىٰ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِأَمْرِنَا فِي غَيْبَةِ قَائِمِنَا "

(طوبیٰ ہے اُس شخص کیلئے جو ہمارے (امام قائم و صاحب) امر کے دامن سے وابستہ رہے اُن کی غیبت میں۔

" فَلَمْ يَزِغْ قَلْبُهُ بَعْدَ الْهِدَايَةِ "

(اور ہدایت پا جانے کے بعد اُس کا قلب گمراہی میں مبتلا ہو جائے)

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، طوبیٰ کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

" شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ أَصْلُهَا فِي دَارِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلَيْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَفِي دَارِهِ غُصْنٌ مِنْ أَغْصَانِهَا وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ " طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ " [1]

(طوبیٰ جنّت میں ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) حضرت علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام کے گھر میں ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ اُس درخت کی شاخوں میں سے کوئی شاخ اُس کے گھر میں نہ پہنچی ہوئی ہو۔ چنانچہ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے کہ " اُن کے لیے طوبیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مقامِ بازگشت ہے ")

(اکمال الدین)

---

[1] سورۃ الرّعد آیت ۲۹

(٧) صاحبِ امر کا انتظار جہاد فی سبیل اللہ ہے

کتاب خصال ص۶۲۲ پر مرقوم ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" انتظروا الفرج ولا تیأسوا من روح اللہ فان أحبَّ الاعمال الی اللہ عزّوجلّ انتظار الفرج "

(۱) وقالؑ: مزاولۃ قلع الجبال أیسر من مزاولۃ مُلكٍ مؤجَّل واستعینوا باللہ واصبروا انّ الارض للہ یورثھا من یشآء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ لا تعاجلوا الامر قبل بلوغہ فتندموا، ولا یطولنّ علیکم الامد فتقسو قلوبکم

(۲) وقالؑ: الآخذ بامرنا معنا غدًا فی حظیرۃ القدس والمنتظر لامرنا کالمتشحّط بدمہ فی سبیل اللہ "

(فرج (ظہورِ صاحب امر) کا انتظار کرو اور رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوجاؤ۔ کیونکہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک بہترین عمل فرج وظہورِ صاحب امرؑ کا انتظار کرنا ہے۔

(۱) پھر فرمایا: پہاڑ کھودنے کا کام زیادہ آسان ہے اُس سلطنت کے لیے کوشش کرنے سے، جس کا ایک وقت معیّن ہے۔ اور اللہ سے مدد کی درخواست کرو، اور صبر کرو۔ یہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا مالک بنائے اور عاقبت متقین کے لیے۔ صاحب امر کے آنے سے پہلے اُن کے آنے کے لیے جلدی نہ کرو ورنہ ندامت وپشیمانی کا شکار ہوجاؤ گے اور اس مدّت (وقت ظہورِ امر) کو طویل نہ سمجھو ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے

(۲) پھر فرمایا: ہمارے صاحب امر کو ماننے والا ہمارے ساتھ حظیرۂ (حباغ) قُدس میں ہوگا، اور ہمارے صاحبِ امر کا انتظار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص راہِ خدا میں جہاد کرکے اپنے خون میں لت پت ہوکر لوٹ رہا ہو۔)

(الخصال)

(٨) میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے

ابن معروف نے حمّاد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابوالجارود سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیرؒ نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپؐ کے اصحاب کا ایک گروہ حاضر تھا۔ آنحضرتؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا:

" اَللّٰھُمَّ لَقِّنِیْ اِخْوَانِیْ، اَللّٰھُمَّ لَقِّنِیْ اِخْوَانِیْ "

(اے اللہ! مجھے میرے بھائیوں سے ملا دے۔ اے اللہ! مجھے میرے بھائیوں سے ملادے)

- یہ سنکر حاضرین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟
- آپؐ نے ارشاد فرمایا:

قالؐ: " لَا، اِنَّکُمْ اَصْحَابِیْ وَ اِخْوَانِیْ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ آمَنُوْا وَلَمْ یَرَوْنِیْ، لَقَدْ عَرَّفَنِیْھِمُ اللہُ بِاَسْمَائِھِمْ وَاَسْمَاءِ آبَائِھِمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُخْرِجَھُمْ مِنْ اَصْلَابِ آبَائِھِمْ وَ اَرْحَامِ اُمَّھَاتِھِمْ لِاَحَدُھُمْ اَشَدُّ بَقِیَّۃً عَلٰی دِیْنِہٖ مِنْ خَرْطِ الْقَتَادِ فِی اللَّیْلَۃِ الظَّلْمَاءِ اَوْ کَالْقَابِضِ عَلٰی جَمْرِ الْغَضَا، اُولٰئِکَ مَصَابِیْحُ الدُّجٰی یُنْجِیْھِمُ اللہُ مِنْ کُلِّ فِتْنَۃٍ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃٍ "

آپ نے فرمایا: (نہیں، تم لوگ تو میرے اصحاب ہو۔ میرے بھائی تو وہ لوگ ہوں گے جو آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ وہ بغیر مجھ کو دیکھے ہوئے مجھ پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن کے نام اور اُن آباء کے نام اُس وقت بتادیے ہیں جب کہ وہ ابھی اپنے آباء کے صُلبوں اور اپنی ماؤں کے شکموں سے نکلے بھی نہیں ہیں اور ان بیچاروں کے لیے اپنے دین پر قائم رہنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہوگا جتنا اندھیری رات میں کانٹوں پر چلنا، یا آگ کے انگارے ہاتھ سے اُٹھانا۔ اور وہی لوگ تو درحقیقت اندھیری رات کے چراغ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہر قسم کے گمبھیر (تاریک) فتنوں سے نجات دے گا۔) (بصائر الدرجات)

(٩) یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ کی تفسیر

ابنِ متوکل نے محمد بن عطار سے، اُنھوں نے ابنِ عیسیٰ سے، اُنھوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، اُنھوں نے کسی ایک سے، اُس نے داؤد بن کثیر سے، داؤد نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے قولِ خدا یعنی آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ " (سورہ البقرہ آیت ۳)
کی تفسیر کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:

قال ؑ " مَنْ أَقَرَّ بِقِيَامِ الْقَائِمِ أَنَّهُ حَقٌّ "

فرمایا ؑ (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیامِ قائم ؑ کا اقرار کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ حق ہے)

(١٠) " هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ اور يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ۝"
کی تفسیر اور آیاتِ قرآنی سے اس کی دلیل

دقاق نے اسدی سے، اُنھوں نے نخعی سے، اُنھوں نے نوفلی سے، اُنھوں نے علی بن ابی حمزہ سے، اُنھوں نے یحییٰ بن ابوالقاسم سے اور یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ؑ علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی:

" الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ " (سورۃ البقرہ آیت ۱ ۔ ۳)

(الف لام میم) یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک (کی گنجائش) نہیں ہے جو ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔)

فقال ؑ: (المتقون شيعة علي عليه السلام؛ والغيب فهو الحجة الغائب وشاهد ذالك قول الله عزوجل:

" وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ " [1]

(اور وہ کہتے ہیں کہ اُس (پیغمبر) پر اُس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ)

[1] سورۂ یونس آیت ۲۰

کیوں نازل نہیں ہوئی۔ (اے ہمارے رسول!) آپ کہہ دیں کہ غیب تو صرف اللہ کے لیے ہے۔ پس تم انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔)

فرمایا: " فاخبر عزوجل إن الآية هي الغيب والغيب هو الحجة وتصديق ذالك قول الله عزوجل:

" وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً " (سورۂ مومنون آیت ۵۱)

(اور ہم نے ابنِ مریم اور اُن کی والدہ کو آیت یعنی حجت بنایا)

آپ نے فرمایا: (اس میں اللہ عزوجل نے بتادیا ہے کہ آیت غیب ہے اور غیب ہی حجت ہے، اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے۔ (جو اوپر مذکور ہے) یعنی سورہ مومنون کی آیت ۵۱ - اس کے لیے دلیل ہے۔

(١١) اِنتظارِ ظہورِ امام بہترین عبادت ہے

ابنِ عبدوس نے ابنِ قتیبہ سے، اُنھوں نے حمدان بن سلیمان سے، اُنھوں نے ابنِ بزیع سے، اور اُنھوں نے صالح بن عقبہ سے، صالح نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آبائے کرام سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ "

(انتظارِ فرج بہترین عبادت ہے) (اکمال الدین وتمام النعمۃ)

(١٢) سب سے بڑے صاحبِ یقین
غیب پر ایمان لانے والے ہیں

محمد بن علی بن شاہ نے احمد بن محمد بن حسن سے، اُنھوں نے احمد بن خالد خالدی سے، اُنھوں نے محمد بن احمد بن صالح تمیمی سے، اُنھوں نے محمد بن حاتم قطان سے، اُنھوں نے حماد بن عمرو سے، حماد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آبائے کرام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: " يا علي! واعلم أن أعظم الناس قوم يكونون في آخر

الزّمان ، لم یلحقوا النّبی وحجب عنهم الحجة فآمنوا بسواد فی بیاض "

فرمایاؑ: (اے علیؑ! تمہیں معلوم ہو کہ لوگوں میں سب سے بڑا صاحبِ یقین ایک گروہ ہوگا جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اُنھوں نے اپنے نبی کو نہ دیکھا ہوگا اور حجت (امام) بھی پردۂ غیب میں ہوگا، مگر اس کے باوجود وہ ہر سیاہ و سپید پر ایمان رکھتے ہوں گے۔) (اکمال الدین)

(۱۳) دورِ غیبت میں آلِ محمدؐ کی مودّت پر ثابت قدم رہنے والوں کی فضیلت

ہمدانی نے علی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے بسطام بن مُرّہ سے، اُنھوں نے عمرو بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ:

" من ثبت علیٰ ولایتنا فی غیبة قائمنا اعطاہ اللہ اجر الف شهید مثل شهداء بدر و اُحد "

(جو شخص ہمارے قائمؑ کے دورِ غیبت میں ہماری ولایت پر ثابت رہا، اس کو بدر و اُحد کے شہیدوں جیسے ایک ہزار شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔) (اکمال الدین)

★ دعوات راوندی میں بھی یہی روایت مرقوم ہے، اُس میں اِس جملے کا اضافہ ہے کہ " جو ہماری محبت و مودّت پر مر گیا۔"

(۱۴) قائم آلِ محمدؐ کا انتظار کرنے والوں کا مرتبہ

سندی نے اپنے جد سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں اُس شخص کے متعلق جو حضرت صاحبِ امرؑ کا قائل اور اُن کے انتظار میں مر جائے؟

قالؑ: " هو بمنزلة من کان مع القائم فی فسطاطه "

(ایسے شخص کی منزلت اُس کے برابر ہے جو حضرت قائمؑ کے ساتھ اُن کے خیمے میں رہتا ہو)

" ثم سکت هنیئة " پھر آپ ذرا خاموش ہوگئے۔

ثم قالؑ: " هو کمن کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم "

پھر فرمایا: (وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہو۔) (المحاسن)

(۱۵) انتظار کی فضیلت

ابنِ فضّال نے علی بن عقبہ سے، اُنھوں نے موسیٰ نمیری سے، اُنھوں نے علاء بن سیابہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ:

" من مات منکم علیٰ هٰذا الامر منتظراً له کان کمن کان فی فسطاط القائم علیہ السّلام "

(تم میں سے جو شخص حضرت صاحب الامرؑ کا انتظار کرتا ہوا مرے گا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص حضرت امام قائم علیہ السّلام کے خیمے میں رہتا ہو۔)

★ کتاب اکمال الدین میں بھی نمیری سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔

★ غیبتِ نعمانی میں بھی علی بن عقبہ سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔

(۱۶) جو انتظار میں مر گیا وہ شہید ہوگا

ابنِ فضّال نے علی بن عقبہ سے، اُنھوں نے عمر بن ابان کلبی سے، اُنھوں نے عبدالحمید واسطی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا کہ مولا! خدا آپ کا بھلا کرے، ہم لوگوں نے تو حضرت صاحبِ امرؑ کے انتظار میں اپنے بازاروں میں جانا ترک کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اس سلسلے میں سوال کر بیٹھے۔؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا:

" یا عبدالحمید! أتریٰ من حبس نفسه علی اللہ لا یجعل اللہ له مخرجاً، بلیٰ واللہ لیجعلنّ اللہ له مخرجاً. رحم اللہ عبداً حبس نفسه علینا، رحم اللہ عبداً احیا امرنا

(اے عبدالحمید! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جو شخص اللہ پر بھروسہ کر کے ضبط سے کام لیگا اللہ اُس کے لیے کوئی راستہ نہ پیدا کریگا؟ نہیں، خدا کی قسم، بلکہ وہ ضرور اُس کے لیے راستہ پیدا کریگا، اللہ اُس بندے پر رحم فرماتے جو ہماری محبت پر ثابت قدم رہے۔ اللہ رحم کرے

اُس بندے پر جو ہمارے امر کو زندہ رکھے ہوئے ہے ۔)

میں نے عرض کیا: مولا! اگر میں امام قائمؑ کا دور آنے سے پہلے ہی مرجاؤں ؟

قَالَ " اَلْقَائِلُ مِنْكُمْ : اِنْ اَدْرَكْتُ الْقَائِمَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ نَصَرْتُهُ
كَالْمُقَارِعِ مَعَهُ بِسَيْفِهِ وَالشَّهِيْدُ مَعَهُ لَهُ شَهَادَتَانِ "

آپؑ نے فرمایا: (اگر تم میں سے کوئی اس کا قائل ہو کہ اگر میں قائم آلِ محمدؐ کا زمانہ پاؤں گا تو میں ان کی مدد کروں گا، تو وہ بھی اسی شخص کے مانند ہوگا جو اُن کی معیّت میں رہ کر تلوار چلائے اور شہید ہو جائے تو اس کے لیے دو شہادتیں ہیں ۔)

(المحاسن)

★ اکمال الدین میں بھی عبدالحمید سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے ۔

(۱۷) امامِ قائمؑ پر ایمان کی فضیلت

ابنِ محبوب نے عمرو بن ابو مقدام سے، انھوں نے مالک بن اعین سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

" اِنَّ الْمَيِّتَ مِنْكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ، بِمَنْزِلَةِ الضَّارِبِ
بِسَيْفِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "

(تم میں سے حضرت صاحب الامرؑ پر ایمان رکھتے ہوئے مرنے والا اُس شخص کے برابر ہے جو راہِ خدا میں اپنی تلوار چلاتے اور جہاد کرے)

(۱۸) امام کے انتظار کی فضیلت

علی بن نعمان نے اسحاق بن عمّار وغیرہ سے، اور انھوں نے فیض بن مختار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ

" مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ لِهٰذَا الْاَمْرِ كَمَنْ هُوَ مَعَ
الْقَائِمِ فِيْ فُسْطَاطِهِ "

قال: ثُمَّ مَكَثَ هُنَيْئَةً . ثُمَّ قَالَ:

" لَا بَلْ كَمَنْ قَارَعَ مَعَهُ بِسَيْفِهِ "

ثُمَّ قَالَ: " لَا وَاللّٰهِ اِلَّا كَمَنِ اسْتُشْهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ

(جو شخص تم میں سے حضرت صاحب الامرؑ کے انتظار میں مرجائے تو وہ ایسا ہی ہے کہ

جیسے کوئی شخص امام قائم علیہ السّلام کے خیمے میں اُن کے ساتھ رہتا ہو ۔ ")

(یہ فرما کر آپ ذرا خاموش ہو گئے)

پھر فرمایا: (نہیں، بلکہ وہ ایسا ہے جیسے اُس نے امامِ قائمؑ کی معیّت میں تلوار چلائی ہو)

پھر فرمایا: (نہیں، بلکہ خدا کی قسم وہ ایسا ہے جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں جہاد کر کے شہادت پر فائز ہوا ۔)

(۱۹) حضرت سلمانؓ فارسی کا وارد کوفہ ہونا

احمد بن ادریس نے علی بن محمدؒ سے، انھوں نے فضل بن شاذان سے، انھوں نے ابن ابوعمیر سے، انھوں نے حسین بن ابوعلاء سے، انھوں نے ابوبصیر سے، ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ:

" جب حضرت سلمان فارسیؓ وارد کوفہ ہوئے تو آپ نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور اُس پر جو کچھ بلائیں اور حوادث رونما ہونے والے تھے ان کا ذکر کیا یہاں تک کہ سلاطینِ بنی اُمیّہ اور اُن کے بعد آنے والے اَدوار کا بھی تذکرہ کیا، اس کے بعد کہا کہ:

" فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَالْزَمُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى يَظْهَرَ الطَّاهِرُ بْنُ
الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرُ ذُو الْغَيْبَةِ الشَّرِيْدُ الطَّرِيْدُ "

(جب یہ سب کچھ ہو چکے تو تم لوگ اپنے گھروں میں گوشہ نشین ہو جانا یہاں تک کہ (حضرت صاحب امر امام قائمؑ) طاہر ابنِ طاہر و مطہّر صاحبِ غیبت ظہور فرمائیں)

(غیبۃ طوسیؒ)

(۲۰) دورِ غیبت کے مومنین کا عمل زمانۂ ظہور کے مومنین کے عمل سے افضل و بہتر ہے

مظفر علوی نے ابن عیاشی اور حیدر بن محمد سے، انھوں نے عیاشی سے، انھوں نے قاسم بن ہشام لؤلؤی سے، انھوں نے ابنِ محبوب سے، انھوں نے ہشام بن سالم سے انھوں نے عمّار ساباطی سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ: " مولا! ان باطل حکومتوں کے دور میں آپ امامِ غائب کے دامن سے متمسک رہتے ہوئے چھپ چھپا کر عبادت کرنا افضل ہے یا

ظہورِ امام قائمؑ کے بعد آنجنابؑ کے عہدِ حکومت میں آنجنابؑ کے ساتھ علانیہ عبادت کرنا۔ ؟

قالؑ: "یا عمّار! الصّدقة فی السّرّ واللّٰه افضل من الصّدقة فی العلانیة، وکذلک عبادتکم فی السّرّ مع امامکم المستتر فی دولة الباطل افضل لخوفکم من عدوّکم فی دولة الباطل وحال الهدنة ممّن یعبد اللّٰه فی ظهور الحقّ مع امام الظّاهر فی دولة الحقّ، ولیس العبادة مع الخوف فی دولة الباطل مثل العبادة مع الأمن فی دولة الحقّ۔

اعلموا! انّ مَن صلّیٰ منکم صلاة فریضة وحداناً مستتراً بها من عدوّه فی وقتها فاتمّها کتب اللّٰه عزّوجلّ له بها خمسة وعشرین صلاة فریضة وحدانیّة ومن صلّیٰ منکم صلاة نافلة فی وقتها فاتمّها کتب اللّٰه عزّوجلّ له بها عشر صلوات نوافل، ومَن عمل منکم حسنة کتب اللّٰه له بها عشرین حسنة ویضاعف اللّٰه تعالیٰ حسنات المؤمن منکم اذا احسن اعماله ودان اللّٰه بالتّقیّة علیٰ دینه وعلیٰ امامه وعلیٰ نفسه وامسک من لسانه اضعافاً مضاعفة کثیرة انّ اللّٰه عزّوجلّ کریم۔

فقلتُ: جعلتُ فداک قد رغّبتنی فی العمل، وحثثتنی علیه ولکنّی اُحبّ اَن اَعلم: کیف صرنا نحن الیوم افضل اعمالاً من اصحاب الامام منکم الظّاهر فی دولة الحقّ ونحن وهم علیٰ دین واحد وهو دین اللّٰه عزّوجلّ ؟

قالؑ: اِنّکم سبقتموهم الی الدّخول فی دین اللّٰه والی الصّلاة والصّوم والحجّ والی کلّ فقه وخیر والی عبادة اللّٰه سرّاً من عدوّکم مع الامام المستتر مطیعون له صابرون معه منتظرون لدولة الحقّ خائفون علیٰ امامکم وعلیٰ انفسکم من الملوک تنظرون الی حقّ

اِمامکم وحقّکم فی أیدی الظّلمة قد منعوکم ذلک واضطرّوکم الی جذب الدّنیا وطلب المعاش مع الصّبر علیٰ دینکم وعبادتکم وطاعة ربّکم والخوف من عدوّکم، فبذلک ضاعف اللّٰه اعمالکم فهنیئاً لکم هنیئاً۔

فقلتُ: جعلت فداک فما نتمنّی إذاً أن نکون من اصحاب القائمؑ فی ظهور الحقّ؟ ونحن الیوم فی إمامتک وطاعتک افضل اعمالاً من (اعمال) اصحاب دولة الحقّ ؟

فقالؑ: سبحان اللّٰه أما تحبّون أن یظهر اللّٰه عزّوجلّ الحقّ والعدل فی البلاد ویحسن حال عامّة النّاس ویجمع اللّٰه الکلمة ویؤلّف بین القلوب المختلفة ولا یعصی اللّٰه فی أرضه، ویقام حدود اللّٰه فی خلقه، ویردّ الحقّ الیٰ أهله، فیظهروه حتّیٰ لا یستخفی بشیءٍ من الحقّ مخافة أحد من الخلق ؟ أمَا واللّٰه یا عمّار! لا یموت منکم میّت علی الحال الّتی انتم علیها الّا کان افضل عند اللّٰه عزّوجلّ من کثیر ممّن شهد بدراً واُحداً فابشروا۔"

(اکمال الدین)

ترجمہ: (آپؑ نے فرمایا: اے عمّار! پوشیدہ خیرات خدا کی قسم علانیہ خیرات سے افضل و بہتر ہے۔ اسی طرح باطل حکومتوں کے دَور میں اپنے امام وقت کے دامن سے وابستہ رہتے ہوئے چُھپ چُھپا کر عبادت کرنا جس میں دشمنوں کا خوف بھی لاحق ہو، اُن لوگوں کی عبادتوں سے افضل ہے جو امام قائمؑ کے عہدِ حکومت میں اُن کے ساتھ رہ کر بےخوف و خطر عبادت کریں گے کیونکہ خوف کے عالم میں عبادت اور بےخوفی کے ساتھ عبادت میں بڑا فرق ہے۔

تمھیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ آجکل اس دور میں بھی اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے دشمنوں سے پوشیدہ طور پر فرادیٰ (تنہا) ایک نماز فریضہ بھی اُس کے وقت پر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے پچیس فرادیٰ نماز فریضہ

کا ثواب لکھ دے گا، اور جو شخص اس حال میں نمازِ نافلہ اس کے وقت
پر ادا کرے گا، تو اللہ بزرگ و برتر اس کے لیے دس نمازِ نافلہ کا ثواب
لکھے گا، جو شخص اس حال میں ایک حسنہ (نیکی) بجالائے گا اللہ بزرگ و
برتر اس کے لیے بیس اعمالِ حسنہ (نیکیوں) کا ثواب لکھ دے گا۔ اور جو
شخص قربۃً الی اللہ اپنے دین، اپنے امام اور اپنے نفس کے تحفظ کے لیے
تقیہ پر عمل پیرا ہو گا اور اپنی زبان بند رکھے گا۔ تو اللہ عزت و بزرگی والا
اُس کے حسنات میں کئی گنا اضافہ فرمادے گا کیونکہ اللہ عزّت و جلال والا
بڑا کریم ہے۔

راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میں آپ پر قربان! یہ فرما کر تو آپ نے میرے جذبۂ عمل میں اور
اضافہ فرما دیا۔ مگر یہ بھی تو ارشاد فرمائیے کہ اس زمانے میں ہم لوگوں کا عمل امام قائمؑ کے
عہدِ حکومت میں اُن کے ساتھ رہنے والوں کے عمل سے افضل کیسے ہو سکتا ہے جبکہ
ہمارا اور اُن کا دین ایک ہے یعنی دینِ الٰہی؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا، بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو اُن پر سبقت حاصل ہے، تم لوگ اُن سے
پہلے دینِ خدا میں داخل ہوئے، نماز و روزہ و حج کے فرائض بجالائے
مسائلِ فقہ پر عمل کیا، کارِ خیر انجام دیے، اپنے دشمنوں کے خوف سے
چھپ چھپا کر اللہ کی عبادت کی، اپنے امام کے دامن سے وابستہ رہے
اُن کی اطاعت کرتے رہے، اُن کے ساتھ صبر کیا، اُن کے ساتھ حکومتِ
حقّہ کے منتظر رہے، تمھیں سلاطینِ وقت سے اپنے امام کے متعلق
اور اپنے بارے میں ہمیشہ خطرہ لاحق رہا، اور دیکھتے رہے کہ تمھارے
امام کا حق اور تمھارا حق ظالموں کے ہاتھوں میں ہے، تمھیں تمھارا حق
نہیں دیا گیا اور مجبور کر دیا گیا کہ تم لوگ اپنے دین پر صبر کے ساتھ قائم
رہتے ہوئے اللہ کی عبادت اور اطاعت کرتے ہوئے اپنے دشمنوں سے
ڈرتے ہوئے حصولِ دنیا اور کسبِ معاش کرتے رہے۔ لہٰذا یہ
فضیلت تمھیں مبارک اور بہت مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، یہ بھی فرمائیے کہ پھر ہم لوگ اس امر کی تمنا کیوں کرتے ہیں کہ کاش
امام قائم علیہ السّلام کے ظہور کے وقت ہم لوگ اُن کے ساتھی ہوتے، جبکہ آج آپؑ کی
امامت اور آپؑ کی اطاعت میں ہمارا عمل اُن لوگوں کے عمل سے افضل ہے جو امام قائمؑ کے

عہد میں اُن کے ساتھ ہوں گے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ، کیا تم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ اللہ عزّت و جلال والا
دنیا میں حق اور عدل ظاہر فرمائے، عامۃ النّاس کو خوشحالی نصیب ہو
سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں، مختلف قلوب آپس میں متحد
ہو جائیں، روئے زمین پر اللہ کی نافرمانی نہ ہو، دنیا میں قانونِ الٰہی نافذ
ہو اور حقداروں کو اُن کے حقوق ملیں اور وہ اس حق کو ظاہر کریں
اُنھیں دنیا میں کسی شخص کا خوف نہ ہو؟

اے عمّار! تمھیں بشارت ہو، خدا کی قسم، جس حال میں تم لوگ اِس وقت
اپنی زندگی گزار رہے ہو اگر اسی حال میں تم میں سے کوئی فوت ہو جائے
تو اللہ جلّ جلالہٗ کے نزدیک وہ شخص بدر و اُحد کے اکثر شہیدوں
سے افضل و بہتر ہو گا۔)

(۲۱) اعمال میں افضل انتظارِ فرج ہے

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جعفر بن
معروف سے، اُنھوں نے محمّد بن حسین سے، اُنھوں نے جعفر بن بشیر سے، اُنھوں نے موسیٰ بن
بکر سے، اُنھوں نے محمّد واسطی سے، اور محمّد واسطی نے حضرت ابوالحسن علیہ السّلام سے، اور
آپؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد
فرمایا: "افضل اعمال اُمّتی انتظار الفرج مِنَ اللہِ عزّ وجلّ"،
(میری اُمّت کے اعمال میں سب سے افضل عمل اللہ کی جانب سے
فرج و کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔)

(اکمال الدین)

(۲۲) انتظارِ فرج بھی فرج ہی ہے

بہٰذا الاسناد عیاشی سے، اُنھوں نے عمران سے، اُنھوں نے محمّد بن
عبدالحمید سے، اُنھوں نے محمّد بن فضیل سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت
امام رضا علیہ السّلام سے فرج کے متعلق کچھ دریافت کیا؟

آپ نے فرمایا: اَلَیسَ انتظار الفرج مِنَ الفرج؟ اِنَّ اللہَ عزّ وجلّ یقول:
"فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ" (سورۃ الاعراف آیت)

(کیا انتظارِ فرج بذاتِ خود ایک طرح کا فرج نہیں ہے ؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " پس تم انتظار کرو بلاشبہ میں بھی تمہارے انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

(اکمال الدین)

★ تفسیرِ عیاشی میں بھی محمد بن فضیل سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(۲۳) یاس کے بعد کشادگی آتی ہے

انہی اسناد کے ساتھ عیاشی سے، انھوں نے خلف بن حامد سے، انھوں نے سہل بن زیاد سے، انھوں نے محمد بن حسین سے، انھوں نے بزنطی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" مَا اَحسن الصبر و انتظار الفرج " اما سمعت قول اللہ تعالیٰ
" وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ " (سورہ ہود آیہ ۹۳)
وَقولہ عزّوجلّ: " فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ " (سورہ یونس آیت ۲)

فرمایا: (صبر اور انتظارِ فرج کتنی اچھی چیز ہے۔) کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا " اور تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ ہی منتظر ہوں " نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول: " اور تم انتظار کرتے رہو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

فعلیکم بالصبر فانّہ انما یجیئُ الفرج علی الیأس، فقد کان الذین من قبلکم اصبر منکم

(لہٰذا تم لوگوں کو لازم ہے کہ صبر سے کام لو، اِس لیے کہ اسی کے ذریعے سے یاس کے بعد فرج و کشادگی آتی ہے اور وہ لوگ جو تم سے پہلے گذر گئے ہیں وہ تو تم سے بھی زیادہ صابر تھے۔)

(اکمال الدین)

★ تفسیرِ عیاشی میں بھی بزنطی سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(۲۴) امام قائمؑ کا انتظار کرنے والوں کے فضائل

علی بن احمد نے اسدی سے، انھوں نے نخعی سے انھوں نے نوافلی سے، نوافلی نے ابوابراہیم کوفی سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، کچھ دیر کے بعد حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفرؑ جو ابھی کمسن تھے

وہاں تشریف لے آئے۔ میں نے اُٹھ کر آپؑ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر بیٹھ گیا، تو حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

" یا ابا ابراھیم! اَمَا اِنّہ صاحبک من بعدی اما لیھلکنّ فیہ اقوام و یسعد آخرون، فلعن اللہ قاتلہ، وضاعف علی روحہ العذاب اَما لیخرجنّ اللہ من صلبہ خیر اھل الارض فی زمانہ بعد عجائب تمرّ بہ حسداً لہ ولکنّ اللہ بالغ امرہٖ ولو کرہ المشرکون۔

یخرج اللہ تبارک و تعالیٰ من صلبہ تکملۃ اثنی عشر اماماً مھدیّاً اختصّھم اللہ بکرامتہ، واحلّھم دار قدسہ المنتظر للثانی عشر کالشاھر سیفہ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذبّ عنہ

آپ نے فرمایا (اے ابوابراہیم! میرے بعد یہی تمہارے امام ہوں گے، مگر ان کے بارے میں ایک گروہ (ان کا منکر) گمراہ و ہلاک ہوگا اور ایک گروہ ہدایت پائے گا اور سعادت حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اِس (فرزند) کے قاتل پر لعنت کرے گا اور اُس پر کئی گنا عذاب بڑھا دے گا، اور یہ بھی سن لو! ان ہی کے صلب سے وہ بھی پیدا ہوگا جو روئے زمین پر اپنے زمانے میں سب سے بہتر ہوگا، خواہ مشرکین کتنا ہی ناپسند کریں اللہ تعالیٰ اپنے امر کو پورا کر کے رہے گا۔

چنانچہ، اللہ تعالیٰ میرے اِس (فرزند) کے صلب سے ایسے مقدر لوگوں کو پیدا کرے گا جو ائمہ کی تعداد بارہ کو پورا کریں گے جو سب کے سب ہادی ہوں گے۔ اللہ اُن کو اپنی کرامت سے مخصوص فرمائے گا اور انھیں پاکیزہ مقام پر جگہ عنایت فرمائے۔ اور وہ لوگ جو بارہویں امامؑ کا انتظار کریں گے وہ ایسے ہی ہوں گے جیسے کوئی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جہاد کریں اور تلوار چلائیں)

ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے (بات نامکمل تھی) کہ ایک شخص موالیانِ بنی اُمیہ میں سے آگیا اور سلسلۂ کلام منقطع ہوگیا۔ پھر میں آپ کی خدمت میں پندرہ مرتبہ حاضر ہوا اور ہر مرتبہ یہی چاہتا رہا

کہ مولا اپنے کلام کی تکمیل فرمادیں، لیکن اس کا موقع ہی نہ مل سکا۔ پھر جب میں ایک روز آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ تنہا تشریف فرما ہیں۔ تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

"یا ابا ابراھیم! ھو المفرّج للکرب عن شیعتہ بعد ضنک شدید وبلاء طویل وجور فطوبیٰ لمن ادرک ذالک الزمان وحسبک یا ابا ابراھیم

آپ نے فرمایا: (اے ابو ابراہیم! وہ (بارہواں امام) اپنے شیعوں کے تمام آلام و مصائب دور کردے گا۔ خوش قسمت ہوگا وہ جو بارہویں کا زمانہ پائے گا۔ اے ابو ابراہیم! بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے)

(اکمال الدین)

ابو ابراہیم کا بیان ہے کہ یہ سنکر مجھے جتنی خوشی ہوئی اتنی کبھی کسی شے سے نہیں ہوئی۔

(۲۵) امامِ قائمؑ کے ماننے والے آنحضرتؐ کی نظر میں

فضل نے اسماعیل بن مہران سے، انھوں نے ایمن بن محرز سے، انھوں نے رفاعہ بن موسیٰ سے اور معاویہ بن وہب سے، انھوں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"طوبیٰ لمن ادرک قائم اھل بیتی وھو مقتدیہ قبل قیامہ یتولیٰ ولیہ ویتبرّأ من عدوّہ ویتولی الائمۃ الھادیۃ من قبلہ، اولٰئک رفقائی وذوو ودّی ومودّتی واکرم امّتی علیّ۔" قال رفاعۃ: واکرم خلق اللہ علیّ"

(خوش نصیب ہے وہ شخص جو میرے اہلِ بیت کے امام قائمؑ کا زمانہ پائے گا اور ان کے قیام و ظہور سے پہلے ان کی حکومت و اقتدار میں ہوگا، ان کے دوستوں کو دوست رکھے گا اور ان کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرے گا، ان سے پہلے گذرے ہوئے ائمۂ ہدایت سے تولّا رکھے گا، یہی لوگ میرے رفیق میرے دوست، میرے محب ہیں اور میرے نزدیک میری امت کے سب سے زیادہ مکرّم ہیں۔)

اور رفاعہ کہتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "وہ لوگ اللہ کی مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم ہیں۔ (غیبتہ طوسیؒ)

(۲۶) امامِ قائمؑ کے ماننے والوں کا مرتبہ

فضل نے ابن محبوب سے، انھوں نے عبداللہ بن سنان سے، انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سیأتی قوم من بعدکم الرّجل الواحد منھم لہ اجر خمسین منکم"

(تم لوگوں کے بعد ایک قوم عنقریب ہی پیدا ہوگی جس میں سے ایک شخص کو تم لوگوں کے پچاس اشخاص کے برابر ثواب ملے گا)

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ تو آپ کے ہمراہ بدر، اُحد اور حُنین کی جنگوں میں حصّہ لیتے رہے ہیں اور ہمارے ہی زمانے میں آپ پر قرآن مجید بھی نازل ہوا ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"انّکم لو تحمّلوا لما حُمّلوا لم تصبروا صبرھم"

(جتنی مصیبتیں وہ لوگ برداشت کریں گے اگر وہ مصائب تم پر پڑیں تو تم برداشت نہیں کرسکو گے۔)

(غیبتہ طوسیؒ)

(۲۷) رشید ہجری کی روایت

عثمان بن عیسیٰ نے ابو جارود سے، انھوں نے قنوہ بنتِ رشید ہجری سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ اتنی سخت جدوجہد کیوں کر رہے ہیں کیا وجہ ہے؟

انھوں نے کہا: بیٹی! ہم لوگوں کے بعد ایک قوم آئے گی جن کی دینی بصیرت اگلے لوگوں کی جدوجہد سے افضل ہوگی۔ (المحاسن)

(۲۸) تم لوگوں کو ظہور کی جلدی کیوں ہے؟

فضل نے ابنِ ابو نجران سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے خالد عاقولی سے روایت بیان کی ہے، عاقولی نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے ایک حدیث کو نقل کیا ہے جس میں یہ ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

" فما تمدون اعینکم ؟ فما تستعجلون ؟ الستم آمنین ؟
الیس الرجل منکم یخرج من بیته فیقضی حوائجه
ثم یرجع لم یختطف ؟ ان کان من قبلکم علی ما انتم
علیه لیؤخذ الرجل منهم فتقطع یداه و رجلاه ویصلب
علی جذوع النخل وینشر بالمنشار ثم لا یعدو ذنب نفسه "

ثم تلا هذه الآیة :

" ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم
مثل الذین خلوا من قبلکم مستهم البأساء
والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین
آمنوا معه متی نصر الله الا ان نصر الله
قریب " (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۴)

(تم لوگ کیوں نگاہیں لڑائے ہوئے ہو ؟ تمھیں اس قدر عجلت کی کیا ضرورت ہے ؟ کیا تم لوگ امن و امان میں نہیں ہو ؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی ضرورت کے لیے نکلے تو پھر گھر واپس آجائے گا، اُسے راستے میں کوئی اُچک لے گا۔ جبکہ اس سے پہلے تو یہ حال تھا کہ تمھارا ہم مذہب کوئی شخص گھر سے نکلتے ہی پکڑ لیا گیا پھر اُس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیے جاتے، دونوں پاؤں کاٹ دیے جاتے، کھجور کے کے درخت پر اُسے سولی دے دی جاتی، اُسے آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور اُس غریب کو یہ بھی نہ بتایا جاتا کہ آخر اس کا جرم کیا ہے ؟

پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، (جو اوپر مذکور ہے)

ترجمہ آیت : (کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر وہ (آزمائشیں) نہیں آئیں جیسی کہ تم سے پہلے لوگوں پر وارد ہوئیں اُن پر سختیاں اور تکالیف آئیں، اور وہ یہاں تک متزلزل ہوئے کہ رسول اور اُن لوگوں نے جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے کہا کہ اللہ کی مدد کب آئے گی ؟ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی مدد قریب ہے ۔)

(غیبۃ طوسیؒ)

(۲۹) انتظارِ فرج بھی فرج ہے

فضل نے ابنِ اسباط سے، اُنھوں نے حسن بن جہم سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے فرج (کشادگی حالات) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا :

" او لست تعلم ان انتظار الفرج من الفرج ؟ "

(کیا تو نہیں جانتا کہ انتظارِ فرج بھی فرج ہی داخل ہے)

میں نے عرض کیا: نہیں معلوم سوائے اس کے جو کچھ آپ مجھے تعلیم فرمائیں۔

فقال: " نعم ، انتظار الفرج من الفرج "

فرمایا: (ہاں ، انتظارِ فرج بھی فرج ہی میں سے ہے ۔)

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۰) معرفتِ امامِ زمانہ ضروری ہے

فضل نے ابنِ فضال سے، اُنھوں نے ثعلبہ بن میمون سے روایت کی ہے اُنھوں نے کہا: اپنے امام کی معرفت حاصل کرو۔ اگر تم نے اُن کی معرفت حاصل کرلی تو پھر اُن کا دورِ حکومت پہلے آئے یا کچھ عرصے کے بعد آئیں کوئی حرج نہیں واقع ہوتا۔ اگر کسی نے اپنے امام کی معرفت حاصل کرلی اور امام کا عہدِ اقتدار دیکھنے سے پہلے ہی مرگیا اور اس کے بعد امام قائمؑ کا ظہور ہوا تو اسی کو بھی اُس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو امام کے ساتھ امام کے خیمے میں رہتا ہے ۔

(غیبۃ طوسیؒ)

(۳۱) معرفتِ امامِ زمانہ کیوں ضروری ہے

فضل نے ابنِ فضال سے، اُنھوں نے مثنّی حنّاط سے، اُنھوں نے عبداللہ بن عجلان سے، اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا :

قالؑ: " من عرف هذا الامر ثم مات قبل ان یقوم القائم ع
کان له مثل اجر من قتل معه "

آپؑ نے فرمایا: (جس شخص نے امام قائمؑ کے امر کو پہچان لیا تو اگر وہ امام قائمؑ کے ظہور سے قبل ہی مرگیا تو اُسے بھی اُن کے ساتھ قتل ہونے والے شہدا کا درجہ ثواب ملے گا)

(۳۲) جنگِ نہروان میں امیر المومنینؑ نے فرمایا

محمد بن حسن بن شمون نے عبد اللہ بن عمرو بن اشعث سے، انھوں نے عبد اللہ بن حماد انصاری سے، انھوں نے صباح مزنی سے، انھوں نے حارث بن حصیرہ سے، انھوں نے حکم بن عیینہ سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے یوم نہروان خوارج کو قتل کیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، "یا امیر المومنینؑ! خوش نصیب ہیں ہم لوگ جو اس جنگ میں آپ کے ساتھ رہے اور ہم نے آپ کی معیّت میں ان خوارج کو قتل کیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" وَالّذی فلق الحبّة وبرء النّسمة لقد شهدنا فی هٰذا الموقف أناس لم یخلق الله اٰباءهم ولا اجدادهم بعد "

(اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ہر ذی حیات کو پیدا کیا، ہم نے اس جنگ میں ایسے لوگوں کو بھی شریک ہوتے ہوئے دیکھا ہے کہ جن کے آباء و اجداد کو ابھی تک اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔)

فقال الرّجل: وکیف یشهدنا قوم لم یخلقوا ؟

اُس شخص نے کہا: وہ کیسے شریک معرکہ ہو سکتے ہیں جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوتے ہیں ؟

قالؑ: " بلیٰ قوم یکونون فی اٰخر الزّمان یشرکوننا فیما نحن فیه ویسلّمون لنا ، فاولٰئك شرکاؤنا فیما کنّا فیه حقّاً حقّاً "

آپؑ نے فرمایا: (ہاں ہاں، وہ ایک قوم ہے جو آخری زمانے میں آئے گی اور ہماری اس جنگ میں شریک ہوگی، ہمارے موقف کو تسلیم کرے گی اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس میں حقیقتاً وہ ہماری شریک ہوگی۔) (المحاسن)

(۳۳) انتظارِ فرج بہترین عبادت ہے

نوفلی نے سکونی سے، انھوں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے، اور آپؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

" افضل عبادة المؤمن انتظار فرج الله "

(مومن کی بہترین عبادت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے فرج کا انتظار کرے۔)

(المحاسن)

(۳۴) ظہور میں تاخیر کا سبب تم لوگ ہو

فضل بن ابی قرّہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا:

" اوحی الله الی ابراهیم انّه سیولد لك فقال لسارة فقالت: " ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ " فاوحی الله الیه انّها ستلد ویعذّب اولادها اربعمائة سنة بردّها الکلام علیّ۔ قال فلمّا طال علی بنی اسرائیل العذاب ضجّوا وبکوا الی الله اربعین صباحاً فاوحی الله الی موسیٰ وهارون یخلّصهم من فرعون فحطّ عنهم سبعین ومائة سنة "

قالَ: فقال ابو عبد الله علیہ السلام: هٰکذا انتم لو فعلتم لفرّج الله عنّا فامّا اذ لم تکونوا فانّ الامر ینتهی الی منتهاها۔

فرمایا (اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ "تمہارے یہاں لڑکا پیدا ہوگا"۔ یہ بات اُنھوں نے اپنی زوجہ حضرت سارا کو بتائی، تو انھوں نے کہا: میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں کیا اب میرے بچہ پیدا ہوگا۔؟ تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی کہ ہاں تمہارے یہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اُس کی اولاد چونکہ میرے کلام کو مسترد کر دے گی، اس لیے چار سو سال تک معذب رہے گی"۔ آپؑ نے فرمایا: چنانچہ جب بنی اسرائیل پر عذاب ایک طویل عرصے تک ہو چکا تو وہ لوگ چالیس روز تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرتے اور روتے رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی طرف وحی فرمائی کہ "اچھا" اب ان لوگوں کو فرعون کے عذاب سے نجات دلا دو۔' اور اُن لوگوں کی آہ و زاری کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے" اُن کے عذاب کی مدت میں ایک سو ستر سال کی کمی کر دی گئی۔

پس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "بس ایسے ہی تم لوگ ہو اگر تم بھی ایسا ہی کرتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرج اور کشادگی آجاتی، مگر تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا اس لیے وہ مدت تو پوری ہو کر رہے گی۔

(تفسیر عیاشیؒ)

(۳۵) ایک آیت کی تفسیر

محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ" (سورۃ النساء ۷۷)

(کیا تم اُن لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ جب اُن سے کہا گیا کہ (قتال سے) ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔)

اسی میں امام کی اطاعت ہے۔ تو انھوں نے امام سے قتال و جدال کا مطالبہ کیا، مگر جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی معیت میں قتال کو اُن پر فرض کیا گیا تو:

"قَالُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ" (سورۃ ابراہیم آیت ۴۴)

(انھوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے قتال و جدال کو ایک مدّت قریب کے لیے مؤخر کردے تو اُس وقت ہم تیرے اس حکمِ قتال پر عمل کریں گے اور رسولوں کا اتباع کریں گے۔)

آپ نے فرمایا کہ: "اَرَادُوْا تَاَخُّرَ ذٰلِكَ اِلَى الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَام"

(اِن لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ اس حکم کو امامِ قائم علیہ السلام کے عہد تک کے لیے مؤخر کردے) (تفسیر عیاشی)

(۳۶) آنحضرتؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی ہیں

عمر بن محمد سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے عیسیٰ بن مہران سے انھوں نے ابو بشکر بلخی سے، انھوں نے موسیٰ بن عبیدہ سے، انھوں نے محمد بن کعب قرظی سے انھوں نے عوف بن مالک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یَا لَیْتَنِیْ قَدْ لَقِیْتُ اِخْوَانِیْ"

قَالَ لَهُ: ابوبکر وعمر: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ آمَنَّا بِكَ وَهَاجَرْنَا مَعَكَ؟

قَالَ ؑ: "قَدْ آمَنْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ وَيَا لَيْتَنِيْ قَدْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ"

فَاَعَادَا الْقَوْلَ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: "اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ وَلٰكِنْ اِخْوَانِي الَّذِيْنَ يَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَيُحِبُّوْنِيْ وَيَنْصُرُوْنِيْ وَيُصَدِّقُوْنِيْ وَمَا رَاَوْنِيْ فَيَا لَيْتَنِيْ قَدْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ"

فرمایا ؑ: (کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔) ابوبکر و عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں ہیں، ہم نے تو آپ کے ساتھ ہجرت اختیار کی آپ پر ایمان بھی لائے۔؟

فرمایا ؑ: ہاں، تم لوگ ایمان لاتے اور ہجرت بھی کی۔ (مگر) کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا:

اُن دونوں نے پھر وہی سوال دُہرایا۔؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(تم لوگ تو میرے اصحاب ہو، میرے بھائی تو وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد پیدا ہوں گے جو بغیر مجھے دیکھے ہوئے مجھ پر ایمان لائیں گے، مجھ سے محبت کریں گے، میری نصرت کریں گے، میری تصدیق کریں گے۔ کاش میں اپنے اُن بھائیوں سے ملاقات کرتا۔) (مجالس مفید)

(۳۷) دورِ غیبت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے

ابنِ عقدہ نے قاسم بن محمد بن الحسین بن حازم سے، انھوں نے عبّاس بن ہشام سے، انھوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انھوں نے علی بن حارث بن مغیرہ سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا: "فرزندِ رسولؐ! کیا کوئی ایسا دورِ فترت (بظاہر خالی زمانہ از حجّت الٰہی) بھی آئے گا کہ جس میں اہلِ اسلام اپنے امام کو نہ پہچان سکیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، یہ کہا جا سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا: پھر ایسے وقت میں ہم لوگ کیا کریں؟

فرمایا: "اِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَتَمَسَّكُوْا بِالْاَمْرِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْاٰخِرُ"

(جب ایسا ہو تو تم لوگ پہلے ہی ائمہ سے متمسک رہو جب تک کہ واضح نہ ہو جائے کہ انکے بعد اب امام کون ہے)

★ محمد بن ہمام نے حمیری سے، اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ اور حسین بن طریف نے حمّاد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد دونوں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا:

"کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا صِرْتُمْ فِیْ حَالٍ لَایَکُوْنُ فِیْهَا اِمَامُ هُدًی وَلَا عَلَمٌ یُرٰی فَلَا یَنْجُوْ مِنْ تِلْكَ الْحَیْرَةِ اِلَّا مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ الْحَرِیْقِ"

فرمایا: (تم لوگ اس وقت کیا کرو گے جب تم اس حال میں ہوگے کہ جب نہ ہدایت کرنے والا کوئی امام ہوگا اور نہ کوئی علم ہی ہوگا اور نہ تمھیں نجات کی کوئی راہ نظر آئے گی اور تم حیرت میں پڑے ہوئے ہو گے

میرے والد نے عرض کیا: مولا! واقعًا یہ تو بڑی آزمائش کا دور ہوگا۔ میں آپ پر قربان پھر آپ ہی فرمائیں کہ ہمیں اُس وقت کیا کرنا چاہیے؟

آپ نے فرمایا: "اِذَا کَانَ ذٰلِكَ وَلَنْ تُدْرِکَهُ، فَتَمَسَّکُوْا بِمَا فِیْ اَیْدِیْکُمْ حَتّٰی یَصِحَّ لَکُمُ الْاَمْرُ"

(جب ایسا وقت آئے اور امام تم کو نہ مل سکے تو پھر اُن ہی احکامات پر عمل کرتے رہنا جو پہلے سے تمھارے پاس موجود ہوں یہاں تک کہ کسی امام کی امامت ثابت ہو جائے۔)

★ ان ہی اسناد سے محمد بن عیسیٰ اور حسین بن طریف نے حارث بن مغیرہ نصری سے، اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ روایت کی جاتی ہے کہ حضرت صاحب الامر ایک زمانے تک غیبت اختیار کریں گے۔؟ پھر فرمائیے اُس وقت ہم لوگ کیا کریں؟

آپ نے فرمایا: "تَمَسَّکُوْا بِالْاَمْرِ الْاَوَّلِ الَّذِیْ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یُبَیَّنَ لَکُمْ"

(تم لوگ پہلے سے جس طریقے سے وابستہ چلے آرہے ہو بس اسی پر کاربند رہنا یہاں تک کہ تم پر صاحب الامر ظاہر ہوں۔)

(۳۸) علاماتِ ظہور

ابان بن تغلب نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: "یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُصِیْبُهُمْ فِیْهَا سَبْطَةٌ یَاْرِزُ الْعِلْمُ فِیْهَا کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ فِیْ جُحْرِهَا فَبَیْنَا هُمْ کَذٰلِكَ اِذْ طَلَعَ عَلَیْهِمْ نَجْمٌ"

قُلْتُ: فَمَا السَّبْطَةُ؟

قَالَ: اَلْفَتْرَةُ۔ (فَقُلْتُ: فَکَیْفَ نَصْنَعُ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِكَ؟)

قَالَ: "کُوْنُوْا عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ، حَتّٰی یُطْلِعَ اللّٰهُ لَکُمْ نَجْمَکُمْ"

ترجمہ: (لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ سبطہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور علم اس طرح گوشہ نشین ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں کنڈلی مار کر بیٹھ رہتا ہے اور ابھی وہ لوگ اسی عالم میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک ستارہ طلوع ہوگا۔)

میں نے عرض کیا: سبطہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: دورِ فترت (خالی زمانہ از حجت)

میں نے عرض کیا: پھر اُس دورِ فترت میں ہم لوگ کیا کریں؟

آپ نے فرمایا: (تم لوگ اُس سے قبل جس پر ہو گے اُسی پر قائم رہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارا وہ ستارہ طلوع کردے گا جس کی تمھیں ضرورت ہوگی۔)

★ ابان بن تغلب سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا

"کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا وَقَعَتِ السَّبْطَةُ بَیْنَ الْمَسْجِدَیْنِ، یَاْرِزُ الْعِلْمُ فِیْهَا کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ فِیْ جُحْرِهَا، وَاخْتَلَفَتِ الشِّیْعَةُ بَیْنَهُمْ، وَسَمّٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا کَذَّابِیْنَ، وَیَتْفُلُ بَعْضُهُمْ فِیْ وُجُوْهِ بَعْضٍ؟"

(اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب دو مسجدوں کے درمیان سناٹا اور بیہوشی چھائی ہوئی گی اور علم اسی طرح گوشہ نشین ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں کنڈلی مار کر بیٹھ رہتا ہے۔ شیعوں کے درمیان اختلاف ہوگا اور ایک دوسرے کو کذاب کہے گا اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکے گا۔)

میں نے عرض کیا: پھر ایسے حالات میں خیر و بھلائی کا کوئی وجود ہی نہ رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اُسی وقت تو مکمل خیر ظاہر ہوگا (یہ آپ نے تین بار فرمایا) پھر فرمایا. اور فَرَج (ظہورِ امام) قریب ہی ہوگا۔)

★ کلینی نے بھی ابان بن تغلب سے اسی کے مثل روایت نقل فرمائی ہے

★ نیز ابان بن تغلب سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

" یا ابان یصیب العالم سبطة یأرز العلم بین المسجدین کما تأرز الحیة فی جحرها "

(اے ابان عالم پر ایک سبطہ طاری ہوگا اور علم دو مسجدوں کے درمیان اسی طرح سمٹ کر بیٹھ رہے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ کر بیٹھ رہتا ہے۔)

میں نے عرض کیا: سبطہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: فترت سے ذرا کم کی حالت۔ اور ابھی لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، پھر اُس دور میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: تم لوگ اس سے قبل جس پر ہوگے اسی پر ثابت قدم رہنا جبتک کہ اللہ تعالیٰ صاحب الامر کو نہ بھیجے۔"

★ کافی میں ابان کی ایک روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تمھارا کیا حال ہوگا جب دو مسجدوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوگی اور علم گوشہ نشین ہوگا۔"

(غالباً اس سے مراد خروجِ سفیانی ہے جو بین الحرمین تسلّط کرلیگا۔)

(غیبۃ نعمانی)

(۳۹) دورِ غیبت میں شیعوں کا فریضہ

محمد بن ہمام نے حمیری سے، اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے صالح بن محمد سے، اُنھوں نے یمان تمّار سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" اِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَیْبَةً الْمُتَمَسِّكُ فِیْهَا بِدِیْنِهٖ كَالْخَارِطِ لِشَوْكِ الْقَتَادِ بِیَدِهٖ "

(اس صاحب امر کے لیے غیبت یقینی ہے اور اس دور غیبت میں کسی شخص کا اپنے دین سے وابستہ رہنا ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی شخص کانٹے دار درخت کی شاخ کو اپنے ہاتھ سے سونتے۔) (پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ اسطرح)

پھر آپ نے فرمایا کہ اب تم میں سے کون ہے جو کانٹوں کو ہاتھ سے سونتے؟

پھر آپ نے قدرے سکوت فرمایا اس کے بعد فرمایا:

" اِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْاَمْرِ غَیْبَةً فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدٌ عِنْدَ غَیْبَتِهٖ وَلْیَتَمَسَّكْ بِدِیْنِهٖ "

(اس صاحب الامر کی غیبت یقینی ہے اور اس کے دورِ غیبت میں بندوں کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور اپنے دین سے متمسک رہیں۔)

★ کلینی نے محمد بن یحییٰ اور حسن بن محمد سے، اُنھوں نے جعفر بن محمد سے، اُنھوں نے حسن بن محمد صیرفی سے، اُنھوں نے صالح بن خالد سے، اُنھوں نے یمان تمّار سے روایت نقل کی ہے۔ یمان تمّار کا بیان ہے کہ ایک دن ہم لوگ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ: "اس صاحب امر کے لیے غیبت یقینی ہے۔" (اس کے بعد مندرجہ بالا روایت بیان فرمائی)

(غیبۃ نعمانی)

(۴۰) آذربیجان سے فوج کی آمد

ابن عقدہ نے احمد بن یوسف سے۔ اُنھوں نے ابن مہران سے، اُنھوں نے بطائنی سے بطائنی نے اپنے والد اور وہیب بن حفص سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

" لَا بُدَّ لَنَا مِنْ اٰذَرْبِیْجَانَ لَا یَقُوْمُ لَهَا شَیْءٌ وَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَكُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُیُوْتِكُمْ وَاَلْبِدُوْا مَا اَلْبَدْنَا فَاِذَا تَحَرَّكَ مُتَحَرِّكُنَا فَاسْعَوْا اِلَیْهِ وَلَوْ حَبْوًا وَاللّٰهِ لَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ بَیْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ یُبَایِعُ النَّاسَ عَلٰی كِتَابٍ جَدِیْدٍ عَلَی الْعَرَبِ شَدِیْدٍ۔ قَالَ: وَیْلٌ لِطُغَاةِ الْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ "

(لازمی ہے کہ آذربیجان کی طرف سے کچھ رونما ہوگا جس کو کوئی شئے روک نہ سکے گی۔ جب ایسا واقعہ رونما ہو تو تم لوگ اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہنا اور ہماری طرح تم بھی گوشہ نشینی اختیار کرلینا۔ پھر جب ہم میں سے کوئی آگے بڑھنے والا پیشقدمی کرے تو فوراً اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا خواہ تمھیں گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔ خدا کی قسم گویا

میں دیکھ رہا ہوں کہ رُکن اور مقام کے درمیان کتابِ جدید پر اُس کی بیعت کی جارہی ہے جو اہلِ عرب پر سخت گراں ہوگا۔) اور
(اور فرمایا: "وائے ہو عرب کے سرکشوں پر جو شر و فساد سے بہت قریب ہوں گے)
(غیبتہ نعمانی)

(۴۱) امامِ عصرؑ کی فوج میں ملائکہِ بدر ہوں گے (نصائح)

ابنِ عقدہ نے اپنے بعض لوگوں سے، اُنھوں نے علی بن عمارہ سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے ابو جارود سے روایت کی ہے، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا کہ مولا! مجھے کچھ وعظ و نصیحت فرمائیں۔
آپ نے ارشاد فرمایا:

" اُوصِیكَ بِتَقوَی اللهِ وَاَن تَلزَمَ بَیتَكَ وَتَقعُدَ فِی دَهمَاءِ هٰؤُلَاءِ النَّاسِ وَاِیَّاكَ وَالخَوَارِجَ مِنَّا فَاِنَّهُم لَیسُوا عَلیٰ شَیءٍ وَلَا اِلیٰ شَیءٍ۔ وَاعلَم اَنَّ لِبَنِی اُمَیَّةَ مُلكًا لَا یَستَطِیعُ النَّاسُ اَن تَردَعَهُ وَاَنَّ لِاَهلِ الحَقِّ دَولَةً اِذَا جَاءَت وَلَّاهَا اللهُ لِمَن یَشَاءُ مِنَّا اَهلَ البَیتِ مَن اَدرَكَهَا مِنكُم كَانَ عِندَنَا فِی السَّنَامِ الاَعلیٰ وَاِن قَبَضَهُ اللهُ قَبلَ ذٰلِكَ خَارَ لَهُ۔
وَاعلَم اَنَّهُ لَا تَقُومُ عِصَابَةٌ تَدفَعُ ضَیمًا اَو تُعِزُّ دِینًا اِلَّا صَرَعَتهُمُ البَلِیَّةُ حَتّیٰ تَقُومَ عِصَابَةٌ شَهِدُوا بَدرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ، لَا یُوَارِی قَتِیلُهُم وَلَا یُرفَعُ صَرِیعُهُم وَلَا یُدَاوِی جَرِیحُهُم۔
قُلتُ: مَن هُم؟ قَالَ: المَلَائِكَةُ۔ "

(میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور لوگوں کے ہجوم سے کنارہ کش ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ۔ ہمارے خاندان میں سے جو خوارج (نافرمانی کرنے والے ہیں) اُن سے پرہیز کرو کیونکہ اُن کا نہ کوئی جادہ ہے نہ منزل۔
تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ بنی اُمیّہ کی حکومت کو لوگ ختم نہیں کر سکتے۔ اور جب اہلِ حق کی حکومت آئے گی تو اللہ تعالیٰ ہم اہلِ بیت میں سے جس کو چاہتا ہے حاکم بنا دے گا۔ جو اُس دَور کو پائے گا وہ ہمارے پاس سنامِ اعلیٰ (بلند منزل) میں ہوگا۔ اور جو اُس دَور سے قبل ہوگا تو اللہ اُس کا بھلا کرے گا۔

نیز یہ بھی جان لو کہ جو گروہ بھی کھڑا ہوگا، وہ نہ تو ظلم کو دفع کر سکے گا اور نہ دین کو عزت بخش سکتا ہے، بلکہ اُن پر ایسی بلائیں ٹوٹ پڑیں گی جو اُنھیں پچھاڑ کر رکھ دیں گی اس کے بعد ایک ایسا گروہ آئے گا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جنگِ بدر میں شریک رہا ہے کہ جن کے قتل کیے ہوئے نہ کہیں دفن کیے گئے اور نہ جن کی لاشیں اٹھائی گئیں۔ اُن کے زخموں کی کہیں مرہم پٹی ہی کی گئی۔)
میں نے عرض کیا: وہ ایسے کون لوگ ہیں؟
فرمایا: ملائکہ۔
(غیبتہ نعمانی)

(۴۲) امامِ زمانہ کے لشکر میں فرشتوں کی شرکت

محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد بن جمہور سب نے حسن بن محمد بن جمہور سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے سماعہ سے۔ اُنھوں نے ابو جارود سے۔ اُنھوں نے قاسم بن ولید ہمدانی سے۔ اُنھوں نے حارث اعور ہمدانی سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے بر سرِ منبر اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

" اِذَا هَلَكَ الخَاطِبُ وَزَاغَ صَاحِبُ العَصرِ وَبَقِیَت قُلُوبٌ تَتَقَلَّبُ مِن مُخصِبٍ وَمُجدِبٍ هَلَكَ المُتَمَنُّونَ وَاضمَحَلَّ المُضمَحِلُّونَ وَبَقِیَ المُؤمِنُونَ وَقَلِیلٌ مَا یَكُونُونَ ثَلَاثَ مِائَةٍ اَو یَزِیدُونَ تُجَاهِدُ مَعَهُم عِصَابَةٌ جَاهَدَت مَعَ رَسُولِ اللهِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یَومَ بَدرٍ، لَم تُقتَل وَلَم تَمُت "

(جب اہلِ باطل کے خطیب ہلاک ہو جائیں گے اور صاحب العصرؑ نگاہوں سے اوجھل ہوں گے، اپنے پرائے سب کے دل بیقرار ہوں گے عجلتِ ظہور کی تمنّا رکھنے والے ہلاک ہوں گے مرجھانے والے مضمحل ہو جائیں گے، مگر البتہ اس وقت کچھ مومن باقی رہیں گے جن کی تعداد کم و بیش تین سو ہوگی تو اُن لوگوں کے ساتھ وہ گروہ بھی شریکِ جہاد ہوگا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی معیت میں جنگِ بدر میں شریکِ جہاد تھا۔ جو نہ قتل ہوئے اور نہ مرے۔)
(غیبتہ نعمانی)

(۴۳) دورِ غیبت میں خاموشی اختیار کرو

ابنِ عقدہ نے احمد بن زیاد سے، اُنھوں نے علی بن صباح بن ضحاک سے، اُنھوں نے

جعفر بن محمد بن سماعہ سے، اُنھوں نے سیف تمار سے، اُنھوں نے ابوالمرہف سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ایک مرتبہ فرمایا:

" ھلکت المحاضیر۔" (محاضیر ہلاک ہوجائیں گے)

قلتُ: ما المحاضیر۔

میں نے عرض کیا: محاضیر سے کیا مراد ہے۔؟

قالؑ: " المستعجلون۔ وَنجا المقرّبون، وثبت الحصن علیٰ اَوتادھا "
کونوا احلاس بیوتکم، فانّ الفتنۃ علیٰ مَن اَثارھا وانّھم لایریدون بحاجۃ اِلّا اتاھم اللہ بشاغل لِاَمر یعرض لھم "

آپؑ نے فرمایا (ظہور کے لیے عجلت چاہنے والے (ہلاک ہوجائیں گے) اور وہ لوگ جو اس کے قائل ہوں گے کہ ظہور قریب ہے وہ نجات پائیں گے اور مخالفین کی سلطنت اپنی بنیاد پر قائم رہے گی اُس وقت تم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا کیونکہ یہ فتنہ خود اسی کے لیے مضر ہوگا جو اس کو برپا کرے گا۔ کیونکہ اللہ ان کو اسی امر میں مبتلا کردے گا جس کو وہ پسند نہ کرتے ہوں گے۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۴۴) اپنے گھروں میں بیٹھو

ابنِ عقدہ نے یحییٰ بن زکریا سے، اُنھوں نے یوسف بن کلیب مسعودی سے، اُنھوں نے حکم بن سلیمان سے، اُنھوں نے محمد بن کثیر سے، اُنھوں نے ابوبکر حضرمی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور ابان دونوں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں اُس وقت موجود تھے جب خراسان سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوتے۔ تو ہم لوگوں نے عرض کیا: آپ کی کیا رائے ہے؟

آپ نے فرمایا: " اجلسوا فی بیوتکم، فاذا رأیتمونا قد اجتمعنا علیٰ رجل فانھدوا الینا بالسلاح "

(تم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ البتہ جب تم ہمیں دیکھو کہ ہم کسی شخص پر متفق ہوگئے ہیں تو مسلح ہوکر ہمارے پاس جمع ہوجانا۔)

(غیبتہ نعمانی)

(۴۵) زبان بند رکھو

محمد بن ہمام نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے محمد بن احمد بن اسباط سے

اُنھوں نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

" کُفّوا اَلسنتکم وَالزموا بیوتکم فانّہ لایصیبکم اَمرٌ تخصّون بہ اَبدًا ولا یصیب العامّۃ ولا تزال الزّیدیۃ وقاءً لکم اَبدًا "

(تم لوگ اپنی زبانیں بند رکھو اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو کیونکہ اس امر سے خصوصیت کے ساتھ نہ تو تاابد تم لوگ متاثر ہوگے اور نہ عوام النّاس اور نہ زیدیّہ ہمیشہ تمھارے لیے تحفظ بنے رہیں گے۔)

غیبتہ نعمانی

(۴۶) ایک آیت کی تفسیر

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے علی بن حسن سے، اُنھوں نے علی بن حسان سے، اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور اُنھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی آیت: " اَتیٰ اَمرُ اللہِ فلا تستعجلوہُ " کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: (النحل آیت ۱)

" ھو اَمرنا اَمرُ اللہ لا تستعجل بہ یؤیّدہُ ثلاثۃ اجناد، الملائکۃ، والمؤمنون والرّعب وخروجہ کخروج رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وذالک قولہُ تعالیٰ " کما اَخرجک ربّک من بیتک بالحق " (انفال آیت ۵)

آپؑ نے فرمایا اس سے مراد ہمارا صاحب الامر ہے جن کے لیے جلدی نہ کی جائے گی۔ اُن کے ساتھ تین قسم کی فوج ہوگی، ملائکہ کی فوج، مومنین کی فوج، اور خود اُن کا رُعب۔ اور وہ اسی طرح خروج کریں گے جس طرح حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خروج کیا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے " جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر (مکہ) سے حق کے ساتھ نکالا۔"

(۴۷) ظہور کو قریب کہنے والے نجات پائیں گے

محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد سب نے حسن بن محمد بن جمہور سے اُنھوں نے

اپنے والد سے، اُنھوں نے سماعہ سے، اُنھوں نے صالح بن نبط اور بکر مثنیٰ دونوں سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے والد بزرگوار حضرت ابوجعفر امام محمدباقر علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" هَلَكَ أَصْحَابُ الْمَحَاضِيرِ، وَنَجَا الْمُقَرَّبُونَ وَثبت الحصن عَلىٰ أَوْتَادِهَا إِنَّ بَعْدَ الْغَمِّ فَتْحًا عَجِيبًا "

(ظہور کے لیے عجلت کرنے والے ہلاک ہوں گے، ظہور کو قریب کہنے والے نجات پائیں گے اور باطل کے قلعے اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے، بیشک غم کے بعد عجیب وغریب فتح ہوگی۔)

(۴۸) خروج قبل از ظہور ؟

محمد بن ہمام نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے احمد بن علی جعفی سے، اُنھوں نے محمد بن مثنیٰ حضرمی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے عثمان بن زید سے، اُنھوں نے جابر سے، جابرؒ نے حضرت ابوجعفر امام محمدباقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" مَثَلُ مَنْ خرج منّا اهل البيت قبل قيام القائمؑ مثل فرخ طار وَوَقَعَ فِي كَوَّةٍ فَتَلَاعَبَتْ بِهِ الصِّبْيَانُ "

(امام قائمؑ کے ظہور وقیام سے پہلے ہمارے خاندان میں سے جو بھی خروج کرے گا اُس کی مثال اُس پرندے کے بچے (بچھیرو) کی سی ہوگی جو اُڑنے کی کوشش میں کسی مکان کی بالائی چھت پر گرے اور بچے اُسے اپنا کھیل بنالیں۔)

(۴۹) ظہور کی علامتیں

علی بن احمد نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے محمد بن حسین سے، اُنھوں نے محمد بن شیبان سے، اُنھوں نے عمار بن مروان سے، اُنھوں نے منخل بن جمیل سے، اُنھوں نے جابر بن یزید سے، اور اُنھوں نے حضرت ابوجعفر امام محمدباقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" اسكُنُوا مَا سَكَنَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرضُ أي لَا تَخْرُجُوا عَلَىٰ أَحَدٍ فَإِنَّ أَمْرَكُمْ لَيْسَ بِهِ خَفَاءٌ أَلَا إِنَّهَا آيَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَتْ مِنَ النَّاسِ أَلَا إِنَّهَا أَضْوَءُ مِنَ الشَّمْسِ لَا يَخْفَىٰ عَلَىٰ بَرٍّ وَلَا فَاجِرٍ

أَتَعْرِفُونَ الصُّبْحَ ؟ فَإِنَّهُ كَالصُّبْحِ لَيْسَ بِهِ خَفَاءٌ "

(جبتک یہ آسمان اور زمین ساکن ہیں تم لوگ بھی ساکن رہو اور کسی پر خروج نہ کرو اس لیے کہ تمھارے صاحبِ امر جب آئیں گے تو کسی پر مخفی نہ رہے گا۔ اُن کے پاس بندوں کی دی ہوئی نشانیاں نہیں بلکہ اللہ عزّ وجلّ کی عطا کردہ نشانیاں ہوں گی جو اس آفتاب سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہوں گی اور کسی نیکوکار و بدکار سے پوشیدہ نہیں رہیں گی۔ تم لوگ صبح کو تو پہچانتے ہو ؟ بس اُن کا ظہور بھی ایسا ہی ہوگا جیسے صبح کا ظہور ہوتا ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں رہتی۔)

(۵۰) ہمارا دورِ حکومت بھی آئے گا

ابنِ عقدہ نے احمد بن یوسف سے، اُنھوں نے ابنِ مہران سے، اُنھوں نے ابنِ بطائنی سے، اُنھوں نے اپنے والد اور وہیب بن حفص سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن آپؑ نے فرمایا: " أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا لَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعِبَادِ عَمَلًا إِلَّا بِهِ ؟ "

(کیا میں تمھیں وہ بات بتادوں جس کے بغیر اللہ بزرگ و برتر کسی بندے کا عمل قبول نہ کرےگا؟)

میں نے عرض کیا: جی ہاں (فرزندِ رسولؐ!) ارشاد فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: " شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَالْإِقْرَارُ بِمَا أَمَرَ اللهُ وَالْوَلَايَةُ لَنَا وَالْبَرَاءَةُ مِنْ أَعْدَائِنَا يعني أَئِمَّةً خَاصَّةً وَالتَّسْلِيمُ لَهُمْ وَالْوَرَعُ وَالْاِجْتِهَادُ وَالطُّمَأْنِينَةُ وَالْاِنْتِظَارُ لِلْقَائِمِ "

ثُمَّ قَالَ: إِنَّ لَنَا دَوْلَةً يَجِيءُ اللهُ بِهَا إِذَا شَاءَ۔

ثُمَّ قَالَؑ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْيَنْتَظِرْ وَلْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَمَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ، فَإِنْ مَاتَ وَقَامَ الْقَائِمُ بَعْدَهُ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهُ فَجِدُّوا وَانْتَظِرُوا هَنِيئًا لَكُمْ أَيَّتُهَا الْعِصَابَةُ الْمَرْحُومَةُ "

(اس امر کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور یہ کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ نیز جو احکام اللہ نے دیے ہیں اُن کا اقرار اور ہماری ولایت و دوستی اور ہمارے دشمنوں سے برأت وبیزاری رکھنا، یعنی

مخصوص ائمہ کی ولایت اور اُن کی امامت کو تسلیم کرنا، پھر ورع و تقویٰ اور اجتہاد و طمانینتِ قلب اور امام قائم علیہ السلام کا انتظار۔

پھر فرمایا: ہمارا بھی ایک عہدِ حکومت آئے اور اُسے اللہ جب چاہے گا لائے گا۔

پھر فرمایا: جو چاہتا ہے کہ اُس کا شمار اصحابِ امام قائم علیہ السلام میں ہو تو اُس کے لیے انتظار ضروری ہے اور ورع و تقویٰ اور محاسنِ اخلاق پر عمل کرتا رہے اور اُن کا منتظر رہے۔ اگر وہ اس حالت پر اس عرصے میں مرگیا اور امام قائمؑ نے بعد کو ظہور فرمایا تو اُس کو بھی وہی اجر و ثواب ملے گا جو ثواب عہدِ قائمؑ پانے والے کو حاصل ہوگا۔ لہٰذا کوشش کرو اور اُن کا انتظار کرتے رہو، تو پھر اے اُمتِ مرحومہ یہ چیز تمھیں مبارک ہو۔)

(۵۱) کیا تم یہ نہیں چاہتے ؟

ابنِ عقدہ نے علی بن حسن تیملی سے، اُنھوں نے ابنِ محبوب سے، اُنھوں نے ابو ایوب سے، اُنھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔

يَقُولُ ؑ: " اِتَّقُوا اللهَ وَاسْتَعِينُوا عَلىٰ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِالْوَرَعِ وَالْاِجْتِهَادِ فِي طَاعَةِ اللهِ، وَاِنَّ اَشَدَّ مَا يَكُوْنُ اَحَدُكُمْ اِغْتِبَاطًا بِمَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الدِّيْنِ لَوْ قَدْ صَارَ فِي حَدِّ الْاٰخِرَةِ وَانْقَطَعَتِ الدُّنْيَا عَلَيْهِ فَاِذَا صَارَ فِي ذٰلِكَ الْحَدِّ عرف اَنَّهُ قَدِ اسْتَقْبَلَ النَّعِيْمَ وَالْكَرَامَةَ مِنَ اللهِ وَالْبُشْرٰى بِالْجَنَّةِ وَاَمِنَ مِمَّنْ كَانَ يَخَافُ وَاَيْقَنَ اَنَّ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ دِيْنَهُ عَلىٰ بَاطِلٍ وَاَنَّهُ هَالِكٌ - فَاَبْشِرُوْا ثُمَّ اَبْشِرُوْا ! مَا الَّذِيْ تُرِيْدُوْنَ ؟ اَلَسْتُمْ تَرَوْنَ اَعْدَاءَكُمْ يُقْتَلُوْنَ فِي مَعَاصِي اللهِ، وَيَقْتُلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَلَى الدُّنْيَا دُوْنَكُمْ، وَاَنْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ اٰمِنِيْنَ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُمْ وَكَفٰى بِالسُّفْيَانِيِّ نَقْمَةً لَكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَهُوَ مِنَ الْعَلَامَاتِ لَكُمْ مَعَ اَنَّ الْفَاسِقَ لَوْ قَدْ خَرَجَ لَمَكَثْتُمْ شَهْرًا اَوْ شَهْرَيْنِ بَعْدَ خُرُوْجِهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكُمْ مِنْهُ

بَاْسٌ حَتّٰى يَقْتُلَ خَلْقًا كَثِيْرًا دُوْنَكُمْ۔ "

فَقَالَ لَهُ بعض اَصْحَابه : فَكَيْفَ نَصْنَعُ بِالْعِيَالِ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ ؟

قَالَ ؑ: " يَتَغَيَّبُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ (عَنْهُ) فَاِنَّ خِيْفَتَهُ وَشِرَّتَهُ فَاِنَّمَا هِيَ عَلىٰ شِيْعَتِنَا، فَاَمَّا النِّسَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ بَاْسٌ اِنْ شَاءَ اللهُ تعالىٰ۔ "

قِيْلَ : اِلىٰ اَيْنَ يَخْرُجُ الرِّجَالُ وَيَهْرُبُوْنَ مِنْهُ ؟

فَقَالَ ؑ: " مَنْ اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ مِنْهُمْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَوْ اِلىٰ مَكَّةَ اَوْ اِلىٰ بَعْضِ الْبُلْدَانِ۔ "

ثُمَّ قَالَ ؑ: " مَا تَصْنَعُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ وَاِنَّمَا يَقْصُدُ جَيْشُ الْفَاسِقِ اِلَيْهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمَكَّةَ فَاِنَّهَا مَجْمَعُكُمْ وَاِنَّمَا فِتْنَتُهُ حَمْلُ امْرَاَةٍ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ وَلَا يَجُوْزُهَا اِنْ شَاءَ اللهُ "

(تم لوگ اللہ سے ڈرو اور جس دین و مذہب پر عمل پیرا ہو اس میں ورع و تقویٰ سے مدد حاصل کرتے رہو اور اللہ کی اطاعت میں کوشش سے کام لو اور سب سے زیادہ قابلِ رشک و غبطہ باعتبارِ دین تم میں سے وہ شخص ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو کر سرحدِ آخرت میں قدم رکھے گا تو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے کرم و فضل اور اس کی نعمتوں میں آگیا جنّت میں جانے کی بشارت مل گئی، اُس کا سارا خوف جاتا رہا اور اُسے یقین ہوگیا کہ جس دین و مذہب پر وہ زندگی بسر کر رہا تھا وہی حق تھا اور ہمارے مخالفین مذہبِ باطل پر تھے اور وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

اور تم اِس خوشخبری کے بعد دوسری خوشخبری بھی سنو! یہ بتاؤ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمھارے دشمن اللہ کی معصیت کے جرم میں قتل کیے جائیں؟ اور اُن میں کا ایک دوسرا مالِ دنیا کے لیے ایک دوسرے کو تمھارے ہی سامنے قتل کرے؟ اور تم اپنے گھروں میں امن و سکون کے ساتھ بیٹھے رہو اور تمھاری طرف سے اُن لوگوں کو سزا دینے کے لیے تو سفیانی ہی کافی ہے، اور یہ بھی تمھارے لیے امامؑ کے ظہور کی ایک نشانی ہے اور اس کے علاوہ اگر کسی اور فاسق نے بھی خروج کیا تو مہینے دو مہینے میں ہی ایک خلقِ کثیر کو قتل کر دے گا اور تم پر آنچ تک نہ آئے گی۔)

یہ سنکر آپؑ کے کسی صحابی نے عرض کیا: پھر اس قتلِ عام میں ہم لوگ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کس طرح کریں ؟

آپؑ نے فرمایا: "تم میں سے جتنے مرد ہیں اُن کو چاہیے کہ وہاں سے غائب ہو جائیں، عورتوں اور بچوں کو انشاء اللہ کوئی گزند نہ پہنچے گی۔"

عرض کیا گیا: پھر مرد بھاگ کر کہاں جائیں؟

آپؑ نے فرمایا: چاہے مدینہ اور مکہ چلے جائیں یا پھر کسی دوسرے شہر میں پناہ حاصل کریں۔

پھر فرمایا: مگر تم لوگ مدینہ جا کر کیا کرو گے، اُس فاسق کا لشکر تو وہاں بھی پہنچے گا۔ البتہ مکہ چلے جانا وہاں تم لوگوں کی کثرت ہوگی۔ اور یہ فتنہ انشاء اللہ عورتوں کے مدتِ حمل کی طرح نو ماہ رہے گا اس سے آگے تجاوز نہ کرے گا۔

(۵۲) معرفتِ امامؑ ہر زمانے میں شرط ہے

کلینی نے علی بن ابراہیم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے حماد سے اُنھوں نے حریز سے، اُنھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اِعْرِفْ اِمَامَكَ فَاِنَّكَ اِذَا عَرَفْتَهٗ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هٰذَا الْاَمْرُ اَوْ تَاَخَّرَ۔"

(تم اپنے امام کی معرفت حاصل کر لینا، اگر تمھیں اُن کی معرفت ہوگی تو اُن کا ظہور پہلے ہو یا بعد میں، اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔)

(۵۳) معرفتِ امام ضروری ہے

کلینی نے حسین بن محمد سے، اُنھوں نے معلّی سے، اُنھوں نے محمد بن جمہور سے اُنھوں نے صفوان سے، اُنھوں نے محمد بن مروان سے، اُنھوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی:

"يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ" (سورہ بنی اسرائیل آیۃ)

(اس دن ہم سب لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں۔)

آپؑ نے فرمایا: يَا فُضَيْلُ! اِعْرِفْ اِمَامَكَ فَاِنَّكَ اِذَا عَرَفْتَ اِمَامَكَ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هٰذَا الْاَمْرُ اَوْ تَاَخَّرَ، وَمَنْ عَرَفَ اِمَامَهٗ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ كَانَ قَاعِدًا فِيْ عَسْكَرِهٖ، لَا بَلْ بِمَنْزِلَةِ

مَنْ كَانَ قَاعِدًا تَحْتَ لِوَائِهٖ"

آپؑ نے فرمایا (اے فضیل! تم اپنے امام کی معرفت حاصل کرو۔ اگر تم نے اُن کی معرفت حاصل کر لی تو پھر وہ پہلے ظہور فرمائیں یا بعد کو، تمھارے لیے کوئی حرج نہیں ہے اور جو شخص اپنے امام کی معرفت رکھتا ہو اور صاحب الامر کے ظہور سے پہلے ہی وہ مر جائے تو اُس کو وہی منزلت حاصل ہوگی جیسے وہ امام صاحب الامر کے لشکر میں تھا نہیں بلکہ اس کی وہی منزلت ہوگی جیسے وہ اُن کے پرچم کے زیرِ سایہ موجود تھا۔)

اور بعض روایات میں ہے کہ "جیسے وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہا۔"

(۵۴) انتظارِ امام خود فرج ہے

کلینی نے علی بن محمد سے مرفوعاً بطائنی کے حوالے سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ پر قربان، یہ فرمائیں کہ دورِ فرج کب آئے گا؟

آپ نے فرمایا: "يَا اَبَا بَصِيْرٍ! اَنْتَ مِمَّنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا؟ مَنْ عَرَفَ هٰذَا الْاَمْرَ فَقَدْ فُرِّجَ عَنْهُ بِانْتِظَارِهٖ۔"

(اے ابوبصیر! کیا تم اُن لوگوں میں سے ہو جو دنیا چاہتے ہیں؟ سنو جس کو صاحب الامر کی معرفت حاصل ہے اُس کے لیے اُن کا انتظار ہی ایک طرح کا فرج و کشادگی ہے۔)

(۵۵) اگر معرفتِ امامؑ ہے تو متفکر نہ ہو

کلینی نے علی بن ابراہیم سے، اُنھوں نے صالح بن سندی سے، اُنھوں نے جعفر بن بشیر سے، اُنھوں نے اسماعیل بن محمد خزاعی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا، اور میں سُن رہا تھا۔

اُنھوں نے دریافت کیا: مولا! کیا آپ کی نظر میں مجھے امام قائم کا دور نصیب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تم اپنے امام کی معرفت نہیں رکھتے؟

ابوبصیر نے عرض کیا: جی ہاں۔ خدا کی قسم آپ ہی تو امام ہیں۔

یہ جواب سنکر آپؑ نے ابوبصیر کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

" وَاللّٰهِ مَاتُبَالِی یَا اَبَابَصِیر! اَنْ لَا تَکُونَ مُحْتَبِیًا بِسَیْفِكَ فِی ظِلِّ رِوَاقِ الْقَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَام "

(خدا کی قسم، پھر اس کی پروا نہ کرو کہ اگر تم اپنی تلوار لیے ہوئے امامِ قائمؑ کے سائبان کے زیرِ سایہ نہ بیٹھو گے۔)

٥٦ جاہلیت کی موت

کلینی نے ہمارے کچھ اصحاب سے، اُنھوں نے احمد بن محمد سے، اُنھوں نے علی بن نعمان سے، اُنھوں نے محمد بن مروان سے، اُنھوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے فضیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

یَقُولُؑ: مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ لَهُ اِمَامٌ مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیَّةً وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ عَارِفٌ لِاِمَامِهِ لَمْ یَضُرَّهُ تَقَدَّمَ هٰذَا الْاَمْرُ اَوْ تَاَخَّرَ وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ عَارِفٌ لِاِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ الْقَائِمِ فِی فُسْطَاطِهِ "

آپؑ فرماتے ہیں (جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی، اور جو شخص مرجائے اور اپنے امام کو پہچانتا ہو تو پھر وہ نقصان میں نہ ہوگا خواہ یہ "امرِ ظہورِ قائمؑ" مقدم ہو یا موخر۔ اور جو شخص مرجائے اور اپنے امام کی معرفت رکھتا ہو تو وہ اُس شخص کے مانند ہے جو امام قائمؑ کے ساتھ اُن کے خیمے میں ہو۔

٥٧ اہلِ معرفت امامِ قائمؑ کے خیمے میں

کلینی نے علی بن محمد سے، اُنھوں نے سہل بن زیاد سے، اُنھوں نے حسن بن سعید سے، اُنھوں نے فضالہ سے، اُنھوں نے عمرو بن ابان سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔

یقولؑ: " اعرف العلامة فاذا عرفت لم یضرّك تقدّم هٰذا الامر ام تاخّر انّ اللّٰه تعالٰی یقول: "یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ" [1] فَمَنْ عَرَفَ اِمَامَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِی فُسْطَاطِ الْمُنْتَظَرِ "

(1 بنی اسرائیل آیت ٧)

(امام کی) علامت جان لو اور جب اسے مان لوگے تو پھر اس میں تمھارے لیے کوئی ضرر و نقصان نہیں کہ یہ امر مقدم ہو یا موخر۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے " اُس دن ہم تمام انسانوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے " لہٰذا جو شخص اپنے امام کی معرفت رکھتا ہے وہ اُس شخص کے مانند ہے جو امام قائمؑ کے خیمے میں (لشکرگاہ میں) موجود ہو۔)

٥٨ قبلِ ظہورِ امام طاغوتی جھنڈا بلند ہوگا

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، اُنھوں نے حسین بن سعید سے، اُنھوں نے حماد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے حسین بن مختار سے، اُنھوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے کہا حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" كُلُّ رَایَةٍ تُرْفَعُ قَبْلَ قِیَامِ الْقَائِمِ ع فَصَاحِبُهَا طَاغُوتٌ یُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ "

(ظہورِ امام قائمؑ سے قبل جو جھنڈا بلند ہو تو سمجھ لو کہ اس کا بلند کرنے والا طاغوت ہے جو اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی پرستش کرتا ہے۔)

٥٩ حدیثِ لوح

اپنے اسانید کے ساتھ حدیثِ لوح میں یہ بھی ہے کہ:

" ثُمَّ اُكْمِلُ ذٰلِكَ بِابْنِهِ رحمة للعالمین علیه كمال موسیٰ وبهاء عیسیٰ وصبر ایوب سَیُذَلُّ اَوْلِیَائِی فِی زَمَانِهِ وَیَتَهَادَوْنَ رُؤُوسَهُمْ كَمَا یُتَهَادَی رُؤُوسُ التُّرْكِ وَالدَّیْلَمِ فَیُقْتَلُونَ وَیُحْرَقُونَ وَیَكُونُونَ خَائِفِینَ مَرْعُوبِینَ وَجِلِینَ تُصْبَغُ الْاَرْضُ بِدِمَائِهِمْ وَیَفْشُو الْوَیْلُ وَالرَّنِینُ فِی نِسَائِهِمْ اُولٰئِكَ اَوْلِیَائِی حَقًّا، بِهِمْ اَرْفَعُ كُلَّ فِتْنَةٍ عمیاء حندس وَبِهِمْ اَكْشِفُ الزَّلَازِلَ، وَاَدْفَعُ الْآصَارَ وَالْاَغْلَالَ اُولٰئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ "

(پھر ہم اس سلسلے کو اُن کے اُس فرزند کے ذریعے سے مکمل کریں گے جس کے اندر کمالِ موسیٰؑ و حسنِ عیسیٰؑ اور صبرِ ایوبؑ ہوگا۔ اس کے زمانہ (غیبت) میں میرے

اولیاء (دوست) ذلیل کیے جائیں گے اور اُن کے سر ہدیۃً پیش کیے جائیں گے۔ جیسے ترک و دیلم کے (غلاموں کے) انھیں قتل کیا جائے گا، آگ میں جلایا جائے گا وہ خائف و مرعوب رہیں گے، اُن کے خون سے زمین رنگین کی جائے گی، ان کی عورتوں میں گریہ وماتم برپا رہے گا، وہی لوگ ہمارے سچے اولیاء (دوست) ہوں گے۔ میں اُن ہی کے ذریعے سے تمام اندھے اور تاریک فتنوں کو برطرف کروں گا، اور اُن ہی کے ذریعے سے آبِ زُلال کے چشمے جاری کروں گا، تمام رکاوٹوں اور موانع کو دور کروں گا اُن پر اُن کے پروردگار کی طرف سے دُرود اور رحمت نازل ہوگی، درحقیقت وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں

(٦٠) ”وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ“ کی تفسیر

جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

”يَغِيْبُ عَنْهُمُ الْحُجَّةُ لَا يُسَمّٰى حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ فَاِذَا عَجَّلَ اللّٰهُ خُرُوْجَهٗ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا“

(حجتِ خدا اُن سے پوشیدہ ہوگا، اُس کا نام لینا ممنوع ہوگا جبتک کہ اللہ اُس کو ظاہر نہ کردے اور اللہ تعالیٰ جب اُس کے ظہور میں تعجیل فرمائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔)

ثُمَّ قَالَؐ: طُوْبٰى لِلصَّابِرِيْنَ فِيْ غَيْبَتِهٖ، طُوْبٰى لِلْمُتَّقِيْنَ عَلٰى مَحَجَّتِهِمْ اُولٰٓئِكَ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ“ وَقَالَ: ”اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.“ (سورۃ المجادلہ آیت ٢٢)

پھر فرمایاؐ (خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اُس کی غیبت کے زمانے میں صبر سے کام لیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو صاحبانِ تقویٰ اُن کے راستے پر ثابت قدم رہیں۔ ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے ” اور وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور فرمایا: یہی لوگ گروہِ خدا ہے آگاہ ہو کہ گروہ خدا ہی نجات یافتہ لوگ ہیں)

(٦١) اہلِ ضلال سے مراد

تفسیر نعمانی میں اسناد کے ساتھ یہ روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”يَا اَبَا الْحَسَنِ! حَقِيْقٌ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَ اَهْلَ الضَّلَالِ الْجَنَّةَ.“ وَاِنَّمَا عَنٰى بِهٰذَا الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ قَامُوْا فِيْ زَمَنِ الْفِتْنَةِ عَلَى الْاِئْتِمَامِ بِالْاِمَامِ الْخَفِيِّ الْمَكَانِ، الْمَسْتُوْرِ عَنِ الْاَعْيَانِ فَهُمْ بِاِمَامَتِهٖ مُقِرُّوْنَ وَبِعُرْوَتِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ وَلِخُرُوْجِهٖ مُنْتَظِرُوْنَ، مُوْقِنُوْنَ غَيْرُ شَاكِّيْنَ، صَابِرُوْنَ مُسَلِّمُوْنَ وَاِنَّمَا ضَلُّوْا عَنْ مَكَانِ اِمَامِهِمْ وَعَنْ مَعْرِفَةِ شَخْصِهٖ“

(اے ابوالحسنؑ! اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ جنّت میں اہل ضلال (اپنے امام کو گم کیے ہوئے) کو داخل کرے۔) اس سے آپ کی مراد اُن مومنین سے ہے جو زمانۂ آزمائش وفتنہ میں اپنے اس امام کی پیروی پر قائم رہیں گے جس کی جائے رہائش مخفی ہوگی جو نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے مگر اس کے باوجود وہ لوگ ان کی امامت کا اقرار کرتے ہوں گے اور اُن کی رسّی کو مضبوط پکڑے ہوئے ہوں گے اور اُن کے خروج اور ظہور کے منتظر ہوں گے، اس بات کا یقین رکھتے ہوں گے، اس میں شک نہ کرتے ہوں گے، صبر سے کام لیتے ہوں گے، انھیں تسلیم کرتے ہوں گے، وہ لوگ اپنے امامؑ کی جائے رہائش کو گم کیے ہوئے ہوں گے اور شخصی وجسمانی ظہور پر انھیں پہچاننے والے ہوں گے۔

(٦٢) مومنین میں افضل کون ہیں

کتاب الاختصاص میں اپنے اسناد کے ساتھ حسن بن احمد نے احمد بن ہلال سے اُنھوں نے امیّہ بن علی سے اُنھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ بتائیں کہ ہم لوگ افضل ہیں یا اصحابِ امام قائم علیہ السلام؟

فَقَالَ لِيْ: ”اَنْتُمْ اَفْضَلُ مِنْ اَصْحَابِ الْقَائِمِ. وَذٰلِكَ اَنَّكُمْ تُمْسُوْنَ وَتُصْبِحُوْنَ خَائِفِيْنَ عَلٰى اِمَامِكُمْ وَعَلٰى اَنْفُسِكُمْ مِنْ اَئِمَّةِ

الجُورِ۔ اِنْ صَلَّيْتُمْ فَصَلَاتُكُمْ فِي تَقِيَّةٍ وَاِنْ صُمْتُمْ فَصِيَامُكُمْ فِي تَقِيَّةٍ ، وَاِنْ حَجَجْتُمْ فَحَجُّكُمْ فِي تَقِيَّةٍ وَاِنْ شَهِدْتُمْ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُكُمْ وَعَدَّدَ اَشْيَاءَ مِنْ نَحْوِ هٰذَا مِثْلَ هٰذِهِ ۔"

فَقُلْتُ: "فَمَا نَتَمَنَّى الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا كَانَ عَلَىٰ هٰذَا ؟

قَالَ ع: سُبْحَانَ اللهِ اَمَا تُحِبُّ اَنْ يَظْهَرَ الْعَدْلُ وَيَأْمَنَ السُّبُلُ وَيُنْصَفَ الْمَظْلُومُ "

آپ نے مجھ سے فرمایا (تم لوگ اصحابِ قائمؑ سے افضل ہو ، اور وہ اس لیے کہ تم لوگوں کو ہر صبح و شام ائمۂ جور کی طرف سے اپنی جان اور اپنے امام کی جان کا خوف رہتا ہے۔ اگر تم نماز بھی پڑھتے ہو تو تمھاری نماز تقیہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر روزہ رکھتے ہو تو تمھارا روزہ تقیہ کا ہوتا ہے۔ اگر حج کرتے ہو تو تمھارا حج بھی تقیہ کے عالم میں ہوتا ہے ، اگر تم کسی معاملے میں گواہی دیتے ہو تو (محض شیعہ ہونے کی وجہ سے) تمھاری گواہی قبول نہیں کی جاتی۔"

اسی طرح آپؑ نے مثال میں بہت سی چیزوں کو پیش کیا۔

میں نے عرض کیا: اگر ہم لوگ افضل ہیں تو پھر ہم امام قائم علیہ السلام کی تمنا کیوں رکھتے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: (پاک و منزہ ہے اللہ کی ذات) کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ دنیا میں عدل قائم ہو اور راستے پُرامن رہیں اور مظلوم کے ساتھ انصاف کیا جائے)

(٦٣) جب اللہ کو جلدی نہیں تو تم بھی جلدی مت چاہو

نہج البلاغہ میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبے میں فرمایا:

" اِلْزَمُوا الْاَرْضَ وَاصْبِرُوا عَلَى الْبَلَاءِ وَلَا تُحَرِّكُوا بِاَيْدِيكُمْ وَسُيُوفِكُمْ وَهَوَىٰ اَلْسِنَتِكُمْ وَلَا تَسْتَعْجِلُوا بِمَا لَمْ يُعَجِّلْهُ اللهُ لَكُمْ ، فَاِنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَىٰ فِرَاشِهِ وَهُوَ عَلَىٰ مَعْرِفَةِ رَبِّهِ وَحَقِّ رَسُولِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ مَاتَ شَهِيدًا وَوَقَعَ اَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ

مَا نَوَىٰ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهِ وَقَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ اِصْلَاتِهِ بِسَيْفِهِ فَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَاَجَلًا "

آپ نے فرمایا (زمین پکڑے رہو ، مصائب پر صبر سے کام لو ، اپنے ہاتھوں اور اپنی تلواروں کو بالکل حرکت نہ دو ، زبان روکے رہو ، جب اللہ تعالیٰ کو خود تمھارے لیے جلدی نہیں ہے تو پھر تم کیوں جلدی چاہتے ہو۔ اگر تم میں سے کوئی اس دور میں مر گیا بشرطیکہ وہ اللہ کی معرفت رکھتا ہو اور اللہ کے رسولؐ اور اُن کے اہلبیت کے حق کو پہچانتا ہوا مرے تو وہ شہید مرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو شہید کا ثواب دے گا اور حسن اعمال صالح کی نیت و تمنا رکھتا ہو ، اُن سب کا ثواب اس کو عطا ہوگا۔ تلوار چلانے کی نیت ہی تلوار چلانے کی قائم مقام بن جائے گی۔ اس لیے کہ ہر شے کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔)

(نہج البلاغہ)

(٦٤) ہر مومن شہید ہے

احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے ، علی بن حسن بن فضال نے عباس بن عامر سے ، اُنھوں نے احمد بن رزق غمشانی سے ، اُنھوں نے یحییٰ بن علاء سے ، اُنھوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" كُلُّ مُؤْمِنٍ شَهِيدٌ وَاِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَهُوَ كَمَنْ مَاتَ فِي عَسْكَرِ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ "

ثُمَّ قَالَ ع: اَيَحْبِسُ نَفْسَهُ عَلَى اللهِ ثُمَّ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ۔"

آپ (ہر مومن شہید ہے ، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے پھر بھی وہ شہید ہے بلکہ وہ ایسا ہے جیسے امام قائم علیہ السلام کے لشکر میں رہ کر مرا ہے۔

پھر فرمایا: کیا وہ اللہ پر بھروسہ کیے ہوئے ہے (اور صبر کر رہا ہے) پھر بھی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ؟)

(امالی شیخ)

(٦٥) انتظارِ فرج عبادت ہے

دعوات راوندی میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ بِالصَّبْرِ عِبَادَةٌ "

(صبر کے ساتھ انتظار کرنا فرج و ظہور کے لیے ، عبادت ہے)

٦٦ دورِ غیبت میں بہترین عمل

ابنِ ولید نے صفار سے، صفار نے برقی سے اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے مغیرہ سے، اُنھوں نے مفضل بن صالح سے، اُنھوں نے جابر سے، اُنھوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"یَأتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغِیْبُ عَنْھُمْ اِمَامُھُمْ، فَیَا طُوْبٰی لِلثَّابِتِیْنَ عَلٰی اَمْرِنَا فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَان، اِنَّ اَدْنٰی مَا یَکُوْن لَھُمْ مِنَ الثَّوَابِ اَنْ یُّنَادِیْھِمُ الْبَارِیْ عَزَّوَجَلَّ: "عِبَادِیْ اٰمَنْتُمْ بِسِرِّیْ وَصَدَّقْتُمْ بِغَیْبِیْ، فَاَبْشِرُوْا بِحُسْنِ الثَّوَابِ مِنِّیْ فَاَنْتُمْ عِبَادِیْ وَاِمَائِیْ حَقًّا، مِنْکُمْ اَتَقَبَّلُ وَعَنْکُمْ اَعْفُوْ، وَلَکُمْ اَغْفِرُ وَبِکُمْ اَسْقِیْ عِبَادِیَ الْغَیْثَ وَاَدْفَعُ عَنْھُمُ الْبَلَاءَ وَلَوْلَاکُمْ لَاَنْزَلْتُ عَلَیْھِمْ عَذَابِیْ۔"

قَالَ جَابِر: فَقُلْتُ: یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَا اَفْضَلُ مَا یَسْتَعْمِلُهُ الْمُؤْمِنُ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَان؟

قَالَ: "حِفْظُ اللِّسَان وَلُزُوْمُ الْبَیْت"

(لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گی جس میں اُن کا امام اُن سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اُس دور میں ہمارے صاحبِ امر کی امامت پر ثابت قدم رہیں گے کم سے کم اُن کو یہ ثواب ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو پکار کر کہے گا کہ: "میرے بندو! تم میرے راز پر ایمان لائے، تم نے میرے غیب کی تصدیق کی، لہٰذا میری طرف سے بہترین ثواب کی بشارت ہو۔ تم لوگ ہی درحقیقت میرے بندے اور کنیز ہو میں تمھارے ہی عملِ نیک کو قبول کروں گا اور تمھاری ہی تقصیروں کو معاف کروں گا، اور تمھاری ہی مغفرت کروں گا، تمھاری ہی وجہ سے میں اپنے بندوں کے لیے پانی برساؤں گا اور اُن سے بلاؤں کو دور کروں گا، اگر تم لوگ نہ ہوتے تو میں اُن پر اپنا عذاب نازل کردیتا۔

جابرؒ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ بتائیں کہ اُس دورِ غیبتِ امام میں ایک مومن کے لیے کیا عمل ہونا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: خاموش رہنا اور خانہ نشین ہوجانا۔) (اکمال الدین)

٦٧ اولیاء اللہ شک نہیں کیا کرتے

ابی اور ابنِ ولید نے سعد اور حمیری سے، اُنھوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اُنھوں نے محمد بن خالد سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے، اُنھوں نے مفضل بن عمر سے، مفضل نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ:

قَالَ ؑ: "اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَرْضٰی مَا یَکُوْن عَنْھُمْ اِذَا افْتَقَدُوْا حُجَّةَ اللّٰہِ فَلَمْ یَظْھَرْ لَھُمْ وَلَمْ یَعْلَمُوْا بِمَکَانِهٖ، وَھُمْ فِیْ ذٰلِكَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَمْ تَبْطُلْ حُجَّةُ اللّٰہِ، فَعِنْدَھَا فَتَوَقَّعُوا الْفَرَجَ کُلَّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ فَاِنَّ اَشَدَّ مَا یَکُوْنُ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِهٖ اِذَا افْتَقَدُوْا حُجَّتَهٗ فَلَمْ یَظْھَرْ لَھُمْ۔

وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَوْلِیَاءَهٗ لَا یَرْتَابُوْنَ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّھُمْ یَرْتَابُوْنَ لَمَا غَیَّبَ حُجَّتَهٗ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَلَا یَکُوْن ذٰلِكَ اِلَّا عَلٰی رَاْسِ شِرَارِ النَّاسِ۔"

آپؑ نے فرمایا: (بندوں کے لیے اللہ بزرگ و برتر کا تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ جب اللہ کی حجت پردۂ غیب میں ہو، ظاہر نہ ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ حجتِ خدا کس جگہ مقیم ہیں پھر بھی وہ یہی سمجھتے رہیں کہ اللہ کی حجت موجود ہیں اور ہر صبح و شام وہ ظہور و فرج کا انتظار کریں، اور سب سے بڑا غضب اللہ کا اپنے دشمنوں پر یہ ہے اس کی حجت غیبت میں رہے اور اُن پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء کبھی ریب اور شک میں مبتلا نہ ہوں گے اگر اللہ کو یہ علم ہوتا کہ اولیاء بھی اس غیبت کی وجہ سے شک میں مبتلا ہوجائیں گے تو وہ اپنی حجت کو چشم زدن کے لیے بھی غائب نہ کرتا۔

(اکمال الدین)

٦٨

کلینی نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن سنان سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(غیبۃ نعمانی)

★ ابی اور ابنِ ولید دونوں نے سعد سے، سعد نے ابنِ عیسیٰ سے، اُنھوں نے محمد بن خالد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اکمال الدین و تمام النعمۃ)

★ سعد نے ابنِ عیسیٰ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)

★ محمد بن ہمام نے اپنے بعض لوگوں سے، اُنھوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ایک شخص سے، اور اُنھوں نے مفضل سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔ (غیبتہ نعمانی)

(۶۹) انتظارِ امام کرنیوالوں کا درجہ

اِنہی اسناد کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

"مَنْ مَاتَ مُنْتَظِرًا لِهٰذَا الْاَمْرِ كَانَ كَمَنْ كَانَ مَعَ الْقَائِمِ فِيْ فُسْطَاطِهٖ لَا بَلْ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الضَّارِبِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالسَّيْفِ"

(جو شخص صاحبِ امر کا منتظر رہے گا، وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ امام قائمؑ کے ساتھ اُن کے لشکر میں تھا۔ نہیں بلکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر آپؐ کے (دشمنوں پر) تلوار چلائی۔) (اکمال الدین)

(۷۰) زمانۂ غیبت میں ایک دعاء کی تعلیم

عطار نے سعد سے، سعد نے ابنِ عیسیٰ سے، اُنھوں نے خالد بن نجیح سے، اُنھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپؑ نے فرمایا:

"اِنَّ لِلْقَائِمِ غَيْبَةً قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ"

(بلاشبہ امام قائمؑ اپنے ظہور سے قبل غیبت اختیار کریں گے)

میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: "يَخَافُ" (وَ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلٰى بَطْنِهٖ)"

(وہ خائف ہوں گے) اور یہ فرما کر آپ نے اپنے شکم کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا)

ثُمَّ قَالَ: "يَا زُرَارَةُ! وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ وَهُوَ الَّذِيْ يَشُكُّ النَّاسُ فِيْ وِلَادَتِهٖ (مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَاتَ اَبُوْهُ وَلَمْ يُخَلِّفْ وَ) مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ هُوَ حَمْلٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ هُوَ غَائِبٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا وُلِدَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَدْ وُلِدَ قَبْلَ وَفَاةِ اَبِيْهِ بِسَنَتَيْنِ: وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ غَيْرُ۔ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُحِبُّ اَنْ يَّمْتَحِنَ الشِّيْعَةَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُوْنَ۔"

پھر آپؑ نے فرمایا (اے زرارہ! وہ امام منتظر ہوگا۔ یہی وہ ہوگا جس کے پیدا ہونے میں لوگ شک کریں گے۔ (اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ اُن کے والد نے انتقال کیا اور کوئی خلف (اولاد) نہیں چھوڑ کر گئے) اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ ابھی حمل میں ہیں اور اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ غائب ہیں، اور اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے اور اُن میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ اپنے والد کی وفات سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور وہی امام منتظر ہیں۔ علاوہ ازیں اُن کی غیبت سے اللہ تعالیٰ شیعوں کا امتحان لیگا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے اہلِ باطل شک میں مبتلا ہو جائیں گے۔)

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا! میں آپ پر قربان، اگر اُس دورِ غیبت کا موقع مجھے نصیب ہو جائے تو اُس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟

قَالَؑ: يَا زُرَارَةُ! اِنْ اَدْرَكْتَ ذٰلِكَ الزَّمَانَ فَالْزَمْ هٰذَا الدُّعَاءَ

آپؑ نے فرمایا: (اے زرارہ! اگر وہ دورِ غیبت تمہیں مل جائے تو یہ دعا پڑھتے رہنا۔)

(دعاء درغیبت)

"اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ۔ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ"

(یا اللہ! تو مجھے اپنے نفس کی معرفت عطا فرما، اس لیے کہ اگر مجھے تیری معرفت حاصل نہ ہوئی تو پھر تیرے نبیؐ کی معرفت بھی حاصل نہ کر سکوں گا۔ یا اللہ! تو مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما، اس لیے کہ اگر مجھے تیرے رسولؐ کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو میں تیری حجت (امام قائمؑ) کی معرفت بھی حاصل نہ کر سکوں گا۔ یا اللہ! تو مجھے اپنی

اپنی حجت کی معرفت عطا فرما، اس لیے کہ اگر مجھے تیری حجت کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔)

ثُمَّ قَالَ ع: "يَا زُرَارَةُ لَا بُدَّ مِنْ قَتْلِ غُلَامٍ بِالْمَدِيْنَةِ"

پھر فرمایا: (اے زرارہ لازمی ہے کہ مدینہ میں ایک لڑکا قتل ہو گا۔)

میں نے عرض کیا: ایسا تو نہیں کہ اُسے سفیانی کا لشکر قتل کرے؟

قَالَ ع: "لَا، وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ جَيْشُ بَنِيْ فُلَانٍ يَخْرُجُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَدِيْنَةَ۔ فَلَا يَدْرِي النَّاسُ فِيْ أَيِّ شَيْءٍ دَخَلَ فَيَأْخُذُ الْغُلَامَ فَيَقْتُلُهُ فَإِذَا قَتَلَهُ بَغْيًا وَعُدْوَانًا وَظُلْمًا لَمْ يُمْهِلْهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ فَتَوَقَّعُوا الْفَرَجَ"

آپؑ نے فرمایا: (نہیں، بلکہ اس کو لشکرِ بنی فلاں قتل کرے گا وہ خروج کریگا اور مدینہ میں داخل ہوگا تو لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ وہ کہاں سے داخل ہو گیا وہاں پہنچکر وہ ایک لڑکے کو گرفتار کرکے قتل کردیگا اور جب وہ اُسے بربنائے ظلم وجور وسرکشی قتل کردیگا تو پھر آگے اللہ تعالیٰ اس لشکر والوں کو مہلت نہیں دیگا۔ اُس وقت امید رکھنا کہ امام قائم ظہور فرمائیں گے۔) (اکمال الدین)

★ طالقانی نے ابو علی بن ہمام سے، اُنھوں نے احمد بن محمد نوفلی سے، اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ نجیح سے اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اکمال الدین)

★ ابنِ ولید نے حمیری سے، اُنھوں نے علی بن محمد حجّال سے، اُنھوں نے ابنِ فضّال سے، اُنھوں نے ابنِ بکیر سے، اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اکمال الدین)

★ سعد نے ہماری ایک جماعتِ اصحاب سے اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے خالد بن نجیح سے، اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ طوسی)

★ محمد بن ہمام نے جعفر بن محمد بن مالک سے، اُنھوں نے عبّاد بن یعقوب سے، اُنھوں نے یحییٰ بن علی سے، اور اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (غیبتہ نعمانی)

★ کلینی نے علی بن ابراہیم سے، اُنھوں نے خشّاب سے، خشّاب نے عبداللہ بن موسیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ بکیر سے، اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (کلینی)

★ کلینی نے حسین بن (محمد سے) اُنھوں نے احمد بن ہلال سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے ابنِ نجیح سے، اُنھوں نے زرارہ سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔ (کلینی)

(۷۱) دورِ غیبت میں دوستی و دشمنی؟

ابی نے سعد سے، اُنھوں نے ابنِ عیسیٰ و ابنِ یزید سے، اُنھوں نے ابنِ فضّال سے اُنھوں نے جعفر بن محمد بن منصور سے، اُنھوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، اُنھوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ: آپؑ نے فرمایا:

"إِذَا أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ لَا تَرٰى إِمَامًا تَأْتَمُّ بِهٖ فَأَحْبِبْ مَنْ كُنْتَ تُحِبُّ وَأَبْغِضْ مَنْ كُنْتَ تُبْغِضُ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ عَزَّ"

(وہ صبح وشام جس میں کسی امام کو تو نہ دیکھے تو جس کی اقتدار چاہے کرلے پھر جبتک اللہ عزّ وجلّ ان کو ظاہر نہ فرمائے جس سے جی چاہے محبت کر اور جس سے جی چاہے بغض وعداوت رکھ۔) (اکمال الدین)

(۷۲) دورِ غیبت میں اللہ سے رجوع کرو

ابنِ ولید نے صفّار سے، اُنھوں نے ابنِ ابو الخطّاب اور یقطینی دونوں سے، اور اُنھوں نے ابنِ ابو نجران سے، اُنھوں نے عیسیٰ بن عبداللہ (بن محمد) بن عمر بن علی بن ابو طالب علیہ السّلام سے، اور عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے ماموں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے۔ عیسیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے عرض کیا: خدانخواستہ اگر آپ کو کچھ ہوجائے تو پھر ہم اپنا امام کس کو تسلیم کریں؟

- یہ سُن کر آپ نے حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ علیہ السّلام کی طرف اشارہ فرمایا۔
- میں نے عرض کیا: اگر وہ بھی گذر جائیں تو پھر کس کو؟
- آپ نے فرمایا: ان کے فرزند کو۔
- میں نے عرض کیا: اگر وہ بھی دنیا سے رخصت ہوجائیں اور اپنے بڑے بھائی کو اور اپنے

فرزند صغیر السن کو چھوڑ جائیں تو پھر اُن میں سے کس کو ؟

- آپ نے فرمایا: اُن کے فرزند کی طرف رجوع کرو۔ پھر اسی طرح آیندہ کے لیے ہمیشہ۔
- میں نے عرض کیا: اور اگر ہم اُن کو نہ پہچانتے ہوں اور یہ بھی علم نہ ہو کہ وہ کہاں ہیں تو اُس وقت کیا حکم ہے ؟
- آپ نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور یہ کہا کرو

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتَوَلّٰی مَنۡ بَقِیَ حُجَجُکَ مِنۡ وُلۡدِ الۡاِمَامِ الۡمَاضِیۡ "
(فَاِنَّ ذٰلِکَ یُجۡزِیۡکَ)

(اے اللہ ! گذشتہ امام کی اولاد میں سے جو تیری حجت باقی ہے میں اُس سے ہی تولا رکھتا ہوں ۔)
پس اللہ تمھیں اس کی جزا دے گا۔

(اکمال الدین)

★ ابی نے سعد اور حمیری دونوں سے، اُنھوں نے ابن ابو الخطاب اور یقطینی دونوں سے اور اُنھوں نے ابن ابو نجران سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۷۳ کسی دُعا میں اضافہ نہ کرو

مظفر علوی نے ابن عیاشی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے جبرئیل بن احمد سے، اُنھوں نے عبیدی سے، اُنھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، اُنھوں نے عبداللہ بن سنان سے، عبداللہ نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" سَتُصِیۡبُکُمۡ شُبۡهَةٌ فَتَبۡقَوۡنَ بِلَا عَلَمٍ یُرٰی وَلَا اِمَامٍ هُدًی لَا یَنۡجُوۡ مِنۡهَا اِلَّا مَنۡ دَعَا بِدُعَاءِ الۡغَرِیۡقِ ۔ "

فرمایا (عنقریب تم لوگ شبہے میں گرفتار ہوجاؤ گے اور اس حال میں رہ جاؤ گے کہ نہ کوئی نشانی نظر آئے گی اور نہ کوئی ہدایت کرنے والا امام۔ اس دور میں وہی نجات پائے گا جو دعائے غریق کو پڑھتا ہوگا۔

میں نے عرض کیا: وہ دعائے غریق کونسی ہے ؟

آپ نے فرمایا یہ پڑھو: (دُعائے غریق)

" یَا اَللّٰهُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِکَ "

یہ سنکر میں نے کہا: " یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ وَالۡاَبۡصَارِ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِکَ "

آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ مقلب القلوب والابصار ضرور ہے مگر میں نے جس طرح تمھیں بتایا ہے اسی طرح کہو " یامقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینك "

(اکمال الدین تمام النعمۃ)

۷۴ دورِ غیبت میں ہم کیا کریں ؟

ابن متوکل نے حمیری سے، اُنھوں نے ابن عیسیٰ سے، اُنھوں نے یقطینی (و عثمان بن عیسیٰ بن عبید سے) اُنھوں نے ابن محبوب سے، اُنھوں نے یونس بن یعقوب، اُنھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" کَیۡفَ اَنۡتُمۡ اِذَا بَقِیۡتُمۡ دَهۡرًا مِنۡ عُمۡرِکُمۡ لَا تَعۡرِفُوۡنَ اِمَامَکُمۡ ؟ "

(اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایک عرصۂ دراز تک اس حال میں رہوگے کہ تم اپنے امام کو نہ پہچانتے ہوگے ۔؟)

عرض کیا گیا: جب ایسا دور آجائے تو ہمارے لیے کیا حکم ہے ۔ ؟

قَالَ ؑ: " تَمَسَّکُوۡا بِالۡاَمۡرِ الۡاَوَّلِ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ "

آپ نے فرمایا: (تم لوگ وابستہ رہو اپنے پہلے ہی عمل سے تا اینکہ تم کو کسی کی (امامت کا) یقین نہ ہوجائے ۔)

(اکمال الدین)

۷۵ جبتک یقین نہ ہو کسی کو امام تسلیم نہ کرو

ابی نے حمیری سے، اُنھوں نے ایوب بن نوح سے، اُنھوں نے ابن ابو عمیر سے، اُنھوں نے جمیل سے، اُنھوں نے زرارہ سے، اور زرارہ نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

" یَاۡتِیۡ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغِیۡبُ عَنۡهُمۡ اِمَامُهُمۡ "

(لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں اُن کا امام اُن سے غائب رہے گا۔)

میں نے عرض کیا: پھر اُس زمانے میں لوگوں کو کیا کرنا چاہیے ؟

قَالَ ؑ: " یَتَمَسَّکُوۡنَ بِالۡاَمۡرِ الَّذِیۡ هُمۡ عَلَیۡهِ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمۡ "

آپؑ نے فرمایا: (جبتک کسی (امام کی امامت) واضح و روشن نہ ہوجائے لوگ اسی (امام کے دامن) سے متمسک و وابستہ رہیں جس سے قبل ازیں وابستہ رہے تھے۔)

(اکمال الدین)

(۷۶) یوم کی تفسیر "خروجِ قائم کا دن"

مظفر علوی نے ابنِ عیاشی اور حیدر بن محمد دونوں سے، اُنھوں نے عیاشی سے، اُنھوں نے علی بن محمد بن شجاع سے، اُنھوں نے محمد بن عیسٰی سے، اُنھوں نے یونس بن عبد الرحمٰن سے، اُنھوں نے علی بن ابو حمزہ سے، اُنھوں نے ابو بصیر سے اور ابو بصیر نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق ؑ نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

آیت: " يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ط "

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)

(جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آگئیں تو اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اُس کو نفع نہ دے گا، جو کہ پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہوگا۔ یا اُس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی۔)

آپ نے فرمایا: " يَعْنِي يَوْمَ خُرُوجِ الْقَائِمِ الْمُنْتَظَرِ مِنَّا "

(اس سے مراد وہ دن ہے جس میں ہمارا قائم منتظر خروج وظہور کریگا۔)

ثُمَّ قَالَ ؑ: " يَا أَبَا بَصِيرٍ! طُوبَى لِشِيعَةِ قَائِمِنَا الْمُنْتَظِرِينَ لِظُهُورِهِ فِي غَيْبَتِهِ وَالْمُطِيعِينَ لَهُ فِي ظُهُورِهِ أُولَٰئِكَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ "

پھر آپ نے فرمایا: (اے ابو بصیر! خوشخبری ہے ہمارے قائم کے شیعوں کے لیے جو اُن کی غیبت میں اُن کے ظہور کے منتظر ہوں گے اور ظہور کے بعد اُن کی اطاعت کریں واقعًا وہی لوگ اولیائے خدا ہیں جن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی حزن وملال۔)

(۷۷) غیبت کے بعد ہی فرج کی توقع رکھو

ابی نے سعد سے، سعد نے ابراہیم بن مہزیار سے، ابراہیم نے اپنے بھائی علی سے علی نے علی بن محمد بن زیاد سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو الحسن ؑ سے ایک عریضے کے ذریعے سے دریافت کیا کہ: کشادگی کب آئیگی؟ آپ نے تحریر فرمایا: "جب تمہارا صاحب (امام) ظالموں کے ملک سے غیبت اختیار کرلے تو اس کے بعد توقع رکھنا کہ اب کشادگی آنے والی ہے۔"

★ کتاب الامامۃ والتبصرہ میں علی بن مہزیار سے مندرجہ بالا روایت منقول ہے۔ (اکمال الدین)

قارئینِ کرام!

کتاب "بحار الانوار" کی موجودہ جلد جو حضرت امام آخر الزمان ؑ کے مکمل حالاتِ زندگی پر تحریر کی گئی ہے۔ کیونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تین جلدوں (۵۱، ۵۲ اور ۵۳) پر مشتمل ہے۔ ان تینوں میں ۳۱ ابواب ہیں جن کا اُردو ترجمہ تقریبًا ۱۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ضخامتِ کتاب زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کو دو جلدوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

جلد ۱۱ میں ۲۲ ابواب کا آپ مطالعہ کرچکے ہیں، باقی ۹ ابواب کا مختصر تعارف منسلک درجِ ذیل کیا جاتا ہے جس کی تفصیل جلد ۱۲ میں انشاءاللہ آپ عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے:

بحار الانوار جلد ۱۲ کا مختصر تعارف

باب ۲۳ : غیبتِ کبریٰ میں دیدارِ امامؑ کے دعویدار اور حالاتِ غیبت۔

باب ۲۴ : ہمارے قریبی زمانے میں جو لوگ آپؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

باب ۲۵ : علاماتِ ظہور، خروجِ سفیانی اور خروجِ دجّال کا ذکر۔

باب ۲۶ : حالاتِ یومِ ظہور۔

باب ۲۷ : سیرت و اخلاقِ امامؑ، تعدادِ اصحاب اور ان کے حالات۔

باب ۲۸ : ظہورِ امامؑ کے وقت کیا ہوگا؟
"بروایت مفضل بن عمرؒ"

باب ۲۹ : زمانۂ رجعتِ امامِ قائم علیہ السلام (نہایت اہم باب)

باب ۳۰ : امامؑ کے نائبین اور ان کی اولاد اور یہ کہ، اُن کے بعد کیا ہوگا؟

باب ۳۱ : تحریری احکامات و توقیعات جو بارگاہِ امام قائم علیہ السلام سے صادر ہوئے۔

کتاب بحار الانوار

از علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ

(واعظین و ذاکرین کے لیے بے نظیر و بے مثال تحفہ)

جلد اوّل اِس جلد میں مکمل حالات سوانح حضرت امام حسینؑ درج ہیں۔ مثلاً معجزات، مناجات، آیات درشانِ امام حسینؑ، شہادت کی پیشگوئی، انبیاء و مرسلین علیہ السلام کی زبانی، مراتب زائرین حسینؑ، قاتلانِ امام حسینؑ کا انجام، مدینہ سے روزِ عاشورہ تک کے حالات، ہر انصار و صحابی اور دوستدار کی شہادت، شہادت عظمیٰ پر اعتراضات اور اُس کے مدلل جوابات، علاوہ ازیں معتبر و مستند کتب سے واقعات کربلا مندرج ہیں۔

قیمت قسم اوّل /۔ روپے

جلد دوم اس میں اہل حرم کی اسیری، کوفہ و شام کے دردناک واقعات سرِ حسینؑ کے واقعات، اہلِ حرم کی مدینہ کو واپسی، خروجِ مختار، قبرِ امام حسینؑ پر امّت کے انتہائی مظالم، روضۂ مبارک سے معجزات کا ظہور بہت تفصیل سے درج ہے۔ قیمت /۔ روپے

جلد سوم اِس کتاب میں جناب فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء العالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کے حالات مقدسہ مندرج ہیں۔ قیمت مجلد /۔ روپے

جلد چہارم اِس جلد میں حضرت امام باقر علیہ السلام کے حالاتِ زندگی درج ہیں اور معلومات کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔

جلد پنجم اِس کتاب میں حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کے حالاتِ زندگی نیز آپ کے معجزات، ورودِ نیشاپور اور حالاتِ شہادت درج ہیں۔

جلد ششم اِس کتاب میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے مفصل حالات درج ہیں مثلاً معجزات، خُلق، عبادت، شہادت، حُزن و بکا، آپکے عہد کے خلفاء بنی اُمیہ اور ان کے حالات، اقوالِ امامؑ وغیرہ موجود ہیں۔ صفحات ۲۰۰ سائز ۲۶×۲۰

جلد ہفتم اِس جلد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حالات زندگی، نیز آپؑ کی دینی خدمات و معجزات و اقوال درج ہیں۔

جلد ہشتم اِس کتاب میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی سوانح حیاتِ طیبہ بالتفصیل مندرج ہیں۔ علاوہ ایں آپ سے منسوب کردہ روایات شامل ہیں۔

جلد نہم اِس کتاب میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی مفصل حیات طیبہ آپ کی کمسنی اور نوجوانی میں علمائے نصاریٰ سے مناظرہ اور شہر مدائن وغیرہ کے واقعات درج ہیں۔